علم نحو کے موضوع پر جدید منفرد انداز کی حامل کتاب

عِنَايَةُ النَّحْوْ

شرح

هِدَايَةُ النَّحْوْ

نحوی مسائل کی تفہیم کا نیا طریق کار

آیات واحادیث کی بے شمار مثالیں

مسلک اہل حق کی ترجمانی

طلبہ کی ذہن سازی

جدید دلچسپ تمرینات

نحوی لطیفے

ترکیب کا نیا انداز

مجموعہ دروس

مولانا محمد سیف الرحمٰن قاسم
فاضل مدرسہ نصرۃ العلوم (گوجرانوالہ) وجامعۃ ام القریٰ (مکہ مکرمۃ)

جامعة الطيبات للبنات الصالحات
گلی نمبر 4 ○ محلہ کنور گڑھ ○ کالج روڈ ○ گوجرانوالہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدَانَا لِهٰذَا
وَمَا کُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْ لَا اَنْ هَدَانَا اللّٰهُ

علم نحو کے موضوع پر جدید و منفرد انداز کی حامل کتاب

جس میں نحوی مسائل وتراکیب کا نیا انداز، آیات واحادیث کی بے شمار مثالیں جدید تمرینات، اور نحو کے ساتھ ساتھ اہل حق کے مسلک کی ترجمانی کی گئی ہے۔

مجموعہ دروس

(مولانا) محمد سیف الرحمٰن قاسم
فاضل مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ
وجامعۃ ام القریٰ مکہ مکرمۃ

☆ ناشر جامعۃ الطیبات للبنات الصالحات گوجرانوالہ ☆

ملنے کا پتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام کتاب: عنایۃ النحو شرح ھدایۃ النحو

افادات: محمد سیف الرحمن قاسم عفی عنہ

(مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ میں پڑھائے ہوئے دروس کا مجموعہ)

جمع کردہ: محمد عنایت الرحمن بالاکوٹی غفرلہ

طبع دوم صفر 1429ھ بمطابق فروری 2008ء

ناشر: جامعۃ الطیبات للبنات الصالحات گوجرانوالہ

ملنے کا پتہ ادارہ نشر واشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست کتاب عنایۃ النحو شرح ھدایۃ النحو

تعارف

الحمد لله رب العالمين و الصلوة والسلام على رسوله خاتم الانبياء و المرسلين و على آله و اصحابه اجمعين' اما بعد!

میٹرک کے بعد جب اللہ تعالی کے فضل و کرم سے دینی تعلیم کا شوق پیدا ہوا تو محترم نانا جان حضرت مولانا غلام ربانی الحسینی فاضل دیوبند مدظلہ نے جامعہ فاروقیہ کراچی بھیج دیا چند ماہ وہاں تعلیم حاصل کی شعبان رمضان کی تعطیلات میں دورہ صرف کے لئے اساتذہ نے گوجرانوالہ بھیج دیا وہاں حضرت مولانا محمد سیف الرحمن صاحب قاسم سے استفادے کا موقعہ ملا سادگی اور علمی پختگی سے بڑا متاثر ہوا اللہ تعالی سے توفیق دی اگلے سال مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ میں داخل ہوگیا۔

وہاں ایک عظیم نعمت یہ ملی کہ امام اہل سنت و الجماعت شیخ الحدیث و التفسیر حضرت مولانا سرفراز خان صاحب صفدر دامت برکاتہم العالیہ سے شعبان رمضان ۱۴۱۴ھ میں دورۂ تفسیر اور بعد ازاں ۱۴۲۲ھ میں دورہ حدیث کا شرف حاصل ہوا۔

دوسری نعمت یہ ملی کہ درجہ ثانویہ عامہ میں حضرت مولانا محمد سیف الرحمن قاسم متعنا اللہ بطول حیاتہ سے نحو کی مشہور کتاب ھدایۃ النحو پڑھنے کا موقعہ ملا روز مرہ پڑھائے گئے سبق کے متعلق سوالات حل کرنے کو دیئے جاتے جن کے جوابات لکھ کر دوسرے دن دکھلاتا جہاں تصحیح و اضافہ کی ضرورت ہوتی استاد محترم کردیتے جب کاپی اختتام کو پہنچی تو ان اسباق کو طبع کرانے کا وعدہ کیا مجھے تو کوئی امید نہ تھی کہ اس وعدے کو پورا کرپائیں گے کیونکہ ایک شاگرد کے لئے کاپی کا لکھنا آسان کام مگر اس کو طبع کرانا ایک مشکل کام ہے۔ کتابت ' تصحیح اور اضافہ اپنی جگہ مگر نقشوں کا بنوانا پھر ان کو اپنی جگہوں پر سیٹ کرنا نہایت محنت طلب کام تھا بڑی محنت سے یہ سارا کام سرانجام پایا اللہ تعالی قبول فرمائے اور اس پر اجر عظیم عطاء فرمائے

عنایۃ النحو کا اعلان تو اساس المنطق حصہ اول کے آخر میں سنہ ۱۹۹۶ء کر دیا تھا اس کے بعد بازار میں کئی نئی شروحات بھی طبع ہوگئی ہیں مگر عنایۃ النحو خدا تعالی کے خاص فضل و کرم سے متعدد خصوصیات کی بنا پر اپنا الگ ہی مقام رکھتی ہے

اس کا انداز بڑا دلچسپ و نرالا پھر دینی مدارس اور سکول و کالج کے طلبہ کے لئے یکساں مقبول و مفید ہے۔ قواعد کا اجراء قرآن مجید احادیث مبارکہ 'کتب ادب اور فقہ سے مثالیں دے کر کیا گیا ہے اور نہایت خوبصورت انداز میں مسلک کی ترجمانی بھی کی گئی ہے۔ طریقہ تفہیم اتنا مؤثر ہے کہ اس کتاب عنایۃ النحو کو بنظر غائر پڑھنے کے بعد کافیہ ہو یا شرح جامی 'کتاب سیبویہ ہو یا المفصل ' مغنی اللبیب ہو یا قطر الندی یا ان کی شروحات ان شاء اللہ بہت آسان معلوم ہوں گی۔

اللہ تعالی ہم سب کو دین حق پر کاربند رکھے اور دنیا سے ایمان سلامت لے جانے کی سعادت سے مالا مال فرمائے کتاب ھذا کو طلباء علم دین کے لئے نفع بخش بنائے اور اس عاجز کی ادنی سی کوشش کو اپنے ہاں قبول و منظور فرمائے

آمین برحمتک یا ارحم الراحمین

فقط

عنایت الرحمن بالاکوٹی عفی عنہ

۲۶ ربیع الثانی سنہ ۱۴۲۵ھ

بروز منگل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتساب

ارشاد باری تعالیٰ ہے:" ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا " (سورہ فاطر آیت ۳۲) ترجمہ :" پھر ہم نے یہ کتاب ان لوگوں کے ہاتھ میں پہنچائی جن کو ہم نے اپنے بندوں میں سے پسند فرمایا" ' ارشاد نبوی ہے:" یحمل ھذا العلم من کل خلف عدولہ " الحدیث رواہ البیہقی (مشکوۃ ج۱ ص۸۲) ترجمہ:" لیں گے اس علم کو یعنی علم کتاب و سنت کو ہر آنے والی جماعت سے نیک اس کے یعنی ثقہ اور قابل اعتماد " نیز فرمایا:" لا یزال من امتی امۃ قائمۃ بامر اللہ " (شرح السنہ ج۱۴ ص ۲۱۳ بخاری ج۱ ص۱۶ ' مسلم ج۳ ص ۱۵۲۵ ترمذی ج۲ ص۴۳ مشکوۃ ج ۳ ص۱۷۷۹) ترجمہ:" ہمیشہ رہے گی میری امت سے ایک جماعت اللہ کے حکم کو قائم کرنے والی "

سبحان اللہ دنیا بھر کے ادیان میں دین اسلام ہی ایسا دین ہے جس کا ثبوت اپنے نبی ﷺ سے متواتر ہے بعض چیزوں کا ثبوت تواتر اسناد کے ساتھ ہے بعض کا تواتر طبقہ کے ساتھ بعض کا تواتر قدر مشترک کے ساتھ ہے اور کتنی عجیب بات ہے کہ اسلام کا تواتر جس جماعت کے ذریعے ہے اس جماعت کا ذکر جس حدیث میں ہے وہ حدیث سند کے اعتبار سے متواتر ہے شیخ خلیل ابراہیم ملا خاطر متعنا اللہ بطول حیاتہ فرماتے ہیں و مما خص اللہ بہ ھذہ الامۃ ان لا یجمعھا علی ضلالۃ' و انہ ستبقی منھا طائفۃ علی الحق ظاھرین حتی یقاتل آخرھا الدجال و حتی قیام الساعۃ و الحدیث فی ھذا الموضوع متواتر و الحمد للہ۔

قال ﷺ "لا تزال طائفۃ من امتی ظاھرین علی الحق ' لا یضرھم من خذلھم حتی یاتی امر اللہ وھم کذلک " "و الحدیث فی الصحیحین و غیرھما عن جابر و معاویۃ بن ابی سفیان و المغیرۃ بن شعبۃ و عقبۃ بن عامر و سعد بن ابی وقاص و جابر بن سمرۃ و ثوبان و ابی ھریرۃ و ابی امامۃ عمر بن الخطاب و جبیر بن نفیر و غیرھم رضی اللہ عنھم۔

حاشیہ میں لکھتے ہیں استوعبت طرقہ۔ حسب ما امکننی۔ فبلغت عن عشرین صحابیا فی تعلیقی علی کتاب " مسالۃ الاحتجاج بالشافعی....." للخطیب البغدادی صفحۃ (۴۴ - ۴۷) طبع الریاض وانظر النظم المتناثر صفحۃ ۹۳. (عظیم قدرہ ﷺ و رفعۃ مکانتہ عند ربہ عز وجل صفحہ ۱۳۰ ' ۱۳۱)

دنیا بھر کی کتابوں میں قرآن ہی زبان سے پڑھا جاتا ہے باقی کتابوں کا مطالعہ تو ہوتا ہے مگر ساری کتاب کی زبان سے یوں تلاوت نہیں کی جاتی شاید ہی پورے ملک میں کوئی شخص ہوگا جس نے عیسائیوں کی کتاب مقدس کے اردو ترجمہ کو شروع سے آخر تک زبان سے پڑھا ہو اردو ترجمہ اس لئے کہا کہ اصل تورات و انجیل تو ان کے پاس ہے ہی نہیں۔

قرآن کریم اللہ تعالی کی کتاب ہے اس کی صداقت نبی کریم ﷺ کی امانت و دیانت سے معلوم ہوئی آپ ﷺ کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین کی عدالت حجت بنی پھر امت کا یہ طبقہ متواترہ اس کی دلیل بن گیا آج اس طبقہ علماء کی وجہ سے ہم یہ بجا طور پر یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارا دین آپ ﷺ تک بالیقین ثابت ہے اس طبقہ علماء کی وجہ سے یہ دین زندہ ہے اگر یہ طبقہ نہ ہوتا تو عالم اسباب کے اعتبار سے یہ دین ختم ہوچکا ہوتا۔

عیسائی اپنی عقائد و تعلیمات کو اپنی مرکزی ہستی حضرت عیسی علیہ السلام تک ٹھوس دلائل سے ثابت نہیں کرسکتے کیونکہ موجودہ عیسائیت کا مدار پولس کی تعلیمات اور تشریحات پر ہے اور پولس حضرت عیسی علیہ السلام کے زمانے میں آپ کے ماننے والوں کو ستاتا رہا اور حضرت عیسی علیہ السلام کے رفع الی السماء کے بعد اپنے طور پر عیسائیت کا اعلان کردیا (دیکھئے رسولوں کے اعمال باب ۲۲ آیت ۳ تا ۱۲) اور حضرت عیسی علی نبینا و علیہ الصلاۃ و السلام کے حواریین سے ملے بغیر ہی اس نے عیسائیت کا پرچار شروع کیا چنانچہ پولس لکھتا ہے

" اور میں نے یہی حوصلہ رکھا کہ جہاں مسیح کا نام نہیں لیا گیا وہاں خوشخبری سناؤں تاکہ دوسرے کی بنیاد پر عمارت نہ اٹھاؤں " (رومیوں کے نام پولس رسول کا خط باب ۱۵ آیت ۲۰) اور حسب منشا اس میں تبدیلیاں کرڈالیں ایک جگہ لکھتا ہے

" میں یہودیوں کے لئے یہودی بنا تاکہ یہودیوں کو کھینچ لاؤں جو لوگ شریعت کے ماتحت ہیں ان کے لئے میں شریعت کے ماتحت ہوا تاکہ شریعت کے ماتحتوں کو کھینچ لاؤں اگرچہ خود شریعت کے ماتحت نہ تھا بے شرع لوگوں کے لئے بے شرع بنا تاکہ بے شرع لوگوں کو کھینچ لاؤں "(کرنتھیوں کے نام پولس رسول کا پہلا خط باب ۹ آیت ۲۰، ۲۱)

تورات و انجیل کو ایک ہی دفعہ نازل کردیا گیا تھا اور حضرت موسی اور حضرت عیسی علی نبینا و علیہما الصلوۃ و السلام کو صرف بنی اسرائیل کے لئے مبعوث فرمایا گیا مگر یہودیوں اور عیسائیوں کے علماء تورات و انجیل کے معانی و تشریحات تو کجا اس کے نازل شدہ کلمات تک کی حفاظت نہ کرسکے آج انجیل کے نام سے جو کتابیں ملتی ہیں وہ حقیقت میں بعد کے لوگوں کی طرف سے حضرت عیسی علیہ السلام کے حالات پر لکھی گئی کتابیں ہیں جیسا کہ تیسری انجیل یعنی انجیل لوقا کے شروع اور چوتھی انجیل یعنی انجیل یوحنا کے آخر سے معلوم ہوتا ہے لوقا کی انجیل کے شروع میں ہے

" چونکہ بہتوں نے اس پر کمر باندھی ہے کہ جو باتیں ہمارے درمیان واقع ہوئیں ان کو ترتیب وار بیان کریں جیسا کہ انہوں نے جو شروع سے دیکھنے والے اور کلام کے خادم تھے ان کو ہم تک پہنچایا اسلئے اے معزز تھیفلس میں نے بھی مناسب جانا کہ سب باتوں کا سلسلہ شروع سے ٹھیک ٹھیک دریافت کرکے ان کو تیرے لئے ترتیب سے لکھوں تاکہ جن باتوں کی تو نے تعلیم پائی ہے ان کی پختگی تجھے معلوم ہوجائے " (لوقا کی انجیل باب ۱ آیت ۱ تا ۳)

انجیل یوحنا کے آخر میں لکھا ہے " اور بھی بہت سے کام ہیں جو یسوع نے کئے اگر وہ جدا جدا لکھے جاتے تو میں سمجھتا ہوں کہ جو کتابیں لکھی جاتیں ان کے لئے دنیا میں گنجائش نہ ہوتی " (یوحنا کی انجیل باب ۲۱ آیت ۲۵)

الغرض ادیان سابقہ میں اسلام ہی متواتر ہے اس لئے ادیان سابقہ میں اسلام کے علاوہ کوئی دین قابل قبول نہ رہا عیسی علیہ السلام بے شک سچے نبی ہیں لیکن جب ان کی تعلیمات ہی معلوم نہ ہوں تو ان کی اتباع ہی نہ ہوسکے گی تو ان کے دین کو اختیار کرنے سے نجات کیسے ہوگی ؟ الغرض ادیان سابقہ میں اسلام ہی قابل قبول ٹھہرا پھر اسلام کے اندر ختم نبوت کا عقیدہ بھی متواتر ہے اس لئے نہ اسلام سے پہلے کا کوئی دین قابل قبول ہوا اور نہ اسلام کے بعد کا۔ اسلام سے پہلے کا تو اس لئے نہیں کہ اس کی تعلیمات قطعی طریق سے ثابت نہیں اور اسلام کے بعد والا اس لئے کہ وہ ختم نبوت کے عقیدہ کے خلاف ہے۔ ہمیں دل و جان سے اللہ تعالی کا شکر ادا کرنا چاہیئے جس نے ہمیں ایسا محکم دین عطا فرمایا اور دین کا درد رکھنے والے ایسے علماء حق سے تعلق نصیب کیا۔ یہ راقم اپنی اور عزیز محترم مولانا عنایت الرحمن بالاکوٹی دامت برکاتہم العالیہ کی اس کاوش کا

انتساب

اسی بابرکت طبقہ کی طرف کرتا ہے اس امید پر کہ اس دین کی کوئی بات آئندہ نسل تک پہنچانے کا شرف حاصل ہوجائے اور اس تمنا کے ساتھ کہ ہمیں اور ہمارے متعلقین کو قیامت کے دن اس طبقہ کے خدام میں شمولیت کا شرف نصیب ہوجائے آمین

کتبہ

محمد سیف الرحمن قاسم عفی عنہ

۶ جمادی الاولی ۱۴۲۴ھ ۷ جولائی ۲۰۰۳ء

بوقت نو بجکر دس منٹ صبح

جامعۃ الطیبات للبنات الصالحات

گلی نمبر ۴ محلہ کنور گڑھ کالج روڈ گوجرانوالہ

تقریظ سامی من جانب امام اہل السنۃ شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد سرفراز خان صاحب صفدر دامت برکاتہم العالیہ فاضل دار العلوم دیوبند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی اعز اهل العلم والاسلام، والصلاۃ والسلام علی خاتم الرسل و خیر الانام وآلہ وصحبہ الراشدین البررۃ الکرام والساعین لنشر الدین وغلبۃ الاسلام، اما بعد!

علم صرف اور علم نحو جملہ معارف عربیہ اسلامیہ کی تحصیل کے لئے اساس کی حیثیت رکھتے ہیں ان دونوں علوم میں رسوخ حاصل کئے بغیر عربی علوم و فنون سے کما حقہ استفادہ محال ہے اصحاب علم و دانش کا معروف قول "الصرف ام العلوم والنحو ابوھا "ان علوم کی حیثیت و اہمیت پر لاریب دلیل ہے۔

علم النحو کے قواعد و ضوابط پر مشتمل علامہ ابن حاجب رحمہ اللہ کی شہرت یافتہ تصنیف "الکافیہ" جو عبارت کے ایجاز و اختصار کی بناپر دقیق و غامض اسلوب کی ایک منفرد اور مشکل کتاب ہے اس کے جامع، مختصر اور پیچیدہ انداز کو سمجھنے کے لئے مذکورہ کتاب کی ترتیب پر تصنیف شدہ "ھدایۃ النحو" کے نام سے موسوم ایک کتاب مدارس عربیہ کے نصاب تعلیم میں شامل ہے جس میں کافیہ کی ترتیب پر علم نحو کے قواعد کو قدرے وضاحت سے نیز اس کے پیچیدہ مسائل کو برائے تسہیل امثلہ کے ساتھ بیان کیا گیا ہے تاکہ "ھدایۃ النحو" کے پڑھنے کے بعد کافیہ کو سمجھنے کی استعداد حاصل ہوسکے۔

زیر نظر انتہائی بسط و تفصیل کی حامل ضخیم کتاب "عنایۃ النحو" جو ھدایۃ النحو کی جامع شرح ہے یہ جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ اور جامعہ ام القری مکہ مکرمہ کے فارغ التحصیل فاضل جلیل حضرت مولانا سیف الرحمن قاسم مدظلہ کے معلومات افزاء تدریسی افادات کا املائی مجموعہ ہے جسے فاضل مذکور کے تلمیذ رشید جناب عنایت الرحمن سلمہ اللہ تعالی نے مدرسہ نصرۃ العلوم میں ان سے دوران تعلیم مرتب کیا شرح مذکور میں جہاں ھدایۃ النحو کے قواعد و ضوابط کے اجراء کی بصورت سوال جواب تمرینی و مشقی ترتیب اختیار کر کے مجملات کو تفصیلات اور مشکلات کو تسہیلات میں ڈھالا گیا ہے تو وہاں نحوی قواعد کے ضمن میں موقع و محل کی مناسبت سے پاسبان مسلک حق اہل السنۃ والجماعۃ اکابر علماء دیوبند کے عمیق و وقیع نقطہ نظر، جاندار و پر اعتدال موقف اور ان کی عمدہ تعبیرات و توجیہات کی توضیح و تصریح کا اہتمام کر کے معاندین کے بے جا اعتراضات کا رد کیا گیا ہے ۔ جس سے مبتدی طلبہ کے لئے نہ صرف یہ کہ کتاب کا سمجھنا آسان ہوگیا ہے بلکہ اس طریق و اسلوب سے قواعد و مسائل کی پختگی کے ساتھ ساتھ طلبہ کی استعداد میں خاطر خواہ اضافہ اور ان کی مسلکی تربیت کا بھی قوی امکان ہے۔

بندہ اپنی پیرانہ سالی، عدیم الفرصتی اور عوارضات مختلفہ کی بناء پر کتاب ھذا کے مطالعہ سے گو یکسر معذور ہے مگر رسوخ فی العلم، صلوح فی العلم، خلوص فی العمل، صلوح فی السیرۃ اور نصوح للجمیع جیسے قابل قدر خدا داد اوصاف کے پیش نظر اس تالیفی محنت و کاوش کو لائق استفادہ خیال کرتا ہے اور خدائے بزرگ و برتر کی بارگاہ میں موصوف کی ہمہ جہت ترقی کی تمنا کے ساتھ ساتھ دعاگو ہے کہ وہ اس نیک سعی کو شرف قبولیت سے نواز کر

فلاح دارین کا ذریعہ اور شائقین و طالبین علوم عربیہ کے لیے مفید و نافع بنا کر علمی ترقی کا زینہ بنائے ۔ آمین

یہ تحریر حضرت والد محترم مدظلہ کے حکم سے بندہ عاجز حماد الزہراوی نے لکھی ہے ۔ (دستخط) زہراوی

(دستخط حضرت شیخ دامت برکاتہم) [illegible] ۱۷ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۵ھ

۴ اگست ۲۰۰۴ء

تقریظ عالی قدر من جانب استاذ محترم حضرت مولانا مفتی عبد القدوس ترمذی دامت برکاتہم جانشین فقیہ العصر مولانا مفتی عبد الشکور ترمذی رحمہ اللہ مہتمم جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا

باسمہ سبحانہ و تعالیٰ

الحمد للہ و کفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی، اما بعد!

احقر نے کتاب لاجواب " عنایۃ النحو شرح ھدایۃ النحو مؤلفہ و مرتبہ فاضل گرامی قدر حضرت مولانا سیف الرحمن صاحب قاسم مدظلہم العالی کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔ یقیناً یہ دیکھ کر بے حد خوشی ہوئی کہ " ھدایۃ النحو کی یہ شرح حل مسائل نحو و کشف مطالب کتاب پر پوری طرح مشتمل ہونے کے ساتھ بہت سے اہم فوائد و فرائد کو بھی حاوی ہے ۔ جا بجا تمرینات اور اہم مباحث کے نقشوں نے نحوی مسائل کو بے حد آسان کردیا ہے بلاشبہ یہ کتاب علم نحو سے متعلق لکھی گئی طویل و اطول کتب و شروحات سے بے نیاز اور مستغنی کرنے والی ہے اور مغلق اور مشکل اور پیچیدہ مسائل کے حل کے لئے کافی وافی شافی ہے ۔

اس شرح کی گوناگوں محاسن اور خوبیوں میں سے ایک اہم خوبی یہ ہے کہ فاضل مؤلف نے اس میں موقع کی مناسبت سے جابجا مسلک حق اھل السنۃ والجماعۃ کے مسلک اور عقائد کی بڑی خوبی کے ساتھ وضاحت کی ہے اور اہل حق پر کئے جانے والے بے جا اعتراضات کا کامیاب دفاع بھی فرمایا ہے اس طرح یہ کتاب نحوی مسائل پر مشتمل ہونے کے ساتھ علماء دیوبند اہل حق کے مسلک و مشرب کے سمجھنے میں بھی بڑی مدد و معاون ہے ۔غرضیکہ اس کی خوبیاں اور جامعیت دیکھنے سے ظاہر و باہر ہے ع عیاں راچہ بیاں ۔

وفی طلعۃ الشمس ما یغنیک عن زحل

اللہ تعالیٰ مؤلف علام کو بہت بہت جزا عطا فرمائیں اور اس سعی کو قبول و منظور فرماویں آمین ۔ اہل علم و اہل حق سے امید ہے کہ وہ اس کتاب کو ہاتھوں ہاتھ لیں گے اور اس کی قدر فرمائیں گے ۔

واللہ الموفق و المعین

فقط

احقر عبد القدوس ترمذی غفر لہ

خادم طلبہ جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا

۲۳ ذو الحجہ سنہ ۱۴۲۴ھ

تقریظ من جانب استاذ محترم حضرت مولانا قاری محمد الیاس صاحب مدظلہ مدیر جامعہ مدینۃ العلم فیصل آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد!

علم دین کو بقدر ضرورت حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے کیونکہ اس کے بغیر اپنے فرائض و واجبات کو ادا نہ کرسکے گا اور وسعت کے ساتھ علم دین کو حاصل کرنا اور اسی طرح عربی لغت ' نحو ' صرف کا علم حاصل کرنا فرض کفایہ ہے یعنی اگر مسلمانوں کا کوئی طبقہ ان علوم کو حاصل نہ کرے گا تو سب گناہ گار ہوں گے وجہ ظاہر ہے کہ مسلمانوں کے تمام احکام کا اصل منبع و سرچشمہ قرآن وحدیث ہے اور یہ عربی زبان میں ہیں اور عربی زبان ان علوم کو جانے بغیر نہیں آتی لہٰذا ان علوم کا جاننا فرض کفایہ ہے یہی وجہ کہ قرن اول سے اب تک ان علوم کی خدمت ' تعلیم و تعلم اور ترویج و اشاعت کا کام ہوتا رہا ہے ان علوم پر بے شمار کتابیں لکھی گئیں پھر ان کتابوں کی شروح و حواشی لکھے گئے مثلاً علم نحو پر ایک کتاب "کافیہ" لکھی گئی جو بہت ہی معتبر اور جامع مانع ہے پھر اس کی تشریح کے لئے "شرح ملا جامی رحمۃ اللہ علیہ" لکھی گئی پھر اس کو واضح کرنے کے لئے "ملا عبد الغفور رحمۃ اللہ علیہ" نے حاشیہ لکھا پھر اس کے دلائل کو پختہ کرنے کے لئے علامہ "نور محمد مدقق رحمۃ اللہ علیہ" اور علامہ "عبد الحکیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ" نے اس پر تعلیقات لکھے پھر ان علیقات پر حواشی لکھے گئے ان شروح و حواشی میں علم نحو سے متعلق مسائل اور دلائل و نکات کا ایک ایسا بڑا ذخیرہ جمع ہوگیا جس کی مثال نہ دوسرے مذاہب پیش کرسکتے ہیں اور نہ عربی کے علاوہ کوئی اور زبان دکھا سکتی ہے یہی حال باقی علوم اسلامیہ کا ہے۔

حضرت مولانا سیف الرحمن صاحب زید مجدہ نے بھی علم نحو کی تسہیل و تفہیم کی غرض سے اردو میں ہدایۃ النحو کی شرح لکھی اور بہت عرق ریزی اور جانفشانی سے کام لیا ہے (اس عاجز نے مدرسہ عربیہ اشرف المدارس فیصل آباد میں علم النحو سے کافیہ تک فن نحو کی کتابیں حضرت قاری صاحب کے پاس ہی پڑھی ہیں۔ قاسم) مولانا نے اس میں کافی علمی ذخیرہ دلچسپ معلومات کے ساتھ جمع کردیا ہے بہت ہی قیمتی اور پیچیدہ مسائل کو قواعد نحو کی روشنی میں عام فہم انداز اور امثلہ سے سمجھانے کی بھرپور کوشش کی ہے امید ہے کہ طلباء اس سے خوب فائدہ اٹھائیں گے اگر طالب علم پوری محنت کے ساتھ اس شرح اور اس میں مندرج مسائل کو ذہن نشین کرلے گا تو وہ دوسرے طلباء کے لئے قابل رشک بن سکتا ہے اللہ تعالیٰ اس کتاب کو شرف قبولیت سے نوازے اور مولانا موصوف کے لئے ذخیرہ آخرت بنائے۔

کتبہ

(مولانا قاری) محمد الیاس عفی عنہ

خادم مدینۃ العلم فیصل آباد

۱۵/۵/۲۰۰۴

التقريظ للاستاذ ابراهيم محمد ـ متعنا الله بطول حياته ـ المدرس بدار العلوم ـ افريقيا الجنوبية

الحمد لله الذى خلق الانسان و علمه البيان و خلق اللغات و سهلها على الانسان و الصلوة و السلام على سيد الانس و الجان محمد النبى الامى العربى و على آله و صحبه و من تبعهم الى يوم الدين

و بعد! ان اللسان العربى لسان الرسول ﷺ و لسان اهل الجنة فينبغى لكل مسلم ان يتعلمه ولا سيما لطالب علم الدين فعليه ان يجتهد فى هذا الطريق حتى يصل الى الكمال ومن جد وجد

ومن طلب العلى سهر الليالى

اقول مع الاسف ان أكثر الطلاب فى هذا الزمن لا يجدون فى علم النحو و الصرف و يحسبون انه ثقل على أكتافهم ولا يرغبون فيه و نتيجة لهذا يبقى استعدادهم ضعيفا فى هذا الفن ولا يحسنون مطالعة كتب علمية غير كتب منهجهم الدراسى ـ

قد اتيحت لى فرصة فى رمضان ۱۴۲۴ھ فى زامبيا ان ادير نظرى على صفحات الكتاب " عناية النحو شرح هداية النحو " للشيخ الفاضل المصنف الاستاذ محمد سيف الرحمن قاسم فوجدت الشرح مفيدا جدا قد احسن الشارح فاجاد و افاد فاسلوبه واضح و بديع شرح الكتاب مفصلا من البداية الى النهاية وجاء بامثلة كثيرة عميقة لا تكاد توجد فى كتب اخرى و طريقه انيق فقد قدم مع الشرح مسلك أكابر العلماء و عقائدهم و ذوقهم السليم و مزاجهم الجميل واراد ان يقدم للاساتذة و التلامذة اسلوبا جديدا لتعليم الفن وتطبيقه و اظن انه قد فاز بالمرام و فتح بابا عظيما للشارحين و المصنفين تقبل الله سعيه و جعله مفيدا للمعلمين و الطلاب آمين

۲۸ رمضان ۱۴۲۴ھ

ابراهيم محمد

نزيل زامبيا

تقریظ مولانا ظفر فیاض صاحب مدظلہ مدرس نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ و کفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی خصوصا علی سیدنا و رسولنا المجتبی محمد المصطفی وعلی آلہ و صحبہ نجوم الھدی و من بھدیھم اقتدی

زیر نظر کتاب ھدایۃ النحو کی شرح "عنایۃ النحو مولانا قاری محمد سیف الرحمن قاسم مدظلہ کی تحریر کردہ ہے۔ مولانا مدرسہ نصرۃ العلوم کے فاضل اور ہمارے سینئر ساتھیوں میں سے ہیں اور پھر مدرسہ نصرۃ العلوم میں کئی سال شعبہ کتب میں بڑی محنت سے پڑھایا بھی ہے

مولانا تعارف کے محتاج نہیں لیکن چونکہ میری ان سے تدریسی سرگرمیوں کے حوالے سے شراکت رہی ہے اس لئے بے ساختہ کچھ ان کے بارے میں لکھنے بیٹھ گیا مولانا کا تعلیمی انداز اور مزاج دونوں عام مدرسین کی نسبت جدا ہیں صرف و نحو' منطق علم تفسیر و فقہ وغیرہ علوم و فنون کو روایتی انداز میں نہیں پڑھایا بلکہ اس خواہش اور جذبہ سے (جو ان کا مزاج بھی ہے) پڑھایا کہ طالب علم کو فن سے مناسبت ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے مسلک سے بھی آگاہی ہوتی رہے ان کی یہ کاوش صرف تقریری صورت میں ہی نہ رہی بلکہ یہ تحریر کا روپ بھی دھار گئی

اس جذبے کا نتیجہ تھا کہ آپ نے پہلے علم الصرف پر مفتاح الصرف کے نام سے ایک جدا انداز میں کتاب تحریر کی پھر الحاق کے موضوع پر مستقل رسالہ تحریر کیا نیز خاصیات ابواب پر بھی آپ کا رسالہ بستان الصرف ہے نیز تیسیر المنطق جو ایک مختصر رسالہ ہے' کی دو شرحیں تحریر کیں جن میں ایک مفصل (دو جلدوں پر مشتمل ہے) اور ایک مختصر ہے مفصل شرح آپ کے جذبے اور انداز کو خوب واضح کرتی ہے اب علم النحو کے موضوع پر ھدایۃ النحو کی شرح عنایۃ النحو آپ کے سامنے ہے اس میں بھی حسب سابق فن کے ساتھ مناسبت پیدا کرنے کے لئے دلکش طریقہ اپنایا ہے اور ساتھ ہی مسلکی حوالے سے دلچسپی کا سامان بھی کر رکھا ہے یعنی پہلے کتاب کا متن پھر ترجمہ اور اس کے بعد متعلقہ عبارت میں جو جو سوالات مناسبہ ہوسکتے تھے نقل کرکے بعد میں حل سوالات کے عنوانات سے تفصیل کردی پھر مزید امثلہ دے کر بھی اجراء کروایا ہے اور سب سے زیادہ آسان کر دینے والی چیز یہ ہے کہ فن کا خلاصہ نقشہ جات کی شکل میں جابجا نظر آتا ہے جس سے طالب علم کے ذہن میں اس کا نقش بیٹھ جاتاہے اگرچہ اس طرح ترتیب دینے سے شرح کی ضخامت بہ نسبت دیگر شروحات کے بڑھ جاتی ہے لیکن اس ضخامت کے اندر جو فوائد پنہاں ہیں اس کو اساتذہ کرام اور محنتی طلباء ضرور سراہیں گے اور بے ساختہ اللہ جل جلالہ کا شکر ادا کریں گے اگر اس شرح کے بارے میں کہاجائے کہ جو طالب علم صرف اچھی طرح سمجھ کر یاد کرلے تو علم نحو کے معتد بہ حصہ کو جان لے گا تو اس میں یقیناً کوئی مبالغہ نہیں ہے

راقم الحروف علم کی راہ کا طالب علم ہے کتاب کی افادیت کے پیش نظر اور مولانا کے حکم کے تحت مشق تحریر کررہا ہوں ورنہ تقریظ اور پھر کسی کتاب پر رائے کا لکھنا تو اس شخص کا کام ہے جو اس فن کا ماہر اور بڑا ہو جبکہ بندہ کسی لائق نہیں

اللہ پاک سے دعاء کرتا ہوں کہ اس شرح کو قبول فرمائے اور آخرت میں نجات کا ذریعہ بنائے اور مولانا کی زندگی' صحت اور لگن میں برکت نصیب فرمائے اور ہم سب کو اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق نصیب فرمائے آمین

ھو الموفق العلی العظیم

بندہ ظفر فیاض

کان اللہ لہ

مدرس مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض حال

الحمد للہ وکفی، وسلام علی عبادہ الذین اصطفی! اما بعد اپنے مافی الضمیر کو بیان کرنے کے لئے انسان بے شمار زبانیں استعمال کرتا ہے۔ زمانے کے ساتھ ساتھ زبانوں میں تبدیلی ہوتی رہتی ہے بلکہ بعض زبانیں مٹ بھی جاتی ہیں۔ کچھ زبانیں بعض وجوہات سے دوسری زبانوں سے ممتاز ہوتی ہیں چنانچہ پاک و ہند کی تمام زبانوں میں جو مقام اردو زبان کو حاصل ہوا کسی اور کو حاصل نہیں ہوا۔ عربی زبان کو یہ شرف حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن پاک اس میں نازل ہوئی اللہ تعالیٰ کے سب سے افضل اور آخری رسول حضرت محمد ﷺ کا کلام اور آپ ﷺ کی تمام احادیث عربی زبان میں ہیں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی زبان عربی تھی دین اسلام کی تمام بنیادی کتابیں عربی زبان میں ہیں۔

اعجاز قرآنی:

قرآن پاک کی حفاظت کا اللہ تعالیٰ نے ذمہ لیا ہے قرآن کریم کی برکت سے عربی زبان زندہ ہے اس کے قواعد محفوظ ہیں کتاب سیبویہ جس طرح آج سے بارہ سو سال پہلے مقبول تھی آج بھی وہ اسی طرح قابل قبول ہے۔ قرآن کریم کی برکت سے ان حضرات کا نام بھی زندہ ہے جنہوں نے قرآن کریم کی کسی طرح بھی خدمت کی یا عربی زبان کے قواعد پر محنت کی ہاں اتنی بات یاد رہے کہ جنہوں نے قرآن کریم کے کلمات پر تو محنت کی اس کے کلمات سے اپنی کتابوں میں استفادہ کیا مگر اس کی محکم آیات کو ترک کرکے متشابہات کے پیچھے پڑگئے یا ان حضرات پر اعتماد نہ کیا جو قرآن کو بعد والوں تک پہنچانے والے ہیں اور خاص طور پر جس نے اہل بیت عظام یا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی ناقدری کی یا دین میں نئے نئے طریقے ایجاد کئے تو ایسوں کا علم ان کے خلاف حجت ہوگا اور ان کو خدا تعالیٰ کے عذاب سے نہ بچا سکے گا۔

نحو و صرف:

متقدمین کی اصطلاح میں نحو کا لفظ علم صرف کو بھی شامل تھا علامہ ابن حاجب رحمہ اللہ نے شافیہ کے شروع میں نحو کو علم الاعراب سے اور صرف کو علم التصریف سے تعبیر کیا ہے کتاب سیبویہ اور المفصل کے اندر صرف اور نحو دونوں کے قواعد موجود ہیں علامہ ابن جماعہ رحمہ اللہ نے جاربردی کے حاشیہ میں لکھا ہے وقد صرح کثیر بان علم النحو مشتمل علی نوعین احدھما علم الاعراب والآخر علم التصریف قالوا و ذلک ان علم النحو مشتمل علی احکام الکلم العربیۃ وتلک الاحکام نوعان افرادیۃ و ترکیبیۃ فالافرادیۃ ھی علم التصریف والترکیبیۃ ھی علم الاعراب ولذلک یقال فی حد علم النحو علم یعرف بہ احکام الکلم العربیۃ افرادا و ترکیبا قالوا و اطلق علی الاحکام الترکیبیۃ علم الاعراب و منھا ما ھو غیر اعرابی تغلیبا انتھی و نقل عن المتقدمین ومنھم سیبویہ ما یوافقہ وھو ظاھر کلام المصنف (حاشیہ

ابن جماعه علی الجاربردی شرح الشافیہ ص ۹) ترجمہ: بہت سے علماء نے اس کی تصریح کی ہے کہ علم النحو دو قسموں پر مشتمل ہے ایک علم الاعراب دوسرا علم التصریف انہوں نے کہا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ علم النحو عربی کلمات کے احکام پر مشتمل ہے اور یہ احکام دو قسم کے ہیں افرادی اور ترکیبی افرادی تو علم تصریف ہے اور ترکیبی علم الاعراب ہے اس لئے علم النحو کی تعریف یوں کی گئی ہے ھو علم یعرف بہ احکام الکلم العربیۃ افرادا و ترکیبا (وہ ایسا علم ہے جس سے کلمات عربیہ کے احکام معلوم ہوں خواہ وہ اکیلے ہوں یا کسی کے ساتھ ملائے ہوئے) علماء نے یہ بات بھی کہی کہ احکام ترکیبیہ کو علم الاعراب تغلیبا کہا جاتا ہے کیونکہ اس میں بعض احکام غیر اعرابی بھی ہیں جیسے (جیسے منادی مفرد معرفہ کا مبنی ہونا) سیبویہ اور دوسرے بعض متقدمین سے اس کے موافق مروی ہے اور مصنف کا ظاہر کلام بھی یہی ہے۔

شارح رضی نے لکھا ہے واعلم ان التصریف جزء من اجزاء النحو بلا خلاف من اھل الصنعۃ (شرح شافیہ ابن الحاجب للرضی ج۱ص۶) ترجمہ: جان تو کہ صرف نحو کے اجزاء میں سے ایک جزء ہے اس میں اہل فن میں سے کسی کو اختلاف نہیں ہے۔ اس پر حاشیہ لکھنے والے علماء نے کہا ہے نقول ھذا علی طریقۃ المتقدمین من النحاۃ فانھم یطلقون النحو علی ما یشمل التصریف الی ان قالوا والمتاخرون علی ان التصریف قسیم النحو لا قسم منہ (حاشیہ شرح شافیہ ابن الحاجب للرضی ج۱ص۶) ہم کہتے ہیں کہ یہ نحاۃ متقدمین کے طریقے پر ہے اس لئے کہ وہ نحو کا اطلاق اس پر کرتے ہیں جو صرف کو بھی شامل ہو پھر انہوں نے کہا کہ متاخرین کہتے ہیں کہ صرف نحو کی قسیم ہے اس کی قسم نہیں ہے۔

علم نحو اور علم صرف تمام علوم عربیہ (علوم بلاغہ معانی بیان بدیع اور کتب لغت) اور علوم شرعیہ (قراءۃ، تفسیر، فقہ، اصول فقہ حتی کہ علم حدیث) کو سمجھنے کے لئے بنیاد کی حیثیت رکھتے ہیں ان کے بغیر نہ عربی زبان کے اسرار معلوم ہوسکتے ہیں اور نہ دین اسلام کے عقائد و اعمال کو صحیح طریقے سے جانا جا سکتا ہے۔ حتی کہ یہ مثل مشہور ہوگئی الصرف ام العلوم و النحو ابوھا۔

فقہ اور نحو:

ایک اہم اور قابل توجہ بات یہ ہے کہ فقیہ اور مفتی کو حلال و حرام کے مسائل میں فتوی دینے کے لئے علم نحو میں ماہر ہونا ضروری ہے کیونکہ اس کے بغیر نہ علم فقہ (جس کو علامہ کاسانی رحمۃ اللہ علیہ نے بدائع الصنائع ج۱ص۲ علم الحلال و الحرام کہا) کو صحیح معنی میں سمجھا جا سکتا ہے اور نہ علم اصول فقہ کو علامہ زمخشری نے المفصل کے خطبے میں امام محمد بن الحسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ کی لغت اور نحو میں مہارت کی داد دی ہے۔ المفصل اور اس کی شرح میں علم نحو کے فقہ سے تعلق کی بہت سی مثالیں ذکر کی ہیں چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

اگر کسی نے اقرار کرتے ہوئے کہا لفلان عندی مائۃٌ غیرُ درھم لفظ غیر کے رفع کے ساتھ تو یہ سو کا اقرار ہوگا کیونکہ یہاں غیر صفت کے لئے ہے اس سے تعداد میں کمی نہیں ہوئی اسی طرح اگر اس نے کہا

لفلان علی مائۃٌ الا درھمٌ یہاں الا صفت کے لئے اس کے ساتھ تعداد میں کوئی کمی نہیں ہوئی اور اگر اقرار کرنے والے نے کہا لہ عندی مائۃٌ غیرَ درھمٍ لفظ غیر کے نصب کے ساتھ یا کہا لہ عندی مائۃٌ الا درھمًا تو یہ ننانوے کا اقرار ہوگا نہ کہ پورے سو کا کیونکہ یہاں الا اورغیر استثناء کے لئے ہے اس کے ساتھ تعداد میں ایک درہم کی کمی ہوگئی ہے۔

اگر اقرار کرنے والے نے کہا مالہ علیَّ مائۃٌ الا درھمین تو کچھ واجب نہ ہوگا کیونکہ استثناء کے بعد مفہوم یوں بنتا ہے مالہ علیَّ ثمانیۃٌ و تِسعون درھمًا اور اگر یوں کہا مالہ علیَّ مائۃٌ الا درھمانِ تو یہ دودرہم کا اقرار ہوگا۔اگر مرد نے عورت سے کہا ان دخلتِ الدارَ فانتِ طالقٌ تو خاص اس گھر میں داخل ہونے سے طلاق ہوگی اور اگر کہا ان دخلتِ دارًا فانتِ طالقٌ تو کسی بھی گھر میں داخل ہونے سے طلاق ہوجائے گی۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے غامض مسائل سے ایک مسئلہ علامہ ابن یعیش رحمۃ اللہ علیہ نے یہ لکھا ہے کہ اگرایک شخص نے کہا ایُّ عَبیدِی ضَرَبَک فھو حر پھر سب نے مخاطب کو مارا تو سب آزاد ہوجائیں گے اور اگر یوں کہا ایُّ عبیدی ضَربْتَہٗ فھو حر مخاطب نے سب غلاموں کو مارا تو صرف پہلا آزاد ہوگا اس مسئلہ کی شرح کرنے کے بعد علامہ ابن یعیش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ولولا خوض ھذا الامام فی لجۃ بحرھذا العلم النفیس و رسوخ قدمہ فیہ لما المَّ بفقہ ھذہ المسالۃ و نظائرھا مما اودعہ فی کتابہ (شرح المفصل لابن یعیش ج۱ ص ۱۴) مطلب یہ کہ اگر امام محمد رحمۃ اللہ علیہ اس معزز علم کے سمندر کے غوطہ خور نہ ہوتے اور ان کا قدم اس میں راسخ نہ ہوتا تو اس قسم کے مسائل کو سمجھانے کے پیچھے نہ پڑتے۔ واضح رہے کہ اس سے ملتی جلتی مثالیں نورالانوار ص ۷۵ میں بھی موجود ہیں ان کو ضرور ملاحظہ کرلیں۔

اصول فقہ میں حروف معانی کی بحث تو نحو سے متعلق ہے ہی فقہ کے اندر کتاب الطلاق کتاب الاقرار اور کتاب الایمان نحوی دقائق سے بھرے ہوئے ہیں نمونہ کے طور پر ملاحظہ فرمایئے فقہ مالکی کی قدیم ترین کتاب المدونۃ الکبری ج۲ ص۱۱۵ فقہ مالکی کی مستند کتاب حاشیہ الدسوقی علی الشرح الکبیرج۲ص۳۸۵ امام محمد بن ادریس الشافعی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الام ج۵ ص ۱۴۸، ۱۴۹ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے تلمیذ امام مزنی رحمۃ اللہ علیہ کا لکھا ہوا فقہ شافعی کا متن المختصر للمزنی علی حاشیہ کتاب الام ج۴ص۸۱ فقہ شافعی کا متن المہذب ج۲ص۸۶ فقہ حنبلی کی مستند ترین کتاب المغنی للامام موفق الدین ابن قدامہ ج۸ص۴۴۹ تا ص۴۵۵ اور شرح مقنع للامام شمس الدین ابن قدامہ مع المغنی ج۸ص۳۹۲ تا ۳۹۵ فقہ حنبلی کی تیسری مستند کتاب جو سعودیہ کے جامعات میں پڑھائی جاتی ہے الروض المربع ج۲ص۲۹۲، ۲۹۳ اس کے ساتھ فقہ حنفی کی درج ذیل کتب بھی ملاحظہ کریں الجوھرۃ النیرۃ ج۲ص۱۱۰، ۱۱۵، ۱۱۶ ھدایہ اولین ص ۳۵۹ تا ۳۶۶ فتاوی عالمگیری ج۱ص۳۵۵، ۳۵۶ بدائع الصنائع ج۳ص۱۰۲، ۱۰۳)

جملہ انشائیہ کا استعمال فقہ میں:

نحو کا مبتدی بھی اس کو جانتا ہے کہ جملے کی دو قسمیں ہیں خبریہ اور انشائیہ ان اصطلاحات کے بغیر فقہ کو

نہیں سمجھا جاسکتا ھدایہ کتاب البیوع کے شروع میں ہے البیع ینعقد بالا یجاب و القبول اذا کانا بلفظی الماضی مثل ان یقول احدھما بعت و الآخر اشتریت لان البیع انشاء تصرف والانشاء یعرف بالشرع والموضوع للاخبار قد استعمل فیہ فینعقد بہ (ھدایہ ج۳ص۱۸) مطلب یہ ہے کہ بعت اور اشتریت بظاہر جملہ خبریہ ہیں لیکن خرید و فروخت کے وقت جملہ انشائیہ ہوتے ہیں کیونکہ ان کے بولنے سے بیع شراء پیدا ہوتی ہے چیز ایک کی ملکیت سے نکل کر دوسرے کی ملکیت میں چلی جاتی ہے اور انشاء کا معنی پیدا کرنے کے ہوتے ہیں اس لئے یہ جملے انشائیہ ہیں۔

جملہ انشائیہ کا استعمال حدیث میں:

مسلم شریف میں ہے کہ نبی ﷺ کے زمانے میں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دو سال تک تین طلاق ایک ہوتی تھیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا لوگوں نے جلد بازی سے کام لینا شروع کردیا ہے اس لئے آپ نے ان پر تین طلاق کو نافذ کردیا علامہ ابو العباس ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے دادا جان حضرت ابو البرکات ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اس کا ایک مطلب یہ بیان کیا ہے کہ اگر کوئی آدمی کہتا انت طالق انت طالق انت طالق تو اس کے دو معنی ہوسکتے ہیں ایک تو یہ کہ ہر جملہ انشائیہ ہے اس سے طلاق کو پیدا کرنا مقصد ہو اس صورت میں مدخول بہا کو تین طلاق واقع ہوں گی اور اگر وہ پہلا جملہ انشائیہ کہے اور دوسرا تیسرا خبریہ یعنی اس کا مقصد پہلے جملے سے طلاق کو واقع کرنا اور دوسرے اور تیسرے جملے سے اس واقع شدہ طلاق کی خبر دے کر اس کی تاکید مقصد ہو تو پھر ان جملوں سے ایک ہی طلاق مانی جائے گی نبی ﷺ اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں لوگوں میں جھوٹ فریب نہ تھا اگر ان کا ارادہ تین کا ہوتا بتا دیتے اور اگر وہ کہتے کہ ان لفظوں سے ہمارا ارادہ تاکید تھا تو ان لفظوں سے ایک طلاق مان لی جاتی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں اسلام دور دور تک پھیل گیا لوگ طلاق میں بے احتیاطی کرنے لگے آپ نے محسوس کیا کہ لوگ تین دے کر بھی کہہ دیتے ہیں کہ ہماری نیت ایک طلاق دینے کی تھی تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمان جاری کردیا کہ ایسی صورت میں (یعنی جب کوئی شخص اپنی بیوی مدخول بہا کو کہے انت طالق انت طالق انت طالق تو اس کو تین طلاق مانا جائے (انظروا المنتقی من اخبار المصطفی ج۲ص ۶۰۳) دیکھو اتنا اہم مسئلہ نحو کی اصطلاحات کے ساتھ آسانی سے سمجھ آگیا وللہ الحمد علی ذلک۔

ایک شبہہ اور اس کا حل:

شاید کوئی یہ کہے نحویوں کا یہ کہنا کہ جملہ انشائیہ نہ سچا ہوتا ہے نہ جھوٹا یہ قاعدہ کلیہ نہیں ہے کیونکہ جمل انشائیہ قرآن پاک میں بھی موجود ہیں اور قرآن پاک میں پائے جانے والے جملے انشائیہ سچے ہیں۔ یہ بات درست نہیں ہے۔حقیقت یہی ہے کہ جملہ انشائیہ میں سچ جھوٹ کا احتمال نہیں ہوتا انشاء کے اپنے مقاصد اور اغراض ہیں جن کا بیان علم بلاغہ میں ہے مختصر بات یہ ہے کہ قرآن و حدیث میں پائے جانے والے امر نہی کی دو حیثیتیں ہیں ایک ان کا قرآن میں ہونا اس حیثیت سے ہم ان کی تصدیق کرتے ہیں کہ وہ اللہ کا کلام ہے یا اللہ کا حکم ہے

دوسرا لحاظ ہے اس کا انشائیہ ہونا اس اعتبار سے وہ سچ جھوٹ کا احتمال نہیں رکھتا اور نہ ہی اس کی تصدیق مطلوب ہے بلکہ امر ہے تو اس پر عمل مطلوب ہے نہی ہے تو اس سے اجتناب مطلوب ہے اور جو خبر ہے اس کی تصدیق مطلوب ہے مثلا قرآن پاک میں ہے "لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ" یہ کلام صادق ہے اس کی تصدیق مطلوب ہے اس کی تصدیق کے بغیر انسان مؤمن نہیں ہوسکتا۔ ارشاد فرمایا: "وارکعوا مع الراکعین "اس میں دو حیثیتیں ہیں ایک ہے اس کا قرآن پاک سے ہونا تو اس کو قرآن پاک سے ماننا ضروری ہے دوسرا ہے اس کا معنی (اور رکوع کرو ساتھ رکوع کرنے والوں کے) اس اعتبار سے یہ خبر نہیں امر ہے اس پر عمل مطلوب ہے اور عمل اس طرح جس طرح تمام صحابہ کرام کرتے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اجمعین کیا کرتے تھے؟ امام شمس الدین ابن قدامہ رحمہ اللہ اور امام موفق الدین ابن قدامہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب امام رکوع میں ہوتا تو حضرت ابن عمر اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اجمعین ایک مرتبہ تکبیر کہتے یعنی اس وقت صرف تکبیر تحریمہ کہتے اور دوسری مرتبہ تکبیر کے بغیر رکوع میں مل جاتے تھے (شرح مقنع ج۲ص۹ اور المغنی ج۱ص۵۴۴) اس سے معلوم ہوا کہ اس وقت صحابہ کرام نہ سبحانک اللھم پڑھتے نہ سورۃ فاتحہ اور نہ اگلی سورۃ پھر جب رکوع جانے سے پہلے تکبیر نہ کہتے تھے جو اللہ کا ذکر ہے تو رکوع سے پہلے رفع یدین جو ذکر بھی نہیں یقیناً نہ کرتے ہوں گے۔ اب کوئی شخص اس پر عمل نہ کرے اور اس وقت جب امام اور مقتدی رکوع میں گئے ہوئے ہوں تکبیر تحریمہ کہہ کر بجائے رکوع کرنے کے سورۃ فاتحہ پڑھنے لگے اور کہے کہ "وارکعوا مع الراکعین" بالکل سچ ہے تو بغیر عمل کے اس کا یہ کہنا اس کی نجات کے لئے کافی نہ ہوگا۔

ایک کوتاہی:

بعض جگہوں میں نحو کی شروع کی ابحاث مستثنی تک یا مبنی تک خوب محنت سے پڑھاتے ہیں مگر بعد والی ابحاث پر کوئی توجہ نہیں دیتے جس کی وجہ سے ترکیب میں کافی کمزوری رہ جاتی ہے دیکھئے من اسم ہے خواہ موصولہ ہو یا شرطیہ یا استفہامیہ لیکن بعض طلبہ من شرطیہ کو حرف شرط کہہ کر ترکیب کردیتے ہیں۔ اس لئے راقم نے کوشش کرکے آخر کتاب تک کچھ نہ کچھ لکھا ہے پڑھانے والوں سے درخواست ہے کہ پوری کتاب کو توجہ سے پڑھائیں تاکہ آیات قرآنیہ یا زاد الطالبین کی احادیث کی ترکیب کرتے وقت یا شرح مائۃ عامل اور عوامل النحو کی تراکیب یا ان کتابوں کی شروحات لکھتے وقت من اور دیگر اسماء شرطیہ کو حروف شرط کہنے کی فاش غلطی نہ کرے۔

علوم دینیہ کی ناقدری:

آج کل علوم دینیہ کی انتہائی بے قدری کی جاتی ہے لوگ دنیا کا علم حاصل کرنے کے لئے ماہر اساتذہ کی شاگردی کرتے ہیں پیسہ بھی لگاتے ہیں اور محنت بھی کرتے ہیں کسی کا ارادہ ہوا اپنے بچے کو ڈاکٹر بنانے کا تو وہ اس کو سیدھا میڈیکل کالج میں نہیں لے کے جاتا بلکہ اس کو میڈیکل کالج میں لے جانے سے پہلے بارہ چودہ سال اعلی

شہروں میں تعلیم دلواتا ہے لیکن جب دین سمجھنے کی بات آتی ہے تو غیر تعلیم یافتہ بھی سیدھے بخاری شریف کو پکڑتے ہیں اور اس کی چند عبارتوں کو پڑھ کر سمجھتے ہیں کہ اب ہمیں کسی سے مسئلہ پوچھنے کی ضرورت نہیں حالانکہ بخاری شریف عام کتب حدیث سے زیادہ مستند بھی ہے اور انتہائی مشکل بھی ہے درس نظامی پڑھے بغیر اس کو کماحقہ نہیں سمجھا جا سکتا ذیل میں بخاری شریف سے صرف چند جملے دیئے جاتے ہیں جن کو علم نحو کی خاصی مہارت کے بغیر نہیں سمجھا جا سکتا بخاری شریف عوام کے ہاتھوں میں تھما دینے والے بتائیں عوام ان جملوں سے کیا معنی سمجھے گی ؟ وہ عوام کو ان جملوں کا کیا معنی بتاتے ہیں ؟ اور خود کیا سمجھتے ہیں ؟

بخاری شریف سے نحو کی مثالیں :

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے ایک جگہ فرمایا فَتَعْسًا كانه يقول فَاَتْعَسَهُمُ اللهُ خَيَّبَهُمُ الله طُوبىٰ فُعْلىٰ من كل شيءٍ طَيِّبٍ وهي ياء حُوِّلَتْ اِلَى الْوَاوِ وهي من يَطِيبُ (بخاری ج۱ ص۴۰۴) مقصد یہ ہے کہ تعسا مفعول مطلق ہے اس کا فعل وجوبی طور پر حذف ہے اس کی اصل اتعسهم الله تَعْسًا ہے اس کے بعد لام مفعول پر داخل ہے اس لئے اس کے فعل فاعل کو وجوبی طور پر حذف کردیا ہے اتعسهم الله کا معنی ہے خيبهم الله پھر فرماتے ہیں طوبی کی اصل طُيْبىٰ ہے واؤ کو یا سے بدلا ہوا ہے۔

ایک جگہ فرماتے ہیں قال ابو عبد الله اِعْتَرَاكَ اِفْتَعَلْتُ مِنْ عَرَوْتُهُ (بخاری ج۱ ص۴۳۵) مقصد یہ ہے کہ اعتری باب افتعال ہے عروت سے ہفت اقسام سے ناقص واوی ہے

ایک جگہ فرمایا عن صفوان بن يعلى عن ابيه قال سمعت النبی ﷺ يقرا على المنبر وَنَادَوْا يَا مَالِكُ قال سفيان وفی قراءة عبد الله وَنَادَوْا يَا مَالِ (بخاری ج۱ ص۴۵۸) مطلب یہ ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءۃ میں یَامَالِ منادی مرخم ہے۔

ایک جگہ فرمایا صَلْصَالٌ طِينٌ خُلِطَ برملٍ فصَلْصَلَ كما يصلصل الفخار ويقال منتن يريدون به صَلَّ كما يقال صَرَّ الباب و صَرْصَرَ عند الاغلاق مثل كَبْكَبْتُهُ يعنى كَبَبْتُهُ (بخاری ج۱ ص۴۶۸) مطلب یہ کہ صلصل میں صل کا معنی ہے جیسے صرصر میں صَرَّ کا اور کبکب میں کَبَّ کا معنی ہے ۔ جمہور کے نزدیک صَرَّ مضعف ثلاثی اور صرصر مضعف رباعی ہے یہ ایک دوسرے سے مشتق نہیں ہیں جبکہ کوفیین کے نزدیک چار حرفی تین حرفی سے مشتق ہے علامہ ابن حاجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں وقال الكوفيون زلزل من زَلَّ و صرصر من صَرَّ و دمدم من دَمَّ لاتفاق المعنى (شافیہ مع جار بردی ص۲۲۳) بخاری شریف کی عبارت کا مفہوم یہ ہے کہ قرآن پاک میں جو لفظ صلصال آیا ہے اس سے مراد وہ مٹی جس میں ریت کو ملایا گیا تو وہ بجنے لگی ہو جیسے ٹھیکری بجتی ہے اور کہا گیا کہ اس کا معنی بدبودار ہے اور جنہوں نے اس کے معنی بجنے والی کے لئے ان کے نزدیک صَلْصَلَ صَلَّ کے ہم معنی ہے جیسے دروازے کو بند کرتے وقت صَرَّ البابُ بھی کہا جاتا ہے اور

صَرَّ صَرَّ الباب بھی (دونوں کا معنی یہ ہے کہ دروازے نے بند ہوتے وقت آواز نکالی) یہ ایسے ہی ہے جیسے کبکبتہ اور کببتہ ایک معنی میں ہے (دونوں کا معنی یہ ہے کہ میں نے اس کو اوندھے منہ گرا دیا)

ایک جگہ فرمایا والحین عند العرب من ساعة الی ما لا یُحْصٰی عَدَدُہٗ (بخاری ج ۱ ص ۴۶۸) مطلب یہ کہ حین ظرف زمان مبہم ہے محدود نہیں۔

ایک مقام پر ہے مکتوب بین عینیہ کافر او ک ف ر (بخاری ج ۱ ص ۴۷۳) یعنی یا تو دجال کی پیشانی پر کافر لکھا ہوگا اور یا اس کے حروف اصلی ک ف ر لکھے ہوں گے۔

ایک جگہ فرمایا فَاَجَاءَ ھَا اَفعَلَ من جِئْتُ (بخاری ج ۱ ص ۴۸۸) مطلب یہ کہ اَجَاءَ باب افعال کی ماضی ہے جِئْتُ سے

ایک جگہ فرمایا ویقال آلُ یعقوبَ اھلُ یعقوبَ اذا صَغَّرُوا آل رَدُّوْہُ الی الاصلِ قالوا اُھَیْلٌ (بخاری ج ۱ ص ۴۸۸) مقصد یہ کہ آل کی اصل لغوی طور پر اَھْل ہے کیونکہ اس کی تصغیر اُھَیْلَ ہے اور تصغیر سے بسا اوقات لفظ کی اصل معلوم ہوجاتی ہے۔

بخاری شریف میں ایسے ہزارہا مقامات موجود ہیں اب جو لوگ محض ترجے سے بخاری شریف کو سمجھنا چاہیں وہ کتنے جاہل ہیں بلکہ جہل مرکب کا شکار ہیں۔ کہ ان کو اپنی جہالت کا بھی احساس نہیں ہے۔

بخاری شریف پر عمل کے جھوٹے دعوے دار:

پھر ایک نکتے کی بات یہ ہے کہ بخاری شریف میں دکتور مصطفیٰ دیب بغا کی ترقیم کے مطابق ۷۱۲۴ حدیثیں ہیں ان سب میں سے صرف رفع یدین کی ایک حدیث کو اور امام بخاری کے ہزارہا اقوال میں سے ایک دو باتوں کو (کہ سورۃ فاتحہ ہر نمازی پر واجب ہے خواہ منفرد ہو یا امام اور مقتدی اونچی آمین کہے) کو لینے والے یہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے بخاری شریف بلکہ پورا ذخیرہ حدیث پر عمل کرلیا ہے اور دوسروں کو تارک حدیث بلکہ منکر حدیث تک کے طعنے دینے سے گریز نہیں کرتے کیا بخاری شریف کی بقیہ ۷۱۲۳ احادیث ان کو معاف ہیں رفع یدین کی صرف ایک حدیث پیش کرتے ہیں جس میں تیسری رکعت کے شروع میں رفع یدین کا ذکر ہے باقی احادیث میں اس کا ذکر نہیں پھر ان کا مسبوق بھی رفع یدین کرتا ہے جس کی ان کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے پھر طعنہ دوسروں کو تارک حدیث کا دیتے ہیں۔ پھر ہوسکتا ہے کہ جن کو تارک حدیث کہتے ہوں ان کے دلائل زیادہ مضبوط ہوں تفصیل کے لئے آپ اس کتاب کو دیکھیں جس کا نام ہے "وارکعوا مع الراکعین" المعروف "تحقیقات مسئلہ فاتحہ خلف الامام و رفع یدین" شائع کردہ مکتبہ سید احمد شہید لاہور ان شاء اللہ اس بات کی تصدیق ہوجائے گی

اس شرح کا ایک امتیاز:

ھدایة النحو کی اس شرح میں مسلک اہل حق کے دفاع کی کچھ کوشش کی گئی ہے اور راقم اس کو ضروری خیال کرتا ہے ایک مدرسہ کو علماء حق بڑی محنت کے ساتھ بناتے ہیں اس کے لئے اپنی عزت نفس کو خاک میں ملا

کر عوام سے چندہ کرتے ہیں پھر رات دن کی انتھک محنت کے ساتھ ایک طالب علم کو پڑھاتے ہیں اگر وہ طالب علم پڑھنے کے بعد اپنے اساتذہ کے خلاف ہوجائے ان کے مسلک کو ترک کرکے مخالفین کے پاس جائے اور جو علم ان اساتذہ کے پاس حاصل کیا مخالفین کے مدرسے میں جاکر پڑھائے تو بتائیں اس کے اساتذہ کو اتنی محنت کرنے سے کیا حاصل ہوا۔

اور ایسا ہوتا کیوں ہے؟ اس لئے ہوتا ہے کہ اساتذہ صرف سبق کو کتاب کے حل کرنے تک محدود رکھتے ہیں طالب علم کو تعلیم کے ساتھ مسلک سے آگاہ نہیں کرتے مسلک کے بارے میں اس کے اندر تشنگی رہتی ہے جب اسے کوئی ذرا سا اپنے مسلک کی طرف کھینچا جاتا ہے وہ ادھر مائل ہوجاتا ہے استاذ محترم حضرت مولانا مفتی عبد القدوس ترمذی دامت برکاتہم العالیہ نے بتایا کہ فقیہ العصر مفتی عبد الشکور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ سبق پڑھاتے ہوئے مسلک کو سمجھایا کرتے تھے۔ اور یہی طریق امام اہل السنہ شیخ الحدیث و التفسیر حضرت مولانا سرفراز صاحب صفدر دامت برکاتہم العالیۃ کا ہے۔

حضرت مفتی اعظم کا ارشاد:

حیاۃ ترمذی میں لکھا ہے کہ جس مجلس میں فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی عبد الشکور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے مفتی اعظم حضرت مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ کو تفسیر "جواہر القرآن" اور اس کے رد میں لکھی ہوئی کتاب "ھدایۃ الحیران" کا مسودہ دکھایا غالباً اسی مجلس میں یہ بات بھی آئی کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ طالب علم آٹھ سال تک ہمارے مدرسے میں پڑھتا ہے مختلف اساتذہ کرام علماء عظام سے علم حاصل کرتا ہے جو علم و عمل کے پہاڑ معقول اور منقول کے ماہر ہوتے ہیں ہمارے ہی مدارس طلبہ کو ہر قسم کی سہولتیں بھی فراہم کرتے ہیں پھر کیا وجہ ہے کہ وہ دو مہینے کسی دوسری جگہ دورہ تفسیر پڑھنے سے ان کا ہم مسلک ہوجاتا ہے اس کا ذکر بڑے تعجب کے انداز میں کیا گیا حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا بھائی اصل بات یہ ہے کہ ہمارے ہاں طالب علم کو صرف کتاب پڑھائی جاتی ہے جس فن اور موضوع کی کتاب ہے استاذ طالب علم کو وہی پڑھا دیتا ہے ہدایہ پڑھانے والا بس ہدایہ پڑھا رہا ہے اور جلالین والا جلالین کتاب تو محنت سے پڑھا دی جاتی ہے جس میں محنتی طالب علم ماہر بن جاتا ہے لیکن مسلک نہیں پڑھایا جاتا جس کا نتیجہ یہ ہے کہ طالب علم مدرسے سے فارغ ہونے کے بعد علوم و فنون میں تو خوب ماہر ہوتا ہے مگر مسلک مزاج اور ذوق کا اسے کچھ پتہ نہیں ہوتا دوسرے حضرات ایک دو ماہ میں صرف تفسیر ہی نہیں پڑھاتے بلکہ اس مختصر وقت میں تفسیر تو پڑھانا ممکن ہی نہیں بلکہ وہ حضرات تفسیر کے نام پر اپنا مسلک پڑھاتے ہیں طالب علم کے ذہن میں اپنے نظریات اور مسلک ڈالا جاتا ہے اسی کی خصوصی تربیت اس کو دی جاتی ہے اس لئے اس مختصر سی مدت میں وہ انہی کا ہوجاتا ہے جو چیز آٹھ دس سال کے عرصہ میں اس کو نہیں ملی تھی وہ دو ماہ میں مل گئی یہی وجہ ہے کہ وہ ان کے رنگ میں رنگا جاتا ہے اس لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ طالب علم کو صرف کتاب نہیں پڑھانی چاہیئے بلکہ کتاب کے ساتھ اس کو اکابر کا مسلک و مشرب ان کے عقائد و نظریات بھی پڑھائے جائیں

اور اکابر کا ذوق و مزاج بھی سکھلایا جائے اس کے لئے ملک کے بڑے ادارے اگر اہتمام کریں تو جلد فائدہ کی امید ہے (حیاۃ ترمذی ص ۴۷۹) اس شرح کے اندر راقم نے مسلک کو نحو کی تدریس کے ساتھ ساتھ پڑھانے کا ایک نمونہ پیش کیا ہے امید ہے کہ مسلک کا درد رکھنے والے مدرسین اور مدارس کے ذمہ دار حضرات اس کا خیر مقدم کریں گے۔

خالص اسلام ہی ہمارا مسلک ہے:

ہمارا مسلک کیا ہے؟ کامل دین پر بغیر افراط و تفریط کے چلنا ہمارا مسلک ہے۔ ہمیں اس کے دفاع میں کوئی عار نہیں ہے اس لئے کہ ہمارے اکابر نے خالص دین اسلام ہی ہم تک پہنچایا ہے اس کی مثال یہ ہے کہ آج سے سو دو سو سال پہلے دیسی گھی کو صرف گھی ہی کہتے تھے اس لئے کہ بناسپتی نہ بنتا تھا جب بناسپتی بن گیا تو اسی گھی کو دیسی کہنے لگا جب دیسی میں ملاوٹ ہونے لگی تو اسی کو خالص دیسی گھی کہنے لگے ان الفاظ کے ساتھ اس کی حقیقت نہ بدل گئی بلکہ اسی کی وضاحت ہوگئی۔ اس طرح نبی ﷺ کے زمانے میں تمام مسلمانوں کے لئے مسلم کا لفظ بولا جاتا تھا جب رافضی اور خارجی پیدا ہوئے تو حق جماعت کو اہل السنۃ کہا جانے لگا پھر جب اہل السنۃ کہلانے والوں میں افراط و تفریط کرنے والے پیدا ہوگئے تو حق جماعت کو جدا کرنے کے لئے اس کے مرکز تعلیمی دار العلوم دیوبند کی نسبت سے اس جماعت کو عرف عام میں دیوبندی کہا جانے لگا اس لئے دیوبندی کوئی الگ چیز نہیں بلکہ وہی خالص دین ہے جو نبی ﷺ سے حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو ملا اور ان سے ہوتا ہوتا ہمارے اساتذہ اور مشائخ کے واسطے سے ہم تک پہنچا ہے اب یہ بات آپ پر واضح ہوگئی کہ دیوبندی نام ہمارے اکابر نے ہرگز نہ رکھا اس لئے ہم اس کے ذمہ دار نہیں ہیں ہاں عرف عام نے اصل کو نقل سے جدا کرنے کے لئے یہ نام رکھ لیا ہے اس کی مزید وضاحت کے لئے درج ذیل چند کتابوں کا مطالعہ ان شاء اللہ بہت مفید اور کامل شرح صدر کا باعث ہوگا اساس المنطق، تیسیر المنطق مع امثلہ جدیدہ، الکلمات الطیبات یعنی پیارے پیارے رسول کی پیاری پیاری باتیں، وارکعوا مع الراکعین اور عام مسلمانوں کو کامل دین سے متعارف کرانے کے لئے لکھے گئے اکتالیس اسباق۔ (یہ ایک عجیب و غریب کورس ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ جو لوگ درس نظامی کے لئے آٹھ سال نہیں دیتے ان کو علماء کرام یہ کورس کروائیں تاکہ دین کے ضروری عقائد و مسائل ولائل کے ساتھ ان کے سامنے آئیں ان میں دین کی طلب پیدا ہو علماء پر ان کو اعتماد ہوجائے اور ان سے پوچھ پوچھ کر عمل کرے کیونکہ علم کے بغیر علماء پر اعتماد بھی تو نہیں ہوتا یہی وجہ ہے کہ کسی فارغ التحصیل عالم سے مسئلہ دریافت کیا جائے وہ بتلاتے ہوئے گھبرائے گا کوشش کریگا تحقیق سے بتائے یا کسی مفتی صاحب سے دریافت کرکے بتادے الحمد للہ یہ کورس اس مقصد کے لئے بہت کامیاب ہے)

اظہار شکر و اعتراف عجز:

راقم اس شرح کو اشاعت پر اللہ رب العزۃ کا بہت بڑا احسان مانتا ہے ایک نہایت گناہ گار سیاہ کار بندے پر سچی بات تو یہ ہے کہ اس موضوع پر کتاب لکھنے اہلیت نہ پہلے اپنے اندر تھی اور نہ اب ہے۔ اللہ کے فضل و کرم سے پہلے یہاں کے علماء سے کچھ سیکھنے کا موقعہ ملا پھر کچھ سالوں کے لئے جامعۃ ام القری مکہ مکرمہ میں پڑھنے کا موقعہ ملا انداز ترکیب کا فرق پایا انداز تفہیم کو مختلف پایا واپسی پر جب پڑھانے کی ذمہ داری پڑی تو ایک ایسا انداز اپنانے کی کوشش کی جو دونوں سے مختلف بھی ہو اور جامع بھی ہمارے ہاں اَللّٰہُ رَبُّنَا کی ترکیب یوں کرتے ہیں اسم الجلالہ مبتدا رَبٌّ مضاف نَا ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ مل کر خبر مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ جبکہ مکہ مکرمہ میں اس جملے کی ترکیب یوں پڑھی اسم الجلالہ مبتدا مرفوع بالضمہ رَبٌّ خبر مرفوع بالضمہ نا ضمیر مجرور محلا مضاف الیہ۔

ہمیں یہاں کے ماحول کے مطابق نیا طریق اختیار کرنا پڑا وہ اس طرح کہ اس جملے کی دو ترکیبیں کریں ایک مختصر ترکیب ایک مفصل مختصر ترکیب تو وہی جو یہاں کروائی جاتی ہے مگر اس کو نقشوں میں اوپر نیچے لکھ کر سمجھایا جائے جس کی چند مثالیں ابھی آئیں گی اور مفصل ترکیب یوں کروائی جائے اسم الجلالہ مرفوع ہے کیونکہ مبتدا ہے اور ہر مبتدا مرفوع ہوتا ہے علامت رفع ضمہ ہے کیونکہ یہ مفرد منصرف صحیح ہے۔ اور ہر مفرد منصرف صحیح کی علامت رفع ضمہ ہے رَبٌّ مرفوع ہے کیونکہ مبتدا کی خبر ہے اور مبتدا کی خبر مرفوع ہوتی ہے علامت رفع ضمہ ہے کیونکہ یہ مفرد منصرف صحیح ہے اور ہر مفرد منصرف صحیح کی علامت رفع ضمہ ہوتی ہے۔نَا ضمیر تکلم محلا مجرور ہے کیونکہ مضاف الیہ ہے مبنی علی الالف ہے۔

اس کا ایک سبب یہ بھی بنا کہ مکہ مکرمہ جانے سے قبل سال راقم کو ھدایۃ النحو پڑھانے کے لئے دی گئی راقم نے کوشش کی کہ جس طرح اس کو پڑھا تھا اسی طرح طلبہ کو پڑھائے لیکن اس میں کامیابی نہ ہوئی کیونکہ اتنا حافظہ نہ تھا کہ ایک ایک لفظ پر سوال و جواب کو یاد کر کے طلبہ کر پڑھائے تو اپنی ذہنی کمزوری اور کم علمی کی وجہ سے نئے طریقہ تفہیم کو اپنانا ایک مجبوری تھی۔

اس شرح کی تالیف کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے سبب یہ بنا کہ شعبان رمضان میں دورہ صرف کے لئے ایک طالب علم گوجرانوالہ آیا جس نے چند ماہ کراچی میں تعلیم حاصل کی تھی دورۂ صرف کے بعد اس نے علم النحو پڑھی شرح مائۃ عامل پڑھنے کا اس کو موقعہ نہ ملا اگلے سال وہ مدرسہ نصرۃ العلوم میں پڑھنے کے لئے آیا راقم نے اس کی استعداد کو دیکھتے ہوئے حضرت مہتمم صاحب سے سفارش کر کے اس کا داخلہ ھدایۃ النحو کے درجے میں کروا دیا اس سال ھدایۃ النحو اس راقم کے پاس تھی اس کے ذوق اور شوق کو دیکھتے ہوئے قدرے محنت کے ساتھ یہ کتاب پڑھائی ہر سبق کے بعد سوالات دیتا رہا وہ اللہ کا بندہ بڑی محنت کے ساتھ ان کے جوابات لکھتا رہا اس طرح کوئی چھ سات ماہ کے اندر پوری کتاب کی شرح سات سو صفحات میں لکھ لی گئی کیونکہ درمیان میں اسے ایک

ماہ کے لئے کراچی بھی جانا پڑا۔ کاپی کی تصحیح کرتے وقت پہلی تاریخ ۲ ذو القعدہ ۱۴۱۵ھ لکھی ہے اور آخری سوالات کے جوابات کی تصحیح ۱۵ جمادی الاولی ۱۴۲۶ھ بوقت ۱۲ بجے دن مکمل ہوئی دستخط کے بعد لکھا ہے شکرا جزیلا ۔

دوران تدریس کما حقہ اس کے لئے مطالعہ نہ ہوسکا ارادہ تھا کہ طبع کرانے سے پہلے اس کمی کا ازالہ کیاجائے گا مگر اپنی کم مائیگی اور سستی و کاہلی پھر دوسری مصروفیات کی وجہ سے ایسا نہ ہوسکا اس لئے اس شرح کو فن کی تحقیقی کتاب کی نظر سے نہ دیکھیں بلکہ ایک نئے انداز سے فن کو سمجھانے اور اس کے اجراء کرنے والی کتاب کی حیثیت سے دیکھیں علمی تحقیقات کے لئے کتاب سیبویہ ' المفصل ' شرح المفصل شرح الرضی شروح فوائد ضیائیہ شرح ابن عقیل کے حواشی اور علامہ ابن ہشام رحمہ اللہ کی تصنیفات مغنی اللبیب ' قواعد الاعراب ' اوضح المسالک قطر الندی اور ان کی شروحات کا مطالعہ کریں اس میں یقیناً فنی کوتاہیاں بھی ہوں گی اور کتابت کی غلطیاں بھی قارئین سے درخواست ہے کہ راقم کو ان کی اطلاع کریں تاکہ اس نیک کام میں ان کا حصہ بھی شامل ہو جائے ۔ اللہ تعالیٰ اس شرح کو قبول فرمائے اور اس کا فیض عام فرمائے اور ہمارے اساتذہ کرام ' اس کو مرتب کرنے والے جناب مولانا عنایت الرحمن دامت برکاتہم العالیہ کو اور اس میں تعاون کرنے والے تمام احباب کو بہت بہت جزاء خیر عطا فرمائے آمین

کتبہ :

محمد سیف الرحمن قاسم عفی عنہ

جامعۃ الطیبات للبنات الصالحات گوجرانوالہ

۵ ربیع الثانی ۱۴۲۴ھ

مطابق ۷ مئی ۲۰۰۳ء ایک بجے دوپہر

تختہ سیاہ پر جدید انداز سے سمجھائی ہوئی چند تراکیب
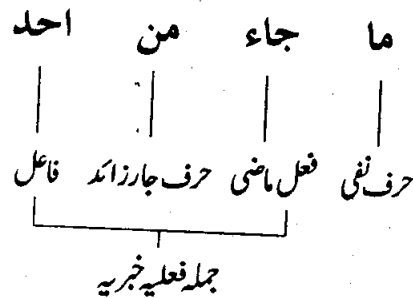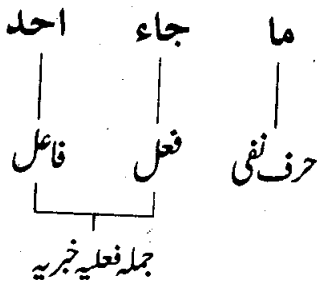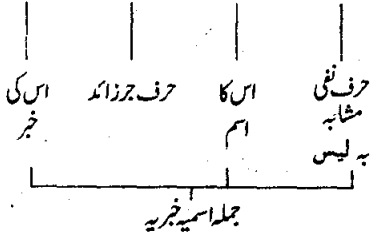
رب عالم یعمل بعلمہ

هو

- رب: حرف جر شبیہ بالزائد
- عالم: مبتدا
- یعمل: فعل
- (هو): فاعل
- ب: جار
- علم: مضاف
- ہ: مضاف الیہ

مضاف + مضاف الیہ = مجرور

جار + مجرور = متعلق

فعل + فاعل + متعلق = جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر خبر

مبتدا + خبر = جملہ

ما زید بقائمٍ

- ما: حرف نفی مشابہ بہ لیس
- زید: اس کا اسم
- ب: حرف جر زائد
- قائم: اس کی خبر

جملہ اسمیہ خبریہ

باء زائد ہے معنی یہ ہے

ما زید قائماً

- ما: حرف نفی مشابہ بہ لیس
- زید: اس کا اسم
- قائماً: اس کی خبر

جملہ اسمیہ خبریہ

دخلت فی البیت

- دخل: فعل
- ت: تا ضمیر فاعل
- فی: جار
- البیت: مجرور

جار + مجرور = متعلق

فعل + فاعل + متعلق = جملہ فعلیہ خبریہ
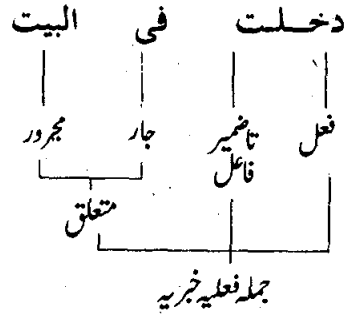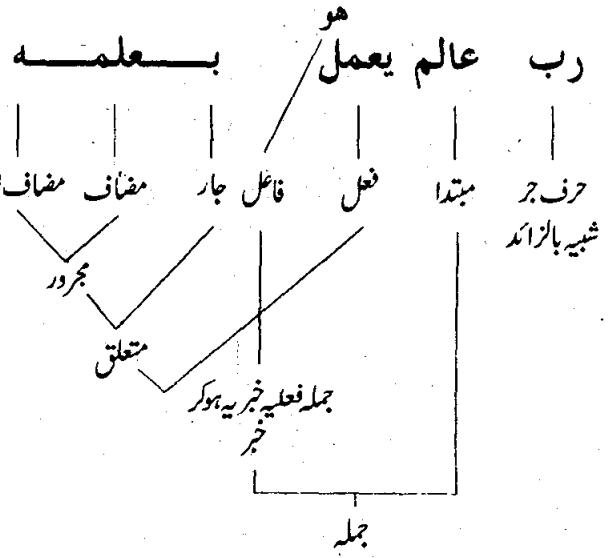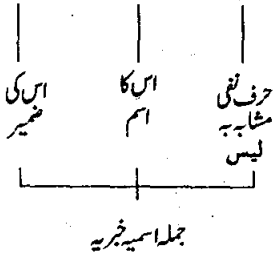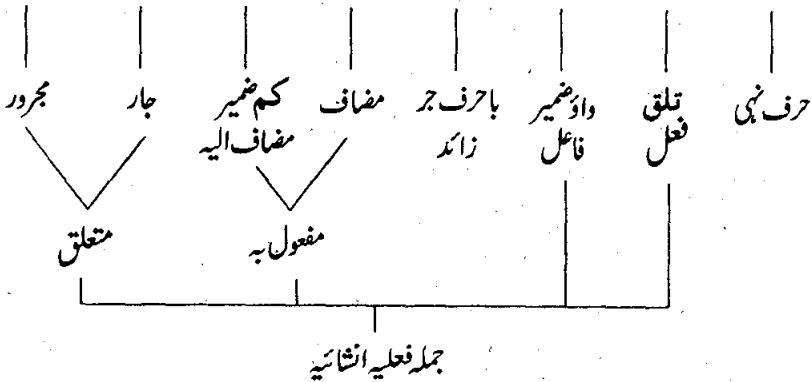
بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين و العاقبة للمتقين و الصلوة و السلام على رسوله محمد و آله و اصحابه اجمعين . اما بعد ! فهذا مختصر مضبوط في النحو جمعت فيه مهمات النحو على ترتيب الكافية مبوبا و مفصلا بعبارة واضحة مع ايراد الأمثلة في جميع مسائلها من غير تعرض للأدلة و العلل لئلا يشوش ذهن المبتدى عن فهم المسائل و سميته بهداية النحو رجاء ان يهدى الله به الطالبين و رتبته على مقدمة و ثلاثة اقسام و خاتمة بتوفيق الملك العزيز العلام .

اما المقدمة ففي المبادى التي يجب تقديمها لتوقف المسائل عليها و فيها فصول ثلاثة

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو رب سب جہانوں کا اور اچھا انجام پرہیز گاروں کے لئے ہے۔ اور رحمت کاملہ نازل ہو اس کے رسول حضرت محمد ﷺ پر اور آپ کی آل اور تمام صحابہ پر پھر بعد اس کے تو یہ مختصر ہے زائد باتوں سے خالی نحو کے بارے میں۔ میں نے اس کے اندر نحو کے ضروری مسائل کو کافیہ کی ترتیب پر جمع کیا باب بناتے ہوئے اور فصلیں بناتے ہوئے واضح عبارت کے ساتھ اس کے تمام مسائل میں مثالوں کو لانے کے ساتھ بغیر ذکر کرنے دلیلوں اور علتوں کے تاکہ یہ کتاب تشویش میں نہ ڈال دے مبتدی کے ذہن کو مسائل کے سمجھنے میں اور میں نے اس کا نام رکھا ھدایۃ النحو امید کرتے ہوئے اس کی کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ طلبہ کی رہنمائی فرمادے اور میں نے اس کو مرتب کیا ایک مقدمہ تین اقسام اور خاتمہ پر غالب جاننے والے بادشاہ کی توفیق سے

رہا مقدمہ تو ان ابتدائی چیزوں میں ہے جن کو شروع میں لانا ضروری ہے ان پر مسائل کے موقوف ہونے کی وجہ سے اور اس میں تین فصلیں ہیں۔

سوالات

سوال: عبارت کا ترجمہ کریں اور شرح لکھیں

الحمد لله رب العالمين والعاقبة للمتقين و الصلوة والسلام على رسوله محمد و آله و اصحابه اجمعين۔

سوال : عبارت کا ترجمہ کریں اما بعد ! فهذا مختصر مضبوط فى النحو جمعت فيه مهمات النحو على ترتيب الكافية مبوبا و مفصلا بعبارة واضحة مع ايراد الامثلة فى جميع مسائلها من غير تعرض للادلة و العلل لئلا يشوش ذهن المبتدى عن فهم المسائل۔

سوال: مصنف رحمہ اللہ نے اس کتاب کا نام ھدایۃ النحو کیوں رکھا؟

سوال : مصنف رحمہ اللہ نے اس کتاب کو کافیہ کی ترتیب پر رکھا کیا کوئی اور ترتیب بھی ہے نیز یہ بتائیں کہ

نحو کی تاریخ میں کافیہ کی کیا اہمیت ہے ؟

سوال: کافیہ اور هداية النحو میں وجوہ فرق تحریر کریں

سوال: مندرجہ ذیل کو دو دو طرح لکھا ہوا ہے ان کے معنی میں کیا فرق ہے نیز بتائیں صحیح کونسا ہے مثال دے کر واضح کریں۔

مُبَوَّبًا وَمُفَصَّلًا ' لِئَلَّا يُشَوِّشَ ذِهْنَ الْمُبْتَدِئ

سوال: دلیل ' علت اور مثال میں کیا فرق ہے مسائل نحویہ سے بھی مثالیں دیں۔

حل سوالات

سوال: عبارت کا ترجمہ کریں اور شرح لکھیں۔

الحمد لله رب العالمين والعاقبة للمتقين و الصلوة والسلام على رسوله محمد و آله و اصحابه اجمعين۔

جواب: ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے اور آخرت پرہیز گاروں کے لئے ہے اور رحمت کاملہ اور سلامتی نازل ہو اس کے رسول محمد ﷺ پر اور ان کی آل پر اور ان کے تمام صحابہ پر

شرح:

تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں اس لئے کہ مخلوق کی جو تعریف ہو وہ بھی اللہ کے دیئے ہوئے کمال کی وجہ سے ہے اس لئے وہ بھی اللہ کی ہوگی جیسے کوئی شخص کسی عمارت کی تعریف کرے تو بنانے والا مستری خوش ہوتا ہے کہ میری تعریف ہوگئی اگرچہ مکان کی تعریف کرنے والا اس کو جانتا بھی نہ ہو۔ تو اللہ تعالیٰ کی تعریف نہ کریں تب بھی اس کی تعریف ہوجائے گی ہاں جو اس کا نام لے کر اس کی تعریف کرتا ہے وہ اپنا فائدہ کرتا ہے اور جو اس کی تعریف سے گریز کرتا ہے وہ اللہ کا کوئی نقصان نہیں کرتا اپنا ہی برا کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سب کا رب ہے پیدا بھی وہی کرتا ہے بارش بھی وہی برساتا ہے کسانوں کے دلوں میں بھی وہی ڈالتا ہے کہ تو نے یہ اگانا ہے تو نے وہ اگانا ہے پھر زمین سے پیداوار بھی اس کے حکم سے ہوتی ہے اگر سب لوگ گندم کاشت کریں تو باقی ضرورتیں کہاں سے پوری ہوں گی اس کے بعد تجارت بھی وہی کرواتا ہے خریداروں کے دلوں کو وہی دکانداروں کی طرف متوجہ کرتا ہے پھر جسم کو چھوٹے سے بڑا بھی وہی کرتا ہے اور بڑا بھی عجیب انداز سے کرتا ہے کہ جسم کا ایک ایک عضو ہر طرف سے بڑا ہوجاتا ہے حتی کہ جسم میں خون کی رگیں تک بڑی ہوجاتی ہے۔

پھر فرمایا کہ آخرت پرہیزگاروں کے لئے اگرچہ آخرت ہر انسان کے لئے ہے مگر کافروں کی آخرت اتنی دردناک ہوگی کہ وہ موت کی تمنا کریں گے ان کی زندگی موت سے بدتر ہوگی اصل آخرت کی زندگی تو واقعی پرہیزگاروں کو نصیب ہوگی جن دوزخ سے بچے رہیں گے اور ہمیشہ کے لئے جنت جائیں گے۔

اس کے بعد مصنف نے نبی کریم ﷺ کے لئے دو دعائیں کی ہیں ایک الصلوۃ کے لفظ سے دوسرے السلام کے لفظ سے صلوۃ سے مراد اللہ کی رحمت خاصہ ہے اور سلام سے مراد آفات سے سلامتی ہے تو ان الفاظ کے ساتھ انسان اللہ تعالیٰ سے ایک تو یہ دعاء کرتا ہے کہ اے اللہ اپنے نبی ﷺ پر رحمت خاصہ نازل فرمایا اور دوسرے یہ کہ ان کو ابدی سلامتی کی خوشخبری عطاء فرما (مزید دیکھئے بیان القرآن ج۹ص۴۳) پھر مصنف رحمہ اللہ نے اس دعاء میں نبی کریم ﷺ کی اہل بیت اور تمام صحابہ کو ذکر کیا اور یہی اہل السنہ کی نشانی ہے کہ تمام صحابہ کرام کا بھی ادب و احترام کرتے ہیں اور نبی ﷺ کے اہل بیت کی بھی عزت کرتے ہیں۔

سوال : عبارت کا ترجمہ کریں اما بعد ! فهذا مختصر مضبوط فی النحو جمعت فيه مهمات النحو علی ترتیب الكافية مبوبا و مفصلا بعبارة واضحة مع ایراد الامثلة فی جمیع مسائلها من غیر تعرض للادلة و العلل لئلا یشوش ذهن المبتدی عن فهم المسائل۔

جواب : ترجمہ : پھر بعد اس کے تو یہ نحو کے موضوع پر ایک مختصر کتاب ہے جو زائد باتوں سے خالی ہے ۔ میں نے جمع کئے اس میں نحو کے ضروری مسائل کافیہ کی ترتیب پر باب بناتے ہوئے اور فصلیں بناتے ہوئے واضح عبارت کے ساتھ اس کے تمام مسائل میں مثالوں کو لانے کے ساتھ ساتھ دلائل اور علتیں ذکر کئے بغیر تاکہ ابتدائی طالب علم کے ذہن کو مسائل کے سمجھنے کے بارے میں تشویش میں نہ ڈال دے۔

سوال : مصنف رحمہ اللہ نے اس کتاب کا نام هداية النحو کیوں رکھا؟

جواب : مصنف نے اس کتاب کا نام هداية النحو اس امید پر رکھا کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ طلبہ کی نحو کے بارے میں رہنمائی فرمائے گا اس طرح کہ طلبہ اس کو پڑھیں گے اور نحو کو سیکھیں گے۔ چنانچہ مصنف رحمہ اللہ نے خود فرمایا "و سمیته بهداية النحو رجاء ان یهدی الله تعالی به الطالبین" ترجمہ : "اور میں نے اس کتاب کا نام هداية النحو رکھا امید کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے کہ اس کے ساتھ طلبہ کی راہنمائی فرمائے گا"۔ اللہ تعالیٰ نے مصنف کے حسن ظن کے مطابق اس کو قبول فرمایا و ذلک فضل الله یعطیه من یشاء۔

سوال : مصنف رحمہ اللہ نے اس کتاب کو کافیہ کی ترتیب پر رکھا کیا کوئی اور ترتیب بھی ہے نیز یہ بتائیں کہ

نحو کی تاریخ میں کافیہ کی کیا اہمیت ہے ؟

جواب : جس طرح حدیث شریف اور فقہ کی کتابوں کی مختلف ترتیبیں ہیں مختصر القدوری میں کتاب الحج کے بعد کتاب البیوع ہے جبکہ ھدایہ اور کنز الدقائق میں کتاب الحج کے بعد کتاب النکاح ہے مسلم شریف کے شروع میں کتاب الایمان ہے اور ترمذی شریف کے شروع میں کتاب الطہارات ہے اس طرح نحو کی کتابیں مختلف ترتیبوں پر لکھی گئی ہیں کتاب سیبویہ کی ترتیب اور ہے مفصل کی ترتیب اور ۔ الفیہ ابن مالک کی ترتیب اور ہے اور مغنی اللبیب کی ترتیب اور ۔ مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے چونکہ کافیہ پڑھنے والوں کی آسانی کے لئے اس کو لکھا اس لئے انہوں نے کافیہ کی ترتیب پر ہی اس کو لکھا وہ یہ کہ پہلے مقدمہ ہے پھر اسم کی ابحاث پھر فعل کی پھر حرف کی ۔

نحو کی تاریخ میں امام جمال الدین عثمان بن عمر بن ابی بکر ابن الحاجب المالکی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۴۶ھ) کی کتاب الکافیۃ کی بڑی اہمیت ہے ۔ قدیم زمانہ میں نحو کے موضوع پر سب سے اہم کتاب وہ ہے جو کو خلیل بن احمد رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۷۵ھ) کے شاگرد ابو بشر عمرو بن عثمان بن قنبر المعروف سیبویہ نے تحریر فرمایا اس کا نام کتاب سیبویہ پڑ گیا اس کتاب سے پہلے لکھی جانے والی کتابیں خاص خاص مباحث پر تھیں یہ پہلی ایسی کتاب جس میں نحو اور صرف کے ہر قسم کے مسائل کو لیا گیا ۔ اور بڑی تفصیل اور وضاحت کے ساتھ لیا گیا سیبویہ کی وفات راجح قول کے مطابق سنہ ۱۸۰ھ کو ہوئی اس کے بعد بہت سے علماء نے کتابیں لکھیں مگر جامع کتاب لکھنے کا شرف علامہ ابو القاسم محمود بن عمر الزمخشری (المتوفی ۵۳۸ھ) کو ملا انہوں نے نحو اور صرف کے تمام موضوعات پر حاوی کتاب لکھی جس کا نام المفصل ہے چنانچہ دکتور اسامہ طہ الرفاعی جنہوں نے شرح جامی کو نئے حاشیے کے ساتھ آراستہ کیا وہ مقدمہ میں لکھتے ہیں وکتاب المفصل هو المرحلة الثانية من مراحل التصنيف فی النحو حتی عده النقاد ثانی کتاب فی النحو بعد کتاب سیبویه (الفوائد الضیائیہ ج۱ص۱۸ طبع عراق) ترجمہ : کتاب المفصل نحو کی تصنیفات میں دوسرے مرحلے پر ہے حتی کہ محققین نے اس کو کتاب سیبویہ کے بعد نحو کی دوسری کتاب شمار کیا ہے ۔

علامہ ابن الحاجب رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب سیبویہ اور المفصل دونوں کی شرحیں لکھیں اور المفصل کی تعلیم کو آسان کرنے کے لئے نحو سے متعلقہ مسائل پر ایک کتاب لکھی جس کا نام الکافیہ رکھا اس کی افادیت کے بعد مطالبہ ہوا تو علامہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک کتاب صرف کے موضوع پر لکھی جس کا نام شافیہ ہے اس کے شروع میں لکھتے ہیں

اما بعد فقد سالنی بعض من لا یسعنی مخالفته ان الحق بمقدمتی فی الاعراب مقدمة فی التصریف علی نحوها ومقدمة فی الخط فاجبته سائلا متضرعا ان ینفع بها کما نفع

باختمها واللہ الموفق۔ (شافیہ ص ۲، ۳) ترجمہ: "پھر بعد اس کے تو مجھ سے کچھ ایسے حضرات نے مطالبہ کیا جن کی مخالفت کی مجھے گنجائش نہ تھی کہ میں اپنے اس مقدمہ کے ساتھ جو اعراب (مسائل نحویہ) کے بارے میں ہے ایک مقدمہ اسی طرح کا تصریف (فن صرف) کے بارے میں ملا دوں اور ایک مقدمہ خط کے بارے میں تو میں نے اس کی بات کو مان لیا اللہ سے گڑگڑا کر سوال کرتے ہوئے کہ اس کے ساتھ نفع عطا فرمائے جیسا کہ اس کے ساتھ والی کتاب سے نفع عطا فرمایا اور اللہ ہی توفیق دینے والا ہے" شافیہ کے بین القوسین لکھا ہے کہ یہ مطالبہ کرنے والے دمشق کے قاضی تھے۔

سوال: کافیہ اور هدایۃ النحو میں وجوہ فرق تحریر کریں

جواب: کافیہ اور هدایۃ النحو میں چند وجوہ فرق یہ ہیں

(۱) کافیہ کے شروع میں خطبہ نہیں بسم اللہ الرحمن الرحیم کے بعد نحو شروع ہوجاتی ہے جبکہ هدایۃ النحو کے شروع میں خطبہ موجود ہے۔

(۲) کافیہ میں یہ نہ بتایا گیا کہ اس کا ماخذ کونسی کتاب ہے اگرچہ علماء نے لکھا ہے کہ اس کو مفصل سے لیا گیا ہے جبکہ هدایۃ النحو کے شروع میں میں بتا دیا گیا کہ یہ کافیہ کی ترتیب پر ہے گویا وہ اس کا ماخذ ہے۔

(۳) کافیہ میں یہ نہ بتایا گیا کہ یہ کس قسم کی کتاب ہے جبکہ هدایۃ النحو کے شروع میں بتا دیا گیا کہ یہ کتاب مختصر مضبوط ہے یعنی مختصر ہے اس میں زائد باتیں اور فضول بھرتی نہیں ہیں۔

(۴) کافیہ میں عبارت مسلسل چلتی ہے مباحث کو جدا کرنے کے لئے ابواب وغیرہ نہیں باندھے گئے جبکہ هدایۃ النحو کو مصنف نے ایک مقدمہ اور تین قسموں پر مرتب کیا پھر مقدمہ میں کئی فصلیں ہیں اور ہر قسم کو ابواب اور فصلوں میں تقسیم کیا ہے جس سے مسائل کو سمجھنا اور یاد کرنا نہایت آسان ہوجاتا ہے۔

(۵) کافیہ کی عبارت نہایت مجمل جبکہ هدایۃ النحو کی عبارت واضح ہوتی ہے مثلاً کافیہ میں ہے الکلام ما تضمن کلمتین بالاسناد ولا یتاتی ذلک الا فی اسمین او اسم و فعل ترجمہ: "کلام وہ ہے جو شامل ہو دو کلموں کو اسناد کے ساتھ اور وہ نہیں پایا جاتا مگر دو اسموں میں اور ایک اسم اور ایک فعل میں" اسی مضمون کو هدایۃ النحو میں ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے الکلام لفظ تضمن کلمتین بالاسناد والاسناد نسبۃ احدی الکلمتین الی الاخری بحیث تفید المخاطب فائدۃ تامۃ یصح السکوت علیہا نحو زید قائم و قام زید و یسمی جملۃ فعلم ان الکلام لا یحصل الا من اسمین نحو زید قائم و یسمی جملۃ اسمیۃ او اسم و فعل نحو قام زید و یسمی جملۃ فعلیۃ اذ لا یوجد المسند و المسند الیہ معا فی غیرھما ترجمہ: "کلام وہ لفظ ہے جو شامل ہو دو

کلموں کو اسناد کے ساتھ اور اسناد دو کلموں میں سے ایک کی نسبت ہے دوسرے کی طرف اس طرح کہ مخاطب کو پورا فائدہ دے جس پر خاموش رہنا درست ہو جیسے زید قائم اور قام زید اور اس کا نام جملہ رکھا جاتا ہے تو معلوم ہوا کہ کلام نہیں حاصل ہوتا مگر دو اسموں سے جیسے زید قائم اور اس کا نام جملہ اسمیہ رکھا جاتا ہے یا اور ایک اسم اور ایک فعل سے جیسے قام زید اور اس کا نام جملہ فعلیہ رکھا جاتا ہے کیونکہ مسند اور مسند الیہ اکٹھے ان دونوں کے علاوہ میں نہیں پائے جاتے۔

(۶) کافیہ میں بہت سے مسائل کو بغیر کسی مثال کے ذکر کیا گیا ہے جبکہ ھدایۃ النحو میں مسائل کے ساتھ مثالیں بھی دی ہیں اوپر کی عبارت میں دیکھیں کافیہ کے اندر کلام کی تعریف اور قسموں کا ذکر ہے مگر مثالیں نہیں جبکہ ھدایۃ النحو کی عبارت میں مثالیں موجود ہیں

کافیہ کی شروحات بالخصوص شرح جامی میں مسائل کی علتیں بھی دی ہیں اور کتاب سیبویہ اور المفصل میں مسائل کے دلائل بھی دیئے گئے ہیں جبکہ ھدایۃ النحو میں بہت کم ان کو ذکر کیا گیا ہے مثلاً تنازع فعلین کی بحث میں بتایا کہ کوفی تقدیم کا لحاظ کرتے ہیں اور بصری قرب و جوار کا۔

(۷) کافیہ میں اسم فعل اور حرف کی وجہ تسمیہ نہیں بتائی جبکہ ھدایۃ النحو میں اس کو ذکر کیا گیا ہے

(۸) کافیہ کے بعض دقیق مسائل کو ھدایۃ النحو میں ترک کر دیا گیا ہے مثلاً مبتدا کی تقدیم و تاخیر، توابع المنادی اور مفعول مطلق کے حذف کی قیاسی صورتیں۔ اس کے برعکس ھدایۃ النحو میں بعض مسائل کا اضافہ ہے مثلاً افعال قلوب میں تنازع فعلین کا بیان کافیہ میں نہیں ھدایۃ النحو میں ہے۔

سوال: مندرجہ ذیل کو دو دو طرح لکھا ہوا ہے ان کے معنی میں کیا فرق ہے نیز بتائیں صحیح کونسا ہے مثال دے کر واضح کریں۔

مُبَوِّبًا وَمُفَصِّلًا ' لِئَلَّا يُشَوِّشَ ذِهْنَ الْمُبْتَدِئ

جواب: خط کشیدہ الفاظ کو دو دو طرح لکھا ہوا ہے اور دونوں طرح پڑھنا درست ہے۔ دونوں طرح پڑھنا کیسے درست ہو سکتا ہے اس کی مثال ایک مرتبہ راقم نے طالبات کو پس پردہ پڑھاتے ہوئے یوں دی کہ اگر کسی لڑکی کے پاس کوئی سوٹ ہے جس میں سرخ رنگ بھی ہے نیلا بھی پیلا بھی اا اس کے ساتھ ڈوپٹہ ملانا ہے اگر اس میں سرخ رنگ کو دیکھا جائے تو سرخ اس کے ساتھ ملے گا اور اگر نیلے رنگ کا لحاظ کریں تو وہ بھی درست اس طرح کتابوں کی عبارتوں میں مختلف لحاظ سے مختلف طرح پڑھنا درست ہوتا ہے اگر پہلے دو لفظوں کو مُبَوِّبًا وَمُفَصِّلًا (باب تفعیل سے اسم فاعل کے صیغے) پڑھیں تو یہ حال بنتا ہے جمعتُ کی تاء ضمیر سے جو فاعل ہے اور ترجمہ یہ ہوگا کہ میں نے اس حال میں جمع کئے کہ میں باب بنانے والا تھا اور فصلیں بنانے والا تھا اور اگر ان کو یوں پڑھا جائے مُبَوَّبًا وَمُفَصَّلًا (صیغہ اسم مفعول از باب تفعیل) تو یہ حال بنیں گے فیہ کی ضمیر مجرور ھاء سے اور ترجمہ یہ ہوگا میں نے اس

کتاب میں نحوی مسائل جمع کئے اس حال میں کہ اس کتاب کے باب بنائے جاتے تھے اور فصلیں بنائی جاتی تھیں ۔ واضح رہے کہ ان میں خاصہ تصییر یا اتخاذ پایا جاتا ہے معنی یوں ہے جَاعِلاً فیه ابوابًا و فصولًا (اس میں ابواب و فصول بناتے ہوئے) یا جاعلًا لهُ ذَا ابوابٍ و فصولٍ (اس کو ابواب و فصول والا بناتے ہوئے) نیز مجعولًا فیه ابوابٌ و فصولٌ' مجعولًا ذَا ابوابٍ و فصولٍ (اس میں ابواب و فصول بنائے ہوئے تھے ' اس کو ابواب و فصول والا بنایا ہوا تھا) ۔

اسی طرح تیسرے لفظ کو بھی دو طرح پڑھنا جائز ہے لئلا یُشَوِّشَ اور لئلا یُشَوَّشَ پہلی صورت میں یہ فعل معروف کا صیغہ ہے اس کا فاعل ھو ضمیر مستتر ہے جو اس کتاب کی طرف راجع ہے اور ذِھنَ المبتدی اس کا مفعول بہ بنتا ہے ۔ ترجمہ یوں ہے تاکہ یہ کتاب مبتدی کے ذہن کو تشویش میں نہ ڈال دے اور دوسری صورت میں یہ فعل مجہول کا صیغہ ہے اس کا نائب فاعل ذِھنُ المبتدی اور ترجمہ یوں ہوگا تاکہ تشویش میں نہ ڈالا جائے مبتدی کا ذہن

سوال : دلیل ' علت اور مثال میں کیا فرق ہے مسائل نحویہ سے بھی مثالیں دیں ۔

جواب : نحو میں ایک دعوی ہوتا ہے اس کو مسئلہ کہتے ہیں اس کو ثابت کرنے کے قرآن پاک کی کوئی آیت یا عرب کے مستند شعراء کا کوئی شعر لایا جائے اس کو دلیل کہتے ہیں اس کے علاوہ جو عام جملے لائے جائیں ان کو مثال کہتے ہیں دلیل نہیں اور علت وہ اس مسئلے کا عقلی سبب ہے ۔

مثلا تنازع فعلین کے وقت کوفی کہتے ہیں کہ پہلے کو عمل دینا بہتر ہے اور بصری کہتے ہیں دوسرے فعل کو عمل دینا بہتر ہے بصریوں کی دلیل یہ کہ قرآن پاک میں ہے "آتونی افرغ علیه قطرا" ترجمہ: "لاؤ میرے پاس ڈال دوں میں اس پر پگلا ہوا تانبا" اس میں آتونی اور افرغ دو فعل ہیں ان میں تنازع ہوا پہلا متعدی بدو مفعول ہے اس کو دوسرے مفعول کی ضرورت ہے جبکہ دوسرے متعدی بیک مفعول ہے اس کو بھی مفعول کی حاجت ہے دونوں کا تقاضا یہ ہے کہ قطرا اس کے لئے مفعول بنے اس آیت میں عمل دوسرے فعل کو دیا گیا ہے کیونکہ اگر پہلے فعل کو عمل دیا جاتا تو دوسرے کے ساتھ مفعول کی ضمیر کو لانا بہتر تھا دوسرے فعل کے ساتھ مفعول کی ضمیر نہیں اس سے معلوم ہوا کہ عمل دوسرے کو دیا گیا اور پہلے سے مفعول کو حذف کردیا گیا ہے یہ اس مسئلہ کی دلیل ہے ۔

پھر بصری اس کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ دوسرا فعل بعد والے اسم کے قریب اور پڑوس میں ہے اس قرب اور جوار کی وجہ سے اس کا حق زیادہ بنتا ہے اس بات کو علت کہیں گے ۔

کتاب کے دوسرے جملے مثلا ضربنی و اکرمانی الزیدان' ضربونی و اکرمونی الزیدون وغیرہ یہ مثالیں ہیں ۔

فصل : النحو علم باصول يعرف بها احوال أواخر الكلم الثلاث من حيث الاعراب و البناء و كيفية تركيب بعضهامع بعض . و الغرض منه صيانة الذهن عن الخطأ اللفظى فى كلام العرب . و موضوعه الكلمة و الكلام .

فصل : الكلمة لفظ وضع لمعنى مفرد . وهى اسم و فعل و حرف لأنها اما أن لا تدل على معنى فى نفسها وهو الحرف أو تدل على معنى فى نفسه و اقترن معناها بأحد الأزمنة الثلاثة وهو الفعل أو لم يقترن معناها به وهو الاسم .

فحد الاسم كلمة تدل على معنى فى نفسها غير مقترن بأحد الأزمنة الثلاثة أعنى الماضى و الحال و الاستقبال كرجل و علم . و علامته صحة الاخبار عنه نحو زيد قائم و الاضافة كغلام زيد و دخول لام التعريف و التثنية و الجمع و التصغير و النداء فان كل هذه خواص الاسم . و معنى الاخبار عنه ان يكون محكوما عليه لكونه فاعلا اومفعولا و مبتدأ .

و يسمى اسما لسموه على قسيميه لا لكونه وسما على المعنى .

و حد الفعل كلمة تدل على معنى فى نفسها دلالة مقترنة بزمان ذلك المعنى كضرب و يضرب و اضرب و علامته ان يصح الاخبار به لا عنه و دخول قد و السين و سوف و الجزم و التصريف الى الماضى و المضارع و كونه امرا و نهيا و اتصال الضمائر البارزة المرفوعة و التاء الساكنة و اتصال نونى التأكيد فان كل هذه خواص الفعل . و معنى الاخبار به ان يكون محكوما به و يسمى فعلا باسم اصله و هو المصدر لان المصدر هو فعل الفاعل حقيقة .

وحد الحرف كلمة لا تدل على معنى فى نفسها بل تدل على معنى فى غيرها نحو " من " فان معناه الابتداء و هى لا تدل عليه الا بعد ذكر ما منه الابتداء كالبصرة و الكوفة مثلا كما تقول سرت من البصرة الى الكوفة . و علامته ان لا يصح الاخبار عنه و لا به وان لا تقبل علامات الاسماء و الافعال و للحرف فى كلام العرب فوائد كالربط بين الاسمين نحو فى الدار زيد أو بين الفعلين نحو أريد أن تضرب او بين اسم و فعل كضربت بالخشبة او بين الفعلين

نحو ان جاء زید أكرمته و غير ذلک من الفوائد التی تعرفها فی القسم الثالث ان شاء الله و یسمی حرفا لوقوعه فی الکلام حرفا أی طرفا اذلیس مقصودا بالذات مثل المسند و المسند الیه.

فصل: نحو ان اصولوں کو جاننا ہے جن کے ساتھ کلمہ کی تینوں قسموں کے حالات کا پتہ چلتا ہے معرب اور مبنی ہونے کی حیثیت سے اور بعض کلمات کو بعض کے ساتھ جوڑنے کی کیفیت کا پتہ چلتا ہے۔ اور اس سے غرض بچانا ہے ذہن کو لفظی غلطی کرنے سے کلام عرب میں اور اس کا موضوع کلمہ اور کلام ہے۔

کلمہ وہ لفظ ہے جو وضع کیا گیا ہو معنی مفرد کے لیے اور یہ بند ہے تین قسموں اسم، فعل اور حرف میں۔ (یعنی کلمہ کی صرف تین قسمیں ہیں) کیونکہ یا تو وہ کلمہ نہ دلالت کرے گا اس معنی پر جو اس کی ذات میں ہوں اور وہ حرف ہے۔ یا دلالت کرے گا اس معنی پر جو اس کی ذات میں ہوں گے اور ملتا ہوگا اس کا معنی تینوں زمانوں سے کسی ایک زمانے پر اور وہ فعل ہے یا دلالت کرے گا اس معنی پر جو اس کی ذات میں ہوں گے اور اس کا معنی نہ ملنے والا ہو اس کے ساتھ (یعنی تینوں زمانوں میں سے کسی ایک زمانے کے ساتھ) اور وہ اسم ہے۔

تو اسم کی تعریف وہ کلمہ جو دلالت کرے اس معنی پر جو اس کی ذات میں ہوں اس حال میں کہ نہ ملنے والا ہو اس کا معنی تینوں زمانوں یعنی ماضی، حال اور استقبال میں سے کسی ایک زمانے سے جیسے رجل اور علم۔

اس کی علامت یہ کہ اس کے بارے میں خبر دینا صحیح ہو جیسے زید قائم اور مضاف ہونا جیسے غلام زید اور لام تعریف کا داخل ہونا جیسے الرجل اور مجرور ہونا اور تنوین جیسے بزید اور مثنی ہونا اور جمع ہونا اور موصوف ہونا اور مصغر ہونا اور منادی ہونا۔ پس بیشک یہ سب اسم کے خواص ہیں اور اس کے بارے میں خبر دینے کا معنی یہ ہے کہ اس پر حکم لگایا جا سکے اس کے فاعل یا مفعول یا مبتدا ہونے کی وجہ سے۔

اور نام رکھا جاتا ہے اس کا اسم اس کے بلند ہونے کی وجہ سے اس کی دو قسیموں پر نہ اس وجہ سے کہ وہ علامت ہے معنی پر۔

اور فعل کی تعریف وہ کلمہ ہے جو دلالت کرے اس معنی پر جو اس کی ذات میں پائے جاتے ہوں ایسی دلالت جو ملنے والی ہو اس معنی کے زمانے پر جیسے ضَرَبَ، یَضْرِبُ، اِضْرِبْ۔

اور اس کی علامت یہ کہ صحیح ہو اس کے ساتھ خبر دینا اور داخل ہونا قد کا اور سین کا اور سوف کا اور مجزوم ہونا اور ماضی مضارع کی طرف گردانوں کا ہونا اور اس کا امر اور نہی ہونا اور ضمائر بارزہ مرفوعہ کا متصل ہونا جیسے ضربت اور ملنا تاکید کے دو نونوں کا تو بے شک یہ سب فعل کے خواص ہیں۔ اور اس کے ساتھ خبر دینے کا معنی یہ ہے کہ اس کے ساتھ حکم دیا جا سکے اور نام رکھا جاتا ہے اس کا فعل اس کی اصل کے نام کے ساتھ اور مصدر ہے کیونکہ مصدر ہی حقیقت میں فاعل کا فعل ہوتا ہے۔

اور حرف کی تعریف وہ کلمہ جو دلالت نہ کرے اس معنی پر جو اس کی ذات میں ہوں بلکہ دلالت کرے اس معنی پر جو اس کے غیر میں ہوں جیسے من تو اس کا معنی ابتداء ہے اور یہ نہیں دلالت کرتا اس پر مگر اس چیز کے ذکر کے بعد جس سے ابتداء ہو جیسے بصرہ اور کوفہ مثلاً" تو کہے سرت من البصرة الى الكوفة چلا میں بصرہ سے کوفہ تک۔ اور اس کی علامت یہ کہ نہیں صحیح خبر دینا اس کے بارے میں اور نہ اس کے ساتھ اور یہ کہ نہیں قبول کرتا وہ علامتیں اسموں کی اور نہ علامتیں فعلوں کو۔ اور حرف کے کلام عرب میں کئی فائدے ہیں جیسے جوڑ پیدا کرنا دو اسموں کے درمیان، جیسے زید فی الدار اور دو فعلوں کے درمیان جیسے ارید ان تضرب اور ایک اسم اور ایک فعل کے درمیان جیسے ضربت بالخشبة یا دو جملوں کے درمیان جیسے ان جاء نی زید اکرمته اور اس کے علاوہ اس قسم کے فائدے جن کو تو تیسری قسم میں جانے گا ان شاء اللہ تعالی۔ اور اس کا نام حرف رکھا جاتا ہے کلام میں اس کے حرف یعنی طرف میں واقع ہونے کی وجہ سے اس لئے کہ یہ نہیں ہوتا مقصود بالذات مسند اور مسند الیہ کی طرح

سوالات

سوال: نحو کی تعریف، غرض اور موضوع کیا ہے؟ نیز نحو و صرف میں فرق بتائیں۔

سوال: کلمہ کی کتنی اقسام ہیں مع نقشہ واضح کریں۔ نیز وجہ حصر بھی بتائیں؟

سوال: کلمہ کی تعریف کریں۔ نیز عربی تعریف کی ترکیب کریں؟

سوال: اسم کی تعریف اور علامات لکھیں؟

سوال: فعل کی تعریف کریں، عربی میں ترجمہ کریں۔ نیز ضرب، یضرب، اضرب کا لفظی ترجمہ کریں۔ پھر یہ بھی بتائیں کہ ان لفظوں کے ترجمہ میں کیا خرابی کی جاتی ہے؟

سوال: خواص کا کیا معنی ہے۔ نیز خاصة اور خواص کی اصل کیا ہے؟

سوال: اسم کی اصل کے بارے میں کیا اختلاف ہے، راجح کیا ہے، ہر ایک کی دلیل بتائیں؟

سوال: فعل کی علامات امثلہ سمیت ذکر کریں؟

سوال: جوازم سے کیا مراد ہے؟ اسمائے افعال میں ماضی، امر کا معنی ہوتا ہے۔ اس کو اسم کیوں کہا جاتا ہے؟

سوال: "ضارب" اسم اور "ضرب" فعل کیوں ہے؟

سوال: الاخبار به کا معنی کیا ہے؟

سوال: فعل کو فعل کیوں کہا جاتا ہے۔ کوئی اور مثال بھی ذکر کریں۔

سوال: نونی التاکید کی اصل کیا ہے۔ اور اس کا کس پر عطف ہے؟

سوال: حرف کی تعریف اور مثال ذکر کریں؟

سوال: عبارت کی وضاحت کریں نحو من فان معناها الابتداء وهى لا تدل عليه الا بعد ذكرما منه الابتداء۔

سوال: کیا حرف مسند الیہ یا مسند ہو سکتا ہے؟ اگر نہیں تو اس کا کیا فائدہ ہے؟

سوال: ضرب فعل ماض ۔ من حرف جر ۔ ان دو جملوں کے اندر "ضرب" اور "من" ترکیب میں کیا واقع ہیں؟ اور کیوں؟

سوال: ان جاء نی زید اکرمته کے اندر "ان" دو جملوں کے درمیان نہیں تو مصنف نے اسے (بین الجملتین) "دو جملوں کے درمیان" کیوں کہا ہے؟

سوال: حرف کو حرف کیوں کہا جاتا ہے؟

حل سوالات

سوال: نحو کی تعریف، غرض اور موضوع کیا ہے؟ نیز نحو و صرف میں فرق بتائیں۔

جواب: نحو کی تعریف: نحو ان اصولوں کو جاننے کا نام ہے جن کے ذریعے تینوں کلموں (اسم، فعل، حرف کے آخر کے حالات معرب و مبنی ہونے کی حیثیت سے، اور کلمات کی ایک دوسرے کے ساتھ ترکیب کی کیفیت معلوم ہو سکے۔

عربی تعریف: " النحو علم باصول يعرف بها احوال اواخر الكلم الثلاث من حيث الاعرابُ والبناءُ وكَيْفِيَّةُ تركيبِ بعضِها مَعَ بَعْضٍ "۔

نحو کی غرض: نحو کی غرض کلام عرب میں لفظی غلطی سے ذہن کو بچانا ہے۔ عربی میں یوں کہیں گے
" الغرض من النحو صيانة الذهن عن الخَطَاءِ اللفظيّ فى كلام العرب "۔

نحو کا موضوع: " موضوع النحو الكلمة والكلام" ۔ نحو کا موضوع کلمہ اور کلام ہے۔

نحو و صرف میں فرق: نحو کے ذریعے مفرد الفاظ کو ترکیب دینے کا طریقہ اور ان کے باہمی تعلقات کو سمجھا جاتا ہے اور مبنی و معرب کی پہچان کے ساتھ ساتھ کلمات کے اواخر کو دیکھا جاتا ہے۔ جبکہ علم صرف میں مفرد لفظ کے تغیر و تبدل اور گردانوں سے بحث کی جاتی ہے۔

سوال: کلمہ کی کتنی اقسام ہیں مع نقشہ واضح کریں۔ نیز وجہ حصر بھی بتائیں؟

جواب: کلمہ کی تین قسمیں ہیں (۱) اسم (۲) فعل (۳) حرف۔

اسم کی تعریف: " الاسم كلمة تدل علىٰ معنًى فى نفسها و لم يقترن معناها باحد الازمنة الثلاثة" "اسم وہ کلمہ ہے جو دلالت کرے اس معنی پر جو اس کی ذات میں پایا جاتا ہے اور اس کے معنی

کے ساتھ تینوں زمانوں میں سے کوئی ایک زمانہ نہ پایا جائے۔"

فعل کی تعریف: " الفعل کلمۃ تدل علی معنی فی نفسھا و یقترن معناھا باحد الازمنۃ الثلاثۃ "۔ "فعل وہ کلمہ ہے جو دلالت کرتا ہو اس معنی پر جو اس کی ذات میں پائے جاتے ہوں اور اس کے معنی کے ساتھ تینوں زمانوں سے کوئی ایک زمانہ بھی پایا جائے۔"۔

حرف کی تعریف: " الحرف کلمۃ لا تدل علی معنی فی نفسھا "۔ "حرف وہ کلمہ ہے جو نہ دلالت کرے اس معنی پر جو اس کی ذات میں پایا جائے۔"

ان تینوں کو بالاختصار یوں بھی کہہ سکتے ہیں

(اسم) = (کام / نام) کام کی مثال: نصر، نام کی مثال: فرس۔

(فعل) = (کام + تینوں میں سے ایک زمانہ) یعنی ایک لفظ سے بیک وقت کام اور زمانہ دونوں معنی سمجھ آئیں جیسے صام روزہ رکھا تو ایک ہی وقت میں روزے کا معنی بھی معلوم ہوا اور زمانہ ماضی کا بھی اور ساتھ ہی فاعل کی طرف نسبت بھی سمجھ آتی ہے جس کا بیان ان شاء اللہ آگے آئے گا۔

(حرف = معنی غیر مستقل)۔

پھر اسم کی تین قسموں جامد مصدر مشتق کو بالاختصار یوں بھی کہہ سکتے ہیں۔

(جامد = نام) جیسے فَرَسٌ گھوڑا۔

(مصدر = کام) جیسے صَوْمٌ روزہ رکھنا۔

(مشتق = کام + نام) یعنی ایک لفظ کسی کا نام بھی بن سکے اور اس سے کوئی کام بھی سمجھ آئے جیسے نَاصِرٌ مدد کرنے والا۔

کلمہ کو تین قسموں میں تقسیم کرنے کی وجہ حصر:

کلمات جتنے بھی ہیں جب ان کے معنی پر غور کریں تو ہمارے سامنے تین طرح کے کلمات آتے ہیں ایک وہ جو اپنے ذاتی معنی دیتا ہے اور اس کے ساتھ کوئی زمانہ بھی نہیں پایا جاتا۔ دوسرے وہ جو اپنے ذاتی معنی کے ساتھ کسی ایک زمانہ سے بھی تعلق رکھتا ہے۔ تیسرے وہ کلمات ہمارے سامنے آتے ہیں جن کے ذاتی معنی تو ہوتے ہیں لیکن جب تک اسے کسی فعل یا اسم سے نہ ملائیں ان کا مطلب سمجھ میں نہیں آتا۔ علماء نحو ان تینوں اقسام میں سے پہلی قسم کو اسم اور دوسری کو فعل اور تیسری کو حرف کا نام دیتے ہیں۔

اگلے صفحے میں اس کا نقشہ ملاحظہ فرمائیں

فائدہ : اضرب کی تین حیثیتیں ہیں اگر یہ لحاظ ہو کہ اس میں انت ضمیر مستتر ہے تو یہ مرکب ہے اس کا معنی ہے "تو مار" اور اگر یہ لحاظ کیا جائے کہ اس میں انت ضمیر مستتر نہیں تو یہ مفرد ہے اس کا معنی ہے "مار" اور اگر ان دونوں سے قطع نظر کرلیں نہ ضمیر کے مستتر ہونے کا لحاظ کریں اور نہ اس کے نہ ہونے کا تو یہ لفظ موضوع ہوگا پہلے کو منطق کہتے ہیں بشرط شی ء' دوسرے کو کہتے ہیں بشرط لا شی ء' تیسرے کو کہتے ہیں لا بشرط شی ء۔

سوال: کلمہ کی تعریف کریں۔ نیز عربی تعریف کی ترکیب کریں؟

جواب: لغت کے اعتبار سے کلمہ کا لفظ کلام پر بھی بولا جاتا ہے جیسے کلمہ توحید لا الہ الا اللہ الفیہ ابن مالک میں ہے وَكِلْمَةٌ بِهَا كَلَامٌ قَدْ يُؤَمّ اور کلمہ سے کبھی کلام مراد لیا جاتا ہے۔ علماء نحو کی اصلاح میں کلمہ وہ مفرد لفظ ہے جو معنی کے لیے وضع کیا گیا ہو۔ عربی میں یوں کہیں گے "الکلمۃ لفظ وضع لمعنی مفرد" اس عبارت کی کئی ترکیبیں کی جاتی ہیں۔

پہلی ترکیب: اس میں مفردٌ مرفوع ہو گا "الکلمۃُ" مبتدا۔ "لفظٌ" موصوف۔ "وُضِعَ" فعل مجہول۔ "ھُوَ" ضمیر مستتر اس کا نائب فاعل۔ "لام" حرف جر۔ "مَعْنًى" مجرور۔ جار مجرور مل کر متعلق ہوا "وُضِعَ" فعل کے۔ فعل اپنے نائب فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صفت اول۔ "مفردٌ" صفت ثانی ۔ موصوف اپنی دونوں صفتوں سے مل کر خبر۔ مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا ۔ اس صورت میں مفرد مرفوع ہوگا اور ترجمہ یوں ہوگا "کلمہ وہ لفظ مفرد ہے جو وضع کیا گیا ہو معنی کے لئے"۔

دوسری ترکیب: اس ترکیب میں مفرد مجرور ہوگا الکلمۃ مبتدا لفظ موصوف وضع فعل مجہول اس میں ھو ضمیر مستتر اس کا نائب فاعل لام حرف جار معنی موصوف مفرد اس کی صفت موصوف صفت مل کر مجرور جار مجرور مل کر متعلق فعل کے ۔ فعل مجہول اپنے نائب فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر خبر مبتد خبر مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ اس صورت میں ترجمہ یوں ہوگا "کلمہ وہ لفظ ہے جسے وضع کیا گیا ہو معنی مفرد کے لئے"

تیسری ترکیب: اس ترکیب میں مفردا منصوب ہوگا۔ الکلمۃ مبتدا لفظ موصوف وضع فعل مجہول اس میں ھو ضمیر مستتر ذو الحال لمعنی جار مجرور متعلق فعل کے مفردا حال ذو الحال حال ملکر نائب فاعل فعل مجہول اپنے نائب فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ اس صورت میں جملے کا معنی یوں ہوگا: کلمہ وہ لفظ ہے جو وضع کیا گیا ہو معنی کے لئے اس حال میں کہ وہ مفرد ہو۔

سوال: اسم کی تعریف اور علامات لکھیں؟

جواب: "حد الاسم کلمۃ تدل علٰی معنی فی نفسھا غیر مقترن باحد الازمنۃ الثلاثۃ اعنی الماضی والحال والاستقبال" ترجمہ: "اسم کی تعریف وہ کلمہ جو اس معنی پر دلالت کرے جو اس کی ذات میں پایا جاتا ہے اور اس کے ساتھ تینوں زمانوں (ماضی، حال، استقبال) میں سے کوئی ایک زمانہ نہ پایا جائے"

علامات اسم: اسم کی بہت سی نشانیاں ہیں عبد الغفور اور اس کے حواشی میں تیس کے قریب اسم کی علامات بتائی ہیں (دیکھئے عبد الغفور ص ۸۰) مشہور علامات درج ذیل ہیں۔

۱۔ صحة الاخبار عنه۔ یعنی اس کے بارے میں خبر کا دینا درست ہو جیسے زید عالم اس مثال میں زید اسم ہے اس کی ایک علامت یہ ہے کہ عالم کے ساتھ اس کی خبر دی گئی ہے۔

۲۔ الاضافة یعنی مضاف ہونا جیسے غلام زید اس مثال میں غلام کے اسم ہونے کی ایک علامت اس کا مضاف واقع ہونا ہے۔

۳۔ ۳ دخول لام التعریف۔ لام تعریف یعنی "ال" کا داخل ہونا جو نکرہ کو معرفہ بناتا ہے یہ خود حرف ہے لیکن اس کے بعد والا لفظ اسم ہوتا ہے جیسے الرجل' القلم

۴۔ الجر یعنی مجرور ہونا خواہ حرف جر کی وجہ سے ہو یا اضافت کی وجہ سے جیسے بزید یہاں زید کے اسم ہونے کی ایک علامت اس کا مجرور ہونا ہے

۵۔ التنوین یعنی منون ہونا تنوین خود حرف ہے لیکن اس سے پہلے اسم ہی ہوتا ہے جیسے قائم تنوین کے مزید احکام ان شاء اللہ آگے آئیں گے۔

۶۔ التثنية یعنی واحد سے مثنی بننا جیسے رجلان' رجلین۔

۷۔ الجمع یعنی واحد میں کچھ تبدیلی کرکے دو سے زیادہ کے لیے اس کو بنا لینا جیسے رجال' مساجد۔

۸۔ النعت یعنی موصوف ہونا جیسے نحو الشجر الطویل' قلم ثمین ان جملوں میں الشجر اور ثمین کے اسم ہونے کی ایک نشانی ان کا موصوف ہونا بھی ہے۔

۹۔ النداء یعنی منادیٰ ہونا جیسے یا رجلُ' یا قومُ

۱۰۔ النسب منسوب ہونا جیسے قُرَشِیٌّ' بَغْدَادِیٌّ

۱۱۔ التصغیر یعنی مصغر ہونا جیسے رجیل' قریش

۱۲۔ تائے متحرک کا ملا ہوا ہونا جیسے ضاربة تو اس میں اسم کی دو علامات ہیں تنوین اور تاء متحرکہ۔

سوال : فعل کی تعریف کریں' عربی میں ترجمہ کریں۔ نیز ضَرَبَ' یَضْرِبُ' اِضْرِبْ کا لفظی ترجمہ کریں۔ پھر یہ بھی بتائیں کہ ان لفظوں کے ترجمہ میں کیا خرابی کی جاتی ہے؟

جواب : فعل کی تعریف : فعل وہ کلمہ ہے جو اس معنی پر دلالت کرے جو اس کی ذات میں پائے جاتے ہیں اور اس معنی کے ساتھ کوئی ایک زمانہ بھی پایا جائے۔ جیسے ضرب یضرب' اِضرب

عربی میں یوں کہیں گے حد الفعل کلمة تدل علیٰ معنی فی نفسها دلالة مقترنة بزمان ذلک المعنیٰ' کضرب' یضرب' اضرب۔

ضرب کا لفظی ترجمہ ہے "مارا" ۔یضرب کا لفظی ترجمہ یا تو ہے "مارتا ہے" اور یا ہے "مارے گا"۔ یعنی مضارع حال اور استقبال کے درمیان مشترک ہے کبھی پہلا معنی ہوگا کبھی دوسرا۔ عام طور پر طلبہ

دونوں کو اکٹھا بیان کر دیتے ہیں جس میں کئی طرح کی خرابیاں ہیں ایک تو یہ کہ لفظ ایک ہے اور معنی دو - دوسرے یہ کہ لفظ یقین کے لئے ہے اور معنی شک والا کردیا جاتا ہے تیسرے یہ کہ مضارع سے قضیہ حملیہ بنتا ہے اور معنی قضیہ شرطیہ منفصلہ کا کردیا جاتا ہے ۔ مضارع عام طور پر حال کا معنی دیتا ہے کبھی کبھی استقبال کا مزید تفصیل ان شاء اللہ تعالیٰ فعل کی بحث میں آئیگی ۔اِضْرِبْ کا لفظی ترجمہ "مار" ہے۔

عام طور پر طلباء ان الفاظ کا ترجمہ کرتے ہیں تو ساتھ "اس ایک مرد نے" یا "وہ ایک مرد" یا "تو ایک مرد" بھی کہتے ہیں۔ حالانکہ ان کا لفظی ترجمہ صرف "مارا" "مارتا ہے" یا "مارے گا" اور "مار" ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ جو "اس ایک مرد" وغیرہ کا لفظ زیادہ کیا جاتا ہے وہ ضمیر مستتر کا ترجمہ ہوتا ہے جو ترکیب میں فاعل بنتی ہے۔ فعل بذات خود تثنیہ یا جمع نہیں ہوتا بلکہ فعل کے ساتھ فاعل تثنیہ یا جمع بنتا رہتا ہے۔ مثلاً" ضرب میں ضرب فعل ہی ہے جس کا معنی ہے "مارا" اور فاعل ھو ضمیر مستتر ہے جس کا معنی ایک مرد غائب کا کیا جاتا ہے۔ اسی طرح "ضربا" میں "ضرب" فعل اور "الف" فاعل ہے۔ فاعل یہاں الف الاثنین ہے نہ ھما مستتر۔ اسی طرح "ضربوا" میں فعل صرف "ضرب" ہے۔ واو الجماعة فاعل ہے ۔ یعنی کام ایک ہی ہوتا ہے اس کا کرنے والا کبھی ایک ہوتا ہے، کبھی دو اور کبھی زیادہ ۔

سوال: خواص کا کیا معنی ہے۔ نیز خاصة اور خواص کی اصل کیا ہے؟

جواب: خواص، خاصة کی جمع ہے۔ خاصة کسی چیز کی ایسی صفت ہے جو اسی کے ساتھ خاص ہو، کسی اور میں نہ پائی جائے۔ جس طرح غیب جاننا صرف اللہ کا خاصة ہے۔ اسی طرح "وحی لانا" جبرائیلؑ کا خاصة ہے وغیرہ۔ اس کے آخر میں جو تاء ہے وہ وصفیت سے اسمیت کی طرف منتقل کرنے کے لئے ہے ۔ رضی شرح کافیہ میں اس تاء کے چودہ مقاصد ذکر کئے ہیں ان میں تیرھواں یہ ہے (دیکھئے رضی ج ۲ ص ۱۶۴) مزید تفصیل ان شاء اللہ مذکر و مؤنث کے بیان میں آئے گی ۔

خَاصَّةٌ کی اصل خَاصِصَةٌ ہے۔ قانون یہ ہے کہ جب دو حرف ایک جنس کے اکٹھے آئیں تو ان میں ادغام کیا جاتا ہے۔ پہلے کو ساکن کر دیا جاتا ہے۔ اگر پہلے حرف سے پہلے مدہ ہو تو اس مدہ کو برقرار رکھتے ہیں اور قرآن پاک میں اس پر مد متصل کی علامت ڈال دیتے ہیں۔ تو خَاصِصَةٌ سے پہلے خَاصْصَةٌ پھر خَاصَّةٌ ہوگیا۔

خواص کی اصل خَوَاصِصُ ہے۔ یہاں بھی دو حرف ایک جنس کے ہیں اور پہلے حرف سے پہلے حرف مدہ ہے۔ یہاں بھی ادغام کر کے حرف مدہ کے اوپر مد متصل ڈال دیں گے۔ اس طرح خَوَاصِصُ سے خَوَاصْصُ پھر خَوَاصُّ بن گیا۔ عام رسم الخط میں مد متصل کی علامت نہیں لکھتے۔

سوال: اسم کی اصل کے بارے میں کیا اختلاف ہے، راجح کیا ہے، ہر ایک کی دلیل بتائیں؟
جواب: نحویوں کے دو گروہ ہیں (۱) بصری (۲) کوفی
بصریوں کے نزدیک اِسم کی اصل سِمْوٌ ہے بروزن حِمْلٌ یا قُفْلٌ کیونکہ سُمُوٌّ کے معنی بلندی کے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اسم اپنے قسیموں میں بلند مقام رکھتا ہے اس لیے اسے سمو سے تعبیر کیا گیا۔ اسم کے قسیم فعل اور حرف ہیں۔ چونکہ اسم مسند اور مسند الیہ دونوں بن سکتا ہے جبکہ فعل صرف مسند بن سکتا ہے اور حرف نہ مسند بن سکتا ہے اور نہ مسند الیہ، لہٰذا "اسم" فعل اور حرف سے بلند مقام رکھتا ہے۔ اس کے علاوہ اسم کی تصغیر، جمع وغیرہ سے بھی سمو مادہ ہی ملتا ہے۔ تصغیر سُمَیٌّ (اصلہ سُمَیْوٌ) اور جمع اَسْمَاءٌ (اصلہ اَسْمَاوٌ) اور جمع الجمع اَسَامِیٌّ (اصلہ اَسَامِیْوٌ) آتی ہے نام رکھنے کی عربی تَسْمِیَۃٌ اور ہم نام کیلئے سَمِیٌّ استعمال ہوتا ہے اور ان تمام میں سمو کا احتمال ہی ہو سکتا ہے نہ کہ وسم کا۔ تو اسم ان تمام وجوہات سے ناقص ہی بنتا ہے۔
کوفیوں کی رائے یہ ہے کہ اسم کی اصل وِسْمٌ ہے۔ اور دلیل ان کی یہ ہے کہ اسم کسی چیز کے نام کو ظاہر کرتا ہے۔ جسے علامت بھی کہہ سکتے ہیں کہ یہ فلاں شے کی علامت ہے۔ تو وسم کے معنی علامت کے ہیں۔ اس لیے یہ وسم تھا واؤ کو حذف کر کے اس کی جگہ خلاف قیاس ہمزہ وصل لے آئے۔

ان دونوں میں سے زیادہ قوی بصریوں کا قول نظر آتا ہے مصنف رحمہ اللہ نے بھی اسی کو ترجیح دی ہے کیونکہ ان کی دلیلیں زیادہ قوی اور قرآن پاک کے کلمات سے ماخوذ ہیں۔ ارشاد باری ہے ۔"و للہ الاسماء الحسنی فادعوہ بہا" (الاعراف ۱۸۰) اللہ کیلئے اچھے اچھے نام ہیں پس اسے ان ناموں سے پکارو ۔نیز فرمایا "رب السموات و الارض و ما بینہما فاعبدہ و اصطبر لعبادتہ ھل تعلم لہ سمیا" (مریم ۶۵) پروردگار آسمانوں کا اور زمین کا اور جو ان کے درمیان ہے پس عبادت کر اس کی اور جما رہ اس کی عبادت کیلئے کیا تو اللہ کا کوئی ہم نام جانتا ہے
نیز فرمایا "ان الذین لا یؤمنون بالآخرۃ لیسمون الملائکۃ تسمیۃ الانثی" (النجم ۲۷) بیشک جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ہیں فرشتوں کا عورتوں کا سا۔ (اسم کی اصل کے بارے میں مختصر اور جامع بحث کے لیے دیکھئے المصباح المنیر ج۱ ص ۳۱۰، ۳۱۱)
سوال: فعل کی علامات امثلہ سمیت ذکر کریں؟
جواب: فعل کی علامات :
۱۔ صحۃ الاخبار بہ۔ (اس کے ساتھ خبر دی جا سکے) مثلاً "زَیْدٌ عَلِمَ" یہاں علم فعل ہے کیونکہ اس کے ساتھ زید کی خبر دی گئی ہے۔

۲۔ قد کا داخل ہونا۔ قد ایسا حرف ہے جو فعل پر داخل ہوتا ہے۔ اسم پر داخل نہیں ہوتا۔ اس لیے قد جس لفظ سے پہلے آئے گا وہ لفظ فعل ہی ہوگا۔ جیسے قد افلح' قد ضرب' قد اقترب وغیرہ

۳۔ سین کا داخل ہونا۔ قد کی طرح "سین" بھی فعل کے ساتھ خاص ہے۔ یہ حرف اسم پر داخل نہیں ہوتا۔ اس لیے اسے بھی فعل کی علامت کہا جاتا ہے۔ بشرطیکہ سین کلمہ کا حرف اصلی نہ ہو۔ مثلاً" سیضرب' سیکتب وغیرہ اور سَبَّحَ' سَجَدَ میں سین کلمہ کا حرف اصلی ہے' فعل کی علامت نہیں۔ سین جب کسی فعل پر داخل ہوتا ہے تو مستقبل قریب کا معنی پایا جاتا ہے۔ سیضرب عنقریب وہ مارے گا۔ وغیرہ

۴۔ سوف کا داخل ہونا: سوف بھی فعل پر داخل ہوتا ہے۔ اس لیے اسے فعل کی علامت میں شامل کیا جاتا ہے۔

۵۔ حرف جازم کا داخل ہونا:۔ حرف جازم جب فعل مضارع پر داخل ہوتا ہے تو اسے جزم دیتا ہے۔ یہ بھی صرف فعل کے ساتھ خاص ہے۔

۶۔ ایسا کلمہ ہو جس کی ماضی اور مضارع کی گردان کی جاسکے وہ بھی فعل میں شامل کیا جائے گا۔

۷۔ امر اور نہی ہونا بھی فعل کی علامتیں ہیں۔ مثلاً" اِضرِبْ۔ لَا تضربْ وغیرہ۔

۸۔ ضمیر بارز مرفوع متصل کا کسی کلمہ کے ساتھ ملنا۔ یہ بھی فعل کے ساتھ خاص ہے مثلاً" ضَرَبْتُ۔ ضَرَبْنَا وغیرہ۔

۹۔ ساکن تاء التانیث بھی فعل کے ساتھ آتی ہے۔ اسم کے ساتھ متحرک تا آتی ہے جیسے قائمةٌ۔ فعل کی مثال ضَرَبَتْ۔ کَرُمَتْ وغیرہ۔

۱۰۔ نون تاکید:۔ نون تاکید اسم پر نہیں آتا۔ یہ فعل کے ساتھ خاص ہے۔ اس لیے اسے بھی فعل کی علامتوں میں ایک علامت کہا گیا ہے۔ مثلاً" لَيَضْرِبَنَّ' لَيَضْرِبْنَانِّ وغیرہ۔

سوال : جوازم سے کیا مراد ہے؟ اسمائے افعال میں ماضی' امر کا معنی ہوتا ہے۔ اس کو اسم کیوں کہا جاتا ہے؟

جواب : جوازم سے مراد وہ حروف ہیں جو فعل مضارع پر داخل ہوں تو اس کے آخری حرف کو جزم دیتے ہیں۔ یعنی ساکن کر دیتے ہیں۔ اگر وہ فعل صحیح ہو۔ مثلاً" لَمْ يَضْرِبْ۔ لَا تَضْحَكْ وغیرہ۔ لیکن اگر وہ فعل معتل ہو۔ تو آخری حرف کو گرا دیتے ہیں جیسے لم یرم (یرمی سے) لم یدع (یدعو سے) ان حروف کو جو مضارع پر داخل ہو کر جزم دیتے ہیں حروف جازمہ کہتے ہیں۔ اور یہ پانچ ہیں۔ ان' لم' لام امر' لما' لائے نہی۔ اور الجزم سے مراد ہے کون الفعل مجزوما یعنی مجزوم ہونا فعل کا خاصہ ہے۔

اسمائے افعال میں ماضی' امر کا معنی ہوتا ہے اگر معنی کو دیکھا جائے تو انہیں فعل میں شامل کیا جائے۔ لیکن فعل کی جو چند خاص شکلیں اور وزن ہیں۔ ان میں سے کسی شکل پر بھی یہ فٹ نہیں آتے۔ اسم کے بے شمار اوزان ہیں۔ اس لئے ان کو بھی داخل کر لیتے ہیں۔ تو ان الفاظ کو شکل کے لحاظ سے اسم اور معنی کے لحاظ سے فعل کہہ سکتے ہیں۔ اور انہیں اسمائے افعال اس لیے کہتے ہیں کہ یہ افعال کے نام ہیں۔ گویا اُترُکْ جو فعل امر ہے' اس کا نام رُوَیْدَ رکھ دیا ہے تو اب یہ اسم فعل کہلائے گا۔

سوال: "ضَارِبٌ" اسم اور "ضَرَبَ" فعل کیوں ہے؟

جواب: ضارب پر اسم کی تعریف کا اطلاق ہوتا ہے۔ یعنی اس کے بذات خود معنی بھی ہیں اور اس کے ساتھ کوئی زمانہ بھی نہیں پایا جاتا۔ ضارب سے مارنے والے کی ذات پر دلالت ہے۔ اس لیے یہ اسم ہے۔ نیز اس پر تنوین بھی ہے جو اسم کی علامت ہے۔ اور مونث بنانے کے لئے تاء متحرکہ بھی لگی ہوئی ہے۔

جبکہ ضَرَبَ میں دو معنی ہیں۔ ایک تو ضَرْبٌ کے دوسرا زمانہ گزشتہ کے۔ ضَرَبَ مارا' لفظ "مارا" دیکھنے میں تو ایک ہے لیکن غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ کام کے ساتھ زمانہ (ماضی) بھی پایا گیا۔ بلکہ فاعل کی طرف نسبت بھی پائی جاتی ہے ۔ اور کام کے ساتھ کسی ایک زمانہ کا پایا جانا فعل ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ نیز مونث میں اس پر تا ساکنہ بھی لگ جاتی ہے۔ جیسے ضَرَبَتْ جو فعل کی علامت ہے۔ اس لیے ضَرَبَ کو فعل کہتے ہیں۔

سوال: الاخبار بہ کا معنی کیا ہے؟

جواب: الاخبار به - ان یکون محکوما به - او اَنْ یُّخْبَرَ بِالْفِعْلِ یعنی فعل کے ذریعے خبر دی جائے۔ یا اس کے ساتھ حکم لگایا جا سکے۔

سوال: فعل کو فعل کیوں کہا جاتا ہے۔ کوئی اور مثال بھی ذکر کریں۔

جواب: فعل کا لفظی معنی کام ہے ۔ اور کام حقیقت میں مصدر ہوتا ہے۔ مثلاً ضرب' نصر بمعنی مدد کرنا' مارنا اصطلاح میں جس کو فعل کہتے ہیں اس میں کام اور زمانہ دونوں پائے جاتے ہیں اس کے ایک جز کام کی وجہ سے مجموعے کا نام فعل رکھ دیا گیا۔

مثال: پکے ہوئے گوشت میں مرچ مسالہ اور گھی وغیرہ سب کچھ ہوتا ہے لیکن اس سارے مجموعے کا نام گوشت ہی رکھا جاتا ہے۔

سوال: نُوْنَیِ التَّاکِیْدِ کی اصل کیا ہے۔ اور اس کا کس پر عطف ہے؟

جواب: نُوْنَیَ اصل میں نُوْنَیْنِ ہے۔ جب نونین کو مضاف بنایا تو تثنیہ کا نون گر گیا۔ تو بن گیا

نُونَیِ التَّاکِید اب "یا" بھی ساکن ہے اور اس کے بعد آنے والی "تا" بھی ساکن ہے۔ التقاء ساکنین ہوا اور شکل یوں بنی۔
شکل: "ــَــ یْ تــُ"

اس صورت میں "یا" کو کسرہ دیا جاتا ہے۔ کسرہ ایک تو خفیف ہونے کی وجہ سے دوسرا یاء کی مناسبت سے۔ اگر یہاں یاء کی جگہ واؤ ساکن ہوتا تو اسے ضمہ دیتے واؤ کی مناسبت سے۔ مذکور قاعدے سے یہاں لفظ نونیِ التاکیدِ حاصل ہوا۔

"نونیِ التاکیدِ" کا عطف "الضمائر البارزہ المرفوعۃ" پر ہے۔ کیونکہ عبارت اس طرح بنتی ہے اتصال الضمائر البارزہ المرفوعۃ و اتصال نونی التاکید۔ ان دونوں کے درمیان واؤ عاطفہ ہے۔ اس لیے نونیِ التاکید کا عطف واؤ سے پہلے لفظ پر ہے۔

سوال: حرف کی تعریف اور مثال ذکر کریں؟

جواب: الحرف کلمة لا تدل علٰی معنیً فی نفسها بل تدل علٰی معنیً فی غیرها "حرف وہ کلمہ ہے جو نہیں دلالت کرتا اس معنی پر جو اس کی ذات میں ہیں بلکہ دلالت کرتا ہے اس معنی پر جو اس کے علاوہ میں ہیں۔" مثلاً" من "سے" الی "تک" وغیرہ۔ (ان کا معنی اس وقت سمجھ آتا ہے جب ان کے ساتھ کسی اور کلمہ کو ذکر کیا جائے) مثلاً "گھر سے سکول تک" تو "سے" ابتداء کے اور "تک" انتہا کے معنی دیتا ہے۔ یا عربی میں یوں کہیں مشیت من البیت الی المدرسة ترجمہ: "میں گھر سے سکول تک چلا" یعنی چلنے کی ابتداء گھر سے ہوئی اور انتہاء سکول پر ہوئی ہے۔

سوال: عبارت کی وضاحت کریں نحو من فان معناها الابتداء وهی لا تدل علیه الا بعد ذکر ما منه الابتداء۔

جواب: عبارت کی وضاحت: حرف کی ایک مثال ہے "مِنْ" اس کے معنی ابتداء کے آتے ہیں۔ (اگرچہ اس کا ترجمہ "ابتداء" نہیں مگر وضاحت کرتے ہوئے ابتداء کا لفظ لایا جاتا ہے) اور یہ اس وقت تک اپنے اس معنی پر دلالت نہیں کرے گا جب تک اس کے بعد اس چیز کا ذکر نہ کریں جس سے ابتداء کی گئی ہو۔ جیسے کوئی کہے سرت من البصرة الی الکوفة۔ یہاں "من" کے معنی ابتدا کے تب ہی سمجھے گئے جب اس کے بعد "البصرة" ہے۔ وہ مقام جہاں سے ابتداء کی گئی ہے۔ اگر "البصرة" نہ لکھا جائے تو صرف "من" سے ابتداء کے معنی نہیں سمجھے جاسکتے۔ اسی طرح "الکوفة" کے بغیر "الی" کے معنی انتہاء نہیں سمجھے جاتے۔ دونوں حرفوں کے ساتھ یہ دو اسم ملے ہیں تو حرفوں کے معنی سمجھ میں آئے۔ ورنہ اکیلے حروف کے جو معنی ہیں وہ ادا کرنے سے مطلب نہیں سمجھا جاتا۔ دیکھئے ایک آدمی سارا دن "سے' سے' سے" کرتا رہے۔ یا "تک' تک' تک" کہتا رہے۔ اس کا مطلب کوئی نہیں

سمجھ سکے گا بلکہ الٹا لوگ اسے پاگل کہیں گے۔ لیکن جب ان ہی حروف کے ساتھ کوئی اسم ملالیں تو یہ معنی دار بن جائیں گے۔ مثلاً "مسجد سے" اور "گھر تک" اب "سے" اور "تک" کا مفہوم ادا ہو رہا ہے۔ اور یہ الفاظ سن کر لوگ اس سے پوچھیں گے کہ مسجد سے گھر تک کیا ہوا۔ گویا سننے والے معنی سمجھتے ہیں تب ہی سوال کیا۔ اس کے برعکس جب ایک آدمی صرف "سے سے" اور "تک تک" کرتا تھا تو کسی نے اس کی طرف توجہ نہ دی۔ گویا ان سے مطلب ہی واضح نہ ہوا اور معنی ہی ادا نہ ہوا کہ لوگ سن کر توجہ دیتے۔ اس کے برعکس اگر کوئی کسی کا نام لے کر خاموش ہوجائے تو سننے والا پوچھے گا کہ اس کو کیا ہوا یا کوئی کہے "پاس ہوگیا" اور خاموش ہوجائے تو سننے والا پوچھے گا کہ کون پاس ہوا؟ اس سے معلوم ہوا کہ اسم اور فعل کو سن کر بندے کے ذہن میں کوئی وزن پڑتا ہے اور حرف کو سن کر ایسی کوئی بات نہیں ہوتی ۔ اس لئے کہتے ہیں کہ حرف کا معنی غیر مستقل اور اسم اور فعل کا معنی غیر مستقل ہے۔

سوال: کیا حرف مسند الیہ یا مسند ہو سکتا ہے؟ اگر نہیں تو اس کا کیا فائدہ ہے؟

جواب: حرف مسند الیہ یا مسند نہیں بن سکتا کیونکہ یہ اپنے معنی مستقل نہیں رکھتا۔ بلکہ اس کے ساتھ جو اسماء یا افعال ملیں ان کے ساتھ مل کر معنی دیتا ہے۔ اس لیے یہ مسند الیہ اور مسند نہیں بن سکتا۔

اس کے باوجود کہ حرف مسند الیہ یا مسند نہیں بنتا اس کے بہت فوائد ہیں۔ مصنفؒ کہتے ہیں وللحرف فی کلام العرب فوائد کالربط بین الاسمین نحو زید فی الدار' والفعلین نحو ارید ان تضرب' اواسم وفعل نحو ضربت بالخشبة۔ اوالجملتین نحو ان جاء نی زید اکرمتہ' وغیر ذلک من الفوائد

عربی زبان میں حرف کے بہت سے فائدے ہیں مثلاً

ا۔ دو اسموں کو جوڑنا : جیسے زید فی الد ار "زید گھر میں ہے۔" اور فی کے بغیر یوں ہوگا زید الدار اس کا ترجمہ ہے زید ہی گھر ہے اور یہ غلط ہے۔

۲۔ دو فعلوں کو جوڑنا جیسے ارید ایک فعل ہے جس کے معنی "میں ارادہ کرتا ہوں" ہیں۔ اور تضرب کے معنی "تو مارتا ہے یا تو مارے گا" ہیں۔ جب تک ان فعلوں کے درمیان کوئی حرف نہیں لائیں گے اس وقت تک یہ دونوں ایک خاص مطلب ادا نہیں کر سکتے۔ جب ان فعلوں کے درمیان "ان" (حرف نصب) لگائیں گے تو تضربُ کو نصب دے کر تضربَ کر دے گا۔ اور پورا جملہ اس طرح ہوگا۔ اُرِیْدُ اَنْ تَضْرِبَ "میں چاہتا ہوں یا ارادہ کرتا ہوں کہ تو مارے" (حرف "ان" نے دونوں فعلوں کو جوڑدیا ہے) اب جملہ مکمل ہوا اور اس کا پورا مطلب ظاہر ہوا۔

۳۔ فعل اور اسم کو جوڑنا جیسے ضربت، فعل فاعل مل کر معنی ہوا "میں نے مارا" اور الخشبة کے معنی ہیں "لکڑی" اب اگر ان دونوں کو یعنی فعل اور اسم کو اکٹھا کیا جائے تو معنی اس طرح ہوں گے۔ ضربت الخشبة "میں نے لکڑی کو مارا" جو ایک نامناسب بات معلوم ہوتی ہے۔ جب ہم اسی فعل اور اسم کے درمیان حرف "با" کو لائیں گے تو جملہ اس طرح بنے گا۔ ضربتُ بالخشبةِ "میں نے لکڑی کے ساتھ مارا۔" اب جملہ مکمل ہے۔ جو ایک مناسب مطلب دیتا ہے۔

۴۔ دو جملوں کو جوڑنا جیسے ان جاءنی زید اکرمته ترجمہ "اگر زید میرے پاس آیا تو میں اس کا اکرام کروں گا" اب حرف ان نے دونوں جملوں کو جوڑ کر ایک جملہ شرطیہ بنا دیا اس کے بغیر یہ دو بے جوڑ جملے بنیں گے اس طرح جاءنی زید اکرمته ترجمہ "زید میرے پاس آیا میں نے اس کی عزت کی۔

ان کے علاوہ بھی حرف کے بہت فوائد ہیں جو اس کے معانی سے سمجھ آتے ہیں۔ درج بالا فوائد کو سامنے رکھتے ہوئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ کلام عرب میں حرف بھی ایک خاص مقام رکھتا ہے۔ بلکہ کلام عرب کے علاوہ دوسری زبانوں میں بھی اس کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

اسم فعل کی مثال کپڑے کی طرح اور حرف کی مثال نلکی کے دھاگے کی طرح ہے اصل اور مہنگی چیز تو کپڑا ہی ہے عید کے موقعہ پر دھاگے کی نلکی تو تحفے کے طور پر نہیں دی جاتی کپڑا ہی دیا جاتا ہے۔ لیکن دھاگے کے بغیر کپڑا نہ سلتا ہے اور نہ پہننے کے قابل ہوتا ہے۔

سوال : ضَرَبَ فِعلٌ مَاضٍ ۔ مِنْ حَرْفُ جَرٍّ ۔ ان دو جملوں کے اندر "ضَرَبَ" اور "مِنْ" ترکیب میں کیا واقع ہیں؟ اور کیوں؟

جواب : ان جملوں میں "ضَرَبَ" اور "مِنْ" ترکیب میں مبتدا واقع ہوتے ہیں۔ اس لیے کہ یہاں پر ان دونوں کی خبر دی جا رہی ہے چنانچہ ترجمہ یوں ہے۔ "ضرب فعل ماضی ہے" اور "من حرف جر ہے۔" کیونکہ دونوں جملوں میں ضرب اور من اسم کی حیثیت سے ہیں نہ کہ ماضی اور حرف کی حیثیت سے۔ انہیں یوں بھی بیان کیا جا سکتا ہے کہ لفظ ضرب فعل ماضی ہے اور لفظ من حرف جر ہے۔ (ضرب مبتدا۔ فعل ماضی ہونا اس کی خبر ہے) دونوں میں مبتدا اپنی اپنی خبروں سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوئے۔

منطق کی مشہور کتاب سلم العلوم ص ۴۱ میں ہے " ومن خواصه الحکم علیه و قولهم من حرف جر و ضرب فعل ماض لا یرد فانه حکم علی نفس الصوت لا علی معناه والمختص به هو هذا والاول یجری فی المهملات " ترجمہ :اور اس اسم کا ایک خاصہ یہ کہ اس پر حکم لگایا جاسکے اور ان کا قول من حرف جر ہے اور ضرب فعل ماضی ہے اس سے اعتراض وارد نہیں ہوتا کیونکہ اس سے تو آواز پر حکم لگانا ہوتا ہے نہ کہ اس کے معنی پر اور اسم کے خاصہ تو معنی پر حکم لگانا

ہے اور پہلا یعنی محض آواز پر حکم لگانا وہ تو مہملات میں بھی چلتا ہے۔

سوال: ان جاء نی زید اکرمنه کے اندر "ان" دو جملوں کے درمیان نہیں تو مصنف نے اسے (بین الجملتین) "دو جملوں کے درمیان" کیوں کہا ہے؟

جواب: مصنف نے جو بین الجملتین کہا اس کا مفہوم اس طرح ہے الربط بین الجملتین "دو جملوں کے درمیان ربط" نہ کہ یہ الحرف بین الجملتین (دو جملوں کے درمیان حرف) اس سے پتہ چلا کہ حرف خواہ جملے کے شروع میں آئے یا درمیان میں۔ اصل مطلب ومقصد تو جملوں کو جوڑنا ہے نہ کہ حرف کا جملوں کے درمیان میں آنا۔ اور اس مثال میں حرف نے دو جملوں کے شروع میں آکر ان کو آپس میں جوڑ دیا ہے۔

سوال: حرف کو حرف کیوں کہا جاتا ہے؟

جواب: حرف کے لغوی معنی طرف اور کنارے کے ہیں کلام کے بنیادی دو حصے ہیں مسند اور مسند الیہ اور حرف ان دونوں سے ایک طرف رہ جاتا ہے اس لئے اس کو حرف کہتے ہیں لغت میں اس کے معنی طرف کے ہیں اس کی دلیل ارشاد باری تعالیٰ ہے ومن الناس من یعبد اللّٰہ علی حرف فان اصابه خیر اطمان به و ان اصابته فتنة انقلب علی وجهه خسر الدنیا والآخرة ذلک هو الخسران المبین (الحج ۱۱) ترجمہ: اور بعض آدمی اللہ کی عبادت (ایسے طور پر) کرتا ہے (جیسے کسی چیز کے کنارے پر (کھڑا) ہو پھر اگر اس کو کوئی (دنیوی) نفع پہنچے گا تو اس کی وجہ سے ظاہری (قرار) پالیا اور اگر اس پر کوئی آزمائش ہوگئی تو منہ اٹھا کر (کفر کی طرف) چل دیا (جس سے) دنیا اور آخرت دونوں کھو بیٹھا یہی کھلا نقصان (کہلاتا) ہے (ترجمہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ)

فصل الكلام لفظ تضمن كلمتين بالاسناد . و الاسناد نسبة احدى الكلمتين الى الاخرى بحيث تفيد المخاطب فائدة تامة يصح السكوت عليها نحو زيد قائم و قام زيد . فعلم بذلک ان الكلام لا يحصل الا من اسمين نحو زيد قائم و يسمى جملة اسمية او من فعل و اسم نحو قام زيد و يسمى جملة فعلية اذ لا يوجد المسند و المسند اليه معا فى غيرهما ، ولا بد للكلام منهما

فان قيل قد وقض بالنداء نحو يا زيد قلنا حرف النداء قائم مقام ادعو و اطلب فلا نقض.

و اذا فرغنا من المقدمة فلنشرع فى الاقسام الثلاثة و الله الموفق و المعين .

ترجمہ : فصل کلام وہ لفظ ہے جو شامل ہو دو کلموں کو اسناد کے ساتھ اور اسناد دو کلموں میں سے ایک کی نسبت ہے دوسرے کی طرف اس طرح کہ مخاطب کو ایسا کامل فائدہ دے کہ اس پر خاموش رہنا درست ہو جیسے زید قائم اور قام زید اور اس کا نام رکھاجاتا ہے جملہ تو معلوم ہوا کہ کلام نہیں حاصل ہوتا مگر دو اسموں سے جیسے زید قائم اور نام رکھا جاتاہے اس کا جملہ اسمیہ اور یا ایک فعل اور ایک اسم سے جیسے قام زید اور نام رکھا جاتا ہے اس کا جملہ فعلیہ اس لئے کہ نہیں پائے جاتے مسند اور مسند الیہ اکٹھے ان دونوں کے علاوہ میں اور ضروری ہے کلام میں ان دونوں کا ہونا

ہر اگر کہاجائے کہ اعتراض وارد کیا گیا ہے اس پر نداء کے ساتھ جیسے یا زید ہم کہیں گے حرف نداء قائم مقام ہے اَدْعُوْ اور اَطْلُبُ کے اور وہ فعل ہے لہٰذا کوئی اعتراض نہیں اس پر۔

اور جب ہم فارغ ہوئے مقدمہ سے تو شروع ہوں تین قسموں میں اور اللہ تعالیٰ ہی توفیق دینے والا اور مدد کرنے والا ہے

سوالات

سوال: کلام اور اسناد کی تعریف عربی اور اردو میں بتائیں نیز کلام کا دوسرا نام ذکر کریں؟

سوال: دو کلموں کے اجتماع کی کل کتنی صورتیں ہیں۔ ان میں سے کس کس صورت میں جملہ مکمل ہوتا ہے اور کس کس میں نہیں اور کیوں؟

سوال: جملہ میں دو کلموں کے ساتھ اور کس چیز کی ضرورت ہے اس کا نام بتائیں اور تعریف کریں؟

سوال: فان قیل سے مصنف کس سوال و جواب کو بیان کرتے ہیں' واضح کریں؟

سوال: حرف ندا قائم مقام ادعو کے ہے۔ اس کی دلیل قرآن یا حدیث سے اور عرف عام سے ذکر کریں؟

حل سوالات

سوال: کلام اور اسناد کی تعریف عربی اور اردو میں بتائیں نیز کلام کا دوسرا نام ذکر کریں؟

جواب: الکلام لفظ تضمن کلمتین بالاسناد والاسناد نسبة احدی الکلمتین الی الاخریٰ بحیث تفید المخاطب فائدة تامة یصح السکوت علیها نحو زید قائم و قام زید و یسمّی جملة۔

"کلام وہ لفظ ہے جو مشتمل ہو دو کلموں پر ساتھ اسناد کے۔ اور اسناد دو کلموں میں ایک کی دوسرے کی طرف نسبت ہوتی ہے اس طرح کہ مخاطب پورا فائدہ حاصل کرتا ہے (جب متکلم بات کر کے خاموش ہوتا ہے) اس پر سکوت صحیح ہو۔ مثلاً" زید کھڑا ہے اور زید کھڑا ہوا۔ اور نام رکھا جاتا ہے اس کا جملہ "

سوال: دو کلموں کے اجتماع کی کل کتنی صورتیں ہیں۔ ان میں سے کس کس صورت میں جملہ مکمل ہوتا ہے اور کس کس میں نہیں اور کیوں؟

جواب: دو کلموں کے اجتماع کی کل چھ صورتیں ہیں۔

(۱) اسم + اسم (ایک مسند الیہ اور دوسرا مسند) جملہ بن سکتا ہے۔

(۲) اسم + فعل (اسم مسند الیہ اور فعل مسند) جملہ بن سکتا ہے۔

(۳) اسم + حرف (اسم مسند الیہ یا مسند اور حرف۔ نہ مسند نہ مسند الیہ) جملہ نہیں بن سکتا

(۴) فعل + فعل (فعل صرف مسند ہو سکتا ہے) جملہ نہیں بن سکتا

(۵) فعل + حرف (فعل مسند اور حرف نہ مسند نہ مسند الیہ) جملہ نہیں بن سکتا

(۶) حرف + حرف (حرف نہ مسند نہ مسند الیہ) جملہ نہیں بن سکتا

صرف پہلی دو صورتوں میں جملہ بن سکتا ہے۔ ان کے علاوہ صورتوں میں جملہ نہیں بن سکتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جملہ یا کلام کے لیے مسند اور اور مسند الیہ کا ہونا ضروری ہے۔ ان کے بغیر جملہ نامکمل ہوگا۔ آخری چار کا ایسا حال ہے کہ اگر کسی صورت میں مسند ہے تو مسند الیہ نہیں، مسند الیہ ہے تو مسند نہیں۔ اور یا دونوں نہیں ہیں۔ مصنف" فرماتے ہیں۔

" فعلم ان الکلام لا یحصل الا من اسمین نحو زید قائم ، و یسمّی جملة اسمیة او من فعل و اسم نحو قام زید و یسمّی جملة فعلیة ، اذ لا یوجد المسند والمسند الیه معا فی غیرهما ولا بد للکلام منهما "

"پس معلوم ہوا کہ کلام (جملہ) نہیں حاصل ہوتا مگر دو اسموں سے مثلاً" زید کھڑا ہے۔ اور اسے جملہ اسمیہ کہتے ہیں۔ یا ایک فعل اور ایک اسم سے مثلاً" زید کھڑا ہوا اور اسے جملہ فعلیہ کہتے ہیں۔ پس،

نہیں پایا جاتا مسند اور مسند الیہ ایک ساتھ ان دو صورتوں کے علاوہ۔ اور ضروری ہے کلام کے لیے ان دو میں سے ہر ایک کا ہونا۔"

سوال: جملہ میں دو کلموں کے ساتھ اور کس چیز کی ضرورت ہے اس کا نام بتائیں اور تعریف کریں؟

جواب: جملہ میں دو کلموں کے ساتھ اسناد کا ہونا ضروری ہے۔ اسناد دو کلموں میں ایک کی دوسرے کی طرف ایسی نسبت کو کہتے ہیں جس سے بات پوری سمجھ آجائے۔ جس کلمہ کی نسبت دوسرے کی طرف کی جائے گی اسے مسند اور جس کلمے کی طرف (مسند کی) نسبت کی گئی ہو اسے مسند الیہ کہیں گے۔

سوال: فان قیل سے مصنف کس سوال و جواب کو بیان کرتے ہیں' واضح کریں؟

جواب: مصنف فرماتے ہیں: " فان قیل قد نوقض بالنداء نحو یا زید ' قلنا حرف النداء قائم مقام ادعو واطلب وھو الفعل فلا نقض علیہ "" اگر سوال کیا جائے یا کہا جائے کہ ندا کے ساتھ ٹوٹا ہوا ہے یہ قاعدہ (کہ کوئی جملہ دو اسموں یا ایک اسم اور ایک فعل کے بغیر نہیں بنتا)۔ (کیونکہ "یا" حرف ندا ہے اور حرف مسند یا مسند الیہ نہیں بن سکتا۔ یہاں تو حرف ندا اور اسم کے ملنے سے جملہ بن گیا) ہم نے جواب دیا کہ یہاں حرف ندا قائم مقام ہے۔ اَدْعُوْ اور اَطْلُبُ کے جس کا ترجمہ "میں پکارتا ہوں یا میں طلب کرتا ہوں" کے ہیں۔ اور اس طرح وہ فعل ہوا۔ اور نہ ٹوٹا اس کے ساتھ یہ قاعدہ۔ کیونکہ یا بمعنی "اَدْعُوْ" (میں پکارتا ہوں) مسند' اور اَنَا ضمیر مستتر مسند الیہ یا فاعل ہے اور زید مفعول بہ ہے۔

سوال: حرف ندا قائم مقام ادعو کے ہے۔ اس کی دلیل قرآن یاحدیث سے اور عرف عام سے ذکر کریں؟

جواب: قرآن میں آتا ہے "ادعونی استجب لکم" "مجھے پکارو میں تمہاری پکار قبول کرتا ہوں۔

اس کے جواب میں آدمی جب یہ کہے "میں پکارتا ہوں اللہ کو" تو یہ پکارنا نہ ہوا۔ بلکہ یہ تو جملہ خبریہ بن گیا جس سے خبر دی جا رہی ہے جبکہ پکار انشاء ہونا چاہیے۔ ہاں جب بندہ کہتا ہے "یا اللہ مدد" یا کہتا ہے "اے اللہ' میری مدد فرما" اب یہ پکار بنی۔ اور "اے" قائم مقام ہوا "پکارتا ہوں" فعل کے۔ اسے سچ یا جھوٹ نہیں کہا جا سکتا اور اس طرح وہ مطلب پورا ہو رہا ہے جس کا حکم دیا گیا ہے۔

عُرف عام سے دلیل اس طرح کہ اگر ایک آدمی خالد کو بلانا چاہتا ہے تو اسے حرف ندا کے ذریعے آواز دیتا ہے۔ کہ "اے خالد" اگر اس کی جگہ کہے کہ "میں بلاتا ہوں خالد کو" تو یہ تو خبر بنے گی اور خالد کو متوجہ نہ کر سکے گی۔ خالد کو بلانے یا ٹھہرانے کے لیے یوں ہی کہنا ہو گا "اے خالد" یہ الفاظ سن کر انسان سمجھ جاتا ہے کہ اسے کوئی آواز دے رہا ہے یا بلا رہا ہے۔ لہٰذا یہ بات ثابت ہوگئی کہ حرف ندا "یا" قائم مقام ادعو یا اطلب کے ہوتا ہے۔

القسم الاول فی الاسم و قد مر تعریفه و هو ینقسم الی معرب و مبنی فلنذکر احکامه فی بابین و خاتمة .

الباب الاول فی الاسم المعرب و فیه مقدمة و ثلاثة مقاصد و خاتمة اما المقدمة ففیها فصول .

فصل فی تعریف الاسم المعرب و هو کل اسم رکب مع غیره ولا یشبه مبنی الاصل اعنی الحرف و الأمر الحاضر والماضی نحو زید فی قام زید لا زید وحده لعدم الترکیب و لا هؤلاء فی قام هؤلاء لعدم الشبه و یسمی متمکنا .

فصل : حکمه ان یختلف آخره باختلاف العوامل اخلافا لفظیا نحو جاء نی زید و رأیت زیدا و مررت بزید او تقدیریا نحو جاء نی موسی و رأیت موسی و مررت بموسی . و الاعراب ما به یختلف آخر المعرب کالضمة و الفتحة و الکسرة والواو والألف والیاء و اعراب الاسم ثلاثة انواع : رفع و نصب و جر و العامل ما به رفع و نصب و جر و محل الاعراب من الاسم هو الحرف الأخیر مثال الکل نحو قام زید فقام عامل و زید معرب و الضمة اعراب و الدال محل الاعراب .

واعلم انه لا یعرب من کلام العرب الا الاسم المتمکن و الفعل المضارع و سیجیء حکمه فی القسم الثانی ان شاء الله تعالی .

پہلی قسم اسم کے بارے میں اور گزر چکی ہے اس کی تعریف اور وہ تقسیم ہوتا ہے معرب اور مبنی کی طرف تو ہم اس کے احکام ذکر کریں دو باب اور ایک خاتمہ میں

پہلا باب اسم معرب کے بیان میں اور اس میں ایک مقدمہ اور تین مقاصد اور ایک خاتمہ ہے پھر مقدمہ تو اس میں کئی فصلیں ہیں

فصل : اسم معرب کی تعریف کے بیان میں اور وہ ہر وہ اسم ہے جو کو جوڑا گیا ہے اس کے غیر کے ساتھ اور وہ مشابہ نہ ہو مبنی الاصل یعنی حرف ' امر حاضر اور ماضی کے ساتھ جیسے زید جو واقع ہے قام زید میں نہ کہ زید اکیلا ترکیب ' نہ ہونے کی وجہ سے اور نہ ھؤلاء جو واقع ہے قام ھؤلاء میں مشابہت کے پائے جانے کی وجہ سے اور نام رکھا جاتاہے اس کا متمکن ۔

فصل: اس کا حکم یہ ہے کہ قبول کرتا ہے اس کا آخر عوامل کے اختلاف سے تبدیلی لفظی جیسے جاء زید، رایت زیدا، مررت بزید یا تقدیری جیسے جاء موسی، رایت موسی، مررت بموسی۔ اعراب وہ ہے جس کے ساتھ معرب کا آخر بدلتا ہے جیسے ضمہ، فتحہ، کسرہ اور واؤ الف اور یا۔ اور اسم کا اعراب تین قسم پر ہے رفع نصب اور جر اور عامل وہ ہے جس کے ساتھ رفع یا نصب یا جر ہوتا ہے اور محل اعراب اسم کا وہ آخری حرف ہوتا ہے۔ سب کی مثال جیسے قام زید تو قام عامل ہے اور زید معرب ہے اور ضمہ اعراب ہے اور دال محل اعراب ہے۔

جان لے کہ کلام عرب میں اسم متمکن اور فعل مضارع ہی معرب ہوتا ہے اور اس کا حکم ان شاء اللہ تعالی دوسری قسم میں آجائے گا۔

سوالات

سوال: معرب، مبنی الاصل، مشابہ مبنی الاصل کی تعریف کریں اور مثالیں دیں۔ نیز یہ بتائیں کہ ان تینوں قسموں کی مفصل ترکیب کیسے کریں گے؟

سوال: مندرجہ ذیل کی مختصر اور لمبی ترکیب کریں:

هٰذَا دَلْوٌ، رَأَيْتُ رِجَالًا، بِالْمَبْنِيِّ

سوال: اعراب کی کل قسمیں کتنی ہیں؟ نیز اسم کا اعراب کتنی قسم پر ہے اور کیوں؟

سوال: رفع، نصب، جر۔ ضم، فتح، کسر اور ضمہ، فتحہ، کسرہ میں کیا فرق ہے؟

سوال: رفع، نصب، جر کی وضاحت کرتے ہوئے بتائیں کہ یہ مصدر کی کون سی قسم ہے اور اس کی وضاحت مختلف انداز میں کیسے کی جائے گی؟

سوال: رافع، مرفوع، رفع اور عامل، معمول، عمل کا فرق مثال دے کر واضح کریں۔

سوال: خالی جگہیں پر کرو:

مثال	عامل	عمل کی نوع	معرب	اعراب	محل اعراب	معمول
قام خالد						
علی محمد						
رایت خالدا						
فی المسجد						
هذا کرسیٌ						
خلق الانسان						
جاء المسلمون						
جاء القاضی						

حل سوالات

سوال: معرب ' مبنی الاصل ' مشابہ مبنی الاصل کی تعریف کریں اور مثالیں دیں۔ نیز یہ بتائیں کہ ان تینوں قسموں کی مفصل ترکیب کیسے کریں گے؟

جواب: علم النحو میں ہے کہ معرب وہ کلمہ ہے جس کا آخری حرف عامل کے سبب سے ہمیشہ بدلتا رہے۔ جیسے لا الہ الا اللہ محمدٌ رسول اللہ' اشھد ان محمدًا عبدہ ورسولہ' اللھم صل علی محمدٍ ۔ پہلی مثال میں مُحَمَّدٌ کے آخر میں ضمہ' دوسری میں مُحَمَّد کے آخر میں فتحہ' تیسری میں محمد کے آخر میں کسرہ ہے۔ مصنفؒ فرماتے ہیں۔

" الاسم المعرب ھو کل اسم رکب مع غیرہ ولا یشبہ مبنی الاصل اعنی الحرف والامر الحاضر والماضی نحو زید فی قام زید لا زید وحدہ لعدم الترکیب ولا ھؤلاء فی قام ھؤلاء لوجود الشبہ و یسمّی متمکنا "

"اسم معرب ہر وہ اسم ہے جو اپنے غیر کے ساتھ مرکب کیا گیا ہو اور مبنی الاصل کے مشابہ نہ ہو۔ یعنی حرف' امر حاضر اور فعل ماضی جیسے زید قام زید میں' نہ کہ صرف "زید" کیونکہ ترکیب نہیں پائی جاتی۔ اور نہ ھؤلاء' قام ھؤلاء میں' مشابہ پائی جانے کی وجہ سے (مبنی الاصل کے ساتھ) اور اس کا نام متمکن رکھا جاتا ہے"۔

معرب کو سمجھانے کیلئے عام طور پر زید[۱]

کی مذکور مثالیں ہی دی جاتی ہیں لیکن اوپر جو مثالیں مذکور ہوئیں وہ زیادہ آسان ہیں کیونکہ یہ مثالیں آپ مبتدی طالب علم سے پوچھ کر آگے چل سکتے ہیں مثلا آپ کہیں کہ پہلا کلمہ سناؤ دوسرا سناؤ درود شریف سناؤ پھر ان کو بتاؤ کہ دیکھو یہاں آخر میں پیش یہاں زبر یہاں زیر ہے ۔ اردو زبان سے معرب مبنی کی مثال یوں دے سکتے ہیں کہ مکھی دو جملوں میں ایک حالت پر ہے پہلا جملہ یہ ہے مکھی کو اڑاؤ ۔ دوسرا جملہ کہ ہے مکھی اڑگئی ۔ پھر طلبہ سے پوچھو کہ مکھی کی جمع کی ہے ؟ جواب ملے گا مکھیاں ۔ اب اس سے دونوں جملوں میں ایک جیسا لفظ نہ رہے کا بلکہ پہلے میں مکھیوں ہوگا اور دوسرے میں ہوگا مکھیاں ۔ طلبہ جب مکھیاں کہیں تو جملہ یوں بناؤ مکھیاں کو اڑاؤ ۔ پھر وہ کہیں گے مکھیوں تو آپ جملہ بنادیں مکھیوں اڑگئیں تب طلبہ سمجھ بھی جائیں گے اور محظوظ بھی ہوں گے ۔

مبنی الاصل اس کلمہ کو کہتے ہیں جو عوامل کے سبب تبدیل نہ ہو۔ یعنی اس کا آخری حرف اپنی اصل پر رہے۔ جس طرح کہ وہ بنا ہے۔ مبنی الاصل تین ہیں۔ (۱) فعل ماضی (۲) امر حاضر (۳) حروف جیسے ضرب' انصر' حتی

مشابہ مبنی الاصل وہ اسماء جو مبنی الاصل کے مشابہ ہوں۔ اور یہ مشابہت کئی طرح سے ہو سکتی ہے۔

مثلاً" اسم میں مبنی الاصل کے معنی پائے جائیں جیسے این میں ہمزۂ استفہام کے معنی پائے جاتے ہیں اور ہمزۂ استفہام مبنی الاصل ہے۔ یا مبنی الاصل کی طرح کوئی اسم محتاج ہو جیسے اسمائے موصولہ اور اسمائے اشارہ کہ انہیں صلہ اور مشار الیہ کی احتیاج ہوتی ہے۔ یا مبنی الاصل کی طرح کسی اسم میں تین حروف سے کم ہوں جیسے من ' ذا وغیرہ یا کسی اسم کا معنی حرف کو شامل ہو جیسے احد عشر کہ اصل میں احد وعشر تھا۔

اس کے علاوہ ھیہات (دور ہوا) میں ماضی کے معنی اور روید (چھوڑو) میں امر حاضر کے معنی پائے جاتے ہیں اور ماضی اور امر حاضر مبنی الاصل ہیں۔ اس لئے ھیہات اور روید مبنی ہیں۔

معرب کی ترکیب کرتے وقت چار چیزیں بتائیں گے نمبرا۔ اعراب کی نوع رفع نصب جر۔ نمبر۲ ۔ اس کی وجہ نمبر۳ ۔ علامت اعراب نمبر۴ ۔ اس کا سبب ۔ مثلا قام زید میں زید مرفوع ہے ۔ یہ دعوی ہے اس کی دلیل یوں دیں گے : زید فاعل ہے اور ہر فاعل مرفوع ہے ۔ (منطق کی شکل اول پیدا ہوئی حد اوسط فاعل کو حذف کرنے سے نتیجہ یہ نکلا کہ زید مرفوع ہے) پھر کہیں گے زید کی علامت رفع ضمہ ہے یہ دعوی ہے اس کی دلیل یوں دیں گے : زید اسم مفرد منصرف صحیح ہے اور ہر مفرد منصرف صحیح کی علامت رفع ضمہ ہے (حد اوسط کو حذف کرنے سے نتیجہ یہ نکلا کہ زید کی علامت رفع ضمہ ہے ۔

اسی لئے اسم کے معرب ہونے کے لئے اس کا ترکیب میں واقع ہونا ضروری ہے حامد جب قام حامد میں واقع ہو تو معرب ہے لیکن اکیلا حامد یا محمود معرب نہیں کیونکہ اس وقت اس کے آخر میں ضمہ پڑھیں اور کہیں زید مرفوع ہے کیونکہ ــــــ اس کے بعد کیا کہیں گے اور اگر محمودا پڑھیں اور کہیں یہ منصوب ہے کیونکہ ــــــ تو نصب کی کوئی وجہ بیان نہیں کرسکتے اور اگر اس کو مجرور پڑھیں تب بھی یہی ناکامی دیکھنی ہوگی اس لئے اس کے آخر کو ساکن کرکے محمود پڑھیں گے تاکہ نہ کوئی حرکت پڑھیں اور نہ کوئی اعتراض وارد ہو ۔ واضح رہے کہ اس طرح ترکیب کرنے سے منطق کی شکل اول سے دعوی ثابت ہوگا

مشابہ مبنی الاصل کی ترکیب کرتے وقت بتائیں گے کہ اس کے اعراب کا محل کیا ہے اور یہ کس پر مبنی ہے اور مبنی الاصل کی ترکیب کرتے وقت ایک تو یہ بتائیں گے کہ اس کی بناوٹ کیسی ہے اور یہ کہ اس کا محل اعراب کوئی نہیں ہے مثلا جاء ھؤلاء ۔ ھؤلاء محلا مرفوع ہے کیونکہ فاعل ہے مبنی علی الکسر ہے۔ جاء فعل ماضی مبنی علی الفتح ہے لا محل لہ من الاعراب۔

ان کے فرق کو یوں سمجھیں کہ کسی اسم کو مرفوع کہنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اسم معرب ہے اور مرفوعات میں سے کسی ایک قسم میں داخل ہے چونکہ وہ معرب ہے اس لئے اس کی علامت رفع

بھی کوئی ہوگی ۔ کسی اسم کو محلا مرفوع یا محل رفع میں کہنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اسم مرفوعات میں سے ایک تو ہے لیکن اس پر علامت رفع کوئی نہیں کیونکہ مبنی ہے ہاں اگر اس کی جگہ کوئی اسم معرب ہوتا تو اس پر علامت رفع ظاہر ہوجاتی ۔ اور لا محل لہ من الاعراب کامطلب یہ ہے کہ یہ لفظ مبنی الاصل ہے اس کے لئے اعراب ثابت ہی نہیں ہو سکتا نہ یہ مرفوعات میں سے کچھ ہے نہ منصوبات سے اور نہ مجرورات سے ۔

سوال: مندرجہ ذیل کی مختصر اور لمبی ترکیب کریں:

هٰذَا دَلْوٌ، رَاَیْتُ رِجَالًا، بِالْمَبْنِیِّ

جواب: مختصر تراکیب:

۱۔ هذا دلوٌ۔ هذا مبتدا، دلوٌ خبر۔ مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

۲۔ رایت رجالا ۔رَاٰی فعل، "تاء" ضمیر مرفوع متصل فاعل، رِجَالًا مفعول بہ۔ فعل، فاعل اور مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

۳۔ بالمبنی۔ با حرف جر، المبنی مجرور۔

لمبی تراکیب:

۱۔ هذا دلو ۔ هذا اسم اشارہ محلا مرفوع ہے کیونکہ مبتدا ہے مبنی علی الالف ہے۔ دَلْوٌ مرفوع ہے کیونکہ خبر ہے، علامت رفع ضمہ ہے کیونکہ اسم جاری مجریٰ صحیح ر قائم مقام صحیح ہے۔

۲۔ رایت رجالا ۔ "رَاٰی" فعل ماضی، مبنی علی السکون ہے کیونکہ فاعل کی ضمیر متحرک کے ساتھ ملا ہوا ہے۔ "تاء" ضمیر مرفوع متصل محلا" مرفوع ہے کیونکہ فاعل ہے، مبنی علی الضم ہے۔ رِجَالًا منصوب ہے کیونکہ مفعول بہ ہے۔ علامت نصب فتحہ ہے کیونکہ جمع مکسر ہے۔

۳۔ بالمبنی ۔ "با" حرف جر، مبنی علی الکسر "لا محل لہ من الاعراب" ۔ " المبنی " مجرور ہے کیونکہ حرف جر کے بعد ہے۔ علامت جر کسرہ ہے کیونکہ جاری مجریٰ صحیح ہے۔

سوال: اعراب کی کل قسمیں کتنی ہیں ؟ نیز اسم کا اعراب کتنی قسم پر ہے اور کیوں ؟

جواب: اعراب کی کل چار قسمیں ہیں رفع نصب جر اور جزم ۔ اسم کے اعراب کی تین قسمیں ہیں رفع نصب جر اس کی وجہ یہ ہے کہ عمل میں اصل فعل ہے اور کوئی فعل کرنے والے کے بغیر پایا نہیں جا سکتا کرنے والا فاعل کہلاتا ہے اور اس کی علامت رفع ہے پھر فاعل اور جو اسم بھی اس جیسی علامت قبول کرے ان سب کو مرفوعات کہتے ہیں ۔ فاعل کے علاوہ کسی اور اسم تک فعل کا اثر جائے اس کو مفعول کہتے ہیں اس کی علامت نصب ہے پھر مفعول اور جو اسم بھی اس جیسی علامت رکھے ان سب کو

منصوبات کہا جاتا ہے ان دونوں کے علاوہ اگر کسی سے فعل کا تعلق ہو اس کے لئے کسی واسطہ کو لایا جاتا ہے اس واسطے کو حرف جر کہتے ہیں اور اس کے بعد والے اسم پر جو علامت آئے اس کو جر کہا جاتا ہے پھر جو اسم حرف جر کے بعد واقع ہو اس کو اور جو اسم بھی اس جیسی علامت کو قبول کرے ان کو مجرورات کہاجاتا ہے۔

سوال: رفع، نصب، جر۔ ضم، فتح، کسر اور ضمہ، فتحہ، کسرہ میں کیا فرق ہے؟

جواب: رفع، نصب، جر حرکات کے نام نہیں بلکہ اسم کی حالتوں کے نام ہیں اور یہ مصدر مجہول ہیں۔ کون الاسم مرفوعا یا المرفوعیۃ کے معنی میں ہیں، جب ہم مرفوع کہیں گے تو مطلب یہ ہوگا کہ آٹھ مرفوعات میں سے ہو یا ان کے توابع میں سے ہے، اسی طرح جب منصوب یا مجرور کہیں گے تو مطلب یہ ہوگا کہ بارہ منصوبات میں سے یا دو مجرورات میں سے یا ان کے توابع میں سے ہے۔

ضم، فتح، کسر: مبنی کی آخری حرکت کو ضم، فتح، کسر کہتے ہیں جیسے قَطُّ مبنی علی الضم، ھٰؤُلَاءِ مبنی علی الکسر، اَیْنَ مبنی علی الفتح۔ اسی طرح کسی لفظ کے شروع اور درمیان کی حرکات کو ضم، فتح، کسر کہا جاتا ہے مثلاً کَتِفٌ بفتح الاول وکسر الثانی یعنی کَتِف کے پہلے حرف کاف پر زبر دوسرے حرف راء کے نیچے زیر ہے۔

ضمہ، فتحہ، کسرہ: اسم معرب کی آخری حرکت کو کہا جاتا ہے۔ جیسے جاء زید میں زید مرفوع ہے۔ علامت رفع ضمہ ہے۔ اور رایت زیدا میں زیدا منصوب ہے۔ علامت نصب فتحہ ہے۔ اور مررت بزید میں زید مجرور ہے۔ علامت جر کسرہ ہے۔

سوال: رفع، نصب، جر کی وضاحت کرتے ہوئے بتائیں کہ یہ مصدر کی کون سی قسم ہے اور اس کی وضاحت مختلف انداز میں کیسے کی جائے گی؟

جواب: رفع، نصب، جر میں سے ہر ایک مصدر مجہول صریح (فعل مجہول کا مصدر) ہے۔ وضاحت اس انداز میں کریں گے

رَفْعٌ = (i) اَنْ یُّرْفَعَ (ii) کَوْنُہٗ مَرْفُوْعاً (iii) مَرْفُوْعِیَّۃٌ

نَصْبٌ = (i) اَنْ یُنْصَبَ (ii) کَوْنُہٗ مَنْصُوْبًا (iii) مَنْصُوْبِیَّۃٌ

جَرٌّ = (i) اَنْ یُجَرَّ (ii) کَوْنُہٗ مَجْرُوْرًا (iii) مَجْرُوْرِیَّۃٌ

مزید وضاحت مصدر کے بیان میں آئیگی ان شاء اللہ تعالیٰ

سوال: رافع، مرفوع، رفع اور عامل، معمول، عمل کا فرق مثال دے کر واضح کریں۔

جواب: رافع رفع دینے والے کو کہتے ہیں مثلاً جاء زید یہاں زید مرفوع ہے اور اس کو رفع دینے والا (رافع) فعل ہے کیونکہ ہر فاعل مرفوع ہوتا ہے، یہاں فاعل کو رفع دینے والا جاء فعل ہے۔ مرفوع وہ ہے جس کو رافع رفع دے۔ جاء زید میں زید مرفوع ہے جبکہ رافع جاء فعل ہے۔

رفع اسم کی ایک حالت کا نام ہے جب وہ آٹھ مرفوعات میں سے کوئی ایک ہو مثلاً جاء زید میں زید رفعی حالت میں ہے کیونکہ مرفوعات میں سے یہ فاعل ہے۔

عامل اسے کہتے ہیں جس کے سبب سے رفع، نصب، جر آئے۔ مثلاً قام زید میں قام عامل ہے اور زید پر رفع اسی کے سبب سے ہے۔ رفع کے عامل کو رافع، نصب کے عامل کو ناصب اور جر کے عامل کو جار کہتے ہیں۔ معمول وہ ہے جس کو عامل رفع، نصب، جر دے۔ مثلاً قام زید میں قام عامل نے زید کو فاعل بنا کر رفع دیا۔ اس لیے زید معمول ہے۔ رفع، نصب، جر دینا عمل ہے اور یہ لفظاً ذکر نہیں ہوتا بلکہ عامل کا کام ہوتا ہے۔

سوال: خالی جگہیں پر کرو:

مثال	عامل	عمل کی نوع	معرب	اعراب	محل اعراب	معمول
قام خالد						
علی محمدٍ						
رایت خالدًا						
فی المسجدِ						
هذا کرسیٌ						
خلق الانسانُ						
جاء المسلمونَ						
جاء القاضیُ						

جواب:

مثال	عامل	عمل کی نوع	معرب	اعراب	محل اعراب	معمول
قام خالد	قام فعل	رفع	خالد	ضمہ	حرف دال	خالد
علی محمد	علی حرف جر	جر	محمد	کسرہ	حرف دال	محمد
رایت خالدا	رای فعل	نصب	خالدا	فتحہ	حرف دال	خالد
فی المسجد	فی حرف جر	جر	المسجد	کسرہ	حرف دال	المسجد
هذا کرسی	ابتداء	رفع	کرسی	ضمہ	حرف یاء	کرسی
خلق الانسان	خلق فعل مجہول	رفع	الانسان	ضمہ	حرف نون	الانسان
جاء المسلمون	جاء فعل	رفع	المسلمون	ماقبل مضموم	میم	المسلمون
جاء القاضی	جاء فعل	رفع	القاضی	ضمہ تقدیری	حرف یا	القاضی

فائدہ : اعراب حرکتی میں تو محل اعراب واضح ہوتا ہے مگر اعراب حرفی جیسے رجلان ' مسلمون میں اعراب الف ' واؤ کے ساتھ ہوتا ہے تو اگر محل اعراب حرف علت ہو تو اعراب کیا ہوگا؟ اس کا جواب نہ مل سکا۔ معلوم یوں ہوتا ہے کہ محل اعراب وہ حرف ہے جو ان سے پہلا ہے' رجلان میں لام محل اعراب ہے' اس کے فتحہ کو لمبا کر دیا' الف پیدا ہوا' گویا اعراب حرکتی میں فتحہ صغیرہ اور حرفی میں فتحہ طویلہ اعراب کی علامت ہے۔ واللہ اعلم

فصل فی اصناف، اعراب الاسم وھی تسعة .

الاول ان یکون الرفع بالضمة وا لنصب بالفتحة و الجر بالکسرة و یختص بالمفرد المنصرف الصحیح ۔وھو عند النحاة ما لا یکون فی آخرہ حرف علة کزید . و الجاری مجری الصحیح و ھو ما یکون فی آخرہ واو او یاء ما قبلھما ساکن کدلو و ظبی . وبالجمع المکسر المنصرف تقول جاءِ نی زید و دلو وظبی و رجال و رأیت زیدا و دلوا و ظبیا و رجالا و مررت بزید و دلو و ظبی و رجال .

فصل :اسم کے اعراب کی قسموں کے بیان میں اور وہ نو قسمیں ہیں ۔

پہلی قسم یہ کہ رفع ضمہ کے ساتھ ہو اور نصب فتحہ کے ساتھ اور جر کسرہ کے ساتھ ہو اور اس کو خاص کیا جاتا ہے مفرد منصرف صحیح کے ساتھ اور وہ صحیح نحویوں کے ہاں وہ ہے جس کے آخر میں حرف علت نہ ہو جیسے زید اور جاری مجری صحیح کے ساتھ اور وہ وہ ہے جس کے آخر میں واوَ یا یا ہو ما قبل ان کا ساکن ہو جیسے دلو اور ظبی اور جمع مکسر منصرف کے ساتھ جیسے رجال تو کہے جاء نی زید و دلو و ظبی و رجال اور رایت زیدا و دلوا و ظبیا و رجالا اور مررت بزید و دلو و ظبی و رجال۔

سوالات

سوال: اسم کے اعراب کی کتنی قسمیں ہیں؟ پہلی قسم کیا ہے اور وہ کہاں کہاں پائی جاتی ہے؟

سوال: مفرد منصرف صحیح کسے کہتے ہیں؟ نیز ان تینوں لفظوں کے کہنے سے کس کس سے احتراز ہو گیا؟

سوال: جاری مجریٰ صحیح کا لفظی اور اصطلاحی معنیٰ ذکر کریں اور مثال دیں۔

سوال: جمع مکسر منصرف کے ہر ہر لفظ کی وضاحت کریں نیز یہ بھی بتائیں کہ کس لفظ کے ساتھ کس شے سے احتراز ہو گیا؟

سوال: مندرجہ ذیل جملوں میں خط کشیدہ کی ترکیب کریں

ھذا کرسی ' رایت طلابا ' انا مسلم ' الجو بارد۔

حل سوالات

سوال: اسم کے اعراب کی کتنی قسمیں ہیں؟ پہلی قسم کیا ہے اور وہ کہاں کہاں پائی جاتی ہے؟

جواب: اسم کے اعراب کی نو قسمیں ہیں۔ مصنف فرماتے ہیں:

اصناف اعراب الاسم وھی تسعة اصناف ۔ القسم الاول ان یکون الرفع بالضمة والنصب بالفتحة والجر بالکسرة ویختص بالمفرد المنصرف الصحیح ۔ وھو عند النحاة ما لا

يكون في آخره حرف علة۔ كزيد وبالجاري مجرى الصحيح۔ وهو ما يكون في آخره واو وياء ماقبلها ساكن۔ كدلو وظبي وجمع المكسر المنصرف كرجال

ترجمہ: اسم کے اعراب کی اقسام اور وہ نو ہیں۔ قسم اول یہ کہ رفع، ضمہ کے ساتھ ہو، نصب فتحہ کے ساتھ اور جر کسرہ کے ساتھ ہو۔ اور خاص ہے وہ مفرد منصرف صحیح کے ساتھ۔ اور وہ صحیح نحویوں کے نزدیک وہ اسم ہے جس کے آخر میں حرف علت نہ ہو۔ جیسے زید اور قائم مقام صحیح کے ساتھ۔ اور وہ ایسا اسم ہے جس کے آخر میں واؤ یا یاء ہو ماقبل ان کا ساکن ہو۔ جیسے دلو، ظبی اور جمع مکسر منصرف کے ساتھ جیسے رجال۔

سوال: مفرد منصرف صحیح کسے کہتے ہیں؟ نیز ان تینوں لفظوں کے کہنے سے کس کس سے احتراز ہو گیا؟

جواب: مفرد منصرف صحیح وہ اسم ہے جس کے آخر میں حرف علت نہ ہو اور نہ ہی وہ اسم تثنیہ جمع ہو اور نہ غیر منصرف جیسے زید، قائم وغیرہ۔

مفرد تثنیہ جمع سے احتراز کر دیتا ہے۔ منصرف کا مطلب غیر منصرف نہ ہونا ہے۔ صحیح یہ ظاہر کرتا ہے کہ آخر میں حرف علت نہ ہو مثلاً زید یہ مفرد بھی ہے، منصرف بھی ہے اور آخر میں حرف علت نہ ہونے کی وجہ سے صحیح بھی ہے۔

سوال: جاری مجریٰ صحیح کا لفظی اور اصطلاحی معنی ذکر کریں اور مثال دیں۔

جواب: جاری مجریٰ صحیح کا لفظی معنی صحیح کی جگہ جاری ہونے والا یا صحیح کے قائم مقام ہونے والا (صحیح کے کھڑے ہونے کی جگہ کھڑا ہونے والا) کے ہیں جبکہ اصطلاحی معنی یہ ہیں "ایسا اسم جس کے آخر میں حرف علت ہو اور اس سے ماقبل ساکن ہو مثلاً دَلْوٌ، نَحْوٌ، کُرْسِیٌّ، آدَمِیٌّ وغیرہ ۔ جاری مجریٰ صحیح چونکہ اعراب میں صحیح کے قائم مقام ہوتا ہے، اس لیے اس کا نام جاری مجریٰ صحیح رکھا گیا ہے یعنی رفع ضمہ کے ساتھ، نصب فتحہ کے ساتھ اور جر کسرہ کے ساتھ آتا ہے۔

سوال: جمع مکسر منصرف کے ہر ہر لفظ کی وضاحت کریں نیز یہ بھی بتائیں کہ کس لفظ کے ساتھ کس شے سے احتراز ہو گیا؟

جواب: جمع کا مطلب ہے کسی چیز کا تین یا اس سے زیادہ پر دلالت کرنے والا اسم ۔ جمع کہنے سے واحد اور تثنیہ سے احتراز ہو گیا۔ مکسر کے معنی توڑی ہوئی کے ہیں یعنی ایسی جمع جس کے واحد کی بناوٹ ٹوٹ گئی ہو۔ مکسر کہنے سے جمع سالم سے احتراز ہو گیا۔ جمع سالم کی مثالیں مسلمون مسلمین مسلمات ۔ منصرف کا مطلب کسی اسم کا اس طرح ہونا کہ ضمہ، فتحہ، کسرہ، جر اور تنوین کو قبول کرتا ہو۔ منصرف کہنے سے غیر منصرف سے احتراز ہو گیا۔ مثلاً رجال جمع بھی ہے اور مکسر اور منصرف بھی۔ غیر منصرف کی مثالیں: عُلَمَاءُ، اَنْبِیَاءُ، اُسْرٰی، اُسَارٰی۔

سوال: مندرجہ ذیل جملوں میں خط کشیدہ کی ترکیب کریں

هذا كرسی ، رايت طلابا ، انا مسلم ، الجو بارد۔

جواب: هٰذَا كُرْسِيٌّ میں كُرْسِيٌّ مرفوع ہے اس لیے کہ یہ خبر ہے۔ علامت رفع ضمہ ہے کیونکہ یہ اسم جاری مجریٰ صحیح ہے۔ رایت طلابًا میں طلابًا منصوب ہے کیونکہ یہ مفعول بہ ہے۔ علامت نصب فتحہ ہے کیونکہ یہ جمع مکسر منصرف ہے۔ اَنَا مسلمٌ میں مسلمٌ مرفوع ہے اس لیے کہ خبر ہے۔ علامت رفع ضمہ ہے کیونکہ اسم مفرد منصرف صحیح ہے۔ اَلْجَوُّ بَارِدٌ میں الجوُّ مرفوع ہے کیونکہ مبتدا ہے۔ علامت رفع ضمہ ہے کیونکہ اسم جاری مجری صحیح ہے۔

الثانی ان یکون الرفع بالضمة و النصب و الجر بالكسرة . و يختص بجمع المؤنث السالم تقول هن مسلمات و رأيت مسلمات و مررت بمسلمات .

الثالث ان يكون الرفع بالضمة و النصب و الجر بالفتحة و يختص بغير المنصرف كعمر تقول جاء نی عمر و رأيت عمر و مررت بعمر .

الرابع ان يكون الرفع بالواو و النصب بالالف و الجر بالياء و يختص بالاسماء الستة مكبرة موحدة مضافة الى غير ياء المتكلم وهی اخوک و ابوک و هنوک و فوک وذو مال تقول جاء نی اخوک و رأيت اخاک و مررت بأخيک و كذا البواقی .

الخامس ان يكون الرفع بالالف والنصب و الجر بالياء المفتوح ما قبلها و يختص بالمثنى و كلا مضافا الى مضمر و اثنان و اثنتان . تقول جاء نی الرجلان كلاهما و اثنان و اثنتان و رأيت الرجلين كليهما و اثنين و اثنتين ومررت بالرجلين كليهما و اثنين و اثنتين .

ترجمہ: دوسری قسم یہ کہ رفع ضمہ کے ساتھ ہو اور نصب و جر کسرہ کے ساتھ ہو اور خاص کیا گیا اس قسم کو جمع مؤنث سالم کے ساتھ تو کہے هُنَّ مُسْلِمَاتٌ، و رایتُ مُسْلِمَاتٍ، و مَرَرْتُ بِمُسْلِمَاتٍ

تیسری قسم یہ کہ رفع ضمہ کے ساتھ ہو اور نصب و جر فتحہ کے ساتھ اور خاص کیا گیا اس کو غیر منصرف کے ساتھ جیسے عمر تو کہے جاء نی عُمَرُ، رایتُ عُمَرَ، مررتُ بِعُمَرَ۔

چوتھی قسم یہ کہ رفع ہو واؤ کے ساتھ، نصب ہو الف کے ساتھ اور جر ہو یا کے ساتھ ۔ اور خاص کیا گیا اس کو چھ اسموں کے ساتھ اس حال میں کہ وہ مکبر ہوں واحد کے صیغے ہوں یائے متکلم کے علاوہ کی طرف مضاف ہوں اور وہ اسماء یہ ہیں اخوک، ابوک، ھنوک، حموک، فوک اور ذو مال تو کہے جاء نی اخوک و رایت اخاک و مررت باخیک اور اسی طرح باقی ہیں۔

پانچویں قسم یہ کہ رفع الف کے ساتھ ہو اور نصب و جر یا ما قبل مفتوح کے ساتھ اور خاص کیا گیا اس کو مثنی کے ساتھ اور کلا کے ساتھ جب کہ ضمیر کی طرف مضاف ہو اور اثنان اور اثنتان کے ساتھ تو کہے جاء نی الرجلان کلاھما و اثنان و اثنتان و رایت الرجلین کلیھما و اثنین و اثنتین و مررت بالرجلین کلیھما و اثنین و اثنتین و مررت بالرجلین کلیھما و اثنین و اثنتین

سوالات

سوال: اسم کے اعراب کی دوسری' تیسری اور چوتھی قسم کیا ہے نیز وہ کس کس کے ساتھ خاص ہے؟

سوال: مندرجہ ذیل کی چھوٹی ترکیب کر کے خط کشیدہ الفاظ کی لمبی ترکیب کریں

قال ابوھم ' جاء تھم البینات ' لا تبطلوا صدقاتکم ' لا تسالوا عن اشیاء ' تشابھت قلوبھم ' جاءہ موعظة ' اقتلوا انفسکم ' یبین آیاتہ ' قتل داود جالوت ' بارک علی محمد ' بارکت علی ابراھیم۔

سوال: اعراب کی قسم رابع کی پانچ شروط کون کون سی ہیں؟ ہر ایک کی وضاحت کر کے یہ بتائیں کہ ان کے ساتھ کس کس سے احتراز ہو گیا؟ نیز یہ بھی بتائیں کہ اگر یہ شرطیں نہیں ہوں گی تو وہ اسم کی کون کون سی قسم میں داخل ہو جائے گا؟

سوال: مندرجہ ذیل کی ترکیب کریں۔ خط کشیدہ کی لمبی ترکیب کریں

فاتونی باخ ' کان ابواہ مومنین ' اخرج ابویکم ' یحکم بہ ذوا عدل ' اشھدوا ذوی عدل ' یبقی وجہ ربک ذو الجلال والاکرام ' کان ذا مال وبنین ' بدلناھم بجنتیھم جنتین ذواتی اکل ' ھاتان ذواتا افنان ' ھؤلاء اولو علم ' اکرم اولی الالباب ' کانوا اخوة ' انتم اخوان ' ھولاء ابون۔

سوال: اعراب کی پانچویں قسم کیا ہے اور کس کے ساتھ خاص ہے؟

سوال: مثنی کا لفظی اور اصطلاحی معنی ذکر کر کے مندرجہ ذیل سوالات کا جواب دیں۔

ما ھو مونث المونث ٥ وما ھو جمع الجمع ٥ وما ھو مثنی المثنی ٥ نیز وجہ بھی تحریر کریں۔

سوال: اثنان اور کلا کو مثنی سے الگ کیوں ذکر کیا؟ نیز ان کی اصل لکھیں اور لفظ کلا کا حکم ذکر کریں از روئے اعراب کے اور از روئے اصل کے۔ نیز یہ بھی بتائیں کہ مضاف الی مضمر کی قید کس لئے ہے؟

سوال: خالی جگہیں پر کریں اور جملوں میں استعمال کریں

	مفرد، مکبر، مضاف	تثنیہ، مکبر، مضاف	جمع، مکبر، مضاف	مفرد، مصغر، مضاف	مضاف الی یاء المتکلم
1	جاء ذومال				
2	رأیت ذامال				
3	مررت بذی مال				
4	جاء ت ذات مال				
5	رأیت ذات مال				
6	مررت بذات مال				
7	جاء اخوک				
8	رأیت اخاک				
9	مررت باخیک				
10	جاء ابوک				
11	رأیت اباک				
12	مررت بابیک				
13	جاء حموک				
14	رایت حماک				
15	مررت بحمیک				
16	هذا فوک				
غیر مضاف					
	جاء اَخ				
	رایت اخا				
	مررت باخ				
	جاء ابون				

سوال: مندرجہ ذیل کی ترکیب کریں۔ خط کشیدہ کی لمبی ترکیب کریں۔

جاءنی کلا الرجلین ' مررت بکلا الرجلین ' کلتنا الجنتین آتت اکلھا۔

حل سوالات

سوال: اسم کے اعراب کی دوسری' تیسری اور چوتھی قسم کیا ہے نیز وہ کس کس کے ساتھ خاص ہے؟

جواب: القسم الثانی لاعراب الاسم ھو ان یکون الرفع بالضمة والنصب والجر بالکسرة ویختص بجمع المونث السالم تقول ھن مسلمات ' رایت مسلمات ' مررت بمسلمات ترجمہ: اسم کے اعراب کی دوسری قسم وہ یہ ہے کہ رفع ضمہ کے ساتھ ہو' نصب اور جر کسرہ کے ساتھ۔ اور خاص ہے وہ جمع مونث سالم کے ساتھ۔ تو کہے ھن مسلماتٌ (یہ حالت رفع کی مثال ہے) رایت مسلماتٍ (یہ حالت نصب کی مثال ہے) مررت بمسلماتٍ (یہ حالت جر کی مثال ہے)

القسم الثالث لاعراب الاسم ھو ان یکون الرفع بالضمة والنصب والجر بالفتحة ویختص بغیر المنصرف کعمر تقول جاءنی عمرُ ' رایت عمرَ ' مررت بعمرَ۔ ترجمہ: اسم کے اعراب کی تیسری قسم وہ یہ ہے کہ رفع ضمہ کے ساتھ ہو' نصب اور جر فتحہ کے ساتھ۔ اور وہ خاص ہے غیر منصرف کے ساتھ جیسے عمر۔ تو کہے جاءنی عُمَرُ (حالت رفع میں) رایت عُمَرَ (حالت نصب میں) مررتُ بِعُمَرَ (حالت جر میں)

القسم الرابع لاعراب الاسم ھو ان یکون الرفع بالواو ' والنصب بالالف والجر بالیاء ویختص بالاسماء الستة مکبرة موحدة مضافة الی غیر یاء المتکلم وھی اخوک ' ابوک ' ھنوک ' حموک ' فوک وذو مال۔ تقول جاءنی اخوک ' ورایت اخاک ومررت باخیک وکذا البواقی۔ ترجمہ: اسم کے اعراب کی چوتھی قسم وہ یہ کہ رفع واؤ کے ساتھ' نصب الف کے ساتھ اور جر یاء کے ساتھ ہو۔ اور وہ خاص ہے اسماء ستہ مکبرہ کے ساتھ جبکہ وہ واحد ہوں اور یاء متکلم کے علاوہ کسی اور اسم کی طرف مضاف ہوں۔ اور وہ یہ ہیں اخوک (اخ)' ابوک (اب) ' ھنوک (ھن)' حموک (حم)' فوک (فم) اور ذو مال (ذو) تو کہے جَاءَ نِیْ اَخُوْکَ (حالت رفع میں)' رَاَیْتُ اَخَاکَ (حالت نصب میں) مَرَرْتُ بِاَخِیْکَ (حالت جر میں) اور اسی طرح ہیں باقی۔

سوال: مندرجہ ذیل کی چھوٹی ترکیب کر کے خط کشیدہ الفاظ کی لمبی ترکیب کریں

قال ابوھم ' جاءتھم البینات ' لا تبطلوا صدقاتکم ' لا تسالوا عن اشیاء ' تشابھت قلوبھم ' جاءہ موعظة ' اقتلوا انفسکم ' یبین آیاتہ ' قتل داود جالوت ' بارک علی محمد ' بارکت علی ابراھیم۔

جواب: ان جملوں کی چھوٹی تراکیب

۱۔ قَالَ اَبُوْهُمْ: قال فعل' ابو مضاف۔ هم مضاف الیہ۔ مضاف' مضاف الیہ مل کر فاعل۔ فعل فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

۲۔ جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَاتُ: جاء فعل۔ تاء حرف تانیث' هم ضمیر منصوب متصل مفعول بہ۔ البینات فاعل۔ فعل فاعل اور مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

۳۔ لَا تُبْطِلُوْا صَدَقَاتِكُمْ: لا حرف نہی۔ تبطل فعل' واؤ ضمیر رفع اس کا فاعل۔ صدقات مضاف۔ کم ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ۔ مضاف' مضاف الیہ مل کر مفعول بہ۔ فعل' فاعل اور مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

۴۔ لَا تَسْأَلُوْا عَنْ اَشْيَاءَ: لا حرف نہی۔ تسأل فعل' واؤ ضمیر رفع فاعل۔ عن حرف جر۔ اشیاء مجرور۔ جار مجرور مل کر متعلق فعل کے۔ فعل' فاعل اور متعلق مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

۵۔ تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ: تشابه فعل۔ تاء حرف تانیث' قلوب مضاف' هم ضمیر جر مضاف الیہ۔ مضاف' مضاف الیہ مل کر فاعل۔ فعل فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

۶۔ جَاءَهٗ مَوْعِظَةٌ: جاء فعل۔ ہاء ضمیر نصب متصل مفعول بہ۔ موعظة فاعل۔ فعل' فاعل اور مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

۷۔ اُقْتُلُوْا اَنْفُسَكُمْ: اقتل فعل امر' واو ضمیر رفع فاعل۔ انفس مضاف۔ کم ضمیر جر متصل مضاف الیہ۔ مضاف' مضاف الیہ مل کر مفعول بہ۔ فعل' فاعل اور مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

۸۔ يُبَيِّنُ آيَاتِهٖ: یبین فعل۔ هو ضمیر رفع مستتر اس کا فاعل۔ آیات مضاف۔ ہاء ضمیر مجرور مضاف الیہ۔ مضاف' مضاف الیہ کے ساتھ مل کر مفعول بہ۔ فعل' فاعل اور مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

۹۔ قَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ: قتل فعل۔ داود فاعل۔ جالوت مفعول بہ۔ فعل' فاعل اور مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

۱۰۔ بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ: بارک فعل۔ تاء ضمیر خطاب فاعل۔ علی حرف جر۔ ابراهیم مجرور۔ جار مجرور متعلق بارک فعل کے۔ فعل' فاعل اور متعلق مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

۱۱۔ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ: بارک فعل امر۔ انت اس میں ضمیر مستتر فاعل۔ علی حرف جر۔ محمد مجرور۔ جار مجرور مل کر متعلق ہوا فعل بارک کے۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

خط کشیدہ الفاظ کی لمبی تراکیب

۱۔ اَبُوْ: مرفوع ہے اس لیے کہ فاعل ہے۔ علامت رفع واؤ ہے کیونکہ اسمائے ستہ مکبرہ میں سے ہے۔
۲۔ اَلْبُنَيَّاتُ: مرفوع ہے کیونکہ فاعل ہے۔ علامت رفع ضمہ ہے کیونکہ جمع مونث سالم ہے۔
۳۔ صَدَقَاتِ: منصوب ہے کیونکہ مفعول بہ ہے۔ علامت نصب کسرہ ہے کیونکہ جمع مکسر منصرف ہے۔
۴۔ اَشْيَاءَ: مجرور ہے کیونکہ حرف جر کے بعد ہے۔ علامت جر فتحہ ہے کیونکہ غیر منصرف ہے۔
۵۔ قُلُوْبُ: مرفوع ہے کیونکہ فاعل ہے۔ علامت رفع ضمہ ہے کیونکہ جمع مکسر منصرف ہے۔
۶۔ مَوْعِظَةٌ: مرفوع ہے کیونکہ فاعل ہے۔ علامت رفع ضمہ ہے کیونکہ اسم مفرد منصرف صحیح ہے۔
۷۔ اَنْفُسَ: منصوب ہے کیونکہ مفعول بہ ہے۔ علامت نصب فتحہ ہے کیونکہ جمع مکسر منصرف ہے۔
۸۔ آيَاتِ: منصوب ہے کیونکہ مفعول بہ ہے۔ علامت نصب کسرہ ہے کیونکہ جمع مونث سالم ہے۔
۹۔ دَاوُدُ: مرفوع ہے اس لیے کہ فاعل ہے۔ علامت رفع ضمہ ہے کیونکہ غیر منصرف ہے۔
۱۰۔ جَالُوْتَ: منصوب ہے کیونکہ مفعول بہ ہے۔ علامت نصب فتحہ ہے کیونکہ غیر منصرف ہے۔
۱۱۔ اِبْرَاهِيْمَ: مجرور ہے کیونکہ حرف جر کے بعد ہے۔ علامت جر فتحہ ہے کیونکہ غیر منصرف ہے۔
۱۲۔ مُحَمَّدٍ: مجرور ہے کیونکہ حرف جر کے بعد ہے۔ علامت جر کسرہ ہے کیونکہ مفرد منصرف صحیح ہے۔

سوال: اعراب کی قسم رابع کی پانچ شروط کون کون سی ہیں؟ ہر ایک کی وضاحت کر کے یہ بتائیں کہ ان کے ساتھ کس کس سے احتراز ہو گیا؟ نیز یہ بھی بتائیں کہ اگر یہ شرطیں نہیں ہوں گی تو وہ اسم کی کون کون سی قسم میں داخل ہو جائے گا؟

جواب: اعراب کی قسم رابع کے لئے اسم میں پانچ شرائط کا ہونا ضروری ہے۔ اگر کوئی ایک ان میں سے نہ ہو تو وہ اسم' اعراب کی اس قسم میں نہ رہے گا کسی اور قسم میں چلا جائیگا۔ اور وہ پانچ شرائط درج ذیل ہیں

۱۔ سِتَّة یعنی اس اعراب کے حامل اسماء صرف چھ ہیں' ساتواں کوئی نہیں ہے۔ اب پر قیاس کر کے ام کو شامل نہیں کیا جاسکتا اور اخ پر قیاس کر کے اخت کو شامل نہیں کیا جاسکتا۔ ان چھ کا اعراب رفع میں واؤ کے ساتھ' نصب میں الف کے ساتھ' جر میں یاء کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور یہ چھ اسماء یہ ہیں: اخ' اب' حم' ھن' فم' ذو مال واضح رہے کہ ذو بغیر اضافت استعمال نہیں ہوتا یعنی ذو کے ساتھ مضاف الیہ کا ہونا ضروری ہے مگر یہ کہ کسی کا نام رکھ دیا جائے۔ اس وقت اس کا اعراب اسم مقصور کی طرح تقدیری ہوگا مثلاً هٰذَا ذَوَىٰ۔ ذو ضمیر کی طرف مضاف نہیں ہوتا مگر بہت کم۔

۲۔ مکبر ہوں یعنی تصغیر نہ کی گئی ہو۔ اگر تصغیر ہوگی تو اسمائے ستہ مکبرہ سے خارج ہو جائیں گے۔ اس طرح ان کا اعراب ان کے آخری حروف کو دیکھ کر اسم کی جس قسم میں بنے گا' دیا جائے گا۔ مثلاً

ذُوْ کی تصغیر ذُوَیٌّ اَبٌ کی تصغیر اُبَیٌّ اَخٌ کی تصغیر اُخَیٌّ ھن کی تصغیر ھُنَیٌّ حم کی حُمَیٌّ آتی ہے۔ اس طرح یہ تمام حالتیں جاری مجریٰ صحیح میں چلی جاتی ہیں کیونکہ ان کے آخر میں حرف علت اور ماقبل ساکن آجاتا ہے اور یہاں رفع ضمہ کے ساتھ' نصب فتحہ کے ساتھ اور جر کسرہ کے ساتھ ہوگا مثلا رایتُ اُخَیَّکَ" میں نے تیر چھوٹا سا بھائی دیکھا"۔

جبکہ فم کی تصغیر فُوَیْہٌ" آتی ہے۔ یہ چونکہ اسم مفرد منصرف صحیح میں داخل ہو جاتا ہے اس لیے اسے اس کے مطابق اعراب دیا جائے گا۔ حالت رفع ضمہ کے ساتھ' حالت نصب فتحہ کے ساتھ اور حالت جر کسرہ کے ساتھ مثلاً" رایت فُوَیْھًا وغیرہ۔

۳۔ موحدہ ہوں یعنی واحد ہوں' تثنیہ یا جمع نہ ہوں۔ اگر یہ تثنیہ ہوئے تو تثنیہ والا اعراب ہوگا۔ جمع کی حالت میں جمع والا اعراب ہوگا۔ مثلا اب کا تثنیہ اَبَوَانِ اخ کا اَخَوَانِ حالت رفع الف کے ساتھ اور حالت نصب اور جر یاء ماقبل فتحہ کے ساتھ۔ جَاءَ اَخَوَانِ حالت رفع کی مثال۔ رَاَیْتُ اَخَوَیْنِ حالت نصب کی مثال۔ مَرَرْتُ بِاَخَوَیْنِ حالت جر کی مثال ہے۔

جمع کی صورت میں جمع والا اعراب ہوگا اب کی جمع آبَاءٌ آتی ہے جو کہ جمع مکسر منصرف ہے۔ اسے جمع مکسر منصرف والا اعراب دیا جائے گا یعنی حالت رفع ضمہ کے ساتھ' حالت نصب فتحہ کے ساتھ اور حالت جر کسرہ کے ساتھ۔

اب کی جمع اَبُوْنَ بھی آتی ہے جو کہ جمع مذکر سالم ہے۔ اسے جمع مذکر سالم کا اعراب دیا جائے گا یعنی حالت رفع واؤ ماقبل مضموم' حالت نصب اور جر میں یاء ماقبل مکسور ہوگی۔ مثلاً" جَاءَ اَبُوْھُمْ (ان کے باپ آئے) یہ حالت رفع میں ہے۔ رَاَیْتُ اَبِیْھِمْ (میں نے ان کے باپوں کو دیکھا) یہ حالت نصب میں ہے اور حالت جر میں مَرَرْتُ بِاَبِیْھِمْ (میں ان کے باپوں کے پاس سے گزرا) ہوگا۔

اس طرح معلوم ہوا کہ اسمائے ستہ مکبرہ کا اس اعراب کے لئے موحدہ (واحد) ہونا ضروری ہے۔ تثنیہ اور جمع کی صورت میں تثنیہ اور جمع کا اعراب ہو جائے گا۔

۴۔ مضاف ہونا۔ اسمائے ستہ مکبرہ کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ مضاف ہوں۔ مضاف کہنے سے غیر مضاف خارج ہو گیا اگر مضاف نہ ہوں تو ان کا اعراب عموماً" مفرد منصرف صحیح والا ہوتا ہے مثلا جاء ابٌ' رایت ابًا' مررت بِاَبٍ وغیرہ۔ قرآن پاک میں ہے فَاْتُوْنِیْ بِاَخٍ لَّکُمْ مِّنْ اَبِیْکُمْ

۵۔ یہ اسماء غیریاء متکلم کی طرف مضاف ہوں۔ اگر یہ اسماء یائے متکلم کی طرف مضاف ہوں تو ان کا اعراب تینوں حالتوں میں تقدیری ہوگا قرآن پاک میں ہے اِنَّ اَبِیْ یَدْعُوْکَ یہاں اب منصوب ہے کیونکہ ان کا اسم ہے۔ علامت فتحہ مقدرہ ہے کیونکہ یاء متکلم کی طرف مضاف ہے۔ اسی طرح فُوْہُ اِلٰی فِیَّ " اس کا منہ میرے منہ کی طرف " اس میں فِیَّ بھی یاء متکلم کی طرف مضاف ہے اس لیے اس کا اعراب بھی تقدیری ہے۔

سوال: خالی جگہیں پر کریں اور جملوں میں استعمال کریں

جواب	مفرد، مکبر، مضاف	تثنیہ، مکبر، مضاف	جمع، مکبر، مضاف	مفرد، مصغر، مضاف	مضاف الی یاء المتکلم
1	جاء ذو مالٍ	جاء ذَوَا مالٍ	جاء ذَوُو مال	جاء ذُوَیّ مال	"ذو" ضمیر کی طرف مضاف نہیں
2	رأیت ذامال	رأیت ذَوَیْ مال	رأیت ذَوِیْ مال	رأیت ذُوَیَّ مال	
3	مررت بذی مال	مررت بذَوَیْ مال	مررت بذَوِیْ مال	مررت بذُوَیِّ مال	
4	جاء ت ذات مال	جاء ت ذَوَا تامال	جاء ت ذوات مال	جاء ت ذُوَیَّةُ مال	
5	رأیت ذات مال	رأیت ذواتَیْ مال	رأیت ذواتِ مال	رأیت ذُوَیَّةَ مال	
6	مررت بذات مال	مررت بذَواتَیْ مال	مررت بذَوَات مال	مررت بذُوَیَّةِ مال	
7	جاء اخوک	جاء اَخَوَاک	جاء اِخْوَتُکَ	جاء اُخَیُّکَ	جاء اَخِیْ
8	رأیت اخاک	رأیت اَخَوَیْکَ	رأیت اِخْوَتَکَ	رأیت اُخَیَّکَ	رایت اَخِیْ
9	مررت باخیک	مررت باَخَوَیْکَ	مررت بإخْوَتِکَ	مررت باُخَیِّکَ	مررت باَخِیْ
10	جاء ابوک	جاء اَبَوَاکَ	جاء آباءُکَ	جاء اُبَیُّکَ	جاء اَبِیْ
11	رأیت اباک	رأیت اَبَوَیْکَ	رأیتُ آباءَکَ	رأیتُ اُبَیَّکَ	رایت اَبِیْ
12	مررت بابیک	مررت بأبَوَیْکَ	مررت بآبائِکَ	مررت باُبَیِّکَ	مررت بأبِیْ
13	جاء حموک	جاء حَمَوَاکَ	جاء اَحْمَاؤُکَ	جاء حُمَیُّکَ	جاء حَمِیْ
14	رأیت حماک	رأیت حَمَوَیْکَ	رأیت احماءَ ک	رایت حُمَیَّکَ	رایت حَمِیْ
15	مررت بحمیک	مررت بحَمَوَیْکَ	مررت بأحْمَائِکَ	مررت بحُمَیِّکَ	مررت بحَمِیْ
16	هذا فوک	هذان فَمَاکَ	هٰؤلاءِ افواهُکَ	هذا فُوَیْهُکَ	هذا فِیَّ

غیر مضاف ذو غیر مضاف استعمال نہیں ہوتا

	جاء اَخٌ	جاء اَخَوَانِ	جاء اخوةٌ	جاء اُخَیٌّ	
	رأیت اخًا	رأیت اَخَوَیْنِ	رأیت اخوةً	رأیت اُخَیًّا	
	مررت باخٍ	مررت باخوین	مررت باخوة	مررت باُخَیٍّ	
	جاء اَبُوْنَ	رأیت اَبِیْنَ	مررت بأَبِیْنَ		

سوال: مندرجہ ذیل کی ترکیب کریں۔ خط کشیدہ کی لمبی ترکیب کریں

فاتونی باخ ' کان ابواہ مومنین ' اخرج ابویکم ' یحکم بہ ذوا عدل ' اشھدوا ذوی عدل ' یبقی وجہ ربک ذو الجلال والاکرام ' کان ذا مال وبنین ' بدلناھم بجنتیھم جنتین ذواتی اکل ' ھاتان ذواتا افنان ' ھولاء اولو علم ' اکرم اولی الالباب ' کانوا اخوۃ ' انتم اخوان ' ھولاء ابون۔

جواب: ۱۔ فَاْتُوْنِیْ بِاَخٍ: فا حرف عطف۔ اِیْتِ فعل امر' واو الجماعہ فاعل' نون وقایہ کا۔ یاء متکلم مفعول بہ۔ با حرف جر۔ اَخٍ مجرور۔ جار مجرور مل کر متعلق فعل ایت کے۔ فعل' فاعل' مفعول بہ اور متعلق مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

اَخٍ مجرور ہے کیونکہ حرف جر کے بعد ہے۔ علامت جر کسرہ ہے کیونکہ اسم مفرد منصرف صحیح ہے۔

۲۔ کَانَ اَبَوَاہُ مُوْمِنَیْنِ: کان فعل ناقص۔ ابوا مضاف۔ ہاء ضمیر جر متصل مضاف الیہ۔ مضاف' مضاف الیہ سے مل کر کان کا اسم۔ مومنین خبر کان کی۔ کان اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا (کان چونکہ فعل ہے اس لیے جملہ فعلیہ ہوگا)

اَبَوَا مرفوع ہے کیونکہ کان کا اسم ہے۔ علامت رفع الف ہے کیونکہ تثنیہ ہے (ابوان سے اضافت کی وجہ سے نون گرایا ہوا ہے)

۳۔ اَخْرَجَ اَبَوَیْکُمْ: اخرج فعل۔ ھو مستتر اس کا فاعل۔ ابوی مضاف۔ کم ضمیر مضاف الیہ۔ مضاف' مضاف الیہ مل کر مفعول بہ۔ فعل' فاعل اور مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

اَبَوَیْ منصوب ہے کیونکہ مفعول بہ ہے۔ علامت نصب یاء ماقبل مفتوح ہے کیونکہ تثنیہ ہے (ابوین سے اضافت کی وجہ سے نون گر گیا' ابوی رہ گیا)

۴۔ یَحْکُمُ بِہٖ ذَوَا عَدْلٍ: یحکم فعل۔ با جارہ۔ ہاء مجرور۔ جار مجرور مل کر متعلق ہوا یحکم فعل کے۔ ذوا مضاف۔ عدل مضاف الیہ۔ مضاف' مضاف الیہ مل کر فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ذَوَا مرفوع ہے کیونکہ فاعل ہے۔ علافت رفع الف ہے کیونکہ مثنی ہے۔

۵۔ اَشْھِدُوْا ذَوَیْ عَدْلٍ: اشھد فعل امر' واو الجماعہ فاعل۔ ذوی مضاف۔ عدل مضاف الیہ۔ مضاف' مضاف الیہ مل کر مفعول بہ ہوا۔ فعل' فاعل اور مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

ذَوَیْ منصوب ہے کیونکہ مفعول بہ ہے۔ علامت نصب یاء ماقبل مفتوح ہے کیونکہ تثنیہ ہے (تثنیہ بروزن تفعلۃ ہے)

۶۔ یَبْقٰی وَجْهُ رَبِّکَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِکْرَام: یبقی فعل۔ وجه مضاف۔ رب مضاف الیہ' مضاف۔ کاف ضمیر مضاف الیہ۔ مضاف' مضاف الیہ مل کر مضاف الیہ ہوا وجه کا۔ مضاف' مضاف الیہ مل کر موصوف۔ ذُو مضاف۔ الجلال معطوف علیہ۔ واؤ عاطفہ۔ الاکرام معطوف۔ معطوف' معطوف علیہ سے مل کر مضاف الیہ ذو کا۔ مضاف' مضاف الیہ مل کر صفت۔ موصوف' صفت مل کر فاعل۔ فعل' فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ذُو مرفوع ہے اس لیے کہ (وجه) فاعل کی صفت ہے۔ علامت رفع واؤ ہے کیونکہ اسمائے ستہ مکبرہ میں سے ہے۔

۷۔ کَانَ ذَا مَالٍ وَبَنِیْنَ: کان فعل ناقص۔ ھو اس میں اسم۔ ذا مضاف۔ مال معطوف علیہ۔ واؤ عاطفہ۔ بنین معطوف۔ معطوف' معطوف علیہ مل کر مضاف الیہ ذا کا۔ مضاف الیہ' مضاف مل کر خبر کان کی۔ فعل ناقص اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ذَا منصوب ہے اس لیے کہ کان کی خبر ہے۔ علامت نصب الف ہے کیونکہ اسمائے ستہ مکبرہ میں سے ہے۔

۸۔ هَاتَانِ ذَوَاتَا اَفْنَانٍ: ھا حرف تنبیہہ تان اسم اشارہ مبتدا ذواتا مضاف افنان مضاف الیہ۔ مضاف' مضاف الیہ مل کر خبر۔ مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ذَوَاتَا مرفوع ہے کیونکہ خبر ہے۔ علامت رفع الف ہے اس لیے کہ تثنیہ ہے۔

۹۔ هٰؤُلَاءِ اُولُوْ عِلْمٍ: ھا حرف تنبیہہ اولاء مبتدا۔ اولو مضاف۔ علم مضاف الیہ۔ مضاف' مضاف الیہ مل کر خبر۔ مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

اُولُوْ مرفوع ہے کیونکہ خبر ہے۔ علامت رفع واؤ ماقبل مضموم ہے کیونکہ جمع مذکر سالم کی طرح ہے۔

۱۰۔ اَکْرِمْ اُولِی الْاَلْبَابِ: اکرم فعل امر۔ انت اس میں فاعل مستتر۔ اولی مضاف۔ الالباب مضاف الیہ۔ مضاف' مضاف الیہ مل کر مفعول بہ۔ فعل' فاعل اور مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

اُولِی منصوب ہے کیونکہ مفعول بہ ہے۔ علامت نصب یاء ماقبل مکسور ہے کیونکہ جمع مذکر سالم کی طرح ہے۔

۱۱۔ کَانُوْا اِخْوَةً: کان فعل ناقص' واؤ اس کا اسم۔ اخوۃ کان کی خبر۔ کان اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

اخوۃ منصوب ہے کیونکہ فعل ناقص کی خبر ہے۔ علامت نصب فتحہ ہے کیونکہ جمع مکسر منصرف ہے۔

۱۲۔ اَنْتُمْ اِخْوَانٌ: انتم مبتدا۔ اخوان خبر۔ مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

اخوان مرفوع ہے اس لیے کہ خبر ہے۔ علامت رفع ضمہ ہے کیونکہ جمع مکسر منصرف ہے۔

۱۳۔ هؤلاء اَبُوْنَ: ھا حرف تنبیہ اولاء مبتدا۔ ابون خبر۔ مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ابون مرفوع ہے کیونکہ خبر ہے۔ علامت رفع واؤ ماقبل مضموم ہے کیونکہ جمع مذکر سالم ہے۔

۱۴۔ بَدَّلْنَاهم بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَیْ اُکُلٍ: بَدَّلَ فعل۔ نا ضمیر مرفوع متصل فاعل۔ ھم مفعول بہ اول۔ با حرف جار۔ جنتی مضاف۔ ھم مضاف الیہ۔ مضاف، مضاف الیہ مل کر مجرور۔ جار مجرور مل کر متعلق بدل فعل کے۔ جنتین موصوف۔ ذواتی مضاف۔ اکل مضاف الیہ۔ مضاف، مضاف الیہ مل کر صفت۔ موصوف صفت مل کر مفعول بہ ثانی۔ بدل فعل اپنے فاعل، متعلق اور دونوں مفعولوں سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ذَوَاتَیْ منصوب ہے اس لیے کہ مفعول بہ کی صفت ہے۔ علامت نصب یاء ماقبل فتحہ ہے کیونکہ مثنی ہے۔

سوال: اعراب کی پانچویں قسم کیا ہے اور کس کے ساتھ خاص ہے؟

جواب: القسم الخامس لاعراب الاسم ان یکون الرفع بالالف والنصب والجر بالیاء المفتوح ماقبلھا ویختص بالمثنی وکلا مضافا الی مضمر واثنان واثنتان تقول جاء نی الرجلان کلاھما واثنان واثنتان ورایت الرجلین کلیھما واثنین واثنتین ومررت بالرجلین کلیھما واثنین واثنتین ترجمہ: اسم کے اعراب کی پانچویں قسم یہ کہ رفع ہو الف کے ساتھ، نصب اور جر یاء ماقبل مفتوح کے ساتھ۔ اور خاص ہے مثنی کے ساتھ۔ اور کلا جب مضاف ہو ضمیر کی طرف۔ اور اثنان اور اثنتان کے ساتھ۔ تو کہے جاء نی الرجلان کلاھما واثنان واثنتان (حالت رفع) اور رایت الرجلین کلیھما واثنین واثنتین (حالت نصب) مررت بالرجلین کلیھما واثنین واثنتین (حالت جر)

سوال: مثنی کا لفظی اور اصطلاحی معنی ذکر کر کے مندرجہ ذیل سوالات کا جواب دیں۔ ما ھو مونثُ المونثِ؟ وما ھو جمعُ الجمعِ؟ وما ھو مُثَنَّی الْمثنی؟ نیز وجہ بھی تحریر کریں۔

جواب: مثنی کا لفظی معنی ہے "دوہرا کیا ہوا" (مصباح اللغات ص ۹۷)۔ لفظ مثنی خود مفرد ہے۔ اصطلاحی معنی دو کا معنی لینے کیلئے مفرد کے آخر میں الف نون یا یاء نون کا اضافہ کر کے تیار کیا ہوا لفظ۔ جیسے

رَجُلٌ+ رَجُلٌ = رَجُلَانِ .	کتابٌ+ کتابٌ = کتابانِ
ما ھو مونثُ المونثِ؟	مونثُ المونثِ مونثۃٌ
ما ھو جمعُ الجمعِ؟	جَمْعُ الْجَمْعِ جُمُوْعٌ
ما ھو مثنی المثنیٰ؟	مُثَنَّی الْمُثَنّٰی مُثَنَّیَانِ

وجہ: لفظ مونث بذات خود مذکر ہے مگر معنی مونث کے دیتا ہے اس لیے اس لفظ کی مونث مونثة ہے جمع کی جمع سے مراد لفظ جمع کی جمع ہے اور وہ جموع ہے۔ اسی طرح مثنی باب تفعیل سے اسم مفعول واحد مذکر کا صیغہ ہے۔ تثنیہ اس کا مثنیان آتا ہے۔ جیسے مُسَمّیٰ کا تثنیہ ہے مُسَمَّیَانِ

سوال: اثنان اور کلا کو مثنی سے الگ کیوں ذکر کیا؟ نیز ان کی اصل لکھیں اور لفظ کلا کا حکم ذکر کریں ازروئے اعراب کے اور ازروئے اصل کے۔ نیز یہ بھی بتائیں کہ مضاف الی مضمر کی قید کس لئے ہے؟

جواب: اثنان اور کلا کو مثنی سے الگ ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ لفظ مثنی نہیں ہیں بلکہ مفرد ہیں۔ اگر انہیں مثنی کہیں تو ان کا واحد بتانا پڑے گا اور ان کا واحد نہیں ہوتا بلکہ یہ خود واحد ہیں، معنی دو کے دیتے ہیں۔ ان کا اعراب مثنی کی طرح ہوتا ہے اس لیے مثنی کے اعراب کے ساتھ ان کا ذکر بھی کر دیا۔

اثنان کی اصل ثَنَیَان ہے کلا کی اصل کِلَوٌ ہے۔ کلا کا اعراب حالت رفع میں الف کے ساتھ، نصب وجر میں یاء ماقبل مفتوح کے ساتھ ہوتا ہے۔ چونکہ کلا کی اصل کلو ہے۔ اس لئے یہ صرفی طور پر ہفت اقسام میں سے ناقص ہے۔

کلا کے ساتھ مضاف الی مضمر کی قید اس لیے لگائی کہ اس پر مثنی والا اعراب (یعنی حالت رفع میں الف، حالت نصب وجر میں یاء ماقبل مفتوح) صرف مضاف الیہ کے مضمر ہونے کی حالت میں آیا کرتا ہے۔ اگر اس کا مضاف الیہ کوئی اسم ظاہر ہو تو اس کا اعراب تینوں حالتوں میں حرکت تقدیری سے آتا ہے۔ رفع ضمہ تقدیری سے، نصب فتحہ تقدیری سے اور جر کسرہ تقدیری سے۔ جیسے جاءنی کلا الرجلین، رایت کلا الرجلین، ومررت بکلا الرجلین علامت رفع ضمہ تقدیری، علامت نصب فتحہ تقدیری اور علامت جر کسرہ تقدیری ہے۔ اس لیے مثنی جیسے اعراب کے لیے مضاف الیہ مضمر کی قید کا ہونا ضروری ہوا۔

سوال: مندرجہ ذیل کی ترکیب کریں۔ خط کشیدہ کی لمبی ترکیب کریں۔

جاءنی کلا الرجلین، مررت بکلا الرجلین، کلتا الجنتین آتت اکلھا۔

جواب: ۱۔ جاء فعل۔ نون وقایہ کا۔ یاء متکلم مفعول بہ۔ کلا مضاف۔ الرجلین مضاف الیہ۔ مضاف، مضاف الیہ مل کر فاعل ہوا جاء فعل کا۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

کلا مرفوع ہے کیونکہ فاعل ہے۔ علامت رفع ضمہ تقدیری ہے کیونکہ اس کا مضاف الیہ غیر مضمر ہے۔

۲۔ مررت بکلا الرجلین: مر فعل۔ تاء فاعل۔ باء حرف جر۔ کلا مضاف۔ الرجلین مضاف الیہ۔ مضاف، مضاف الیہ مل کر مجرور۔ جار مجرور مل کر متعلق مر فعل کے۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

کلا مجرور ہے کیونکہ حرف جر کے بعد ہے۔ علامت جر کسرہ مقدرہ ہے کیونکہ اس کا مضاف الیہ غیر مضمر ہے۔

۳۔ کلتا الجنتین آتتْ اکلھا: کلتا مضاف۔ الجنتین مضاف الیہ۔ مضاف، مضاف الیہ مل کر مبتدا۔ آتیٰ فعل۔ اس میں ھی ضمیر رفع مستتر فاعل۔ تا حرف تانیث (یہ فاعل کی ضمیر نہیں بلکہ یہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ اس کا فاعل مؤنث ہے) اکل مضاف۔ ھا ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ۔ مضاف، مضاف الیہ مل کر مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر ہوئی۔ مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

کِلْتَا مرفوع ہے کیونکہ مبتدا ہے۔ علامت رفع ضمہ تقدیری ہے کیونکہ مضاف الیٰ غیر مضمر ہے۔

السادس ان یکون الرفع بالواو المضموم ما قبلھا و النصب و الجر بالیاء المکسور ما قبلھا و یختص بجمع المذکر السالم نحومسلمون و اولو و عشرون مع اخواتھا تقول جاء نی مسلمون و عشرون و اولو مال و رأیت مسلمین و عشرین و اولی مال و مررت بمسلمین و عشرین و اولی مال.

واعلم ان نون التثنیة مکسورۃ ابدا و نون جمع السلامة مفتوحة ابدا و کلاھما تسقطان عند الاضافة نحو جاء نی غلاما زید و مسلمو مصر.

ترجمہ: چھٹے یہ کہ رفع ہو واؤ ماقبل مضموم کے ساتھ اور نصب و جر ہو یاء ماقبل مکسور کے ساتھ اور خاص کیا گیا اس کو جمع مذکر سالم کے ساتھ اور اولواور عشرون تا تسعون کے ساتھ تو کہے جاء نی مسلمون و عشرون و اولو مال و رایت مسلمین و عشرین و اولی مال و مررت بمسلمین و عشرین و اولی مال

اور جان لے کہ نون سیہ ہمیشہ مکسور ہوتا ہے اور نون جمع سالم ہمیشہ مفتوح ہوتا ہے اور یہ دونوں اضافت کے وقت گر جاتے ہیں تو کہے جاء نی غلاما زید و مسلمو مصر

سوالات

سوال: اعراب کی چھٹی قسم کیا ہے اور کس کے ساتھ خاص ہے؟

سوال: کیا جمع مذکر سالم اور جمع مونث سالم کے لیے مفرد بھی مذکر یا مونث ہونا ضروری ہے؟ وضاحت کریں

سوال: عشرون اور اولو کو الگ کیوں شمار کیا؟ کیا یہ جمع نہیں؟

سوال: مندرجہ ذیل تراکیب پر تبصرہ کریں

۱۔ رایت المسلمین: المسلمین منصوب ہے کیونکہ مفعول بہ ہے۔ علامت نصب یاء ما قبل مکسور ہے۔ ۲۔ مررت بمسلمین: مسلمین مجرور ہے کیونکہ حرف جر کے بعد ہے۔ علامت جر یاء ما قبل مفتوح ہے۔

سوال: نون تثنیہ اور نون جمع پر کون سی حرکت آتی ہے اور کیوں؟ نیز یہ نون کس کے عوض ہیں؟ مثال دے کر واضح کریں۔

سوال: اضافت کے وقت نون کے گرنے سے اگر التقاء ساکنین ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

سوال: جمع مذکر سالم میں واؤ یاء سے پہلے ضمہ رکسرہ تقدیری کب ہوتا ہے اور کیوں؟

سوال: مندرجہ ذیل کی ترکیب کریں۔ خط کشیدہ کی لمبی ترکیب کریں۔

ویلعنهم اللاعنون۔ انتم الاعلون۔ ووصی بها ابراهیم بنیه ویعقوب۔ آمنت به بنو اسرائیل۔ اکرمت المصطفین

سوال: نون تثنیہ ہمیشہ مکسور ہوتا ہے اور نون جمع مفتوح۔ یہ بتائیں کہ انهم عندنا لمن المصطفین الاخیار میں نون تثنیہ پر فتحہ اور ولا تخافوهم وخافون میں نون جمع پر کسرہ کیوں آگیا؟

سوال: الشیطان یعدکم الفقر میں نون تثنیہ پر ضمہ اور انما الصدقات للفقراء والمساکین میں نون جمع پر کسرہ کیوں آیا؟ نیز کرهت الشیاطین میں نون جمع پر فتحہ کیوں آیا؟

حل سوالات

سوال: اعراب کی چھٹی قسم کیا ہے اور کس کے ساتھ خاص ہے؟

جواب: القسم السادس لاعراب الاسم ان یکون الرفع بالواو المضموم ما قبلها والنصب والجر بالیاء المکسور ما قبلها ویختص بجمع المذکر السالم نحو مسلمون واولو وعشرون مع اخواتها تقول جاء نی مسلمون وعشرون واولو مال ورایت مسلمین وعشرین واولی مال ومررت بمسلمین وعشرین واولی مال۔

اسم کے اعراب کی چھٹی قسم یہ کہ رفع واؤ ماقبل مضموم کے ساتھ، نصب اور جر یاء ماقبل مکسور کے ساتھ ہو۔ اور خاص ہے یہ جمع مذکر سالم کے ساتھ جیسے مسلمون اور اولو اور عشرون اور اس کے اخوات۔ تو کہے جاء نی مسلمون واولو مال وعشرون (حالت رفع، واؤ ماقبل مضموم) رایت مسلمین وعشرین واولی مال (حالت نصب، یاء ماقبل مکسور) مررت بمسلمین وعشرین واولی مال (حالت جر، یاء ماقبل مکسور)۔

سوال: کیا جمع مذکر سالم اور جمع مونث سالم کے لیے مفرد بھی مذکر یا مونث ہونا ضروری ہے؟ وضاحت کریں۔

جواب: جمع مذکر سالم کے لیے مفرد کا مذکر ہونا ضروری ہے اور مونث ہونا شاذ ہے جیسے سنون کا مذکر سنة ہے جبکہ جمع مونث سالم کے لیے مفرد کا مونث ہونا ضروری نہیں۔ بعض اوقات مذکر لفظ کی جمع بھی جمع مونث سالم آ سکتی ہے جیسے مرفوع مذکر لفظ ہے۔ اس کی جمع مرفوعات جمع مونث سالم آتی ہے۔ اسی طرح منصوبات اور مجرورات کے واحد مذکر الفاظ ہیں۔

جمع مذکر سالم یا جمع مونث سالم کے آخر سے جب علامات جمع (ون، ات زائدہ) ہٹائیں تو مفرد لفظ باقی بچتا ہے۔ جب ہم جمع مذکر سالم کے آخر سے یہ لفظ ہٹاتے ہیں تو ہمیشہ مفرد لفظ مذکر ہی بچتا ہے جس سے ظاہر ہوا کہ جمع مذکر سالم کا مفرد بھی مذکر ہوتا ہے۔ اس کے برعکس جب ہم جمع مونث سالم کے آخر سے علامت جمع ہٹاتے ہیں تو مذکر لفظ باقی بچتا ہے عموماً۔ بعض اوقات وہ جمع، مذکر لفظ سے بنائی ہوتی ہے اور بعض اوقات مونث سے۔ مثلاً قائمة سے قائمات، صادقة سے صادقات وغیرہ۔ منصوب سے منصوبات وغیرہ۔

سوال: عشرون اور اولو کو الگ کیوں شمار کیا؟ کیا یہ جمع نہیں؟

جواب: عشرون اور اولو کو اگر جمع شمار کیا جائے تو ان کا واحد بتانا ضروری ہے جبکہ عشرون کا واحد واؤ نون کو ہٹانے پر عشر بنے گا۔ عشر کا مطلب دس ہے۔ اگر اس کو مفرد مان لیں تو

عَشْرٌ + عَشْرٌ + عَشْرٌ = عِشْرُوْنَ ہونا چاہیے

اس لیے یہ اس کا مفرد نہیں ہے بلکہ عشرون ایک سالم عدد کا نام ہے نہ کہ کسی عدد کی جمع۔ہاں عَشْرٌ کی جمع عَشَرَاتٌ ہے جس کا معنی ہے دہائیاں اسی طرح اُولُوْ بھی معنی کے لحاظ سے جمع مذکر کے معنی دیتا ہے لیکن اگر اس کے آخر سے علامت جمع ہٹائیں تو اُولٌ رہے گا جو اس کا مفرد نہیں بلکہ یہ مہمل لفظ ہے اس کا کوئی معنی نہیں ہے۔ اس سے ظاہر ہوا کہ اُولُوْ بھی مفرد لفظ ہے اور معنی جمع کے دیتا ہے۔

چونکہ عِشْرُوْنَ اور اس کے اخوات اور اُولُوْ کا اعراب جمع مذکر سالم کے اعراب جیسا آتا ہے اس لیے اسے جمع مذکر سالم کے ساتھ ذکر کیا۔ جب ترکیب کریں گے تو انہیں جمع مذکر سالم نہیں کہیں گے بلکہ جمع مذکر سالم کی طرح کہیں گے توجمع مذکر سالم نہ ہونے کی وجہ سے انہیں الگ شمار کیا گیا۔

سوال: مندرجہ ذیل تراکیب پر تبصرہ کریں

۱۔ رایت المسلِمِیْنَ: المُسْلِمِیْنَ منصوب ہے کیونکہ مفعول بہ ہے۔ علامت نصب یاء ما قبل مکسور ہے۔

۲۔ مررت بِمُسْلِمَیْنِ: مُسْلِمَیْنِ مجرور ہے کیونکہ حرف جر کے بعد ہے۔ علامت جر یاء ماقبل مفتوح ہے۔

جواب: ۱۔ رایت المسلِمِیْنَ: المسلِمِیْنَ منصوب ہے کیونکہ مفعول بہ ہے۔ علامت نصب یاء ما قبل مکسور ہے۔

تبصرہ: المسلِمِیْنَ جمع مذکر سالم ہے' اس کا اعراب حالت نصبی' جری میں یاء ماقبل مکسور آتا ہے۔ مندرجہ بالا جملے میں المسلِمِیْنَ منصوب ہے اس لیے کہ مفعول بہ ہے' علامت نصب یاء ماقبل مکسور ہے کیونکہ جمع مذکر سالم ہے۔ نون کا فتحہ علامت نہیں ہے کیونکہ یہ نون تینوں حالتوں میں مفتوح ہے۔ نیز اضافت کے وقت یہ نون گر جاتا ہے۔

۲۔ مررت بمسلمَیْنِ: مسلمَیْنِ مجرور ہے کیونکہ حرف جر کے بعد ہے۔ علامت جر یاء ماقبل مفتوح ہے۔

تبصرہ: مسلمَیْنِ یہاں مجرور ہے کیونکہ حرف جر کے بعد ہے اور علامت جر یاء ماقبل مفتوح ہے آخر میں نون کا کسرہ علامت جر نہیں ہے کیونکہ یہ نون تینوں حالتوں میں مکسور ہے۔ نیز اضافت کے وقت یہ گر جاتا ہے۔

سوال: نون تثنیہ اور نون جمع پر کون سی حرکت آتی ہے اور کیوں؟ نیز یہ نون کس کے عوض ہیں؟ مثال دے کر واضح کریں۔

جواب: نون تثنیہ پر کسرہ ہوتا ہے اور نون جمع پر فتحہ۔ اپنی حرکتوں سے یہ پہچانے جاتے ہیں۔

۱۔ نون تثنیہ پر کسرہ کیوں آتا ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب کسی اسم کا تثنیہ بنانا ہو تو اس کے آخر میں علامت تثنیہ یعنی الف بڑھاتے ہیں۔ مثلاً رَجُلٌ کے آخر میں الف لے آئے تو شکل یہ بنی (رَجُلٌ + ا) اب یہاں الف کا تقاضا ہے کہ اس سے پہلے تنوین نہ ہو بلکہ اس کے موافق حرکت ہو۔ ہم نے تنوین کے نون کو لام سے اٹھایا اور الف کے بعد لے آئے۔ اب یہ شکل بن گئی (رَجُلُ + انْ) ۔ اب بھی الف سے ماقبل حرکت موافق نہیں ہے اس لیے ضمہ کو دور کر دیا اور فتحہ لے آئے اور شکل اس طرح بنی (رَجُلَ + انْ) ۔ اب الف سے ماقبل تو حرکت موافق ہو گئی لیکن الف کے بعد نون ساکن ہے' دو ساکن اکٹھے ہو گئے اور نون ساکن کو "الساکن اذا حرک حرک بالکسر" کے قانون سے کسرہ دے دیا اور شکل یوں بنی (رَجُلَ + انِ) اب اسے اکٹھا کر کے لکھ دیا' (رَجُلَانِ) بن گیا۔ اسی طرح جس اسم کو بھی مثنیٰ بنانا ہو' اسی طرح بنائیں گے۔

۲۔ نون جمع پر فتحہ کیسے آگیا؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب کسی اسم مثلاً مسلمٌ کو جمع مذکر سالم بنانے کے لئے آخر میں علامت جمع واؤ لگائی تو واؤ کا تقاضا ہے کہ اس سے ماقبل تنوین نہ ہو بلکہ واؤ سے قبل ضمہ ہو۔ ہم نے تنوین کو ہٹایا اور اس کا نون واؤ کے بعد لے آئے تو یہ شکل بنی۔ (مُسْلِمُ + وْنْ) اب واؤ اور نون دو ساکن اکٹھے ہو گئے تو اخف الحرکات ہونے کی وجہ سے نون کو فتحہ دے دیا تو یہ شکل بن گئی

(مُسْلِمُ + وْنَ) اب اسے اکٹھا لکھ دیا تو مُسْلِمُوْنَ بن گیا۔ تو جب کسی اسم کی جمع مذکر سالم بنانا ہو' اسی طرح کریں گے۔

سوال: اضافت کے وقت نون کے گرنے سے اگر التقاء ساکنین ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

جواب: اضافت کے وقت نون تثنیہ اور نون جمع گر جاتے ہیں تو بعض اوقات التقاء ساکنین ہو جاتا ہے تو اس صورت میں مندرجہ ذیل شکلیں بنتی ہیں۔

۱۔ نون اعرابی گر جانے کے بعد جو حرف علت باقی رہتا ہے' اگر اس سے ماقبل حرکت موافق ہو تو التقاء ساکنین کے وقت اسی حرکت کو اگلے حرف کے ساتھ ملا کر پڑھتے ہیں اس طرح حرف علت نہیں پڑھا جاتا جیسے مُسْلِمَا الْمَدِيْنَةِ میں مسلما کا الف ساکن ہے اور المدینۃ کا لام بھی ساکن ہے۔ اب دو ساکن اکٹھے آگئے' مسلما کے الف سے قبل حرکت موافق ہے اس لیے اسی حرکت کو المدینۃ کے لام سے ملا کر پڑھیں گے تو الف نہیں پڑھا جائے گا۔

اسی طرح مُسْلِمُوْ الْمَدِيْنَةِ میں واؤ اور لام دو ساکن اکٹھے آگئے۔ چونکہ مسلمو کے واؤ سے ماقبل حرکت موافق ہے' اسی حرکت کو اگلے ساکن سے ملا کر پڑھا تو واؤ پڑھنے میں نہیں آئے گی لیکن لکھنے میں آئے گی تا کہ جمع اور واحد' تثنیہ کی پہچان ہو سکے' جیسے مُسْلِمُ الْمَدِيْنَةِ سے ایک مسلمان مراد

ہے اور مُسْلِمُو الْمَدِیْنَۃِ سے زیادہ مسلمان مراد ہیں۔

۲۔ دوسری صورت یہ ہے کہ نون اعرابی کے گر جانے کے بعد حرف علت سے قبل فتحہ ہو یعنی واؤ لین اور یائے لین باقی رہے تو واؤ اور یاء کو اس کے موافق حرکت دیں گے یعنی واؤ کو ضمہ اور یاء کو کسرہ دیں گے جیسے عَصَوُا الرَّسُوْلَ میں واؤ اور را دو ساکن اکٹھے ہو گئے اور یہاں واؤ سے قبل فتحہ ہے اس لیے واؤ کو ضمہ اس کے موافق دیا تو عَصَوُا الرَّسُوْلَ ہو گیا۔ اصل میں عصیوا تھا۔

نون جمع کی مثال ہے مُصْطَفَوْنَ سے مُصْطَفَوُ اللهِ۔ مُصْطَفَوْنَ اصل میں مُصْطَفَوُوْنَ تھا۔ اضافت کے وقت نون گر گیا۔ عَصَوْا فعل کی مثال ہے' اسم جمع مذکر سالم کی نہیں۔

یاء کی مثال یَا صَاحِبَیِ السِّجْنِ ہے۔ یہاں یاء اور سین دو ساکن اکٹھے ہیں۔ یاء سے ماقبل فتحہ ہے اس وجہ سے اسے کسرہ دیا تو یَا صَاحِبَیِ السِّجْنِ ہو گیا۔ صَاحِبَیْ' صَاحِبَیْنِ تھا۔ اضافت کی وجہ سے نون تثنیہ گرا دیا۔

سوال: جمع مذکر سالم میں واؤ یاء سے پہلے ضمہ رکسرہ تقدیری کب ہوتا ہے اور کیوں؟

جواب: جمع مذکر سالم میں واؤ اور یاء سے پہلے ضمہ اور کسرہ تقدیری ہو سکتا ہے۔ اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ جس حرف پر ضمہ یا کسرہ ہوتا ہے' وہ حرف التقاء ساکنین کے باعث گر جاتا ہے۔ اس طرح ضمہ یا کسرہ تقدیری ماننا پڑتا ہے جیسے انتمُ الْاَعْلَوْنَ۔ الاعلون جمع مذکر سالم ہے' رفعی حالت میں ہے کیونکہ خبر ہے اور جمع مذکر سالم کی رفعی حالت واؤ ماقبل مضموم ہوتی ہے لیکن یہاں تو واؤ سے قبل فتحہ ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ واؤ سے قبل جس حرف پر ضمہ تھا' وہ حرف الف بن کر التقاء ساکنین سے گر گیا تو الاعلون رہ گیا۔ اصل لفظ یوں تھا اَلْاَعْلَوُوْنَ۔ تعلیل کے قاعدے سے واؤ متحرک ماقبل فتحہ (ـَوُ) چوتھی جگہ واؤ کو یا سے بدلتے ہیں تو بن گیا اَلْاَعْلَیُوْنَ۔ اب یاء متحرک ماقبل فتحہ ہے (ـَیُ) اسے الف سے بدلتے ہیں۔ اسے الف سے بدلا تو شکل یوں ہوئی اَلْاَعْلَاوْنَ چونکہ الف حرکت قبول نہیں کرتا اس لیے اس پر حرکت کا اثر نہیں ہوتا تو یوں پڑھا الاعلاون اب دو ساکن اکٹھے ہو گئے تو مدہ اولیٰ یعنی الف کو گرا دیا اس طرح اَلْاَعْلَوْنَ رہ گیا۔ اس طرح یہاں واؤ سے قبل ضمہ تقدیری ہوتا ہے جو اس حرف پر تھا جس کو التقاء ساکنین سے گرا دیا۔ اسی طرح یاء سے پہلے بھی کسرہ تقدیری آتا ہے۔ اس کی مثال ہے اکرمتُ الْمُصْطَفَیْنَ۔ یہاں اَلْمُصْطَفَیْنَ جمع مذکر سالم حالت نصبی میں ہے کیونکہ مفعول بہ ہے اور حالت نصبی میں اس کا اعراب یاء ماقبل مکسور سے آتا ہے۔ یہاں تو یاء ماقبل مفتوح ہے۔ یہاں ایک اور اشکال یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ یہ تثنیہ کا صیغہ ہے۔ اگر ہم اسے تثنیہ کہیں تو تثنیہ کا نون تو ہمیشہ مکسور ہوتا ہے اس لیے یہ تثنیہ نہیں ہو سکتا کیونکہ اس کا نون تو مفتوح ہے اور نون مفتوح جمع مذکر سالم کی نشانی ہے۔ جواب یہ ہے کہ یہاں بھی

یاء سے قبل کسرہ تقدیری مانیں گے اور کسرہ اس حرف پر تھا جسے التقاء ساکنین کی بدولت گرا دیا۔
اَلْمُصْطَفَیْنَ کی اصل اَلْمُصْطَفَوِیْنَ ہے۔ اب یہاں یہ شکل بنتی ہے (ـَ وِ) تو اس کا قانون یہ ہے کہ واوَ سے یاء کو پھر یاء کو الف سے بدلا جائے۔ اس طرح ہم نے یاء کو الف سے بدل دیا تو اَلْمُصْطَفَایِیْنَ ہو گیا لیکن الف حرکت کو قبول نہیں کرتا اس لیے اس پر حرکت بے سود ہے اس طرح لفظ یہ بنا اَلْمُصْطَفَایْنَ یہاں دو ساکن اکٹھے آگئے اور پہلا مدہ ہے اس لیے پہلے کو گرا دیا تو اَلْمُصْطَفَیْنَ رہ گیا۔
اس طرح جب اس کا اعراب بتائیں گے تو یوں کہیں گے کہ علامت جر یاء ماقبل کسرہ تقدیری ہے اور وہ کسرہ اس حرف پر تھا جسے التقاء ساکنین سے گرا دیا۔ جمع مذکر سالم کی ایسی صورتوں میں واوَ اور یاء سے ماقبل ضمہ یا کسرہ تقدیری ہو جاتا ہے۔

فائدہ: یہاں یہ اشکال ہوتا ہے کہ اَلْمُصْطَفَیْنَ جمع ہے تو تثنیہ کیا ہوگا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ تثنیہ مُصْطَفَیَانِ اور مُصْطَفَیَیْنِ ہوگا۔ اصل میں مُصْطَفَوَانِ اور مُصْطَفَوَیْنِ ہے۔ واوَ کو یاء سے بدلیں گے مگر تثنیہ میں یاء کو الف سے نہ بدلیں گے جیسے یُدْعٰی یُدْعَیَانِ ہاں جمع میں الف سے بدل کر گرائیں گے جیسے ھُمْ یُدْعَوْنَ۔

سوال: مندرجہ ذیل کی ترکیب کریں۔ خط کشیدہ کی لمبی ترکیب کریں۔
ویلعنھم اللاعنون ۔ انتم الاعلون ۔ ووصی بھا ابراھیم بنیہ ویعقوب ۔ آمنت بہ بنو اسرائیل ۔ اکرمت المصطفین۔

جواب: ا۔ وَیَلْعَنُھُمُ اللّٰعِنُوْنَ: واوَ عاطفہ۔ یلعن فعل مضارع۔ ھم ضمیر منصوب متصل مفعول بہ۔ اللاعنون فاعل۔ فعل، فاعل اور مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

اللاعنون مرفوع ہے کیونکہ فاعل ہے۔ علامت رفع واوَ ماقبل مضموم ہے کیونکہ جمع مذکر سالم ہے۔

۲۔ انتم الاعلَوْنَ: انتم مبتدا۔ الاعلون خبر۔ مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

الاعلَوْنَ مرفوع ہے کیونکہ خبر ہے۔ علامت رفع واوَ ماقبل ضمہ تقدیری ہے (اور وہ ضمہ اس حرف پر تھا جسے التقاء ساکنین سے گرا دیا) کیونکہ جمع مذکر سالم ہے۔

۳۔ ووصّٰی بھا ابراھیمُ بَنِیْہِ وَیَعْقُوْبُ: واوَ عاطفہ۔ وصی فعل۔ بھا جار مجرور متعلق وصی فعل کے۔ ابراھیمُ معطوف علیہ۔ بنیہ میں بَنِیْ مضاف، ہاء ضمیر مضاف الیہ۔ مضاف، مضاف الیہ مل کر مفعول بہ۔ واوَ عاطفہ۔ یعقوبُ معطوف۔ معطوف علیہ، معطوف مل کر فاعل۔ فعل اپنے فاعل، مفعول بہ اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

بنی منصوب ہے اس لیے کہ مفعول بہ ہے۔ علامت نصب یاء ماقبل مکسور ہے کیونکہ جمع مذکر سالم ہے (بَنِیَ اصل میں بَنِیْنَ تھا۔ اضافت کی وجہ سے نون گر گیا اور بنی رہ گیا)

۴۔ آمَنَتْ بِهٖ بَنُوْا اِسْرَائِیْلَ: آمنت فعل۔ اس میں تاء تانیث کی ہے۔ بہ جار مجرور متعلق آمنت فعل کے۔ بنو مضاف۔ اسرائیل مضاف الیہ۔ مضاف' مضاف الیہ مل کر فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

بنو مرفوع ہے کیونکہ فاعل ہے۔ علامت رفع واؤ ماقبل مضموم ہے کیونکہ جمع مذکر سالم ہے (بَنُوْ' بَنُوْنَ سے بنا۔ اضافت کی وجہ سے نون گر گیا)

اسرائیل مجرور ہے کیونکہ مضاف الیہ ہے۔ علامت جر فتحہ ہے کیونکہ اسم غیر منصرف ہے۔

۵۔ اَکْرَمْتُ الْمُصْطَفَیْنَ: اکرم فعل۔ تاء ضمیر مرفوع متصل فاعل۔ المصطفین مفعول بہ۔ فعل' فاعل اور مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

اَلْمُصْطَفَیْنَ منصوب ہے کیونکہ مفعول بہ ہے۔ علامت نصب یاء ماقبل کسرہ مقدرہ ہے (کسرہ اس حرف پر تھا جس کو التقاء ساکنین کی وجہ سے گرا دیا) کیونکہ جمع مذکر سالم ہے۔

سوال: نون تثنیہ ہمیشہ مکسور ہوتا ہے اور نون جمع مفتوح ۔ یہ بتائیں کہ اِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَیْنَ الْاَخْیَارِ میں نون تثنیہ پر فتحہ اور وَلَا تَخَافُوْهُمْ وَخَافُوْنِ میں نون جمع پر کسرہ کیوں آ گیا؟

جواب: پہلی عبارت میں المصطفَیْنَ تثنیہ نہیں بلکہ یہ تو جمع ہے اس لیے اس پر جمع کے لحاظ سے نون مفتوح ہے۔ دوسرا یہ کہ یاء سے ماقبل کسرہ ہونا چاہئے جو جمع کی علامت ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یاء سے ماقبل کسرہ مقدرہ ہے اور وہ اس حرف پر تھا جسے التقاء ساکنین سے گرا دیا۔ تثنیہ کیلئے اَلْمُصْطَفَیَیْنِ آئے گا۔ علامہ ابن ھشام کہتے ہیں کہ المصطفَیْنَ میں نون مفتوح ہے اس لئے یہ جمع ہے پھر فرماتے ہیں و فی الآیة دلیل ثان وھو وصفه بالجمع و ثالث وھو دخول من التبعیضیة علیه بعد و انھم و محال ان یکون الجمع من الاثنین (مغنی اللبیب ج۲ ص ۶۷۱)

ترجمہ: اور اس آیت میں دوسری دلیل اس لفظ کی صفت جمع آئی ہے اور تیسری دلیل بھی ہے اور وہ انھم کے بعد من تبعیضیہ کا اس پر داخل ہے اور یہ محال ہے کہ جمع دو میں سے ہو (کیونکہ جمع دو سے زائد کو کہتے ہیں)۔

دوسری عبارت میں خَافُوْنِ نون جمع نہیں ہے کہ اس پر فتحہ ہونا چاہئے' کسرہ نہیں بلکہ خَافُوْا صیغہ امر کے ساتھ یائے متکلم ضمیر منصوب کو ملایا گیا ہے جس کی وجہ سے نون وقایہ لگنے سے خَافُوْنِیْ ہو گیا ہے۔ اور یہاں یائے متکلم کو حذف کر دیا ہے اس وجہ سے کسرہ اپنی جگہ پر باقی ہے جو

دلالت کرتا ہے کہ اصل لفظ خَافُوْنِیْ ہے۔ یہ نون، نون جمع نہیں بلکہ نون وقایہ ہے جو ہمیشہ مکسور ہوتا ہے۔

سوال: الشیطان یعدکم الفقر میں نون تثنیہ پر ضمہ اور انما الصدقات للفقراء والمساکین میں نون جمع پر کسرہ کیوں آیا؟ نیز کرھت الشیاطین میں نون جمع پر فتحہ کیوں آیا؟

جواب: ۱۔ الشیطانُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ میں الشیطانُ تثنیہ نہیں ہے بلکہ مفرد ہے اور یہاں یہ مبتدا ہونے کے سبب مرفوع ہے جبکہ تثنیہ کے نون پر ضمہ نہیں بلکہ کسرہ آتا ہے۔ یہاں اس پر اسم مفرد منصرف صحیح ہونے کے لحاظ سے یہ اعراب دیا گیا ہے۔

۲۔ انما الصدقات للفقراءِ والمساکینِ میں نون پر کسرہ اس لیے ہے کہ جمع مکسر منصرف پر حالت جری میں کسرہ آیا کرتا ہے اور یہاں اَلْمَسَاکِیْنِ حالت جری میں ہے کیونکہ عطف کے واسطہ سے حرف جر لام اس پر داخل ہے اور یہ جمع مکسر منصرف ہے۔ اَلْمَسَاکِیْن کا نون زائد نہیں بلکہ لام کلمہ ہے۔ اس کا وزن مفاعیل ہے۔ صاحب علم الصیغہ فرماتے ہیں کہ مسکین کا وزن مفعیل ہے۔

۳۔ کرھت الشیاطینَ میں نون پر فتحہ مفعول بہ ہونے کے سبب ہے۔ الشیاطین جمع مکسر منصرف ہے، جمع مذکر سالم نہیں ہے کیونکہ یہ نون مفرد میں بھی موجود ہے۔ (شیطان کا وزن بعض کے نزدیک فَیْعَال ہے اور بعض کے نزدیک فَعْلَان ہے۔ دیکھیے المصباح المنیر ج۱ ص۳۳۵) ۔ اور اس کا اعراب حالت نصب میں فتحہ ہی ہوتا ہے اس لیے ترکیب یوں کریں گے: الشیاطین منصوب ہے کیونکہ مفعول بہ ہے۔ علامت نصب فتحہ ہے کیونکہ جمع مکسر منصرف ہے۔

فائدہ: شیاطین اور مساکین اگرچہ منتہی الجموع کے صیغے ہیں اور صیغہ منتہی الجموع غیر منصرف ہوتا ہے مگر الف لام کی وجہ سے حالت جری میں کسرہ آجاتا ہے۔ جن علماء کے نزدیک غیر منصرف معرف باللام ہونے کے بعد منصرف بن جاتا ہے، ان کے نزدیک ترکیب مندرجہ بالا طریق سے ہوگی۔ اور جن علماء کے نزدیک یہ منصرف نہیں ہوتا، ان کے نزدیک ترکیب یوں ہے: المساکین مجرور ہے کیونکہ مجرور پر معطوف ہے۔ علامت جر کسرہ ہے کیونکہ غیر منصرف پر الف لام داخل ہے۔

السابع ان يكون الرفع بتقدير االضمة و النصب بتقدير الفتحة و الجر بتقدير الكسرة و يختص بالمقصور وهو ما فی آخره الف مقصورة كعصا و بالمضاف الی غير ياء المتكلم تقول جاء نی عصا وغلامی و رأيت عصا و غلامی و مررت بعصا و غلامی .

الثامن ان يكون الرفع بتقدير الضمة و الجر بتقدير الكسرة والنصب بالفتحة لفظا و يختص بالمنقوص وهو ما يكون فی آخره ياء ما قبلها مكسور كقاض تقول جاء القاضی و رايت القاضی و مررت بالقاضی .

التاسع ان يكون الرفع بتقدير الواو و النصب و الجر بالياء لفظا و يختص بجمع المذكر السالم مضافا الی ياء المتكلم تقول جاء نی مسلمی تقديره مسلموی اجتمعت الواو و الياء و الاولی منهما ساكنة فقلبت الواو ياء و ادغمت الياء فی الياء و ابدلت الضمة بالكسرة لمناسبة الياء فصار مسلمی و رأيت مسلمی و مررت بمسلمی .

ترجمہ: ساتویں قسم یہ کہ رفع ضمہ کو مقدر کرنے سے ہو اور نصب فتحہ کے مقدر کرنے سے اور جر کسرہ کے مقدر کرنے سے اور خاص کیا گیا اس کو اسم مقصور کے ساتھ اور وہ وہ ہے جس کے آخر میں الف مقصورہ ہو جیسے عصا اور جمع مذکر سالم کے علاوہ اس اسم کے ساتھ جو یائے متکلم کی طرف مضاف ہو جیسے غلامی تو کہے جاء نی عصا و غلامی و رایت عصا و غلامی و مررت بعصا و غلامی

آٹھویں یہ کہ رفع ضمہ کے مقدر کرنے کے ساتھ ' جر کسرہ کے مقدر کرنے کے ساتھ اور نصب فتحہ لفظی کے ساتھ ہو اور خاص کیا گیا اس کو منقوص کے ساتھ اور وہ وہ ہے جس کے آخر میں یاء ما قبل مکسور ہو جیسے القاضی تو کہے جاءنی القاضی و رایت القاضی و مررت بالقاضی

نویں قسم یہ کہ رفع ہو واؤ کو مقدر کرنے سے اور نصب و جر ہو یا لفظی کے ساتھ اور خاص کیا گیا اس کو جمع مذکر سالم کے ساتھ اس حال میں کہ وہ یائے متکلم کی طرف مضاف ہو تو کہے جاء نی مسلمی اس کی تقدیر ہے جاء نی مسلموی واؤ اور یا اکٹھے واقع ہوئے پہلا ان میں سے ساکن ہے تو واؤ کو یا سے بدل دیا گیا اور یا کو یا میں ادغام کردیا گیا اور یا کی مناسبت سے ضمہ کو کسرہ سے بدل دیا گیا تو ہوگیا مسلمی اور رایت مسلمی (یہ حالت نصب کی مثال ہے اس میں اعراب یا لفظی کے ساتھ ہے) اور مررت بمسلمی (یہ حالت جر کی مثال ہے اس میں اعراب یا لفظی کے ساتھ ہے)

سوالات

سوال: اعراب کی ساتویں قسم کیا ہے اور وہ کس کس کے ساتھ خاص ہے؟

سوال: لا ' الی ' متی ' دعا ' یرضی ' اقرا ' صغری اور الھدی میں سے کس کے اندر تینوں حالتوں میں تین اعراب ہیں اور کس میں نہیں؟ وجہ بھی بتائیں۔

سوال: کلمہ مقصورہ کا نقشہ بنائیں جس سے واضح ہو کہ یہاں کون سی قسم مراد ہے۔

سوال: مضاف الیٰ یاء المتکلم کے اندر تینوں حالتوں میں اعراب تقدیری کیوں ہے؟ بالخصوص مررت بغلامی کے اندر تو کسرہ لفظی موجود ہے پھر تقدیری کیوں مانا جاتا ہے؟

سوال: کیا اسم مقصور میں محل اعراب ہمیشہ برقرار رہتا ہے؟

سوال: مندرجہ ذیل خط کشیدہ الفاظ کی لمبی ترکیب کریں۔

هذا هدی ' اولئک علی هدی ' الی الهدی ' ان هدی الله هو الهدی ' ان الهدی هدی الله ' اذ قال موسی لفتاه ' اضرب بعصاک۔

سوال: اعراب کی آٹھویں قسم کیا ہے اور کس کے ساتھ پائی جاتی ہے۔ نیز یہ بتائیں کہ ایک حالت میں لفظی اور دو حالتوں میں تقدیری کیوں ہے؟

سوال: کیا محل اعراب کا پایا جانا اسم منقوص میں ضروری ہے یا کبھی حذف بھی ہو سکتا ہے؟ مثال دے کر واضح کریں۔

سوال: اسم منقوص کے لیے یاء ماقبل مکسور کی شرط کیوں ذکر کی گئی حالانکہ آخر میں واؤ بھی ہو سکتی ہے نیز آخر سے پہلے فتحہ' ضمہ اور سکون بھی ہوتا ہے۔ تو یہ صورتیں کدھر جائیں گی؟

سوال: اعراب کی نویں قسم کیا ہے اور وہ کس کے ساتھ خاص ہے؟

سوال: خط کشیدہ الفاظ کی لمبی ترکیب کریں

کل من علیها فان ' یوم یدع الداع ' اجیب دعوة الداع ' ما انتم بمصرخی ' او مخرجی هم ' ان الله مبتلیکم بنهر ' امراة العزیز تراود فتاها ' هذا عذابی۔

سوال: مندرجہ ذیل کے بارے میں بتائیے کہ وہ اسم کی کس قسم میں داخل ہیں؟

رام ' رمیا ' رامیان ' رامون ' رامین ' رامیات ' رامیة ' ارمی (تفضیل) ' اب ' ابوان ' ابون ' ابین ' آباء ' اخوة ' اخی ' مصطفی۔

سوال: اعراب اسم کی اقسام تسعہ کا نقشہ مع مقام و امثلہ تحریر کریں۔

سوال: اسم کی دو قسمیں معرب اور مبنی نیز اقسام معرب کا نقشہ پیش کریں اور مثالیں ذکر کریں۔

سوال : اعراب کے تقدیری ہونے کی صورتیں مع امثلہ تحریر کریں۔ نیز مندرجہ ذیل کی ترکیب کریں۔
خط کشیدہ کی لمبی ترکیب کریں۔

ما جاء نا من بشیر ' هل تری فی خلق الرحمٰن من تفوت ' رب عالم یعمل بعلمه ' وما یعلمان من احد۔

سوال : کیا مضاف الیٰ یاء المتکلم میں ہمیشہ اعراب تقدیری ہوگا؟

حل سوالات

سوال : اعراب کی ساتویں قسم کیا ہے اور وہ کس کس کے ساتھ خاص ہے؟

جواب : القسم السابع لاعراب المعرب ان یکون الرفع بتقدیر الضمة والنصب بتقدیر الضمة والجر بتقدیر الکسرة ویختص بالمقصور وهو ما فی آخره الف مقصورة کعصا وبالمضاف الی یاء المتکلم غیر جمع المذکر السالم کغلامی تقول جاءنی عصا وغلامی ورایت عصا وغلامی ومررت بعصا وغلامی۔

اسم کے اعراب کی ساتویں قسم یہ کہ رفع ہو ضمہ تقدیری کے ساتھ' نصب ہو فتحہ تقدیری کے ساتھ اور جر ہو کسرہ تقدیری کے ساتھ۔ اور خاص ہے یہ اسم مقصور کے ساتھ اور وہ ایسا اسم ہوتا ہے جس کے آخر میں الف مقصورہ ہو جیسے عصا اور اس مضاف کے جو جمع مذکر سالم نہ ہو اور اس کی اضافت یاء متکلم کی طرف ہو جیسے غلامی تو کہے جَاءَنِیْ عَصًا (حالت رفع ضمہ مقدرہ کے ساتھ) وَرَاَیْتُ عَصًا (حالت نصب فتحہ مقدرہ کے ساتھ) وَمَرَرْتُ بِعَصًا (حالت جری کسرہ مقدرہ کے ساتھ) اور جَاءَنِیْ غُلَامِیْ (حالت رفعی ضمہ مقدرہ) رَاَیْتُ غُلَامِیْ (حالت نصبی فتحہ مقدرہ) وَمَرَرْتُ بِغلامِیْ (حالت جری کسرہ مقدرہ کے ساتھ)

فائدہ : اصطلاح میں مقصور ممدود صرف اسم متمکن پر ہی بولا جاتا ہے (رضی ۲۲۸)

سوال : لا ' الی ' متی ' دعا ' یرضی ' اقرا ' صغری اور الهدی میں سے کس کے اندر تینوں حالتوں میں تین اعراب ہیں اور کس میں نہیں؟ وجہ بھی بتائیں۔

جواب : لَا ' اِلٰی حروف ہیں اور حروف مبنی الاصل ہوتے ہیں اس لیے ان پر اعراب نہیں آئے گا مبنی الاصل کے بارے میں کہا جاتا ہے لا محل له من الاعراب۔مَتٰی اسم غیر متمکن ہے اور اسم غیر متمکن مبنی الاصل کے مشابہ ہوتا ہے اس لیے اس پر اعراب نہیں آئے گا کیونکہ مشابہ مبنی الاصل ہے۔

دَعَا' رَمٰی فعل ماضی ہیں اور فعل ماضی بھی مبنی الاصل میں شامل ہے اس لیے انہیں کہیں گے

لا محل له من الاعراب۔ یَرْضٰی فعل مضارع ہے۔ فعل کے اعراب کا بیان فعل کی بحث میں آئے گا۔اقرا فعل امر مبنی الاصل ہے اس لیے لا محل لہ من الاعراب۔

صُغْرٰی اگرچہ اسم ہے مگر منصرف نہیں بلکہ غیر منصرف ہے۔ چونکہ تینوں حالتوں میں تین اعراب صرف اسم منصرف میں آتے ہیں اور یہ غیر منصرف ہے۔ غیر منصرف ہونے کی وجہ سے اس پر کسرہ اور تنوین آتی ہی نہیں۔

لہٰذا اس پر حالت جری میں فتحہ تقدیری آئے گا۔

اَلْھُدٰی اسم مقصور ہے۔ اور غیر منصرف بھی نہیں اس لیے اس پر تینوں حالتوں میں اعراب تقدیری ہوگا۔ حالت رفع میں ضمہ تقدیری، نصب میں فتحہ تقدیری اور جر میں کسرہ تقدیری۔

سوال: کلمہ مقصورہ کا نقشہ بنائیں جس سے واضح ہو کہ یہاں کون سی قسم مراد ہے۔

جواب:
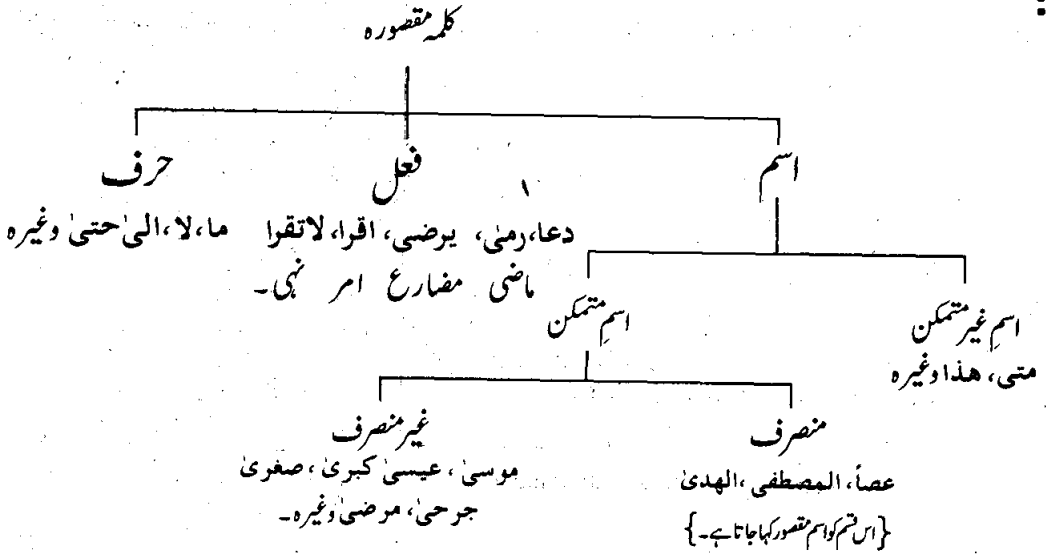
کلمہ مقصورہ
- اسم
  - اسمِ غیر متمکن: متی، ھذا وغیرہ
  - اسمِ متمکن
    - منصرف: عصاً، المصطفی، الھدیٰ {اس قسم کو اسم مقصور کہا جاتا ہے۔}
    - غیر منصرف: موسیٰ، عیسیٰ کبریٰ، صغریٰ جرحیٰ، مرضیٰ وغیرہ۔
- فعل: دعا، رمیٰ، یرضی، اقرا، لاتقرا — ماضی مضارع امر نہی۔
- حرف: ما، لا، الیٰ حتیٰ وغیرہ

سوال: مضاف الیٰ یاء المتکلم کے اندر تینوں حالتوں میں اعراب تقدیری کیوں ہے؟ بالخصوص مررت بغلامی کے اندر تو کسرہ لفظی موجود ہے پھر تقدیری کیوں مانا جاتا ہے؟

جواب: مضاف الیٰ یاء المتکلم کے اندر تینوں حالتوں میں اعراب تقدیری ہونے کی وجوہات یہ ہیں کہ جب کسی اسم کو یاء المتکلم کی طرف مضاف کریں تو اس کا حالت رفع میں اعراب یوں ہوگا (سوائے اسم جمع مذکر سالم کے) مثلاً جَاءَنِیْ غُلَامُیْ اب یہاں غُلَامُیْ میں یہ شکل بنتی ہے ـُ یْ۔ اس کا حکم یہ ہے کہ ضمہ کو کسرہ سے بدل دیا جائے اس لیے ہم نے ضمہ کو کسرہ سے بدل دیا تو غُلَامُیْ سے غُلَامِیْ بن گیا لیکن میم محل اعراب چلا اٹھی کہ میرا ضمہ۔ ہم نے میم سے کہا کہ صبر کرو۔ ہم مان لیتے ہیں کہ تجھ پر ضمہ ہے لیکن لکھیں گے نہیں۔ میم اس پر راضی ہوگئی۔ اس کے بعد سے جب بھی

حالت رفع (مضاف الیٰ یاء المتکلم کی) آتی ہے تو ہم ضمہ مقدر مانتے ہیں کہ اصل میں ضمہ ہی ہے مگر چھپا ہوا یعنی ضمہ تقدیری۔ کسرہ ظاہری تو یاء اپنے ساتھ لائی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ یاء نے اپنا کسرہ لایا تو ضمہ کو مقدرہ کر دیا اسی لیے ہم کسرہ کے ہوتے ہوئے بھی ضمہ مقدرہ مانتے ہیں (حالت رفع میں)

مضاف الیٰ یاء المتکلم (سوائے جمع مذکر سالم کے) جب نصبی حالت میں ہو تو یوں اعراب ہوتا ہے رَاَیْتُ غُلَامِیْ شکل یہ بنتی ہے (ـَ یْ) ۔ اس کا حکم بھی یہ ہے کہ یاء کی مناسبت سے کسرہ دیا جائے۔ جب ہم نے یاء سے پہلے کسرہ دیا تو یہ حالت بنی رَاَیْتُ غُلَامِیْ مگر میم جو یہاں محل اعراب ہے' چلا اٹھی کہ میرا فتحہ۔ ہم نے اسے بھی راضی کر دیا کہ ہم تجھ پر فتحہ ہی مانتے ہیں مگر لکھیں گے نہیں۔ یعنی یاء کے کسرہ نے میم کے فتحہ کو چھپا دیا اور کسرہ خود ظاہر ہو گیا لیکن اصل کے اعتبار سے ہم فتحہ ہی مانتے ہیں۔ چونکہ یہ ظاہر نہیں ہوتا اس لیے اسے مقدرہ کہتے ہیں یعنی حالت نصبی میں مضاف الیٰ یاء المتکلم کا اعراب فتحہ مقدرہ ہوتا ہے۔

حالت جری مثلاً مَرَرْتُ بِغُلَامِیْ میں شکل یہ بنتی ہے (ـِ یْ) ۔ اس کا حکم یہ ہے کہ برقرار ہو۔ مگر یہاں یاء متکلم پکار اٹھی کہ میں اپنا کسرہ لوں گی' یہ تو جار کا کسرہ ہے۔ اس کی مثال یوں ہے جیسے ایک گھر میں جب نئی دلہن آتی ہے تو اس کے ساتھ اس کا سازوسامان (جہیز) بھی آتا ہے۔ اگرچہ گھر میں پہلے سے سامان موجود ہوتا ہے لیکن دلہن کہتی ہے کہ نہیں' میرا سامان اس کمرے میں لگا ہو۔ اگرچہ اس کمرے میں پہلے سے سامان موجود ہے لیکن اس نے ضد نہ چھوڑی اور پہلا سامان نکلوا کر اپنا ہی سامان رکھوایا۔ اسی طرح بغلامی کی یاء المتکلم ضد کر بیٹھی کہ نہیں میں تو اپنا کسرہ لوں گی۔ آخر مجبور ہو کر اسے اس کا اپنا کسرہ دینا پڑا۔ اس کے کسرہ نے آتے ہی جار کے کسرہ کو چھپا دیا۔ جار کے باعث جو کسرہ تھا' اس نے کہا کہ میں کیوں اپنی جگہ چھوڑوں' میں تو یہیں رہوں گا۔ ہم نے کہا چلو ہم تم یہیں مانتے ہیں مگر تجھے لکھیں گے نہیں۔ اس طرح یاء المتکلم نے اعراب کے ضمہ' فتحہ اور کسرہ کو مقدرہ کر دیا اور اپنا کسرہ سامنے لے آئی۔

سوال: کیا اسم مقصور میں محل اعراب ہمیشہ برقرار رہتا ہے؟

جواب: اسم مقصور میں محل اعراب ہمیشہ یکساں رہتا ہے البتہ کبھی حذف ہو جاتا ہے مثلاً جَاءَ ھُدًی' رَاَیْتُ ھُدًی' مَرَرْتُ بِھُدًی ۔ تینوں حالتوں میں محل اعراب وہ الف ہے جسے التقاء ساکنین سے گرا دیا ہے۔

سوال: مندرجہ ذیل خط کشیدہ الفاظ کی لمبی ترکیب کریں۔

هذا هدى ' اولئک علی هدى ' الی الهدى ' ان هدى الله هو الهدى ' ان الهدى هدى

اللہ ، اذقال موسی لفتاہ ، اضرب بعصاک۔

جواب : ۱۔ ھٰذا ھُدًی : ھُدًی مرفوع ہے کیونکہ خبر ہے۔ علامت رفع ضمہ مقدرہ ہے کیونکہ اسم مقصور ہے اور ضمہ اس الف پر تھا جسے التقاء ساکنین سے گرا دیا ہے۔

۲۔ اولٰئک علٰی ھُدًی : ھدی مجرور ہے کیونکہ حرف جر کے بعد ہے۔ علامت جر کسرہ مقدرہ ہے کیونکہ اسم مقصور ہے اور کسرہ اس الف پر تھا جسے التقاء ساکنین سے گرا دیا ہے۔

۳۔ اِلَی الْھُدٰی : الھدی مجرور ہے کیونکہ حرف جر کے بعد ہے۔ علامت جر کسرہ مقدرہ ہے کیونکہ اسم مقصور ہے۔ علامت کسرہ اس الف پر تھی جسے التقاء ساکنین سے گرا دیا ہے۔

۴۔ اِنَّ ھُدَی اللّٰہِ ھُوَ الْھُدٰی : ھدی منصوب ہے کیونکہ ان کا اسم ہے۔ علامت نصب فتحہ مقدرہ ہے کیونکہ اسم مقصور ہے اور فتحہ اس الف پر تھا جسے التقائے ساکنین سے گرا دیا گیا ہے۔

ھو الھدی : ھدی مرفوع ہے کیونکہ ان کی خبر ہے۔ علامت رفع ضمہ مقدرہ ہے کیونکہ اسم مقصور ہے۔

۵۔ اِنَّ الْھُدٰی ھُدَی اللّٰہِ : الھدی منصوب ہے کیونکہ ان کا اسم ہے۔ علامت نصب فتحہ مقدرہ ہے کیونکہ اسم مقصور ہے۔

ھد ی اللہ : ھد ی مرفوع ہے کیونکہ ان کی خبر ہے۔ علامت رفع ضمہ مقدرہ ہے کیونکہ اسم مقصور ہے۔ اور علامت ضمہ اس الف پر تھا جسے التقاء ساکنین سے گرا دیا ہے۔

۶۔ اِذْ قَالَ مُوْسٰی لِفَتَاہُ : لفتاہ میں فتی مجرور ہے کیونکہ حرف جر کے بعد ہے۔ علامت جر کسرہ مقدرہ ہے کیونکہ اسم مقصور ہے اور کسرہ اس الف پر تھا جو اس کے آخر میں ہے۔ چونکہ الف پر حرکت پڑھی نہیں جاتی اس لیے کسرہ مقدرہ ہوا۔

۷۔ اِضْرِبْ بِعَصَاکَ : عصا مجرور ہے کیونکہ حرف جر کے بعد ہے۔ علامت جر کسرہ مقدرہ ہے کیونکہ اسم مقصور ہے۔ کسرہ عصا کے الف پر تھا لیکن چونکہ الف حرکت کو قبول نہیں کرتا اس لیے کسرہ تقدیری ہوا۔

سوال : اعراب کی آٹھویں قسم کیا ہے اور کس کے ساتھ پائی جاتی ہے۔ نیز یہ بتائیں کہ ایک حالت میں لفظی اور دو حالتوں میں تقدیری کیوں ہے؟

جواب : القسم الثامن لاعراب الاسم ان یکون الرفع بتقدیر الضمة والجر بتقدیر الکسرة والنصب بالفتحة لفظا ویختص بالمنقوص وھو ما فی آخرہ یاء ماقبلھا مکسور کالقاضی تقول جاء نی القاضی ورایت القاضی ومررت بالقاضی ۔ ترجمہ : اسم کے اعراب کی آٹھویں قسم یہ کہ رفع ہو ضمہ مقدرہ کے ساتھ، اور جر ہو کسرہ مقدرہ کے ساتھ اور نصب ہو فتحہ

لفظی کے ساتھ۔ اور خاص ہے یہ اسم منقوص کے ساتھ۔ اور اسم منقوص وہ اسم ہے کہ اس کے آخر میں یاء ہو اور اس سے پہلے کسرہ ہو جیسے القاضی تو کہے جاءنی القاضی (حالت رفعی) رایت القاضی (حالت نصبی) مررت بالقاضی (حالت جری)

اسم منقوص کے ایک حالت میں لفظی اور دو حالتوں میں اعراب تقدیری ہونے کی وجہ ان مثالوں سے واضح ہوگی۔ حالت رفعی میں اسم منقوص کی مثال جاءنی القاضیُ یہاں القاضی کے آخر کی شکل اس طرح ہے (ـِ یُ) (یا مضموم ماقبل مکسور) اس شکل کا حکم یہ ہے کہ یاء کو ساکن کر دیا جائے۔ اس قاعدے کی رو سے یاء کو ساکن کرتے ہیں تو اَلْقَاضِیْ بن جاتا ہے۔ اب یاء کا اصرار ہے کہ میرا ضمہ مجھے دیجئے تو ہم نے ضمہ لکھنے کے بجائے مان لیا کہ یاء پر ضمہ ہے۔ اب جب بھی اسم منقوص میں حالت رفع ہو تو ہم اس کے ضمہ کو مان لیتے ہیں مگر لکھتے نہیں یعنی اصل میں ضمہ ہے لیکن لکھا نہیں گیا۔ اسی ضمہ کو ضمہ مقدرہ کہہ دیا۔

حالت نصبی میں اسم منقوص کی شکل اس طرح آتی ہے مثلاً'' رایت القاضِیَ شکل (ـِ یَ) (یا مفتوح ماقبل مکسور) اس کا حکم یہ ہے کہ یاء کے فتحہ کو برقرار رکھا جائے اس لیے ہم اس کے ساتھ چھیڑ چھاڑ نہیں کرتے اور اسے اپنی اصلی حالت پر ہی چھوڑتے ہیں۔ اس وجہ سے اسے فتحہ لفظی کہہ دیا۔ یعنی جو فتحہ ظاہراً'' دکھائی دے رہا ہے' یہی اس کا اعراب ہے۔

حالت جری میں اسم منقوص کے اعراب کی شکل یوں بنتی ہے۔ مررت بالقاضِیِ ـِ یِ) (یاء مکسور ماقبل مکسور)

اس شکل کا حکم بھی یاء کو ساکن کرنا ہے۔ اس قانون کی رو سے ہم یاء کو ساکن کر دیتے ہیں تو یہ شکل بن جاتی ہے۔ (ـِ یْ) ۔ جب اس شکل کے حکم کو دیکھا تو برقرار رکھنے کو کہا جاتا ہے۔ اب یاء کہتی ہے کہ میرا کسرہ مجھے دیجئے تو ہم نے اس سے کہا کہ ہم مانتے ہیں کہ تجھ پر کسرہ ہے لیکن مجبوری کی وجہ سے نہ پڑھ سکتے ہیں نہ لکھ سکتے ہیں۔ یاء کسرہ کے مقدر کرنے پر راضی ہو گئی۔ اس وجہ سے جب بھی اسم منقوص میں حالت جری آتی ہے تو کسرہ مانتے ہیں لیکن لکھتے نہیں ہیں۔ اسی کسرہ کو کسرہ مقدرہ کا نام دے دیا اور یوں کہا کہ حالت جری میں اسم منقوص کا اعراب کسرہ مقدرہ ہوتا ہے۔

سوال : کیا محل اعراب کا پایا جانا اسم منقوص میں ضروری ہے یا کبھی حذف بھی ہو سکتا ہے؟ مثال دے کر واضح کریں۔

جواب : اسم منقوص میں عام طور پر محل اعراب پایا جاتا ہے مگر کبھی کبھی حذف بھی ہو جاتا ہے۔ ایسی مثالیں جن میں محل اعراب پایا جاتا ہے: جاءنی القاضِیُ' رایت القاضِیَ' ومررت بالقاضِیِ اور ایسی مثالیں جس میں اسم منقوص کا محل اعراب حذف ہے: یَوْمَ یَدْعُ الدَّاعِ ۔ الداعِ اصل میں

الداعِوُ تھا۔ آخر میں ہے (ـِ وُ) (واؤ مضموم ماقبل مکسور) اسکان کیا تو الداعِوْ ہوا۔ اب شکل یہ ہے (ـِ وْ) اس کا حکم ہے بدل از یاء۔ اس کے تحت یوں ہوا الداعِیْ جب جملہ میں استعمال کیا تو (یوم یدع الداع) یاء گرا دیا جو محل اعراب ہے۔ اسی طرح مُهْطِعِیْنَ اِلَی الداع میں بھی محل اعراب گرایا ہوا ہے کیونکہ یا ساکن ماقبل مکسور کو تخفیف کی غرض سے آخر سے گرادینا کلام عرب میں شائع ذائع ہے۔ اسی طرح جاء نی رَامٍ اور مررت بِرَامٍ کے اندر بھی محل اعراب گرا ہوا ہے۔ ان کی اصل رامی اور رامی تھی۔ التقاء ساکنین کے سبب محل اعراب گر گیا جیسے رَامِیٌ میں تنوین کو الگ لکھنے سے رَامِیُ نْ ہوا۔ ـِ یُ میں یاء کو ساکن کرنے کا حکم ہے۔ یاء کو ساکن کیا تو اس طرح ہوا رَامِیْ نْ۔ اب دو سکان اکٹھے ہو گئے' پہلا مدہ ہے جسے التقاء ساکنین سے گرا دیا تو لفظ یوں بنا رَامِنْ تنوین کو اصلی شکل میں لکھنے سے رَامٍ ہو گیا۔ اب رَامٍ کی ترکیب یوں کریں گے: رَام مرفوع ہے کیونکہ فاعل ہے۔ علامت رفع ضمہ مقدرہ ہے کیونکہ اسم منقوص ہے اور وہ ضمہ اس پر یاء پر تھا جسے التقاء ساکنین سے گرا دیا۔

سوال: اسم منقوص کے لیے یاء ماقبل مکسور کی شرط کیوں ذکر کی گئی حالانکہ آخر میں واؤ بھی ہو سکتی ہے نیز آخر سے پہلے فتحہ' ضمہ اور سکون بھی ہوتا ہے۔ تو یہ صورتیں کدھر جائیں گی؟

جواب: اسم منقوص کے لیے یاء ماقبل مکسور کی شرط اس لیے لگائی گئی ہے کہ

اگر آخر میں واؤ متحرک ماقبل مکسور آئے تو شکل یہ بنے گی (ـِ وُ)' اب اگر (ـِ وُ)(واؤ مضموم ماقبل مکسور یا مکسور ماقبل مکسور) واقع ہو تو واؤ کو صرفی قانون کے مطابق ساکن کریں گے اور یہ شکل بن جائے گی (ـِ وْ) (واؤ ساکن ماقبل مکسور) اب اس کا حکم دیکھا تو واؤ کو یاء سے بدلنا پڑا۔ اس طرح یہ شکل بن گئی (ـِ یْ) (یا ساکن ماقبل مکسور) اب پھر اس شکل کا حکم دیکھا تو برقرار رکھنا تھا' اس طرح اسے برقرار رکھا۔

جبکہ (ـِ وَ) (واؤ مفتوح ماقبل مکسور) کا حکم واؤ کو یاء سے بدلنا ہے۔ واؤ کو یاء سے بدلا تو یہ شکل حاصل ہوئی (ـِ یَ) (یا مفتوح ماقبل مکسور) اب پھر اس کا حکم دیکھا تو برقرار رکھنا ہے لہٰذا اسے برقرار رکھا۔

اس سے معلوم ہوا کہ اگر آخر میں کسرہ کے بعد واؤ ہو تو وہ بھی یاء سے بدل جائے گی اور یاء ماقبل مکسور میں اسم منقوص کا اعراب پایا جاتا ہے۔ اسی لیے اسم منقوص میں یاء ماقبل مکسور کی شرط لگائی گئی ہے۔

اور اگر آخری حرف یاء سے پہلے فتحہ ہو تو یہ شکل بنے گی (ـَ یُ) (یا متحرک ماقبل مفتوح) اس شکل کا حکم یاء کو الف سے بدلنا ہے قانون چلانے کے بعد آخر میں (ـَ ا) (الف ماقبل مفتوح) اب یہ

اسم مقصور بن جائے گا۔ اسی وجہ سے اسم منقوص کے لیے یاء سے پہلے کسرہ کی شرط لگائی گئی ہے۔

اگر یاء سے قبل ضمہ ہو تو یہ شکل بنے گی (ـُ يُ) (یا متحرک ماقبل مضموم) اس صورت میں حکم یہ ہے کہ یاء سے ماقبل کے ضمہ کو کسرہ سے بدلیں گی اور شکل یہ بنے گی (ـِ يُ) (یا متحرک ماقبل مکسور) یعنی یہ صورت تین شکلوں کا مجموعہ ہے یا مضموم ماقبل مکسور، یا مکسور ماقبل مکسور، یا مفتوح ماقبل مکسور اب (ـِ يُ) (یاء مضموم یا مکسور ماقبل مکسور) کی صورت میں یاء کو ساکن کریں گے تو یہ شکل بنے گی (ـِ يْ) (یا ساکن ماقبل مکسور) کا حکم برقرار رکھنا ہے۔ اسی طرح (ـِ يَ) (یا مفتوح ماقبل مکسور) قانون کے مطابق برقرار رہے گی۔

اس سے معلوم ہوا کہ اگر اسم ناقص میں یاء سے ماقبل ضمہ ہو تو اس کو کسرہ سے بدلیں گے۔ جب کسرہ سے بدلا تو پھر یہ شکلیں تبدیل ہو کر وہ لفظ اسم منقوص میں داخل ہو جاتا ہے۔ اگر یاء سے ماقبل ساکن ہو تو یہ شکل بنے گی (ـْ يُ) (یا متحرک ماقبل ساکن) اور یہ شکل جاری مجریٰ صحیح میں داخل ہو جائے گی۔

فائدہ: اگر اسم کے آخر میں ہمزہ کو جوازاً حرف علت سے بدلا جائے تو وہ صحیح ہی مانا جائے گا جیسے کُفُوًا، هُزُوًا کہ اصل میں كُفُؤًا، هُزُؤًا تھا اور قَارِيًا کہ اصل میں قَارِئًا تھا۔

سوال: اعراب کی نویں قسم کیا ہے اور وہ کس کے ساتھ خاص ہے؟

جواب: القسم التاسع لاعراب الاسم ان يكون الرفع بتقدير الواو والنصب والجر بالياء لفظا ويختص بجمع المذكر السالم مضافا الى ياء المتكلم تقول :جاء نی مسلمی - تقديره مسلموی اجتمعت الواو والياء والاولى منهما ساكنة فقلبت الواو ياءا وادغمت الياء فی الياء وابدلت الضمة بالكسرة لمناسبة الياء فصار مسلمی ، ورايت مسلمی ، ومررت بمسلمی

اسم کے اعراب کی نویں قسم یہ ہے کہ رفع ہو ساتھ واؤ مقدرہ کے، نصب اور جر ہو ساتھ یاء لفظی کے۔ اور خاص ہے یہ جمع مذکر سالم کے ساتھ جب مضاف ہو یاء متکلم کی طرف۔ تو کہے جاءنی مسلمی - مسلمی کی اصل مسلموی تھی۔ واؤ اور یاء ایک جگہ جمع ہو گئیں اور ان میں سے پہلی ساکن ہے۔ پس واؤ کو یاء سے بدل دیا اور یاء کا یاء میں ادغام کر دیا اور ضمہ کو کسرہ سے بدل دیا یاء کی مناسبت سے تو بن گیا مسلمی (تو جاءنی مسلمی حالت رفع واؤ مقدرہ کے ساتھ ہے)

ورایت مسلمی (حالت نصب یاء لفظی کے ساتھ مسلمیی سے ادغام کے بعد مسلمی ہوا)

ومررت بمسلمی (حالت جر یاء لفظی کے ساتھ مسلمیی یاء کو یاء میں ادغام کرنے سے مسلمی ہوا)

سوال: خط کشیدہ الفاظ کی لمبی ترکیب کریں

كل من عليها فان ' يوم يدع الداع ' دعوة الداع ' ما انتم بمصرخي ' او مخرجي هم ' ان الله مبتليكم بنهر ' امراة العزيز تراود فتاها ' هذا عذابي -

جواب : كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ : فان مرفوع ہے کیونکہ خبر ہے۔ علامت رفع ضمہ مقدرہ ہے کیونکہ اسم منقوص ہے اور ضمہ اس یاء پر تھا جسے التقاء ساکنین سے گرا دیا۔

يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ : الداع مرفوع ہے کیونکہ فاعل ہے۔ علامت رفع ضمہ مقدرہ ہے کیونکہ اسم منقوص ہے۔ ضمہ اس یاء پر تھا جسے محض تخفیف کے لیے آخر سے حذف کیا گیا۔

دَعْوَةَ الدَّاعِ : الداع مجرور ہے کیونکہ مضاف الیہ ہے۔ علامت جر کسرہ مقدرہ ہے کیونکہ اسم منقوص ہے۔ اور کسرہ اس یاء پر تھا جسے تخفیف کے لیے آخر سے حذف کر دیا گیا۔

مَا اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ : مصرخي منصوب ہے کیونکہ ما مشابہ بلیس کی خبر ہے۔ بظاہر مجرور ہے کیونکہ با زائدہ اس پر داخل ہے۔ علامت نصب یا لفظی ہے کیونکہ جمع مذکر سالم مضاف الی یاء المتکلم ہے۔

اَوْ مُخْرِجِيَّ هُمْ : مخرجيّ کی اصل مُخْرِجُوْيَ ہے۔ واؤ کو یاء سے بدل کر یاء میں ادغام کر دیا اور ماقبل کے ضمہ کو کسرہ سے بدلا۔ مخرجي ہو گیا۔

اِنَّ اللّٰهَ مُبْتَلِيْكُمْ بِنَهَرٍ : مبتلیٰ مرفوع ہے کیونکہ ان کی خبر ہے۔ علامت رفع ضمہ مقدرہ ہے کیونکہ اسم منقوص ہے۔

اِمْرَاَةُ الْعَزِيْزِ تُرَاوِدُ فَتَاهَا : فتیٰ منصوب ہے کیونکہ مفعول بہ ہے۔ علامت نصب فتحہ مقدرہ ہے کیونکہ اسم مقصور ہے۔ اور ضمہ اس الف پر تھا جو اس کے آخر میں ہے مگر الف حرکت کو قبول نہیں کرتا اس لیے ضمہ مقدرہ ٹھہرا۔

هٰذَا عَذَابِيْ : عَذَابِ مرفوع ہے کیونکہ خبر ہے۔ علامت رفع ضمہ مقدرہ ہے کیونکہ مضاف الیٰ یاء المتکلم ہے۔

سوال: مندرجہ ذیل کے بارے میں بتائیے کہ وہ اسم کی کس قسم میں داخل ہیں؟

رام ' رميا ' راميان ' رامون ' رامين ' راميات ' رامية ' ارمى (تفضيل)' اب ' ابوان ' ابون ' ابين ' آباء ' اخوة ' اخى ' مصطفى۔

جواب: رَام اسم منقوص ۔ حالت رفعی یا جری میں ہے۔

رَمْيًا جاری مجریٰ صحیح حالت نصبی میں ۔رَامِيَانِ مثنی حالت رفع ۔رَامُوْنَ جمع مذکر سالم ۔ حالت رفع میں ۔رَامِيْنَ جمع مذکر سالم ۔ حالت نصبی و جری میں ۔رَامِيَاتٌ جمع مونث سالم ۔ حالت رفعی میں ۔ رَامِيَةٌ اسم مفرد منصرف صحیح ۔ حالت رفعی میں ۔اَرْمیٰ غیر منصرف ۔اَبٌ اسم مفرد منصرف صحیح حالت

رفعی میں ۔اَبَوَانِ مثنی ۔ حالت رفع میں ۔اَبُوْنَ جمع مذکر سالم ۔ حالت رفع میں ۔اَبِیْنَ جمع مذکر سالم ۔ حالت نصبی وجری میں ۔ آبَاءٌ جمع مکسر منصرف ۔ حالت رفعی میں ۔اِخْوَةٌ جمع مکسر منصرف ۔ حالت رفعی میں ۔اُخَیٌّ جاری مجریٰ صحیح ۔ حالت رفعی میں ۔مُصْطَفًی اسم مقصور ۔

سوال: اعراب اسم کی اقسام تسعه کا نقشہ مع مقام و امثلہ تحریر کریں ۔

جواب:

نمبرشمار	اعراب	مقام	مثال
1	[ـُ ، ـَ ، ـِ]	اسم مفرد منصرف صحیح، جاری مجریٰ صحیح جمع مکسر منصرف	ھذازید، رأیت زیداً، مررت بزید ھذا دلوٌ ، ھؤلاء رجالٌ
2	[ـُ ، ـِ ، ـِ]	جمع مونث سالم	ھن مسلماتٌ، رأیت مسلماتٍ
3	[ـُ ، ـَ ، ـَ]	غیرمنصرف	جاء احمدُ ، مررت باحمدَ
4	[ـُ وْ، ـَ ا ، ـِ یْ]	اسمائے ستة مکبرہ موحدہ مضافة الی غیر یاء المتکلم	قال ابو ھم ، مررت بابیْ حامدٍ
5	[ـَ ا ، ـَ یْ ، ـَ یْ]	مثنی کلا کلتا، اثنان واثنتان	جاء رجلانِ کلاھما ، جاء رجلانِ اثْنانِ
6	[ـُ وْ ، ـِ یْ ، ـِ یْ]	جمع مذکر سالم، اولو اورعشرون مع اخواتھا،	جاء مسلمونَ، جاءاولُوعلم، جاءعشرونَ طالباً
7	[ـ ، ـ ، ـ]	اسم مقصور، مضاف الیٰ یاء المتکلم غیرجمع مذکر سالم	ھذہٖ عصاً، ھذا غُلامِیْ
8	[ـ ، ـَ ، ـ]	اسم منقوص	جاء القاضِیْ ، رأیت القاضِیَ. مررت بالقاضِیْ
9	[ـُ یْ ، ـِ یْ ، ـِ یْ]	جمع مذکر سالم مضاف الیٰ یاء المتکلم.	جاءَ مسلمِیَّ، رأیت مُسْلِمِیَّ، مررت بِمُسْلِمِیَّ

(فائدہ) اعراب لفظی کیلئے حرکات کو واضح کیا ہے اور حرکات تقدیریہ کیلئے نقطوں کو جوڑا ہے ۔ اسی طرح آخری اعزاب میں واوَ ماقبل مضموم کو نقطوں سے اور یا ماقبل مکسور کو ظاہر کر کے لکھا ہے تا کہ اصلی اور ظاہری دونوں حالتیں واضح نظر آئیں ۔
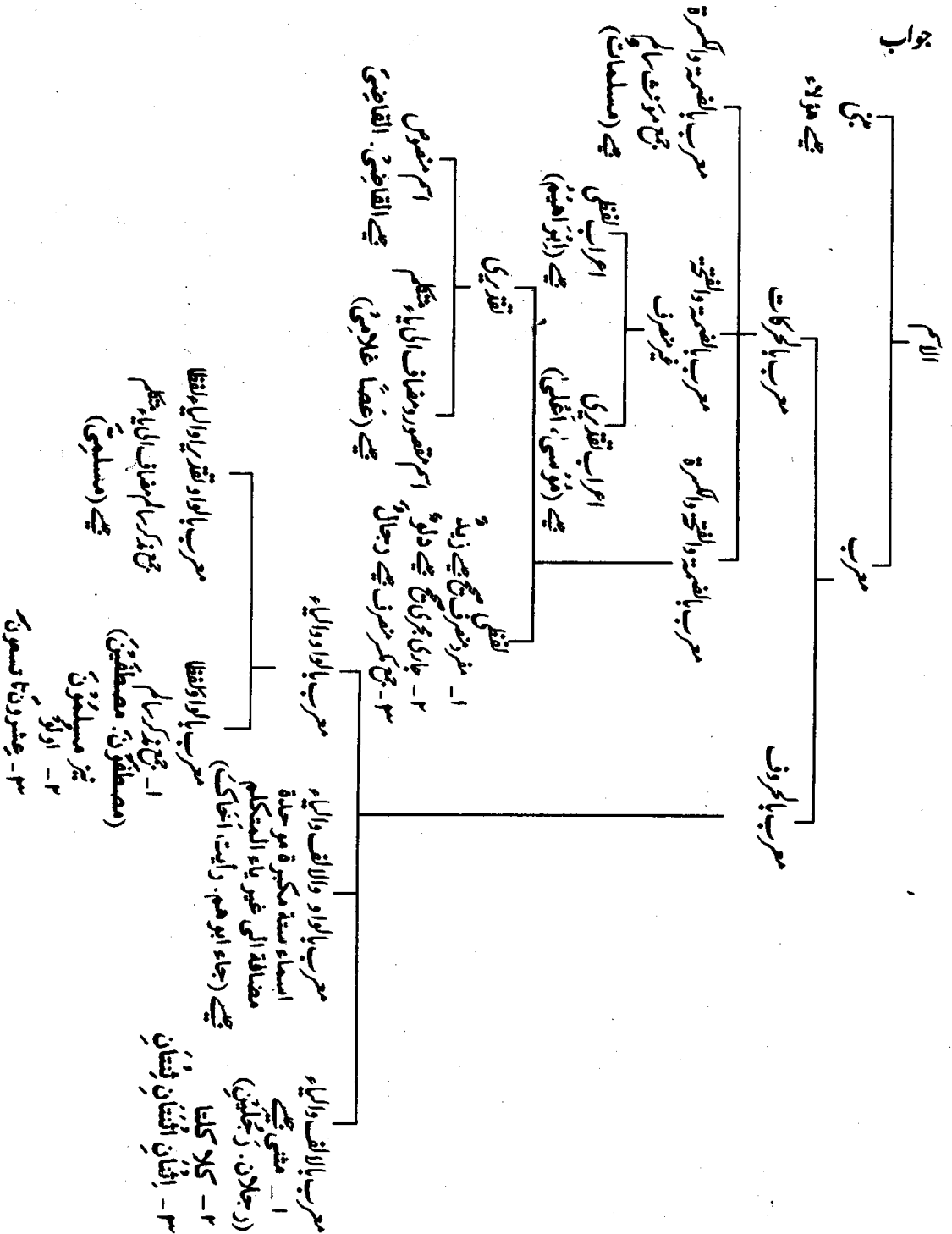
سوال: اسم کی دو قسمیں معرب اور مبنی نیز اقسام معرب کا نقشہ پیش کریں اور مثالیں ذکر کریں۔

جواب

سوال: اعراب کے تقدیری ہونے کی صورتیں مع امثلہ تحریر کریں۔ نیز مندرجہ ذیل کی ترکیب کریں۔ خط کشیدہ کی لمبی ترکیب کریں۔
ما جاءنا من بشیر ' هل تری فی خلق الرحمٰن من تفوت ' رب عالم یعمل بعلمه ' وما یعلمان من احد۔

جواب: اعراب کے تقدیری ہونے کی صورتیں:

۱۔ الف پر اعراب تقدیری ہوتا ہے کیونکہ اس پر حرکت پڑھنا ممکن نہیں جیسے جَاءَ الْفَتٰی ' رَاَیْتُ عَصًا۔

۲۔ یاء پر ضمہ کو ثقیل مانتے ہیں' اسی طرح کسرہ کو بھی۔ اسے صرفی قاعدے کی رو سے گرا دیتے ہیں تو اعراب تقدیری ہو جاتا ہے جیسے اَلْقَاضِیْ۔

۳۔ واؤ کو یاء سے بدل کر ادغام کرنے سے جیسے مُسْلِمُوْیَ سے مُسْلِمِیَّ۔

۴۔ جاء المصطَفَوْنَ' رایت المصطفَیْنَ وغیرہ میں اگرچہ واؤ یاء موجود ہے لیکن جس حرف پر اعراب (ضمہ' کسرہ) ہے وہ حرف محذوف ہے۔ اصل میں جاء المصطَفَوُوْنَ اور رایت المصطفَوِیْنَ تھا۔ پھر واؤ کو یاء سے اور یاء کو الف سے بدل کر التقاء ساکنین سے گرا دیا تو المصطفَوْنَ اور المصطفَیْنَ رہ گیا۔

۵۔ کبھی التقاء ساکنین کی وجہ سے حرفی اعراب گر جاتا ہے جیسے جاء اَخُو الرَّجُلِ' رایت اَخَا الرجلِ یہاں اخو کی واؤ اور الرجل کی راء ساکن ہے۔ جب واؤ سے پہلے والی حرکت سے راء کو ملا کر پڑھا تو واؤ گر گئی جو رفعی حالت میں حرفی اعراب تھا۔ اسی طرح اَخَا الرجلِ میں الف نصبی حالت کا اعراب ہے' وہ بھی گر جاتا ہے۔ دونوں اسمائے ستہ مکبرہ سے ہیں۔

۶۔ اگر اسم پر حرف جر زائد یا شبیہ بالزائد لگا ہو تو اعراب تقدیری مانتے ہیں کیونکہ حرف جر کی وجہ سے علامت جر ظاہر ہوتی ہے حالانکہ وہ لفظ حقیقۃً مجرور نہیں ہوتا جیسے مَا جَاءَنَا مِنْ بَشِیْرٍ ' هَلْ تَرٰی فِیْ خَلْقِ الرحمٰنِ مِنْ تفوتٍ بلکہ اس وقت ضمیر رفع یا ضمیر نصب کو بصورت ضمیر جر ظاہر کیا جاتا ہے جیسے وَکَفٰی بِنَا حَاسِبِیْنَ۔

۷۔ اعراب حکائی کو ظاہر کرنے کے لیے اعراب تقدیری ہو جاتا ہے جیسے وَاَرْبَعُ فِیْ مَرَرْتُ بِنِسْوَۃٍ اَرْبَعٍ مُنْصَرِفٌ۔ اس جملے میں پہلا اَرْبَع مبتدا مرفوع ہے لیکن اس کا اعراب اس لیے ظاہر نہیں ہو رہا کہ اگلے جملے میں جو لفظ اَرْبَع واقع ہوا ہے' یہ اس سے حکایت ہے تو اس کے بارے میں یوں کہیں گے کہ اَرْبَع مرفوع ہے کیونکہ مبتدا ہے۔ علامت رفع ضمہ ہے اور یہ اس لیے ظاہر نہیں ہوا کہ اس پر اعراب حکائی ہے تو اس پر اعراب حکائی کی وجہ سے کسرہ آیا ہوا ہے۔

ما جاءنا من بشیر : ما نافیہ۔ جاء فعل۔ نا ضمیر منصوب متصل مفعول بہ۔ من زائدہ۔ بشیر فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

لمبی ترکیب: بشیرٍ مرفوع ہے کیونکہ فاعل ہے۔ علامت رفع ضمہ تقدیری ہے کیونکہ اسم مفرد منصرف صحیح ہے اور وہ ضمہ اس لیے ظاہر نہیں ہوا کہ آخر میں مِنْ زائدہ کی وجہ سے کسرہ آیا ہوا ہے۔

ما تری فی خلق الرحمن من تفاوت : ما نافیہ۔ تری فعل۔ اس میں انت ضمیر مرفوع متصل فاعل۔ فی حرف جر۔ خلق مضاف۔ الرحمن مضاف الیہ۔ مضاف' مضاف الیہ مل کر مجرور۔ جار مجرور مل کر متعلق فعل تری کے۔ من زائدہ۔ تفاوت مفعول بہ۔ فعل' فاعل' مفعول بہ اور متعلق مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

تفاوتٍ منصوب ہے کیونکہ مفعول بہ ہے۔ علامت نصب فتحہ ہے کیونکہ اسم مفرد منصرف صحیح ہے اور فتحہ اس لیے ظاہر نہیں ہوا کہ اس سے پہلے مِنْ زائدہ لگا ہوا ہے جس کے باعث کسرہ آیا ہوا ہے۔

رُبَّ عَالِمٍ یَعْمَلُ بِعِلْمِہٖ : رُبَّ حرف جر شبیہ بالزائد۔ عالمٍ مبتدا۔ یعمل فعل۔ ھو اس میں فاعل۔ با حرف جر۔ علم مضاف۔ ھاء ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ۔ مضاف' مضاف الیہ مل کر مجرور۔ جار مجرور مل کر متعلق یعمل فعل کے۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر خبر۔ مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

عَالِمٍ مرفوع ہے کیونکہ مبتدا ہے۔ علامت رفع ضمہ تقدیری ہے کیونکہ اسم مفرد منصرف صحیح ہے اور ضمہ اس لیے ظاہر نہیں ہوا کہ رُبَّ زائدہ کی وجہ سے کسرہ آیا ہوا ہے۔

وَمَا یُعَلِّمَانِ مِنْ اَحَدٍ : واؤ حرف عطف۔ ما نافیہ۔ یعلم فعل۔ الف للاثنین فاعل۔ من زائدہ۔ اَحَدٍ مفعول بہ۔ فعل' فاعل اور مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

اَحَدٍ منصوب ہے اس لیے کہ مفعول بہ ہے۔ علامت نصب فتحہ مقدرہ ہے کیونکہ اسم مفرد منصرف صحیح ہے اور فتحہ اس لیے ظاہر نہیں ہوا کہ مِنْ زائدہ کی وجہ سے کسرہ آگیا ہے۔

سوال : کیا مضاف الی یاء المتکلم میں ہمیشہ اعراب تقدیری ہوگا؟

جواب : جمع مذکر سالم کے علاوہ عموماً" جو اسم بھی مضاف الی یاء المتکلم ہوگا' اس کا اعراب تینوں حالتوں میں تقدیری ہوگا۔ حالت رفعی میں ضمہ تقدیری جیسے جاء ابی ۔ حالت نصبی میں فتحہ تقدیری جیسے رایت ابی ۔ حالت جری میں کسرہ تقدیری ہوگا جیسے مررت بابی ۔ بابی میں اگرچہ یاء سے پہلے حرف جر کی وجہ سے کسرہ آیا لیکن یاء نے اسے برداشت نہ کیا اور اسے اڑا دیا' اس کی جگہ اپنے کسرہ کو

لے آئی۔ اس طرح حالت جری میں بھی کسرہ کو تقدیری کر دیا۔ اس کی مزید بحث ان شاء اللہ مجرورات میں ہوگی۔

فصل الاسم المعرب على نوعين منصرف وهو ما ليس فيه سببان أو واحد يقوم مقامهما من الاسباب التسعة و يسمى الاسم المتمكن و حكمه ان لا يدخله الحركات الثلاث مع التنوين تقول جاء ني زيد و رأيت زيدا و مررت بزيد . و غير المنصرف وهو ما فيه سببان او واحد منها يقوم مقامهما والاسباب التسعة هي العدل و الوصف و التأنيث و المعرفة و العجمة و الجمع و التركيب و الالف و النون الزائدتان و وزن الفعل .

وحكمه ان لا يدخله الكسرة و التنوين و يكون في موضع الجر مفتوحا ابدا تقول جاء ني أحمد و رأيت أحمد و مررت بأحمد .

اما العدل فهو تغير اللفظ من صيغته الاصلية الى صيغة اخرى تحقيقا او تقديرا و لا يجتمع مع وزن الفعل اصلا و يجتمع مع العلمية كعمر و زفر و مع الوصف كثلاث و مثلث و اخر و جمع .

ترجمہ: فصل اسم معرب دو قسم پر ہے منصرف اور وہ وہ ہے جس میں نو اسباب میں سے دو سبب یا ایک ایسا سبب نہ ہو جو دو کے قائم مقام ہو جیسے زید اور اس کا نام اسم متمکن رکھا جاتا ہے اور اس کا حکم یہ ہے کہ اس پر تینوں حرکتیں تنوین سمیت داخل ہوجاتی ہیں تو کہے جاء نی زید و رایت زیدا و مررت بزید اور غیر منصرف اور وہ وہ ہے جس میں ان نو اسباب میں سے دو سبب ہوں یا ایک ہو جو دو کے قائم مقام ہو اور وہ نو اسباب یہ ہیں

عدل ' وصف ' تانیث ' معرفہ ' عجمہ جمع ' ترکیب ' الف نون زائدتان اور وزن فعل

اور اس کا حکم یہ ہے کہ اس پر کسرہ اور تنوین نہیں آتی اور وہ جر کی جگہ میں بھی ہمیشہ مفتوح ہوتا ہے۔ تو کہے جاءنی احمدُ ' رایت احمدَ ' مررت باحمدَ۔

پھر عدل تو وہ لفظ کا بدل جانا ہے اپنے اصلی صیغہ سے کسی دوسرے صیغہ کی طرف تحقیقا یا تقدیرا اور یہ وزن فعل کے ساتھ بالکل جمع نہیں ہوتا اور جمع ہو جاتا ہے علمیت کے ساتھ جیسے عمر اور زفر اور وصف کے ساتھ جیسے ثُلَاثُ ' مَثْلَثُ ' اُخَرُ اور جُمَعُ۔

سوالات

سوال : مصنف نے اسم معرب کی دو قسمیں بیان کی ہیں۔ منصرف اور غیر منصرف۔ آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہے؟ وضاحت کریں

سوال : منصرف کا کیا حکم ہے؟ نیز کیا منصرف پر ہر وقت کسرہ اور تنوین آئے گی نیز تنوین کے موانع بمع امثلہ تحریر کریں۔

سوال : غیر منصرف کی تعریف اور حکم بتائیں۔ نیز اسباب تسعة کے پائے جانے کی صورتوں کا نقشہ مع امثال بنائیں۔

سوال: عدل کا لفظی اور اصطلاحی معنی ذکر کریں۔

سوال: عدل متعدی ہے تو اس کی تفسیر لازم سے کیوں کی؟

سوال: صیغہ سے کیا مراد ہے؟

سوال: عدل کس کس سبب کے ساتھ جمع ہوتا ہے؟

سوال: عدل میں شکل تبدیل ہوتی ہے یا مادہ؟ وضاحت کریں۔

سوال: راع میں عدل ہے یا نہیں اور کیوں؟

سوال : سحر حالت نصبی میں سحر ہوتا ہے اور یہ ضرب ماضی کے وزن پر ہے۔ اس میں عدل اور وزن فعل جمع ہو گئے۔ جبکہ آپ نے کہا ہے کہ عدل اور وزن فعل ایک ساتھ نہیں ہو سکتے۔

سوال: عدل کے کل اوزان بمع امثلہ ذکر کریں۔

سوال: عمر کی اصل عامر اور زفر کی زافر کیوں مانی گئی؟ معمور وغیرہ کیوں نہیں مانی گئی؟

سوال: قثم (حضرت عباسؓ کے بیٹے کا نام) اور مثنی میں کون سے دو سبب پائے جاتے ہیں؟

سوال: ایس کی اصل یئس اور اشیاء کی اصل شیئاء مانتے ہیں۔ اس کو عدل کیوں نہ کہا؟

سوال: اخر کیا صیغہ ہے' اس کی اصل کیا ہے' اس کی گردان بھی لکھیں اور اس کے استعمال کی مثالیں قرآن پاک سے ذکر کریں۔

سوال: آخر' اواخر اور اخری بھی غیر منصرف ہیں۔ ان میں عدل کیوں نہ مانا؟

سوال : جمع کے غیر منصرف ہونے کے لیے دو سبب کون سے ہیں؟ جمع کے علاوہ اور کون سے لفظ ہیں جو اس طرح معدول مانے جاتے ہیں؟

سوال: جمع میں عدل کی کیا دلیل ہے؟

سوال: فعلاء صفتی اور فعلاء اسمی سے کیا مراد ہے؟ نیز ان دونوں کی گردانیں تحریر کریں۔

سوال: وزن فعل جب علم ہو تو اس کے غیر منصرف ہونے کا کیا ضابطہ ہے؟ نیز فعل کے وزن پر کون کون سے اعلام غیر منصرف ہیں؟

سوال: امس اور سحر منصرف ہیں یا غیر منصرف؟ وضاحت کریں۔

سوال: عدل اور وزن کس وزن پر آتے ہیں؟ مع مثال ذکر کرو۔

حل سوالات

سوال: مصنف نے اسم معرب کی دو قسمیں بیان کی ہیں۔ منصرف اور غیر منصرف۔ آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہے؟ وضاحت کریں

جواب: مصنف نے اسم معرب کی براہ راست دو قسمیں بیان کی ہیں منصرف اور غیر منصرف حالانکہ اعراب کے لحاظ سے اسم کی دو قسمیں ہیں حرکتی اور حرفی۔ حرفی اعراب تثنیہ' اسمائے ستہ مکبرہ موحدہ مضافہ الیٰ غیریاء المتکلم اور جمع مذکر سالم وغیرہ کے لیے ہوتا ہے۔ اور یہ تینوں قسمیں اور ان کے ملحقات منصرف' غیر منصرف سے خارج ہیں کیونکہ منصرف' غیر منصرف میں حرفی اعراب والے اسماء شامل نہیں ہیں۔ اسی طرح حرکتی اعراب والے اسماء میں جمع مونث سالم بھی شامل ہے اور اس کا اعراب حالت رفعی میں ضمہ' حالت نصبی' جری میں کسرہ آتا ہے۔ اس طرح یہ بھی منصرف اور غیر منصرف سے خارج ہو گیا کیونکہ منصرف میں تینوں اعراب ضمہ' فتحہ' کسرہ اور تنوین آتی ہے اور غیر منصرف میں صرف ضمہ اور فتحہ آتے ہیں۔ جمع مونث سالم میں تینوں اعراب نہ آنے کی وجہ سے منصرف سے خارج ہو گیا اور فتحہ نہ آنے کے باعث اور کسرہ آنے کی وجہ سے غیر منصرف سے خارج ہو گیا۔

اس سے واضح ہوا کہ مصنف نے اسم معرب کی جو مطلق تقسیم منصرف اور غیر منصرف کی ہے' وہ صحیح نہیں ہے۔ ذیل کے نقشے سے یہ تقسیم واضح ہو جاتی ہے اور یہ بھی پتہ چل جائے گا کہ صرف معرب بالحرکات سے یہ دو قسمیں ہی منصرف اور غیر منصرف بنیں گی۔
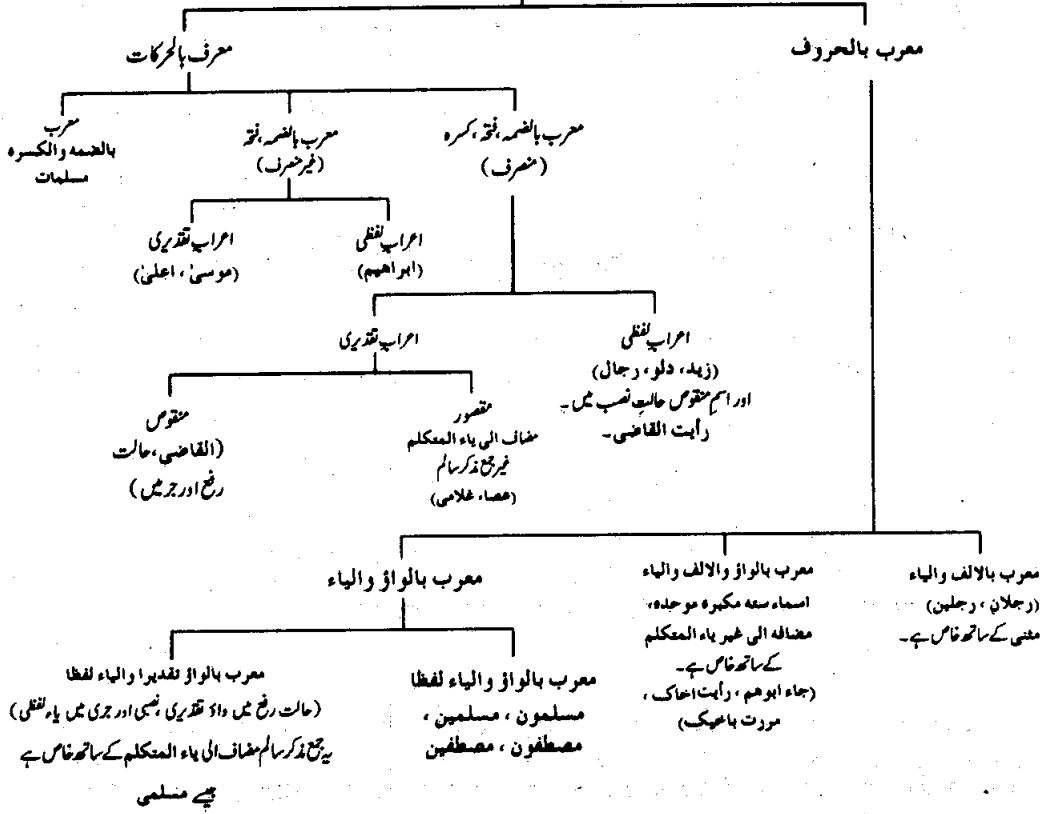
اسمِ مقصور کی مزید بحث غیر منصرف میں اور مضاف الی یاء المتکلم کی مزید بحث مجرورات کے بیان میں آئے گی۔

سوال : منصرف کا کیا حکم ہے؟ نیز کیا منصرف پر ہر وقت کسرہ اور تنوین آئے گی نیز تنوین کے موانع مع امثلہ تحریر کریں۔

جواب : حکم المنصرف ان یدخله الحرکات الثلاث مع التنوین نحو جاء نی زید ورایت زیدًا ومررت بزید ۔منصرف کا حکم یہ ہے کہ اس پر تینوں حرکتیں اور تنوین آتی ہے جیسے جاء نی زیدٌ (حالت رفعی ضمہ کے ساتھ) رایت زیدًا (حالت نصبی فتحہ کے ساتھ) مررت بزیدٍ (حالت جری کسرہ کے ساتھ) ان تینوں مثالوں میں تنوین بھی آتی ہے ۔ واضح رہے کہ منصرف پر ہر وقت کسرہ اور تنوین نہیں آتی بلکہ صرف حالت جری میں کسرہ آتا ہے۔ اور تنوین اس وقت آتی ہے جب اس پر الف لام داخل نہ ہو۔

تنوین کے موانع درج ذیل ہیں :

۱) مبنی ہونا۔ مبنی پر تنوین نہیں آتی۔ مثلاً اَحَدٌ وَعَشَرٌ (منصرف) سے اَحَدَ عَشَرَ بنانے سے تنوین ختم

ہو گئی۔

۲) غیر منصرف ہونا۔ غیر منصرف پر بھی تنوین نہیں آتی جیسے عُمَرُ، اَحْمَدُ، صَحْرَاءُ، مُوْسٰی وغیرہ

۳) معرف باللام ہونا۔ اگر اسم پر الف لام داخل ہو تو بھی تنوین نہیں آئے گی مثلاً اَلْحَمْدُ

۴) مضاف ہونا۔ جب اسم کو مضاف کریں گے تو تنوین نہیں آئے گی جیسے غلامٌ سے غلامُ زیدٍ

۵) ضرورت شعری کا پایا جانا۔ جیسے

" لَعَمْرُکَ مَا اَدْرِیْ وَاِنْ کُنْتُ دَارِیًا شُعَیْثُ ابْنُ سَهْمٍ اَمْ شُعَیْثُ ابْنُ مِنْقَرٍ "

ترجمہ: " تیری عمر کی قسم میں نہیں جانتا اگرچہ مجھے معلوم ہے کہ شُعَیث سہم کا بیٹا ہے یا شُعَیث منقر کا بیٹا ہے " علامہ ابن ہشام رحمۃ اللہ علیہ اس شعر کو نقل کرکے لکھتے ہیں الاصل " اشعیث " بالھمز فی اولہ و التنوین فی آخرہ فحذفھما للضرورۃ (مغنی اللبیب ج۱ ص۴۲) اصل میں ہے اشعیث شروع میں ہمزہ اور آخر میں تنوین کے ساتھ ہمزہ اور تنوین کو ضرورت شعری سے حذف کردیا گیا ہے۔

۶) اگر منصرف کو مبنی بنائیں تو بھی تنوین نہیں آئے گی جیسے یا زیدُ، لا الٰہ الا اللہ، یہاں زیدُ اور اِلٰہَ یا حرف ندا اور لائے نفی جنس کے سبب مبنی بن چکے ہیں اس لئے ان پر تنوین نہیں آئی۔

۷) اگر منصرف کو غیر منصرف بنالیں تو غیر منصرف ہو جانے کی وجہ سے تنوین جاتی رہے گی جیسے بَعْل اور بَکٌّ دونوں منصرف ہیں۔ قرآن میں ہے اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا تنوین سے پتہ چلا کہ یہ منصرف ہے۔ لیکن جب بَعْل اور بَکّ کو مرکب مزجی بنایا تو تنوین ختم ہو گئی جیسے بَعْلَبَکَّ۔ بعل پر فتحہ ہوگا کیونکہ درمیان میں واقع ہو گیا ہے اور اعراب تو آخر میں آیا کرتا ہے۔ اسی لیے بعلبک کو مرکب منع صرف کہتے ہیں۔

سوال: غیر منصرف کی تعریف اور حکم بتائیں۔ نیز اسباب تسعة کے پائے جانے کی صورتوں کا نقشہ مع امثال بتائیں۔

جواب: غیر المنصرف ھو ما فیہ سببان اور واحد منھا ای من الاسباب التسعة یقوم مقامھما غیر منصرف وہ ہے کہ جس میں نو اسباب میں سے دو سبب پائے جائیں یا ایک جو دو کے قائم مقام ہو۔

اسباب تسعة کا نقشہ درج ذیل ہے
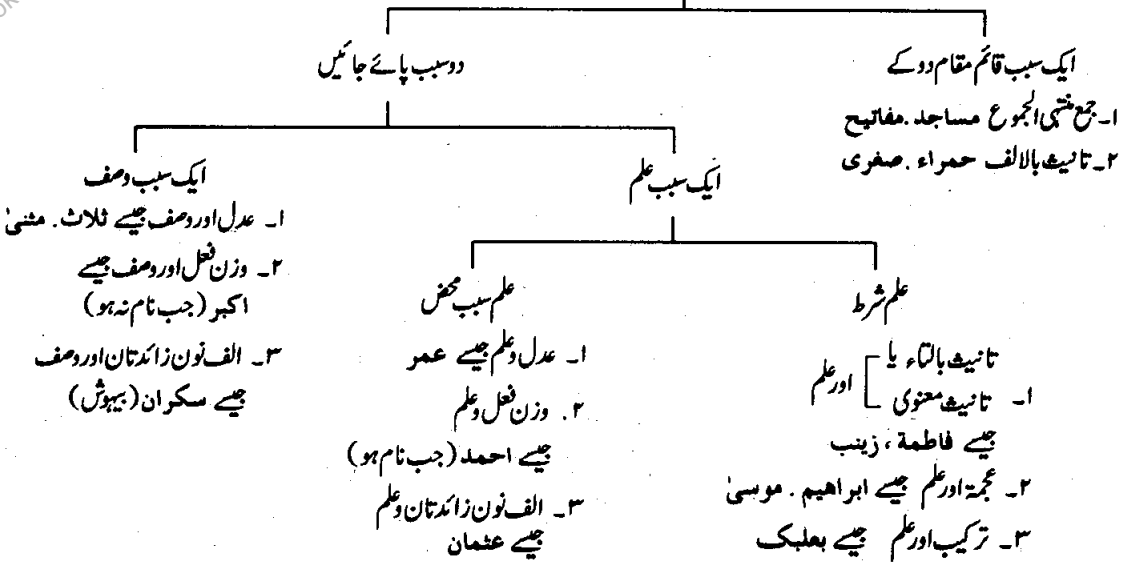
سوال: عدل کا لفظی اور اصطلاحی معنی ذکر کریں

جواب: عدل کے لفظی معنی پھیرنا اور نکالنا ہیں۔ عدل کے اصطلاحی معنی یہ ہیں کہ "لفظ کی ایسی تبدیلی جس میں لفظ کا مادہ وہی رہے اور اس کی شکل بدل جائے یعنی وزن بدل جائے اور یہ تبدیلی بغیر کسی صرفی قانون کے ہو" اور یہ تبدیلی دو طرح سے ہوگی (۱) حقیقةً" (۲) تقدیراً"۔

حقیقةً تو یہ کہ اس لفظ کے معنی سے اس کی اصل شکل واضح ہو جیسے مَثْلَثُ اور ثُلَاثُ۔ ان دونوں کے معنی ہیں "تین تین"۔ اور تین تین کی عربی مذکر کیلئے ثَلٰثَة ثَلٰثَة اور مونث کیلئے ثَلَاثٌ ثَلَاثٌ ہے معلوم ہوا کہ ثُلَاث اور مَثْلَث کی اصل بھی اسی طرح تھی ارشاد باری ہے وان خفتم ان لا تقسطوا فی الیتامی فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنی و ثلاث و رباع

(النساء : ۳) ترجمہ اور اگر تمہیں ڈر ہو کہ تم انصاف نہ کر سکو گے یتیم بچیوں میں تو نکاح کرو تم جو پسند لگیں تم کو عورتوں سے دو دو تین تین اور چار چار سے۔ان الفاظ کی اصل یوں ہوگی اِثْنَتَیْنِ اِثْنَتَیْنِ و ثَلَاثًا ثَلَاثًا وَ اَرْبَعًا اَرْبَعًا (المخصص ج۵ السفر السابع عشر ص ۱۲۰) دوسری جگہ ارشاد فرمایا الحمد لله فاطر السموات و الارض جاعل الملائکة رسلا اولی اجنحة مثنی و ثلاث و رباع (سورة فاطر۱) ترجمہ سب تعریفیں اللہ کیلئے ہیں جو پیدا کرنے والا ہے آسمانوں کو اور زمین کو بنانے والا فرشتوں کو پیغام رساں جن کے پر ہیں دو دو تین تین چار چار

اَجْنِحَة کا مفرد جَنَاح ہے اس لئے اس کی اصل یوں ہوگی اِثْنَیْنِ اِثْنَیْنِ وَ ثَلَاثَةً ثَلَاثَةً وَ اَرْبَعَةً اَرْبَعَةً (المخصص ج۵ السفر السابع عشر ص ۱۲۱) لغت کی اسی کتاب کے مصنف امام ابن سیدہ

رحمہ اللہ فرماتے ہیں " وفی ذلک کله لغتان فعال و مفعل کقولک احاد و موحد و ثناء و مثنی و ثلاث و مثلث و رباع و مربع و قد ذکر الزجاج ان القیاس لا یمنع ان یبنی منه الی العشرة علی ھذین البناء ین فیقال خماس و مخمس و سداس و مسدس و سباع و مسبع و ثمان و مثمن و تساع و متسع و عشار و معشر و قد صرح به کثیر من اللغویین (المخصص ج۵ السفر السابع عشر ص۱۲۱) ترجمہ : اور ان سب میں دو لغتیں ہیں فعال اور مفعل جیسے تیرا قول احاد اور موحد' ثناء اور مثنی' ثلاث اور مثلث' رباع اور مربع اور زجاج نے ذکر کیا کہ قیاس اس سے منع نہیں کرتا کہ دس تک ان دونوں وزنوں سے بنا کر کہا جائے خماس اور مخمس' سداس اور مسدس' سباع اورمسبع' ثمان اور مثمن' تساع اور متسع' عشار اور معشر اور بہت سے علماء لغت نے اس کی تصریح کی ہے۔

تقدیرا ایسی تبدیلی جو ماننی پڑے اور اس کے معنی سے پتہ نہ چل سکے اور اس کی دلیل سوائے غیر منصرف ہونے کے کوئی نہیں ہوتی مثلا عُمَرُ کو عَامِرٌ سے معدول مان لیا۔ چونکہ عامر کا استعمال ہوتا ہے اور یہ ایک صحابی کا نام بھی ہے چنانچہ عمر میں اس کا مادہ پایا جاتا ہے اور عامر کی شکل بدل گئی ہے اور یہ تبدیلی بغیر کسی صرفی قانون کے ہوئی ہے۔ اس وجہ سے عمر میں ایک تو علم ہے' دوسرا عدل مان لیا۔ اس طرح اس کے غیر منصرف ہونے کے سبب پورے ہو گئے۔

سوال : عدل متعدی ہے تو اس کی تفسیر لازم سے کیوں کی گئی ؟

جواب : عدل متعدی ہے لیکن یہاں عدل مصدر مجہول کا صیغہ ہے جسے یوں بیان کر سکتا ہیں کونُ الاسم معدولاً جس کے معنی "اسم کا نکلا ہوا ہونا" ہیں۔ مصدر مجہول ہونے کے سبب اس کی لازم سے تفسیر کی گئی یعنی " تغیرُ اللفظِ من صیغتِهِ الاصلیةِ الی صیغةٍ اخریٰ "لفظ کا اس کے اصلی صیغہ سے دوسرے صیغہ کی طرف نکلنا" انظر شرح جامی ص ۶۶۔

سوال : صیغہ سے کیا مراد ہے؟

جواب : صیغہ سے مراد وزن ہے۔ صیغة کے لغوی معنی قسم بناوٹ اور ڈھلائی کے ہیں۔ اصطلاح میں صیغہ سے مراد ایسی شکلیں ہیں جن پر فعل یا اسم بنا ہوا ہو۔ اگر شکل فعل امر کی ہو تو اسے امر کا صیغہ اور اگر ماضی یا مضارع کی ہو تو اسے ماضی یا مضارع کا صیغہ کہیں گے۔ ان ہی شکلوں کو اوزان بھی کہتے ہیں اور یہ اسم اور فعل کے لیے الگ الگ بھی ہو سکتے ہیں اور مشترک بھی۔

مثلا فعل ماضی ثلاثی مجرد کے اوزان یوں ظاہر کرتے ہیں : فعل یا

اسی طرح اسماء کے لیے بھی خاص اوزان یا شکلیں مقرر ہیں مثلا اسم ثلاثی مجرد کے لیے ـَـ ـْـ ـٌ (جیسے فَلْسٌ، حِبْرٌ، قُفْلٌ) ' ـِـَـٌ (جیسے عِنَبٌ، اِبِلٌ)' ـُـَـٌ (جیسے صُرَدٌ، عُنُقٌ)۔ یہ شکلیں فعل میں نہیں

پائی جاتیں البتہ ـَ ـَ ـُ اسم میں بھی ہیں (جیسے فَرَسٌ، کَتِفٌ، عَضُدٌ) فعل میں بھی ہیں کیونکہ آخر حرف کی حرکت اور تنوین سے وزن تبدیل نہیں ہوتا (رضی شرح شافیہ ج ۱ ص ۲)

سوال: عدل کس کس سبب کے ساتھ جمع ہوتا ہے؟

جواب: عدل، علم اور وصف کے ساتھ جمع ہو سکتا ہے۔ وزن فعل کے ساتھ نہیں آ سکتا اس لیے اگر غیر منصرف میں دو سبب میں سے ایک عدل ہو تو دوسرا علم یا وصف ہونا ضروری ہے۔

سوال: عدل میں شکل تبدیل ہوتی ہے یا مادہ؟ وضاحت کریں۔

جواب: عدل میں شکل تبدیل ہوتی ہے، مادہ برقرار رہتا ہے۔ جیسے عامر میں مادہ "ع م ر" ہے۔ جب اس میں تبدیلی ہوتی ہے تو یہی مادہ برقرار رہتا ہے جیسے عمر میں عدل پایا جاتا ہے اور یہ عامر سے معدول ہے۔ عمر میں عامر کا مادہ برقرار رہا، صرف شکل تبدیل ہو گئی ہے۔ اسی طرح زَافِرٌ سے زُفَرُ اور قَاثِمٌ سے قُثَمُ وغیرہ۔ ساتھ ساتھ یہ شرط بھی ہے کہ یہ تبدیلی صرفی قانون سے ہٹ کر ہوتی ہے۔ اگر قانون کے باعث یہ تبدیلی ہو تو پھر اسے عدل نہیں کہیں گے جیسے رَامِیٌ بروزن فَاعِلٌ سے رَامٍ بروزن فَاعٍ رہ گیا۔ (جب کسی اسم غیر منصرف میں ایک سبب علم یا وصف ہو اور دوسرا اسباب تسعہ میں سے کوئی نظر نہ آئے تو دوسرا سبب عدل ہوگا)

سوال: دَاعٍ میں عدل ہے یا نہیں اور کیوں؟

جواب: دَاعٍ میں عدل نہیں اس لیے کہ یہ دَاعِیٌ سے صرفی قانون کے تحت دَاعٍ بنا ہے۔ دَاعِیٌ میں چونکہ یہ شکل (ـِیٌ) پائی جاتی ہے اور اس کا حکم اسکان ہے، یا کو ساکن کر کے تنوین کو نون کی شکل میں لکھا گیا پھر التقاء ساکنین سے یاء کو گرا دیا تو دَاعِنْ رہ گیا۔ تنوین کو اصلی شکل میں لکھا تو دَاعٍ بن گیا۔ چونکہ یہ تبدیلی یہ صرفی قانون کی وجہ سے ہوئی ہے، اس لیے اسے عدل نہیں کہیں گے۔

سوال: سَحَرُ حالت نصبی میں سَحَرَ ہوتا ہے اور یہ ضَرَبَ ماضی کے وزن پر ہے۔ اس میں عدل اور وزن فعل جمع ہو گئے۔ جبکہ آپ نے کہا ہے کہ عدل اور وزن فعل ایک ساتھ نہیں ہو سکتے۔

جواب: وزن فعل سے مراد وہ وزن ہے جو صرف فعل کے ساتھ خاص ہو۔ اور وزن فَعَلَ فعل کے ساتھ خاص نہیں کیونکہ فَرَسٌ کا یہی وزن ہے۔ فَعَلٌ وزن کے اندر آخری حرف کی حرکت کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا اس لیے فَرَسٌ، فَرَسٍ اور فَرَسًا کا وزن ایک ہی ہوگا اور وہ فَعَل ہے۔ چونکہ فَعَل کا وزن اسم میں بھی آ گیا اس لیے یہ وزن فعل سے خارج ہو گیا۔

سوال: عدل کے کل اوزان مع امثلہ ذکر کریں۔

جواب: عدل کے کل چھ اوزان ہیں اور وہ یہ ہیں

(۱) مَفْعَلُ جیسے مثلث، مربع، مثنی وغیرہ۔ (۲) فُعَلُ جیسے عمر، زفر، قثم وغیرہ۔

(۳) فُعَالُ جیسے ثلاث ، رباع ، خماس وغیرہ۔ (۴) فَعَالِ جیسے قَطَامِ (۵) فَعْلِ جیسے اَمْسِ
(۶) فَعَلُ جیسے سَحَرُ

سوال: عمر کی اصل عامر اور زفر کی زافر کیوں مانی گئی؟ معمور وغیرہ کیوں نہیں مانی گئی؟

جواب: عامر کا استعمال عام ہے اور اکثر استعمال ہوتا ہے۔ اس لیے عمر کی اصل اسے ٹھہرایا گیا ہے۔ اسی پر قیاس کرتے ہوئے زفر کی اصل زافر اور قثم کی اصل قاثم مان لی گئی۔

سوال: قثم (حضرت عباسؓ کے بیٹے کا نام) اور مثنی میں کون سے دو سبب پائے جاتے ہیں؟

جواب: قثم اور مثنی میں ایک سبب تو عدل ہے اور قثم میں دوسرا علم ہے جبکہ مثنی میں دوسرا سبب وصف ہے۔

سوال: اَیِسَ کی اصل یَئِسَ اور اَشْیَاءُ کی اصل شَیْئَاءُ مانتے ہیں۔ اس کو عدل کیوں نہ کہا؟

جواب: اَیِسَ کی اصل یَئِسَ ہے اور اس میں قلب مکانی ہوئی جس سے اَیِسَ بن گیا۔ یَئِسَ بروزن فَعِلَ ۔ اب عین کلمہ کو پہلے لے آئے اور فا کلمہ کو اس کے بعد۔ اس طرح ینس سے ایس ہوگیا۔ ایس کا وزن عَفِلَ ہے۔ ارشاد نبوی ہے " ان الشیطان قد ایس ان یعبدہ المصلون فی جزیرۃ العرب" ترجمہ: " تحقیق شیطان مایوس ہوگیا اس سے کہ نمازی اس کی عبادت کریں جزیرہ عرب میں "

قلب مکانی میں اگرچہ وزن بدل جاتا ہے لیکن شکل بھی وہی رہتی ہے اور حروف کی تعداد بھی اتنی ہی رہتی ہے جبکہ عدل میں شکل بدلنے کے ساتھ ساتھ حروف میں بھی عموماً کمی ہو جاتی ہے نقشہ میں یوں وضاحت ہو سکتی ہے۔

وزن	فَ	عِ	لَ
اصل	یَ	ئِ	سَ
قلب	ءَ	یِ	سَ
وزن	عَ	فِ	لَ
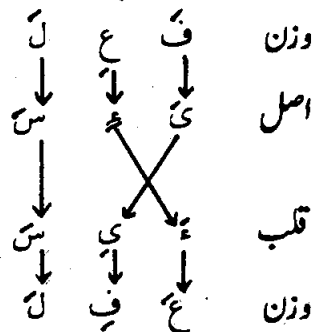
اَشْیَاءُ کی اصل شَیْئَاءُ مانتے ہیں۔ اَشْیَاءُ بروزن لَفْعَاءُ اور شَیْئَاءُ بروزن فَعْلَاءُ آتا ہے۔ ان دونوں (اَشْیَاءُ اور شَیْئَاءُ) میں غیر منصرف ہونے کا سبب الف ممدودہ ہے۔ عدل اس لیے نہیں کہہ سکتے کہ اس میں صرف کی رو سے قلب مکانی ہوئی ہے اور حروف پورے کے پورے برقرار ہیں اگرچہ وزن بدل گیا ہے۔ عدل تو تب ہوتا کہ وزن بدل جاتا، مادہ برقرار رہتا اور تبدیلی صرفی قواعد سے ہٹ کر ہوتی۔ اور یہ باتیں ایس اور اشیاء میں نہیں پائی جاتیں اس لیے انہیں

عدل نہیں کہیں گے۔ نیز اَشْیَاءُ بروزن لَفْعَاءُ میں الف ممدودہ قائم مقام دو سبب موجود ہے اس لیے عدل فرض کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

سوال: اُخَرُ کیا صیغہ ہے' اس کی اصل کیا ہے' اس کی گردان بھی لکھیں اور اس کے استعمال کی مثالیں قرآن پاک سے ذکر کریں۔

جواب: اُخَرُ غیر منصرف ہے۔ اُخَرُ جمع ہے اُخْرٰی کی اور اخری' آخَرُ کی تانیث ہے۔ آخر' افعل التفضیل ہے اور اس میں ایک سبب عدل مانتے ہیں کہ یہ اسم تفضیل الاخر وغیرہ سے معدول ہے۔ اسم تفضیل اس مادہ سے افعل کے وزن پر آخر بنتا ہے۔ اس میں دوسرا سبب وصف ہے۔ چونکہ آخر کی گردان اکبر سے ملتی ہے نہ کہ اسود اور اجوف سے اس لیے یہ اسم تفضیل ہے اور اسم تفضیل کا استعمال اضافت' الف لام اور من کے ساتھ ہوتا ہے۔ مگر اخر کا استعمال ان میں سے کسی طرح نہیں ہوتا۔ معلوم ہوا کہ یہ ان میں سے کسی سے معدول ہے۔

گردان آخر افعل التفضیل کی:

آخَرُ آخَرَانِ آخَرُوْنَ اَوَاخِرُ اُوَیْخِرُ (مذکر)

اُخْرٰی اُخْرَیَانِ اُخْرَیَاتٌ اُخَرُ اُخَیْرٰی (مونث)

قرآن مجید میں اُخر کا استعمال: فعدة من ایامٍ اُخَرَ نیز ارشاد ہے وآخَرُ من شکله ازواج' او آخَرَان من غیرکم (اس میں آخران ہے) وآخَرُون اعترفوا بذنوبهم (اس میں آخرون ہے) واُخریٰ تحبونها میں اخریٰ کا استعمال ہے۔ اگرچہ یہ لفظ اسم تفضیل بمعنی اَشَدُّ تاخُّرًا ہے لیکن عموماً لفظ غیر کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

سوال: آخَرُ' اَوَاخِرُ اور اُخْرٰی بھی غیر منصرف ہیں۔ ان میں عدل کیوں نہ مانا؟

جواب: آخر میں دو سبب وزن فعل اور وصف پائے جاتے ہیں اس لیے غیر منصرف ہے۔ اواخر جمع منتہی الجموع ہونے کی وجہ سے ایک سبب قائم مقام دو کے ہے اور اخری تانیث بالالف المقصورہ کے سبب کہ ایک دو کے قائم مقام ہے۔ عدل اس وقت مانتے ہیں جب اسباب تسعہ میں سے کوئی اور سبب نہ پایا جائے اور لفظ ہو بھی غیر منصرف۔ پھر اس کے لیے ایک سبب عدل مان لیتے ہیں اور یہ وصف اور علم کے ساتھ ہی آ سکتا ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ اگر کوئی غیر منصرف جس میں ایک سبب علم یا وصف ہو اور دوسرا سبب اسباب منع صرف میں سے کوئی نہ ملے تو عدل ماننا پڑتا ہے۔ مندرجہ بالا مثالوں میں چونکہ دو سبب یا ایک جو دو کے قائم مقام ہوتا ہے' پایا جاتا ہے اس لیے ان کے ساتھ عدل کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

سوال: جُمَعُ کے غیر منصرف ہونے کے لیے دو سبب کون سے ہیں؟ جُمَعُ کے علاوہ اور کون سے لفظ

ہیں جو اس طرح معدول مانے جاتے ہیں؟

جواب: جُمَعُ کے غیر منصرف ہونے کے دو سبب یہ ہیں (۱) وصف (۲) عدل۔ جمع کے علاوہ جو الفاظ اس طرح معدول ہیں، وہ درج ذیل ہیں: کُتَعُ، بُتَعُ، بُصَعُ یہ الفاظ کَتْعَاءُ، بَصْعَاءُ اور بَتْعَاءُ کی جمع ہیں۔

سوال: جُمَعُ میں عدل کی کیا دلیل ہے؟

جواب: جُمَعُ لفظ جَمْعَاءُ کی جمع ہے۔ اور جَمْعَاءُ مونث ہے اَجْمَعُ کی اور اَجْمَعُ کی جمع اَجْمَعُوْنَ ہے۔ اگر صرف اَجْمَعُ اور جَمْعَاءُ کا لحاظ کریں تو یہ اَصْفَرُ اور صَفْرَاءُ کی طرح صفت مشبہ ہے اور اگر یہ لحاظ کریں کہ افعل صفت مشبہ کی جمع اَفْعَلُوْنَ نہیں آتی جبکہ اجمع کی جمع اجمعون آتی ہے۔ تو جَمْعَاءُ کو صَحْرَاءُ (جنگل) کی طرح جامد ماننا پڑے گا اور فَعْلَاءُ اسمی (جامد) کی گردان یوں آتی ہے: صَحْرَاءُ صَحْرَاوَانِ، صَحَارِیُّ، صَحَارِیُّ، صَحَارٍ، صَحَارَیٰ ۔ گردان سے پتہ چلتا ہے کہ جُمَعُ اگر اسم جامد کی جمع ہے تو اس کی جمع صَحَارَیٰ، صَحَارِیُّ، صَحَارِیُّ، صَحَارٍ کے اوزان پر آنی چاہیے لیکن یہ ان میں سے کسی وزن پر بھی نہیں ہے اور ہے بھی غیر منصرف۔ اس لیے یہ ان اوزان میں سے کسی ایک سے معدول ہے۔ اور اگر صفتی ہو تو جُمْعٌ بروزن صُفْرٌ سے معدول ہے۔

سوال: فَعْلَاءُ صفتی اور فَعْلَاءُ اسمی سے کیا مراد ہے؟ نیز ان دونوں کی گردانیں تحریر کریں۔

جواب: (۱) فَعْلَاءُ صفتی سے مراد صفت مشبہ جو اس وزن پر ہو، اس کا مذکر اَفْعَلُ کے وزن پر آتا ہے جیسے اَصْفَرُ صَفْرَاءُ، اخضر خضراء، احمر حمراء، اَعْمیٰ عَمْیَاءُ، اَجْوَفُ جَوْفَاءُ، اَعْیَنُ عَیْنَاءُ وغیرہ۔

فَعْلَاءُ صفتی کی گردان: اَعْمیٰ، اَعْمَیَانِ، عُمْیٌ، عُمْیَانٌ، عَمْیَاءُ۔ عَمْیَاوَانِ، عُمْیٌ۔
اَجْوَفُ، اَجْوَفَانِ، جُوْفٌ، جُوْفَانٌ۔ جَوْفَاءُ، جَوْفَانِ، جُوْفٌ

فائدہ: ملک سُوْدَان کو اس لیے سُوْدَان کہتے ہیں کہ وہاں کالے لوگ رہتے ہیں۔

فائدہ: اجوف یائی میں فا کلمہ کے ضمہ کو کسرہ سے بدل کر گردان یوں کریں گے۔ اَعْیَنُ، اَعْیَنَانِ، عِیْنٌ، عِیْنَانٌ۔ عَیْنَاءُ، عَیْنَاوَانِ، عِیْنٌ

(۲) فَعْلَاءُ اسمی سے مراد وہ اسم جامد ہے جو فعلاء کے وزن پر ہو جیسے صحراء

فعلاء اسمی کی گردان: صحراء، صحراوان، صحراوات، صحاری، صحاری، صحار، صحاری

خَضْرَاءُ جب اَخْضَرُ کی مونث ہو تو یہ فَعْلَاءُ صفتی ہے اور اگر یہ سبزی کو کہا جائے تو اس وقت یہ فَعْلَاءُ اسمی ہے کیونکہ سبز ہونا اس کے لیے ضروری نہیں۔ آلو، گوبھی، گاجر سبز نہیں مگر ان کو اردو میں سبزی اور عربی میں خَضْرَاءُ کہا جاتا ہے اس لیے اس کی جمع خَضْرَاوَاتٌ ہے۔

جو عورت زیب و زینت کرکے بازاروں میں لوگوں کا ایمان خراب کرتی پھرتی ہو اور جس کو آنکھوں کے زانی شکاری کتوں کی طرح دیکھتے ہوں جدید عربی میں ایسی عورت کو حسناء کہتے ہیں۔ یہ بھی فعلاء اسمی ہے کیونکہ ایسی عورت کا حسین ہونا ضروری نہیں صرف نام پڑگیا ہے اکثر باپردہ نمازی پرہیزگار مستورات ان سے کہیں زیادہ جمال رکھتی ہیں چونکہ یہ فعلاء اسمی ہے اس لئے اس کی جمع حسناوات آتی ہے۔

سوال : وزن فُعَلُ جب علم ہو تو اس کے غیر منصرف ہونے کا کیا ضابطہ ہے؟ نیز فعل کے وزن پر کون کون سے اعلام غیر منصرف ہیں؟

جواب : اس کا ضابطہ یہ ہے کہ جو اسم علم مرتجل ہو یعنی براہ راست فُعَلُ کے وزن پر ہو، لغت میں اس کا معنی نہ ہو، غیر منصرف ہے اور اگر وہ منقول ہو یعنی اس کا لغوی معنی موجود ہو تو وہ اسم غیر منصرف نہیں ہوگا جیسے غُرَفٌ کسی کا نام رکھ لیں تو وہ منصرف ہوگا۔

فُعَلُ کے وزن پر جو اعلام آتے ہیں، وہ یہ ہیں : عمر، زفر (ایک امام کا نام ہے)، زُحَل، جُحیٰ (ایک آدمی کا نام ہے جس کے لطیفے عربی ادب میں مشہور ہیں) (اصلہ : جُحَیُ اور اگر لکھنے میں جُحَا ہو تو ناقص واوی ہوگا) مضر (ایک عربی قبیلہ ہے) جُشَمُ ہُبَل (یہ ایک بت کا نام ہے۔ ابو سفیان نے احد میدان میں نعرہ لگایا تھا اُعْلُ ہُبَلُ آنحضرت ﷺ کے حکم سے حضرت عمرؓ نے جواب میں فرمایا تھا اللہ اَعْلیٰ وَاَجَلُّ) (سیرۃ ابن ہشام ج ۳ ص ۴۵) قُزَحُ (ایک پہاڑ کا نام ہے جس کی نسبت سے قوس قزح کا لفظ مشہور ہے کیونکہ اہل مکہ کو وہ قوس قزح پہاڑ پر نظر آتی تھی) دُلَفُ، قُثَمُ (یہ حضرت عباس ؓ کے بیٹے کا نام ہے) اُدَدُ، ثُعَلُ۔

سوال : اَمْسِ اور سَحَرُ منصرف ہیں یا غیر منصرف؟ وضاحت کریں۔

جواب : اَمْسِ اگر کل (گزشتہ) ہی مراد ہو تو الف لام کے ساتھ منصرف ہے۔ اگر بغیر الف لام کے ہو تو بعض کے نزدیک منصرف اور بعض کے نزدیک غیر منصرف۔ اگر غیر منصرف ہو تو اس میں دو سبب علم اور عدل مانے جاتے ہیں کیونکہ اس کی اصل الامس ہے اور الف لام حذف ہے اور الف لام کے سبب معرفہ ہے۔ اس لیے اس میں عدل اور علم مان لیا تو یہ اسم معدول ہے الامس سے ارشاد باری تعالیٰ ہے فاذا الذی استنصرہ بالامس یستصرخہ۔

(القصص ۱۸) سحر سے اگر وقت معین یعنی کسی خاص دن کی صبح مراد ہو اور جملے میں ظرف بنے تو اس کو السحر سے معدول مانتے ہیں۔ اس طرح اس میں دو سبب عدل اور علم پائے جاتے ہیں۔ ارشاد باری ہے نَجَّیْنٰھُمْ بِسَحَرٍ اس میں سَحَر منصرف ہے اور جِئْتُکَ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ سَحَرَ میں سَحَر غیر منصرف ہے کیونکہ ایک خاص دن کی سحر مراد ہے۔

ملحوظة: بعض کتابوں میں رَجَب کو عدل اور علم کی وجہ سے غیر منصرف کہا گیا ہے۔ شاید اس کی اصل الرجب ہو' واللہ اعلم۔

سوال: عدل اور وزن کس وزن پر آتے ہیں؟ مع مثال ذکر کرو۔

جواب: عدل اور وصف یا وزن فُعَال اور مَفْعَل میں ہے یا وزن فُعَل میں۔ فُعَال اور مَفْعَلُ کی مثال ثُلَاثُ اور مَثْلَثُ ہے اور فُعَلُ کی مثال اُخَرُ' جُمَعُ ہے۔

أما الوصف فلا يجتمع مع العلمية اصلا و شرطه ان يكون وصفا فى اصل الوضع فأسود و أرقم غير منصرف وان صارا اسمين للعلمية لأصالتهما فى الوصفية و" أربع " فى " مررت بنسوة أربع " منصرف مع أنه صفة ووزن الفعل لعدم الأصالة فى الوصفية .

أما التأنيث بالتاء فشرطه أن يكون علما كطلحة و المعنوى كذلك ثم المعنوى ان كان ثلاثيا ساكن الأوسط غير عجمى يجوز صرفه و تركه لأجل الخفة و ووجود السببين كهند والا يجب منعه كزينب و سقر و ماه و جور و التأنيث بالألف المقصورة كحبلى و الممدودة كحمراء ممتنع صرفهما البتة لان الألف قائم مقام السببين التأنيث و لزومه

ترجمہ : پھر وصف تو نہیں جمع ہوتا علمیت کے ساتھ بالکل اور اس کی شرط یہ ہے کہ وہ وصف ہو اصل وضع میں لہٰذا اسود اور ارقم غیر منصرف ہیں اگرچہ یہ دونوں نام بن گئے ہیں سانپ کے لئے ان دونوں کے وصفیت میں اصل ہونے کی وجہ سے اور اربع جو واقع ہے مررت بنسوۃ اربع میں منصرف ہے باوجودیکہ وہ صفت ہے اور وزن فعل ـ وصفیت میں اصل نہ ہونے کی وجہ سے ۔

پھر تانیث بالتاء تو اس کی شرط یہ کہ وہ علم ہو جیسے طلحۃ اور اسی طرح معنوی ہے پھر تانیث معنوی اگر ایسا تین حرفی لفظ ہو جس کا درمیان والا حرف ساکن ہو اور وہ عجمی نہ ہو تو جائز ہے اس کو منصرف پڑھنا اور اس کو ترک کرنا یعنی غیر منصرف پڑھنا ہلکے ہونے کی وجہ سے اور دو سبب پائے جانے کی وجہ سے جیسے ھند ورنہ واجب ہے اس کو غیر منصرف پڑھنا جیسے زینب اور سقر اور ماہ اور جور اور جو تانیث الف مقصورہ کے ساتھ ہو جیسے حبلی اور الف ممدودہ کے ساتھ ہو جیسے حمراء منع ہے ان کو منصرف پڑھنا لازمی طور پر کیونکہ الف دوسبب کے قائم مقام ہے تانیث اور اس کا لازم ہونا۔

سوالات

سوال : وصف، علمیت کے ساتھ جمع ہو سکتا ہے یا نہیں اور کیوں؟

سوال : وصف کا لغوی اور اصطلاحی معنی ذکر کر کے بتائیں کہ غیر منصرف میں کون سا معنی مراد ہے؟

سوال : اسود اور ارقم کے تین استعمال بتائیں اور ہر صورت میں غیر منصرف ہونے کی وجہ بتائیں۔

سوال : جب اسود سانپ کا نام ہے تو علم کیوں نہ مانا گیا؟

سوال : عبارت کی شرح کریں اور خط کشیدہ کی ترکیب کریں؟

سوال : وصف معنی مصدری ہے۔ تو اس کے ساتھ الوصفیۃ کیوں کہا؟ مصدر پر یائے مصدریہ کیوں لے آئے؟

سوال: تانیث کی اقسام کا نقشہ بنا کر مثالیں دیں؟

سوال: اسم مقصور اور ممدود کی جملہ اقسام کا نقشہ بنا کر منصرف، غیر منصرف ہونے کی حیثیت سے حکم لکھیں اور مثالیں دیں؟

سوال: الف مقصورہ زائدہ للالحاق زائدہ للتانیث، زائدہ لغیر الحاق و لغیر التانیث مع مثال ذکر کریں؟

سوال: جس اسم کے آخر میں الف ممدودہ ہو، اس کی اشکال کا نقشہ تحریر کریں جس میں مثالیں اور احکام بھی مذکور ہوں۔

سوال: الف ممدودہ اصل اور زائد کی اقسام اور مثالوں کے بعد یہ بتائیں کہ غیر منصرف کونسا ہوگا اور کونسا نہیں؟

سوال: کیا الف ممدودہ اور الف مقصورہ صرف اسم کے آخر میں آسکتے ہیں یا کہیں اور بھی؟

سوال: سورۃ نجم کے پہلے رکوع کی آیات کے آخری الفاظ سے مندرجہ ذیل اقسام جدا جدا کریں اسم مقصور، ماضی، مضارع وہ اسم جس کے آخر میں حرف اصلی جس کی اصل واؤ یا یا ہو۔ اس کے بعد غیر منصرف کو جدا کریں

سوال: متٰی، حتّٰی، دعا، اعلٰی، الفتٰی، یخشٰی، لن یخشٰی، اقرا، صغرٰی، المنتھٰی ان سب کے آخر میں الف ہے تو کیا ان سب کا ایک حکم ہے یا الگ الگ نیز وجہ بھی ذکر کریں۔

سوال: الا کے استعمالات اور معانی لکھیں۔

سوال: والا یجبُ منعُه میں الا کون سا ہے۔ نیز معطوف علیہ اور شرط وجزا ذکر کریں۔

سوال: تانیث معنوی کی جملہ اقسام کا نقشہ اور حکم ذکر کریں۔

حل سوالات

سوال: وصف، علمیت کے ساتھ جمع ہو سکتا ہے یا نہیں اور کیوں؟

جواب: وصف اور علمیت ایک ساتھ جمع نہیں ہو سکتے اس لیے کہ وصف ہر شخص یا ہر چیز کی حالت اور صفت کو بیان کرنے کیلئے ہوتا ہے یعنی عام ہے۔ اور علم کسی معین کا نام ہوتا ہے یعنی خاص ہے۔ چونکہ خاص اور عام اکٹھے نہیں ہو سکتے اس لیے وصف اور علمیت ایک ساتھ نہیں آ سکتے۔ مثلاً "منصور" کا معنی ہے "مدد کیا ہوا" تو یہ لفظ ہر اس آدمی پر بولا جا سکتا ہے جس کی مدد کیا گئی ہو۔ اب اگر یہی لفظ کسی کا نام رکھ لیں تو علم بن جائے گا جس سے وہی خاص شخص مراد ہوگا جس کا نام منصور ہوگا۔ جب ہم اس شخص کے بارے میں بات کریں گے تو اسی لفظ کو علم کی حیثیت سے استعمال کریں

گے۔ جب اسے علم کی حیثیت سے بولا تو اس کی اصل وضعی حیثیت باقی نہ رہی اور جب وصفی حیثیت سے بولا تو علم نہ رہا۔ اس طرح ایک لفظ وصف یا علم میں سے کوئی ایک ہوگا۔ دونوں ساتھ اکٹھے نہیں آ سکتے مثلاً زید منصور زید مدد کیا گیا ہے۔ یہاں منصور علم کی حیثیت سے نہیں ہے بلکہ وصف بن رہا ہے جبکہ منصور منصور اس جملے میں پہلا منصور علم کی حیثیت سے بولا گیا جبکہ دوسرا منصور وصف ہے پہلے منصور کے لیے۔ معنی یہ ہوگا کہ منصور نامی شخص مدد کیا گیا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ علم اور وصف اکٹھے ایک لفظ میں ایک ہی مقام پر جمع نہیں ہو سکتے۔

ایک بچہ پیدا ہوا جس کا رنگ سیاہ تھا۔ اس کے سیاہ رنگ کی وجہ سے لوگ اسے کالا کہنے لگے یہ وصفی نام تھا۔ اصل نام کچھ اور رکھا گیا۔ جب بچہ بڑا ہوا تو اس کا سیاہ رنگ گھٹتا گیا یہاں تک کہ سیاہی بالکل جاتی رہی لیکن اس کے باوجود اس کا نام کالا ہی پڑ گیا۔ اب جب بھی اسے پکارا جاتا تو کالا کہہ کر پکارا جاتا ہے۔ شروع میں بطور وصف کے یہ نام لیا گیا' پھر یہ علم بن گیا۔

سوال: وصف کا لغوی اور اصطلاحی معنی ذکر کر کے بتائیں کہ غیر منصرف میں کون سا معنی مراد ہے؟

جواب: وصف کے لغوی معنی حلیہ' کیفیت اور احوال کے ہیں۔ بیان کرنا اور تعریف کرنا بھی اس کے معنی ہیں جیسے سیجزیھم وصفھم (الانعام ۱۳۹) ترجمہ: اللہ ان کے کہنے کی ان کو سزا دے گا

نحویوں کی اصطلاح میں وصف کے دو معنی ہیں۔

(ا) وہ صفت یا حالت جو کسی ذات میں پائی جاتی ہے' یعنی معنی مصدری وصف کہلاتا ہے اور وصف (معنی مصدری) جس کے ساتھ قائم ہو' اسے ذات کہتے ہیں۔ وصف کی مثالیں: اٹھنا' بیٹھنا' آنا' کھانا وغیرہ مصدری معنی ہیں۔ اور یہ جس کے ساتھ قائم ہوں' اسے ذات کہا جاتا ہے جیسے زید' روٹی' کرسی وغیرہ۔ تو مصدر وہ صفت ہوئی جو جامد میں پائی جاتی ہے جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ میں زید کا کام ضَرْبٌ (مارنا) ہے اور یہ ذات زید کے ساتھ قائم ہے۔ اسے وصف کہیں گے۔

الغرض جامد عام طور پر ذات پر دلالت کرتا ہے جو خود قائم ہو اور مصدر اس وصف پر دلالت کرتا ہے جو ذات میں پائی جائے لہٰذا زید کو ذات اور ضرب کو وصف کہتے ہیں۔

اگر زید' ضَرْب کے ساتھ موصوف ہو تو اس کو ضَارِبٌ کہیں گے اور ضَارِبٌ مشتق ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ عام طور پر

(جامد) = (ذات)

(مصدر) = (وصف)

تو معنی مصدری وصف کہلایا کیونکہ ذات کے ساتھ قائم ہے۔ جبکہ

(مشتق) = (ذات + وصف)

(۲) ذات مع الوصف کو بھی وصف کہہ دیا جاتا ہے یعنی وہ لفظ جس میں کسی صفت کا ذکر بھی ہو اور کسی ذات کا نام بھی ہو سکے جیسے ضارب' مضروب' ناصر 'منصور وغیرہ۔ کیونکہ

(ضارب) = (ذات + ضَرْب)

اسمائے مشتقہ کو اسی اصطلاح کے مطابق صیغہ صفت یا وصف بھی کہتے ہیں جیسے کریم وغیرہ کو صفت مشبہ کہتے ہیں۔

غیر منصرف کی بحث میں وصف سے یہی معنی مراد ہے یعنی ذات مع الوصف۔

اور یہ ضروری نہیں کہ وصف (یعنی جو اسم ذات مع الوصف پر دلالت کرے) جملہ میں ہمیشہ کسی کی صفت واقع ہو بلکہ کبھی صفت ہوتا ہے' کبھی فاعل اور کبھی کچھ اور۔ البتہ اس کے اندر ہمیشہ ذات مع الوصف کے معنی پائے جاتے ہیں جیسے جَاءَ طَالِبٌ کَسْلَانُ (آیا ست طالب علم) جَاءَ اَصْغَرُ الطُّلَّابِ (آیا سب سے چھوٹا طالب علم)۔

سوال: اسوَدُ اور اَرْقَمُ کے تین استعمال بتائیں اور ہر صورت میں غیر منصرف ہونے کی وجہ بتائیں۔

جواب: (۱) اسود جب صفت ہو مثلا ھذا قَلَمٌ اَسْوَدُ (یہ سیاہ قلم ہے) اس مثال میں اسود صفت یعنی وصف اور وزن فعل کی وجہ سے غیر منصرف ہے۔

(۲) جاء اَسْوَدُ (اسود آیا یعنی وہ شخص جس کا نام اسود ہے) اس مثال میں اسود دو سبب' علم اور وزن فعل کی وجہ سے غیر منصرف ہے۔

(۳) قتلت اَسْوَدَ میں نے سانپ کو مارا۔ اس جملہ میں اسود کے اندر ایک سبب وزن فعل ہے۔ دوسرا سبب یہاں وصف نہیں کیونکہ یہاں پر اس کے معنی کالا نہیں اور نہ ہی یہ علم ہے کیونکہ کسی خاص سانپ کا نام بھی نہیں لیکن اس کے باوجود غیر منصرف استعمال ہوتا ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ صاحب کتاب اس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ اس لفظ میں اصل وضع کے اعتبار سے وصفیت پائی جاتی ہے اس لیے اس کا استعمال اگر بغیر وصف کے بھی ہو جائے تب بھی وصف کا اعتبار ہوگا تو لفظ اسود کے معنی اصل وضع کے اعتبار سے کالا کے ہیں اور یہ دوسرے کی سیاہی کو بیان کرتا ہے لہٰذا سانپ کا نام ہو جانے کے باجود وصف اور وزن فعل کی وجہ سے غیر منصرف ہوتا ہے۔

اسی طرح اَرْقَمُ کے معنی اصل وضع کے اعتبار سے چت کبرا (سفید وسیاہ دھاریوں والا) کے ہیں۔ یہ سانپ کا نام بھی ہو جائے تو بھی اصل وضع کے لحاظ سے غیر منصرف ہوگا۔ اور اگر کسی خاص سانپ کا نام رکھ دیں تو بھی علم اور او، ۰۰زن فعل کے سبب غیر منصرف ہوگا۔

سوال: جب اسود سانپ کا نام ہے تو علم کیوں نہ مانا گیا؟

جواب : اسود کے معنی کالا ہیں اور جب یہ سانپ کا نام ہو جائے تو اس سے ہر کالا سانپ مراد لیتے ہیں جو بھی کالا سانپ دیکھا اسے اسود کہہ دیا۔ چونکہ یہ نام کسی معین سانپ کا نہیں ہوتا کہ اسے علم کہیں بلکہ یہ تو ہر سانپ کے لیے بولا جاتا ہے اس لیے اصل الوضع کا اعتبار کیا جائے گا۔ لیکن اگر کوئی ایک معین اور خاص سانپ ہو جس کا نام اسود رکھ دیا ہو نہ کہ اس سانپ کی پوری نوع کا بلکہ صرف ایک سانپ کا۔ تو اب اسے علم کہہ سکیں گے۔ ورنہ نہیں۔

سوال : اسم مقصور اور ممدود کی جملہ اقسام کا نقشہ بنا کر منصرف، غیر منصرف ہونے کی حیثیت سے حکم لکھیں اور مثالیں دیں؟

جواب :
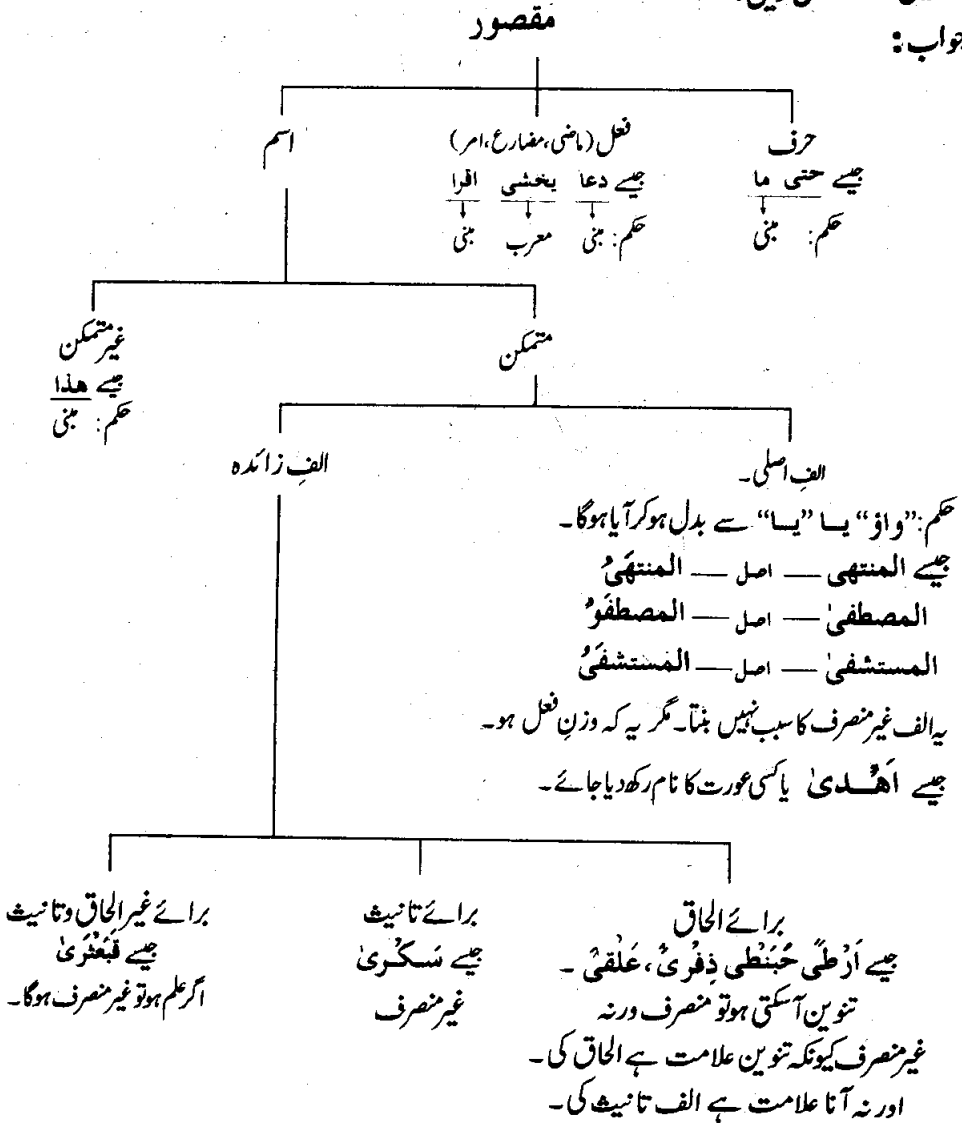
سوال: تانیث کی اقسام کا نقشہ بنا کر مثالیں دیں؟
جواب:

قائم مقام دو کے جیسے سَوْدَاءُ، حَمْرَاءُ، خَضْرَاءُ وغیرہ

قائم مقام دو کے جیسے کبریٰ، صغریٰ، حبلیٰ وغیرہ

علم شرط ہے۔ خواہ تین حرفی ہو یا زائد۔ جیسے سَنَۃ کسی کا نام رکھ لیا جائے۔ اسی طرح نَاصِرَۃ، فاطمۃ، عائشۃ وغیرہ
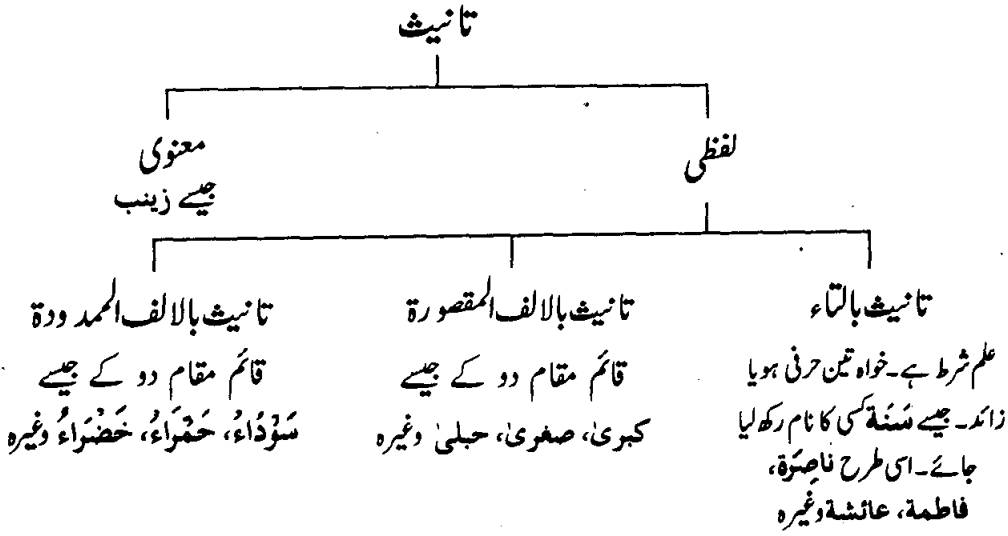
سوال: عبارت کی شرح کریں اور خط کشیدہ کی ترکیب کریں؟ واربع فی مررت بنسوۃ اربع منصرف مع انہ صفۃ و وزن الفعل لعدم الاصالۃ فی الوصفیۃ۔

جواب: واربع فی مررت بنسوۃ اربع منصرف مع انہ صفۃ و وزن الفعل لعدم الاصالۃ فی الوصفیۃ اور اربع جو واقع ہے مررت بنسوۃ اربع میں صفت اور وزن فعل ہونے کے باوجود منصرف ہے۔ وصفیت میں اصل نہ ہونے کی وجہ سے۔

مصنف یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اس جملے میں اَرْبعٍ اگرچہ موصوف کی صفت واقع ہو رہی ہے لیکن چونکہ اصل وضع کے اعتبار سے یہ (اربع) عدد کے لیے ہے۔ اور وقتی طور پر صفت بن جانا غیر منصرف کے لیے کافی نہیں۔ اس لیے اصل وضع کا اعتبار کرتے ہوئے اسے منصرف ہی کہا جائے گا۔

اس کی مزید وضاحت ان مثالوں سے ہو جاتی ہے۔ صَفْوَان کا اصل معنی ملائم پتھر ہے۔ اور اَرْنَب کا معنی خرگوش ہے۔ اگر یہ الفاظ کبھی صفت بن جائیں تو غیر منصرف نہیں ہوں گے۔ حالانکہ ان کے اندر وصف اور الف نون زائد تان یا وزن فعل ہوگا۔ اس لیے کہ اصل وضع میں وصف نہیں۔ جیسے ھٰذَا قَلْبٌ صَفْوَانٌ (یہ سخت دل ہے پتھر کی طرح) ھٰذَا رَجُلٌ اَرْنَبٌ (یہ ذلیل آدمی ہے خرگوش کی طرح)

ترکیب: اَرْنَبٌ مرفوع ہے کیونکہ فاعل ہے' علامت رفع ضمہ ہے کیونکہ اسم مفرد منصرف صحیح ہے اور وہ ضمہ اس لیے ظاہر نہ ہوا کہ اس پر اعراب حکائی کی وجہ سے کسرہ آیا ہے۔

سوال: وصف معنی مصدری ہے۔ تو اس کے ساتھ الوصفیۃ کیوں کہا؟ یا مصدریہ کو مصدر پر کیوں لے

آئے؟

جواب: وصف کے دو معنی ہیں: (۱) معنی مصدری (۲) ذات مع الوصف یہاں دوسرا معنی یعنی ذات مع الوصف مراد ہے۔ تو الوصفیہ کا معنی یہ ہوگا "ذات مع الوصف والا ہونا" اگر پہلا معنی مراد ہوتا تو اس پر یا مصدریہ نہیں لا سکتے تھے۔

سوال: الف مقصورہ زائدہ للالحاق زائدہ للتانیث، زائدہ لغیر الحاق و لغیر التانیث مع مثال ذکر کریں؟

جواب: (۱) زائدہ برائے الحاق:

اگر لفظ کے آخر میں الف الحاق کا ہو۔ تو تین حالتوں میں تین اعراب آئیں گے اور تنوین بھی آئے گی۔ لیکن جب کسی کا نام رکھ لیں تو الف تانیث کی مشابہت کی وجہ سے غیر منصرف ہوگا۔ اور تین حالتوں میں دو اعراب آئیں گے۔ جیسے اَرْطی جب نام ہو۔ تو حالت رفعی میں ضمہ تقدیری، حالت نصبی اور جری میں فتحہ تقدیری آئے گا، کسرہ نہیں آئے گا۔ اس لیے کہ غیر منصرف ہے اور جب الحاق کے لیے ہوگا تو اس پر تین حالتوں میں تین اعراب، حالت رفعی میں ضمہ تقدیری، حالت نصبی میں فتحہ تقدیری اور حالت جری میں کسرہ تقدیری ہوگا۔ اعراب کے تقدیری ہونے کی وجہ اسم مقصور ہے۔ کیونکہ الف حرکت کو قبول نہیں کرتا۔ اس لیے اعراب تقدیری ہو جاتا ہے۔ اور تنوین بھی آئے گی کیونکہ منصرف ہوتا ہے۔ اَرْطیً بروزن فَعْلیً کو جَعْفَرٌ کے ساتھ ملحق[1] مانا جاتا ہے (ابن عقیل مع الخضری ج ۲ ص ۱۰۶) اور اگر اس کو اَفْعَلُ کے وزن پر مانیں تو علم ہونے کی حالت میں معرفہ اور وزن فعل کی وجہ سے غیر منصرف ہوگا کما قال بعض النحاۃ (الخضری ج ۲ ص ۱۰۶)

(۲) زائدہ برائے تانیث:

جب ثلاثی یا رباعی کے آخر میں الف تانیث کا آجائے تو غیر منصرف ہوگا۔ اور اس پر تین حالتوں میں دو اعراب آئیں گے۔ حالت رفع میں ضمہ تقدیری اور حالت نصب و جری میں فتحہ تقدیری ہوگا۔

---

[1] الحاق یہ ہے کہ ثلاثی میں زیادتی کر کے اس کو رباعی یا خماسی کی شکل پر کرلیں یا رباعی میں زیادتی کر کے اس کو خماسی کی شکل یعنی وزن صوری پر بنالیں۔ جو وزن کسی معنی کے لیے آتا ہے، الحاق کے لیے نہ آئے گا۔ اَرْطیً کو اگر فَعْلیً کے وزن پر مانیں تو اس کی اصل اَرْطَیٌ ہے اور یہ جعفر کے ساتھ ملحق ہے۔ لام کلمہ کے بعد بعض نحوی الف کو زائد مانتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ اعراب کی مجبوری سے الف یاء سے بدل گیا کیونکہ الف حرکت کو قبول نہیں کرتا اور اگر اَفْعَلُ کے وزن پر ہو تو ملحق نہ ہوگا کیونکہ افعل کا وزن اسم تفضیل اور صفت مشبہ کے لیے آتا ہے۔ الحاق کی مزید تفصیلات کے لیے دیکھئے تحفۃ المشتاق الی دقائق الالحاق

جیسے ذِکْرٰی ، حُبْلٰی ، ضِیْزٰی ، کُبْرٰی ، صَرْعٰی ، عَطْشٰی ۲۔

(۳) زائدہ برائے غیر الحاق و تانیث:

اگر خماسی کے آخر میں خماسی کے پانچ حروف کے بعد الف زائد ہو تو وہ نہ تانیث کا ہے نہ الحاق کا۔ تانیث کا اس لیے نہیں کہ اس کے بعد تا وحدت کی لگ جاتی ہے اور تانیث کے الف کے بعد تا نہیں ہوتی جیسے قَبَعْثَرٰی سے قَبَعْثَرَاۃٌ۔ یہ تاء الحاق کے لئے اس لیے نہیں کہ خماسی سے آگے کوئی سداسی نہیں ہوتا جس سے ملحق ہو۔

اگر ثلاثی اور رباعی کے آخر میں الف زائد آئے تو اگر اس پر تنوین آئے یا آسکتی ہو تو الف الحاق کا ہوگا۔ اگر تنوین نہ آسکتی ہو تو تانیث کا ہوگا۔ تو اس صورت میں غیر منصرف ہوجائے گا۔ کیونکہ دو سببوں کے قائم مقام ہو جائے گا۔ قَبَعْثَرٰی اگر علم مونث ہو تو غیر منصرف اور اگر علم نہ ہو تو منصرف ہوگا۔ حالت جری میں کسرہ تقدیری ہوگا۔

سوال : الف ممدودہ اصل اور زائد کی اقسام اور مثالوں کے بعد یہ بتائیں کہ غیر منصرف کونسا ہوگا اور کونسا نہیں؟

جواب :
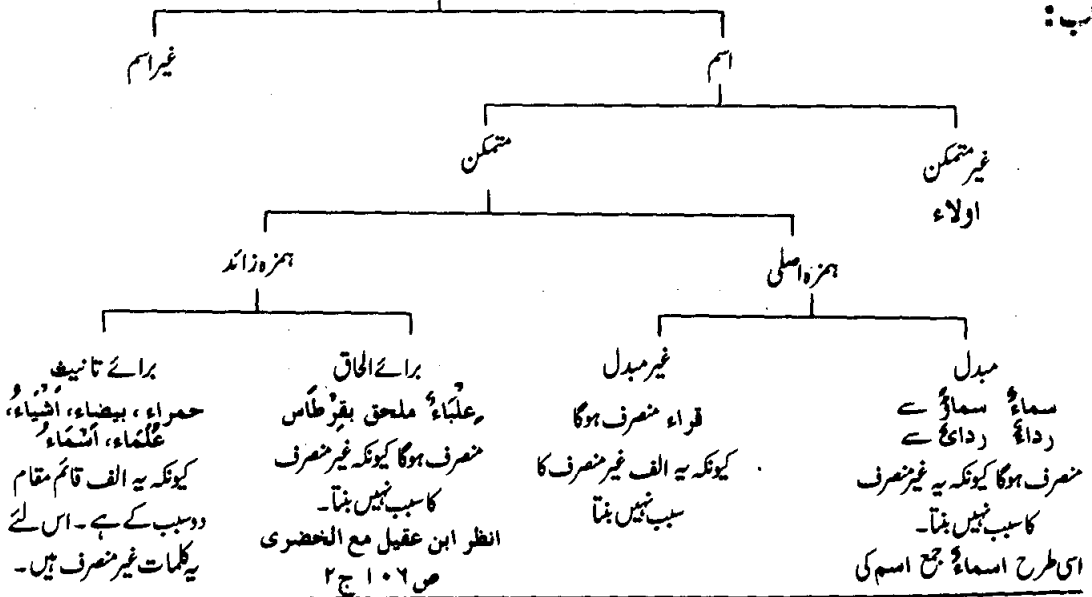
۲۔ ذکری مصدر ہے۔ حبلی کا معنی حاملہ۔ ضِیْزٰی اصل میں ضُیْزٰی تھا۔ ان کا مذکر نہیں آتا۔ کُبْرٰی کا مذکر اَکْبَرُ یہ اسم تفضیل ہے۔ عَطْشٰی کا مذکر عَطْشَانُ یہ صفت مشبہ ہے۔ صَرْعٰی ، صَرِیعٌ کی جمع ہے اور صریع ، فعیل بمعنی مفعول۔ ہے۔

سوال : جس اسم کے آخر میں الف ممدودہ ہو' اس کی اشکال کا نقشہ تحریر کریں جس میں مثالیں اور احکام بھی مذکور ہوں۔

جواب :
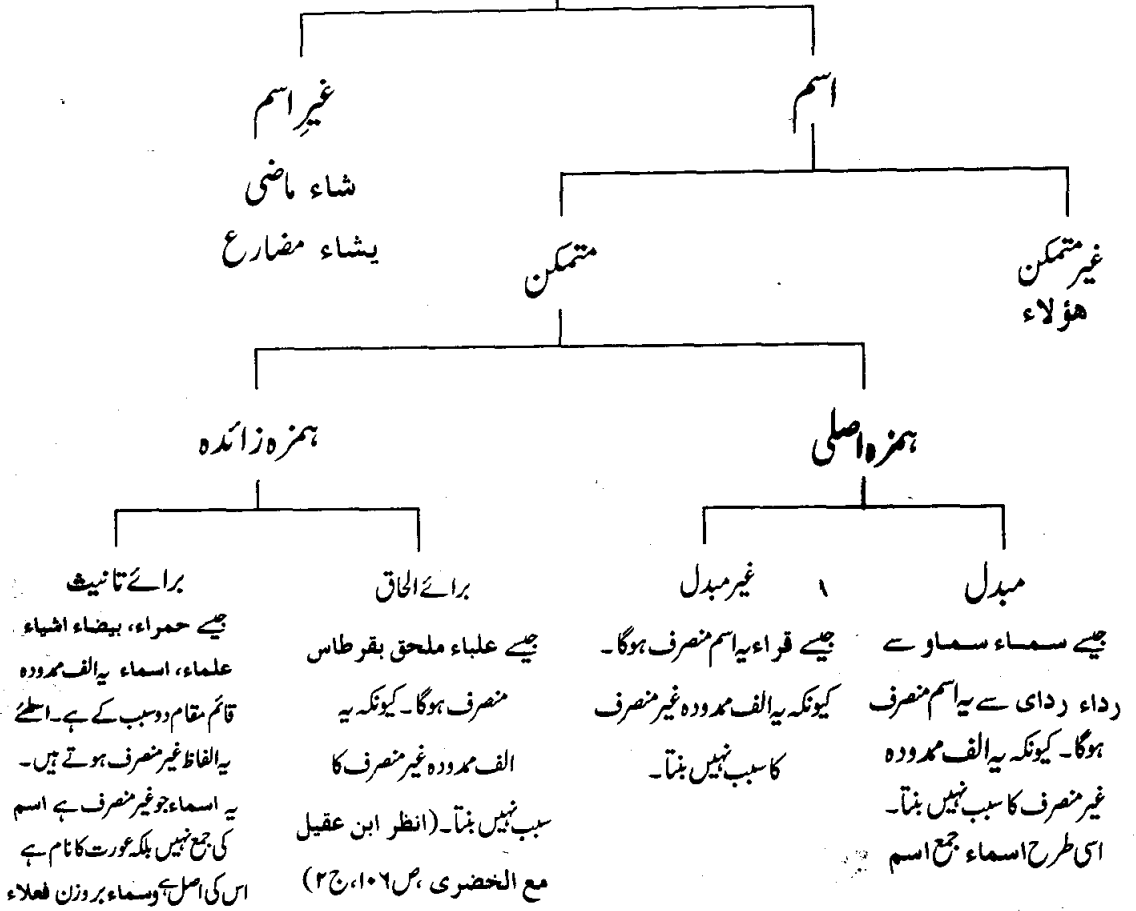
الف ممدودہ اصلی خواہ مبدل ہو یا غیر مبدل منصرف ہوگا۔ اور
الف ممدودہ زائد برائے الحاق ہو تو منصرف۔ اگر تانیث یا غیر الحاق کے لیے ہو تو غیر منصرف ہوگا۔

سوال : کیا الف ممدودہ اور الف مقصورہ صرف اسم کے آخر میں آسکتے ہیں یا کہیں اور بھی؟

جواب : الف ممدودہ اسم کے علاوہ فعل میں بھی آسکتا ہے۔ مگر فعل غیر منصرف نہ کہلائے گا۔ اور الف مقصورہ اسم' فعل اور حرف تینوں میں آسکتا ہے۔ مگر فعل اور حرف غیر منصرف نہیں ہو سکتے۔ صرف اسم ہی چند خاص صورتوں میں غیر منصرف ہوتا ہے۔

سوال : سورۃ نجم کے پہلے رکوع کی آیات کے آخری الفاظ سے مندرجہ ذیل اقسام جدا جدا کریں اسم

مقصور ' ماضی ' مضارع وہ اسم جس کے آخر میں حرف اصلی جس کی اصل واؤ یا یا ہو۔ اس کے بعد غیر منصرف کو جدا کریں

جواب:

اسم مقصور	ماضی (مبنی)	مضارع	اصلی بدل از واؤ/یا
الاولیٰ	هوی	یوحیٰ	ادنیٰ- ادنو اصل ہے
الانثیٰ	غوی	یری	المنتهیٰ--- المنتهی سے
الکبریٰ	استوی	یغشیٰ	الهدی-- الهدی سے
العزی	تدلیٰ		القوی----القوو سے
	اوحیٰ		الماوی--- الماوی سے
	رای		القویٰ-- القوو سے
	طغیٰ		الماوی-- الماوی سے
	یمنی		الاعلیٰ-- الاعلو سے

صرف درج ذیل الفاظ ان سے غیر منصرف ہیں۔

الاعلیٰ (اصله الاَعْلَوُ) ادنی (اصله اَدْنَوُ) بوجہ وزن فعل اور وصف کے۔ الانثیٰ (بروزن فعلیٰ) الکبریٰ ' العزی ' الاخریٰ ' الاولیٰ (سب بروزن فُعْلیٰ) بوجہ الف تانیث مقصورہ کے اور یہ قائم مقام دو سبب کے ہے۔

فائدہ: لفظ غَوْغَاءُ اگر غیر منصرف ہو تو حَمْرَاءُ عَوْرَاءُ کی طرح الف تانیث کا ہوگا اور اگر منصرف ہو تو قَمْقَامٌ اور صَلْصَالٌ کی طرح مضاعف رباعی ہوگا اَلْقِيْقَاءُ اور اَلزِّيْزَاءُ دونوں رباعی ہیں عِلْبَاءٌ کے آخر میں الف الحاق کا ہے۔ وزن فِعْلَال مصدر ہی ہوتا ہے جیسے قِلْقَال - قِيْقَاءٌ کی اصل قِوْقَاوٌ ہے۔ وحدت کے لئے قِيْقَاءَةٌ مستعمل ہے۔ اس کے واوی ہونے کی دلیل یہ ہے کہ اس کی جمع قَوَاقٍ آتی ہے۔ قَطَوْطَیٰ اصل میں قَطَوْطَوٌ تھا بروزن فَعَلْعَلٌ صَمَحْمَحٌ کی طرح۔ عَثَوْثَلٌ کی طرح (بروزن فَعَوْعَلٌ) نہیں ہے کیونکہ فَعَلْعَلٌ کا وزن زیادہ استعمال ہوتا ہے۔ اَلْمَرْوَرَاةُ ' اَلشَّجَوْجَاةُ بھی اصل میں اَلْمَرْوَرَوَةُ۔ اَلشَّجَوْجَوَةُ بروزن اَلْفَعَلْعَلَةُ ہے۔ (کتاب سیبویہ ج ۴ ص ۳۹۴ و ۳۹۵)

سوال: متیٰ ' حتّیٰ ' دعا ' اعلیٰ ' الفتیٰ ' یخشیٰ ' لن یخشیٰ ' اقرا ' صغریٰ ' المنتهیٰ ان سب کے آخر میں الف ہے تو کیا ان سب کا ایک حکم ہے یا الگ الگ نیز وجہ بھی ذکر کریں۔

جواب: ان تمام الفاظ کا الگ الگ حکم ہوگا۔ ان کی نوع کو دیکھ کر ان پر حکم لگایا جائے گا۔ چنانچہ مَتٰی:

اسم استفہام ہے اور مشابہ مبنی ہونے کے سبب مبنی علی الالف حَتّٰی: حرف جار ہے۔ مبنی الاصل ہونے کی وجہ سے مبنی علی السکون ہے۔ لا محل له من الاعراب دَعَا: فعل ماضی مبنی الاصل ہے۔ مبنی علی الفتحة المقدرة۔ لا محل له من الاعراب۔ اس کی اصل دَعَوَ ہے۔ اَعْلٰی: وزن فعل اور صفت ہونے کے سبب غیر منصرف شمار ہوتا ہے۔ اس پر دو علامتیں آئیں گی۔ حالت رفع میں ضمہ مقدرہ اور حالت نصب و جر میں فتحہ مقدرہ۔ اس کا وزن اَفْعَلُ ہے الفَتٰی: اسم مقصور ہے۔ اس لیے تین حالتوں میں تین اعراب تقدیری ہوں گے۔ حالت رفع میں ضمہ تقدیری' حالت نصب میں فتحہ تقدیری اور حالت جر میں کسرہ تقدیری ہوگا۔ اگر فتٰی کسی عورت کا نام رکھ لیں تو تانیث معنوی اور معرفہ ہونے کی وجہ سے غیر منصرف ہوگا۔ اس صورت میں دو علامات اعراب آئیں گی' حالت رفع میں ضمہ تقدیری' حالت نصب میں حالت جر میں فتحہ تقدیری۔ اس پر تنوین نہ آئیگی۔ جیسے لَظٰی ارشاد باری ہے کلا انها لظى ○ نزاعة للشوى (المعارج ۱۵ ۱۶) ترجمہ: تحقیق وہ آگ ہے شعلے والی ادھیڑنے والی ہے منہ کی کھال کو

لَظٰی دوزخ کے ایک طبقہ کا نام ہے۔ غیر منصرف ہونے کے سبب اس پر تنوین نہیں ہے۔ دوزخ کے نام مؤنث ہیں اس لیے اس کے لیے مؤنث کی ضمیر اور صیغے آئے ہیں۔ ہاء ضمیر بھی مؤنث اور نزاعة بھی مؤنث۔ یاد رہے کہ لَظٰی کے شروع میں لام حرف تاکید نہیں' بلکہ فا کلمہ ہے جیسے تَلَظّٰی میں ہے ارشاد باری تعالی ہے

فَاَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظّٰى (اللیل ۱۴) ترجمہ پس ڈرایا میں نے تم کو آگ سے جو شعلہ مارتی ہے

یَخْشٰی: فعل مضارع۔ اصل میں یَخْشَیُ تھا۔ تعلیل کرتے ہوئے (ـَیُ) یا کو الف سے بدلا تو یَخْشَا ہو گیا مگر اس کو یا کے ساتھ یَخْشٰی لکھا جاتا ہے۔ یہ معرب ہے کیونکہ ناصب اور جازم داخل ہو کر اپنا اپنا عمل کرتے ہیں۔ جب حرف نصب داخل ہوگا تو اسے نصب دے گا تو یَخْشَیُ سے لَنْ یَخْشَیَ ہو جائے گا۔ اور تعلیل کے بعد لَنْ یَخْشٰی بن جائے گا۔ اس کے آخر میں جو الف ہے' اسے مقصور کا الف اس لیے نہیں کہہ سکتے کہ اس پر جر کی وجہ سے کسرہ یا تنوین نہیں آتی کیونکہ یہ دونوں صرف اسم کے ساتھ خاص ہوتے ہیں۔ اگر فعل کے آخر میں الف آئے تو اسے الف مقصورہ نہیں کہہ سکتے کیونکہ الف مقصور پر تنوین اور کسرہ ماننا پڑے گا جو فعل پر نہیں آسکتے۔

لیکن اس کے برعکس اگر یَخْشٰی کسی عورت یا مرد کا نام ہو تو وزن فعل اور علمیت کی وجہ سے غیر منصرف ہوگا کیونکہ اس وقت یہ فعل نہ رہا' اسم بن گیا۔

لَنْ یَخْشٰی: فعل مضارع۔ لن ناصبہ کی وجہ سے اس کی اصل لن یخشی ہوگی۔ پھر تعلیل ہو کر ـَیَ کو الف سے بدلا تو لَنْ یَخْشٰی ہو گیا۔ معرب کہیں گے کیونکہ حرف ناصب داخل ہو کر عمل کرتا

ہے۔ اسی طرح جازم جب داخل ہوگا تو اپنا عمل کرے گا تو لَمْ یَخْشَ ہو جائے گا۔ اس الف کو الف مقصورہ اس لیے نہیں کہہ سکتے کہ پھر اس میں الف مقصورہ کے احکام ثابت کرنے پڑیں گے اور وہ صرف اسم پر آ سکتے ہیں، فعل اس سے مطلقاً خارج ہے۔

اِقْرَا: فعل امر حاضر معروف مبنی الاصل ہے۔ لا محل له من الاعراب

صُغْریٰ عورت کا نام ہو یا نہ دونوں صورتوں میں یہ لفظ تانیث بالالف المقصورہ ہے۔ اس کا مذکر اَصْغَرُ ہے۔ تانیث بالالف المقصورہ ایک سبب دو کے قائم مقام ہے اس لئے غیر منصرف ہوا۔ اس پر تین حالتوں میں دو اعراب ہوں گے۔ حالت رفع ضمہ تقدیری کے ساتھ، حالت نصب و جر فتحہ تقدیری کے ساتھ ہوگی۔

المنتھیٰ اسم مقصور اصل میں الْمُنْتَهَيُ تھا (یَ یُ) یعنی یاء متحرک ما قبل مفتوح کو الف سے بدل دیا۔ الْمُنْتَهٰى رہ گیا۔ اس پر تین حالتوں میں تین اعراب ہوں گے۔ حالت رفع میں ضمہ تقدیری، حالت نصب میں فتحہ تقدیری اور حالت جر میں کسرہ تقدیری ہوگا کیونکہ اسم مقصور کا یہی اعراب ہوتا ہے۔ اگر شروع میں الف لام نہ ہو تو تنوین بھی آ سکتی ہے، اس کے برعکس اگر المنتھی کسی عورت کا نام رکھ لیں تو غیر منصرف بن جائے گا۔ اور پھر اگر الف لام نہ بھی لگا ہو تب بھی تنوین نہیں آئے گی کیونکہ غیر منصرف ہو گیا ہے تانیث اور علمیت کی وجہ سے۔ اس وقت تانیث معنوی ہوگی۔ آخر کا الف، لام کلمہ ہے، الف تانیث زائدہ نہیں ہے۔

سوال: الا کے استعمالات اور معانی لکھیں۔

جواب: لفظ اِلَّا کا استعمال کئی طرح سے ہوتا ہے جو درج ذیل ہیں:

(۱) اِلَّا جب حرف استثناء ہو تو اس وقت "مگر" یا "سوا" کے معنی دے گا جیسے جاء القومُ الا زیدًا اور اس اِلَّا کے بعد اسم کا ہونا ضروری ہوتا ہے۔ خواہ اسم صریح ہو یا اسم مئوول۔ اسم صریح کی مثال اوپر درج ہے۔ اسم مئوول کی مثال جیسے ولستم بآخذیہ اِلَّا ان تغمضوا فیہ (البقرہ ۲۶۷)

ترجمہ: اور نہیں تم لینے والے اس کے مگر یہ کہ تم چشم پوشی کرو اس میں۔

(۲) اِلًّا اسم ہو جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے لا یرقبون فی مومن اِلًّا ولا ذمۃ (التوبہ ۱۰)

ترجمہ: نہیں رعایت کرتے کسی مسلمان کے بارے میں رشتہ داری کی اور نہ عہد کی

یہاں اِلًّا بمعنی رشتہ داری کے ہے۔ اس پر تنوین ہونا بھی اسم کی نشاندہی کر رہا ہے۔

ارشاد باری ہے لو کان فیھما آلھۃ الا اللہ لفسدتا تفسیر جمل میں ہے کہ یہ "اِلَّا" بمعنی "غیر" اسم ہے۔

(۳) اِلَّا فعل ہو جیسے اگر بالفرض اِلَّا سے اِضْرِبَا کے وزن پر فعل بنے تو اِئْلِلَا آئے گا۔ اِئْلِلَا کے آخر میں دو حرف ایک جنس کے ہیں جو ادغام کا تقاضا کرتے ہیں۔ اس لیے اِئْلِلَا کے پہلے لام کو ساکن کر کے اس کا کسرہ اس سے پہلے حرف ہمزہ کو دے دیا جو ساکن ہے۔ ہمزہ ساکن کو حرکت ملنے کے باعث ہمزہ وصلی کی ضرورت نہ رہی اس لیے ہمزہ وصلی ختم ہو گیا تو یہ لفظ ئِلَّا اب اصل شکل میں لکھا تو اِلَّا ہو گیا

(۴) اِلَّا مرکب ہو اِنْ اور لَا سے۔ اس صورت میں اِلَّا شرطیہ نافیہ ہوگا۔ شرطیہ ان شرطیہ کی وجہ سے اور نافیہ لائے نافیہ کی وجہ سے۔ نون کو لام سے بدل کر ادغام کر دیا' دونوں اکٹھے ہوئے تو الا بنا۔ اب الا کو اکٹھا شرطیہ نافیہ کہہ دیا۔ اس اِلَّا کے بعد جزا کا ہونا ضروری ہے۔ یہ جملہ شرط پہلی شرط کی نقیض ہوا کرتا ہے یعنی جب پہلے والی صورت نہ ہو۔ اس کے بعد عموماً "فا" یا "فعل مضارع" ہوتا ہے جیسے

ارشاد فرمایا الا تنصروہ فقد نصرہ اللہ اذ اخرجہ الذین کفروا ثانی اثنین اذ ہما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا التوبہ ۳۸)

ترجمہ اگر مدد نہ کی تم نے پیغمبر(ﷺ) کی تو بیشک مدد کی اللہ نے آپ کی جب نکالا آپ کو کافروں نے جب کہ آپ دو میں سے ایک تھے جب کہ وہ دونوں غار میں تھے جب کہ آپ اپنے ساتھی سے کہہ رہے تھے غم مت کر اللہ ہمارے ساتھ ہے

نبی کریم ﷺ کا ارشاد کہ۔ اذا خطب الیکم من ترضون دینہ وخلقہ فزوجوہ الا تفعلوہ تکن فتنۃ فی الارض وفساد عریض اخرجہ الترمذی (جامع الاصول ج۱۱ص ۴۶۵)

ترجمہ جب پیغام نکاح بھیجے تمہاری طرف وہ شخص جس کے دین اور اخلاق کے بارے میں تمہیں تسلی ہو تو اس کا نکاح کر دو' اگر تم نے نہ کیا تو زمین میں فتنہ اور بڑا فساد ہو گا۔

ہدایہ النحو میں ہے وَاِلَّا یَجِبُ مَنْعُہٗ "ورنہ اس کو غیر منصرف پڑھنا واجب ہے" یہاں بھی الا شرطیہ نافیہ ہے۔

ملحوظہ: اکثر طلباء اس اِلَّا کو یعنی الا شرطیہ کو استثنائیہ سمجھ کر اس کے لیے مستثنیٰ اور مستثنیٰ منہ تلاش کرنے لگتے ہیں حالانکہ یہ شرطیہ ہے۔ اس کے لیے تو جزاء کی ضرورت ہوتی ہے نہ کہ مستثنیٰ منہ کی اور اگر وَاِلَّا ہو تو معطوف علیہ کی حاجت بھی ہوگی۔ اس کا ترجمہ "ورنہ" کرتے ہیں جیسے والا یجب منعہ کا معنی ہے ورنہ واجب کہ اس کو غیر منصرف پڑھنا۔

سوال: والا یجب منعہ میں اِلَّا کون سا ہے۔ نیز معطوف علیہ اور شرط و جزا ذکر کریں۔

جواب : یہاں الا شرطیہ نافیہ ہے۔ اصل اس کی ہے ان لا - چونکہ نون ساکن کے بعد یرملون کے مجموعہ میں سے لام آیا ہے اس لیے نون کا لام میں ادغام کردیا تو الا ہو گیا۔

والا یجب منعہ یہ عبارت کتاب ہدایہ النحو سے نقل کی گئی ہے' اس میں اس کا معطوف علیہ یوں ہے ان کان ثلاثیا ساکن الاوسط غیر اعجمی اور اس کی شرط محذوف ہے - تقدیر عبارت یوں ہے : وان لا یکن ثلاثیا ساکن الاوسط غیر اعجمی یجب منعہ -اس میں " یجب منعہ " جزاء ہے۔

سوال: تانیث معنوی کی جملہ اقسام کا نقشہ اور حکم ذکر کریں۔

جواب: نقشہ
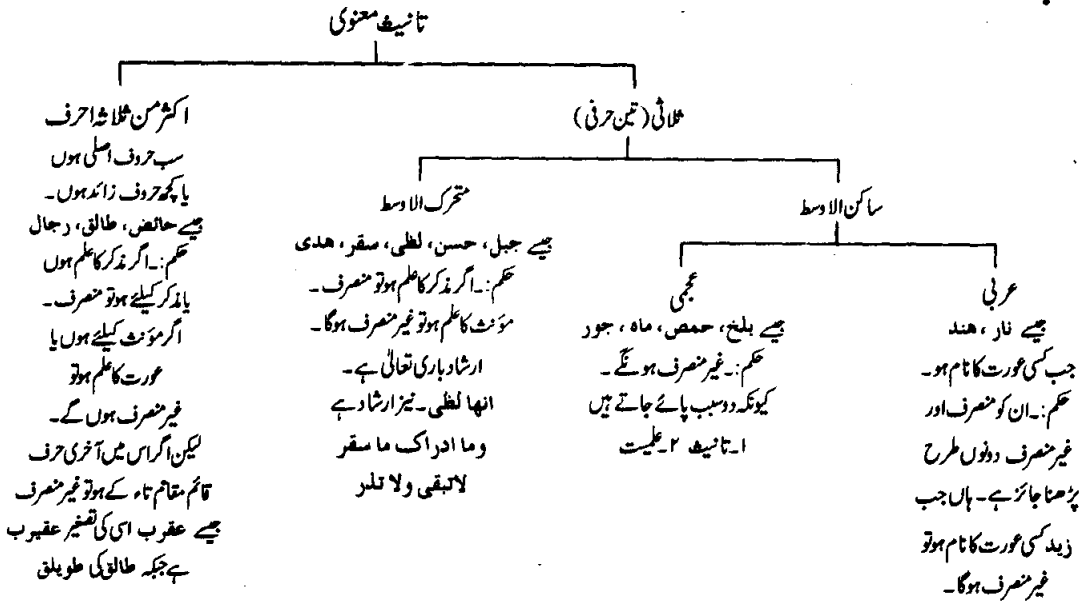
أما المعرفة فلا يعتبر منها في منع الصرف منها الا العلمية و تجتمع مع غير الوصف.
اما العجمة فشرطه أن يكون علما في العجمة أو زائدا على ثلاثة أحرف كابراهيم أو ثلاثيا متحرك الأوسط كشتر فلجام منصرف لعدم العلمية و نوح منصرف لسكون الأوسط.
أما الجمع فشرطه أن يكون على صيغة منتهى الجموع وهو أن يكون بعد ألف الجمع حرفان كمساجد أو حرف مشدد كدواب أو ثلاثة احرف أوسطها ساكن غير قابل للهاء كمصابيح فصياقلة و فرازنة منصرف لقبولهما الهاء. وهو أيضا قائم مقام السببين الجمعية و لزومها و امتناع أن يجمع مرة أخرى جمع التكسير فكأنه جمع مرتين.

ترجمہ: پھر معرفہ تو نہیں معتبر غیر منصرف ہونے میں اس میں سے سوائے علمیت کے اور جمع ہوتی ہے علمیت وصف کے علاوہ کے ساتھ۔
پھر عجمہ تو اس کی شرط یہ کہ علم ہو عجمہ میں اور تین حرفوں سے زائد ہو جیسے ابراھیم یا تین حرفی ہو جس کا درمیان والا متحرک ہو جیسے شتر لہذا لجام منصرف ہے علمیت کے نہ ہونے کی وجہ سے اور نوح منصرف ہے درمیانے حرف کے ساکن ہونے کی وجہ سے۔
پھر جمع تو اس کی شرط یہ ہے کہ وہ منتہی الجموع کے وزن پر ہو اور وہ یہ کہ الف جمع کے بعد دو حرف ہوں جیسے مساجد یا ایک مشدد حرف ہو جیسے دواب یا تین حرف ہوں درمیان والا حرف ساکن ہو ھاء کو قبول کرنے والا نہ ہو جیسے مصابیح تو صیاقلة اور فرازنة منصرف ہیں ھاء کو قبول کرنے کی وجہ سے اور وہ بھی دو سبب کے قائم مقام ہے جمع ہونا اور اس کا لازم ہونا اور اس بات کا منع ہونا کہ اس کی دوبارہ جمع تکسیر لائی جائے تو گویا کہ اس دو مرتبہ جمع لائی گئی ہے۔

سوالات

سوال: معرفہ کی جملہ اقسام سے صرف علمیت کو سبب کیوں بنایا؟
سوال: کس کس نبی علیہ السلام کا نام منصرف ہے اور کس کا غیر منصرف اور کیوں؟
سوال: غیر عربی لفظ کے عربی میں آنے کی کتنی صورتیں ہیں؟ نیز کون کون سی منصرف ہوں گی اور کون سی غیر منصرف۔ نقشہ بنا کر واضح کریں۔
سوال: لفظ عیسیٰ اور موسیٰ منصرف ہیں یا غیر منصرف؟
سوال: جمع کی اقسام احکام امثلہ سمیت نقشہ میں واضح کریں۔

سوال: قولہ : فشرطه ان یکون علی صیغة منتهی الجموع اس کی وضاحت کرتے ہوئے یہ بتائیں کہ صیغہ سے یہاں کیا مراد ہے اور اس کی کتنی صورتیں ہیں؟

سوال: بعولة' صیاقلة' فرازنة اور ملائکة کے آخر میں تا کیوں لگائی گئی ہے؟

سوال: مکی' فلسفی اور منطقی کی جمع کیا ہوگی؟

سوال: جمع دو سبب کے قائم مقام کیوں ہے؟ اس کی وضاحت کریں۔

سوال: یمان' شآم' ثمان' حزاب' شناح میں جمع منتہی الجموع کا وزن ہے' حالانکہ مفرد ہیں۔ کیوں؟

سوال: جمع کو علم بنائیں تو کیا حکم ہے؟ مع مثال تحریر کریں۔

حل سوالات

سوال: معرفہ کی جملہ اقسام سے صرف علمیت کو سبب کیوں بنایا؟

جواب: معرفہ کی کل سات قسمیں ہیں۔ (۱) ضمیر (۲) اسم اشارہ (۳) اسم موصول (۴) معرف باللام (۵) علم (۶) جو پہلی پانچ قسموں سے کسی ایک کی طرف مضاف ہو (۷) منادیٰ ۔ ان میں سے ضمائر' اسمائے اشارات' اسمائے موصولہ ہمیشہ اور منادیٰ عموماً" مبنی ہوتے ہیں اور مبنی غیر منصرف کا سبب نہیں بن سکتا۔ اضافت اور الف لام کی وجہ سے تو غیر منصرف پر بھی حالت جری میں کسرہ آجاتا ہے لہٰذا صرف علم ہی غیر منصرف کا سبب بن سکا۔

اضافت اور الف لام کے باعث غیر منصرف پر کسرہ آنے کی مثالیں: صلینا فی المساجد۔ مررت بمساجدھم ۔ مساجد جمع منتہی الجموع کے باعث غیر منصرف تھا لیکن الف لام اور اضافت کے باعث حالت جری میں کسرہ آجاتا ہے لہٰذا یہ بھی غیر منصرف ہونے کا سبب نہیں بن سکتیں۔

سوال: کس کس نبی علیہ السلام کا نام منصرف ہے اور کس کا غیر منصرف اور کیوں؟

جواب: صالح' ھود' شعیب' نوح اور لوط اور محمد صلی اللہ علیه وعلی جمیع الانبیاء والمرسلین۔ ان پیغمبروں کے نام منصرف ہیں۔ ان کے علاوہ باقی انبیاء کے نام غیر منصرف ہیں۔ ان کے منصرف ہونے کی وجہ درج ذیل ہے۔

صالح علیه السلام کا نام اس لیے منصرف ہے کہ عربی ہے اور اس میں اسباب منع صرف کے دو سبب نہیں پائے جاتے۔ صرف ایک سبب علم ہے۔

ھود' نوح اور لوط علی نبینا وعلیھم الصلوۃ والسلام کے نام اس لیے منصرف ہیں کہ یہ عجمہ تین حرفی ہیں اور درمیان والا حرف ساکن بھی ہے۔ ان کے منصرف پڑھنے میں کوئی ثقل نہیں۔

ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ کے نام میں بھی صرف ایک سبب علم پایا جاتا ہے۔ غیر منصرف کے

لیے دو سبب یا ایک جو دو کے قائم مقام ہو' کا ہونا ضروری ہے۔ حضرت شعیب علیہ السلام کا نام بھی منصرف پڑھا جائے گا اس لیے کہ صرف ایک سبب اسباب منع صرف میں سے پایا جاتا ہے جو دو اسباب کے قائم مقام نہیں اور وہ علم ہے۔

اس کے علاوہ جن پیغمبروں کے نام قرآن مجید میں آئے ہیں' وہ سارے غیر منصرف استعمال ہوتے ہیں اور ان میں اسباب منع صرف کے اسباب میں سے دو سبب علم اور عجمہ پائے جاتے ہیں۔ پیغمبروں کے نام درج ذیل ہیں:

موسیٰ علیہ السلام' عیسیٰ علیہ السلام' زکریا علیہ السلام' ابراھیم علیہ السلام' یحییٰ علیہ السلام' ھارون علیہ السلام' یوسف علیہ السلام' یعقوب علیہ السلام' داؤد علیہ السلام' اسمٰعیل علیہ السلام' اسحق علیہ السلام' ایوب علیہ السلام' سلیمان علیہ السلام یہ لفظ سلیمان یا علمیت والف نون زائدتان کی وجہ سے اور یا علم و عجمہ کی وجہ سے غیر منصرف ہے۔

سوال: غیر عربی لفظ کے عربی میں آنے کی کتنی صورتیں ہیں؟ نیز کون کون سی منصرف ہوں گی اور کون سی غیر منصرف۔ نقشہ بنا کر واضح کریں۔
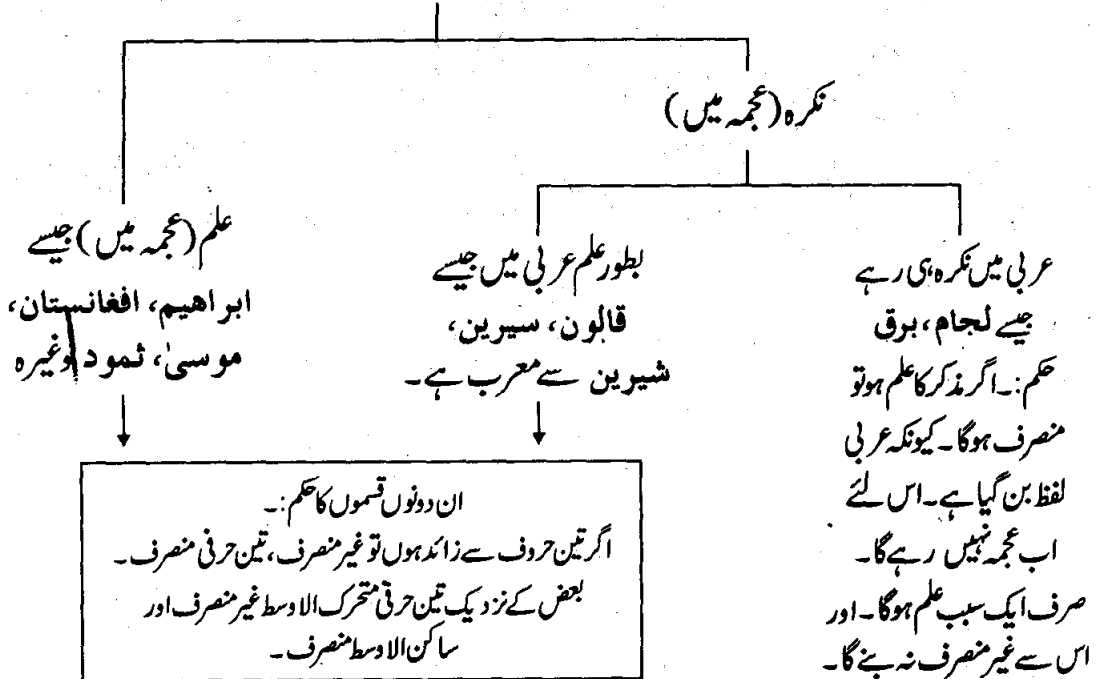
جواب:

سوال: لفظ عیسیٰ اور موسیٰ منصرف ہیں یا غیر منصرف؟

جواب: عیسیٰ اور موسیٰ غیر منصرف الفاظ ہیں کیونکہ ان میں اسباب منع صرف میں سے دو سبب پائے جاتے ہیں (۱) علم (۲) عجمہ۔ ان کا اعراب غیر منصرف والا ہوگا یعنی حالت رفع ضمہ تقدیری (آخر میں الف مقصورہ ہے اس لیے اعراب تقدیری ہے) حالت نصب وجر میں فتحہ تقدیری ہوگا۔

سوال: جمع کی اقسام احکام وامثلہ سمیت نقشہ میں واضح کریں۔

جواب:
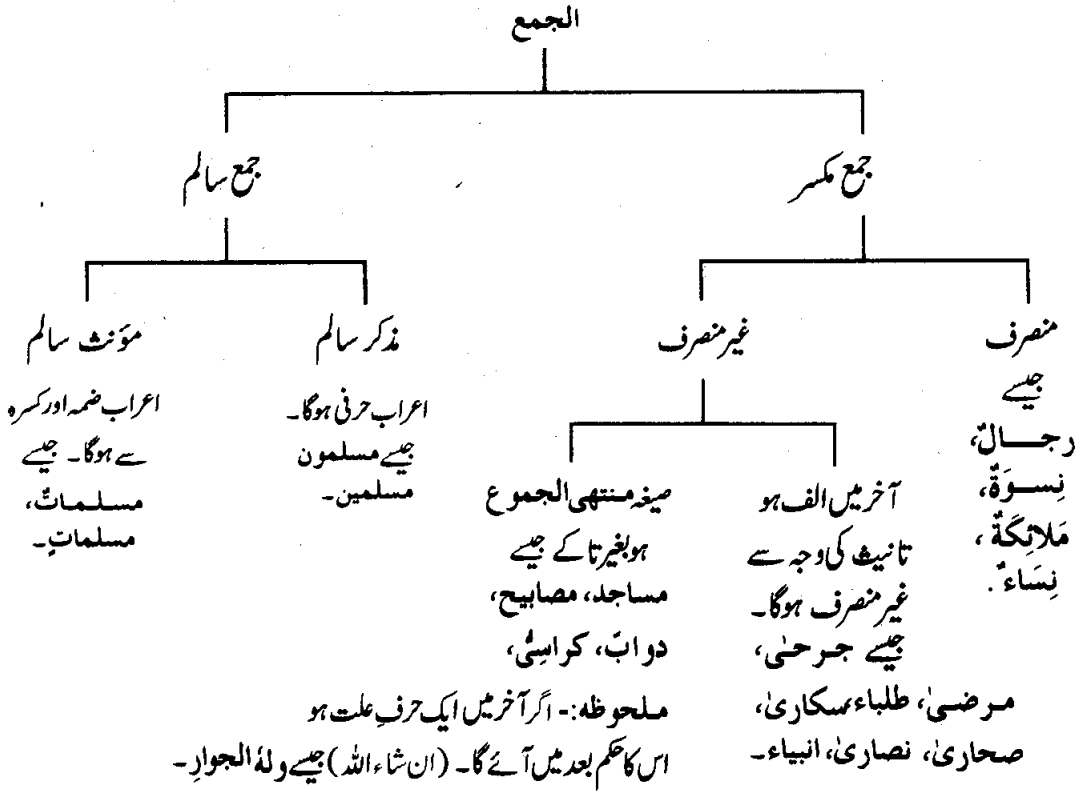
سوال: قوله: فشرطه ان يكون على صيغة منتهى الجموع اس کی وضاحت کرتے ہوئے یہ بتائیں کہ صیغہ سے یہاں کیا مراد ہے اور اس کی کتنی صورتیں ہیں؟

جواب: جمع کے غیر منصرف کا سبب بننے کی شرط یہ ہے کہ وہ منتہی الجموع کے صیغہ پر ہو۔ صیغہ سے مراد یہاں وزن صوری ہے جس میں صرف ضمہ، فتحہ، کسرہ اور سکون کا ایک جیسا ہونا ضروری ہے۔ اصل اور زائد کا مقابلہ نہیں ہوتا۔ مساجد، خوالف، اکابر تینوں کا وزن صوری (ـَ ـَ ا ـِ ـْ) مفاعل ہے جبکہ وزن صرفی بالترتیب مفاعل، فواعل اور افاعل ہے۔ صیغہ منتہی الجموع کے کل اوزان صوریہ دو ہیں۔ (ـَ ـَ ا ـِ ـْ)، (ـَ ـَ ا ـِ یْ ـْ)۔ ان کو مفاعل اور مفاعیل کہہ دیا جاتا ہے

البتہ ادغام کے بعد ایک تیسری شکل بھی پیدا ہو جاتی ہے (ـَ ـَ ا ـّ) جیسے دواب، صواف (مزید تفصیل کے لیے مفتاح الصرف دیکھیں)

مثالیں: مَسَاجِدُ، مَصَابِيحُ، تَوَابِعُ، اَكَابِرُ، مَدَارِسُ، دَوَابُّ، كَرَاسِيُّ، تَنَاصِبُ، قَرَاطِيسُ، صَنَادِيقُ، ضَرَائِرُ، شَمَائِلُ، اَوَامِرُ، طَوَاحِنُ، دَوَاخِنُ، اَرَاهِطُ، اَكَارِعُ، اَبَاطِيلُ، اَحَادِيثُ، اَعَارِيضُ، اَقَاطِيعُ، مَحَاسِنُ، مَشَابِهُ، مَيَاسِيرُ، مَنَاكِيرُ، مَسَانِيدُ، مَذَاكِيرُ، اَنَاسِيُّ، طَرَابِيُّ، اَرَاضِيُّ، اَهَالِيُّ، لَيَالِيُّ، دَوَانِيقُ، خَوَاتِيمُ، رَوَازِيقُ۔

سوال: بعولة، صياقلة، فرازنة اور ملائكة کے آخر میں تا کیوں لگائی گئی ہے؟

جواب: بُعُوْلَةٌ (بَعْلٌ کی جمع) حِجَارَةٌ (حَجَرٌ کی جمع) صَيَاقِلَةٌ (صَيْقَلٌ کی جمع) فَرَازِنَةٌ (فِرْزَانٌ کی جمع) اور مَلَائِكَةٌ (مَلَكٌ کی جمع ہے۔ اصل مَلْاَكٌ ہے) ان کے آخر میں تاء مبالغہ کے لیے ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مَفَاعِلَةٌ کا وزن صوری مفرد میں آتا ہے جیسے عَلَانِيَةٌ، كَرَاهِيَةٌ وغیرہ اس وجہ سے ملائکہ وغیرہ غیر منصرف نہ رہا بلکہ منصرف بن گیا۔

سوال: مکی، فلسفی اور منطقی کی جمع کیا ہوگی؟

جواب: مكيٌّ کی جمع مَكِّيُّوْنَ اور فَلْسَفِيٌّ کی جمع فَلَاسِفَةٌ اور مَنْطِقِيٌّ کی جمع مَنَاطِقَةٌ آئے گی۔ جمع منتہی الجموع تاء والا وزن عموماً اسم منسوب یا عجمی لفظ کی جمع میں استعمال ہوتا ہے جبکہ اسم منسوب میں علاوہ یاء نسبت کے حرف یا زائد ہوں۔ اگر چار حرفوں سے کم ہوگا تو اس کی جمع، منتہی الجموع کے صیغہ پر نہیں آئے گی جیسے فَلْسَفِيٌّ کی جمع فَلَاسِفَةٌ ہے لیکن مکی کی جمع مکیون ہے۔ مکی چونکہ تین حرف ہیں، چار سے کم ہیں، اس لیے منتہی الجموع کے وزن پر جمع نہیں آئی۔

عجمی لفظ کی مثالیں صیاقلة اور فرازنة ہیں جو بالترتیب صیقل (مشین) اور فرزان کی جمع ہیں۔

سوال: جمع دو سبب کے قائم مقام کیوں ہے؟ اس کی وضاحت کریں۔

جواب: اس لیے کہ ایک تو فی الحال جمع ہے۔ دوسرا یہ کہ اس کو جمع ہونا لازم ہے۔ گویا یہ ڈبل جمع ہے۔ ایک وقتی، دوسرے دائمی۔ اور جمعیت کا لازم ہونا دو وجہ سے ہے۔ ایک تو اس لیے کہ عربی میں یہ وزن مفرد نہیں آتا مگر چند الفاظ شاذ ہیں جیسے ثَمَانٍ، شَنَاحٍ۔ دوسرا یہ کہ اس کی جمع مکسر نہیں آتی جیسے اقوال کی جمع اقاویل، اسورة کی جمع اساور، اکلب کی جمع اکالب آتی ہے۔

كَلْبٌ + کلب + کلب = اَكْلُبٌ: یعنی کلب کی جمع اکلب ہے، بمعنی کتوں کی چھوٹی جماعت

اَكْلُبٌ + اکلب + اکلب = اَكَالِبُ: یعنی اکلب کی جمع اکالب ہے، یعنی کتوں کی کئی چھوٹی جماعتیں

اکالب + اکالب + اکالب = اکالب : یعنی اَکَالِبُ کی جمع بھی اَکَالِبُ ہی رہے گی، کتوں کی جماعتوں کے مجموعے کے لیے بھی اَکَالِبُ ہی بولا جائے گا۔ ایک کتے کو کلب کہتے ہیں تین کتوں کو اَکْلُبٌ کہیں گے اور کہیں تین تین کتوں کی ٹولیاں ہوں ان کو اَکَالِبُ کہیں گے اور مختلف جگہوں میں تین تین کتوں کی تین تین ٹولیں ہوں تو ان کے لئے اَکَالِبُ کی کوئی اور جمع مکسر نہیں آئے گی یا اَکَالِبُ کہیں گے اور یا الف تا زیادہ کرکے اَکَالِبَاتٌ کہہ دیں گے۔

اسی طرح قَوْلٌ + قول + قول = اَقْوَالٌ : معنی کئی باتیں اور

اَقْوَالٌ + اقوال + اقوال = اَقَاوِیْلُ : معنی کئی باتوں کا مجموعہ اور

اَقَاوِیْلُ + اقاویل + اقاویل = اَقَاوِیْلُ : اقوال کے مجموعوں کی جماعتیں۔ یعنی اگر اس جمع منتہی الجموع کی جمع مکسر بنانا چاہیں تو یہی صیغہ رہے گا البتہ جمع سالم کا آنا ممکن ہے جیسے صَاحِبَةٌ کی جمع صَوَاحِبُ اور صَوَاحِبُ کی جمع صَوَاحِبَاتٌ۔

سوال : یَمَانٍ، شَآمٍ، ثَمَانٍ، حَزَابٍ، شَنَاحٍ میں جمع منتہی الجموع کا وزن ہے، حالانکہ مفرد ہیں۔ کیوں؟

جواب : یہ الفاظ منتہی الجموع کے وزن پر ہیں اور مفرد ہیں۔ یہ الفاظ شاذ ہیں۔ حزاب چھوٹا قد۔ شناح طویل۔ ثمان آٹھ۔ رباع چار۔ یَمَانٍ اصل میں یَمَانِیٌ ہے۔ اسی طرح شآم اصل میں شَآمِیٌ ہے۔ ان کا معنی یمن، شام کا رہنے والا ہیں۔ اور یَمَانِیٌ اور شَآمِیٌ اصل میں یَمْنِیٌّ اور شَأْمِیٌّ تھا۔ ایک یاء کے عوض الف بڑھالیا۔ اس طرح یَمَانِیٌ اور شَآمِیٌ ہوا جو تعلیل ہو کر یَمَانٍ اور شَآمٍ رہ گیا۔ اصل میں یہ وزن نہیں تھا۔

سوال : جمع کو علم بنائیں تو کیا حکم ہے؟ مع مثال تحریر کریں۔

جواب : اگر کوئی لفظ جمع منتہی الجموع کے وزن پر ہو اور اس کا علم بنائیں تو بھی وہ غیر منصرف ہی رہے گا جیسے هَوَازِنُ، شَرَاحِیلُ قبائل کے نام ہیں۔ حَضَاجِرُ مونث بجو کا علم ہے۔ (اصل معنی بڑے پیٹ کا۔ حِضَجْرٌ بڑے پیٹ والا) لفظ سَرَاوِیْلُ بھی غیر منصرف ہے۔ اس کو سِرْوَالَةٌ کی جمع مانتے ہیں۔ اصل میں سِرْوَالَةٌ شلوار میں نیفے کے پیچ کا نام ہے۔

أما التركيب فشرطه أن يكون علما بلا اضافة و لا اسناد كبعلبك فعبد الله منصرف و معديكرب غير منصرف و شاب قرناها مبنى.

أما الالف و النون الزائدتان ان كانتا فى اسم فشرطه أن يكون علما كعمران و عثمان فسعدان اسم نبت منصرف لعدم العلمية و ان كانتا في صفة فشرطه أن لا يكون مؤنثه فعلانة فندمان منصرف لوجود ندمانة .

وأما وزن الفعل فشرطه أن يختص بالفعل ولا يوجد فى الاسم الا منقولا عن الفعل كشمر ضرب وان لم يختص به فيجب أن يكون فى اوله احدى حروف المضارعة ولا يدخله الهاء كأحمد و يشكر وتغلب و نرجس فيعمل منصرف لقبولها الهاء كقولهم ناقة يعملة .

ترجمہ: پھر ترکیب تو اس کی شرط یہ کہ وہ علم ہو بغیر اضافت اور بغیر اسناد کے جیسے بعلبک تو عبد اللہ منصرف ہے اور شاب قرناھا مبنی ہے۔

پھر الف نون زائدتان اگر اسم میں ہوں تو شرط یہ ہے کہ وہ علم ہو جیسے عمران اور عثمان پس سعدان ایک بوٹی کا نام منصرف ہے علمیت کے نہ ہونے کی وجہ سے اور اگر یہ دونوں صفت میں ہوں تو اسکی شرط یہ ہے کہ اسکی مؤنث فعلانۃ کے وزن پر نہ ہو پس ندمان منصرف ہے ندمانۃ کے پائے جانے کی وجہ سے

پھر وزن فعل تو اس کی شرط یہ ہے کہ وہ فعل کے ساتھ خاص ہو اور نہ پایا جائے اسم میں مگر فعل سے منقول ہو کر جیسے شَمَّرَ اور ضُرِبَ اور اگر نہ خاص ہو اس کے ساتھ تو واجب ہے کہ اس کے شروع میں حروف مضارع میں سے ایک حرف ہو اور اس پر ھاء داخل نہ ہو جیسے احمد ' یشکر ' تغلب اور نرجس پس یعمل منصرف ہے ھاء کو قبول کرنے کی وجہ سے جیسے ان کا قول ناقۃ یعملۃ۔

سوالات

سوال: ترکیب کا لغوی معنی ذکر کر کے اس کی مختلف اقسام کا جدول بنا کر حکم بتائیں۔ نیز جب مندرجہ ذیل الفاظ علم ہوں تو کیا حکم ہے؟

اهل الحديث ' مكية ' ان خالدا ' لا كتاب ' عمرويه ' خمسة عشر ' بيت قديم هذا شيء عجيب -

سوال: فانه قائم مقام السببين الجمعية ولزومها خط کشیدہ کا اعراب اور سبب ذکر کریں۔

سوال: جس اسم کے آخر میں الف نون زائدتان ہو' اس کی کتنی صورتیں نیز ان کے احکام بتائیں۔

سوال: اسم وصفت سے کیا مراد ہے؟

سوال: سلمان ' سعدان ' ندمان ' شبعان (مونث شبعی) اور لفظ رحمن نیز منان اور شیطان کا حکم ذکر کریں اور وجہ بتائیں۔

سوال: الف نون زائدتان کا مفصل نقشہ بنائیں جس میں اسم وصفت دونوں کے حالات مذکور ہوں۔

سوال: وزن کی تعریف اور اقسام بمع امثلہ کے لکھ کر یہ بتائیں کہ وزن فعل میں کون سی قسم مراد ہے اور منتہی الجموع میں کون سی؟

سوال: ضرب ' کرم ' سمع ' اجتنب ' ضرب کے ساتھ نام رکھ دیا جائے تو کون سا منصرف اور کون سا غیر منصرف ہوگا اور کیوں؟

سوال: اولق ' نهشل ' ایقق کا وزن کیا ہے اور یہ منصرف کیوں ہیں؟

سوال: ضرب ' ضرب کے ساتھ کسی کا نام رکھ لیں تو جملوں میں کیسے استعمال کریں گے مثلا جاء ' رایت اور حرف جر کے ساتھ کیسے پڑھیں گے؟

سوال: وزن فعل کی جملہ صورتوں کا جدول مع احکام وامثلہ ذکر کریں۔

سوال: یشکر ' تغلب ' نرجس ' احیمد اور تحلی جب علم ہوں تو کون سا اسم منصرف اور کون سا غیر منصرف ہے اور کیوں؟

سوال: جب غیر منصرف کی تصغیر لائی جائے تو کیا حکم ہوگا؟ مع امثلہ تحریر کریں۔

سوال: لفظ جوار ' اعیل ' قاضی ' احی کا حکم لکھیں۔

سوال: اعمی کی تصغیر اگر اعیم ہو تو اعیل کی طرح ہے لیکن بعض نحوی اعمی کی تصغیر اعیمی پڑھتے ہیں اس وقت کیا حکم ہے؟

سوال: مندرجہ ذیل کو علم بنائیں پھر جملہ میں بطور فاعل استعمال کریں۔

احتمل ' انصرف ' احتمل ' بعثر ' جورب ' عجل ' تقبل۔

حل سوالات

سوال: ترکیب کا لغوی معنی ذکر کر کے اس کی مختلف اقسام کا جدول بنا کر حکم بتائیں - نیز جب مندرجہ ذیل الفاظ علم ہوں تو کیا حکم ہے؟

اَهْلُ الْحَدِيْثِ ' مَكِيَّةٌ ' اِنَّ خَالِدًا ' لَاكِتَابَ ' عَمْرَوَيْهِ ' خَمْسَةَ عَشَرَ ' بَيْتٌ قَدِيْمٌ ' هٰذَا شَيْءٌ عَجِيْبٌ۔

جواب: ترکیب کے لغوی معنی جوڑنا اور ملانا کے ہیں۔

اهل الحديث: علم ہونے کی صورت میں بھی اسی طرح رہے گا جس طرح کہ علمیت سے پہلے یعنی معرب ہوگا' منصرف ہوگا۔
مکیۃ: علم ہونے کی صورت میں غیر منصرف ہوگا کیونکہ اس میں دو سبب تانیث اور علم جمع ہو گئے ہیں۔ان خالدا: علم ہو تب بھی اسی طرح رہے گا۔لا کتاب: علم ہونے کی صورت میں بھی اسی طرح رہے گا۔عمرویه: مبنی ہی رہے گا۔خمسة عشر: مبنی ہی رہے گا۔بیت قدیم: علم ہونے کی صورت میں بھی عامل کے مطابق اعراب ہوگا۔ھذا شیء عجیب: علم ہو تب بھی اسی طرح برقرار رہے گا کیونکہ یہ مرکب اسنادی ہے۔

سوال: فانه قائم مقام السببین الجمعیة ولزومها خط کشیدہ کا اعراب اور سبب ذکر کریں۔

جواب: خط کشیدہ کا اعراب تین طرح سے ہو سکتا ہے۔

(ا) فَإِنَّهٗ قَائِمٌ مَقَامَ السَّبَبَیْنِ الجمعیَّةِ ولزومِهَا مقام مضاف السببین مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے مجرور ہے۔ اگر اس کو مبدل منہ اور الجمعیة کو اس سے بدل مانیں تو اس کے اعراب کی طرح الجمعیة بھی مجرور ہوگا۔ اسی طرح لزومها بھی بدل پر معطوف ہونے کی وجہ سے مجرور ہوگا یعنی کسرہ آئے گا۔

(۲) الجمعیۃُ ولزومُھَا ان سے اگر مبتدا محذوف مان کر اصل یوں نکالیں احدھا الجمعیة تو الجمعیة خبر ہونے کی وجہ سے مرفوع ہوگا۔ اسی طرح وثانیھا لزومھا میں لزومھا بھی خبر ہونے کی وجہ سے مرفوع ہوگا۔

(۳) الجمعیۃَ ولزومھَا اگر ان کو مفعول بنائیں تو اعنی محذوف نکالنا ہوگا یعنی "میں اس سے مراد لیتا ہوں" اور جملہ اس طرح ہوگا فانہ قائم مقام السببین اعنی الجمعیۃ ولزومھا اور لزومھا' الجمعیة پر معطوف ہونے کی وجہ سے منصوب ہوگا۔

سوال: جس اسم کے آخر میں الف نون زائدتان ہو' اس کی کتنی صورتیں نیز ان کے احکام بتائیں۔

جواب:

اسم (الف نون زائدتان) (یعنی وہ اسم جامد جو صرف ذات پر دلالت کرے اور آخر میں الف نون زائدتان ہوں)

علم	نکرہ
جیسے عمران، عثمان،	جیسے سعدان (ایک قسم کی گھاس)
حکم:۔ غیر منصرف ہوتا ہے۔	حکم:۔ منصرف ہوگا۔ کیونکہ صرف ایک سبب الف نون زائدتان پایا جاتا ہے۔ اگر اس کو علم بنادیں تو منصرف ہوجائیگا۔

سوال: اسم وصفت سے کیا مراد ہے؟

جواب: اسم سے مراد وہ اسم ہے جو صرف ذات پر دلالت کرے خواہ اسم جامد ہو یا اصل میں صفت مشبہ ہو اور کسی کا نام رکھ دیا گیا ہو جیسے عِمْرَان' عُثْمَان' فَرْحَان وغیرہ۔ صفت سے مراد صفت مشبہ جو ذات مع الوصف بتائے جیسے نَدْمَان' سَكْرَان' رَحْمَان وغیرہ

سوال: سَلْمَان' سَعْدَان' نَدْمَان' شَبْعَان (مونث شبعی) اور لفظ رحمن نیز منان اور شیطان کا حکم ذکر کریں اور وجہ بتائیں۔

جواب: سَلْمَانٌ اور سَعْدَانٌ منصرف ہیں کیونکہ نکرہ ہیں۔ اس وجہ سے صرف ایک سبب پایا جاتا ہے اور وہ الف نون زائدتان ہے۔ اگر یہ علم ہو تو غیر منصرف ہو جائے۔ علم نہ ہونے کے باعث منصرف ہیں۔

نَدْمَانٌ کی مونث فَعْلَانَۃٌ کے وزن پر نَدْمَانَۃٌ آتی ہے اور جس صفت مشبہ کی مونث اس وزن پر آئے' وہ منصرف ہوتا ہے لہٰذا نَدْمَانٌ بھی منصرف ہوگا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ تانیث بالتاء کے سبب

بننے کی شرط علیت ہے اور وہ یہاں موجود نہیں اس لیے منصرف ہے۔ جب مونث منصرف ہے تو مذکر بھی منصرف بنا دیا گیا۔

شَبْعَانُ کی مونث شَبْعیٰ اس لئے یہ غیر منصرف ہے۔ کیونکہ یہ صفت ہے اور صفت مشبہ کی مونث اگر فَعْلیٰ کے وزن پر ہو تو غیر منصرف ہوتا ہے کیونکہ مؤنث الف تانیث کی وجہ سے غیر منصرف تو مذکر کو بھی غیر منصرف بنا دیا گیا۔ ہے۔

رَحْمَانُ اگر علم ہو تو غیر منصرف ہوگا دو سببوں کے پائے جانے کی وجہ سے' ایک الف نون زائدتان اور دوسرا علم۔ مگر چونکہ غیر اللہ پر رحمٰن کا اطلاق جائز نہیں بلکہ رحمٰن اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام ہے' اس کی مونث نہیں آتی۔ اسی وجہ سے اس کے منصرف اور غیر منصرف ہونے میں اختلاف ہے۔ جس نحوی نے یہ دیکھا کہ اس کی مونث فعلی کے وزن پر نہیں اس نے کہا یہ سکران کی طرح نہیں جس کی مونث سکریٰ ہے لہٰذا یہ منصرف ہے۔ اور جس نے یہ دیکھا کہ یہ ندمانٌ کی طرح نہیں جس کی مونث ندمانة ہے' اس نے کہا یہ غیر منصرف ہے۔ اور یہ اختلاف اس لیے پیش آیا کہ قرآن پاک میں ہر جگہ اس کا استعمال الف لام کے ساتھ ہوا ہے اس لیے حالت جری میں بھی اس پر کسرہ ہے۔

لفظ مَنَّان اور شَیطان کا وزن اگر فعلان ہو اور علم ہوں یا صفت ہوں اور مونث فَعْلیٰ کے وزن پر ہو تو غیر منصرف اور فعلانة ہو تو منصرف۔ اور اگر منان کا وزن فَعَّال اور شَیطَان کا وزن فَیْعَال ہو تو منصرف ہوگا۔

سوال: الف نون زائدتان کا مفصل نقشہ بنائیں جس میں اسم وصفت دونوں کے حالات مذکور ہوں۔

جواب: مطلوبہ نقشہ حسب ذیل ہے

الف نون زائدتان

- **اسم** (اسمِ جامد جو صرف ذات پر دلالت کرے)
  - **علم**
    عمران عثمان
    حکم:- غیر منصرف کیونکہ اس میں دو سبب پائے جاتے ہیں۔ (۱) علیت (۲) الف نون زائدتان۔
  - **نکرہ**
    سعدان (ایک قسم کی گھاس)
    حکم:- منصرف صرف ایک سبب ہے۔ الف نون زائدتان اگر کسی کا نام رکھ لیں تو غیر منصرف ہوگا۔
- **صفت** (صفتِ مشبہ یا مبالغہ جو ذات مع الوصف بتائے)
  - اس کی مونث فعلانة کے وزن پر ہو۔ ندمان، ندمانان، ندامیٰ، ندمانةٌ۔
    حکم:- مذکر مونث دونوں منصرف
  - اس کی مونث فعلیٰ کے وزن پر ہو سکران سکرانان سکاری، سکری.
    حکم:- غیر منصرف ہوگی، مذکر مونث دونوں غیر منصرف۔
  - اس کی مونث ہی نہ ہو
    رحمٰن (صفاتی نام باری تعالیٰ)
    حکم:- اس میں اختلاف ہے۔ اگر یہ لحاظ کریں کہ یہ سکران کی طرح نہیں ہے تو منصرف ہوگا اور اگر یہ خیال کریں کہ یہ ندمان کی طرح نہیں ہے تو غیر منصرف ہوگا۔

سوال: وزن کی تعریف اور اقسام مع امثلہ کے لکھ کر یہ بتائیں کہ وزن فعل میں کون سی قسم مراد ہے اور منتہی الجموع میں کون سی؟

جواب: وزن کلمہ کی وہ ہیئت یعنی شکل ہے جس میں دوسرے کلمے کا شریک ہونا ممکن ہو جیسے ضَرَبَ بروزن فَعَلَ۔ اس شکل میں نصَرَ بھی شریک ہے۔ یا یوں کہیں کہ ضَرَبَ، نصَرَ دونوں کی مشترک شکل (ـَـَـَ) ہے یعنی پہلا، دوسرا اور تیسرا حرف تینوں مفتوح ہیں۔ وزن کی اقسام: وزن کی تین اقسام ہیں۔ (۱) وزن صرفی (۲) وزن صوری (۳) وزن عروضی۔

وزن صرفی وہ وزن ہے جس میں حرف اصلی بمقابلہ حرف اصلی اور زائد بمقابلہ زائد ہو اور ضمہ، فتحہ، کسرہ اور سکون بمقابلہ ضمہ، فتحہ، کسرہ اور سکون کے ہو۔ مثلاً شَرَائِفُ بروزن فَعَائِلُ البتہ حرف کی آخری حرکت، سکون اور تنوین کا اعتبار نہیں ہوتا لہٰذا ضَرَبَ، فَرَسٌ بروزن فَعَل ہے۔ اسی طرح رَجُلٌ، رَجُلاً، رَجُلٍ اور کَرُمَ ایک وزن پر ہیں یعنی فَعُل پر۔

وزن صوری وہ وزن ہے جس میں ضمہ، فتحہ، کسرہ اور سکون ایک دوسرے کے مقابل ہوں۔ لیکن حرف اصلی اور زائد کا اعتبار نہ ہو جیسے چار حرفی ماضی خواہ کسی باب سے ہو اس کی شکل یہ ہوتی ہے۔ (ـَـْـَـَ) وزن صوری میں بھی آخری حرف کی حرکت سکون سے فرق نہیں ہوتا۔ مثلاً" قَاتَلَ، دَحْرَجَ، صَرَّفَ، اَکْرَمَ، جَوْرَبَ، سَيْطَرَ کا وزن صوری (ـَـْـَـَ) ہے۔ یعنی حرکت کے مقابلے میں وہی حرکت اور سکون کے مقابلے میں سکون۔ حرف اصلی اور زائد کا اعتبار نہیں۔

جمع منتہی الجموع کے اندر وزن صوری ہی مراد ہے۔ یعنی پہلے دو حروف پر فتحہ پھر الف جمع کا پھر اگر دو حرف ہیں تو پہلا مکسور۔ اگر تین ہیں تو دوسرا حرف یا ہوگا۔ ادغام کے بعد ایک صورت اور بھی پیدا ہو جاتی ہے جس میں پہلا حرف ساکن ہو جاتا ہے۔

الف جمع کے بعد دو حرف ہو تو شکل یہ ہوگی (ـَـَاـِـُ) جیسے مَسَاجِدُ

الف جمع کے بعد تین حرف ہوں تو شکل یوں ہوگی (ـَـَاـِیْـُ) جیسے مَصَابِيحُ

ادغام کی صورت میں (ـَـَاـِـُ) سے (ـَـَاـّـُ) آخر میں دونوں حرف ایک جنس کے ہونے کی وجہ سے ادغام ہو جاتا ہے۔ مثلاً" دَوَابِبُ سے دَوَابْبُ پھر دَوَابُّ ہوا۔

وزن عروضی میں حرکت بمقابلہ حرکت اور سکون بمقابلہ سکون ہوتی ہے۔ ضمہ، فتحہ اور کسرہ کا اور زائد و اصلی حرف کا فرق نہیں ہوتا جیسے شَرِيفُ، کِتَابُ، غَفُورٌ تینوں بروزن فَعُولٌ۔ پانچ حرفی تاء والی ماضی، امر اور مصدر کا وزن عروضی یہ ہے۔ (ـَـَـْـَـَ) ماضی جیسے تَقَبَّلَ، امر جیسے تَقَبَّلْ، مصدر جیسے تَقَبُّلٌ

اور پانچ حرفی ہمزہ والی ماضی، مضارع اور امر کا وزن عروضی یہ ہے۔ (ـِـْـَـَـُ) ماضی جیسے اِجْتَنَبَ، مضارع جیسے يَجْتَنِبُ، امر جیسے اِجْتَنِبْ اسی طرح اِنْفَطَرَ، يَنْفَطِرُ، اِنْفَطِرْ تینوں کا وزن عروضی ایک ہی ہے۔

غیر منصرف کی بحث میں وزن فعل سے وزن صرفی مراد ہے۔ لہٰذا اگر ایک لفظ دو وزن رکھتا ہو، ایک وزن فعل ہے اور دوسرا غیر وزن فعل تو منصرف اور غیر منصرف دونوں طرح ہوگا۔ جیسے أُوْلَقٌ بروزن (فَوْعَلٌ، اُفْعَلُ) اگر وزن فوعل ہو تو منصرف اور اگر بروزن افعل ہو تو غیر منصرف۔
وزن منتہی الجموع میں وزن صوری مراد ہے۔ جیسے مساجد، اکابر، خوالف وغیرہ کا ایک ہی وزن صوری مفاعل ہے۔

سوال: ضرب، کرم، سمع، اِجْتَنَبَ، ضُرِبَ کے ساتھ نام رکھ دیا جائے تو کون سا منصرف اور کون سا غیر منصرف ہوگا اور کیوں؟

جواب: ضَرَبَ، کَرُمَ اور سَمِعَ فعل کے ساتھ خاص نہیں بلکہ یہ اوزان اسم میں بھی پائے جاتے ہیں جیسے ضَرَبَ اور فَرَسٌ کا وزن فَعَل ہے۔ اسی طرح کَرُمَ اور عَضُدٌ کا ایک ہی وزن ہے اور وہ فَعُل ہے۔ آخری حرف کی حرکت سے فرق نہیں ہوتا۔ جبکہ اِجْتَنَبَ، ضُرِبَ جب کسی کے نام رکھ لیے جائیں تو غیر منصرف ہوں گے اس لیے کہ یہ اوزان فعل کے ساتھ خاص ہیں۔ ان اوزان پر اسم نہیں آتے اور کبھی آبھی جائیں تو وہ شاذ ہوں گے۔ جیسے دئل ایک قبیلہ کا نام ہے۔

سوال: اولق، نہشل، ایقق کا وزن کیا ہے اور یہ منصرف کیوں ہیں؟

جواب: اَوْلَقٌ کا وزن فَوْعَلٌ ہے اور یہ وزن اسم میں بھی پایا جاتا ہے اس لیے فعل کے ساتھ خاص نہ ہونے کی وجہ سے منصرف ہے۔ نَهْشَل کا وزن فَعْلَل ہے۔ یہ وزن بھی اسم میں پایا جاتا ہے اس لیے منصرف ہے۔ اَيْقَقٌ کا وزن فَيْعَلٌ ہے اور فَيْعَلٌ کا وزن اسم میں بھی پایا جاتا ہے جیسے حَيْدَرٌ۔ اس طرح فعل کے ساتھ خاص نہ ہونے کی وجہ سے اَيْقَقٌ منصرف ہوا۔

سوال: ضَرَبَ، ضُرِبَ کے ساتھ کسی کا نام رکھ لیں تو جملوں میں کیسے استعمال کریں گے مثلاً جاء، رایت اور حرف جر کے ساتھ کیسے پڑھیں گے؟

جواب: پہلے لفظ سے جملے یوں بنیں گے جاء ضَرَبٌ، رایت ضَرَبًا، مررت بِضَرَبٍ کیونکہ ضَرَبٌ کا وزن فَعَل ہے اور یہ وزن فعل کے ساتھ خاص نہیں ہے۔ لہٰذا ضَرَب پر منصرف ہونے کی وجہ سے تنوین آئی۔ صرف ایک ہی سبب ہے اور وہ علم ہے۔

دوسرے لفظ سے جملے یوں بنیں گے جَاءَ ضُرِبُ، رایت ضُرِبَ، مررت بِضُرِبَ کیونکہ ضُرِبَ کا وزن فُعِلَ ہے اور یہ وزن فعل کے ساتھ خاص ہے۔ تو ضُرِب پر غیر منصرف ہونے کی وجہ سے ضمہ، فتحہ آیا۔ اس میں دو سبب علمیت اور وزن فعل پائے گئے۔

سوال: وزن فعل کی جملہ صورتوں کا جدول مع احکام وامثلہ ذکر کریں۔

جواب:

وزنِ فعل

منقول عن الفعل

مختص بالفعل
جیسے ضُرِبَ، اُخْرُجْ
حکم:- علم ہوں تو غیر منصرف۔

غیر مختص بالفعل

شروع میں علامت مضارع ہو۔
جیسے یَزِیْدُ، یَشْکُرُ، تَغْلِبُ، (اشخاص یا قبائل کے نام ہیں)۔
حکم:- جب علم ہوں تو غیر منصرف۔

شروع میں علامتِ مضارع نہ ہو۔
جیسے ضَرَبَ، سَمِعَ کَرُمَ۔
حکم:- اگر علم ہو تو منصرف۔

غیر منقول عن الفعل

شروع میں علامت مضارع ہو۔
جیسے اعلم اکبر، اَحْمَدُ
حکم:- وصف یا علم ہوں تو غیر منصرف۔

شروع میں علامت مضارع نہ ہو۔
جیسے خَاتَمٌ، عَالَمٌ
حکم:- منصرف

نوٹ: اگر کسی اسم کی مونث میں تاء لگتی ہو تو وہ منصرف ہوگا جیسے یَعْمَلٌ کی مونث یَعْمَلَۃٌ اور اَرْمَلٌ کی مونث اَرْمَلَۃٌ آتی ہے۔ اور اگر مونث بنانے کے لیے تاء نہ لگائی جائے تو غیر منصرف ہوگا جیسے اکبر اور اصغر کی مونث کُبریٰ اور صُغریٰ ہے اور اَسْوَدُ کی مونث سَوْدَاءُ اور عطشانُ کی مونث عطشیٰ ہے لہٰذا یہ سب غیر منصرف ہیں۔

سوال: یَشْکُرُ، تَغْلِبُ، نِرْجِسٌ، اُحَیْمِدُ اور تِحْلِئٌ جب علم ہوں تو کون سا اسم منصرف اور کون سا غیر منصرف ہے اور کیوں؟

جواب: یَشْکُرُ اور تَغْلِبُ جب علم ہوں تو غیر منصرف ہوتے ہیں اس لیے کہ ان کے شروع میں علامت مضارع ہے اور اور یہ وزن فعل کے ساتھ خاص بھی نہیں ہیں۔ نِرْجِسٌ (بکسر النون) اور تِحْلِئٌ (بکسر التاء) جب علم ہوں تو منصرف ہوں گے اس لیے کہ ان میں صرف ایک سبب علم پایا جاتا ہے لیکن اگر نِرْجِسٌ کو تانیث معنوی مان لیا جائے تو دو سبب علم اور تانیث ہونے کی وجہ سے غیر منصرف ہوگا۔ اسی طرح تِحْلِئٌ بھی یعنی جب کسی عورت کا نام نرجس یا تحلیء رکھ لیں تو غیر

منصرف ہوں گے۔ اُحَیْمِدُ غیر منصرف ہے۔ اس میں دو سبب وزن فعل (اُفَیْعِلُ از باب ملحقات) اور علم پائے جاتے ہیں۔ اسی طرح اُمَیْرِسُ اور اُصَیْرِمُ ہے شرح تہذیب ص ۲۷ میں ہے امیرسُ موجود شاعرًا ترجمہ: امیرس شاعر ہے۔ اور اصیرم وہ صحابی ہیں جو احد کے دن ایمان لائے اور کوئی نماز پڑھے بغیر جہاد کرکے جنت حق دار بن گئے (دیکھئے سیرۃ ابن ہشام ج ۳ س ۳۹ '۴۰)

سوال: جب غیر منصرف کی تصغیر لائی جائے تو کیا حکم ہوگا؟ مع امثلہ تحریر کریں۔

جواب: جب غیر منصرف کی تصغیر لائی جائے تو اگر اس میں اسباب منع صرف میں سے دو سبب پائے جائیں یا ایک ایسا سبب ہو جو دو کے قائم مقام ہو تو وہ غیر منصرف ہوگا ورنہ نہیں جیسے سکرانُ کی تصغیر سُکَیْرَانُ ہے اور اس میں دو سبب الف نون زائدتان اور وصف پائے جاتے ہیں اس لیے یہ بھی غیر منصرف ہوا۔

کبری کی تصغیر کُبَیْرٰی، حمراء کی حُمَیْرَاءُ آتی ہے۔ چونکہ ان میں بھی اسباب منع صرف میں سے ایک ایسا سبب ہے جو دو کے قائم مقام ہے اس لیے یہ کلمات غیر منصرف ہیں۔ اسی طرح اَحْمَدُ کی تصغیر اُحَیْمِدُ آتی ہے۔ اس میں بھی دو سبب علم اور وزن فعل پائے جاتے ہیں اس لیے غیر منصرف ہے۔ علم تو اس لیے کہ کسی کا نام ہے۔ وزن فعل اس طرح کہ ملحقات سے باب فیعلۃ کے مضارع معروف صیغہ واحد متکلم کے وزن پر ہے جیسے اُسَیْطِرُ ۔ قرآن پاک میں مُهَيْمِنٌ اور مُسَيْطِرَ اسی باب سے اسم فاعل ہیں۔ جبکہ سُلْطَانٌ جب علم ہو تو غیر منصرف ہے، علم اور الف نون زائدتان کی وجہ سے، اگر اس کی تصغیر لائیں تو سُلَیْطِیْنٌ تو اس میں منع صرف کے اسباب میں سے صرف ایک سبب علم پایا جاتا ہے اس لیے منصرف ہے حالانکہ سلطان غیر منصرف تھا۔ (رضی شرح کافیہ ج۱ ص ۶۵)

سوال: لفظ جَوَارٍ، اُعَیْلٍ، قَاضِیِ، اُحَیُّ کا حکم لکھیں۔

جواب: جَوَارٍ (جمع جاریۃ)، اعیلٍ (تصغیر اَعْلٰی) اور قَاضٍ کو حالت رفعی اور جری میں اسم منقوص کی طرح پڑھا جائے گا اور حالت نصبی میں غیر منصرف کی طرح مفتوح ہوگا یعنی تنوین نہیں آئے گی جیسے جَوَارٍ جب کسی کا علم ہو تو ھذہ جوارٍ (حالت رفعی) مررت بجوارٍ (حالت جری) رایت جوارِیَ (حالت نصبی) اسی طرح الف لام کے ساتھ ھذہ الجوارِیَ - رایت الجوارِیَ - مررت بالجوارِیُ

اسی طرح جب قاضی کسی عورت کا نام ہو تو ھٰذِہٖ قاضٍ، رایت قاضِیَ، مررت بقاضٍ ہوگا اور ھذا اُعَیْلٍ، مررت باعیلٍ، رایت اعیلیَ - جوارٍ، اعیلٍ اور قاضٍ میں تعلیل کرکے آخر سے حرف علت گرایا گیا ہے۔ اس طرح آخر میں غیر حرف علت رہ گیا ہے اور جب آخر میں تعلیل ہو کر غیر

حرف علت رہ جائے تو اعراب حالت رفعی اور جری میں اسم منقوص والا ہوتا ہے اور حالت نصبی میں غیر منصرف کی طرح فتحہ کے ساتھ ہوتا ہے۔ مثالیں گزر چکی ہیں۔ اُحَیٌّ اصل میں اُحَیِّیٌ ہے جو اَحْوٰی کی تصغیر ہے (سورۃ الاعلیٰ میں ارشاد باری ہے فجعلہ غثاء احوی) ترجمہ: پھر کر دیا اس کو کوڑا سیاہ۔

اس کے بارے میں علامہ ابن حاجب فرماتے ہیں

و قیاس اَحْوٰی اُحَیٌّ غیر منصرف و عیسی یصرفہ و قال ابو عمر و اُحَیٍّ و علی قیاس اُسَیْوِدَ اُحَیْوٍ (شافیہ ص ۳۵ بحث تصغیر) ترجمہ و تشریح: قیاس کے مطابق اَحْوٰی کی تصغیر اُحَیٌّ غیر منصرف ہے اصل میں اُحَیْوِیُ بر وزن اُفَیْعِلُ تھا واؤ کو یا سے بدل کر ادغام کیا تو اُحَیِّیٌ ہو گیا اور جب اسم کے آخر میں تین یا آجائیں تو کبھی آخری کو حذف کر کے اس کا اعراب ما قبل پر جاری کر دیتے ہیں اس طرح اُحَیٌّ غیر منصرف رہے گا کہا جائے گا جاء اُحَیُّ و رایت اُحَیَّ و مررت باُحَیَّ عیسی نحوی اسے منصرف پڑھتے ہیں کیونکہ حذف کے بعد وزن فعل باقی نہ رہا ان کے نزدیک یوں کہا جائے گا جاء اُحَیٌّ و رایت اُحَیًّا و مررت باُحَیٍّ تیسرا قول ابو عمرو نحوی کا ہے وہ فرماتے ہیں کہ آخری حرف کو نسیا حذف نہ کیا کہ اس کا اعراب ما قبل پر جاری کریں بلکہ اس کو حذف کر کے آخر میں تنوین عوض بڑھا دیں گے جیسے جوارٍ میں کرتے ہیں ان کے نزدیک یوں کہا جائیگا جاء اُحَیٍّ و رایت اُحَیِّیَ و مررت باُحَیٍّ تین مذہب یہ ہوئے سیبویہ کے قول پر قیاس کریں تو اُسَیْوِدُ کی طرح اُحَیْوٍ کہیں گے یعنی واؤ کو یا سے نہ بدلیں گے البتہ آخر سے یا کو حذف کر کے عوض میں تنوین بڑھا دیں گے اور یوں کہیں گے ھذا احیوٍ و رایت اُحیویَ و مررت باحیوٍ۔

سوال: اعمیٰ کی تصغیر اگر اُعَیْمٍ ہو تو وہ تو اُعَیْلٍ کی طرح ہوا لیکن بعض نحوی اعمی کی تصغیر اُعَیْمیٰ پڑھتے ہیں، اس وقت کیا حکم ہے؟

جواب: اُعَیْمیٰ غیر منصرف ہے وصف اور وزن فعل کی وجہ سے کیونکہ یہ باب فُیْعَلۃ کے مضارع مجہول صیغہ واحد متکلم کے وزن پر ہے۔ اصل میں اُعَیْمَیُ ہے، یا متحرک ما قبل مفتوح کو الف سے بدلا، اُعَیْمیٰ ہو گیا۔ اس کا اعراب تینوں حالتوں میں تقدیری ہو گا۔

نوٹ: جس اسم میں عدل ہو جب اس کی تصغیر لائی جائے گی تو غیر منصرف نہ رہے گا جیسے عُمَرُ سے عُمَیْرٌ کیونکہ اب صرف ایک سبب رہ گیا، عدل ختم ہو گیا۔

سوال: مندرجہ ذیل کو علم بنائیں پھر جملہ میں بطور فاعل استعمال کریں۔

اِحْتَمَلَ، اِنْصَرِفْ، اُحْتُمِلَ، بُعْثِرَ، جُوْرِبَ، عُجِّلَ، تُقُبِّلَ۔

جواب: مطلوبہ جملے یوں بنیں گے

جَاءَ اِحْتَمَلُ، جَاءَ اُنْصُرِفُ، جَاءَ اُحْتُمِلُ، جَاءَ بَعْثِرُ، جَاءَ جُوْرِبُ، جَاءَ عُجِّلُ، جَاءَ تُقُبِّلُ۔

واعلم أن كل ما شرط فيه العلمية وهو المؤنث بالتاء و المعنوی و العجمة و التركيب و الاسم الذی فيه الالف و النون الزائدتان او لم يشترط فيه ذلک و اجتمع مع سبب واحد فقط وهو العلم المعدول ووزن الفعل اذا نكر صرف أما القسم الأول فلبقاء الاسم بلا سبب وأما فی الثانی فلبقائه علی سبب واحد تقول جاء نی طلحة و طلحة آخر و قام عمر و عمر آخر و ضرب أحمد و أحمد آخر .

و كل ما لاينصرف اذا اضيف او دخله اللام فدخنه الكسرة نحو مررت بأحمدكم و بالأحمد .

ترجمہ: اور جان لے کہ ہر وہ اسم جس میں علمیت شرط ہے اور ہو تانیث بالتاء اور تانیث معنوی اور عجمہ اور ترکیب اور وہ اسم جس میں الف نون زائدتان ہوں یا اس میں علمیت شرط نہیں اور وہ جمع ہوجائے ایک سبب کے ساتھ صرف اور وہ علم ہے جس میں عدل ہوا ہو اور وزن فعل جب اس کو نکرہ بنایا جائے منصرف ہوجائے گا لیکن پہلی قسم میں تو اسم کے باقی رہنے کی وجہ سے بغیر سبب کے اور دوسری قسم میں تو اس کے باقی رہنے کی وجہ سے ایک سبب پر تو کہے جاء نی طلحة و طلحة آخر و قام عمر و عمر آخر اور ضرب احمد و احمد آخر

اور ہر وہ اسم جو غیر منصرف ہے جب اس کو مضاف کیا جائے یا اس پر الف لام داخل ہو تو اس پر کسرہ آجاتا ہے جیسے مررت باحمدکم و بالاحمد

سوالات

سوال : غیر منصرف کی کل صورتوں کا نقشہ بنا کر یہ واضح کریں کہ کس کس میں علمیت پائی جا سکتی ہے۔ نیز اگر اس کو نکرہ بنائیں تو کیا حکم ہے؟

سوال : علمیت کو زائل کر کے نکرہ بنانے کے طریقے اور مثالیں تحریر کریں۔

سوال : اگر ایک جماعت میں دو طالب علم افضل نامی ہوں اور ہم کہیں حضر افضل وافضل تو دوسرا منصرف ہوگا یا غیر منصرف؟ نیز اس کو نکرہ کیسے بنایا جا سکتا ہے؟

سوال : مندرجہ ذیل عبارت کا ترجمہ کر کے مختصر وضاحت کریں۔

واعلم ان کل ما شرط فیہ العلمیۃ وھو المؤنث بالتاء والمعنوی والعجمۃ والترکیب والاسم الذی فیہ الالف والنون الزائدتان او لم یشترط فیہ ذلک واجتمع مع سبب واحد فقط وھو العلم المعدول ووزن الفعل اذا نکر صرف اما فی القسم الاول فلبقاء الاسم بلا سبب واما فی الثانی فلبقائہ علی سبب واحد۔

سوال : طلحۃ اور عمر تنکیر کے بعد ایک سبب پر ہیں یا بلا سبب؟ نیز اس کی فقہی مثال دیں۔

سوال : زیادہ سے زیادہ اسباب کے جمع ہونے والی مثال دیں نیز یہ بتائیں کہ تنکیر کے بعد اس میں کتنے سبب ہیں؟

سوال : درج ذیل عبارت کی وضاحت کریں۔"وکل ما لا ینصرف اذا اضیف او دخلہ اللام فدخلہ الکسرۃ نحو مررت باحمدکم و بالاحمد"

سوال : صرف کیا ہے؟ نیز غیر منصرف کب منصرف ہو سکتا ہے اور کب اس پر کسرہ آ سکتا ہے۔ نیز ان دونوں صورتوں میں کیا فرق ہے؟

سوال : صلیت فی مساجد ھم' صبت علی مصائب' والقمر قد رناہ منازل (یٰس ۳۹' ترجمہ اور چاند مقرر کر دیں ہم نے اس کیلئے منزلیں) انا اعتدنا للکافرین سلاسلا واغلالا وسعیرا (سورۂ دہر آیت نمبر۴' ترجمہ : بے شک ہم نے تیار کر رکھی ہیں کافروں کے لیے زنجیریں اور طوق اور بھڑکتی ہوئی آگ)میں خط کشیدہ الفاظ کیا بنتے ہیں ؟

حل سوالات

سوال : غیر منصرف کی کل صورتوں کا نقشہ بنا کر یہ واضح کریں کہ کس کس میں علمیت پائی جا سکتی ہے۔ نیز اگر اس کو نکرہ بنائیں تو کیا حکم ہے؟

جواب:

غیر منصرف

ایک سبب قائم مقام دو کے۔

اس کی دو صورتیں ہیں۔ (۱) جمع منتہی الجموع جیسے محامد
(۲) تانیث بالالف جیسے حمراء، بشریٰ

جب ایک سبب دو کے قائم مقام ہوں۔ اور اس کو علم بنا دیں پھر دوبارہ نکرہ بنائیں تب بھی غیر منصرف ہی رہے گا۔ جیسے کسی کا نام بشریٰ ہے یا حمیرا ہے۔ نکرہ بنائیں تو کہتے ہیں جاءت بشریٰ و بشریٰ اخری رایت حمیراء، و حمیراء اخریٰ کیونکہ علم نہ سبب ہے، نہ شرط اسی طرح اگر کسی نام محامد ہو۔

دو سبب ہوں۔

ایک سبب علم۔

علم شرط

اس کی تین صورتیں ہیں۔

(۱) تانیث بالتاء اور تانیث معنوی جیسے طلحہ، زینب

(۲) عجمہ اور علم جیسے ابراھیم

(۳) ترکیب اور علم جیسے بعلبک حکم:۔ نکرہ بنانے کی صورت میں: اگر تانیث، عجمہ اور ترکیب میں علمیت کو ختم دیا جائے تو علمیت کے زائل ہونے سے تانیث عجمہ اور ترکیب بھی زائل ہو جائے گی۔ اس کی مثال یوں سمجھئے جیسے وضو نماز کے لئے شرط ہے۔ وضو نماز کے دوران ٹوٹ جائے تو نماز بھی ٹوٹ جائے گی۔ اسی طرح علمیت کے ختم ہونے سے تانیث، عجمہ اور ترکیب بھی ختم ہو جائے گی۔ اور اسم منصرف ہو جائیگا۔

علم شرط نہ ہو۔

اس کی تین صورتیں ہیں۔

(۱) عدل اور علم جیسے عمر، زفر (۲) وزنِ فعل اور علم، جیسے احمد

(۳) الف نون زائدتان اور علم جیسے عمران، عثمان

نکرہ ہونے کی صورت میں حکم:۔ عدل، وزن فعل اور الف نون زائدتان، علم کے ساتھ مل کر غیر منصرف ہوتے ہیں جب ان سے علم کو ختم کر دیا جائے تو یہ ایک، ایک سبب رہ جانے کے باعث منصرف ہو جائیں گے۔ اس کی مثال۔ نماز توڑ دینے سے وضو برقرار رہتا ہے۔ یا نماز ٹوٹ جانے سے روزہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ وضو اور روزہ قائم رہتا ہے۔ اسی طرح علم کو جب عدل، وزن فعل اور الف نون زائدتان سے اٹھا لیا جائے، تو عدل، وزن فعل اور الف نون زائدتان برقرار رہتے ہیں۔

ایک سبب وصف

اس کی تین صورتیں ہیں۔

(۱) عدل اور وصف جیسے مثلث، ثلاث

(۲) الف نون زائدتان اور وصف، جیسے سکران

(۳) وزنِ فعل اور وصف جیسے افضل، افیضل۔

جس میں وصف سبب ہو۔ اگر علم بنائیں جیسے سکران نام رکھا جائے تو تنکیر کے بعد وصف واپس نہ آئے گا۔ صرف ایک سبب رہ جائے گا۔ جیسے جاء سکران، وسکران اخری۔ (سکران اول میں الف نون اور علم ہے۔ اور ثانی میں صرف الف نون ہے۔ نہ علم ہے نہ وصف)۔

مصنف ھدایۃ النحو الف نون زائدتان کیلئے علمیت کو شرط مانتے ہیں جب کہ وہ اسم میں ہو۔ ان کے کہنے کے مطابق تانیث، عجمہ، ترکیب کی طرح جب الف نون زائدتان سے علم کو ہٹا دیا جائے تو دونوں سبب ختم ہو جائیں گے۔ جیسے وضو نماز کے لئے شرط ہے۔ وضو کے جانے سے نماز ختم ہو جاتی ہے۔

سوال: علمیت کو زائل کر کے نکرہ بنانے کے طریقے اور مثالیں تحریر کریں۔

جواب: علم کو نکرہ بنانے کے چند طریقے درج ذیل ہیں۔(۱) تثنیہ ' جمع بنانے سے جیسے زید سے زیدان' زیدون ان کو معرفہ بنانے کے لیے الزیدان' الزیدون کہا جائے گا۔

(۲) منسوب کرنے کی وجہ سے جیسے مکة سے مکی۔ یہی وجہ ہے کہ معرفہ کی صفت بنانے کے لیے المکی کہتے ہیں۔ مؤنث اس کی مکیة اور المکیة

(۳) نام بول کر وصف مراد لیں جیسے لکل فرعونٍ مُوْسیً یہاں فرعون نکرہ ہے' کوئی بھی باطل پرست مراد ہو سکتا ہے اسی وجہ سے تنوین آئی ہے۔ موسیٰ سے مراد حق پرست ہے۔ یہ بھی نکرہ ہے۔ وقف کی وجہ سے تنوین نہیں پڑھتے۔

(۴) نام بول کر ہر وہ شخص مراد ہو جس کا یہ نام ہے مثلاً" جاء عمرُ وعمرٌ آخرُ اس مثال میں دوسرا عمر کوئی بھی ہو سکتا ہے جبکہ پہلا خاص ہے اور غیر منصرف ہے۔ اس طرح دوسرا عمر نکرہ ہوا۔

(۵) علم کو مضاف کر دیا جائے۔

سوال: اگر ایک جماعت میں دو طالب علم اَفْضَل نامی ہوں اور ہم کہیں حضر افضل وافضل تو دوسرا منصرف ہوگا یا غیر منصرف؟ نیز اس کو نکرہ کیسے بنایا جا سکتا ہے؟

جواب: ایک جماعت میں اگر دو طالب علم افضل نام کے ہوں تو جب ہم نے کہا حَضَرَ اَفْضَلُ وَاَفْضَلُ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ افضل اور افضل حاضر ہوئے۔ یعنی دونوں حاضر ہوئے اور دونوں معرفہ (علم) ہیں۔ علم اور وزن فعل ہونے کی وجہ سے غیر منصرف ہوں گے کیونکہ دونوں خاص ہیں یعنی دونوں جانے پہچانے ہیں۔ اس طرح دوسرا بھی غیر منصرف ہوا۔ دوسری جگہ افضل کو نکرہ بنانے کے لیے اس کے آگے آخَرُ کا لفظ لگانا پڑے گا جس کا مطلب یہ ہوگا کہ کوئی اور افضل' جس کا تعین نہیں ہے' جیسے حَضَرَ اَفْضَلُ واَفْضَلٌ آخَرُ ۔ اس طرح دوسرا افضل علم نہ رہا لہٰذا صرف ایک سبب وزن فعل رہ جاتا ہے اور یہ منصرف ہوا۔ پہلا افضل جانا پہچانا ہے یعنی خاص (علم) ہے جبکہ دوسرا نکرہ ہے۔

سوال: مندرجہ ذیل عبارت کا ترجمہ کر کے مختصر وضاحت کریں۔

واعلم ان کل ما شرط فیہ العلمیة وھو المؤنث بالتاء والمعنوی والعجمة والترکیب والاسم الذی فیہ الالف والنون الزائدتان او لم یشترط فیہ ذلک واجتمع مع سبب واحد فقط وھو العلم المعدول ووزن الفعل اذا نکر صرف اما فی القسم الاول فلبقاء الاسم بلا سبب واما فی الثانی فلبقائہ علی سبب واحد۔

جواب: ترجمہ: "اور جان تو کہ ہر وہ سبب جس میں علمیت شرط ہے اور وہ مونث بالتاء اور مونث معنوی اور عجمہ اور ترکیب اور وہ اسم ہے جس میں الف نون زائدتان ہوں' یا وہ اسباب کہ جن میں علمیت شرط نہیں اور ایک سبب کے ساتھ جمع ہو جائے اور وہ علم معدول اور وزن فعل ہے' جب ان کو نکرہ کر دیا جائے گا تو منصرف ہو جائیں گے۔ پھر قسم اول تو اس لیے کہ اسم بغیر سبب کے باقی رہ جاتا ہے اور پھر دوسری قسم میں تو اس کے باقی رہ جانے کی وجہ سے صرف ایک سبب پر"

وضاحت: مصنف کتاب فرماتے ہیں کہ اسباب منع صرف میں سے بعض سبب ایسے ہیں جن کے ساتھ

علمیت شرط ہے اور بعض ایسے ہیں کہ جن کے ساتھ علمیت جمع ہو سکتی ہے لیکن شرط نہیں۔ اور جن کے ساتھ علمیت شرط ہے وہ چار ہیں: تانیث بالتاء و تانیث معنوی' عجمہ' ترکیب' الف نون زائدتان جب اسم میں ہوں۔ اگر ان اسباب سے علمیت کو مٹایا جائے یعنی نکرہ کر دیا جائے تو ان میں کوئی سبب بھی نہیں رہے گا یعنی یہ اسباب علمیت کے ساتھ قائم تھے' نکرہ ہونے سے منصرف ہو گئے اور کوئی سبب بھی باقی نہ رہا۔

اور وہ اسباب منع صرف جن کے ساتھ علمیت شرط نہیں' وہ دو ہیں: عدل اور وزن فعل۔ اگر ان اسباب کے ساتھ علمیت جمع ہو جائے تو وہ اسم دو سبب کی وجہ سے غیر منصرف بنے گا۔ لیکن جب ان سے علمیت کو اٹھا لیا جائے تو عدل اور وزن فعل ختم نہیں ہوگا' وہ برقرار رہے گا اور صرف ایک سبب رہ جانے کی وجہ سے وہ اسم منصرف ہو جائے گا۔

سوال: طَلْحَۃُ اور عُمَرُ تنکیر کے بعد ایک سبب پر ہیں یا بلا سبب؟ نیز اس کی فقہی مثال دیں۔

جواب: طلحۃ میں دو سبب علم اور تانیث بالتاء پائے جاتے ہیں۔ جب علم کو ختم کیا یعنی نکرہ بنایا تو تنکیر کے باعث علم نہ ہونے کی وجہ سے تانیث بالتاء بھی بطور سبب کے باقی نہ رہی۔ اس طرح طلحۃ تنکیر کے بعد بلا سبب رہ گیا کیونکہ علم اس میں شرط تھا۔ اس کی مثال جیسے وضو نماز کے لیے شرط ہے' وضو ختم ہونے سے نماز بھی ٹوٹ جائے گی' اسی طرح علم کے ختم ہونے سے تانیث بالتاء بھی ختم ہو گئی۔

عمر میں دو سبب عدل اور علم پائے جاتے ہیں۔ جب عمر علمیت کو ختم کر دیا جائے یعنی اس کی تنکیر کی جائے تو صرف ایک سبب عدل باقی رہ جائے گا کیونکہ عدل کے ساتھ علم شرط نہیں کہ شرط کے ختم ہونے سے مشروط بھی ختم ہو جائے اور صرف ایک سبب (عدل) کے رہ جانے کی وجہ سے منصرف ہو جائے گا۔ اس کی مثال یوں ہے کہ جیسے نماز کے ٹوٹ جانے سے وضو برقرار رہتا ہے یا نماز کے ٹوٹ جانے سے روزہ برقرار رہتا ہے' اسی طرح علم کے ختم ہو جانے سے عدل باقی رہتا ہے۔ چنانچہ عمر میں ایک سبب باقی رہ گیا۔

سوال: زیادہ سے زیادہ اسباب کے جمع ہونے والی مثال دیں نیز یہ بتائیں کہ تنکیر کے بعد اس میں کتنے سبب ہیں؟

جواب: زیادہ سے زیادہ اسباب کے جمع ہونے کی مثال آذَرْبِیجَان ہے۔ اس میں پانچ اسباب جمع ہیں: الف نونَ زائدتان' عجمہ' ترکیب' علم' تانیث معنوی۔ آذربیجان علم کے باعث معرفہ ہے۔ جب نکرہ بنایا جائے یعنی علمیت کو ختم کر دیا جائے تو علم اپنے ساتھ دوسرے چاروں اسباب کو بھی ختم کر دیتا ہے کیونکہ ان سب اسباب کے ساتھ علم شرط ہے۔ اس طرح علمیت کے ختم ہونے سے صاحب کتاب کے قول کے مطابق اس میں کوئی سبب بھی نہیں رہا اور یہ لفظ منصرف ہو جائے گا۔ اور ہماری تقسیم

کے مطابق صرف الف نون رہ جاتا ہے جو بغیر وصف یا علم کے غیر موثر ہے لہٰذا یہ لفظ منصرف ہی ہوگا۔

سوال: درج ذیل عبارت کی وضاحت کریں۔

وکل ما لا ینصرف اذا اضیف او دخله اللام فدخله الکسرة نحو مررت باحمدکم و بالاحمد ۔

جواب: ترجمہ: "اور ہر وہ اسم جو غیر منصرف ہو' جب وہ مضاف کیا جائے (دوسرے اسم کی طرف) یا اس پر لام داخل ہو جائے تو اس پر کسرہ داخل ہو جائے گا جیسے مررت باحمدکم وبالاحمد ۔

وضاحت: غیر منصرف جب مضاف ہو یا اس پر الف لام داخل ہوجائے تو حالت جری میں اس رکسرہ آ جاتا ہے۔ بعض نحویوں کے نزدیک اب یہ اسم غیر منصرف نہ رہا' منصرف ہو گیا۔صاحب کتاب کے نزدیک اضافت یا الف لام داخل ہونے کے بعد اسم میں اگر دو سبب یا ایک قائم مقام دو کے پایا جائے تو اسے غیر منصرف ہی کہیں گے لیکن یوں کہیں گے کہ ہے تو غیر منصرف لیکن اضافت یا الف لام کی وجہ سے کسرہ آگیا ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ غیر منصرف کی تعریف میں دو قول ہیں :(۱) جس پر کسرہ اور تنوین نہ آتے ہوں۔ اس تعریف کے مطابق جب بھی غیر منصرف پر کسرہ یا تنوین آئے گی' تو وہ غیر منصرف نہ رہے گا بلکہ منصرف ہو جائے گا جیسے صلیت فی مساجدھم ' ذھبت الی المقابر ۔

(۲) دوسری تعریف یہ ہے کہ غیر منصرف وہ اسم ہے جس میں اسباب منع صرف سے دو یا ایک سبب قائم مقام دو کے پایا جائے۔ ان کے نزدیک اگر اسم پر اضافت یا الف لام کی وجہ سے کسرہ آ جائے تو اس کو منصرف نہیں مانتے اور یہ کہتے ہیں کہ ہے تو غیر منصرف مگر اضافت یا الف لام کی وجہ سے اس پر کسرہ آگیا۔

ہاں اگر غیر منصرف پر تنوین آجائے تو اس کو منصرف مانتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ اس کو ضرورت شعری یا تناسب آیات کی وجہ سے منصرف بنایا گیا۔ اس کی وجہ کافیہ میں یوں لکھی ہے ویجوز صرفه للضرورة او للتناسب

ضرورت شعری کی مثال:

صُبَّتْ عَلَيَّ مَصَائِبٌ لَوْ اَنَّهَا
صُبَّتْ عَلَى الْاَيَّامِ صِرْنَ لَيَالِيَا

تناسب کی مثال سورہ دہر میں ہے: انا اعتدنا للکافرین سَلاَسِلاً واغلالا وسعیرا ۔ امام نافع' رویس اور بعض دوسرے قراء کی قراء توں میں ہے سَلاَسِلاً ۔ یہاں سَلاَسِلاً کو تنوین کے ساتھ

اغلالاً اور سَعِیْرًا کے تناسب کی وجہ سے پڑھا گیا ہے۔

سوال : صرف کیا ہے؟ نیز غیر منصرف کب منصرف ہو سکتا ہے اور کب اس پر کسرہ آ سکتا ہے۔ نیز ان دونوں صورتوں میں کیا فرق ہے؟

جواب : الفیہ ابن مالک میں ہے کہ صرف تنوین ہے اس لیے جب تنوین ہوگی تو منصرف کہیں گے اور محض کسرہ کی وجہ سے منصرف نہ کہیں گے۔ ضرورت شعری میں بسا اوقات غیر منصرف کو بھی منون پڑھ لیا جاتا ہے۔ اس صورت میں تنوین آجانے کی وجہ سے منصرف ہو جاتا ہے جیسے

صُبَّتْ عَلَیَّ مَصَائِبٌ لَوْ اَنَّھَا
صُبَّتْ عَلَی الْاَیَّامِ صِرْنَ لَیَالِیَا

مشہور ہے کہ یہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا شعر ہے جو انہوں نے آنحضرت ﷺ کی وفات کے موقع پر کہا تھا۔ ترجمہ یوں ہے "ڈالی گئیں مجھ پر ایسی مصیبتیں کہ اگر وہ دنوں پر ڈال دی جاتیں تو دن رات بن جاتے"

غیر منصرف جب کسی اسم کی طرف مضاف ہو یا اس پر الف لام داخل ہو جائے تو اس پر کسرہ آ جاتا ہے جیسے مررت باحمدکم' مررت بالاحمد ۔تنوین اور کسرہ کے آنے میں یہ فرق ہے کہ تنوین آجانے کے باعث غیر منصرف کو منصرف کہیں گے کیونکہ غیر منصرف پر تنوین نہیں آتی جبکہ کسرہ کی صورت میں غیر منصرف کو غیرت منصرف ہی کہیں گے اور یوں کہیں گے کہ ہے تو غیر منصرف لیکن اضافت یا الف لام کی وجہ سے کسرہ آگیا ہے کیونکہ کسرہ منصرف ہونے کا سبب نہیں بنتا۔

سوال : صلیت فی مساجدھم ' صبت علی مصائب ' والقمر قدرناہ منازل (یٰس ۳۹' ترجمہ اور چاند مقرر کر دیں ہم نے اس کیلئے منزلیں) انا اعتدنا للکافرین سلاسلا واغلالا وسعیرا (سورۂ دہر آیت نمبر۴ ' ترجمہ : بے شک ہم نے تیار کر رکھی ہیں کافروں کے لیے زنجیریں اور طوق اور بھڑکتی ہوئی آگ)میں خط کشیدہ الفاظ کیا بنتے ہیں اور کیوں ؟

جواب : فی مساجدھم: اس میں مساجد غیر منصرف ہے اور اضافت کی وجہ سے حالت جری میں کسرہ آیا ہے۔مصائب: منصرف ہے کیونکہ تنوین لگی ہوئی ہے اور تنوین غیر منصرف کو بھی منصرف بنا دیتی ہے جبکہ کسرہ کی صورت میں بغیر تنوین کے غیر منصرف ہی رہتا ہے کیونکہ کسرہ صرف کا سبب نہیں بنتا۔ یہاں ضرورت شعری کے سبب تنوین لائی گئی ہے۔منازل: غیر منصرف ہے کیونکہ جمع منتہی الجموع ہے۔ سلاسلا : منصرف ہے کیونکہ تنوین لگی ہوئی ہے جو تناسب کے لیے لائی گئی ہے تا کہ سلاسلا' اغلالا اور سعیرا کا تناسب ہو جائے۔ اگر سلاسلا بلا تنوین ہو تو غیر منصرف ہوگا کیونکہ جمع منتہی الجموع ہے۔

المقصد الاول فی المرفوعات

الأسماء المرفوعات ثمانية أقسام : الفاعل و مفعول ما لم يسم فاعله و المبتدأ و الخبر وخبر ان و أخواتها و اسم كان و أخواتها و اسم ما و لا المشبهتين بليس و خبر لا التى لنفى الجنس .

فصل: الفاعل كل اسم قبله فعل او صفة أسند اليه على معنى أنه قام به لا وقع عليه نحو قام زيد و زيد ضارب أبوه عمرا و ما ضرب زيد عمرا و كل فعل لا بد له من فاعل مرفوع مظهر كذهب زيد أو مضمر بارز كضربت زيدا او مستتر كزيد ذهب و ان كان الفعل متعديا كان له مفعول به ايضا نحو ضرب زيد عمرا . و ان كان الفاعل مظهرا وحد الفعل أبدا نحو ضرب زيد و ضرب الزيدان و ضرب الزيدون و ان كان مضمرا وحد للواحد نحو زيد ضرب و ثنى للمثنى نحو الزيدان ضربا و جمع للجمع نحو الزيدون ضربوا و ان كان الفاعل مؤنثا حقيقيا و هو ما بازائه ذكر من الحيوان أنث الفعل أبدا ان لم تفصل بين الفعل و الفاعل نحو قامت هند و ان فصلت فلك الخيار فى التذكير والتأنيث . نحو ضرب اليوم هند و ان شئت قلت ضربت اليوم هند و كذلك فى المؤنث الغير الحقيقى نحو طلعت الشمس وان شئت قلت طلع الشمس هذا اذا كان الفعل مسندا الى المظهر . و ان كان مسندا الى المضمر أنث أبدا نحو الشمس طلعت و جمع التكسر كالمؤنث الغير الحقيقى تقول قام الرجال و ان شئت قلت قامت الرجال و الرجال قامت و يجوز فيه الرجال قاموا .

پہلا مقصد مرفوعات کے بیان میں

اسماء مرفوعہ آٹھ قسم ہیں فاعل ' مفعول مالم یسم فاعلہ ' مبتدا ' خبر ' ان وغیرہ کی خبر ' کان وغیرہ کا اسم ما اورلا کا اسم جو لیس کے مشابہ ہوں اور اس لا کی خبر جو جنس کی نفی کے لئے ہو۔

فصل : فاعل ہر وہ اسم ہے جس سے پہلے فعل یا صفت ہو جس کو اس اسم کی طرف اسناد کیا گیا ہو اس معنی پر کہ وہ اس کے ساتھ قائم ہو نہ کہ اس پر واقع ہو جیسے قام زید اور زید ضارب ابوہ عمرا اور ما ضرب زید عمرا اور ہر فعل ضروری ہے اس کے لئے فاعل مرفوع ظاہر جیسے ذھب زید یا ضمیر بارز جیسے ضربت زیدا یا مستتر جیسے زید ذھب اور اگر فعل متعدی ہو تو اس کے لئے مفعول بہ بھی ہوگا جیسے ضرب زید عمرا اور اگر فاعل اسم ظاہر ہو تو فعل کو ہمیشہ واحد لایا جائے گا جیسے ضرب زید ' ضرب الزیدان ' ضرب الزیدون اور اگر فاعل ضمیر ہو

تو فاعل واحد کے لئے فعل واحد لایا جائے گا جیسے ضرب زید اور فاعل مثنی کے لئے فعل مثنی لایا جائے گا جیسے الزیدان ضربا اور فاعل جمع کے لئے فعل جمع لایا جائے گا جیسے الزیدون ضربوا اور اگر فاعل مؤنث حقیقی ہو اور وہ وہ ہے جس کے مقابلہ میں جاندار مذکر ہو تو فعل کو ہمیشہ مؤنث لایاجائے گا اگر تو فعل و فاعل کے درمیان فاصلہ نہ کرے جیسے قامت ھند اور اگر تو فاصلہ کرے تو تجھے اختیار ہے مذکر اور مؤنث لانے میں جیسے ضرب الیوم ھند اور اگر تو چاہے تو کہے ضربت الیوم ھند اور اسی طرح مؤنث غیر حقیقی میں جیسے طلعت الشمس اور اگر تو چاہے تو کہے طلع الشمس - یہ اس وقت ہے جب فعل کی اسناد اسم ظاہر کی طرف ہو اور اگر اس کی اسناد ضمیر کی طرف ہو تو فعل کو ہمیشہ مؤنث لایا جائے گا۔ جیسے الشمس طلعت اور جمع تکسیر مؤنث غیر حقیقی کی طرح ہے تو کہے قام الرجال اور اگر چاہے تو کہے قامت الرجال اور جائز ہے اس میں الرجال قاموا

سوالات

سوال: اسم کے مرفوع ہونے سے کیا مراد ہے؟ نیز کیا اسم مرفوع کے آخر میں ہمیشہ ضمہ آئے گا؟

سوال: مضمرات کی کل صورتوں کا نقشہ بنا کر یہ واضح کریں کہ فاعل کب مستتر وجوبا" اور کب مستتر جوازا" ہوتا ہے اور کب بارز۔ نیز ضمیر منصوب یا مجرور بارز ہوتی ہے یا مستتر بھی؟

سوال: ضربت اور ضربت کی تاء میں کیا فرق ہے؟

سوال: مندرجہ ذیل عبارت کی شرح کریں اور فعل کے لیے فاعل، مفعول بہ اور مجرور کا تعلق واضح کریں۔

ان کان الفعل متعدیا کان له مفعول به ایضا

سوال: فعل کو کب واحد، تثنیہ اور جمع لایا جائے گا۔ کب مذکر اور کب مونث لایا جائے گا۔ اور کب دونوں صورتیں جائز ہیں؟

سوال: مندرجہ ذیل کو ملا کر جواب کیا ہوگا اور کیوں؟

(جاء + زید) ' (الزیدان جاء) ' (المسلمون + صلی)

(یتلو + الشیاطین) ' (الشیاطین + یتلو) ' (ذھب + الیوم + زینب)

(ذھب + زینب + الیوم)

سوال: مندرجہ ذیل کی ترکیب کریں۔ خط کشیدہ کی لمبی ترکیب کریں۔

لا تاخذہ سنة ولا نوم 'لکن الشیاطین کفروا ' تشابھت قلوبھم 'کتبت ایدیھم

سوال: خط کشیدہ الفاظ کو مقدم کریں اور اگر کوئی تبدیلی ہو تو کریں اور وجہ بتائیں؟

الشیاطین کفروا ' اصابتھم مصیبة ' ووصی بھا ابراھیم بنیه ' دخل خالد وبکر وعمران ' یلعنھم اللاعنون ' قال رجلان ' یدخل فی الفصل ثمینة وعارفة وحامدة۔

سوال: فاعل کی جملہ حالتوں کا نقشہ بنا کر اس کے احکام مختصر انداز میں ذکر کر کے مثالیں دیں۔ تثنیہ جمع کی مثالیں بھی دیں۔

سوال: مندرجہ ذیل میں فعل کو مذکر یا مونث لانے کی وجہ بتائیں؟

آمنت به بنو اسرائیل' قالت نملة' قال نسوة فی المدینة' تحمله الملائکة' قال فخذ اربعة من الطیر فصرهن الیک الی قوله یا تینک سعیا" ' وعلی کل ضامر یا تین من کل فج عمیق

سوال: مندرجہ ذیل کے جواب بتائیں۔ ۱۔(مضی + الایام)

۲۔(الایام + مضی)

۳۔(یمضی + اللیالی)

۴۔(اللیالی + یمضی)

۵۔(یصلی + المسلمون)

۶۔(یصلی + المسلمات)

۷۔(المسلمات + یصلی)

۸۔(المسلمان + یصلی)

حل سوالات

سوال: اسم کے مرفوع ہونے سے کیا مراد ہے؟ نیز کیا اسم مرفوع کے آخر میں ہمیشہ ضمہ آئے گا؟

جواب: اسم کے مرفوع ہونے سے مراد اس کا مرفوعات یا مرفوعات کے توابع میں سے ہونا ہے۔ مرفوعات کل آٹھ ہیں۔

۱۔ فاعل' ۲۔ مفعول مالم یسم فاعلہ (نائب فاعل)' ۳۔ مبتدا' ۴۔ خبر' ۵۔ ان اور اس کے اخوات کی خبر' ۶۔ کان اور اس کے اخوات کا اسم' ۷۔ ما ولا مشابہ بہ لیس کا اسم' ۸۔ لائے نفی جنس کی خبر۔ افعال مقاربہ کا فاعل کو افعال ناقصہ کے اسم میں شمار کیا جاتا ہے۔

جب ہم کسی اسم کو مرفوع کہیں گے تو اس اسم کا ان میں سے کسی ایک سے ہونا مراد ہوگا۔ یعنی وہ یا تو فاعل ہوگا یا نائب فاعل یا مبتدا یا خبر یا ان وغیرہ کی خبر یا کان وغیرہ کا اسم یا ما ولا مشابہ بہ لیس کا اسم یا لائے نفی جنس کی خبر ہوگی یا ان کے توابع میں سے ہوگا۔ کیونکہ جیسے فاعل مرفوع ہوتا ہے اسی طرح اس کی صفت' تاکید' بدل' عطف بیان اور معطوف بھی مرفوع ہوں گے۔ اس صورت میں جو اسم ترکیب میں فاعل بنے گا' وہ اپنی صفت کے لیے موصوف' تاکید کے لیے موکد' بدل کے لیے مبدل منہ' عطف بیان کے لیے مبین اور معطوف کے لیے معطوف علیہ ہوگا۔ یہی حال دوسرے مرفوعات کا ہے۔ کیونکہ تابع کا اعراب متبوع کے مطابق ہوتا ہے مثلا قام زید میں زید مرفوع ہے کیونکہ فاعل

ہے۔ اسی طرح جاء الرجالُ المسلِمُوْنَ میں الرجالُ مرفوع ہے کیونکہ فاعل ہے اور المسلمُوْنَ مرفوع ہے کیونکہ فاعل کی صفت ہے۔ یہاں المسلمون تابع ہے فاعل مرفوع کا اور فاعل مرفوع ہوتا ہے اس لیے یہ بھی مرفوع ہے۔ البتہ علامت رفع میں فرق پڑ سکتا ہے۔ کبھی علامت رفع ضمہ ظاہری اور کبھی ضمہ تقدیری ہوگا۔اسی طرح کبھی علامت رفع واؤ لفظی یا تقدیری اور کبھی الف ہوگا۔ اور یہ فرق اسم کے اعراب کی مختلف قسموں کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ اسم مرفوع کا اعراب ہمیشہ ضمہ نہیں آتا بلکہ اعراب کی اقسام کے لحاظ سے بدلتا رہتا ہے۔ اور جو اسماء مبنی ہوتے ہیں' ان کو محلاً" مرفوع کہیں گے' ان پر کوئی علامت رفع وغیرہ کی نہ ہوتی۔

سوال : فاعل کی تعریف عربی میں لکھ کر ترجمہ کریں۔ نیز یہ بتائیں کہ ھدایۃ النحو میں تین مثالیں کیوں ذکر کی گئی ہیں؟

جواب : الفاعل کل اسم قبله فعل اور صفة اسند اليه على معنى انه قام به لا وقع عليه نحو قام زيدوزيد ضارب ابوه عمرا وما ضرب زيد عمرا

ترجمہ : "فاعل ہر وہ اسم ہے جس سے پہلے کوئی فعل ہو یا ایسی صفت ہو جو اس اسم کی جانب مسند ہو اس معنی پر کہ یہ صفت اس اسم کے ساتھ قائم ہے' اس پر واقع نہیں ہے۔ جیسے قام زید اور زید ضارب ابوه عمرا اور ما ضرب زيد عمرا

تین مثالیں دینے کی وجہ یہ ہے کہ پہلی مثال ایسے اسم کی ہے جس سے پہلے فعل ہے۔ دوسری صفت کی مثال دی ہے جو ابوه اسم کی جانب مسند ہے یعنی ضارب صیغہ صفت ابوه کے ساتھ قائم ہے' اس پر واقع نہیں ہے۔ اور تیسری مثال منفی کی دی ہے جس سے ضرب کی نفی ہو رہی ہے۔ اس سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ اگرچہ زید سے ضرب کی نفی ہے لیکن فعل ضرب فعل اس جملے کا زید کے ساتھ ہی قائم ہو سکتا ہے اس لیے اس کا فاعل بھی زید ہی بنے گا۔ اس طرح تین مثالیں' ایک فعل مثبت' دوسری صفت کی اور تیسری فعل منفی کی دے کر ثابت کیا کہ ان صورتوں میں اسم ہی فاعل بنتا ہے۔

صفت میں اسم فاعل' اسم مفعول' صفت مشبہ اور اسم تفضیل شامل ہیں۔ بعض علماء جار مجرور اور ظرف کے بعد اسم مرفوع کو بھی فاعل کہہ دیتے ہیں جیسے اَفِی اللّٰہِ شَکٌّ۔ اس کی ترکیب میں دو قول ہیں۔ شک یا مبتدا موخر ہے اور جملہ' اسمیہ ہے۔ اور یا ظرف کا فاعل ہے اور جملہ ظرفیہ ہے۔

سوال : مضمرات کی کل صورتوں کا نقشہ بنا کر یہ واضح کریں کہ فاعل کب مستتر وجوبا" اور کب مستتر جوازا" ہوتا ہے اور کب بارز۔ نیز ضمیر نصب اور ضمیر جر بارز ہوتی ہے یا مستتر بھی؟
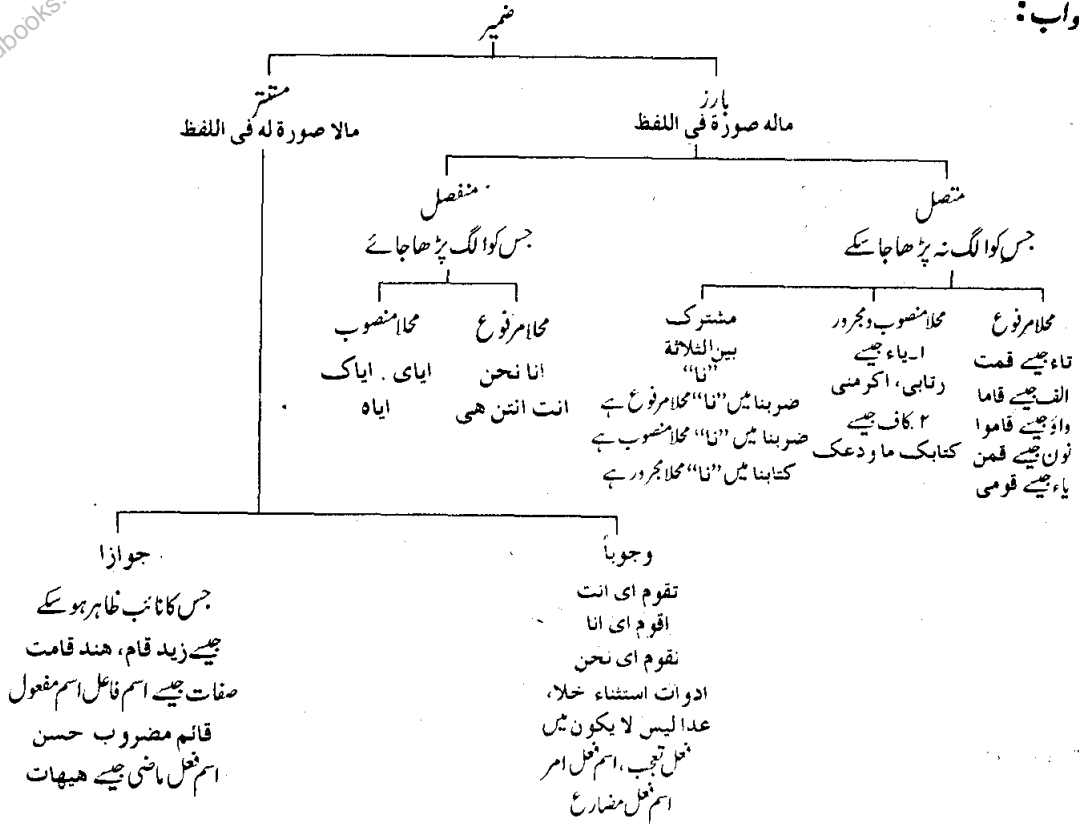
جواب :

سوال: ضربت اور ضربت کی تاء میں کیا فرق ہے؟

جواب: ضَرَبَتْ میں تاء فاعل کی تانیث کو ظاہر کرنے کے لیے ہے جیسے ضَرَبَتْ هِنْدٌ میں هند مونث ہے' اس کی نسبت سے فعل مونث لانا پڑا۔ جبکہ ضَرَبْتُ میں تاء "ضمیر مرفوع متصل" فاعل کی ہے اور ضَرَبَ فعل اس کے ساتھ قائم ہے یعنی اس کے ذریعے ضرب واقع ہوئی ہے۔ اس کی ترکیب کرتے وقت یوں کہیں گے ضَرَبَ فعل' "تا" فاعل۔ فعل فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

یا یوں کہو (ضَرَبْتَ)= (ضَرَبَ + أَنْتَ) تاء ضمیر مخاطب فاعل ہے

(ضَرَبَتْ هِنْدٌ)=(ضَرَبَ + هِنْدٌ) اور تا صرف علامت تانیث ہے۔

(هِنْدٌ ضَرَبَتْ)=(هِنْدٌ + ضَرَبَ + هِيَ) تا صرف یہ بتاتی ہے کہ ضَرَبَ میں یہاں هِيَ ضمیر مستتر ہے' هُوَ نہیں۔ اگر تاء خود فاعل ہوتی تو اس کے بعد اسم ظاہر کو فاعل نہیں لا سکتے تھے۔

سوال : مندرجہ ذیل عبارت کی شرح کریں اور فعل کے لیے فاعل' مفعول بہ اور مجرور کا تعلق واضح کریں۔ ان کان الفعل متعدیا کان له مفعول به ایضا

جواب: مصنف فرماتے ہیں "اگر فعل متعدی ہو تو اس کے لیے مفعول بہ بھی ہوگا"
ایک فعل لازم ہوتا ہے اور ایک متعدی۔ فعل لازم ایسا فعل ہوتا ہے کہ اس کا اثر فاعل پر ہی ختم ہو جاتا ہے جیسے ذَهَبَ زیدٌ اس مثال میں ذھب فعل لازم ہے۔ یعنی ذھاب کا عمل زید سے ہوا اور فعل تمام ہو گیا۔ جبکہ فعل متعدی ایسا فعل ہوتا ہے کہ فعل کا اثر فاعل سے ہو کر مفعول (جس پر فاعل کا فعل واقع ہو) پر ختم ہوتا ہے۔ اور فعل متعدی کے لئے کبھی ایک مفعول بہ ہوتا ہے، کبھی دو اور کبھی تین۔

فاعل وہ اسم ہوتا ہے جس سے فعل واقع ہو جیسے جاء زیدٌ۔ اکل زیدٌ یہاں جاء اور اکل دونوں فعل زید سے صادر ہوئے ہیں اس لیے زید فاعل ہے۔ فاعل کے لغوی معنی چونکہ "کرنے والا" ہوتے ہیں تو اس طرح آنے کا کام اور کھانے کا کام زید نے کیا ہے اس لیے زید ان کا فاعل ہے۔ مفعول بہ وہ اسم ہوتا ہے جس پر فعل واقع ہو۔ جیسے اکل زیدُ الخبزَ۔ شرب عمرُ الماءَ۔ ان دونوں مثالوں میں اکل (کھانے) کا فعل روٹی پر اور شرب (پینے) کا فعل پانی پر واقع ہوا ہے۔ اس طرح الخبز، اکل فعل کے لیے مفعول بہ ہوا اور الماء، شرب فعل کے لیے۔

فعل کا اثر جس چیز پر پڑے گا، وہ یا تو بغیر واسطہ کے ذکر ہوتی ہے یا بالواسطہ۔ اگر بلا واسطہ ہو تو اس کو مفعول بہ کہتے ہیں۔ جیسے ضرب زید عمرا اس مثال میں ضرب کا اثر عمر پر بلا واسطہ (ڈائریکٹ) پڑ رہا ہے، اس لیے اسے مفعول بہ کہیں گے۔ اور اگر فعل کا اثر بالواسطہ (ان ڈائریکٹ) ہو تو اس کے لیے حرف جر لانا پڑتا ہے کیونکہ حرف جر فعل کا اثر مابعد تک پہنچانے کے لیے ہوتے ہیں جیسے "دخلتُ فی المسجدِ" اس مثال میں دخل فعل کا اثر مسجد پر حرف جر سے لایا گیا ہے کیونکہ فعل دخل (ڈائریکٹ) مسجد پر واقع نہیں ہو رہا ہے۔ چونکہ یہ حروف اپنے مابعد کو کھینچ کر فعل کے ساتھ ملاتے ہیں اس لیے ان کو حروف جارہ اور مابعد کو مجرور کہا جاتا ہے۔

سوال: فعل کو کب واحد، تثنیہ اور جمع لایا جائے گا۔ کب مذکر اور کب مونث لایا جائے گا۔ اور کب دونوں صورتیں جائز ہیں؟

جواب: اگر فعل کا فاعل ظاہر ہو تو فعل واحد لائیں گے، اگرچہ فاعل تثنیہ جمع ہی کیوں نہ ہو۔ جیسے ضرب زیدٌ، ضرب زیدَانِ، ضرب زیدُوْنَ اگر فعل کا فاعل ضمیر ہو تو فاعل واحد کے لیے فعل واحد، فاعل تثنیہ کے لیے فعل تثنیہ اور فاعل جمع کے لیے فعل جمع لائیں گے۔
فعل چونکہ تثنیہ جمع نہیں ہوتا، اس لیے یہاں فعل تثنیہ اور جمع سے یہ مطلب ہے کہ ایسا فعل لائیں گے جس کے ساتھ تثنیہ جمع کی ضمیر لگی جو فاعل کی طرف راجع ہوتی ہے۔ یعنی جو فاعل کو ظاہر کرتی ہے۔ جیسے زیدٌ ضَرَبَ۔ الزیدانِ ضَرَبَا۔ الزیدون ضربُوْا

پہلی مثال میں ضرب میں ھو ضمیر فاعل ہے جو زید کی طرف راجع ہے۔ دوسری مثال میں ضربا کا "الف" فاعل تثنیہ کی نشاندہی کرتا ہے۔ جبکہ تیسری مثال میں ضربوا کا "واؤ" ضمیر فاعل جمع کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

فاعل مذکر کے لیے فعل مذکر استعمال ہوگا جیسے ضرب الرجلُ۔ جاء عمرُ۔ کتب سلیمانُ میں۔
ترجمہ: آدمی نے مارا۔ عمر آیا۔ سلیمان نے لکھا۔

اگر فاعل مؤنث حقیقی ہو۔ (یعنی جس کے مقابلے میں جاندار مذکر ہو) اور فعل اور فاعل کے درمیان فاصلہ بھی نہ ہو۔ تو فعل ہمیشہ مؤنث لائیں گے۔ جیسے قرات زینبُ۔ جاءت فاطمةُ ترجمہ: زینب نے پڑھا، فاطمہ آئی۔ پھر فاعل ظاہر ہو یا ضمیر، یہی حکم ہے۔ جیسے ہِندٌ قَرَأَتْ۔ ضَرَبَتْ ہِنْدٌ

اگر فاعل مونث حقیقی ہی ہو۔ لیکن فعل اور فاعل کے درمیان فاصلہ آجائے (کسی لفظ سے) یا فاعل مونث غیر حقیقی ہو اور ظاہر ہو، ضمیر نہ ہو تو ان دونوں صورتوں میں فعل کو مذکر اور مونث دونوں طرح لاسکتے ہیں۔

جیسے ضَرَبَتِ الْيَوْمَ هِنْدٌ یا ضَرَبَ الْيَوْمَ هِنْدٌ (ترجمہ: آج ہندہ نے مارا) دونوں طرح پڑھ سکتے ہیں۔ یہاں فاعل مونث حقیقی ہے اور فعل فاعل کے درمیان فاصلہ ہے۔

فاعل ظاہر مونث غیر حقیقی کی مثال: طَلَعَتِ الشَّمْسُ (ترجمہ: سورج نکلا) یا طَلَعَ الشَّمْسُ دونوں صورتیں جائز ہیں۔ اور جب فاعل ظاہر مونث غیر حقیقی نہ ہو بلکہ مضمر ہو تو فعل ہمیشہ مؤنث لائیں گے۔ جیسے اَلشَّمْسُ طَلَعَتْ۔ یہاں فاعل ضمیر ہی ہے۔

اور جمع مکسر میں بھی مونث غیر حقیقی کی طرح تذکیر اور تانیث دونوں طرح سے فعل لایا جا سکتا ہے۔ جیسے قَامَتِ الرِّجَالُ (ترجمہ: مرد کھڑے ہوئے) یا قَامَ الرجالُ۔ الرجالُ قامَتْ (جب ضمیر فاعل ہو)۔ اس وقت جمع کا صیغہ بھی لا سکتے ہیں۔ جیسے الرجالُ قامُوْا

سوال: مندرجہ ذیل کو ملا کر جواب کیا ہوگا اور کیوں؟

(جاء + زید)، (الزیدان جاء)، (المسلمون + صلی)
(يَتْلُوْ + اَلشَّيَاطِيْنُ)، (الشیاطین + یتلو)، (ذهب + اليوم + زینب)
(ذهب + زینب + اليوم)

جواب: ۱۔ (جاءَ زیدٌ)۔ فعل کا فاعل ظاہر ہے۔ اس لیے فعل واحد لائے۔
۲۔ (الزیدانِ جَاءَا)۔ فعل کا فاعل ضمیر ہے۔ اس لیے فاعل تثنیہ کے لیے فعل تثنیہ لایا گیا۔
۳۔ (المسلمونَ صَلَّوْا)۔ فعل کا فاعل مضمر ہے۔ اس لیے فاعل جمع مذکر سالم کے لیے فعل جمع لایا گیا۔ ترجمہ: مسلمانوں نے نماز پڑھی۔

۴۔ (یتلو الشیاطین ٗ تتلو الشیاطین ٗ) ۔ فعل کا فاعل ظاہر ہے۔ اس لیے فعل واحد لائے۔ چونکہ فاعل جمع مکسر ہے اس لیے فعل واحد مونث بھی آ سکتا ہے۔

۵۔ (الشَّیَاطِیْنُ یتلُوْنَ' الشَّیَاطِیْنُ تَتْلُوْ) ۔ فعل کا فاعل مضمر ہے اس لیے فعل جمع مذکر اور واحد مونث دونوں طرح لا سکتے ہیں۔ ترجمہ: جنات پڑھتے ہیں۔

۶۔ (ذھب الیومَ زینبُ) ۔ فاعل مؤنث حقیقی ہے اور فعل اور فاعل کے درمیان فاصلہ کی وجہ سے فعل مذکر، مونث لا سکتے ہیں۔ اور یہاں فعل مذکر لایا گیا۔ مؤنث لائیں گے تو کہیں گے ذَھَبَتِ الْیَوْمَ زینبُ۔ ترجمہ: زینب آج گئی۔

۷۔ (ذَھَبَتْ زَیْنَبُ الْیَوْم) ۔ فاعل مونث حقیقی ہے اور فعل اور فاعل کے درمیان فاصلہ بھی نہیں ہے۔ اس لیے فعل مونث ہی آئے گا اور یہاں مؤنث ہی لایا گیا۔

سوال: مندرجہ ذیل کی ترکیب کریں۔ خط کشیدہ کی لمبی ترکیب کریں۔

لا تاخذہ سنۃ ولا نوم' لکن الشیاطین کفروا' تشابھت قلوبھم' کتبت ایدیھم

جواب: ۱۔ لا تاخذہ سنۃ ولا نوم: لا حرف نفی' تاخذ فعل مضارع (صیغہ واحد مونث غائب) ھا ضمیر مفعول بہ' سنۃ معطوف علیہ' واؤ عاطفہ' لا نافیہ' نوم معطوف' معطوف معطوف علیہ مل کر فاعل' فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

سِنَةٌ: مرفوع ہے کیونکہ فاعل ہے۔ علامت رفع ضمہ ظاہرۃ ہے کیونکہ اسم مفرد منصرف صحیح ہے۔
ترجمہ: نہیں پکڑتی اس کو اونگھ اور نہ نیند۔

۲۔ لٰکِنَّ الشَّیَاطِیْنَ کَفَرُوْا: لکن حرف مشبہ بالفعل' الشیاطین' لکن کا اسم' کفروا میں کفر فعل' واؤ ضمیر بارز فاعل۔ فعل فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر لکن کی خبر۔ لکن اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ترجمہ: لیکن جنات نے کفر کیا۔

الشیاطینَ: منصوب ہے کیونکہ لکن (حرف مشبہ بالفعل) کا اسم ہے۔ علامت نصب فتحہ ظاہرہ ہے کیونکہ (جمع منتہی الجموع) غیر منصرف ہے۔

۳۔ تَشَابَھَتْ قُلُوْبُھُمْ: تشابہ' فعل' تا حرف تانیث۔ قلوب مضاف۔ ھم ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ۔ مضاف مضاف الیہ مل کر فاعل۔ فعل فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

۴۔ کَتَبَتْ اَیْدِیْھِمْ:

کتب فعل' تا حرف تانیث' ایدی مضاف' ھم ضمیر مجرور متصل مضاف علیہ مضاف مضاف الیہ مل کر فاعل۔ فعل فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

لمبی ترکیب: قلوب: مرفوع ہے اس لیے کہ فاعل ہے۔ علامت رفع ضمہ ظاہرۃ ہے کیونکہ جمع مکسر

منصرف ہے۔

ایدی : مرفوع ہے اس لیے کہ فاعل ہے۔ علامت رفع ضمہ تقدیری ہے کیونکہ اسم منقوص ہے۔

سوال : خط کشیدہ الفاظ کو مقدم کریں اور اگر کوئی تبدیلی ہو تو کریں اور وجہ بتائیں؟

الشیاطین کفروا ' اصابتهم مصیبة ' ووصی بها ابراهیم بنیه ' دخل خالد وبکر وعمران ' یلعنهم اللاعنون ' قال رجلان ' یدخل فی الفصل ثمینة وعارفة وحامدة۔

جواب :

جملہ اول	جملہ ثانی	وجہ تبدیلی
الشیاطینُ کفرُوْا	کَفَرَ الشَّیَاطِیْنُ	فعل کا فاعل ظاہر ہونے کی وجہ سے فعل واحد لایا
اَصَابَتْهُمْ مُصِیْبَةٌ	مُصِیْبَةٌ اَصَابَتْهُمْ	فاعل ضمیر ہے اور مؤنث غیر حقیقی ہے اس لیے فعل مؤنث ہی رہے گا
وَوَصّٰی بِهَا ابراهیمُ بَنِیْهِ	ابراهیمُ وَصّٰی بِهَا بَنِیْهِ	فاعل مذکر کی ضمیر ہے اس لیے فعل بھی مذکر ہی لایا گیا
دَخَلَ خَالِدٌ وَبَکْرٌ وَعِمْرَانُ	خَالِدٌ وَبَکْرٌ وَعِمْرَانُ دَخَلُوْا	فاعل جمع مذکر کی ضمیر ہے اس لیے فعل جمع مذکر لایا گیا
یَلْعَنُهُمُ اللَّاعِنُوْنَ	اللَّاعِنُوْنَ یَلْعَنُوْنَهُمْ	فاعل جمع کی ضمیر ہے اس لیے فعل جمع لایا گیا۔
قَالَ رَجُلَانِ	رَجُلَانِ قَالَا	فاعل دو کی ضمیر ہے اس لیے فعل تثنیہ لایا گیا
یَدْخُلُ فِی الْفَصْلِ ثَمِیْنَةٌ وَعَارِفَةٌ وَحَامِدَةٌ	ثَمِیْنَةٌ وَعَارِفَةٌ وَحَامِدَةٌ یَدْخُلْنَ فِی الْفَصْلِ	یہاں ثمینة وعارفة وحامدة مونث ہیں' ان کی طرف لوٹنے والی ضمیر فاعل ہے اس لیے فعل جمع مونث لایا گیا

سوال : فاعل کی جملہ حالتوں کا نقشہ بنا کر اس کے احکام مختصر انداز میں ذکر کر کے مثالیں دیں۔ تثنیہ جمع کی مثالیں بھی دیں۔

جواب:

فاعل

مذکر عاقل ہو،

نحو رجل۔

احکام:۔

اگر فاعل ظاہر ہو تو واحد تثنیہ میں اور جمع کی صورت میں فعل واحد مذکر لائیں گے البتہ جمع مکسر کی صورت فعل مونث بھی لایا جاسکتا ہے۔ لیکن جب فاعل مضمر ہو تو واحد کے لئے فعل واحد، تثنیہ کے فعل تثنیہ اور فاعل جمع کے لئے فعل جمع لائیں گے۔ لیکن فاعل جمع مکسر کے لئے فعل واحد مونث غائب بھی لایا جا سکتا ہے۔ اگر فاعل جمع مذکر سالم یا مذکر سالم کی ضمیر تو فعل ہمیشہ مذکر ہی لائیں گے۔ واحد مونث نہیں آئے گی۔ جب کہ بنون جو ابن کی جمع ہے۔ میں اگر یہ فاعل ہو تو فعل مذکر مونث دونوں لاسکتے ہیں۔ اور یہ شاذ ہے۔ بنون کے ساتھ فعل جمع مذکر / واحد مونث لانے کی وجہ یہ ہے کہ ابن کی ابنون ہونی چاہیے۔ لیکن یہاں چونکہ ہمزہ گر گیا ہے۔ اس لئے جمع مذکر کی بنا قائم نہ رہی اس لئے اس کے ساتھ جمع مکسر والا سلوک کیا۔ مثالیں

جاء رجل جاء رجلان جَاءَ رجال
وجاءَتْ رِجالٌ (ان کا فاعل ظاہر ہے)
الرجل جاءَ الرجلان جاءَا
الرجالُ جاءتْ / جاءُوْا (فاعل ضمیر ہے)
جاء مسلمون (فاعل ظاہر ہے)
المسلمون جاء و ا (فاعل ضمیر ہے)
اٰمنت به بنو اسرائیل (صرف بنون کے ساتھ فعل واحد مؤنث آسکتا ہے)

مذکر غیر عاقل ہو

نحو حجر۔

احکام:۔

فاعل ظاہر نے کی صورت میں واحد تثنیہ جمع میں فعل واحد آئے گا البتہ جمع مکسر میں فعل مونث بھی آسکتا ہے۔ فاعل مضمر کی صورت میں فاعل واحد کے لئے فعل واحد تثنیہ کے لئے فعل تثنیہ اور فاعل جمع مکسر کے لئے فعل جمع مونث لائیں گے۔ فعل مذکر نہ آئے گا۔ کیونکہ فعل میں فاعل واوَ ذوی العقول کے لئے آتا ہے۔ جب کہ یہ غیر ذوی العقول میں سے ہے۔ فاعل جمع کی صورت میں فعل واحد مونث بھی لایا جاسکتا ہے۔ جمع سے مراد جمع مکسر ہے۔ مثالیں:۔ سقط حجر، حجران، سقط / سقطت الحجار، الحجر سقط الحجران سقطاء الحجار سقطتْ یا الحجار سقطنَ اس میں مذکر سالم نہیں ہے۔ کیونکہ غیر ذوی العقول ہے۔

مونث عاقلہ ہو

نحو زینب۔

احکام:۔

فاعل ظاہر ہونے کی صورت میں واحد تثنیہ اور جمع فاعل کے لئے فعل مونث ہی آئے گا بشرطیکہ فعل اور فاعل کے درمیان فاصلہ نہ ہو۔ فعل فاعل کے درمیان فاصلہ ہونے کی صورت میں فعل مذکر اور مونث دونوں لاسکتے ہیں۔ اور جمع مکسر میں بھی فعل مذکر اور مونث دونوں طرح لایا جا سکتا ہے۔

جب فاعل ضمیر ہو تو فاعل واحد کے لئے فعل واحد اور فاعل تثنیہ کے لئے فعل تثنیہ اور فاعل جمع کے لئے مکسر ہو یا سالم فعل واحد مونث اور جمع مونث دونوں طرح سے لاسکتے ہیں۔

مثالیں:۔

جاء ت زینب، جاء ت زینبان، زینبات۔ جاء الیوم زینبٌ و جاء ت، الیوم زینب جاء / جاء ت الیوم زینبانِ و زینباتٌ ۔ قال / قالت نسوة زینب جاء ت الزینبان جاء تا الزینبات جاء ت / جئنَ النسوةُ جَاءَتْ / جئنَ اذا جَاءَكَ المؤمناتُ وغیرہ۔ البتہ اگر الا کے ساتھ فاصلہ ہو تو مذکر ہوگا جیسے ماقام الا زینب۔

مونث غیر عاقلہ ہو

نحو شمس۔

احکام:۔

فاعل ظاہر ہونے کی صورت میں فعل واحد مذکر واحد مونث دونوں طرح سے آسکتا ہے۔ خواہ فاعل واحد ہو یا تثنیہ ہو یا جمع ہو۔ البتہ جمع کی صورت میں مذکر سالم کے لئے بھی فعل واحد مونث اور مذکر ہی آئے گا۔ جیسے سنة کی جمع سنون آتی ہے۔ یہ صرف اس صورت میں ہے۔ جب فاعل ظاہر ہو۔ اور جب فاعل مضمر یعنی ضمیر ہو تو فاعل واحد، تثنیہ اور جمع کے لئے فعل ہمیشہ مونث ہی آئے گا۔ البتہ جمع کی صورت میں فاعل کے لئے فعل جمع مونث غائب کا صیغہ بھی لاسکتے ہیں۔ یعنی جمع کی صورت میں خواہ جمع مذکر سالم ہو یا مونث سالم فعل واحد مونث اور جمع مونث دونوں طرح سے آسکتا ہے۔

مثالیں:۔

طلع الشمسُ، طلعت الشمسُ، طلع الشمسانِ، طلعتِ الشمسانِ، طلعَ / طلعت الشموسُ، الشمساتُ ۔ جاء / جاء ت ۔ سنون، الشمس طلعت الشمسان طلعتا الشمسات / الشموس طلعن السنون جاء ت / جئن، وغیرہ۔

سوال: مندرجہ ذیل میں فعل کو مذکر یا مونث لانے کی وجہ بتائیں؟

آمنت به بنو اسرائیل ' قالت نملة ' قال نسوة فی المدینة ' تحجمله الملائکة ' قال فخذ اربعة من الطیر فصرھن الیک الی قوله یا تینک سعیا ' وعلٰی کل ضامر یاتین من کل فج عمیق۔

جواب: آمَنَتْ بِهٖ بَنُوْ اِسْرَائِیْلَ: بَنُوْ اصل میں بَنُوْنَ ہے جو کہ ابن کی جمع ہے۔ مضاف ہونے کی وجہ سے نون جمع گر گیا ہے۔ یوں تو قاعدہ یہ ہے کہ فاعل جمع مذکر سالم کے لیے فعل واحد مذکر لایا جاتا ہے۔ اور یہاں فعل مونث آیا ہے۔ اس کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ اصل میں بنون' ابنون تھا۔ شروع سے ہمزہ گر گیا جس سے جمع مذکر سالم کی بنا باقی نہ رہی۔ اس طرح اب اس کے ساتھ جمع مکسر والا سلوک کیا جاتا ہے۔ یعنی بنون فاعل کے لیے فعل مذکر و مؤنث دونوں طرح سے آ سکتا ہے۔ لہٰذا یہاں فعل مؤنث (آمنت) لایا گیا ہے۔ اسی طرح لفظ بنات کا حکم لکھتے ہیں کہ اس کے لیے فعل مذکر اور مونث دونوں طرح لا سکتے ہیں۔

قَالَتْ نَمْلَةٌ: اس جملے میں نملة مونث حقیقی ہے اور فعل فاعل کے درمیان فاصلہ بھی نہیں ہے۔ اس وجہ سے فعل مونث ہی آئے گا۔ اور اگر یہ مذکر و مونث میں مشترک ہے تو لفظی مناسبت سے قَالَتْ لایا گیا ہے۔

قَالَ نِسْوَةٌ: اس جملے میں نسوة جو قال کے لیے فاعل ہے۔ جمع مکسر ہے۔ اور جمع مکسر میں فعل مذکر و مؤنث دونوں طرح سے آسکتا ہے۔ لہٰذا یہاں فعل مذکر لایا گیا ہے۔

تَحْمِلُهُ الْمَلَائِكَةُ: اس جگہ الملائکة تحمل کے لیے فاعل ہے اور جمع مکسر ہے۔ جمع مکسر میں فعل مذکر و مؤنث دونوں طرح سے لانا جائز ہے لہٰذا یہاں فعل مونث لایا گیا۔

يَأْتِيْنَ: کی ضمیر نون جمع مونث راجع ہے اربعة من الطیر کی طرف اور یہ جمع ہے اور غیر ذوی العقول ہیں۔ اس کے لیے فعل واحد مؤنث اور جمع مؤنث دونوں طرح سے آ سکتا ہے اور اس کی طرف ھی اور ھن دونوں ضمیریں لوٹ سکتی ہیں۔ اسی لیے یہاں یاتین صیغہ جمع مونث لایا گیا۔

يَأْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ: اس جملے میں یاتین کی ضمیر کا مرجع کل ضامر (ہر دبلی اونٹنی) ہے اور کل ضامر غیر ذوی العقول کے افراد متعددہ کے لیے ہے' اس لیے جمع مونث کی ضمیر لائی گئی ہے۔

سوال: مندرجہ ذیل کے جواب بتائیں۔

۱۔(مَضٰی + الایامُ)

۲۔ (الایامُ + مَضٰی)

۳۔(یَمْضِی + اللَّیَالِیْ)

۴۔(اللیالیْ + یُمْضِیْ)
۵۔(یُصَلی + المسلمون)
۶۔(یصلیِّ + المسلمات)
۷۔(المسلمات + یُصَلیِّ)
۸۔(المسلمان + یصلی)

جواب: ا۔ (مَضَی الْاَیَّامُ) و(مَضَتِ الایامُ)
۲۔(الایامُ مَضَتْ)و (الایامُ مَضَیْنَ)
۳۔(یَمْضِی اللیالیْ)و(تَمْضِی اللیالیْ)
۴۔(اللیالیْ تَمْضِیْ)و (اللیالیْ یَمْضِیْنَ)
۵۔(یصلِّی المسلمونَ)
۶۔(یُصَلِّی المسلماتُ) و (تُصَلِّی المُسْلِمَاتُ)
۷۔(المسلماتُ تُصَلِّیْ) '(المسلماتُ یُصَلِّیْنَ)
۸۔ (المسلمانِ یصلیانِ)

و یجب تقدیم الفاعل علی المفعول اذا کانا مقصورین و خفت اللبس نحو ضرب موسی عیسی و یجوز تقدیم الفاعل علی المفعول ان لم تخف اللبس نحو أکل الکمثری یحیی وضرب عمرا زید . و یجوز حذف الفاعل حیث کانت قرینة نحو زید فی جواب من قال من ضرب ؟ وکذا یجوز حذف الفعل و الفاعل معا کنعم فی جواب من قال أقام زید ؟ و قد یحذف الفاعل و یقام المفعول مقامه اذا کان الفعل مجهولا نحو ضرب زید و هو القسم الثانی من المرفوعات .

ترجمہ : اور واجب ہے فاعل کو مقدم کرنا مفعول پر جب کہ وہ دونوں یعنی فاعل اور مفعول اسم مقصور ہوں اور تجھے خطرہ ہو رل مل جانے کا جیسے ضرب موسی عیسی اور جائز ہے فاعل کو مفعول پر مقدم کرنا اگر رل مل جانے کا خطرہ نہ ہو جیسے اکل الکمثری یحیی اور ضرب عمرا زید اور جائز ہے فعل کو حذف کرنا جب قرینہ موجود ہو جیسے زید اس کے جواب میں جو کہے من ضرب ؟ اور اسی طرح جائز ہے فعل اور فاعل کو حذف کرنا اکٹھے کیسے نعم اس کے جواب میں کہنا جو کہے اقام زید ؟ اور کبھی فعل کو حذف کرکے مفعول بہ کو اس کے قائم مقام کردیا جاتا ہے جبکہ فعل مجہول ہو جیسے ضرب زید اور وہ مرفوعات کی دوسری قسم ہے۔

سوالات

سوال : فاعل کو کس کس جگہ مقدم کرنا اور کس کس جگہ موخر کرنا واجب ہے؟ مثال سمیت تحریر کریں۔

سوال : فعل اور فاعل کو حذف کرنے کی چند صورتیں مع مثال لکھیں۔

سوال : مندرجہ ذیل میں فاعل یا مفعول کو مقدم کرنے کی وجہ بتائیں۔

یلعنهم اللاعنون' لا تاخذه سنة' اسقیناکم' خلقناکم' وما یهلکنا الا الدهر' ما نعبد الا ایاه' انما حرم ربی الفواحش' ضرب حامدا استاذه' ضرب هذا ذالک

سوال : فعل پر مفعول کو مقدم لانے کی وجہ بتائیں۔ایاک نعبد' من تضرب اضرب' ما تعبدون من بعدی

سوال : ترکیب کریں۔

اکل الکمثری یحیی' ضربت الفتی صغری' فتذکر احدا هما الاخری' لم یستخلف المرتضی المصطفی' خلقناکم

حل سوالات

سوال : فاعل کو کس کس جگہ مقدم کرنا اور کس کس جگہ موخر کرنا واجب ہے؟ مثال سمیت تحریر کریں۔

جواب : مندرجہ ذیل مقامات پر فاعل کو مقدم کرنا ضروری ہے :

(۱) دونوں کا اعراب تقدیری ہو اور معنوی قرینہ نہ ہو جیسے ضرب هٰذَا ذاکَ۔ ضرب موسیٰ عیسیٰ
ترجمہ : موسی نامی آدمی نے عیسی نامی آدمی کو مارا۔ ان دو مثالوں میں هذا اور موسی فاعل ہوں گے کیونکہ ان کا اعراب تقدیری ہے اور کوئی معنوی قرینہ بھی موجود نہیں ہے۔

(۲) مفعول بہ الا کے بعد ہو جیسے ما ضرب خالدٌ الا بکرًا

(۳) مفعول بہ معنی الا کے بعد ہو جیسے اِنَّمَا ضرب خالدٌ بکرًا یعنی انما کے بعد فعل ضرب پھر فاعل خالد پھر مفعول بہ بکرا۔ اگر مفعول کو پہلے اور فاعل کو بعد میں لائیں گے تو معنی الٹ ہو جائے گا۔

(۴) فاعل ضمیر مرفوع متصل ہو جیسے خَلَقْتُکَ۔

اور مندرجہ ذیل مقامات پر فاعل کو موخر کرنا ضروری ہے :

(۱) مفعول بہ الا سے پہلے ہو جیسے ما ضرب بکرًا الا خالدٌ

(۲) مفعول بہ معنی الا سے پہلے ہو جیسے انما ضرب بکرًا خالدٌ یعنی انما پھر فعل' پھر مفعول' پھر

فاعل ہو۔ اگر تقدیم و تاخیر کریں گے تو معنی الٹ ہو جائے گا۔
(۳) مفعول بہ ضمیر متصل ہو اور فاعل متصل نہ ہو جیسے اَنْطَقَنَا اللّٰہُ ترجمہ: "اللہ نے ہمیں بلوایا"۔
(۴) فاعل میں مفعول بہ کی ضمیر ہو جیسے وَاِذِ ابْتَلٰی ابراھیمَ رَبُّہٗ۔ اخذ الکتابَ صاحبُہٗ۔

سوال: فعل اور فاعل کو حذف کرنے کی چند صورتیں مع مثال لکھیں۔

جواب: فعل کا حذف کرنا جائز ہے جس جگہ قرینہ موجود ہو۔ مثلاً کوئی پوچھے مَنْ ضَرَبَ؟ (کس نے مارا) تو اس کے جواب میں کہا جائے زَیْدٌ تو زید کہنے سے مطلب پورا ہو گیا یعنی زید نے مارا لیکن فعل کو حذف کر دیا گیا ہے۔ اصل جواب یہ تھا ضَرَبَ زَیْدٌ چونکہ صرف زید کہنے سے پورا مطلب ذہن نشین ہو جاتا ہے اس لیے ضَرَبَ فعل کو حذف کر دیا۔

اور کبھی فعل و فاعل دونوں حذف کر دیے جاتے ہیں مثلاً کوئی شخص پوچھے اَقَامَ زَیْدٌ، اَلَعِبَ عَمْرٌو وغیرہ تو ان کے جواب میں نعم اور لا کہہ دینے سے سوال کا پورا جواب مل جاتا ہے اور مطلب واضح ہو جاتا ہے۔ اس لیے یہاں فعل اور فاعل دونوں کا حذف کرنا جائز ہے۔ اصل جواب یہ تھا کہ نعم، قام زید۔ نعم، لعب عمر چونکہ نعم کہہ دینے سے جواب مل گیا لہٰذا فعل و فاعل کو حذف کر دینا بھی جائز ہو گیا۔

اور فاعل کو حذف کر کے مفعول کو اس کی جگہ قائم کر دیا جاتا ہے جبکہ فعل مجہول ہے مثلاً ضُرِبَ زَیْدٌ۔ زید مارا گیا۔ یہاں پر مفعول (جسے مارا گیا) وہ زید ہے لیکن مارنے والے کا پتہ نہیں ہے۔ یعنی فاعل (مارنے والا) حذف ہے اور اس صورت میں مفعول فاعل کی جگہ آجانے کی وجہ سے مرفوع ہوتا ہے اور فاعل کا ذکر ہی نہیں ہوتا۔ اگر فاعل کا ذکر مفعول کے بعد ہو تو فاعل کی جگہ آجانے سے بھی مفعول منصوب ہی رہے گا اور اس وقت پہلے فعل معروف ہوگا مثلاً ضَرَبَ عَمْرًا بکرٌ وغیرہ۔

یا فاعل حقیقی کو حذف کر کے زمان یا مکان یا کسی اور کو اس کی جگہ ذکر کر دیا جاتا ہے۔ اس کو نسبت مجازی کہتے ہیں جیسے نَامَ اللیلُ۔ صام النہارُ۔ بنی الامیرُ المدینۃَ۔ یُذَبِّحُ ابناءَھُمْ ترجمہ: رات سو گئی، دن نے روزہ رکھا، حاکم نے شہر بنایا، فرعون ان کے بیٹوں کو ذبح کرتا تھا۔ روزہ حقیقت میں انسان کا کام ہے۔ شہر بنانا معماروں کا کام ہے۔ فرعون کے کارندے بچوں کو ذبح کرتے تھے۔ اس لیے ان مثالوں میں نام کی نسبت اللیل کی طرف، صام کی نسبت النہار کی طرف، اور بنی کی نسبت الامیر کی طرف نسبت مجازی ہے۔ مزید بحث نور الانوار اور مختصر المعانی میں ملاحظہ ہو۔

اور کبھی فعل کی تاکید کے وقت۔ جیسے ضَرَبَ ضَرَبَ زَیْدٌ۔ اس میں عامل پہلا فعل ہے اور دوسرا بغیر فاعل کے ہے۔

جب ما کافہ ہو جیسے قَلَّمَا خَرَجَ زَیْدٌ وغیرہ، اس وقت بعض نحوی ما کو مصدریہ بنا کر فعل بناتے ہیں

اور بعض ما کو کافہ عن العمل کہہ کر خرج زید کو جملہ بنا دیتے ہیں۔
وَاِنْ اَحَدٌ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اسْتَجَارَکَ کے اندر بھی فعل حذف ہے۔ اس کی بحث ان شاء اللہ آئے گی۔
حذف فاعل کی ایک صورت یہ ہے ما ضَرَبَ وَاَکْرَمَ اِلَّا اَنَا ۔ مَا ضَرَبَ وَاَکْرَمَ اِلَّا خَالِدٌ اس کا ذکر تنازع میں آئے گا ان شاء اللہ ۔
بسا اوقات مخاطب کو متوجہ کرنے کے لئے فعل کو حذف کردیا جاتا ہے نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ صحابہ کرام کی موجودگی میں فرمایا وَاللہِ لَا یُؤْمِنُ وَاللہِ لَا یُؤْمِنُ اللہ کی قسم ایمان نہیں رکھتا اللہ کی قسم ایمان نہیں رکھتا صحابہ نے عرض کیا مَنْ یَا رَسُوْلَ اللہِ؟ فرمایا مَنْ لَا یَاْمَنُ جَارُہٗ بَوَائِقَہٗ جس کا پڑوسی اس کے شر سے امن میں نہیں ہے ۔ (مشکوۃ ج ۳ ص ۳۸۶) ایک مرتبہ صحابہ کرام نے ایک جنازے کو دیکھ کر مرنے والے کی تعریف کی تو آپ نے فرمایا وَجَبَتْ ایک اور مرنے والے کی صحابہ کرام نے مذمت کی تو فرمایا وَجَبَتْ پھر صحابہ کرام کے سوال کے بعد بتایا کہ پہلے کا معنی تھا وَجَبَتِ الجنۃُ جنت واجب ہوگئی اور دوسرے کا معنی تھا وجبتِ النارُ دوزخ واجب ہوگئی ۔ (متفق علیہ ۔ مشکوۃ ج۱ص ۵۲۴)

سوال : مندرجہ ذیل میں فاعل یا مفعول کو مقدم کرنے کی وجہ بتائیں۔یلعنھم اللاعنون ، لا تاخذہ سنۃ ، اسقیناکم ، خلقناکم ، وما یھلکنا الا الدھر ، ما نعبد الا ایاہ ، انما حرم ربی الفواحش ، ضرب حامدا استاذہ ، ضرب ھذا ذالک۔

جواب : یَلْعَنُھُمُ اللَّاعِنُوْنَ : اس میں مفعول بہ ضمیر متصل ہے اور فاعل ضمیر متصل نہیں ہے اس لیے فاعل کو مفعول بہ سے موخر کیا۔لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ: اس میں مفعول بہ (ضمیر منصوب متصل) ھا متصل ہے اور فاعل متصل نہیں ہے اس لیے مفعول کو مقدم کیا اور فاعل کو موخر۔اَسْقَیْنَاکُمْ: اس میں فاعل مرفوع متصل (نَا) ہے اس لیے مفعول بہ کو موخر کیا اور فاعل پہلے آیا۔
خَلَقْنَاکُمْ: اس میں فاعل کے مرفوع متصل ہونے کی وجہ سے مفعول بہ موخر ہوا۔وَمَا یُھْلِکُنَا اِلَّا الدھرُ : اس میں فاعل الا کے بعد ہونے کی وجہ سے موخر ہے۔ما نعبدُ الا ایاہُ: اس میں مفعول بہ الا کے بعد ہونے کی وجہ سے موخر ہے۔انما حَرَّمَ رَبِّیَ الفَوَاحِشَ : اس میں مفعول بہ معنی الا کے بعد ہے اس وجہ سے فاعل مقدم لایا گیا۔ضرب حامدًا استاذُہٗ: اس میں فاعل کے ساتھ مفعول بہ کی ضمیر ہونے کی وجہ سے مفعول بہ مقدم اور فاعل موخر ہوا۔

سوال : فعل پر مفعول کو مقدم لانے کی وجہ بتائیں۔ایاک نعبد ، من تضرب اضرب ، ما تعبدون من بعدی۔

جواب : اِیاک نعبدُ : ضمیر کو مقدم لائے حصر کے لیے۔ اگر موخر کریں، متصل بن جائے گی جیسے

نعبدک ہوگا' نیز معنی بھی بدلے گا۔مَنۡ تَضۡرِبۡ أَضۡرِبۡ: من شرطیہ ہے اس لیے شروع میں آیا اور یہی مفعول بہ ہے۔

مَا تَعۡبُدُونَ مِنۡ بعدی: ما استفہامیہ ہے اس لیے مقدم لائے جو مفعول بہ ہے۔

شرط اور استفہام کے لیے ما اور من مفعول ہو کر بھی شروع میں آتے ہیں۔

سوال : ترکیب کریں۔اکل الکمثری یحیی ' ضربت الفتی صغری ' فتذکر احدا ھما الاخری ' لم یستخلف المرتضی المصطفی خلقناکم۔

جواب : اکل الکمثریٰ یَحۡیٰی: اکل فعل' الکمثری مفعول بہ مقدم' یحیی فاعل موخر۔ فعل' فاعل اور مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ قرینہ معنویہ موجود ہے کہ الکمثری فاعل نہیں۔ معنی یہ ہے کھایا یحیی نے ناشپاتی کو۔ ہاں اگر یہ مطلب ہو کہ ناشپاتی یحیی کو لڑ گئی اس کے لئے نقصان دہ ثابت ہوئی تو الکمثری فاعل بن جائے گا۔

ضَرَبَتِ الۡفَتیٰ صُغۡریٰ: ضربت فعل' تاء تانیث کی' الفتی مفعول بہ اور صغری فاعل۔ فعل' فاعل اور مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ قرینہ لفظیہ موجود ہے کہ الفتی فاعل نہیں۔'فَتُذَكِّرَ إِحۡدٰھما الاخریٰ: فا تعقیب کے لیے' تذکر فعل' احدی مضاف' ھما ضمیر مجرور متصل مضاف الیہ' مضاف اور مضاف الیہ مل کر فاعل' الاخری مفعول بہ۔ فعل' فاعل اور مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔'لَمۡ یَسۡتَخۡلِفِ الۡمُرۡتَضَی الۡمُصۡطَفیٰ: لم جازمہ' یستخلف فعل مجزوم' المرتضی مفعول بہ' المصطفی فاعل۔ فعل' فاعل اور مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ قرینہ معنویہ ہے کہ المرتضی فاعل نہیں۔'خَلَقۡنَاكُمۡ: خلق فعل' نا فاعل' کم مفعول بہ (ضمیر منصوب متصل) فعل' فاعل اور مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

فصل : اذا تنازع الفعلان في اسم ظاهر بعدهما أى أراد كل واحد من الفعلين أن يعمل في ذلك الاسم فهذا انما يكون على أربعة اقسام .

الأول أن يتنازعا في الفاعلية فقط نحو ضربني و أكرمني زيد . الثاني أن يتنازعا في المفعولية فقط نحو ضربت و أكرمت زيدا . الثا لث أن يتنازعا في الفاعلية و المفعولية و يقتضي الأول الفاعل و الثاني المفعول نحو ضربني و أكرمت زيدا. الرابع عكسه نحو ضربت و أكرمني زيد .

و اعلم أن في جميع هذه الأقسام يجوز اعمال الفعل الفعل الأول و اعمال الفعل الثاني خلافا للفراء في الصورة الأولى و الثالثة أن يعمل الثاني و دليله لزوم أحد الأمرين اما حذف الفاعل او الاضمار قبل الذكر و كلاهما محظوران

و هذا في الجواز و اما الاختيار ففيه خلاف البصريين فانهم يختارون اعمال الفعل الثاني اعتبارا للقرب و الجوار و الكوفيون يختارون اعمال الفعل الاول مراعاة للتقديم والاستحقاق .

فان أعملت الثاني فانظر ان كان الفعل الأول يقتضي الفاعل أضمرته في الأول كما تقول في المتوافقين ضربني و أكرمني زيد و ضرباني و أكرمني الزيدان و ضربوني و أكرمني الزيدون و في المتخالفين ضربني و أكرمت زيدا و ضرباني و أكرمت الزيدين و ضربوني و أكرمت الزيدين

وان كان الفعل الاول يقتضي المفعول و لم يكن الفعلان من افعال القلوب حذفت المفعول من الفعل الأول كما تقول في المتوفقين ضربت و أكرمت زيدا و ضربت و أكرمت الزيدين و ضربت و أكرمت الزيدين و في المتخالفين ضربت و أكرمني زيد و ضربت و أكرمني الزيدان و ضربت و أكرمني الزيدون وان كان الفعلان من أفعال القلوب يجب اظهار المفعول للفعل الأول كما تقول حسبني منطلقا و حسبت زيدا منطلقا اذ لا يجوز حذف المفعول من أفعال القلوب و اضمار المفعول قبل الذكر هذا هو مذهب البصريين .

وأما ان أعملت الفعل الاول على مذهب الكوفيين فانظر ان كان الفعل الثاني يقتضي الفاعل أضمرت الفاعل في الفعل الثاني كما تقول في المتوافقين ضربني و أكرمني زيد و ضربني و أكرماني الزيدان و ضربني وأكرموني الزيدون و في المتخالفين ضربت وأكرمني زيدا و ضربت و أكرماني الزيدين و ضربت و أكرموني الزيدين .

و ان كان الفعل الثاني يقتضي المفعول و لم يكن الفعلان من أفعال القلوب جاز فيه الوجهان حذف المفعول و الأضمار و الثاني هو المختار ليكون الملفوظ مطابقا للمراد أما الحذف فكما تقول في المتوافقين ضربت و أكرمت زيدا و ضربت وأكرمت الزيدين و ضربت و أكرمت الزيدين وفي المتخالفين ضربني و أكرمت زيد و ضربني و أكرمت الزيدان و ضربني و أكرمت الزيدون و أما الاضمار فكما تقول في الموافقين ضربت و أكرمته زيدا و ضربت و أكرمتهما الزيدين و ضربت و أكرمتهم الزيدين وفي المتخالفين ضربني و أكرمته زيد و ضربني وأكرمتها الزيدان و ضربني و أكرمتهم الزيدون .

و أما اذا كان الفعلان من أفعال القلوب فلا بد من اظهار المفعول كما تقول حسبني و حسبتهما منطلقين الزيدان منطلقا و ذلک لأن حسبني و حسبتهما تنازعا في منطلقا و أعملت الاول و هو حسبني و أظهرت المفعول في الثاني فان حذفت منطقين وقلت حسبني و حسبتهما الزيدان منطلقا يلزم الاقتصار على أحد المفعولين في أفعال القلوب وهو غير جائز و ان أضمرت فلا يخلو من أن تضمر مفردا و تقول حسبني و حسبتهما اياه الزيدان منطلقا و حينئذ لا يكون المفعول الثاني مطابقا للمفعول الاول وهو "هما" في قولک حسبتهما و لا يجوز ذلک ، أو أن تضمر مثنى و تقول حسبني و حسبتهما اياهما الزيدان منطلقا و حينئذ يلزم عود الضمير المثنى الى اللفظ المفرد و هو منطلقا الذى وقع فيه التنازع و هذا أيضا لا يجوز و اذا لم يجز الحذف و الاضمار كما عرفت وجب الاظهار .

ترجمہ : فصل : جب تنازع کریں دو فعل اس اسم ظاہر کے بارے میں جو ان دونوں کے بعد ہو یعنی ارادہ کرے ہر ایک ان دو فعلوں سے کہ عمل کرے اس اسم میں تو یہ صرف چار قسموں پر ہوگا

پہلی قسم یہ کہ تنازع کریں دونوں فاعلیت میں صرف جیسے ضربنی و اکرمنی زید دوسرے یہ کہ تنازع کریں وہ دونوں مفعولیت کے بارے میں صرف جیسے ضربت و اکرمت زیدا تیسرے یہ کہ تنازع کریں دونوں فاعلیت اور مفعولیت میں اور پہلا تقاضا کرے فاعل کا اور دوسرا تقاضا کرے مفعول کا جیسے ضربنی و اکرمت زیدا چوتھے اس کے برعکس جیسے ضربت و اکرمنی زید

جان لے کہ ان تمام قسموں میں جائز ہے عمل دینا پہلے فعل کو اور عمل دینا دوسرے فعل کو برخلاف فراء کے پہلی اور تیسری صورت میں کہ عمل کرے دوسرا اور اس کی دلیل دو چیزوں میں سے ایک کا لازم آنا ہے یا فاعل کو حذف کرنا یا اضمار قبل الذکر اور وہ دونوں منع ہیں۔

اور یہ اختلاف جواز میں تھا اور پھر پسندیدگی تو اس میں اختلاف ہے بصریین کا تو وہ اختیار کرتے ہیں دوسرے کو عمل دینا قرب اور پڑوس کا اعتبار کرتے ہوئے اور کوفی پسند کرتے ہیں عمل دینا پہلے فعل کو رعایت کرتے ہوئے مقدم ہونے اور حق دار ہونے کی

پھر اگر تو عمل دے دوسرے کو تو دیکھ اگر پہلا فعل فاعل کا تقاضا کرتا ہو تو تو اس کی ضمیر لائے گا پہلے فعل میں جیسے کہ تو کہے متوافقین میں ضربنی و اکرمنی زید مار مجھے اور میری عزت کی زید نے۔ اور ضربانی و اکرمنی الزیدان مارا اور میری عزت کی ان دونوں زیدوں نے۔ اور ضربونی و اکرمنی الزیدون مارا مجھے اور میری عزت کی کئی زیدوں نے اور متخالفین میں تو کہے گا ضربنی و اکرمت زیدا مارا مجھے اور میری عزت کی زید نے۔ اور ضربانی و اکرمت الزیدین مارا ان دو نے مجھے اور میں نے عزت کی ان دو زیدوں کی۔ اور ضربونی و اکرمت الزیدین مارا انہوں نے مجھے اور عزت کی میں نے ان زیدوں کی

اور اگر پہلا فعل مفعول کا تقاضا کرے اور دونوں فعل افعال قلوب سے نہ ہوں تو حذف کرے گا تو مفعول کو پہلے فعل سے جیسا کہ تو کہے گا متوافقین میں ضربت و اکرمت زیدا میں نے مارا اور عزت کی زید کی۔ اور ضربت و اکرمت الزیدین میں نے مارا اور عزت کی دو زیدوں کی۔ اور ضربت و اکرمت الزیدین میں نے مارا اور عزت کی کئی زیدوں کی۔ اور کہے گا تو متخالفین میں ضربت و اکرمنی زید اور ضربت و اکرمنی الزیدان اور ضربت و اکرمنی الزیدون اور اگر دونوں فعل افعال قلوب سے ہوں تو واجب ہے پہلے فعل کے لئے مفعول کو اسم ظاہر کی صورت میں لانا جیسا کہ تو کہے حسبنی منطلقا و حسبت زیدا منطلقا اس نے مجھے چلنے والا سمجھا اور میں نے زید کو چلنے والا سمجھا۔ اس لئے کہ نہیں جائز ہے مفعول کو حذف کرنا افعال قلوب سے اور ضمیر۔ لے آنا ذکر سے پہلے۔ یہ ہے مذہب بصریین کا۔

اور لیکن اگر تو عمل دے پہلے فعل کو کوفیین کے مذہب پر تو دیکھ اگر دوسرا فعل فاعل کا تقاضا کرتا ہے تو

فاعل کی ضمیر لے آ تو دوسرے فعل میں جیسا کہ تو کہے متوافقین میں ضربنی و اکرمنی زید اور ضربنی و اکرمانی الزیدان مارا مجھے اور عزت کی میری دو زیدوں نے۔ (کیونکہ اردو زبان میں دوسرے فعل کے ساتھ ضمیر بارز نہیں ہوگی) اور ضربنی و اکرمونی الزیدون اور متخالفین میں تو کہے ضربت و اکرمنی زیدا اور ضربت و اکرمانی الزیدان اور ضربت و اکرمونی الزیدون

اور اگر دوسرا فعل مفعول کا تقاضا کرتا ہو اور دونوں فعل افعال قلوب سے نہ ہوں تو اس صورت میں دو وجہیں جائز ہیں مفعول کو حذف کرنا اور ضمیر لانا اور دوسرا وہ پسندیدہ ہے تاکہ الفاظ معنی کے مطابق ہوجائیں پھر حذف تو جیسے تو کہے متوافقین میں ضربت و اکرمت زیدا ' ضربت و اکرمت الزیدین اور ضربت و اکرمت الزیدین اور متخالفین میں تو کہے ضربنی و اکرمت زید ' ضربنی و اکرمت الزیدان اورضربنی واکرمت الزیدون اور لیکن ضمیر لے آنا تو جیسے تو کہے متوافقین میں ضربت و اکرمته زیدا ' ضربت واکرمتهما الزیدین اور ضربت و اکرمتهم الزیدین اور متخالفین میں تو کہے ضربنی و اکرمته زید ' ضربنی و اکرمتهما الزیدان اور ضربنی و اکرمتهم الزیدون

اور لیکن جب دونوں فعل افعال قلوب سے ہوں تو ضروری ہے مفعول کو اسم ظاہر کی صورت میں لے آنا جیسا کہ تو کہے حسبنی و حسبتهما منطلقین الزیدان منطلقا اور یہ اس وجہ سے کہ حسبنی اور حسبتهما نے تنازع کیا منطلقا میں اور عمل دیا تو نے پہلے کو اور وہ حسبنی ہے اور مفعول کو اسم ظاہر کو صورت میں لایا دوسرے میں تو اگر تو حذف کرے منطلقین کو اور تو کہے حسبنی و حسبتهما الزیدان منطلقا تو لازم آئے گا اکتفاء کرنا دو مفعولوں سے ایک پر افعال قلوب میں اور وہ ناجائز ہے اور اگر تو ضمیر لائے تو خالی نہیں یا تو تو مفرد کی ضمیر لائے گا اور کہے گا حسبنی و حسبتهما ایاہ الزیدان منطلقا اور اس وقت دوسرا مفعول پہلے مفعول کے مطابق نہ رہے گا اور وہ پہلا مفعول ھما ہے جو واقع ہے تیرے قول حسبتهما میں اور یہ جائز نہیں اور یا تو تثنی کی ضمیر لائے گا اور کہے گا حسبنی و حسبتهما ایاھما الزیدان منطلقا اور اس وقت لازم آئے گا ضمیر تثنی کا لوٹنا لفظ مفرد کی طرف اور وہ لفظ مفرد منطلقا ہے جس میں تنازع واقع ہوا ہے۔ اور جب حذف اور اضمار جائز نہ ہوا جیسا کہ تو نے جانا تو واجب ہوگیا اس مفعول کو اسم ظاہر کی صورت میں لے آنا۔

سوالات

سوال: تنازع کا معنی جھگڑنا ہے۔ یہ تو انسان کا کام ہے تو پھر تنازع فعلین کا کیا معنی ہوا؟

سوال: تنازع میں بعد ھما کیوں کہا؟

سوال: تنازع فعلین کی کتنی صورتیں ہیں؟

سوال: خالی جگہیں پر کریں

فعل اول	تقاضا	فعل ثانی	تقاضا	متنازع فیہ	تنازع کی نوعیت
ادخلت		اخرجت		محمود	
ادخلت		اخرجنی		خالد	
کتبت		حفظت		الدرس	
اکرمنی		ضربت		سعید	

سوال: تنازع کے وقت کوفی اور بصری نحویوں کے مذہب ذکر کریں۔

سوال: خالی جگہیں پر کریں۔

فعل اول	تقاضا	فعل ثانی	تقاضا	متنازع فیہ	جملہ بصریہ	جملہ کوفیہ
یدعو		دعانی		طالب		
//		//		طالبان		
//		//		رجال		
//		//		فاطمة		
//		//		طالبتان		
//		//		طالبات		
لم یرم		لن یرمی		طالب		
//		//		طالبان		
//		//		رجال		
//		//		فاطمة		
//		//		طالبتان		
//		//		طالبات		
اکتب		احفظ		طالب		
//		//		طالبان		
//		//		رجال		
//		//		فاطمة		
//		//		طالبتان		
//		//		طالبات		

فعل اول	تقاضا	فعل ثانی	تقاضا	متنازع فیہ	جملہ بصریہ	جملہ کوفیہ
دعانی		دعوت		طالب		
〃		〃		طالبان		
〃		〃		رجال		
〃		〃		فاطمة		
〃		〃		طالبتان		
〃		〃		طالبات		
یکتبنا		نکتب		طالب		
〃		〃		طالبان		
〃		〃		رجال		
〃		〃		فاطمة		
〃		〃		طالبتان		
〃		〃		طالبات		

سوال: فراء کا مذہب تنازع کے وقت کیا ہے؟ نیز اس کی دلیل اور جمہور کی طرف سے اس کا جواب ذکر کریں۔

سوال: ضرب اور اکرم کا تنازع رجلان میں ہو تو کوفیوں اور فراء کے نزدیک جملہ ضرب واکرما رجلان ہے تو پھر ان دونوں کے مذہب میں کیا فرق ہے؟

سوال: کسائی نحوی کا کیا مذہب ہے جب دو فعلوں کے درمیان تنازع ہو؟

سوال: مندرجہ ذیل خالی جگہوں کو بصری اور کوفی نحویوں کے مذاہب کے مطابق پر کریں۔

فعل اول	تقاضا	فعل ثانی	تقاضا	متنازع فیہ	جملہ بصریہ	جملہ کوفیہ
بغی		اعتدی		عبداک		
〃		〃		ابناک		
〃		〃		صاحب		
〃		〃		صاحبان		
〃		〃		اصحاب		
〃		〃		صاحبة		
〃		〃		صاحبتان		
〃		〃		صواحب		

فعل اول	تقاضا	فعل ثانی	تقاضا	متنازع فیہ	جملہ بصریہ	جملہ کوفیہ
يحسن		يسيىء		عبداک		
//		//		ابناک		
//		//		صاحب		
//		//		صاحبان		
//		//		اصحاب		
//		//		صاحبة		
//		//		صاحبتان		
//		//		صواحب		
ترضى		يرضيک		عبداک		
//		//		ابناک		
//		//		صاحب		
//		//		صاحبة		
//		//		اصحاب		
//		//		صواحب		

سوال: ما صلى ولا صام الا خالد، ما نعبد ولا نستعين الا الله، ما نعبد ولا نستعين الا اياه
ان میں الا کے بعد کس فعل کا عمل ہوا اور دوسرے فعل کا معمول کیا ہے؟

سوال: افعال قلوب میں تنازع کی کتنی صورتیں ہیں؟ اور ان کو حل کرنے کا طریقہ بصریوں کے نزدیک کیا ہے؟ مع امثلہ تحریر کریں۔

سوال: خالی جگہیں پر کریں۔

فعل اول	تقاضا	فعل ثانی	تقاضا	متنازع فیہ	جملہ بصریہ
رأیت		رآنی		نعمان / طالب	
علمت		علمنی		الطالبان / حاضران	
حسبنی		حسبت		حفصة / طالبة	
یحسبنی		احسب		الطالبتان / ذکیتان	
حسب		یحسب		الرجال، النسوة / خادمات	
ظنوا		ظننتم		الاسلام / حق	

سوال: درج ذیل عبارت کی وضاحت کریں۔
واما ان اعملت الفعل الاول علی منهب الکوفیین فانظر ان کان الفعل الثانی یقتضی الفاعل اضمرت الفاعل فی الفعل الثانی کما تقول فی المتوافقین ضربنی واکرمنی زید وضربنی واکرمانی الزید ان وضربنی واکرمونی الزید ون وفی المتخالفین ضربت واکرمنی زیدا وضربت واکرمانی الزید ین وضربت واکرمونی الزید ین وان کان الفعل الثانی یقتضی المفعول ولم یکن الفعلان من افعال القلوب جاز فیه الوجهان حذف المفعول والاضمار والثانی هو المختار

سوال: درج ذیل عبارت کی وضاحت کریں اور یہ بتائیں کہ مذکورہ مثال میں افعال قلوب کے تنازع کی کون سی صورت پائی جاتی ہے؟واما اذا کان الفعلان من افعال القلوب فلا بد من اظهار المفعول کما تقول حسبنی و حسبتهما منطلقین الزیدان منطلقاً و ذلک لان حسبنی و حسبتهما تنازعا فی منطلقاً و اعملت الاول وهو حسبنی واظهرت المفعول فی الثانی فان حذفت منطلقین و قلت حسبنی و حسبتهما الزیدان منطلقاً یلزم الاقتصار علی احد المفعولین فی افعال القلوب وهو غیر جائز۔

سوال: افعال قلوب میں تنازع کی چاروں صورتوں میں کوفیوں کے مطابق جملہ کیسے بنے گا۔ تفصیل سے واضح کریں اور مثال بھی دیں۔

سوال: اگر حسبنی اور حسبت کا تنازع زید اور منطلق میں ہو تو ضمیر مرجع اور مفعول اول دونوں کے مطابق ہوگی تو کیا جملہ یوں نہ ہوگا حسبنی وحسبته ایاه زید منطلقا

سوال: کوفیوں اور بصریوں میں سے کس کا مذہب راجح ہے؟ دلیل بھی دیں۔

سوال: اعطیت جیسے افعال میں تنازع کے وقت کیا کریں گے؟

سوال: متعدی بہ سہ مفعول میں تنازع کے وقت کیا کریں گے؟ مع مثال ذکر کریں۔

سوال: فاعل' نائب فاعل اور مفعول کے اندر فعل معروف اور مجہول میں تنازع کے وقت کیا کریں گے؟

سوال: مصنف لکھتے ہیں: کما تقول حسبنی وحسبتهما منطلقین الزیدان منطلقا وذلک لان حسبنی وحسبتهما تنازعا فی منطلقا اس جملے میں فی کے بعد اسم پر جر کیوں نہیں؟ نیز خط کشیدہ کی ترکیب کیسے ہوگی۔ اور دوسرے فعل کے مفعول ثانی کا تقاضا منطلقین ہے تو تنازع منطلق میں کیسے ہوا؟

سوال: خالی جگہیں پر کریں۔

فعل اول	تقاضا	فعل ثانی	تقاضا	متنازع فیہ	جملہ بصریہ
جاء		نصر		المدرس	
//		//		المدرسان	
//		//		المدرسون	
اجلسنی		جلس		الاستاذ	
//		//		الاستاذان	
//		//		الاساتذة	
صعب		فهمت		الدرس	
//		//		الدرسان	
//		//		الدروس	
//		//		المسالة	
فهمت		افهمت		الدرس	
//		//		المسائل	
حسبنا		حسبنا		الطالب/حاضر	
//		//		الطالبان / حاضران	
//		//		الطلاب / حاضرون	
//		//		الطالبة/حاضرة	
//		//		الطالبتان/حاضرتان	
//		//		الطالبات/حاضرات	

سبب	جملہ کوفیہ	سبب

فعل اول	تقاضا	فعل ثانی	تقاضا	متنازع فیہ	جملہ بصریہ
اعطی —		اعطی —		الرجل درهم	
اعطیت		اعطی		خالد، درهم	
اعطیت		اعطی		الرجلان درهمان	
ضرب		ضرب		زید	
حسبنی		حسب		زید ، حاضر	
اعلمت		اعلم		محمود، بکر، عالم	

سبب	جملہ کوفیہ	سبب

حل سوالات

سوال: تنازع کا معنی جھگڑنا ہے۔ یہ تو انسان کا کام ہے تو پھر تنازع فعلین کا کیا معنی ہوا؟

جواب: فعلین میں تنازع انسان جیسا نہیں ہوتا بلکہ ہر فعل کو چونکہ فاعل کی ضرورت ہوتی ہے اور جب دو یا تین فعل ایک ساتھ آ جائیں اور اس کے آخر میں کام کرنے والا یعنی فاعل ایک ہی ذکر ہو تو یہ ایک فاعل تو صرف ایک ہی فعل کا ہوگا۔ اب دوسرے فعلوں کے لیے کسے فاعل بنائیں گے؟ اس طرح ہر ایک فعل کوشش کرے گا کہ فعل مذکور میرا ہونا چاہئے تو ایسی صورت میں فعلوں کے تقاضوں کو تنازع سے تشبیہ دے دی جاتی ہے جیسے ضَرَبَ وَاَکَلَ بَکرٌ یہاں اگر بکر کو ضرب کا فاعل بنائیں تو اکل کا فاعل کی ہوگا؟ اور اگر اکل کا فاعل بکر کو بنائیں تو ضرب کی ہو گا؟۔ ایسی صورت حال میں فعلوں کا تنازع ہو جاتا ہے۔ یا یوں کہو کہ دراصل اس صورت میں نحویوں کو ترکیب کرنے یا جملہ بنانے میں دشواری ہوتی ہے کہ ترکیب میں کس لفظ کو کس فعل سے ملائیں' اس کو انہوں نے تنازع فعلین سے تعبیر کر دیا۔

سوال: تنازع میں بعد ھما کیوں کہا؟

جواب: کتاب کی عبارت میں ہے: اِذَا تَنَازَعَ الْفِعْلَانِ فِی اسْمٍ ظَاهِرٍ بَعْدَهُمَا

تو یہاں بعدھما اس لیے کہا کہ دونوں اگر فعلوں سے پہلے اسم ذکر ہو تو پھر جھگڑا ہی نہیں رہتا۔ پھر تو ان دونوں فعلوں میں ضمیر نکال کر فاعل بنائیں گے۔ یہ تنازع اسی صورت میں ہوگا جب فعلوں کے بعد اسم ظاہر موجود ہو۔ پھر دیکھیں گے کہ اس اسم کو کس فعل کے لیے فاعل بنائیں۔ جیسے اگر کہیں ذَهَبَ طَالِبَانِ وَخَرَجَا تو اس صورت میں اسم ظاہر طَالِبَانِ دو فعلوں کے بعد نہ رہا بلکہ درمیان میں آ گیا۔ اب ذَهَبَ کے لیے طَالِبَانِ فاعل ہوگا اور خَرَجَا کا فاعل الف بنے گا۔ جبکہ ذَهَبَ وَخَرَجَ طَالِبَانِ میں اسم ظاہر بعدھما ہونے کی وجہ سے تنازع پایا گیا کہ طَالِبَانِ کو کس فعل کے لیے فاعل بنائیں اور کس فعل کے لیے ضمیر فاعل نکالیں۔ اس طرح تنازع کے لیے اسم ظاہر کا فعلوں کے بعد ذکر ہونا ضروری ہوا۔

سوال: تنازع فعلین کی کتنی صورتیں ہیں؟

جواب: تنازع فعلین کی چار صورتیں ہیں: (۱) فاعلیت میں تنازع جیسے خرج وذھب حامدٌ (۲) مفعولیت میں تنازع جیسے اخرجت وادخلت زیدًا (۳) فاعلیت اور مفعولیت میں تنازع جیسے ذَهَبَ وَاَخْرَجْتُ محمود (۴) مفعولیت اور فاعلیت میں تنازع جیسے اَخْرَجْتُ وَذَهَبَ حامد پہلی صورت میں دونوں فعل خرج اور ذھب فاعل کو چاہتے ہیں۔ دوسری صورت میں دونوں مفعولوں کو چاہتے ہیں۔ تیسری صورت میں پہلا فعل لازم ہے جو فاعل کو اور دوسرا فعل متعدی ہے جو مفعول کو چاہتا ہے۔

چوتھی صورت میں پہلا فعل، مفعول کو اور دوسرا فعل، فاعل کو چاہتا ہے۔اس طرح دو فعلوں کے لحاظ سے تنازع کی یہی چار صورتیں بنتی ہیں۔

سوال: خالی جگہیں پر کریں

فعل اول	تقاضا	فعل ثانی	تقاضا	متنازع فیہ	تنازع کی نوعیت
ادخلت		اخرجت		محمود	
ادخلت		اخرجنی		خالد	
کتبت		حفظت		الدرس	
اکرمنی		ضربت		سعید	

جواب:

فعل اول	تقاضا	فعل ثانی	تقاضا	متنازع فیہ	تنازع کی نوعیت
اَدْخَلْتُ	مفعول بہ	اَخْرَجْتُ	مفعول بہ	محمود	دونوں فعل مفعول چاہتے ہیں
اَدْخَلْتُ	مفعول بہ	اخرَجَنِیْ	فاعل	خالد	پہلا فعل مفعول اور دوسرا فعل فاعل چاہتا ہے
کَتَبْتُ	مفعول	حُفِظْتُ	مفعول	الدرس	دونوں مفعول چاہتے ہیں
اَکْرَمَنِیْ	فاعل	ضَرَبْتُ	مفعول	سعید	پہلا فعل فاعل اور دوسرا فعل مفعول چاہتا ہے

سوال: تنازع کے وقت کوفی اور بصری نحویوں کے مذہب ذکر کریں۔

جواب: جب دو فعلوں میں تنازع ہو تو اس وقت کوفیوں اور بصریوں کے مذاہب درج ذیل ہیں۔

(ا) نحاۃ کوفہ کا مذہب: نحاۃ کوفیین کے نزدیک دو فعلوں کے تنازع کے وقت دونوں فعلوں (پہلے اور دوسرے) کو عمل دینا جائز ہے مگر پہلے فعل کو عمل دینا زیادہ بہتر ہے کیونکہ وہ مقدم ہے تو جب ہم پہلے کو عمل دیں گے تو دوسرے کو اگر فاعل کی ضرورت ہے تو اس کے لیے ضمیر لائیں گے جیسے ضرب اور اکرم کا تنازع طَالِبَانِ میں ہو تو جملہ یوں ہوگا: ضرب واکرما طالبان۔اور اگر دوسرے کا تقاضا مفعول کا ہے تو دوسرے میں ضمیر لانا اور حذف کرنا دونوں جائز ہیں۔ مگر یہ کہ دوسرا فعل، افعال قلوب سے ہو۔ اس وقت دوسرے فعل کے لیے الگ سے مفعول کو اسم ظاہر کی شکل میں لانا ہوگا جیسے حسبنی اور حسبت کا تنازع زید اور منطلق میں ہوا۔ جملہ یوں گا حسبنی وحَسِبْتُہٗ منطلقا

زید منطلقا (تفصیل آگے آئے گی، ان شاء اللہ)

(۲) نحاۃ بصرہ کا مذہب: نحاۃ بصرہ کے نزدیک بھی پہلے اور دوسرے کو عمل دینا جائز ہے مگر دوسرے کو عمل دینا بہتر ہے کیونکہ وہ قریب ہے اور ہمسایہ ہے۔ تو جب دوسرے کو عمل دیں گے تو پہلا اگر فاعل کا تقاضا کرتا ہے تو اس کے لیے فاعل کی ضمیر لائیں گے جیسے ضرب اور اکرم کا تقاضا طالبان میں۔ تو جملہ یوں ہوگا: ضربا واکرم طالبَانِ اور اگر پہلا مفعول کا تقاضا کرتا ہو تو ہم دوسرے کو عمل دیں تو پہلے میں ضمیر نہ لائیں گے مگر یہ کہ پہلا فعل، افعال قلوب میں سے ہو۔ اس وقت پہلے کے لیے الگ مفعول لائیں گے۔ جیسے حسبنی اور حسبت کا تنازع زید میں اور منطلق میں ہوا۔ جملہ یوں ہوگا حسبنی منطلقا وحسبت زیدا منطلقا اس کی وضاحت آگے آئے گی، ان شاء اللہ۔

سوال: خالی جگہیں پر کریں۔ **جواب:**

فعل اول	تقاضا	فعل ثانی	تقاضا	متنازع فیه	جمله بصریه	جمله کوفیه
یدعو	فاعل	دعانی	فاعل	طالب	یدعو ودعانی طالب	یدعو ودعانی طالب
//	//	//	//	طالبان	یدعوان ودعانی طالبانِ	یدعو ودَعَوَانِی طالبانِ
//	//	//	//	رجال	یدعون ودعانی رجالٌ	یدعو ودَعَوْنِی رجال
//	//	//	//	فاطمة	تدعو ودعتنی فاطمةُ	تدعو ودعتنی فاطمةُ
//	//	//	//	طالبتان	تدعوان ودعتنی طالبتانِ	تدعو ودَعَتَانِی طالبتانِ
//	//	//	//	طالبات	یدعونَ ودَعتنِی طالباتٌ	تدعو ودعونَنِی طالبات
لم یرم	فاعل	لن یرمی	فاعل	طالب	لم یرم ولن یرمی طالب	لم یرم ولن یرمی طالب
//	//	//	//	طالبان	لم یرمیا ولن یرمی طالبانِ	لم یرم ولن یرمیا طالبانِ
//	//	//	//	رجال	لم یرموا ولن یرمی رجال	لم یرم ولن یرموا رجال
//	//	//	//	فاطمة	لم ترم ولن ترمی فاطمة	لم ترم ولن ترمی فاطمة
//	//	//	//	طالبتان	لم ترمیا ولن ترمی طالبتانِ	لم ترم ولن ترمیا طالبتانِ
//	//	//	//	طالبات	لم یرمونَ ولن ترمی طالبات	لم ترم ولن یرمونَ طالبات
اُکْتُبْ	مفعول	اِحْفَظْ	مفعول	طالب	اکتب واحفظ طالبا	اکتب واحفظ طالبا
//	//	//	//	طالبان	اکتب واحفظ طالبَیْنِ	اکتب واحفظهما طالبین
//	//	//	//	رجال	اکتب واحفظ رجالا	اکتب واحفظهم رجالا
//	//	//	//	فاطمة	اکتب واحفظ فاطمةَ	اکتب واحفظها فاطمة
//	//	//	//	طالبتان	اکتب واحفظ طالبتَیْنِ	اکتب واحفظهما طالبتین
//	//	//	//	طالبات	اکتب واحفظ طالباتٍ	اکتب واحفظ طالبات (احفظهن / ایهما)

لے ان جملوں میں بصریوں کے نزدیک عمل دوسرے کو دے کر پہلے سے مفعول حذف کرنا ہوگا۔ مثلاً اکتب واحفظ طالبا الخ

لے ... اکتب واحفظ طالبات اور اکتب واحفظهن طالبات

فعل اول	تقاضا	فعل ثانی	تقاضا	متنازع فیہ	جملہ بصریہ	جملہ کوفیہ
دعانی	فاعل	دعوت	مفعول	طالب	دعانی ودعوت طالبا	دعانی ودعوته طالب
〃	〃	〃	〃	طالبان	دعوانی ودعوت طالبین	دعانی ودعوتهما طالبان
〃	〃	〃	〃	رجال	دعونني ودعوت رجالا	دعانی ودعوتهم رجال
〃	〃	〃	〃	فاطمة	دعتني ودعوت فاطمة	دعتني ودعوت فاطمة
〃	〃	〃	〃	طالبتان	دعتاني ودعوت طالبتين	دعتني ودعوتهما طالبتان
〃	〃	〃	〃	طالبات	دعونني ودعوت طالبات	دعتني ودعوتهن طالبات
يكتبنا	فاعل	نكتب	مفعول	طالب	يكتبنا ونكتب طالبا	يكتبنا ونكتبه طالب
〃	〃	〃	〃	طالبان	يكتبانناونكتب طالبين	يكتبنا ونكتبهما طالبان
〃	〃	〃	〃	رجال	يكتبوننا ونكتب رجالا	يكتبنا ونكتبهم رجال
〃	〃	〃	〃	فاطمة	تكتبنا ونكتبنا فاطمة	تكتبنا ونكتبها فاطمة
〃	〃	〃	〃	طالبتان	تكتبانناونكتبها طالبتين	تكتبنا ونكتبهما طالبتان
〃	〃	〃	〃	طالبات	يكتبننا ونكتب طالبات	تكتبنا نكتبهن طالبات

سوال : فراء کا مذہب تنازع کے وقت کیا ہے؟ نیز اس کی دلیل اور جمہور کی طرف سے اس کا جواب ذکر کریں۔

جواب : فراء نحوی یہ کہتا ہے کہ جب پہلا فعل' فاعل کا تقاضا کرے اور دوسرا خواہ فاعل کا تقاضا کرے یا مفعول کا' تو عمل پہلے فعل کو دیا جائے گا جیسے ضرب اور اکرم کا تنازع زیدانِ میں ہے یا ضرب اور اکرمتُ کا تنازع المَرْاَتَانِ میں ہے۔ اس کے نزدیک جملے یوں ہوں گے۔

ضَرَبَ واکرمَا الرجلانِ۔ ضربتُ واکرمْتُهُمَا المَرْاَتَانِ

کوفیوں کے نزدیک یہ بات بہتر ہے مگر فراء کے نزدیک واجب ہے۔ فراء کے نزدیک ان دونوں (کوفیوں اور بصریوں) میں سے بصریوں کا مذہب درست نہیں ہے۔ فراء کی دلیل یہ ہے کہ اگر دوسرے کو عمل دیں گے تو پہلے کے فاعل کو یا تو حذف کریں گے اور یا اس کے لیے ضمیر لائیں گے اور حذف فاعل منع ہے اور اضمار قبل الذکر ناجائز ہے۔ جمہور اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ ہم فاعل حذف نہیں کرتے' ضمیر لاتے ہیں اور اضمار قبل الذکر عمدہ (مسند الیہ) میں اس وقت جائز ہے جب آگے تفسیر آ رہی ہو جیسے قل هو الله احد میں هو کی ضمیر۔ اس کی تفسیر آگے آ رہی ہے۔ یعنی یہاں هو کی ضمیر سے اللہ مراد ہے جو آگے مذکور ہے۔

سوال : ضرب اور اکرم کا تنازع رجلان میں ہو تو کوفیوں اور فراء کے نزدیک جملہ ضرب واکرما رجلان ہے تو پھر ان دونوں کے مذہب میں کیا فرق ہے؟

جواب : کوفیوں اور فراء کے نزدیک ضرب اور اکرم کے رجلان میں تنازع کے وقت اگرچہ جواب : ضرب واکرما رجلان آتا ہے مگر اس کے باوجود دونوں کے مذہب میں یہ فرق پایا جاتا ہے کہ فراء کہتا ہے کہ عمل پہلے فعل کو ہی دیں گے کیونکہ یہ فاعل کا تقاضا کرتا ہے اور ان کی رو سے جملہ کی صرف موجود صورت یعنی (ضرب واکرما رجلان) ہی صحیح ہوگی۔ جبکہ کوفی نحوی پہلے کو عمل دینا بہتر تصور کرتے ہیں اور دوسرے کو عمل دینا جائز سمجھتے ہیں جو کہ فراء کے نزدیک صحیح نہیں ہے۔ اس طرح کوفیوں کے نزدیک جملہ ضربا واکرم رجلان بھی صحیح ہوگا جو کہ فراء کے نزدیک صحیح نہیں ہے کیونکہ اس میں اضمار قبل الذکر لازم آتا ہے جو فراء کے ہاں صحیح نہیں ہے۔ اس طرح دونوں کے مذہب میں فرق واضح ہو جاتا ہے۔ اور دوسرے فعل کو عمل دینا جسے کوفی نحوی جائز خیال کرتے ہیں' بصری نحویوں کے نزدیک زیادہ بہتر ہے جو فراء کے نزدیک صحیح نہیں ہے۔ اس طرح کوفی نحوی بصریوں کی کچھ حمایت کرتے ہیں اور دوسری طرف فراء بصریوں کی مخالفت کرتا ہے۔ اس طرح بصریوں کی طرف سے کوفی نحویوں کی حمایت اور فراء کی مخالفت بھی کوفیوں اور فراء کے مذاہب میں فرق کرتی ہے۔

سوال : کسائی نحوی کا کیا مذہب ہے جب دو فعلوں کے درمیان تنازع ہو؟

جواب : کسائی نحوی کہتا ہے کہ تنازع کے وقت پہلے فعل کے فاعل کو حذف کر دو اور یوں پڑھو : ضرب واکرم زیدان یعنی پہلے کے فاعل کو حذف کیا تو دوسرے فعل کو عمل دیا۔ کسائی کا مذہب اگرچہ جمہور کے خلاف ہے بعض اوقات فاعل کو بمع اِلا کے محذوف ہی ماننا پڑتا ہے جیسے مَا ضَرَبَ وَاَكْرَمَ اِلاَّ اَنَا۔ مَا نَعْبُدُ وَلَا نَسْتَعِيْنُ اِلا اِيَّاهُ۔ ما نعبدُ ولا نستعينُ اِلّا اللّٰهَ۔ مَا صَلّٰى وصَامَ الا خالدٌ وغیرہ۔

سوال : مندرجہ ذیل خالی جگہوں کو بصری اور کوفی نحویوں کے مذاہب کے مطابق پر کریں۔

جواب :

فعل اول	تقاضا	فعل ثانی	تقاضا	متنازع فیہ	جملہ بصریہ	جملہ کوفیہ
بَغٰى		اِعْتَدٰى		عبداک		
〃		〃		ابناک		
〃		〃		صاحبُ		
〃		〃		صاحبان		
〃		〃		اصحاب		
〃		〃		صاحبة		
〃		〃		صاحبتان		

فعل اول	تقاضا	فعل ثانی	تقاضا	متنازع فیہ	جملہ بصریہ	جملہ کوفیہ
بغی		اعتدی		صواحب		
یحسن		یسیی ء		عبداک		
//		//		ابناک		
//		//		صاحب		
//		//		صاحبان		
//		//		اصحاب		
//		//		صاحبة		
//		//		صاحبتان		
//		//		صواحب		
ترضی		یرضیک		عبداک		
//		//		ابناک		
//		//		صاحب		
//		//		صاحبة		
//		//		اصحاب		
//		//		صواحب		

جواب:

فعل اول	تقاضا	فعل ثانی	تقاضا	متنازع فیہ	جملہ بصریہ	جملہ کوفیہ
بَغٰی	فاعل	اِعْتَدٰی	فاعل	عبداک	بَغَیَاوَاعْتَدٰی عَبْدَاکَ	بَغٰی وَاعْتَدَیَاعَبْدَاکَ
//	//	//	//	ابناک	بغیاواعتدی ابناک	بغی واعتدیا ابناک
//	//	//	//	صاحب	بغی واعتدی صاحب	بغی واعتدی صاحب
//	//	//	//	صاحبان	بغیا واعتدی صاحبان	بغی واعتدیا صاحبان
//	//	//	//	اصحاب	بَغَوْا/بَغَتْ وَاعْتَدٰی/ اعتَدَتْ اصحابٌ	بَغٰی/بَغَتْ وَاعْتَدَوْا/ اعتَدَتْ اصحابٌ
//	//	//	//	صاحبة	بغت واعتدت صاحبةٌ	بغت واعتدت صاحبةٌ

فعل اول	تقاضا	فعل ثانی	تقاضا	متنازع فیہ	جملہ بصریہ	جملہ کوفیہ
بغی	فاعل	اعتدی	فاعل	صاحبتان	بَغتا وَاعتَدَتْ صَاحِبَتَانِ	بَغتْ وَاعتَدَتَا صَاحِبَتَان
//	//	//	//	صواحب	بَغَيْنَ وَاعتَدَتْ صَوَاحِبُ	بَغتْ وَاعتَدَيْنَ صواحبُ
يُحْسِنُ	فاعل	يُسِيئُ	فاعل	عبداک	یحسنان ویسیء عبداک	یحسن ویسیان عبداک
//	//	//	//	ابناک	یحسنا ن ویُسیء ابناک	یحسن ویسیٔان ابناک
//	//	//	//	صاحب	یحسن ویسیء صاحب	یحسن ویسیء صاحب
//	//	//	//	صاحبان	یحسنا ن ویسیء صاحبان	یحسن ویسیٔان صاحبان
//	//	//	//	اصحاب	یحسنون ویسیء اصحاب	یحسن ویسیٔون اصحاب
//	//	//	//	صاحبة	تحسن وتسیء صاحبة	تحسن وتسیء صاحبة
//	//	//	//	صاحبتان	تحسنا ن وتسیء صاحبتان	تحسن وتسیٔان صاحبتان
//	//	//	//	صواحب	يُحْسِنَّ وتسیء صواحبُ	تُحْسِنُ ويُسِئْنَ صواحبُ
تُرْضِي	مفعول	يُرْضِيْكَ	فاعل	عبداک	ترضی ویرضیک عبداک	ترضی ویرضیانک عبدیک
//	//	//	//	ابناک	ترضی ویرضیک ابناک	ترضی ویرضیانک ابنیک
//	//	//	//	صاحب	ترضی ویرضیک صاحب	ترضی ویرضیک صاحباً
//	//	//	//	صاحبة	ترضی وترضیک صاحبة	ترضی وترضیک صاحبة
//	//	//	//	اصحاب	ترضی ویرضیک اصحاب	ترضی ویرضونک اصحابا
//	//	//	//	صواحب	ترضی وترضیک صواحب	ترضی ویرضینک صواحب

سوال: ما صلی ولا صام الا خالد، ما نعبد ولا نستعین الا اللّٰہ، ما نعبد ولا نستعین الا ایاہ ان میں الا کے بعد کس فعل کا عمل ہوا اور دوسرے فعل کا معمول کیا ہے؟

جواب: ان تمام اسماء میں الا کے بعد فعل ثانی کا عمل ہوا اور دوسرے فعل کا معمول بھی یہی اسماء ہیں جو الا کے بعد ذکر ہیں اور پہلے فعل کا معمول مع الا کے حذف ہے اور کسی اور صورت میں معنی درست نہیں بنتا۔

سوال: افعال قلوب میں تنازع کی کتنی صورتیں ہیں؟ اور ان کو حل کرنے کا طریقہ بصریوں کے نزدیک کیا ہے؟ مع امثلہ تحریر کریں۔

جواب: افعال قلوب کا تنازع تین قسم پر ہے۔

(ا) دونوں کا تقاضا مفعول اول اور مفعول ثانی کا ہو۔ اس وقت پہلے فعل سے دونوں مفعولوں کو حذف

کرنا ہوگا جیسے وانھم ظنوا کما ظننتم ان لن یبعث اللّٰہ احدا ۔ ظنوا کے بعد مفعول مذکور نہیں۔ اسی طرح حسبتُ وحسبَ عمرٌ زیدًا منطلقًا وغیرہ۔

(۲) جب پہلے کا تقاضا فاعل اور مفعول ثانی اور دوسرے کا تقاضا دونوں مفعولوں کا ہو، اس وقت پہلے میں فاعل کی ضمیر لائیں گے اور مفعول ثانی، مفعول اول کے مطابق اسم ظاہر لائیں گے۔ جیسے حَسِبَنِیْ اور حسبتُ کا تنازع، زید اور منطلق میں ہو تو جملہ یوں بنے گا: حَسِبَنِیْ مُنْطَلِقًا وحَسِبْتُ زَیْدًا منطلقًا عمل دوسرے کو دیا، پہلے کے لیے ایک اور منطلقا کو بڑھالیا۔اسی طرح اگر حسبنی اور حسبت کا تنازع زیدان اور منطلقان میں ہو تو جملہ یوں ہوگا: حَسِبَانِیْ منطلقًا وحسبتُ زیدَیْنِ منطلقَیْنِ پہلے جملے کے لیے منطلقا کو بڑھالیا۔

(۳) اگر پہلا فعل، دونوں مفعول اور دوسرا فاعل اور مفعول ثانی کا تقاضا کرے، اس وقت تنازع کا قانون نہ چلے گا بلکہ مفعول اول کو فعل اول کے ساتھ لانا ضروری ہے تا کہ اضمار قبل الذکر نہ ہو جیسے حسبت اور حسبنی کا تنازع زید اور منطلق میں ہو تو جملہ یوں بنے گا: حسبت زیدا منطلقا وحسبنی منطلقا ۔ زید کو پہلے لانا ضروری ہے تا کہ مفعول میں اضمار قبل الذکر یا حذف لازم نہ آئے۔

(۴) اگر پہلا فعل، فاعل اور دونوں مفعولوں کا تقاضا کرے اور دوسرا فعل بھی فاعل اور دونوں مفعولوں کا تو اس صورت میں پہلے فعل کے لیے فاعل کی ضمیر لائیں گے اور دونوں مفعولوں کو حذف کر دیں گے جبکہ دوسرے فعل کے لیے فاعل اور دونوں مفعول اسم ظاہر لائیں گے جیسے حسب اور یحسب کا تقاضا زید، عمر اور فاضل میں ہو تو جملہ یوں بنے گا: حَسِبَ وَیَحْسَبُ زَیْدٌ عَمْرًا فَاضِلًا اور اگر حسب ویحسب کا تنازع زیدان، عمر اور فاضل میں ہو تو جملہ یوں بنے گا: حَسِبَا وَیَحْسَبُ زَیْدَانِ عَمْرًا فَاضِلًا وغیرہ۔

سوال: خالی جگہیں پر کریں۔

جملہ بصریہ	متنازع فیہ	تقاضا	فعل ثانی	تقاضا	فعل اول
	نعمان / طالب		رانی		رایت
	الطالبان / حاضران		علمنی		علمت
	حفصة / طالبة		حسبت		حسبنی
	الطالبتان / ذکیتان		احسب		یحسبنی
	الرجال، النسوۃ / خادمات		یحسب		حسب
	الاسلام / حق		ظننتم		ظنوا

جواب:

فعل اول	تقاضا	فعل ثانی	تقاضا	متنازع فیہ	جملہ بصریہ
رایتُ	مفعول اول و ثانی	رَأَنِیْ	فاعل اور مفعول ثانی	نعمان / طالب	رایت نعمانَ طالباً ورأنی طالبا
علمتُ	//	عَلَّمَنِیْ	//	الطالبان / حاضران	علمت الطالبیْنِ حاضریْنِ وعلمانی حاضرًا
حَسِبَنِیْ	فاعل اور مفعول ثانی	حسبتُ	مفعول اول وثانی	حفصة / طالبة	حَسِبَتْنِیْ طالبةً وحسبتُ حفصةَ طالبةً
یَحْسِبُنِیْ	//	اَحْسِبُ	//	الطالبتان / ذکیتان	تحسبانِنیْ ذکیا واحسبُ الطالبتین ذکیتین.
حَسِبَ	فاعل مفعول اول اور مفعول ثانی	یَحْسَبُ	فاعل مفعول اول ومفعول ثانی	الرجال، النسوة، خادمات	حَسِبَ ویَحْسَبُ الرجالُ النسوةَ خادماتٍ.
ظنوا	مفعول اول ثانی	ظننتم	مفعول اول وثانی	الاسلام / حق	ظنوا و ظننتم الاسلامَ حقاً

سوال: درج ذیل عبارت کی وضاحت کریں۔

واما ان اعملت الفعل الاول علی مذهب الکوفیین فانظر ان کان الفعل الثانی یقتضی الفاعل اضمرت الفاعل فی الفعل الثانی کما تقول فی المتوافقین ضربنی واکرمنی زید وضربنی واکرمانی الزید ان وضربنی واکرمونی الزید ون وفی المتخالفین ضربت واکرمنی زیدا وضربت واکرمانی الزید ین وضربت واکرمونی الزید ین وان کان الفعل الثانی یقتضی المفعول ولم یکن الفعلان من افعال القلوب جاز فیه الوجهان حذف المفعول والاضمار والثانی هو المختار۔

جواب: ترجمہ: اور .. رحال اگر تو نے عمل دیا فعل اول کو کوفیوں کے مذہب پر پس دیکھ کہ اگر فعل ثانی فاعل کا تقاضا کرتا ہے تو فاعل کی ضمیر دے فعل ثانی میں جیسے تو کہے متوافقین میں (جب دونوں فعل فاعل کا یا مفعول کا تقاضا کریں) ضربنی واکرمنی زید' ضربنی واکرمانی الزیدانِ' ضربنی واکرمونی الزیدونَ اور متخالفین میں (جب ایک مفعول کا تقاضا کرے اور دوسرا فاعل کا) تو کہے ضربت واکرمنی زیدًا اور ضربت واکرمانی الزیدَیْنِ اور ضربت واکرمونی الزیدِیْنَ اور اگر فعل ثانی مفعول کا تقاضا کرتا ہے اور دونوں فعل افعال قلوب میں سے نہیں ہیں تو اس میں دو طرح سے جائز ہے۔ پہلا مفعول کا حذف کرنا اور دوسرا ضمیر لانا اور دوسری صورت پسندیدہ ہے۔

وضاحت: یہاں کوفیوں کے مذہب کو بیان کیا گیا ہے۔ کوفی پہلے فعل کو مقدم ہونے کی وجہ سے اسے عمل دینے کا زیادہ مستحق مانتے ہیں اور مذکورہ اسم ظاہر کو اس کا معمول قرار دیتے ہیں۔ پہلی صورت یہ بیان کرتے ہیں کہ دونوں افعال میں سے ثانی فعل اپنے لیے فاعل کا مقتضی ہے تو فاعل کی ضمیر نکالیں گے اور اسم ظاہر کو فعل اول کا معمول بنا دیں گے جیسے متوافقین میں یعنی جب دونوں فعل' فاعل کا تقاضا کریں تو ضربنی واکرمنی زیدٌ - زید' ضربنی کا فاعل ہے اور اکرمنی میں هو اس کا فاعل

ہے۔ دوسری مثال ضربنی واکرمانی الزیدانِ ہے۔ الزیدانِ ضربنی کا فاعل ہے اور اکرمانی میں الف ضمیر ہے جو اس کا فاعل ہے۔ تیسری مثال ضربنی واکرمونی الزیدون ہے۔ الزیدون ضربنی کا فاعل ہے اور اکرمونی میں واؤ ضمیر اس کا فاعل ہے۔

اور جب دونوں فعل تقاضے میں ایک دوسرے سے مختلف ہوں یعنی متخالفین ہوں اور فعل اول مفعول کا اور ثانی فاعل کا تقاضا کرے تو اسم ظاہر کو فعل اول کا مفعول بنایا جائے گا اور ثانی میں فاعل کی ضمیر نکالیں گے جیسے ضربت واکرمنی زیدا ۔ زیدا ضربت کا مفعول ہے اور ھو ضمیر اکرمنی میں پوشیدہ اس کا فاعل ہے۔ دوسری مثال ضربتُ واکرمانی الزیدَینِ میں الزیدین ضربتُ کا مفعول ہے اور اکرمَانِیَ میں الف ضمیر اس کا فاعل ہے۔ تیسری مثال ضربت واکرمونی الزیدِینَ میں الزیدین مفعول ہے ضربت کا اور واؤ ضمیر اکرمونی کا فاعل ہے۔

اگر فعل ثانی مفعول کا تقاضا کرے تو کوفیوں کے نزدیک دو وجہیں جائز ہیں بشرطیکہ دونوں فعل افعال قلوب میں سے نہ ہوں۔ (۱) مفعول کا حذف کرنا (۲) مفعول کے لیے ضمیر لانا۔ مگر ضمیر لانا بہتر ہے۔ تا کہ جملہ مراد یعنی معنی کے مطابق ہو جائے۔ کیونکہ دوسرا فعل واقع میں مفعول رکھتا ہے تو لفظوں میں بھی ہونا چاہئے جیسے ضربنی و ضربتُہٗ زیدٌ میں زید ضربنی کا فاعل ہے۔ اور دوسرے فعل میں مفعول کی ضمیر لائی گئی ہے۔ ضمیر دوسرے فعل کے ساتھ نہ لائیں تب بھی جائز ہے۔ جیسے ضَرَبَنِیْ و ضربتُ زیدٌ یہاں بھی ضربنی کا فاعل زید ہے اور ضربت کا مفعول حذف کیا گیا ہے۔ اسی طرح ضربنی و ضربتُھُمَا الزیدانِ ۔ ضربنی و ضربتُھُم الزیدونَ اور ضربنی و ضربت الزیدانِ ۔ ضربنی و ضربت الزیدونَ لیکن دوسرے فعل کے لیے مفعول کی ضمیر لانا کوفیوں کے نزدیک پسندیدہ ہے۔ وہ اسے بہتر خیال کرتے ہیں۔

سوال : درج ذیل عبارت کی وضاحت کریں اور یہ بتائیں کہ مذکورہ مثال میں افعال قلوب کے تنازع کی کون سی صورت پائی جاتی ہے؟

واما اذا کان الفعلان من افعال القلوب فلا بد من اظهار المفعول کما تقول حسبنی و حسبتهما منطلقین الزیدان منطلقا" و ذلک لان حسبنی و حسبتهما تنازعا فی منطلقا" و اعملت الاول وهو حسبنی واظهرت المفعول فی الثانی فان خذفت منطلقین و قلت حسبنی و حسبتهما الزیدان منطلقا" یلزم الاقتصار علیٰ احد المفعولین فی افعال القلوب وهو غیر جائز۔

جواب : ترجمہ : اور پھر جب دونوں فعل افعال قلوب میں سے ہوں تو ضروری ہے مفعول کا اظہار (اسم ظاہر لے آنا) جیسے تو کہے حسبنی و حسبتهما منطلقین الزیدان منطلقا" اور یہ اس لیے کہ

فعل حسبنی اور حسبتهما دونوں نے منطلقا میں تنازع کیا (کہ ان کا مفعول واقع ہو) اور تم نے پہلے کو عمل دے دیا۔ اور وہ حسبنی ہے۔ اور ثانی میں مفعول کو ظاہر کر دیا۔ پس اگر تم نے کلام سے منطلقین کو حذف کر دیا اور کہا حسبنی و حسبتهما الزیدان منطلقا" تو اقتصار کرنا لازم آئے گا۔ افعال قلوب کے دو مفعولوں میں سے ایک پر اور وہ جائز نہیں ہے۔

مذکورہ مثال میں تنازع کی یہ صورت پائی جاتی ہے کہ پہلا فعل حَسِبَنِیْ فاعل اور مفعول ثانی اور دوسرا فعل حَسِبْتُ مفعول اول اور مفعول ثانی کا تقاضا کرتا ہے تو اس کے لیے جب ہم پہلے کو عمل دیں گے تو دوسرے میں مفعول اول کے لیے ضمیر لائیں گے اور مفعول ثانی اسم ظاہر لانا ہوگا۔ جیسے حَسِبَنِیْ وَ حَسِبْتُهُمَا مُنْطَلِقَیْنِ الزیدانِ منطلقا" یہاں الزیدان' حسبنی کے لیے فاعل اور منطلقا" حسبنی کے لیے مفعول ثانی ہے اور حسبتهما میں هما ضمیر' مفعول اول حسبت کے لیے اور منطلقین مفعول ثانی حسبت کا لایا گیا ہے۔ کیونکہ اگر ہم منطلقین کو حذف کریں تو افعال قلوب میں ایک مفعول پر گزارا کرنا پڑے گا جو جائز نہیں ہے۔ اور یہ کوفیوں کا مذہب ہے۔

سوال : افعال قلوب میں تنازع کی چاروں صورتوں میں کوفیوں کے مطابق جملہ کیسے بنے گا۔ تفصیل سے واضح کریں اور مثال بھی دیں۔

جواب : افعال قلوب میں تنازع کی مندرجہ ذیل چار صورتیں بنتی ہیں

(ا) جب پہلا فعل' فاعل اور مفعول ثانی کا اور دوسرا فعل' مفعول اول اور مفعول ثانی کا تقاضا کرے تو اس صورت میں کوفیوں کے مطابق پہلے کو عمل دے کر جملہ یوں بنے گا پہلے فعل کے لیے فاعل اور مفعول ثانی' اسم ظاہر لائیں گے اور دوسرے فعل کے لیے مفعول اول ضمیر اور مفعول ثانی اسم ظاہر لائیں گے چنانچہ حسبنی اور حسبت کا تنازع الزیدان' منطلق میں ہو تو جملہ یوں ہوگا۔

حسبنی وحسبتهما منطلقَیْنِ الزیدانِ منطلقا" چونکہ یہاں عمل پہلے فعل کو دیا اس لیے اس کے تقاضا کے مطابق الزیدانِ کو اس کا فاعل بنا دیا۔ اور منطلقا" کو اس کا مفعول ثانی اب جب دوسرے فعل کو مفعول اول کی ضرورت ہے تو ہم الزیدانِ کو دوسرے فعل کے لیے اب مفعول اول نہ بنائیں گے کیونکہ اسے پہلے فعل کے لیے فاعل بنا دیا ہے۔ بلکہ اس کے لیے ضمیر لائیں گے اور دوسرے مفعول کے لیے منطلقا" کو ہی مفعول ثانی بنائیں گے۔ کیونکہ یہ پہلے فعل کے لیے بھی مفعول ہی بنا ہے۔ لہٰذا دوسرے فعل کے مفعول اول کی ضمیر کے مطابق اسے (یعنی دوسرے فعل کے دوسرے مفعول کو) منطلقین اسم ظاہر لائیں گے۔

اگر اسے اسم ظاہر نہ لائیں گے تو ضمیر لانا پڑے گی اور اگر ضمیر لائیں تو یا تو وہ مفرد ہوگی یا تثنیہ کی۔ اگر مفرد کی ضمیر لائیں گے تو جملہ یوں بنے گا۔ حسبنی و حسبتهما اِیَّاہُ الزیدانِ

منطلقا" ۔ تو اس صورت میں مفعول ثانی (ایاہ) مفعول اول (ھما ضمیر) کے مطابق نہ ہوگا۔ اور یہ جائز نہیں اور یا تو تثنیہ کی ضمیر لانا ہوگی تو اس صورت میں جملہ یوں ہوگا۔ حسبنی و حسبتھما ایاھما الزیدانِ منطلقا" ۔ اور اس صورت میں تثنیہ کی ضمیر کے مرجع کا مفرد ہونا لازم آئے گا اور وہ مرجع منطلقا" ہے جس میں تنازع واقع ہوا ہے۔ اور ضمیر کا مرجع کے مطابق نہ ہونا بھی جائز نہیں ہے اور نہ ہی کلام سے دوسرے مفعول حذف کر سکتے ہیں کہ یوں کہیں حسبنی و حسبتھما الزیدانِ منطلقا" کیونکہ اس صورت میں افعال قلوب کا ایک مفعول حذف ہوگا اور افعال قلوب میں مفعول کا حذف کرنا بھی جائز نہیں ہے۔ لہٰذا جب ضمائر کا لانا اور حذف کرنا دونوں جائز نہیں ہیں تو اظہار واجب ہوگا۔ اور جملہ یوں بنے گا۔ حسبنی و حسبتھُمَا منطلقَیْنِ الزیدانِ منطلقا" ۔ اس کے علاوہ اور کوئی صورت نہیں بنا سکتے۔ یہاں ایک اشکال ہے کہ اگر حسبنی اور حسبت کا تنازع زید اور منطلق میں ہو تو ضمیر مرجع اور مفعول اول دونوں کے مطابق ہوگی تو کیا جملہ یوں نہ ہوگا حسبنی وحسبتہ اِیَّاہُ زیدٌ منطلقًا اس کا جواب یہ ہے کہ جب ضمیر کا لانا کبھی درست ہو اور کبھی غلط تو ضابطہ یہ بنا دیا کہ اسم ظاہر ہی لاؤ تاکہ جملے ایک جیسے بنیں۔

(۲) جب پہلا فعل' مفعول اول اور مفعول ثانی کا تقاضا کرے اور دوسرا فعل' فاعل اور مفعول ثانی کا تو کوفیوں کے نزدیک عمل پہلے کو دیں گے اور دوسرے میں فاعل کی ضمیر لائیں گے اور مفعول ثانی کو اسم ظاہر لائیں گے۔ جیسے حَسِبْتُ اور حسبنی کا تقاضا الزیدانِ اور منطلقا" میں ہو تو جملہ یوں بنے گا۔ حسبتُ و حسبانِیْ منطلقا" الزیدینِ منطلقَیْنِ یہاں الزیدَیْنِ اور منطلقَیْنِ ۔ حسبت کے لئے مفعول اول اور مفعول ثانی ہیں اور حسبانی میں الف ضمیر فاعل اور یاء ضمیر تکلم مفعول اول اور منطلقا اسم ظاہر حسب کے لئے مفعول ثانی ہے ۔

(۳) تیسری صورت یہ ہے کہ دونوں کا تقاضا مفعولین کا ہو۔ اس وقت دوسرے فعل سے یا تو مفعولین کو حذف کریں گے یا دو ضمیریں لائیں گے۔ جیسے حسبوا اور حسبتم کا تنازع خالد' مجاھد میں ہو تو جملہ یوں بنے گا حسبوا و حسبتموہ ایاہ خالدا" مجاھدا" یہاں پہلی ضمیر خالد اور دوسری مجاھد کی طرف راجع ہے۔

اور ایک صورت یہ ہے کہ ایک ہی ضمیر لا کر دونوں مفعولوں کی طرف لوٹائیں کیونکہ دونوں مفعول بمنزلہ جملہ کے ہیں۔ تو جملہ یوں ہوگا حسبوا وحسبتموہ خالدا" مجاھدا" ۔ حسبتموہ کا معنی یہ ہے کہ تم نے یہی مضمون گمان کیا۔ قرآن پاک میں جو مثال آئی ہے اس میں دوسرے کو عمل دیا گیا ہے۔ جس سے بصریوں کا مذہب قوی معلوم ہوتا ہے۔ ارشاد باری ہے : وانھم ظنوا کما ظننتم ان لن یبعث اللہ احدا" ، "بے شک انہوں نے گمان کیا کہ اللہ کسی کو نہ اٹھائے گا" ھَاؤُمُ اقْرَاُوْا

كِتَابِيَهْ "لو پڑھو میرا نامہ اعمال" دونوں فعل چاہتے ہیں کہ کتابیہ اس کا مفعول بنے مگر دوسرے کے ساتھ مفعول کو ذکر کر کے اسے عمل دے دیا اور پہلے سے مفعول کو حذف کر دیا۔ نیز فرمایا آتُوْنِیْ اُفْرِغْ عَلَیْهِ قِطْرًا "لاؤ میرے پاس ڈال دوں اس پر پگھلا ہوا تانبا" پہلا فعل چاہتا ہے کہ قطرا مفعول ثانی ہو اور دوسرا بھی اسے مفعول بنانا چاہتا ہے۔ عمل دوسرے کو دے کر پہلے سے مفعول کو حذف کر دیا۔

وانہ کان یقول سفیھنا علی اللہ شططا "اور ہم میں جو بے وقوف ہوئے وہ اللہ کی شان میں بڑھی ہوئی باتیں کہتے تھے۔ اس مثال میں کان اور یقول کا تنازع ہوا۔ عمل دوسرے کو دیا اور پہلے میں ضمیر لائے۔

(۴) چوتھی صورت یہ ہے کہ دونوں فعلوں کا تقاضا فاعل اور مفعولین کا ہو۔ جیسے حسب اور یحسب کا تنازع الطلاب' خالد اور معلم میں ہو تو پہلے کو عمل دیں گے اور دوسرے میں ضمیر لائیں گے' دو یا ایک۔ مگر یہ جملہ کچھ اچھا نہیں بنتا۔ بہتر یہ ہے کہ دوسرے میں فاعل کی ضمیر لائیں اور مفعولین حذف کریں جیسے حسب و یحسبون الطلاب خالدا" معلما"

دوسری صورت میں (دوسرے فعل کے ساتھ دو ضمیریں لانے کی صورت میں) جملہ یوں بنے گا حسب و یحسبونہ الطلاب ایاہ خالدا" معلما" اور ایک ضمیر لانے کی صورت میں جملہ یوں ہوگا حسب و یحسبونہ الطلاب خالدا" معلما"۔ یاد رہے کہ ایک ضمیر لانے کی صورت میں یحسبونہ کی ضمیر (ھاء) کا مرجع نہ خالد ہے نہ معلم بلکہ مضمون جملہ ہے یعنی کونہ معلما"۔

سوال: کوفیوں اور بصریوں میں سے کس کا مذہب راجح ہے؟ دلیل بھی دیں۔

جواب: بصریوں کا مذہب زیادہ قوی ہے۔ خصوصا" افعال قلوب کے تنازع میں۔ کیونکہ قرآن پاک میں چند مثالیں ملتی ہیں جن میں عمل دوسرے فعل کو دیا گیا ہے اور پہلے فعل میں فاعل کی ضمیر لائی گئی ہے اور مفاعیل کو (پہلے فعل سے) حذف کیا گیا ہے۔ اور یہی بصریوں کا مذہب ہے۔ مثلا" قرآن پاک میں مندرجہ ذیل مقامات پر یوں اس کا استعمال ہوا ہے۔ وانھم ظنوا کما ظننتم ان لن یبعث اللہ احدا" ۔ یہاں پر ظنوا اور ظننتم کا تنازع ہے ان لن یبعث اللہ اور احد میں اور عمل دوسرے کو دیا گیا ہے۔ ہر فعل چاہتا ہے کہ یہ اس کے لیے دو مفعول کے قائم مقام بنے۔ اب دوسرے کو عمل دے کر پہلے سے مفعول کو حذف کیا گیا اور جملہ یوں ہوا وانھم ظنوا کما ظننتم ان لن یبعث اللہ احدا" اسی طرح اتونی افرغ علیہ قطرا" اور ھاؤم اقراوا کتابیہ اور وانہ کان یقول سفیھنا علی اللہ شططا میں عمل دوسرے کو دیا گیا ہے۔ ان دلائل سے ثابت ہوا کہ حقیقۃ بصریوں کا مذہب ہی راجح ہے۔

سوال: اعطیت جیسے افعال میں تنازع کے وقت کیا کریں گے؟

جواب: اعطیت وغیرہ ایسے افعال ہیں جو دو مفعول چاہتے ہیں لیکن افعال قلوب میں سے نہیں ہیں۔ ایسے افعال کے تنازع کے وقت بصریوں کے نزدیک پہلے فعل سے مفعول کو حذف کرنا ہوگا خواہ ایک مفعول ہو یا دو۔ اور کوفیوں کے نزدیک دوسرے سے حذف بھی کرسکتے ہیں اور ضمیر بھی لاسکتے ہیں۔

بصریوں کے نزدیک:

آتونی افرغ علیه قطرا میں پہلے فعل (آتونی) سے مفعول ثانی حذف کیا گیا ہے اور عمل دوسرے کو دیا گیا ہے۔ اسی طرح اگر اعطیت اور اعطانی کا تنازع خالد اور درھم میں ہو تو جملہ بصریہ یوں ہوگا: اَعْطَیْتُ وَاَعْطَانِیْ خالدٌ درھمًا یہاں بھی پہلے فعل اعطیت کا تقاضا مفعول اول اور ثانی کا تھا جو حذف کیے گئے ہیں۔ اور دوسرے فعل اعطانی کا تقاضا فاعل اور مفعول ثانی کا ہے جو ذکر کیے گئے ہیں۔ اور اعطانی کا فاعل خالد ہے اور مفعول ثانی درھما ہے۔ اسی مثال میں جملہ کوفیہ یوں ہوگا: اعطیتُ واعطانِیْہِ خالدًا درھمًا (دوسرے فعل کی ضمیر مفعول لاکر) اور اعطیتُ واعطانِیْ خالدًا درھمًا (دوسرے فعل سے ضمیر مفعول حذف کرکے)۔

سوال: متعدی بہ سہ مفعول میں تنازع کے وقت کیا کریں گے؟ مع مثال ذکر کریں۔

جواب: متعدی بہ سہ مفعول میں تنازع کا بعض علماء انکار کرتے ہیں اور جو مانتے ہیں' ان کے نزدیک جب عمل دوسرے کو دیں گے تو پہلے سے مفعول حذف کریں گے اور اگر پہلے کو عمل دیتے ہیں تو دوسرے میں ضمیر لائیں گے۔

لیکن یہاں بھی بصریوں کا مذہب (دوسرے کو عمل دے کر پہلے سے مفاعیل کو حذف کرنا) زیادہ اچھا لگتا ہے۔

مثال: اعلمتُ اور اعلَمَنِیْ کا تنازع ہوگیا بَکْرُ النحوَ سَھْلًا میں۔ اول یعنی اعلمت تین مفعولوں کا تقاضا کرتا ہے اور ثانی فاعل اور دوسرے اور تیسرے مفعول کا۔ جملہ بصریہ یوں ہوگا: اَعْلَمْتُ وَاَعْلَمَنِیْ بَکْرٌ النحوَ سھلاً اول سے مفاعیل حذف ہیں۔

کوفیوں کے نزدیک جملہ یوں ہوگا: اعلمتُ واعلمَنِیْہِ ایاہُ بکرًا النحوَ سھلاً اور یہ جملہ اچھا معلوم نہیں ہوتا۔

سوال: فاعل' نائب فاعل اور مفعول کے اندر فعل معروف اور مجہول میں تنازع کے وقت کیا کریں گے؟

جواب: (ا) جب فاعل میں تنازع ہو دو فعلوں کا تو بصریوں کے نزدیک دوسرے فعل کو عمل دے کر اس کا فاعل بنائیں گے اور پہلے فعل میں ضمیر نکالیں گے جیسے ضَرَبَ اور نَصَرَ کا تنازع منصور' منصوران اور منصورون میں ہو تو بصریوں کے نزدیک دوسرے کو عمل دیا تو جملے یوں ہوں گے:

ضَرَبَ ونَصَرَ منصورٌ - ضَرَبَا ونَصَرَ منصورَانِ - ضربُوْا ونَصَرَ منصورونَ تینوں مثالوں میں پہلے فعل کے لیے فاعل ضمیر نکالیں گے یعنی ضرب میں ھو' ضربا میں الف اور ضربوا میں ولو الجماعۃ اور دوسرے فعل کا فاعل اسم ظاہر ہے۔ پہلی مثال میں منصور' دوسری میں منصوران اور تیسری میں منصورون۔

کوفیوں کے نزدیک پہلے فعل کو عمل دیں گے اور دوسرے فعل کے لیے ضمیر نکالیں گے اور جملے یوں بنیں گے: ضرب ونصر منصورٌ - ضرب ونَصَرَا منصورانِ - ضَرَبَ ونصرُوْا منصورونَ ان تینوں مثالوں میں پہلے فعل کو عمل دے کر اسم ظاہر کو ان کا فاعل بنایا گیا ہے جبکہ دوسرے فعل کے لیے بالترتیب ھو' الف الاثنین اور ولو الجماعۃ ضمائر لائی گئی ہیں۔

(۲) جب دو فعل' نائب فاعل کا تقاضا کریں تو بھی کوفیوں کے نزدیک پہلے فعل کو عمل دیں گے اور دوسرے میں ضمیر لائیں گے اور بصریوں کے نزدیک دوسرے فعل کو عمل دیں گے اور پہلے فعل میں نائب فاعل کی ضمیر لائیں گے۔ چونکہ دونوں فعل' نائب فاعل کا تقاضا کرتے ہیں اس لیے دونوں فعل مجہول ہوں گے کیونکہ فعل مجہول کو نائب فاعل کی ضرورت ہوتی ہے تو کوفیوں کے نزدیک جملہ یوں ہوگا: اُکْرِمَ واُعِیْنَ عُمَرُ - اُکْرِمَ واُعِیْنَا عُمَرَانِ - اُکْرِمَ واُعِیْنُوْا عُمَرُوْنَ ان مثالوں میں پہلے فعل کو عمل دیا گیا ہے اور دوسرے میں ضمیر لائی گئی ہے۔ جبکہ بصریوں کے نزدیک جملہ یوں بنے گا: اُکْرِمَ واُعِیْنَ عُمَرُ - اُکْرِمَا واُعِیْنَ عُمَرَانِ - اُکْرِمُوْا واُعِیْنَ عُمَرُوْنَ ان جملوں میں دوسرے فعل کو عمل دے کر اسم ظاہر کو ان کا نائب فاعل بنایا گیا ہے اور پہلے فعل میں نائب فاعل کی ضمیر لائی گئی جو بالترتیب ھو' الف الاثنین اور واو الجماعۃ ہے۔

(۳) اس کے ساتھ ساتھ ایک صورت یہ بھی بنتی ہے کہ دو فعل کسی اسم ظاہر میں تنازع کریں اور ایک کا تقاضا فاعل کا ہو اور دوسرے کا نائب فاعل کا' اس طرح کہ ایک فعل معروف ہو اور دوسرا مجہول۔ تو اس صورت میں بھی کوفیوں کے نزدیک پہلے فعل کو اور بصریوں کے نزدیک دوسرے کو عمل دیں گے اور کوفیوں کے نزدیک دوسرے کے لیے ضمیر لائیں گے اور بصریوں کے نزدیک پہلے فعل میں ضمیر نکالیں گے۔ مثلاً نَصَرَ اور ضُرِبَ کا تنازع زید میں ہو تو کوفیوں کے نزدیک جملہ یوں بنے گا: نَصَرَ وضُرِبَ زیدٌ - نَصَرَ وضُرِبَا زیدانِ - نَصَرَ وضُرِبُوْا زیدُوْنَ ان تینوں مثالوں میں فعل اول کا تقاضا فاعل کا تھا اور فعل ثانی کا نائب فاعل کا تو کوفیوں کے مطابق عمل پہلے فعل کو دیا' اسم ظاہر کو اس کا فاعل بنا دیا اور دوسرے فعل میں نائب فاعل کی ضمیر لائے۔ بصریوں کے نزدیک جملہ یوں بنے گا: نَصَرَ وضُرِبَ زَیْدٌ - نَصَرَا وضُرِبَ زَیْدَانِ - نَصَرُوْا وضُرِبَ زَیْدُوْنَ ان مثالوں میں بصریوں کے نزدیک دوسرے فعل کو عمل دیا اور اس کے تقاضے کے مطابق اسم ظاہر کو نائب فاعل بنایا اور پہلے فعل میں اس کے مطابق

فاعل کی ضمیر لائے۔

(۴) جب دو فعلوں کا تقاضا مفعول بہ میں ہو تو کوفیوں کے نزدیک پہلے فعل کو عمل دیں گے اور اسم ظاہر کو اس کا مفعول بنا ڈالیں گے اور دوسرے فعل میں مفعولوں کو حذف کرنا بھی جائز ہے اور ضمیر بھی لا سکتے ہیں۔ البتہ ضمیر کے لانے کو بہتر خیال کرتے ہیں۔ مثلاً ضَرَبْتُ اور کَتَبْتُ کا تنازع زید میں ہو تو جملہ یوں ہوگا: ضربتُ وکتبتُ زیدًا ۔ ضربتُ وکتبتُ زَیْدَیْنِ ۔ ضربتُ وکتبتُ زیدِیْنَ یہ تینوں مثالیں ایسی ہیں جن میں دوسرے فعل سے مفعول کو حذف کیا گیا ہے اور اگر دوسرے فعل میں مفعول کی ضمیر لائیں تو جملہ کوفیہ یوں ہوگا: ضربتُ وکتبتُہٗ زیدا ۔ ضربتُ وکتبتُھُمَا زَیْدَیْنِ ۔ ضربتُ وکتبتُھُمْ زیدِیْنَ ان تمام مثالوں میں پہلے فعل کو عمل دیا گیا ہے اور اسم ظاہر کو اس کا مفعول بنایا گیا اور دوسرے فعل میں ضمیر بھی لائی جا سکتی ہے اور حذف بھی کی جا سکتی ہے۔ اسی بنا پر پہلی تین مثالوں میں ضمیر کو حذف کیا گیا ہے اور دوسری تین میں ضمیر بھی لائی گئی ہے۔ جب کوئی فعل ایسے ہوں جو دو مفعولوں کا تقاضا کرتے ہیں تو بھی کوفیوں کے نزدیک پہلے فعل کو عمل دیں گے اور دوسرے فعل میں مفعولوں کو حذف بھی کر سکتے ہیں اور دونوں کے لیے ضمیریں بھی لا سکتے ہیں۔

اعطیتُ اور البستُ کا تنازع زید اور قمیص میں ہو تو بھی کوفیوں کے نزدیک جملہ یوں بنے گا:
اعطیتُ والبستُ زیدًا قمیصًا اور یوں بھی کہہ سکتے ہیں: اعطَیْتُ والبستُہٗ ایاہُ زیدًا قمیصًا

پہلی مثال میں دوسرے فعل سے مفعول کی ضمیر کو حذف کیا گیا ہے جبکہ دوسرے جملے میں مفاعیل کے لیے ضمائر لائی گئی ہے۔ جبکہ بصریوں کے نزدیک دو فعلوں کا تقاضا جب مفعول میں ہو تو دوسرے کو عمل دیں گے اور اسم ظاہر اس کے لیے مفعول بن جائیں گے اور پہلے فعل سے مفاعیل کو حذف کر دیں گے، چاہے فعل ایک مفعول کا تقاضا کرے، چاہے دو مفعول کا۔ چنانچہ جب ضربت اور نصرت کا تنازع زید میں ہو تو جملہ بصریہ یوں ہوگا: ضربتُ ونصرتُ زیدًا۔ ضربتُ ونصرتُ زیدَیْنِ ۔ ضربتُ ونصرتُ زیدِیْنَ

ان تینوں جملوں میں دوسرے فعل کو عمل دے کر اسم ظاہر کو اس کا مفعول بنا دیا اور پہلے فعل سے مفعول کو حذف کر دیا۔ اسی طرح جب فعل دو مفعولوں کا تقاضا کرے تو بھی جب دوسرے فعل کو عمل دیں گے تو پہلے فعل کے مفعولوں کو حذف کریں گے۔ جیسے اعطیت، البست کا تنازع زیدا لباسا میں ہو تو بصریوں کے نزدیک جملہ یوں ہوگا: اعطیتُ والبستُ زیدًا لباسًا یہاں دوسرے فعل کو عمل دیا اور زیدا لباسا دونوں کو مفعول بنا دیا گیا اور پہلے فعل یعنی اعطیت سے مفعول حذف کر دیے گئے۔

سوال : مصنف لکھتے ہیں : كما تقول حسبني وحسبتهما منطلقين الزيدان منطلقا وذلك لان حسبني وحسبتهما تنازعا في منطلقاً اس جملے میں فی کے بعد اسم پر جر کیوں نہیں؟ نیز خط کشیدہ کی ترکیب کیسے ہوگی۔ اور دوسرے فعل کے مفعول ثانی کا تقاضا منطلقین ہے تو تنازع منطلق میں کیسے ہوا؟

جواب : کتاب کی مندرجہ بالا عبارت میں خط کشیدہ لفظ (منطلقٌا) فی کے بعد ہے' اسے مجرور ہونا چاہئے لیکن یہاں منصوب کیوں ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں اعراب حکائی ہے یعنی جملے میں جس حالت میں لفظ استعمال ہوا ہے' اسی حالت میں یہاں بیان کر دیا یعنی جملہ حسبني وحسبتهما منطلقين الزيدان منطلقا میں منطلقا فعل اول کا مفعول ثانی ہے اور مفعول ہونے کے باعث منصوب ہے اور اسے اپنی نصبی حالت میں ہی اٹھا کر آگے عبارت میں بیان کر دیا کہ حسبني اور حسبتهما اس میں تنازع کرتے ہیں۔ اس کی ترکیب یوں کریں گے :منطلقًا مجرور ہے کیونکہ حرف جر کے بعد ہے اور علامت جر کسرہ مقدرہ ہے۔ وہ کسرہ ظاہر نہیں ہوتا کیونکہ اعراب حکائی ہے۔

دوسرے فعل کا تقاضا منطلقَیْن ہے تو تنازع منطلقًا میں کیسے ہوا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ فعلوں کا تنازع منطلقا میں ہی ہے لیکن اسے مفعول ثانی واقع ہونے کی وجہ سے مفعول اول کے مطابق لانا پڑے گا اور یہاں دوسرے فعل کا مفعول اول ضمیر هما ہے لہٰذا اسے بھی اس کے مطابق منطلق سے منطلقَیْنِ لانا پڑا جبکہ پہلے فعل حسبني میں یا متکلم (واحد) مفعول ہے اور مفعول ثانی واحد کی نسبت سے منطلقا لایا اور جملہ یوں بنا: حسبني وحسبتهما منطلقَیْنِ الزيدانِ منطلقًا اس جملہ میں پہلے فعل حسبني کو فاعل اور مفعول ثانی کی ضرورت تھی۔ اسی مناسبت سے الزيدانِ اس کا فاعل اور منطلقًا اس کا مفعول ثانی لائے اور دوسرے فعل حسبت کو مفعول اول اور مفعول ثانی کی ضرورت تھی۔ عمل چونکہ کوفیوں کے نزدیک پہلے کو دیا گیا ہے اس لیے دوسرے فعل میں مفعول کی ضمیر لا سکتے ہیں۔ تو تنازع چونکہ دونوں فعلوں کا الزيدانِ اور منطلقًا میں تھا۔ پہلے فعل کی مناسبت سے الزیدان اس کا فاعل بن گیا۔ اب دوسرے فعل میں اس کو مفعول اول نہیں بنا سکتے بلکہ اس کے لیے ضمیر لانی پڑی تو حسبتهما ہو گیا۔ اب دوسرے فعل کے لیے مفعول ثانی بھی لانا ہے۔ اس کے لیے اگر ضمیر مفرد کی لائیں تو مفعول اول سے مطابقت نہ ہوگی اور اگر ضمیر تثنیہ کی لائیں تو اس کا مرجع منطلقًا مفرد ہے۔ یہ بھی صحیح نہیں ہے اور حذف بھی نہیں کر سکتے کیونکہ افعال قلوب میں حذف بھی جائز نہیں۔ اب صرف ایک ہی صورت باقی رہ جاتی ہے کہ اسم ظاہر کی شکل میں لائیں۔ تو جب مفعول ثانی کو اسم ظاہر لائیں گے تو وہ مفعول اول کی مناسبت سے تثنیہ لانا پڑے گا اسی لیے حسبتهما کے بعد مفعول ثانی منطلقا لایا گیا۔ چونکہ اسم ظاہر کو مرجع کی ضرورت نہیں

ہوتی کہ ہم کہیں کہ یہ منطلقا کے موافق نہیں ہے کیونکہ منطلقا مفرد ہے اور منطلقَین تثنیہ بلکہ اسے تو صرف مفعول اول کے مطابق ہونا چاہیئے۔ اب یہاں مُنْطَلِقَیْنِ اپنے مفعول اولَ کے مطابق ہے جو ھما ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ دونوں فعل ایسی ذات کا تقاضا کرتے ہیں جو انطلاق سے موصوف ہو' خواہ واحد ہو یا تثنیہ جیسے خالدہ کی عمر دس سال اور اس کے بھائی کی عمر ۸ سال ہو۔ سوال کیا جائے کون بڑا ہے تو جواب میں " خالدہ " کہنا ہوگا یا یہ کہ خالدہ بڑی ہے کیونکہ سوال کا مقصد یہ ہے کہ کون بڑے ہونے کی صفت سے موصوف ہے۔ جواب میں یہ تو نہ کہا جائے گا کہ خالدہ بڑا ہے۔

سوال: خالی جگہیں پر کریں۔

فعل اول	تقاضا	فعل ثانی	تقاضا	متنازع فیہ	جملہ بصریہ
جاء		نصر		المدرس	
//		//		المدرسان	
//		//		المدرسون	
اجلسنی		جلس		الاستاذ	
//		//		الاستاذان	
//		//		الاساتذة	
صعب		فهمت		الدرس	
//		//		الدرسان	
//		//		الدروس	
//		//		المسالة	
فهمت		افهمت		الدرس	
//		//		المسائل	
حسبنا		حسبنا		الطالب/حاضر	
//		//		الطالبان / حاضران	
//		//		الطلاب / حاضرون	
//		//		الطالبة /حاضرة	
//		//		الطالبتان /حاضرتان	
//		//		الطالبات /حاضرات	

سبب	جملہ کوفیہ	سبب

فعل اول	تقاضا	فعل ثانی	تقاضا	متنازع فیہ	جملہ بصریہ
اعطی —		اعطی —		الرجل درهم	
اعطیت		اعطی		خالد، درهم	
اعطیت		اعطی		الرجلان درهمان	
ضرب		ضرب		زید	
حسبنی		حسب		زید، حاضر	
اعلمت		اعلم		محمود، بکر، عالم	

سبب	جملہ کوفیہ	سبب

جواب:

فعل اول	تقاضا	فعل ثانی	تقاضا	متنازع فیہ	جملہ بصریہ
جَاءَ	فاعل	نصر	فاعل	المدرسُ	جاء ونصر المدرسُ
//	//	//	//	المدرسانِ	جاء ا ونصر المدرسانِ
//	//	//	//	المدرسونَ	جاءوا ونصر المدرسونَ
اَجْلَسَنِیْ	فاعل	جَلَسَ	فاعل	الاستاذُ	اجلسنی وجلس الاستاذُ
//	//	//	//	الاستاذانِ	اجلسانی وجلس الاستاذانِ
//	//	//	//	الاساتذۃُ	اجلسونی وجلس الاساتذۃُ
صَعُبَ	فاعل	فَهِمْتُ	مفعول	الدرسَ	صَعُبَ وفهمتُ الدرسَ
//	//	//	//	الدرسان	صَعُبَا وفهمتُ الدرسَیْنِ
//	//	//	//	الدروس	صَعُبَتْ وفهمتُ الدروسَ
//	//	//	//	المسالۃ	صَعُبَتْ وفهمتُ المَسْألۃَ
فهمتُ	مفعول	افهمتُ	مفعول	الدرسَ	فهمت وافهمت الدرسَ
//	//	//	//	المسائل	فهمت وافهمت المسائلَ
حَسِبَنَا	فاعل مفعول ثانی	حَسِبْنَا	مفعول اول وثانی	الطالب / حاضرٌ	حَسِبَنَا حاضرِیْنَ وحَسِبْنَا الطالبَ حاضرًا
//	//	//	//	الطالبان / حاضران	حَسِبَانَا حاضرِیْنَ وحَسِبْنَا الطالبینِ حاضرینِ
//	//	//	//	الطلاب / حاضرون	حَسِبُوْنَا حاضرِیْنَ وحَسِبْنَا الطلابَ حاضرِیْنَ
//	//	//	//	الطالبۃ / حاضرۃ	حَسِبَتْنَا حاضرِیْنَ وحَسِبْنَا الطالبۃَ حاضرۃً
//	//	//	//	الطالبتان / حاضرتان	حَسِبَتَانَا حاضرِیْنَ وحَسِبْنَا الطالبتَیْنِ حاضرتَیْنِ
//	//	//	//	الطالبات / حاضرات	حَسِبْنَنَا حاضرینَ وحَسِبْنَا الطالباتِ حاضراتٍ

سبب	جملہ کو فیہ	سبب
دوسرے کو عمل دیا پہلے میں فاعل کی ضمیر لائی گئی	جاء ونصر المدرسُ	پہلے کو عمل دیا اور دوسرے فعل
//	جاء ونصرا المدرسانِ	میں فاعل کی ضمیر لائی گئی
//	جاء ونصروا المدرسونَ	//
پہلے فعل کیلئے فاعل کی ضمیر ھو لائی گئی	اجلسنی وجلس الاستاذُ	//
// // الف //	اجلسنی وجلسا الاستاذانِ	//
// // واوَ //	اجلسنی وجلسوا الاساتذةُ	//
پہلے فعل کیلئے فاعل کی ضمیر ھو لائی گئی	صَعُبَ وفهمتُهُ الدرسُ	پہلے فعل کو عمل دے کر اسم ظاہر کو اس
اور دوسرے کیلئے مفعول اسم ظاہر کو بتایا	صَعُبَ وفهمتُهُمَا الدرسانِ	کا فاعل بنایا گیا اور دوسرے میں مفعول کی
پہلے فعل سے مفعول کو حذف کر دیا	صَعُبَ فَهِمْتُهَا الدروسُ	ضمیر لائی گئی اور ضمیر کو حذف بھی کرنا جائز
// // //	صَعُبَتْ وفهمتُهَا المسألةُ	ہے۔ جیسے صعب وفهمت الدرس
پہلے فعل سے مفعول کو حذف کر دیا	فَهِمْتُ وافهمتُ الدرسَ	پہلے کو عمل دیا اور دوسرے میں ضمیر
// // //	فهمتُ وافهمتُهَا المسائلَ	بھی لا سکتے ہیں اور حذف بھی کر سکتے ہیں
پہلے فعل میں فاعل کی ضمیر	حَسِبَنَا وحَسِبْنَاهُ حاضرًا الطالبُ حاضرِينَ	پہلے فعل کو عمل دیا اور اسکے تقاضے
اور مفعول ثانی کیلئے	حَسِبَنَا وحَسِبْنَاهُمَا حاضرَيْنِ الطالبانِ حاضرِينَ	کے مطابق فاعل اور مفعول ثانی کو
اسم ظاہر لائے کیونکہ	حَسِبَنَا وحَسِبْنَاهم حاضرِينَ الطلابُ حاضرِينَ	اسم ظاہر لایا، دوسرے فعل کے مفعول
افعال قلوب میں سے ہے۔ اور	حَسِبَتْنَا وحَسِبْنَاهَا حاضرةً الطالبةُ حاضرِينَ	ثانی کیلئے اسم ظاہر لایا گیا
دوسرے فعل کیلئے دونوں مفعول	حَسِبَتَنَا وحَسِبْنَاهُمَا حاضِرَتَيْنِ الطالبتانِ حاضرِينَ	کیونکہ یہ افعال قلوب ہیں
ظاہر اسم لائے	حَسِبْنَنَا وحَسِبْنَاهُنَّ حاضراتٍ الطالباتُ حاضرِينَ	

فعل اول	تقاضا	فعل ثانی	تقاضا	متنازع فیہ	جملہ بصریہ
اَعْطٰی —	فاعل، مفعول اول ومفعول ثانی	اُعْطِیَ —	نائب فاعل ومفعول ثانی	الرجل درهم	اَعْطٰی واُعْطِیَ الرجلُ درهمًا —
اَعْطَیْتُ	مفعول اول وثانی	اُعْطِیَ	فاعل، مفعول اول اور ثانی	خالد، درهم	اعطیتُ واعطِیَ خالدٌ درهمًا
اَعْطَیْتُ	مفعول اول وثانی	اُعْطِیَ	نائب فاعل، مفعول ثانی	الرجلان درهمان	اعطیتُ واُعْطِیَ الرجلانِ درهمینِ
ضَرَبَ	فاعل	ضُرِبَ	نائب فاعل	زید	ضَرَبَ و ضُرِبَ زیدٌ
حَسِبَنِیْ	فاعل اور مفعول ثانی	حُسِبَ	نائب فاعل اور مفعول ثانی	زید، حاضر	حَسِبَنِیْ حَاضِرًا و حُسِبَ زیدٌ حَاضِرًا
اَعْلَمْتُ	مفعول اول مفعول ثانی ومفعول ثالث	اُعْلِمَ	نائب فاعل مفعول ثانی ومفعول ثالث	محمود، بکر، عالم	اَعْلَمْتُ واُعْلِمَ محمودٌ بکرًا عَالِمًا

سبب	جملہ کوفیہ	سبب
بصریوں کے نزدیک دوسرے کو عمل دیا اور الرجل اس کا نائب فاعل اور درھما مفعول ثانی ہوگیا۔ پہلے فعل میں ان کے نزدیک فاعل کی ضمیر نکالی جو "ھو" ہے اور اس سے دونوں مفعولوں کو حذف کردیا	اُعْطِیَ واُعْطِیَ الرجلُ درھماً	پہلے فعل کو کوفیوں کے نزدیک عمل دیا اور دوسرے میں نائب فاعل کی ضمیر مستتر کردی اور مفعول ثانی کو حذف کردیا۔
عمل دوسرے کو دیا اور اس کے لئے نائب فاعل اور مفعول ثانی اسم ظاہر لایا گیا۔ پہلے سے دونوں مفعولوں کو حذف کردیا	اُعْطِیْتُ وَاُعْطِیَہٗ خالدٌ درھماً اعطیتُ واُعطِیَ خالدٌ درھماً	عمل پہلے فعل کردیا۔ اور اس کے دونوں مفعول اسم ظاہر لائے۔ جب کہ دوسرے فعل کے تقاضا کے مطابق نائب فاعل اور مفعول ثانی کیلئے ضمیریں لائیں۔ اور ضمیریں مفعول کی حذف بھی کرسکتے ہیں۔ جیسے دوسری مثال میں ہے۔
١	اعطیتُ واُعطِیَا رجلینِ درھمینِ یا اعطیتُ واُعطِیَا ایاھما الرجلینِ درھمینِ	
پہلے فعل کیلئے فاعل کی ضمیر لائی اور دوسرے کے لئے خالد کو نائب فاعل بنایا	ضَرَبَ وضُرِبَ زیدٌ	پہلے فعل کیلئے زید کو فاعل بنایا اور دوسرے فعل مجہول کیلئے نائب فاعل ضمیر لائی
دوسرے فعل کو عمل دے کر پہلے میں فاعل کیلئے ضمیر لائی اور مفعول ثانی اسم ظاہر لایا۔ کیونکہ افعال قلوب میں سے ہے	حَسِبَنِیْ وحُسِبَ زیدٌ حَاضِراً	پہلے فعل کو عمل دیا اور زید کو اس کا فاعل بنایا اور حاضرا کو مفعول ثانی اور دوسرے فعل کیلئے نائب فاعل کی ضمیر لائی اور مفعول ثانی کو اسم ظاہر لائے
دوسرے فعل کو عمل دیا۔ تو محمود نائب فاعل اور بکرا اور عالما مفعول اول اور ثانی بنے۔ اور پہلے فعل سے دونوں مفعولوں کو حذف کردیا	اَعْلَمْتُ واُعْلِمَ محمودٌ بکراً عالِماً یا اَعْلَمْتُ واُعْلِمَہٗ ایاہُ عالماً محمودٌ بکراً عالماً	اعلمت (یعنی فعل اول) کو عمل دیا اور بکرا عالما اسکے مفعول بنے اور دوسرے فعل مجہول میں نائب فاعل کی ضمیر لائی اور مفعولوں کو حذف کردیا اور اس کے مفعولوں کو ضمیر بھی لایا جاسکتا ہے۔

فصل : مفعول ما لم یسم فاعله و هو کل مفعول حذف فاعله و أقیم هو مقامه نحو ضرب زید و حکمه فی توحید فعله و تثنیته و جمعه و تذکیره و تأنیثه علی قیاس ما عرفت فی الفاعل .

ترجمہ : **فصل :** مفعول ما لم یسم فاعله اور وہ ہر وہ مفعول ہے جس کے فاعل کو حذف کرکے اس مفعول کو اس کے قائم مقام کردیا جائے (یعنی اس کی جگہ کھڑا کردیا جائے) جیسے ضرب زید (زید مارا گیا) اور اس کا حکم اس کے فعل کو واحد، تثنیہ یا جمع اور مذکر و مؤنث لانے میں اس کے قیاس پر ہے جو تو نے فاعل میں جانا۔

سوالات

سوال : فعل مجہول کا تو علم ہوتا ہے، اس کو مجہول کیوں کہا؟

سوال : نائب فاعل کو نائب فاعل کیوں کہتے ہیں؟ نیز اس کا دوسرا نام کیا ہے؟

سوال : کیا فعل مجہول کے فاعل کا معلوم نہ ہونا ضروری ہے؟

سوال : مفعولُ ما لم یُسَمَّ فاعلُہٗ کی ترکیب کریں۔

سوال : فعل معروف سے مجہول بنانے کی دو صورتیں کون سی ہیں؟ ان سے صیغہ کیسے بنے گا؟

سوال : مندرجہ ذیل صیغوں کا مجہول بنائیں

یقول، یدعون، یکتسبن، استخرجوا، اکتبوا، لیقضوا، لترون، لتاتن

سوال : خالی جگہیں پر کریں

فعل معروف	فعل مجہول	فعل معروف	فعل مجہول
غضبت علیهم		ضربت زیدا فی الدار	
غضبت علیک		صلیت فی الدار	
غضبت علیک		کتبت کتابة صحیحة	
ضربت زیدا		ضربت رجلین	
ضربت رجالا		ضربناه	
ضربناهما		ضربنهم	
ضربتک		ضربتاکما	
ضربتاکن		قاتلوکم	
ضربته		ضربتهما	
ضربوهن		اضربه	

فعل معروف	فعل مجہول	فعل معروف	فعل مجہول
نضربک		تضربها	
نضربها		تضربانها	
یضربنی		یضربننا	
نضربهم		نضربهن	
قاتلته		قاتلتمانا	

سوال: فاعل، نائب فاعل میں کس کس کا عمل ہوتا ہے؟ مع مثال واضح کریں۔

سوال: فعل کی قسموں کا نقشہ بنا کر واضح کریں کہ کس قسم میں نائب فاعل کس کو بنائیں گے۔

سوال: مندرجہ ذیل جملوں کی ترکیب کریں۔

واشربوا فی قلوبهم العجل، وما اختلف فیه الا الذین اوتوه، یوتی الحکمة من یشاء، ومن یوت الحکمة فقد اوتی خیرا کثیرا، زین للناس حب الشهوات، زین للذین کفروا الحیاة الدنیا، تبرا الذین اتبعوا من الذین اتبعوا

حل سوالات

سوال: فعل مجہول کا تو علم ہوتا ہے، اس کو مجہول کیوں کہا؟

جواب: فعل کے معروف اور مجہول ہونے کا دار ومدار اس کے فاعل کے معلوم یا نامعلوم ہونے پر ہے۔

ہر فعل فاعل کا تقاضا کرتا ہے۔ اگر فعل کا فاعل معلوم ہو، معلوم سے مراد یہ ہے کہ فاعل اس فعل کے ساتھ ذکر کیا جا سکتا ہو خواہ ظاہر ہو یا ضمیر، تو اس کو فعل معروف کہیں گے۔ اور ایک فعل ایسا ہوتا ہے کہ اس کے ساتھ اس کا فاعل ذکر نہیں کر سکتے، اگرچہ حقیقت میں فاعل موجود ہوتا ہے۔ ایسے فعل کو فعل مجہول کہتے ہیں۔ مثلاً" ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا میں ضَرَبَ فعل معروف ہے کیونکہ اس کا فاعل اسم الجلالہ اس کے ساتھ ذکر کیا جا سکتا ہے۔ اور کبھی فاعل لفظاً" ذکر نہیں ہوتا مگر ذکر کر سکتے ہیں۔ ایسے فعل کو بھی فعل معروف ہی کہیں گے۔ اس صورت میں ضمیر فاعل ماننا پڑتی ہے جیسے خلق الانسان میں انسان کو پیدا کرنے والا اللہ ہے لیکن ذکر نہیں اور ذکر کر بھی سکتے ہیں جیسے خلق اللہ الانسان اس لیے ایسے افعال جن کا فاعل ذکر کر سکتے ہوں، انہیں فعل معروف کہیں گے اور فعل مجہول سے مراد ایسا فعل ہے کہ اس کا فاعل اس فعل کے ساتھ ذکر نہیں کر سکتے اگرچہ حقیقت میں موجود ہوتا ہے جیسے خلق الانسان "انسان پیدا کیا گیا" اب اس کے پیدا کرنے والے کا ذکر نہیں کر سکتے حالانکہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ ہی اس کا پیدا کرنے والا ہے۔ اسی طرح اکل الخبز، شرب الماء وغیرہ۔ فعل مجہول کے بعد مفعول بہ ہوتا ہے مگر یہ مفعول، فاعل کی جگہ آجانے کے باعث مرفوع ہوتا ہے۔ اس طرح پتہ

چلا کہ فعل معروف سے مراد یہ نہیں ہے کہ فعل دکھائی دے اور نہ فعل مجہول سے مراد یہ ہے کہ فعل معلوم ہی نہ ہو، بلکہ ان افعال کے فاعل کے معلوم یا غیر معلوم ہونے پر ان کے معروف و مجہول ہونے کا دار و مدار ہوتا ہے۔

سوال: نائب فاعل کو نائب فاعل کیوں کہتے ہیں؟ نیز اس کا دوسرا نام کیا ہے؟

جواب: نائب فاعل کو نائب فاعل اس لیے کہتے ہیں کہ یہ فاعل کی جگہ واقع ہوتا ہے اور حقیقت میں فاعل نہیں ہوتا بلکہ مفعول بہ ہوتا ہے لیکن فاعل کی جگہ آجانے کے باعث مرفوع ہوتا ہے۔ یعنی فاعل کے نائب کی حیثیت سے ہوتا ہے۔ جو احکام فاعل کے تھے، وہی اس پر جاری ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے اسے نائب فاعل کہہ دیا جاتا ہے۔ اس کا دوسرا نام "مفعولُ مَا لم یُسَمَّ فاعلُہ" ہے۔ یعنی ایسے فعل کا مفعول جس کے فاعل کا نام نہ لیا گیا ہو (ذکر نہ ہو سکتا ہو) اور یہ ہمیشہ فعل مجہول کے بعد واقع ہوتا ہے۔

سوال: کیا فعل مجہول کے فاعل کا معلوم نہ ہونا ضروری ہے؟

جواب: نہیں۔ فعل مجہول کے فاعل کا معلوم ہونا یا نہ ہونا ضروری نہیں ہوتا بلکہ کبھی یہ متکلم اور کبھی مخاطب کو معلوم ہوتا ہے اور کبھی معلوم نہیں ہوتا مثلاً خُلِقَ الانسانُ میں فعل مجہول خُلِقَ کے فاعل کا علم ہے یعنی اللہ نے انسان کو پیدا کیا جبکہ سُرِقَ الحِذَاءُ "جوتا چوری ہو گیا" میں فاعل یعنی چوری کرنے والے کا علم نہیں ہے۔ لہٰذا فعل مجہول کے فاعل کا معلوم یا نامعلوم ہونا ضروری نہیں۔

سوال: مفعول ما لم یسم فاعلہ کی ترکیب کریں۔

جواب: مفعول مضاف، ما موصولہ، لم نافیہ جازمہ، یُسَمَّ فعل مجہول، فَاعِل مضاف، ھاء ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ مل کر نائب فاعل، فعل مجہول اپنے نائب فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ، موصول صلہ مل کر مضاف الیہ۔

سوال: فعل معروف سے مجہول بنانے کی دو صورتیں کون سی ہیں؟ ان سے صیغہ کیسے بنے گا؟

جواب: فعل معروف کو مجہول بنانے کے دو طریقے ہیں:

(۱) فاعل ہی کو نائب فاعل بنایا جائے۔ اس صورت میں صیغہ وہی رہے گا جیسے لَا تَظْلِمُوْنَ ولا تُظْلَمُوْنَ، لم یَلِدْ و لم یُوْلَدْ۔

(۲) فاعل کو حذف کر دیا جائے۔ اس صورت میں فعل مجہول کی نسبت مفعول کی طرف ہوتی ہے۔ مفعول بہ نہ ہو تو مفعول مطلق، جار مجرور یا ظرف بھی نائب فاعل بن جاتے ہیں۔ جیسے خَلَقَ اللہُ الانسانَ سے خُلِقَ الانسانُ یعنی فاعل کو حذف کر دیا اور فعلِ مجہول بنایا گیا۔ اسی طرح نفخ اسرافیلُ فی الصور نفخۃً واحدۃً سے فاعل کو حذف کریں تو نُفِخَ فِی الصورِ نفخۃٌ واحدۃٌ یہاں

نفخةٌ واحدةٌ نائب فاعل بن گیا اور فعل نَفَخَ سے نُفِخَ ہو گیا۔ دخل محمود فی الغرفة سے دُخِل فی الغرفةِ یہاں فی الغرفة جار مجرور نائب فاعل بن گیا اور فعل مجہول ہو گیا۔ دَخَلَ الزوجُ بِهَا سے دُخِلَ بِهَا ۔ اسی طرح خَلَقَ اللّٰهُ المَرْاَةَ سے خُلِقَتِ المَرْاَةُ ہو گیا۔ یعنی فاعل کو حذف کر دیا اور فعل معروف کی جگہ فعل مجہول لے آئے۔ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلاً میں فعل معروف کا استعمال ہوا ہے اس سے فاعل کو حذف کریں تو بنے گا ضُرِبَ مَثَلٌ اور یہ دونوں قرآن پاک میں موجود ہیں متعدد مقامات پر فرمایا ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلاً (دیکھو سورۃ ابراہیم ۲۴) اور ایک جگہ فرمایا یَااَیُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ (سورۃ الحج ۷۳)۔

اس کی ایک مثال واذا قَرَاَ الامامُ القرآنَ سے واذا قُرِئَ القرآنُ ہے تفصیل یہ ہے کہ قرآن پاک میں ہے واذا قُرِئَ القرآنُ فاستمِعُوْا لهٗ واَنصِتُوْا لعلكم ترحمون (الاعرف : ۲۰۴) ترجمہ : "اور جب قرآن پڑھا جائے تو اس کو سنو اور خاموش رہو تاکہ تم پہ رحم کیا جائے" بعض علماء کہتے ہیں کہ یہ آیت خطبے کے بارے میں ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ نماز کے بارے میں نازل ہوئی اس آیت قُرِئَ فعل مجہول ہے اس کی صحیح تفسیر کسی ایسی نص سے ہوگی جس میں جس میں پڑھنے کا ذکر ہو ' پڑھنے والے کا ذکر ہو ' قرآن کا ذکر ہو اور سننے یا خاموش رہنے کا حکم بھی ہو ۔ الحمد للہ ہمیں ایک صحیح حدیث مل گئی جس میں یہ چیزیں موجود ہیں نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ فَاِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا واذا قَرَاَ فَاَنْصِتُوْا (نسائی ج۲ ص ۱۴۲ ابن ماجہ ج۱ ص ۲۷۶ ' مشکوۃ المصابیح ص ۸۱) ترجمہ : "امام کو اس لئے بنایا گیا تاکہ اس کی پیروی کی جائے تو جب وہ اللہ اکبر کہے تو تم اللہ اکبر کہو اور جب وہ قراءت کرے تو تم خاموش ہو جاؤ" قَرَاَ فعل متعدی ہے اس میں ھو ضمیر مستتر کا مرجع الامام ہے اور اس کا مفعول محذوف ہے تقدیر عبارت یہ ہے وَاِذَا قَرَاَ الْاِمَامُ الْقُرْآنَ فَاَنْصِتُوْا ترجمہ : "جب امام قرآن پڑھے تو تم خاموش ہو جاؤ" مذکورہ قاعدہ کے مطابق فاعل کو حذف کر کے مفعول کو اس کی جگہ رکھا تو یوں بنا "وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاَنْصِتُوْا" "اور جب قرآن پڑھا جائے تو تم خاموش رہو" ملاحظہ فرمایا کہ حدیث شریف سے بلا تکلف اس آیت کی تفسیر معلوم ہو گئی ۔ لہٰذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ قرآن و حدیث دونوں ہی مقتدی کو امام کی قراءت کے وقت خاموش رہنے کا حکم دیتے ہیں ۔ اس لئے ہم الحمد للہ اہل القرآن و الحدیث ہیں ۔

سوال : مندرجہ ذیل صیغوں کا مجہول بنائیں

یَقُوْلُ' یَدْعُوْنَ' یَکْتَسِبْنَ' اِسْتَخْرَجُوْا' اُکْتُبُوْا' لِیَقْضُوْا' لَتَرَوُنَّ' لَتَاْتُنَّ

جواب : ان سے بالترتیب فعل مجہول یوں بنیں گے : یُقَالُ' یُدْعَوْنَ' یُکْتَسَبْنَ' اُسْتُخْرِجُوْا' لِتُکْتَبُوْا' لِیُقْضَوْا' لَتُرَوُنَّ' لَتُؤْتَوُنَّ

سوال: خالی جگہیں پر کریں

فعل معروف	فعل مجہول	فعل معروف	فعل مجہول
غضبت علیهم		ضربت زیدا فی الدار	
غضبت علیک		صلیت فی الدار	
غضبت علیک		کتبت کتابة صحیحة	
ضربت زیدا		ضربت رجلین	
ضربت رجالا		ضربناه	
ضربنا هما		ضربنهم	
ضربتک		ضربتا کما	
ضربتا کن		قاتلوکم	
ضربته		ضربتهما	
ضربوهن		اضربه	
نضربک		تضربها	
نضربها		تضربانها	
یضربنی		یضربننا	
نضربهم		نضربهن	
قاتلته		قاتلتمانا	

جواب:

فعل معروف	فعل مجہول	فعل معروف	فعل مجہول
غَضِبْتُ عَلَیْهِمْ	غُضِبَ عَلَیْهِمْ	ضَرَبْتُ زَیْدًا فِی الدارِ	ضُرِبَ زیدٌ فِی الدارِ
غضبتُ عَلَیْکَ	غُضِبَ علیکَ	صلیتُ فی الدارِ	صُلِّیَ فِی الدارِ
غضبتُ علیکِ	غُضِبَ علیکِ	کتبتُ کتابةً صحیحةً	کُتِبَتْ کتابةٌ صحیح
ضربتُ زیدًا	ضُرِبَ زیدٌ	ضربتُ رَجُلَیْنِ	ضُرِبَ رجلانِ
ضربتُ رجالًا	ضُرِبَ رجالٌ	ضَرَبْنَاهُ	ضُرِبَ
ضَرَبْنَا هُمَا	ضُرِبَا	ضَرَبْنَهُمْ	ضُرِبُوْا
ضَرَبْتُکَ	ضُرِبْتَ	ضَرَبْنَا کُمَا	ضُرِبْتُمَا
ضَرَبْتَا کُنَّ	ضُرِبْتُنَّ	قَاتَلُوْکُمْ	قُوْتِلْتُمْ
ضَرَبْتَهُ	ضُرِبَ	ضَرَبْتُهُمَا	ضُرِبَا

فعل معروف	فعل مجهول	فعل معروف	فعل مجهول
ضَرَبُوْهُنَّ	ضُرِبْنَ	اَضْرِبُهٗ	يُضْرَبُ
نَضْرِبُکَ	تُضْرَبُ	تَضْرِبُهَا	تُضْرَبُ
نَضْرِبُهَا	تُضْرَبُ	تَضْرِبَانِهَا	تُضْرَبُ
يَضْرِبُنِيْ	اُضْرَبُ	يَضْرِبْنَنَا	نُضْرَبُ
نَضْرِبُهُمْ	يُضْرَبُوْنَ	نَضْرِبُهُنَّ	يُضْرَبْنَ
قَاتَلْنَهٗ	قُوْتِلَ	قَاتَلْتُمَانَا	قُوْتِلْنَا

سوال: فاعل، نائب فاعل میں کس کس کا عمل ہوتا ہے؟ مع مثال واضح کریں۔

جواب: فاعل کے عامل درج ذیل ہیں۔

فعل معروف جیسے جاءَ زیدٌ

مصدر جیسے اذا جاءَ نصرُ اللّٰہِ

اسم فاعل جیسے اَقائمٌ الزیدانِ

صیغہ مبالغہ جیسے جاء رجلٌ ضَحُوکٌ اَخُوْہُ

اسم تفضیل جیسے ما رایتُ طالِبًا احسَنَ فی یدہ السیفُ من خالدٍ

صفت مشبہ جیسے خالدٌ جمیلٌ کتابُہٗ

اسم منسوب (اگر مُنْتَسِبٌ یا اِنْتَسَبَ کے معنی میں ہو)

جیسے خالدٌ مکیٌّ لباسُہٗ وپاکستانِیَّۃٌ لُغَتُہٗ

بمعنی خالدٌ مُنْتَسِبٌ اِلٰی مکۃَ لِبَاسُہٗ واِلَی الباکستانِ لُغَتُہٗ

اسم فعل جیسے ھیھاتَ بکرٌ

جار مجرور جیسے افِی الدارِ خالدٌ

ظرف جیسے اعندکَ قلمٌ

نائب فاعل کے عامل:

فعل مجہول جیسے ضُرِبَ عَمْرٌو

مصدر جیسے وھم من بعد غَلَبِہِمْ سَیَغْلِبُوْنَ

اسم مفعول جیسے خالد مکتوبٌ درسُہٗ

اسم منسوب (اگر منسُوبٌ یا نُسِبَ کی تاویل ہو)

جیسے خالدٌ مکیٌّ لباسُہٗ

بمعنی خالدٌ منسوبٌ الی مکۃَ لباسُہٗ

سوال: فعل کی قسموں کا نقشہ بنا کر واضح کریں کہ کس قسم میں نائب فاعل کس کو بنائیں گے۔
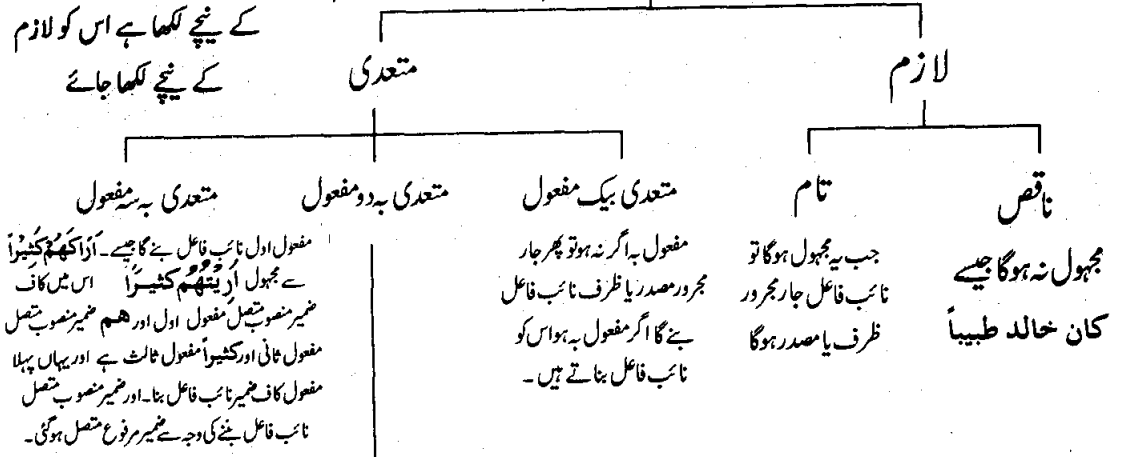
جواب:

سوال: مندرجہ ذیل جملوں کی ترکیب کریں۔

واشربوا فی قلوبهم العجل' وما اختلف فیه الا الذین اوتوه' یوتی الحکمة من یشاء' ومن یوت الحکمة فقد اوتی خیرا کثیرا' زین للناس حب الشهوات' زین للذین کفروا الحیاة الدنیا' تبرا الذین اتبعوا من الذین اتبعوا

جواب: وأُشْرِبُوْا فِی قلوبِهِمُ العِجْلَ: واوَ عاطفه' اشرب فعل مجہول' واوَ ضمیر اس کا نائب فاعل' فی حرف جار' قلوبهم مضاف مضاف الیہ مجرور' العجل مفعول ثانی' جار مجرور مل کر متعلق اشرب فعل مجہول کے' اشرب فعل مجہول اپنے نائب فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

وما اختلفَ فِیهِ الا الذِینَ اُوتُوْہُ: واوَ عاطفه' ما نافیہ' اختلف فعل معروف' فیہ جار مجرور متعلق اختلف فعل کے' الا حرف استثناء' الذین اسم موصول' اوتوا فعل مجہول اور واوَ ضمیر

مرفوع متصل اس کا نائب فاعل، ہا ضمیر منصوب متصل اس کا مفعول ثانی، فعل اوتوا اپنے نائب فاعل اور مفعول ثانی سے مل کر صلہ، موصول صلہ مل کر فاعل اختلف کا، اختلف فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ مستثنیٰ منہ مذکور نہ ہونے کی وجہ سے الا کے مابعد کو ترکیب میں مستثنیٰ نہ کہیں گے۔

یؤتِی الحکمۃَ مَنْ یشاءُ: یؤتی فعل مضارع معروف، ھو ضمیر فاعل، الحکمۃ مفعول بہ ثانی، من موصولہ، یشاء فعل، ھو ضمیر مرفوع متصل اس میں فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ ہو کر صلہ، موصول صلہ مل کر یوتی کا مفعول بہ اول، فعل معروف اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

وَمَنْ یُؤتَ الحکمۃَ فقد اوتِیَ خیرًا کثیرًا: واؤ عاطفہ، من شرطیہ مبتدا، یؤت فعل مجہول، ھو اس میں نائب فاعل، الحکمۃ مفعول ثانی، فعل مجہول اپنے نائب فاعل اور مفعول ثانی سے مل کر جملہ ہو کر شرط، فاء جزائیہ، قد حرف تحقیق، اوتی فعل مجہول، ھو اس میں نائب فاعل، خیرا موصوف، کثیرا صفت، موصوف صفت مل کر مفعول ثانی، فعل مجہول اپنے نائب فاعل اور مفعول ثانی سے مل کر جزاء، شرط جزاء مل کر جملہ شرطیہ ہو کر خبر من کی، مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

زُیِّنَ للناسِ حُبُّ الشھواتِ: زین فعل مجہول، للناس جار مجرور متعلق زین کے، حب مضاف، الشھوات مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ مل کر نائب فعل زین فعل مجہول کا، فعل مجہول اپنے نائب فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

زُیِّنَ لِلَّذِیْنَ کفرُوا الحیَاۃُ الدُّنیا: زین فعل مجہول، لام جارہ، الذین اسم موصول، کفر فعل معروف، واؤ ضمیر اس کا فاعل، فعل فاعل مل کر جملہ فعلیہ ہو کر صلہ، موصول صلہ مل کر مجرور، جار مجرور مل کر متعلق زین فعل مجہول کے، الحیاۃ موصوف، الدنیا صفت، موصوف صفت مل کر نائب فاعل زین فعل مجہول کا، زین فعل مجہول اپنے نائب فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

تَبَرَّأَ الَّذِینَ اتُّبِعُوا مِنَ الَّذِینَ اتَّبَعُوا: تبرا فعل ماضی، الذین اسم موصول، اتبع فعل مجہول، واؤ ضمیر اس کا نائب فاعل، فعل مجہول اپنے نائب فاعل سے مل کر صلہ، موصول صلہ مل کر فاعل تبرا فعل کا، من جارہ، الذین اسم موصول، اتبعوا فعل معروف اور واؤ اس میں فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر صلہ ہوا، موصول صلہ مل کر مجرور، جار مجرور متعلق تبرا فعل کے، تبرا فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

فصل : المبتدأ و الخبر هما اسمان مجردان عن العوامل اللفظية احدهما مسند اليه ويسمى المبتدأ و الثانی مسند به و یسمی الخبر نحو زید قائم و العامل فيهما معنوی وهو الابتداء .

وأصل المبتدأ أن يكون معرفة وأصل الخبر ان یکون نکرة و النكرة اذا وصفت جاز أن تقع مبتدأ نحو قوله تعالى و لعبد مؤمن خير من مشرک و كذا اذا تخصصت بوجه آخر نحو أرجل فى الدار أم امرأة و ما احد خير منک و شر أهر ذا ناب و فی الدار رجل و سلام عليک .

و ان کان احد الاسمين معرفة و الآخر نكرة فاجعل المعرفة مبتدأ و النكرة خبرا البتة کما مر و ان کانا معرفتين فاجعل أيهما شئت مبتدأ و الآخر خبرا نحو الله الهنا و محمد نبينا و آدم أبونا .

ترجمہ : فصل : مبتدا اور خبر وہ دو اسم ہیں جو عوامل لفظیہ سے خالی ہوتے ہیں ان میں سے ایک مسند الیہ ہے جس کا نام مبتدا رکھا جاتا ہے اور دوسرا مسند بہ ہے جس کا نام خبر رکھا جاتا ہے جیسے زید قائم اور عامل ان دونوں میں معنوی ہوتا ہے اور وہ ابتداء ہے

اور اصل مبتدا میں یہ ہے کہ وہ معرفہ ہو اور اصل خبر میں یہ ہے کہ وہ نکرہ ہو اور نکرہ کی صفت لائی جائے تو جائز ہے کہ وہ مبتدا واقع ہوجائے جیسے اللہ تعالیٰ کا قول و لعبد مؤمن خیر من مشرک " اور البتہ مؤمن غلام مشرک سے بہتر ہے "اور اسی طرح جب اس کی کسی اور طریقے سے تخصیص کی جائے جیسے ارجل فی الدار ام امراۃ' ما احد خیر منک' شر اھر ذا ناب' فی الدار رجل اور سلام علیک (ان کے ترجمے یوں ہیں "کیا مرد گھر میں ہے یا عورت' کوئی تجھ سے بہتر نہیں' شر نے کتے کو بھونکوایا ")۔

اور اگر دو اسموں میں سے ایک معرفہ ہو اور دوسرا نکرہ تو تو معرفہ کو مبتدا بنادے اور نکرہ کو خبر لازمی طور پر جیسے کہ گزرا اور اگر دونوں معرفہ ہوں تو جس کو چاہے مبتدا بنادے اور دوسرے کو خبر جیسے اللہ الھنا ' محمد نبینا اور آدم ابونا (ان کے ترجمے یوں ہیں " اللہ ہمارا معبود ہے ' محمد ﷺ ہمارے نبی ہیں ' آدم علیہ السلام ہمارے باپ ہیں ")

سوالات

سوال : مندرجہ ذیل عبارت کی وضاحت کریں :

المبتدا اسم مجرد او بمنزلة مجرد عن العوامل اللفظية او بمنزلته او صفة رافعة للمكتفى به
(یہ تعریف اوضح المسالک سے ماخوذ ہے)

سوال : مبتدا کب مسند الیہ اور کب مسند ہوتا ہے نیز نقشہ بنا کر مبتدا کی اقسام مع امثلہ کے ذکر کریں۔

سوال: عامل معنوی کیا ہے؟

سوال: کتاب میں ذکر کردہ مثالوں میں نکرہ کی تخصیص کی وجہ بیان کریں۔

ولعبد مومن خیر من مشرک ۔ ارجل فی الدار ام امراۃ ۔ ما احد خیر منک ۔ وشر اھر ذا ناب ۔ وفی الدار رجل ۔ سلام علیک ۔

سوال: مندرجہ ذیل جملوں میں مبتدا نکرہ کیوں واقع ہوا ہے؟

ویل لکل ھمزۃ لمزۃ ۔ فی قلوبھم مرض ۔ ولکم فی الارض مستقر ۔ وفی ذلک بلاء من ربکم عظیم ۔ کل لہ قانتون ۔ کل آمن باللہ وملائکتہ ۔ قل قتال فیہ کبیر ۔ قول معروف ومغفرۃ خیر من صدقۃ یتبعھا اذی ۔

سوال: ترکیب کریں: سواء علیکم ادعوتموھم انتم حصامتون ۔ بایکم المفتون ۔ بحسبک درھم ۔ ھل من خالق غیر اللہ ۔ فی قلوبھم مرض ۔ ویل للمطففین ۔ والھکم الہ واحد ۔ اصلاح لھم خیر ۔ للذین یولون من نسائھم تربص اربعۃ اشھر ۔ شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن ۔ ماولاھم عن قبلتھم التی کانوا علیھا ۔ وان تعفوا اقرب للتقوی ۔ ونحن احق بالملک منہ ۔ قول معروف و مغفرۃ خیر من صدقۃ یتبعھا اذی۔

سوال: عبارت کی تشریح کرکے ترکیب کریں

وان کانا معرفتین فاجعل ایھما شئت مبتدا والآخر خبرا ۔

حل سوالات

سوال: مندرجہ ذیل عبارت کی وضاحت کریں:

المبتدأُ اسمٌ مجرَّدٌ اَوْ بِمَنْزِلَۃِ مجردٍ عَنِ العواملِ اللفظیۃِ او بمنزلتِہٖ او صفۃٌ رافعۃٌ للمکتَفِیْ بِہٖ

(یہ تعریف اوضح المسالک سے ماخوذ ہے)

جواب: مبتدا وہ اسم ہے جو عوامل لفظیہ سے خالی ہوتا ہے یا عوامل لفظیہ سے خالی ہونے کے قائم مقام ہوتا ہے۔ یا ایسا صفت کا صیغہ ہوتا ہے جو رفع دینے والا ہو اور اپنے مرفوع سے مل کر جملہ پورا ہو جاتا ہو (اگر جملہ پورا نہ ہو تو مبتدا نہ ہوگا جیسے قَائِمٌ اَبَوَاہُ زیدٌ) بلکہ قائم ابواہ اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر خبر مقدم ہے اور زید مبتدا موخر ہے۔ تقدیر عبارت یوں ہے: محمودٌ عالمٌ اَبَوَاہُ ۔

مبتدا عوامل لفظیہ سے خالی ہوتا ہے۔ اس کی دو صورتیں ہیں:

(ا) جملہ کے دونوں جزء عوامل لفظیہ سے خالی ہوں اس وقت مسند الیہ کو مبتدا اور مسند کو خبر کہیں گے جیسے حامدٌ قائمٌ۔حامد مسند الیہ ہے اور عوامل لفظیہ سے خالی ہے اور مرفوع ہے۔ اس کا عامل معنوی ہے جسے ابتدا کہتے ہیں اور یہ مبتدا کہلاتا ہے۔ مسند الیہ کا معنی ہے "جس کی طرف اسناد کی

گئی" قائم مسند ہے یعنی اسناد کیا ہوا۔ اور یہ بھی عامل لفظی سے خالی ہے' اس کا عامل بھی ابتدا ہے۔ اسے خبر کہتے ہیں۔

(۲) جملے کا پہلا جزء خود عامل لفظی سے خالی ہو اور دوسرے جزء میں عمل کرے اس وقت پہلا جزء مسند ہونے کے باوجود مبتدا کہلائے گا اور دوسرا جزء سد مسد الخبر کہلائے گا جیسے اقائمٌ زیدٌ ہمزہ حرف استفہام' قائم مسند' صیغہ اسم صفت مبتدا' اسے اس لیے مبتدا کہتے ہیں کہ شروع میں ہے' عامل لفظی سے خالی اور مرفوع ہے۔زید مسند الیہ ہے اور صیغہ صفت کے لیے فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے یعنی اس کا عامل صیغہ صفت ہے۔ اسے سَدَّ مَسَدَّ الْخَبَر یعنی خبر کے قائم مقام۔ اسم فاعل مبتدا اپنے فاعل سد مسد الخبر سے مل کر جملہ انشائیہ ہوا۔اس کی مزید وضاحت ان شاء اللہ چند صفحات کے بعد آئے گی۔

(ب) مبتدا کے اوپر اگر عوامل لفظیہ داخل ہو جائیں جیسے اِنَّ' ما' کان وغیرہ تو اس کو مبتدا نہیں کہیں گے بلکہ ان کا اسم کہلائے گا۔ البتہ اگر عوامل زائدہ داخل ہو جائیں تو مبتدا ہی رہے گا۔ عبارت میں مجرد عن العوامل اللفظیة او بمنزلته سے عوامل زائدہ کی طرف اشارہ ہے یعنی ان کے داخل ہونے کے باوجود مبتدا میں عامل معنوی (ابتداء) ہی رہے گا جیسے هَلْ مِنْ خالقٍ غیرُ اللّٰہِ یہاں من زائدہ ہے جو خالق مبتدا پر داخل ہے۔ اسی طرح بِحَسْبِکَ دِرْهَمٌ میں بھی "باء" زائدہ ہے جو حسبک مبتدا پر داخل ہے۔ اسی طرح بِاَیِّکم المفتونُ اور مَنْ لَمْ یستطِعْ فعلیہِ بالصومِ میں باء زائدہ مانتے ہیں البتہ ان دو جملوں میں قدرے تفصیل ہے۔

بایکم المفتون میں (۱) یا تو "باء" زائدہ ہے جو مبتدا پر داخل ہے (۲) یا یہ کہ باء جارہ زائدہ نہیں ہے اور المفتونُ مصدر بمعنی الجنونُ ہے یعنی "تم میں سے کس کو جنون ہے" (۳) یا یہ کہ باء تعدیہ کی ہے اور پورا جملہ پچھلی آیت میں مذکور فعل فَسَتُبْصِرُ وَیُبْصِرُوْنَ کا مفعول بہ ہے۔ اس کی نظیر قرآن مجید میں یہ آیت ہے: لٰکِنِ اللّٰہُ یَشْهَدُ بِمَا اَنْزَلَ اِلَیْکَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ۔ بما میں باء تعدیہ کی ہے اور مابعد کا پورا جملہ یشهد کا مفعول بہ ہے۔

من لم یستطع فعلیہِ بالصومِ ترجمہ:" اور جو نکاح کی طاقت نہ رکھے وہ روزے رکھے" اس میں (۱) عَلَیْہِ خبر مقدم اور الصوم مبتدا موخر ہے اور با زائدہ ہے۔ (۲) یا یہ کہ علیہ اسم فعل ہے اور بِالصومِ جار مجرور اس کے متعلق ہے۔

(ج) المکتفی بہ سے مراد صفت کا ایسا صیغہ جو اپنے مرفوع سے مل کر جملہ پورا ہو جائے یعنی پورا مطلب سمجھا جائے جیسے اَقَائِمٌ سَعِیْدٌ ۔

اور اگر صیغہ صفت اپنے مرفوع سے مل کر جملہ پورا نہ ہوتا ہو تو اس صورت میں صیغہ صفت کو مبتدا

نہیں کہیں گے جیسے اَقَائِمٌ ابواہُ حَامِدٌ حامد مبتدا موخر اور جملہ قائم ابواہ خبر مقدم ہوگی۔

تعریف میں پہلی مرتبہ جو بمنزلتہ آیا ہے' اس سے مراد مصدر موول ہے جیسے اَنْ تَصُوْمُوْا خَیْرٌ لکُمْ۔ سَوَاءٌ عَلَیْنَا اَجَزِعْنَا اَمْ صَبَرْنَا اس کا معنی ہے: مُسْتَوٍ عَلَیْنَا جَزَعُنَا وَصَبْرُنَا ترجمہ : برابر ہے ہمارے اوپر ہمارا بے صبری کرنا اور ہمارا صبر کرنا۔ اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے: یا ایھا الذینَ آمَنُوْا ھَلْ اَدُلُّکُمْ عَلٰی تِجَارَۃٍ تُنْجِیْکُمْ مِنْ عَذَابٍ الیم ○ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ ورسولِہٖ وَتُجَاھِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بِاَمْوَالِکُمْ وانفسِکُمْ معنی ہے: تِلْکَ التِّجَارَۃُ اِیمانُکُمْ بِاللّٰہِ ورسولِہٖ وجھادٌ فی سبیلِہٖ باموالِکُمْ وَاَنْفُسِکُمْ مصدر موول ہے لیکن اَنْ مقدر ہے البتہ اس طرح یہ خبر کی مثال ہے ہاں اگر اس کے بعد خبر محذوف نکالیں تو یہ مبتدا کی مثال ہوگی۔

سوال: مبتدا کب مسند الیہ اور کب مسند ہوتا ہے نیز نقشہ بنا کر مبتدا کی اقسام مع امثلہ کے ذکر کریں۔

جواب: جب جملہ اسمیہ کے دونوں جزء عوامل لفظیہ سے خالی ہوں تو پہلا جزء جو مبتدا کہلاتا ہے' مسند الیہ ہوتا ہے۔

اور جب جملہ کا پہلا جزء تو عامل لفظی سے خالی ہو لیکن دوسرے جزء میں عمل کرے' اس وقت یہ صفت کا صیغہ ہوتا ہے جسے مبتدا کہا جاتا ہے اور یہ مسند ہوتا ہے۔

سواء علیھم ءانذرتھم ام لم تنذرھم ای سواء علیھم انذارک ایاھم اوعدم انذارک ایاھم، سواء علینا اجزعنا ام صبرنا ای سواء علینا جزعنا وصبرنا سواء بمعنی مستوٍ کے ہے ای مستو علینا.
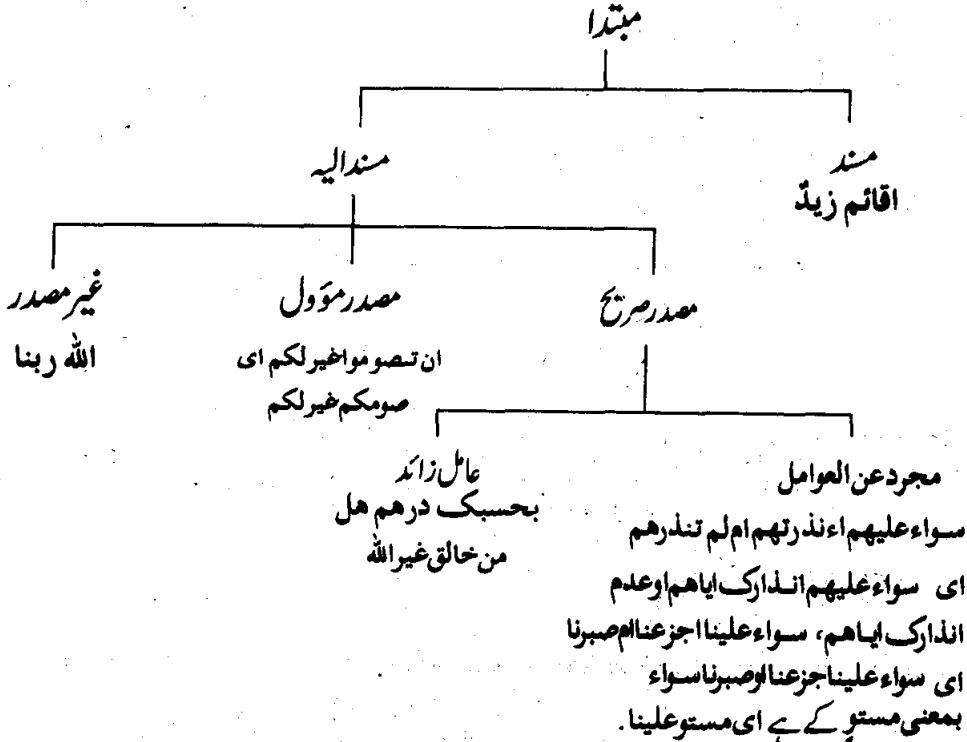
سوال: عامل معنوی کیا ہے؟
جواب: عوامل لفظی کا نہ ہونا عوامل معنوی کہلاتا ہے جیسے زید قائم میں زید عامل معنوی کے سبب مرفوع ہے اور اس عامل معنوی کو ابتداء کہتے ہیں اور یہ عامل (ابتداء) مبتدا کو رفع دیتا ہے اور بعض کے نزدیک خبر کو بھی عامل معنوی ہی رفع دیتا ہے جبکہ دوسرا گروہ مبتدا کو خبر کا عامل ٹھہراتا ہے اور بعض مبتدا خبر میں سے ہر ایک کو دوسرے کا عامل کہتے ہیں۔ گویا ان کے نزدیک عامل معنوی کا وجود نہیں ہے۔

سوال: مبتدا نکرہ کس وقت واقع ہو سکتا ہے مع مثال بتائیں۔ نیز یہ کہ مبتدا عموماً" معرفہ کیوں ہوتا ہے؟
جواب: نکرہ مبتدا ہو سکتا ہے جب اس کی صفت لائی جائے خواہ موصوف صفت ذکر ہو یا حذف ہو۔
موصوف صفت ذکر ہونے کی مثال: ولعبدٌ مومنٌ خیرٌ مِنْ مشرکٍ
یا صفت حذف ہو جیسے: وطائفۃٌ قَدْ اَھَمَّتْھم انفُسُھُمْ ترجمہ: " اور ایک جماعت وہ تھی جن اپنی جانوں کی فکر پڑی ہوئی تھی " تقدیر یوں ہے: وطائفۃٌ منھم قد اَھَمَّتْھُمْ انفسُھُمْ نیز السَّمْن مَنَوَانِ بِدِرْھَمٍ ای مَنَوَانِ مِنْہُ بِدِرْھَمٍ ترجمہ: " گھی دو من ایک درہم کا ہے "۔ اور اگر خواہ موصوف حذف ہو تب بھی نکرہ مبتدا بن سکتا ہے جیسے: سَوْدَاءُ ولودٌ خیرٌ من حَسْنَاءَ عَقِیْمٍ یعنی امراۃٌ سوداءُ ولودٌ خیرٌ من حسناءَ عقیمٍ
موصوف کی طرح مضافً اور مصدر عامل بھی مبتدا واقع ہو سکتے ہیں مضاف کی مثال غلامُ رجلٍ حاضرٌ مصدر عامل کے مبتدا ہونے کی مثال: قل اصلاحٌ لھم خیرٌ ۔اصلاح مصدر ہے اور لھمٌ اس کے متعلق ہے۔ مصدر اپنے متعلق سے مل کر مبتدا ہے اور خیر خبر موخر ہے۔ دوسری مثال قل قتالٌ فِیْہِ کبیرٌ: قتال مصدر اور فیہ اس کے متعلق ہے۔ مصدر اپنے متعلق سے مل کر مبتدا اور کبیر خبر ہے۔
اسی طرح اسم مصغر بھی مبتدا بن سکتا ہے جیسے رُجَیْلٌ خاضرٌ ۔ رجیلٌ برابر ہے رجلٌ صغیرٌ کے۔ اسی طرح نکرہ کی کسی طرح سے تخصیص کرلی جائے تو وہ مبتدا بن سکتا ہے جیسے اَرُجُلٌ حاضرٌ ۔ ما احدٌ خیرٌ منکَ۔ شرٌّ اَھَرَّ ذا نابٍ اور ارجلٌ فی الدارِ ام امراۃٌ۔ فِی الدارِ رجلٌ۔ سلامٌ علیکَ وغیرہ میں نکرہ کی تخصیص ہونے کی وجہ سے مبتدا واقع ہوا ہے۔
مبتدا کو عموما اس لیے معرفہ لایا جاتا ہے کہ اس کی حالت بیان کرنا ہوتی ہے اور حالت عموما جانی پہچانی شے کی بیان کی جاتی ہے۔ یا اگر معرفہ نہ بھی ہو تو کم از کم اس میں کوئی خصوصیت ہو جس کے باعث اس کی حالت بیان کرنے کا فائدہ ہو مثلا ایک شخص نے یہ کہا کہ مسعود بیمار ہے۔ اب مسعود ایک

جانا پہچانا آدمی ہے جو معرفہ ہے جس کے متعلق بیمار ہونے کی خبر دی جا رہی ہے تو مخاطب کو فائدہ ہوا۔ لیکن اگر وہ شخص یوں کہے کہ آدمی بیمار ہے۔ تو اس سے کوئی مخصوص آدمی مراد نہیں۔ اس وجہ سے اس خبر سے مخاطب کو کوئی خاص فائدہ نہیں ہوا۔ لیکن اگر یہ کہا جائے کہ وہ آدمی جو عالم ہے' بیمار ہے تو اس سے کچھ نہ کچھ تخصیص ہو گئی۔ اب پہلے کے مقابلے میں جہالت کم ہو گئی ہے۔ اب یہ مبتدا بن سکتا ہے جیسے رَجُلٌ عَالِمٌ مَرِيْضٌ۔ اس وجہ سے عام طور پر مبتدا معرفہ ہوتا ہے تاکہ اس کے متعلق خبر دینے سے مخاطب کو فائدہ حاصل ہو۔

سوال: کتاب میں ذکر کردہ مثالوں میں نکرہ کی تخصیص کی وجہ بیان کریں۔

ولعبد مومن خير من مشرک - ارجل في الدار ام امراة - ما احد خير منک - وشر اهر ذا ناب - وفي الدار رجل - سلام عليک

جواب: (۱) عبد موصوف ہے' مؤمن صفت ہے۔ اور عبد کو مبتدا بنانا صحیح ہے۔ تخصیص کی وجہ مومن صفت ہے۔

(۲) ارجل فی الدار ام امراۃ: رجل اور امراۃ میں سے کسی ایک کی تعیین کے باعث تخصیص ہو گئی ہے۔ حرف ام کا معنیٰ یہ ہے کہ سائل دونوں میں سے ایک کو غیر متعین طور پر جانتا ہے' صرف تعیین کا سوال کرتا ہے لہٰذا مبتدا بنا کر سوال کرنا درست ہے کیونکہ ہمزہ اور اَمْ وہیں آتے ہیں جہاں متکلم کو تعیین مطلوب ہوتی ہے۔ مخاطب کو معلوم ہو گیا کہ متکلم صرف تعیین کا طلب گار ہے اس لئے یہ کلام اس کے لئے مفید ہو گیا جب کلام مفید ہے تو نکرہ کا مبتدا واقع ہونا درست ہو گیا۔ اَمْ کی مزید بحث حروف کے بیان میں آئے گی ان شاء اللہ تعالیٰ۔ ارجل فی الدار ام امراۃ کی طرح کَمْ رَجُلًا وغیرہ مبتدا بن سکتا ہے کیونکہ اس کے اندر معنیٰ استفہام ہے۔

(۳) مَا اَحَدٌ خَيْرٌ مِنْكَ: اَحَد نکرہ تحت النفی ہونے کی وجہ سے تمام افراد کو شامل ہو گیا ہے۔ اس وقت بات سمجھ آتی ہے لہٰذا اس وقت نکرہ کا مبتدا بننا درست ہے یعنی عموم ہو گیا ہے اور کوئی فرد نہ چھوٹا اور اس میں سارے افراد آ گئے۔ اور نکرہ کو مبتدا بنانا اس وقت درست نہیں ہوتا جب کہ بات سمجھ میں نہ آتی ہو اور یہاں بات سمجھی جا رہی ہے۔

اسی طرح مَا جَاءَنَا مِنْ بَشِيْرٍ وَلَا نَذِيْرٍ ترجمہ: "ہمارے پاس نہیں آیا کوئی خوشخبری سنانے والا اور نہ کوئی ڈرانے والا" اور ما انزل الله على بَشَرٍ مِنْ شَيْءٍ ترجمہ: "اللہ نے کسی انسان پر کچھ نہیں اتارا" ان میں بھی نکرہ تحت النفی ہونے کی وجہ سے عموم پایا جاتا ہے۔ اسی طرح جب لفظ کل نکرہ پر داخل ہو تو مبتدا بن سکتا ہے جیسے کل نفس ذائقة الموتِ۔

مَا احدٌ خيرٌ منک کے اندر ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ ما تو خبر کو نصب دیتا ہے جبکہ یہاں رفع

ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ مثال قبیلہ بنی تمیم کے مطابق ہے ان کے نزدیک مَا عامل نہیں ہے اور احدٌ مبتدا ہے ما کا اسم نہیں ہے۔

(۴) شَرٌّ اَھَرَّ ذَانابٍ اس کی تخصیص دو طرح بیان کی جاتی ہے ایک تو یہ کہ شر کی صفت محذوف ہے اصل میں ہے شَرٌّ عظیمٌ اَھَرَّ ذَا نَابٍ اور نکرہ موصوفہ مبتدا بن سکتا ہے دوسرے یہ کہ اصل میں یوں ہے مَا اَھَرَّ ذَا نابٍ الا شَرٌّ یہاں شر فاعل ہے اس کو مبتدا بنا کر مقدم کر لیا تو شر اھر ذا ناب ہوگیا چونکہ اصل میں یہ فاعل ہے اور فاعل نکرہ بن سکتاہے اس لئے یہ جملہ درست ہے۔ ان میں سے پہلی وجہ زیادہ بہتر ہے کیونکہ یہ ایک مثال ہے اس وقت بولی جاتی ہے جب کوئی معمولی آدمی کسی بڑی بات پر اقدام کرتا ہے مثلا کوئی عام طالب علم مدرسہ کے ناظم سے الجھنے لگے تو یہ جملہ بولا جائے گا اس کا مطلب یہ ہے کہ اس طالب علم کے اندر اتنی جرات کہاں تھی یہ تو کسی کی سازش ہے اس کے پیچھے کسی بڑے کا ہاتھ ہے۔ انسان کے منہ میں جو نوکیلے دانت ہیں ان کو نَاب کہاجاتاہے جس کی جمع اَنیَابٌ ہے تو ذَا نَابٍ کا اصلی معنی ہے کچلیوں والا مگر یہ لفظ بول کر کتا مراد لے لیا جاتاہے۔

(۵) فی الدارِ رجلٌ خبر کو مقدم کرنے کی وجہ سے تخصیص ہوگئی ہے کیونکہ مبتدا کو مؤخر کرنے سے ذہن میں وہی مبتدا آئے گا جو اس خبر کے ساتھ متصف ہو بر خلاف رجل فی الدار کے۔ اس لئے فعل کا فاعل نکرہ ہو سکتا ہے جیسے قَالَ قَائلٌ اور سَاَلَ سَائِلٌ وغیرہ۔

(۶) سلامٌ عَلَیکَ دعاء یا بد دعاء کے موقع پر مبتدا نکرہ ہو سکتاہے دعاء کی مثال تو یہ ہے اور بد دعاء کے وقت نکرہ کے مبتدا ہونے کی مثال ویلٌ لِلْمُطَفِّفِیْنَ ترجمہ:" بربادی ہے ماپ تول میں کمی کرنے والوں کے لئے" ویل نکرہ ہے اور بد دعاء ہونے کی وجہ سے مبتدا بن گیا ہے۔

بعض نحوی کہتے ہیں کہ سلام علیک کا معنی ہے سلامِیْ علیک اور مخاطب اس معنی کو سمجھتا ہے اس لئے اس میں تخصیص آگئی اور اس کا مبتدا واقع ہونا درست ہوگیا جبکہ کچھ اور نحوی کہتے ہیں کہ سلامٌ علیکَ کی اصل ہے سَلَّمتُ سلامًا علیکَ فعل فاعل کو حذف کرکے مفعول مطلق کو مبتدا بنا دیا تاکہ دوام پر دلالت کرے اس بھی سلام سے متکلم ہی کا سلام مراد ہے اور مخاطب اس بات کو سمجھتا ہے اس لئے اس کا مبتدا بن جانا باوجود نکرہ ہونے کے درست ہوگیا۔

فائدہ: لولا کتابٌ مِنَ اللہِ سَبَقَ لَمَسَّکُمْ فِیمَا اَخَذْتُم عذابٌ الیمٌ کے اندر نکرہ مبتدا ہے مگر یہ نکرہ موصوفہ ہے اس کے بعد اس کی صفت ہے اور اس کی خبر محذوف ہے تقدیر یوں ہے لولا کتابٌ من اللہ سبق کائنٌ لمسکم فیما اخذتم فیہ عذابٌ الیمٌ یاد رہے کہ لولا کی مزید بحث ان شاء اللہ چند صفحات کے بعد آئے گی۔

سوال: مندرجہ ذیل جملوں میں مبتدا نکرہ کیوں واقع ہوا ہے؟
ویل لکل ھمزة لمزة - فی قلوبھم مرض - ولکم فی الارض مستقر - وفی ذلک بلاء من ربکم عظیم - کل لہ قانتون - کل آمن باللہ وملائکتہ - قل قتال فیہ کبیر - قول معروف ومغفرة خیر من صدقة یتبعھا اذی -

جواب: وَیلٌ لکلِ ھُمَزَةٍ لُمَزَةٍ: ویل نکرہ ہے اور بد دعا ہونے کی وجہ سے مبتدا بن سکتا ہے اس لیے یہاں ویل مبتدا ہے۔
وفی قلوبھم مَرَضٌ: مرض مبتدا موخر ہے اور فی قلوبھم خبر مقدم۔ جب خبر مقدم ہو اور نکرہ موخر ہو تو اس کا مبتدا بنانا صحیح ہوتا ہے کیونکہ اس میں تخصیص ہو جاتی ہے۔
ولکم فی الارض مستقرٌ: مستقر نکرہ ہے اور خبر سے موخر ہونے کی وجہ سے مبتدا موخر ہے۔ لکم اور فی الارض اس کی خبریں ہیں جو کہ اس پر مقدم ہیں۔
وَفِیْ ذٰلِکَ بلاءٌ مِنْ ربِّکم عظیمٌ: بلاء نکرہ ہے اور اس سے پہلے خبر مقدم ہے۔ خبر سے موخر ہونے کی وجہ سے مبتدا بنانا صحیح ہے۔ اسی طرح یا یہ کہ بلاءٌ موصوف ہے اور عظیمٌ اس کی صفت ہے۔ جب نکرہ موصوف ہو تو اس کو مبتدا بنا سکتے ہیں۔ اور اس صورت میں فی ذٰلک اس کی خبر ہوگی۔ من ربکم جار مجرور متعلق محذوف سے مل کر صفت اولیٰ ہے۔
کُلٌّ لہٗ قَانِتُوْنَ: کل کا مضاف الیہ حذف ہے۔ اصل میں ہے کلھم یہ تنوین مضاف الیہ کا عوض ہے۔ نیز لفظ کل سے تعمیم ہو جاتی ہے اور مخاطب کو یہ بات سمجھ آتی ہے کہ حکم ہر ہر فرد کو شامل ہے اس لیے یہ مبتدا بن سکتا ہے۔ لہٗ جار مجرور قَانِتُوْنَ کا متعلق ہے۔
کُلٌّ آمَنَ باللہِ ومَلاَئِکَتِہٖ: کل مضاف ہے اور اس کا مضاف الیہ (ھم ضمیر) حذف ہے۔ اور یہ حکم ہر ہر فرد کو شامل ہے اس لیے اس کو مبتدا بنا سکتے ہیں۔
قل قتالٌ فِیْہِ کبیرٌ: قتال فیہ مصدر عامل ہے جو اپنے متعلق سے مل کر مبتدا بن رہا ہے۔ اور مصدر عامل مبتدا بن سکتا ہے۔
قولٌ معروفٌ ومغفرةٌ خیرٌ من صدقةٍ: قول نکرہ موصوفہ ہے۔ اور معروف اس کی صفت ہے۔ نکرہ موصوفہ مبتدا بن سکتا ہے۔ اس طرح لفظ مغفرة اگرچہ نکرہ ہے مگر اس کا معطوف علیہ نکرہ موصوفہ ہے اس لیے یہ بھی مسند الیہ (بواسطہ عطف) بن سکتا ہے۔

سوال: ترکیب کریں: سواء علیکم ادعوتموھم انتم صامتون - بایکم المفتون - بحسبک درھم - ھل من خالق غیر اللہ - فی قلوبھم مرض - ویل للمطففین - والھکم الہ واحد - اصلاح لھم خیر - للذین یولون من نسائھم تربص اربعة اشھر - شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن -

ماولا هم عن قبلتهم التی کانوا علیها ۔ وان تعفوا اقرب للتقوی ۔ ونحن احق بالملک منه ۔ قول معروف و مغفرۃ خیر من صدقة یتبعها اذی"

جواب: سَوَاءٌ علیکم اَدَعَوْتُمُوْهُمْ اَمْ اَنْتُمْ صَامِتُوْنَ:

سَوَاءٌ مصدر بمعنی اسم فاعل مُسْتَوٍ کے۔ سواء اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر خبر مقدم۔ ہمزہ برائے استفہام دعوتموهم فعل فاعل اور مفعول بہ مل کر معطوف علیہ۔ اَمْ حرف عطف انتم مبتدا۔ صامتون خبر۔ مبتدا خبر مل کر معطوف۔ معطوف علیہ اور معطوف مل کر بتاویل مصدر مبتدا موخر۔ مبتدا اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

اوپر کی مثال میں ادعوتموهم ام انتم صامتون بتاویل مصدر یعنی (دعوتکم ایاهم او صمتکم) مبتدا موخر ہے۔ اور سواء علیکم بمعنی مستو علیکم خبر مقدم ہے۔

بِاَیِّکُمُ الْمَفْتُوْنُ: با زائدہ ای مضاف' کم ضمیر مضاف الیہ۔ مضاف مضاف علیہ مل کر مبتدا۔ المفتون خبر۔ مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔

دوسری ترکیب: یا باجارہ ہے اور ایکم مجرور۔ جار مجرور اپنے متعلق سے مل کر خبر مقدم۔ اور المفتون بمعنی الجنون کے ہو کر مبتدا موخر۔ مبتدا اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔

بِحَسْبِکَ دِرْهَمٌ:

باء زائدہ حسب مضاف' کاف ضمیر مضاف الیہ۔ مضاف مضاف الیہ مل کر مبتدا۔ درهم خبر۔ مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

هل من خالقٍ غیرُ اللهِ یَاْتِیْکُمْ بِضِیَاءٍ۔ هل حرف استفہام' من حرف جر زائدہ خالقٍ مبتدا۔ غیرُ الله مضاف مضاف الیہ مل کر صفت مبتدا کی ہے۔ یاتیکم جملہ فعلیہ خبر ہے۔

فی قلوبهم مرضٌ: فی جارہ' قلوب مضاف۔ هم ضمیر مضاف الیہ۔ مضاف مضاف الیہ مل کر مجرور۔ جار مجرور متعلق ثابت کے ہو کر خبر مقدم۔ مرض مبتدا موخر۔ مبتدا موخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ویلٌ للمطفِّفِینَ: ویل مبتدا۔ للمطففین جار مجرور۔ متعلق ثابت کے ہو کر خبر۔ مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ اور اگر ایسا جملہ بد دعا کے لیے ہو تو انشائیہ ہوگا۔

وَالٰهُکُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ: واؤ عاطفہ۔ الٰهکم ۔ مضاف مضاف الیہ۔ مل کر مبتدا۔ اله موصوف۔ واحد صفت۔ موصوف صفت مل کر خبر۔ مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ واحد یہاں صفت ہے' تاکید نہیں کیونکہ تاکید معنوی میں لفظ "واحد" نہیں ہے۔

اصلاحٌ لهم خیرٌ: اصلاح مبتدا۔ لهم جار مجرور متعلق اصلاح کے۔ خیر خبر' مبتدا خبر مل کر

جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِسَائِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ لام جارہ الذین موصولہ۔ یولون فعل با فاعل۔ من نسائهم جار مجرور متعلق فعل کے۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر صلہ۔ موصول صلہ مل کر مجرور۔ جار مجرور متعلق ثابت کے ہو کر خبر مقدم۔ تربص مصدر مضاف۔ اربعة مضاف الیہ مضاف' اشهر مضاف الیہ۔ مضاف مضاف الیہ مل کر مضاف الیہ تربص کا' تربص مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مبتداء موخر۔ مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْآنُ: شهر مضاف۔ رمضان مضاف الیہ۔ مضاف مضاف الیہ مل کر مبتدا۔ الذی موصولہ۔ انزل فعل مجہول۔ فیہ جار مجرور متعلق فعل کے القرآن نائب فاعل۔ فعل مجہول اپنے متعلق اور نائب فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ۔ موصول صلہ مل کر خبر۔ مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

مَا وَلّٰهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِيْ كَانُوْا عَلَيْهَا: ما استفہامیہ مبتدا۔ ولّی فعل۔ ھو ضمیر فاعل۔ ھم ضمیر مفعول بہ۔ عن جارہ۔ قبلة مضاف۔ ھم ضمیر مضاف الیہ۔ مضاف مضاف الیہ مل کر موصوف۔ التی موصولہ۔ کانوا فعل با فاعل علیھا۔ جار مجرور متعلق فعل کے۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر صلہ۔ موصول صلہ مل کر صفت۔ موصوف صفت مل کر مجرور۔ جار مجرور مل کر متعلق فعل ولی کے۔ ولی فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر' مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔

وَاَنْ تَعْفُوْا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى: واؤ عاطفہ۔ ان مصدریہ۔ تعفوا فعل بافاعل۔ فعل بافاعل بتاویل مصدر ہو کر مبتدا۔ اقرب اسم تفضیل' ھو ضمیر اس کا فاعل۔ للتقوی جار مجرور متعلق اقرب کے۔ اقرب اسم تفضیل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر خبر۔ مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

وَنَحْنُ اَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ: واؤ عاطفہ۔ نحن مبتدا۔ احق اسم تفضیل' ھو اس کا فاعل بالملک ۔ جار مجرور متعلق احق اسم تفضیل کے۔ منه جار مجرور متعلق ثانی احق کا۔ احق اسم تفضیل اپنے فاعل اور دونوں متعلقوں سے مل کر خبر۔ مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

قَوْلٌ مَعْرُوْفٌ وَ مَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِنْ صَدَقَةٍ يَتْبَعُهَا اَذًى: قول موصوف۔ معروف صفت۔ موصوف صفت مل کر معطوف علیہ۔ واؤ عاطفہ۔ مغفرة معطوف۔ معطوف معطوف علیہ مل کر مبتدا۔ خیر صیغہ اسم تفضیل ۔ ھو ضمیر اس کا فاعل۔ من جار۔ صدقة موصوف۔ یتبع فعل۔ ھا ضمیر اس کا مفعول بہ' اذیً فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صفت۔ موصوف صفت مل کر مجرور۔ جار مجرور مل کر متعلق خیر کے۔ خیر اسم تفضیل اپنے فاعل اور

متعلق سے مل کر خبر۔ مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

سوال: عبارت کی تشریح کریں:

وان کانا معرفتین فاجعل ایھما شئت مبتدا والآخر خبرا نیز ترکیب کریں۔

جواب: ترجمہ: "اور اگر دونوں (مبتدا اور خبر) معرفہ ہوں تو ان دونوں میں سے جس کو تو چاہے مبتدا بنا دے اور دوسرے کو خبر بنا دے۔"

وضاحت: مصنفؒ فرماتے ہیں کہ اگر مبتداء او خبر دونوں معرفہ ہوں تو جس کو ہم چاہیں مبتدا بنا سکتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس کو ہم عبارت میں پہلے لائیں گے وہی مبتدا ہوگا اور دوسرا خبر ہو جائے گا۔ جیسے اللّٰہُ رَبُّنَا میں لفظ اللہ کو پہلے لے آئے تو یہی مبتدا ہے اور ربنا خبر ہے۔ اسی طرح جب ہم ربنا کو پہلے لائیں گے اور لفظ اللہ کو بعد میں تو ربنا مبتدا ہوگا اور لفظ الجلالہ خبر واقع ہوگی۔ جیسے رَبُّنَا اللّٰہُ ربنا میں رب مضاف ہے جس کی اضافت نا ضمیر جمع متکلم کی طرف ہو رہی ہے۔ اور ضمائر چونکہ معرفہ ہیں اس لیے لفظ رب بھی معرفہ ہے۔ معرفہ کی طرف مضاف ہونے کی وجہ سے۔ اسی طرح محمدٌ ﷺ نَبِیُّنَا ۔ نَبِیُّنَا مُحَمَّدٌ ﷺ۔ آدمُ علیہ السلام اَبُوْنَا ۔ اَبُوْنَا آدمُ علیہ السلام ۔ ان جملوں میں دونوں جز معرفہ ہیں۔ پس جو جز بھی شروع میں ہوگا اسے مبتدا اور جو بعد میں ہوگا اسے خبر کہیں گے۔

ترکیب: وان کَانَا معرِفَتَینِ فَاجْعَلْ اَیَّھُمَا شِئْتَ مبتداً وَالْآخَرَ خَبَراً واوٗ عاطفہ۔ ان شرطیہ۔ کان فعل ناقص، الف ضمیر اسم، معرفتین خبر کان، کان، اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط۔ فاء جزائیہ۔ اجعل فعل امر۔ انت ضمیر مستتر اس کا فاعل۔ اَیّ مضاف۔ ھما ضمیر مضاف الیہ۔ مضاف مضاف الیہ مل کر موصول۔ شاء فعل، تاء ضمیر فاعل ۔ ھا ضمیر محذوف عائد اس کا مفعول بہ (اصل میں تھا ایھما شِئْتَہٗ) فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ، موصول صلہ مل کر معطوف علیہ اول مبتدا ، معطوف علیہ ثانی۔ واوٗ عاطفہ۔ الآخر معطوف پہلے معطوف علیہ کے لئے خبرا معطوف دوسرے معطوف علیہ کے لئے ۔ پہلا معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مفعول بہ اول اور دوسرا معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مفعول بہ ثانی۔ فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر جزاء۔ شرط اپنی جزاء سے مل جملہ شرطیہ ہوا۔

و قد يكون الخبر جملة اسمية نحو زيد أبوه قائم او فعلية نحو زيد قام أبوه او شرطية نحو زيد ان جاء نی فأكرمته أو ظرفية نحو زيد خلفک و عمرو فی الدار و الظرف متعلق بجملة عند الأكثر وهی استقر مثلا تقول زيد فی الدار تقديره زيد استقر فی الدار . و لابد فی الجملة من ضمير يعود الی المبتدأ كالهاء فی ما مر و يجوز حذفه عند وجود قرينة نحو السمن منوان بدرهم و البر الكر بستين درهما و قد يتقدم الخبر علی المبتدأ نحو فی الدار زيد و يجوز للمبتدأ الواحد اخبار كثيرة نحو زيد عالم فاضل عاقل .

و اعلم ان لهم قسما آخر للمبتدأ ليس مسندا اليه و هو صفة وقعت بعد حرف النفی نحو ما قائم زيد او بعد حرف الاستفهام نحو أقائم زيد بشرط ان ترفع تلک الصفة اسما ظاهرا نحو ماقائم الزيدان و اقائم الزيدا ن بخلاف ما قائمان الزيدان .

ترجمہ : اور کبھی خبر جملہ اسمیہ ہوتی ہے جیسے زید ابوہ قائم یا فعلیہ جیسے زید قام ابوہ یا شرطیہ جیسے زید ان جاء نی فاکرمتہ یا ظرفیہ جیسے زید خلفک' عمرو فی الدار اور ظرف اکثر نحویوں کے نزدیک جملے سے متعلق ہوتی ہے اور وہ استقر ہے مثال کے طور پر۔ تو کہے زید فی الدار اس کی اصل ہے زید استقر فی الدار اور ضروری ہے جملے میں کوئی ضمیر جو لوٹے مبتدا کی طرف جیسے ھاء اس مثال میں جو گزری اور جائز ہے اس کو حذف کرنا کسی قرینہ کے پائے جانے کے وقت جیسے السمن منوان بدرھم اور البر الکر بستین درھما اور کبھی خبر مبتدا پر مقدم ہوجاتی ہے جیسے فی الدار زید ۔ اور جائز ہے ایک مبتدا کے لئے کئی خبریں جیسے زید فاضل عالم عاقل

اور جان لے کہ ان کے ہاں مبتدا کی ایک اور قسم ہے جو مسند الیہ نہیں اور وہ صفت ہے جو واقع ہو حرف نفی یا حرف استفہام کے بعد جیسے ماقائم الزیدان اور اقائم الزیدان؟ برخلاف ما قائمان الزیدان کے۔

سوالات

سوال : جملہ کی چار قسمیں کون سی ہیں۔ نیز ہر ایک کو خبر بنا کر مثال دیں۔

سوال : ظرف یا جار مجرور کس کے ساتھ متعلق ہوتے ہیں۔ نیز ظرف لغو اور مستقر کی تعریف کریں۔

سوال : خبر کی باعتبار افراد اور جملہ ہونے کی قسمیں بیان کریں۔ نیز یہ بتائیں کہ رابط صرف ضمیر ہو سکتی ہے یا غیر ضمیر بھی؟

سوال : السمن منوان بدرھم کے اندر ضمیر حذف کیوں مانتے ہیں اور وہ کیا ہے؟

سوال: خبر کی باعتبار تقدیم و تاخیر کے کتنی قسمیں ہیں۔ نیز ان کا نقشہ بنائیں اور مثالیں دیں۔

سوال: عبارت کی وضاحت کریں۔

ویجوز للمبتدا الواحد اخبار کثیرة۔ نحو زید عالم فاضل

نیز زید عالم عاقل۔ زید رجل عالم عاقل کی ترکیب کا فرق ذکر کر کے وجہ بتائیں۔

سوال: مندرجہ ذیل میں خبر کو مقدم و موخر کرنے کا حکم (وجوبی ر جوازی) ذکر کریں اور وجہ بتائیں۔

من فی البیت؟ فی ای غرفة انت؟ کتاب من فقدہ کیف حالک؟ فی البیت مالکہ۔ قارن صفدر۔ اعلم منی اعلم منک۔ اللہ خلق کل شیء۔ ان انت الا نذیر۔ اللہ خالق کل شیء۔ ما من الہ الا اللہ۔ من یکتب اکتب معہ۔ الذی یکتب الدرس فلہ جائزة۔ عندی انک ذکی۔

سوال: اقائم الزیدان کے اندر قائم کو باجود مسند ہونے کے مبتدا کیوں بنایا گیا؟

سوال: صیغہ صفت کو مبتدا بنانے کی شرط ذکر کریں اور یہ بتائیں کہ صیغہ صفت سے کیا مراد ہے؟ نیز اقائمة ھند' اقائمتان الھندان' اقائمات الھندات' اقائمة الھندان' اقائمة الھندات کے اندر صیغہ صفت کا اعراب کیا ہے؟

سوال: مندرجہ ذیل کی ترکیب کریں:

اراغب انت عن آلھتی' احی والداک' افعمیا وان انتما' احاضر طلاب الجامعة

سوال: خبر کب حذف ہوتی ہے؟

سوال: لولا کتاب من اللہ سبق لمسکم فیما اخذتم عذاب عظیم کے اندر تو خبر ذکر ہے۔ کیوں؟

سوال: ارشاد باری تعالیٰ ہے: لولا ارسلت الینا رسولا" فنتبع آیاتک۔ اس کے اندر کچھ بھی حذف نہیں ہے۔ کیوں؟

سوال: مبتدا کو حذف کرنے کے چند مقام مع امثلہ تحریر کریں۔

حل سوالات

سوال: جملہ کی چار قسمیں کون سی ہیں۔ نیز ہر ایک کو خبر بنا کر مثال دیں۔

جواب: جملہ کی چار اقسام یہ ہیں۔(۱) جملہ اسمیہ (۲) جملہ فعلیہ (۳) جملہ شرطیہ (۴) جملہ ظرفیہ

ا۔ جملہ اسمیہ کی مثال جس میں خبر اسم ہے۔ یا خبر جملہ اسمیہ ہے۔ زیدٌ حَاضِرٌ۔ زیدٌ اَبُوْہُ قَائِمٌ پہلی مثال میں زید مبتدا ہے۔ اور حاضر خبر ہے۔ حاضرٌ خبر بھی اسم ہے۔ دوسری مثال میں اَبُوْہُ مبتدا قائمٌ خبر ہے اور یہ جملہ اسمیہ خبر ہے زید مبتدا کی' مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ کبری بن جاتا ہے۔ پہلے کو جملہ اسمیہ خبریہ صغری کہتے ہیں۔

۲۔ مثال جملہ اسمیہ کی جس میں خبر جملہ فعلیہ ہے۔ زیدٌ قَامَ۔ زیدٌ مبتدا' قَامَ فعل اور اس میں ھو

ضمیراس کا فاعل۔ فعل فاعل مل کر جملہ فعلیہ ہو کر خبر۔

۳۔ مثال جملہ اسمیہ جس میں خبر جملہ شرطیہ ہے۔زَیْدٌ اِنْ جَاءَنِیْ اَکْرَمْتُہٗ زید مبتدا ہے اور ان جاء نی اکرمتہ جملہ شرطیہ خبر ہے۔

۴۔ جملہ اسمیہ جس میں خبر جملہ ظرفیہ ہے' کی مثال زید خلفک و عمرو فی الدار ان میں زید مبتدا ہے۔ اور خلفک ظرف ۔ مضاف مضاف الیہ اور فی الدار جار مجرور استقر فعل کے متعلق ہو کر خبر ہے اس طرح خبر جملہ ظرفیہ ہے۔

سوال: ظرف یا جار مجرور کس کے ساتھ متعلق ہوتے ہیں۔ نیز ظرف لغو اور مستقر کی تعریف کریں۔

جواب: ظرف یا جار مجرور اکثر علماء نحو کے نزدیک فعل کے متعلق ہوتے ہیں۔ جیسے عَمْرٌو فی الدارِ میں جار مجرور اِسْتَقَرَّ کے متعلق ہوتا ہے۔ اور استقر فعل اس میں ھو ضمیراس کا فاعل ہے اور فعل فاعل مل کر جملہ فعلیہ ہے۔ اور جار مجرور فعل کے متعلق ہے۔ اسی طرح زید خلفک میں خلفک مضاف مضاف الیہ مل کر ظرف ہے اور یہ بھی استقر وغیرہ فعل کے متعلق ہوتا ہے۔

ظرف لغو: جار مجرور یا ظرف کا متعلق اگر عبارت میں مذکور ہو تو اسے ظرف لغو کہتے ہیں۔ جیسے یعملُ سعیدٌ فی البیتِ میں جار مجرور کا متعلق عبارت میں مذکور ہے۔ یعنی فی البیت جار مجرور یعمل فعل کے متعلق ہے جو مذکور ہے۔ اس کو لغو کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس کے متعلق کو جملے میں مقام مل جاتا ہے ظرف کے بغیر ہی جملہ پورا نظر آتا ہے اس لئے ظرف گویا ایک زائد چیز ہو جاتی ہے۔

ظرف مُسْتَقَرّ :اگر جار مجرور یا ظرف کا متعلق عبارت میں مذکور نہ ہو بلکہ پوشیدہ ہو تو ایسے متعلق کو ظرف مستقر کہتے ہیں۔ جیسے زید فی الدار تو فی الدار جار مجرور کا متعلق محذوف ہے جو اِسْتَقَرَّ وغیرہ ہے اسے ظرف کہتے ہیں کیونکہ مستقر کے معنی قرار پکڑنے والے کے ہیں اور متعلق کے محذوف ہونے کے بعد ظرف ہی جملے میں ایک مقام حاصل کرلیتا ہے یہ خبر یا صفت وغیرہ کی جگہ آتا ہے اس لئے اسے ظرف مُسْتَقِر کہہ دیتے ہیں۔

سوال: خبر کی باعتبار افراد اور جملہ ہونے کی قسمیں بیان کریں۔ نیز یہ بتائیں کہ رابط صرف ضمیر ہو سکتی ہے یا غیر ضمیر بھی؟

جواب: خبر کی اقسام باعتبار افراد اور جملہ کے

جملہ میں رابط کا ضمیر ہونا ہی ضروری نہیں بلکہ کبھی غیر ضمیر بھی رابط ہو سکتا ہے۔

جیسے ان مثالوں سے ظاہر ہے ۱۔ وَلِبَاسُ التقویٰ ذٰلِکَ خیرٌ ۲۔ الحاقۃُ مَا الْحَاقَّۃُ ۳۔ مَنْ کَانَ عَدُوًّا لِلّٰہِ وملائکتہٖ ورُسُلِہٖ وجبریلَ ومیکالَ فَاِنَّ اللّٰہَ عَدُوٌّ للکافرینَ ۔ پہلی مثال میں اسم اشارہ' دوسری مثال میں وہی لفظ مکرر اور تیسری مثال میں رابط مبتدا کو شامل ہے۔ جو کہ الکافرین ہے۔

اور یہ روابط ضمائر نہیں ہیں۔

سوال: اَلسَّمْنُ مَنَوَانِ بدرھمٍ کے اندر ضمیر حذف کیوں مانتے ہیں اور وہ کیا ہے؟

جواب: جملہ اسمیہ میں ایک ایسی ضمیر یا رابط کا ہونا ضروری ہوتا ہے جو مبتدا کی طرف لوٹے۔ اس لیے السمنُ مَنَوَانِ بِدِرْھَمٍ کے اندر بھی خبر منوان بدرھم کے اندر ضمیر ہونی چاہیے جو السمن مبتدا کی طرف لوٹتی ہو۔ لہٰذا منوان کے بعد منه حذف مانتے ہیں اور ضمیر مبتدا کی طرف لوٹتی ہے۔ یہ جملہ اصل میں منڈی میں بیچنے والوں کا ہے جیسے ہمارے ہاں بازاروں میں سبزی بیچنے والے آواز لگاتے ہیں "پیاز پانچ روپے کلو' پیاز پانچ روپے کلو" اسی طرح اس زمانے میں گھی بیچنے والوں نے یوں آواز لگائی ہو گی السمن منوان بدرھم اور گندم فروخت کرنے والوں نے کہا ہوگا اَلْبُرُّ الْکُرُّ بِسِتِّیْنَ دِرْھَمًا نحویوں نے ان جملوں کو سنا تو ان کی ترکیب میں پڑ گئے اور کہنے لگے کہ ان میں رابط محذوف ہے اور وہ ہے منه کیونکہ مقصد تو اس چیز کا مَنْ یا کُرُّ بیچنا ہے جس کا پہلے ذکر ہے۔ من کا باٹ یا پیمانہ بیچنا تو مقصد نہیں ہے باقی من یا کر اہل عرب کے پیمانوں یا وزنوں کے نام ہیں ہمارے ہاں صاع کا پیمانہ مشہور ہے کیونکہ صدقہ فطر کی مقدار نصف صاع گندم ہے شرح جامی ص ۱۰۲ کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ کر بارہ وسق کا ہوتا ہے اور ایک وسق ساٹھ صاع کا اور ایک صاع چار مد کا اور مد اور من ایک برابر ہیں تو دو من کا وزن نصف صاع ہوا۔

خبر

- مفرد
  - جامد: اس میں رابط ضمیر نہ ہوگی۔ مگر یہ کہ مشتق سے تاویل کر لی جائے جیسے زید اسد، اسد جامد ہے۔ بغیر ضمیر کے ہوگا لیکن زید اسد علینا کے اندر ھو ضمیر رابط مانیں گے۔ اسد بمعنیٰ جریء کے ہے۔
  - مشتق: اس کی ضمیر کبھی مستتر ہوگی کبھی ظاہر۔ لیکن جب التباس کا خطرہ ہو تو ظاہر کریں گے جیسے غلام زید ضاربه ھو، (زید کا غلام مارنے والا اس۔ زید کو۔ وہ۔ غلام) بنت زید ضاربته ھی۔ (زید کی بیٹی مارنے والی ہے اس۔ زید کو۔ وہ۔ بیٹی)
- جملہ
  - نفسِ مبتدا (ضمیر مبتدا ہو): یعنی ضمیر شان یا قصہ مبتدا ہو۔ اس وقت جملہ میں کوئی ضمیر نہ ہوگی جیسے ھو اللہ احد، انھا فاطمة قائمة اور مقولی لا الہ الا اللہ۔
  - غیر مبتدا (ضمیر مبتدا نہ ہو): اس وقت رابط ضروری ہے۔ جیسے (۱) زید قام ابوہ اس میں میر لفظوں میں ہے۔ (۲) السمن منوان بدرھم اس میں "منه" ضمیر مقدر ہے۔ تقدیرہ السمن منوان منه بدرھم (۳) لباس التقویٰ ذلک خیر اس میں رابط اسمِ اشارہ ہے۔ (یاد رہے کہ صلحاء کا لباس بھی اسی میں شامل ہے اس کی وجہ سے برائیوں سے حفاظت رہتی ہے) (۴) الحاقة ما الحاقة اس میں وہی لفظ مکرر ہے۔ (۵) من کان عدو اللہ وملائکته وکتبه وجبریل ومیکال فان اللہ عدو للکافرین۔ اس کے اندر (الکافرین) ایسا لفظ ہے، جو مبتدا کو شامل ہے

سوال: خبر کی باعتبار تقدیم و تاخیر کے کتنی قسمیں ہیں۔ نیز ان کا نقشہ بنائیں اور مثالیں دیں۔
جواب: خبر کی تقدیم و تاخیر کے اعتبار سے تین اقسام ہیں جو نقشہ میں بیان کی جاتی ہیں۔

خبر

تقدیم واجب	تاخیر واجب	دونوں صورتیں جائز
(۱) خبر استفہام یا شرط ہو۔ جیسے این خالد؟ بعدای یوم امتحان. (۲) مبتدا میں خبر کی ضمیر ہو۔ جیسے۔ ام علیٰ قلوب اقفالها. (۳) مبتدا نکرہ ہو جیسے فی الدار رجل. (۴) مبتدا ان کے ساتھ جیسے عندی انک عالم (۵) مبتدا الا وغیرہ کے بعد ہو۔ جیسے مالنا الا اتباع احمد.	(۱) خبر الا وغیرہ کے بعد ہو۔ جیسے وما محمد الا رسول. (۲) خبر فعل ہو جیسے زید قام. (۳) مبتدا شرط یا استفہام ہو۔ جیسے من فی البیت؟ غلام من فی الدار؟ من یقم اقم معه، الذی یاتینی فله درهم (۴) مبتدا اور خبر دونوں معرفہ ہوں۔ یا دونوں اسم تفضیل ہوں۔ جیسے اللہ ربنا. افضل منی افضل منک البتہ جب کوئی قرینہ ہو تقدیم خبر جائز جیسے ابوحنیفة ابویوسف، بنونا بنو ابنائنا. ان میں مبتدا موخر خبر مقدم ہے	تقدیم واجب اور تاخیر واجب والی جگہوں کے علاوہ خبر کی تقدیم و تاخیر دونوں جائز ہے۔ جیسے زید قائم ، قائم زید.

سوال: عبارت کی وضاحت کریں۔

ویجوز للمبتدا الواحد اخبار کثیرة۔ نحو زید عالم فاضل

نیز زیدٌ عَالِمٌ عَاقِلٌ۔ زید رجلٌ عالِمٌ عَاقِلٌ کی ترکیب کا فرق ذکر کر کے وجہ بتائیں۔

جواب: عبارت کا ترجمہ: اور ایک مبتدا کے لئے کئی خبروں کا ہونا لانا جائز ہے۔ جیسے زیدٌ عالِمٌ فاضلٌ ۔ زیدٌ عالمٌ عاقلٌ فاضلٌ وغیرہ

ان دونوں مثالوں میں زید مبتدا ہے اور اس کی خبریں عالم' فاضل ہیں۔ دوسری مثال میں زید مبتدا کی تین خبریں ہیں۔ عالم' عاقل' فاضل ۔ اس طرح ایک مبتدا کی کئی خبریں ہو سکتی ہیں۔

ترکیب :زیدٌ عالمٌ عاقلٌ: زید مبتدا۔ عالم خبر اول اور عاقل خبر ثانی۔ مبتدا اپنی دونوں خبروں سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ دوسرا جملہ :زیدٌ رجلٌ عالمٌ عاقلٌ: زید مبتدا۔ رجل موصوف۔ عالم صفت اول۔ عاقل صفت ثانی۔ موصوف اپنی دونوں صفتوں سے مل کر خبر۔ مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

پہلی مثال یعنی زیدٌ عالمٌ عاقلٌ میں زید کو اس لیے مبتدا بنایا کہ معرفہ ہے اور مرفوع ہے اور جملہ کے شروع میں ہے۔ یعنی مبتدا بننے کی ساری شرائط موجود ہیں۔ اور عالم کو خبر اس وجہ سے کہ

یہ اسم صفت ہے جو زید کی حالت کو بیان کر رہی ہے۔ اسے صفت نہیں بنا سکتے کیونکہ صفت اور موصوف میں مطابقت ضروری ہے۔ اور یہاں اگر زید کو عالم کا موصوف کہیں تو زید معرفہ ہے اور عَالِمٌ نکرہ ہے۔ مطابقت نہیں پائی جاتی۔ اس لیے زید کی صفت نہ بنے گی بلکہ خبر ہے۔ اور عاقل کو صفت اور اس سے پہلے عالم کو موصوف اس لیے نہ کہیں گے کہ یہ دونوں اسم صفت ہیں حالانکہ موصوف ہمیشہ اسم ذات ہوتا ہے۔ اور عالم اسم صفت ہے اس لیے موصوف نہیں بن سکتا اس وجہ سے عاقل کو زید کی خبر ثانی مانیں گے۔

دوسری مثال یعنی زیدٌ رجلٌ عالِمٌ عاقِلٌ میں زید مبتدا ہے۔ رجل اسم ذات ہے اور نکرہ ہے۔ اس کے بعد عالم' عاقل بھی نکرہ ہیں۔ اور اسم صفت ہیں۔ رجل اور عالم میں موصوف صفت بننے کی تمام شرائط موجود ہیں۔ یعنی دونوں نکرہ۔ مرفوع' واحد اور مذکر ہیں۔ اسی طرح عاقل کو بھی رجل ہی کی صفت ثانی بنائیں گے۔ کیونکہ اس میں بھی مطابقت پائی جاتی ہے۔ عالم عاقل کو موصوف صفت نہ ہیں گے کیونکہ دونوں اسم صفت ہیں۔ جبکہ موصوف عموماً" اسم ذات ہوتا ہے اس لیے عالم' رجل کی صفت اول اور عاقل صفت ثانی ہے۔

زید عالم عاقل میں اور زید رجل عالم عاقل میں فرق یہ ہے کہ پہلی مثال میں عالم عاقل دونوں زید مبتدا کی خبریں ہیں۔ اور دوسری مثال میں عالم عاقل۔ رجل خبر کی صفتیں ہیں۔ حالانکہ لفظ عالم اور عاقل دیکھنے کے اعتبار سے ایک ہی ہیں مگر موقع محل کے اعتبار سے کبھی خبر اور کبھی صفت بن جاتے ہیں۔

پہلی مثال کے اندر عالم عاقل معرفہ اور ذات کے بعد ہیں اس لیے خبر ہیں کیونکہ معرفہ نکرہ معرفہ کے بعد خبر ہوتا ہے جبکہ دونوں مرفوع ہوں۔ دوسری مثال میں رجل نکرہ کے بعد ہے اور رجل ذات بھی ہے اس لیے یہ دونوں اس کی صفات ہیں کیونکہ نکرہ کی صفت نکرہ ہوتا ہے جبکہ دونوں کا اعراب ایک ہو۔

سوال : مندرجہ ذیل میں خبر کو مقدم و موخر کرنے کا حکم (وجوبی ر جوازی) ذکر کریں اور وجہ بتائیں۔من فی البیت؟ فی ای غرفة انت؟ کتاب من فقده کیف حالک؟ فی البیت مالکه ۔ قارن صفدر ۔ اعلم منی اعلم منک ۔ اللّٰہ خلق کل شیء ۔ ان انت الا نذیر ۔ اللّٰہ خالق کل شیء ۔ ما من الٰہ الا اللّٰہ ۔ من یکتب اکتب معه ۔ الذی یکتب الدرس فله جائزة ۔ عندی انک ذکی۔

جواب : مَنْ فِی الْبَیْتِ؟ مبتدا کلمہ استفہام ہے اس لیے خبر کو موخر کرنا واجب ہے۔ من مبتدا ہے جو اسم استفہام ہے اور فی البیت خبر ہے۔

فِیْ اَیِّ غُرْفَةٍ اَنْتَ؟ خبر مقدم ہے اور انت مبتدا موخر ہے۔ کیونکہ خبر استفہام ہے اور جب خبر استفہام

ہو تو اس کا مقدم کرنا واجب ہوتا ہے۔

كِتَابُ مَنْ فُقِدَ۔ کتاب من مبتدا ہے اور فقد جملہ فعلیہ اس کی خبر ہے۔ مبتدا استفہام ہے اس لیے مقدم لانا واجب ہے اور خبر کو موخر لایا گیا۔

كَيْفَ حَالُكَ؟ کیف خبر مقدم ہے۔ اور حالک مبتدا موخر ہے۔ خبر کو اس لیے مقدم لائے کہ استفہام ہے اور جب خبر استفہام ہو تو اس کا مقدم کرنا واجب ہوتا ہے۔

فِي الْبَيْتِ مَالِكُهُ۔ فی البیت خبر مقدم ہے اور مالکہ مبتدا موخر ہے۔ جب مبتدا معرفہ ہو اور خبر ظرف یا جار مجرور ہو تو خبر کو مقدم لانا جائز ہے۔ اسی جواز کی وجہ سے فی البیت خبر کو مقدم اور مالکہ مبتدا معرفہ کو موخر لایا گیا ہے۔ یعنی یہ قانون جوازا" تھا۔ اس طرح بھی کہہ سکتے تھے مَالِكُهُ فی البیت لیکن چونکہ اس کے اندر اضمار قبل الذکر لفظا" اور رتبۃ لازم آتا ہے اس لیے یہ ناجائز ہوگیا فی البیت مالکہ ہی ضروری ہے۔

قَارِنٌ صَفْدَرٌ: قَارِنٌ اور صَفْدَرٌ دونوں علم ہیں اور معرفہ ہیں۔ جو پہلے آگیا' اسے مبتدا بنا دیں گے البتہ قرینہ موجود ہونے کی صورت میں خبر کو مقدم کرنا جائز ہے جیسے سب جانتے ہیں کہ یہ تو ہو سکتا ہے کہ مولانا عبد القدوس قارن صاحب' (شیخ الحدیث سرفراز خان صاحب) صفدر دامت برکاتہم العالیہ کے قائم مقام ہوں لیکن یہ نہیں کہہ سکتے کہ شیخ صاحب' قارن صاحب کے قائم مقام ہیں یعنی مذکورہ بالا جملہ کو اگر صَفْدَرٌ قَارِنٌ بھی پڑھیں تب بھی قَارِنٌ مبتدا بنے گا اور صَفْدَرٌ خبر ہوگا کیونکہ قرینے سے صَفْدَرٌ کا خبر ہونا ضروری ہے اور اس طرح قرینہ موجود ہوتے ہوئے مبتدا خبر جب معرفہ ہوں تو مبتدا خبر میں سے جس کو چاہیں' پہلے لا سکتے ہیں لیکن یہ جوازی قانون ہے۔ بہتر یہی ہے کہ مبتدا کو پہلے لایا جائے' تاکہ التباس کا شائبہ نہ رہے۔

سوال: أَقَائِمٌ الزیدانِ کے اندر قائمٌ کو باوجود مسند ہونے کے مبتدا کیوں بنایا گیا؟

جواب: یہاں قَائِمٌ مرفوع ہے اور جب اسے مرفوع کہا تو مرفوعات میں سے کوئی نہ کوئی ہوگا تو مرفوعات آٹھ ہیں: (۱) فاعل (۲) نائب فاعل (۳) ان وغیرہ کی خبر (۴) کان وغیرہ کا اسم (۵) خبر (۶) ماولا مشابہ بلیس کا اسم (۷) لائے نفی جنس کی خبر (۸) مبتدا۔ پھر ہم نے دیکھا کہ قائم فاعل نہیں بن سکتا کیونکہ اس سے پہلے فعل نہیں ہے جس کا اسے فاعل بنایا جائے۔ اور نائب فاعل بھی نہیں بن سکتا کیونکہ فعل موجود نہیں۔ اسی طرح ان' کان' ما ولا اور لائے نفی جنس بھی موجود نہیں کہ ان کی وجہ سے مرفوع ہو۔ خبر بھی نہیں بنا سکتے کیونکہ اس صورت میں الزیدانِ کو مبتدا کہنا پڑے گا اور مبتدا خبر میں واحد اور تثنیہ کے لحاظ سے مطابقت ضروری ہوگی اور یہاں الزیدانِ تثنیہ ہے اور اس کی خبر قائم مفرد ہے اور یہ جائز نہیں۔ لہٰذا الزیدانِ کو مبتدا اور قَائِمٌ کو خبر نہیں بنا سکتے۔ اب صرف ایک

صورت باقی رہ گئی ہے کہ قَائِمٌ کو مبتدا بنایا جائے تو اس صورت میں قَائِمٌ صیغہ اسم فاعل مبتدا ہوگا اور الزَّیدانِ اس کا فاعل سد مسد الخبر ہے اور قائمٌ چونکہ عمل فعل کا کرتا ہے تو اس کے بعد الزیدانِ اس کا فاعل ظاہر ہے۔ فاعل ظاہر ہونے کی وجہ سے قائم کو مفرد لانا صحیح ہے جس طرح فعل کا فاعل ظاہر ہو تو فعل ہمیشہ مفرد لایا جاتا ہے جیسے جاء رجل' جاء رجلانِ جاء رجالٌ وغیرہ۔ یہاں بھی الزیدانِ فاعل ہے جس کی وجہ سے اس کا عامل (قَائِمٌ) مفرد ہی لایا گیا۔

رہی یہ بات کہ قَائِمٌ مسند الیہ نہیں تو پھر کیسے مبتدا بنایا گیا تو یہ اعتراض درست نہیں اس لیے کہ مبتدا کے لیے مسند الیہ ہونا ضروری نہیں بلکہ عامل کا معنوی ہونا اور اسم کا مرفوع ہونا ضروری ہوتا ہے اور قائم کے اندر دونوں چیزیں ہیں یعنی عامل معنوی ہے اور اس کے سبب سے مرفوع بھی ہے اس لیے اس کا مبتدا بنانا صحیح ہے۔ ایک اشکال یہ کہ قَائِمٌ مبتدا ہے تو اس کی خبر کیا ہوگی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ الزیدانِ جو قائمٌ کا فاعل ہے' اسی کو خبر کے قائم مقام کر دیا۔ اس لئے اسے خبر نہیں بلکہ سَدَّ مَسَدَّ الْخَبَر کہیں گے۔

قَائِمٌ نکرہ ہے تو پھر اسے کیوں مبتدا بنایا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جب اسم نکرہ میں کسی طرح تخصیص کر لی جائے تو وہ مبتدا بن سکتا ہے اور یہاں اس سے پہلے ہمزہ استفہام کے ہونے کی وجہ سے اس میں تخصیص پائی گئی ہے نیز تخصیص کی شرط مبتدا کی پہلی قسم مسند الیہ کے لیے ہے۔

صفت کا صیغہ دو صورتوں میں ہی مبتدا بن سکتا ہے اس سے پہلے ما نافیہ یا ہمزۂ استفہام ہو اور وہ صفت اسم ظاہر کو رفع دے۔ اور اس وقت صیغہ صفت مسند ہوگا نہ مسند الیہ۔اور یہاں اقائم الزیدان کے اندر مذکورہ بالا دونوں شرائط موجود ہیں لہٰذا قائم مبتدا ہے اور الزیدان اس کا فاعل سد مسد الخبر ہے۔

نفی' استفہام کے دوسرے کلمات مثلاً لیس' غیر' من' متی وغیرہ کے ساتھ صیغہ صفت مبتدا بن سکتا ہے یا نہیں؟ اس کی تفصیلات اوضح المسالک وغیرہ نحو کی کتابوں میں ملاحظہ کی جائیں۔

سوال : صیغہ صفت کو مبتدا بنانے کی شرط ذکر کریں اور یہ بتائیں کہ صیغہ صفت سے کیا مراد ہے؟ نیز اقائمة هند' اقائمتان الهندان' اقائمات الهندات' اقائمة الهندان' اقائمة الهندات کے اندر صیغہ صفت کا اعراب کیا ہے؟

جواب : صیغہ صفت کو مبتدا بنانے کی شرائط دو ہیں (۱) جب اس سے پہلے ما نافیہ یا ہمزۂ استفہام ہو۔ (۲) اور وہ اسم ظاہر (فاعل) کو رفع دے۔جیسے اَقَائِمَةٌ هِندٌ میں ہمزہ حرف استفہام' قائمةٌ صفت صیغہ اسم فاعل ہے اور هندٌ اس کا فاعل ہے۔ قائمة چونکہ اپنے اسم ظاہر (فاعل) هندٌ کو رفع دے رہا ہے اور اس سے پہلے ہمزۂ استفہام بھی ہے اس لیے قائمةٌ کو مبتدا اور هندٌ کو سد مسد الخبر کہیں

گے۔ اسی طرح اقائم الزیدانِ وغیرہ میں بھی۔ اس بحث میں صیغہ صفت سے مراد اسم فاعل' اسم مفعول' صفت مشبہ' اسم مبالغہ' اسم منسوب ہیں البتہ اسم تفضیل مبتدا نہ بن سکے گا۔

اعراب :(۱) اقائمة هند : ہمزہ حرف استفہام مبنی علی الفتح لا محل لہا من الاعراب۔ قائمة مرفوع ہے کیونکہ مبتدا ہے' علامت رفع ضمہ ہے کیونکہ اسم مفرد منصرف صحیح ہے۔ هند مرفوع ہے کیونکہ فاعل سد مسد الخبر ہے' علامت رفع ضمہ ہے کیونکہ اسم مفرد منصرف صحیح ہے۔(۲) اَقائمتانِ هندانِ: ہمزہ استفہام مبنی علی الفتح لا محل لہا من الاعراب۔ قائمتانِ مرفوع ہے کیونکہ خبر ہے' علامت رفع الف ہے کیونکہ ثنی ہے۔ هندانِ مرفوع ہے کیونکہ مبتدا ہے' علامت رفع الف ہے کیونکہ ثنی ہے۔(۳) اقائماتٌ هنداتٌ: ہمزہ استفہام مبنی علی الفتح لا محل لہا من الاعراب۔ قائماتٌ مرفوع ہے کیونکہ خبر ہے' علامت رفع ضمہ ہے کیونکہ جمع مونث سالم ہے۔ هنداتٌ مبتدا موخر ہے۔(۴) اقائمةٌ هندانِ : ہمزہ استفہام مبنی علی الفتح لا محل لہا من الاعراب۔ قائمة مرفوع ہے کیونکہ مبتدا ہے' علامت رفع ضمہ ہے کیونکہ اسم مفردِ منصرف صحیح ہے۔ هندان مرفوع ہے کیونکہ سد مسد الخبر ہے' علامت رفع الف ہے کیونکہ ثنی ہے۔(۵) اقائمةٌ هنداتٌ: ہمزہ استفہام مبنی علی الفتح لا محل لہا من الاعراب۔ قائمةٌ مرفوع ہے کیونکہ مبتدا ہے' علامت رفع ضمہ ہے کیونکہ اسم مفرد منصرف صحیح ہے۔

سوال: مندرجہ ذیل کی ترکیب کریں:

اراغب انت عن آلهتی' احی والداک' افعمیاوان انتما' احاضر طلاب الجامعة

جواب: اراغبٌ اَنْتَ عَنْ آلِهَتِیْ: ہمزہ حرف استفہام' راغب صیغہ اسم فاعل مبتدا' انت ضمیر مرفوع منفصل اس کا فاعل سد مسد الخبر' عن آلهتی جار مجرور متعلق راغب کے۔ اسم فاعل مبتدا اپنے فاعل سد مسد الخبر سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔ بعض علماء انت کو مبتدا موخر اور راغب کو خبر مقدم بتاتے ہیں۔

اَحَیٌّ وَالِدَاکَ: ہمزہ حرف استفہام' حی صفت مشبہ مبتدا' والداک مضاف مضاف الیہ مل کر فاعل سد مسد الخبر' مبتدا اپنے سد مسد الخبر سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔

اَفَعَمْیَاوَانِ اَنْتُمَا : ہمزہ حرف استفہام' فا حرف عطف' عمیاوان صیغہ صفت مشبہ خبر مقدم' انتما مبتدا موخر' مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔

اَحَاضِرٌ طُلَّابُ الْجَامِعَةِ: ہمزہ حرف استفہام' حاضر صیغہ اسم فاعل مبتدا' طلاب الجامعة مضاف مضاف الیہ مل کر اسم فاعل کا فاعل سد مسد الخبر' مبتدا اپنے سد مسد الخبر سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔

سوال: خبر کے حذف ہونے کا مشہور مقام ذکر کریں

جواب : لولا کے بعد جملہ اسمیہ ہو تو خبر حذف مانتے ہیں جیسے لَوْلَا عَلِیٌّ لَهَلَکَ عُمَرُ اصل میں ہے لَوْلَا عَلِیٌّ مَوْجُوْدٌ لَهَلَکَ عُمَرُ لولا کے بعد مبتدا کی خبر عموماً افعال عامہ ہوتی ہے۔ اس لیے حذف کر دیتے ہیں۔ افعال عامہ یہ ہیں۔وُجِدَ۔ حَصَلَ۔ ثَبَتَ۔ کَانَ (تامہ)

اور اگر اس کی خبر افعال عامہ سے نہ ہو بلکہ افعال خاصہ سے ہو تو اس وقت ذکر کریں گے۔ جیسے لولا حامدٌ مسلمٌ لَهَلَکَ قرآن پاک سے مثالیں :

لولا انتم لکنا مؤمنین ترجمہ:" اگر تم نہ ہوتے تو ہم ایمان والے ہوتے " "لو لا ان من اللہ علینا لخسف بنا " ترجمہ : "اگر یہ بات نہ ہوتی کہ اللہ نے ہم پہ احسان کیا ہوتا تو ہمیں دھنسا دیتا" جیسا کہ قارون کو دھنسادیا " " لو لا ان تدارکہ نعمۃ من ربہ لنبذ بالعراء وھو مذموم " اگر اس کو اس کے رب کی رحمت نہ پہنچتی تو اس کو میدان میں ڈال دیا جاتا اس حال میں کہ وہ بدحال ہوتا" ان کے اندر مصدر مؤول مبتدا ہے اور خبر محذوف ہے تقدیر ان کی یہ ہے لو لا انتم موجودون لکنا مؤمنین 'لو لا من اللہ علینا ثابت لخسف بنا 'لو لا تدارک نعمۃ من ربہ ایاہ ثابت لنبذ بالعراء وھو مذموم۔

سوال : لولا کتاب من اللہ سبق لمسکم فیما اخذتم عذاب عظیم (الانفال ۶۸) کے اندر تو خبر ذکر ہے۔ کیوں؟

جواب : سَبَقَ خبر نہیں بلکہ صفت ہے۔ خبر محذوف ہے تقدیر یوں ہے لَوْلَا کِتَابٌ سَابِقٌ مِنَ اللّٰہِ موجودٌ لَمَسَّکُمْ فِیْمَا اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ معنی یہ ہے اگر اللہ کی طرف سے ایک نوشتہ مقدر نہ ہوتا تو تم نے جو بدر کے قیدیوں سے فدیہ لیا اس کی وجہ سے تم پر عذاب آجاتا۔

فائدہ : اسی طرح لَعَمْرُکَ کے بعد خبر محذوف ہوتی ہے۔ اصل یوں ہوتا ہے۔ لعمرک قَسَمِیْ یا لعمرکَ قَسَمِی۔ ارشاد باری ہے لَعَمْرُکَ اِنَّهُمْ لَفِیْ سَکْرَتِهِمْ یَعْمَهُوْنَ (الحجر: ۷۲) ترجمہ:" آپ کی جان کی قسم وہ اپنی مستی میں مدہوش تھے"

سوال : ارشاد باری تعالیٰ ہے : لولا ارسلتَ الینا رسولاً فَنَتَّبِعَ آیاتِکَ۔ ترجمہ :" کیوں نہ اتارا تو نے ہماری طرف کوئی رسول کہ ہم تیری آیات کی پیروی کرتے " اس کے اندر کچھ بھی حذف نہیں ہے۔ کیوں؟

جواب : حذف وہاں ہوگا جہاں پہلے کے نہ ہونے سے دوسرے کی نفی ہو اور اس جگہ لولا تحضیض کے لئے ہے اس کی دوسری مثال ارشاد باری ہے لولا اُنزِلَ علیہِ ملکٌ فیکونَ معہٗ نذیرًا ترجمہ :" کیوں نہ اتارا گیا اس پر کوئی فرشتہ کہ اس کے ساتھ ڈرانے والا ہوتا" اسی وجہ سے اس کے جواب میں جو فاء ہے اس کے بعد ان مقدر ہے۔

سوال: مبتدا کو حذف کرنے کے چند مقام مع امثلہ تحریر کریں۔

جواب: مبتدا کو کئی جگہوں پر حذف کر دیا جاتا ہے مثلاً سوال کے جواب میں یا شرط کے بعد جیسے مَاذَا انزلَ رَبُّکُمْ؟ کے جواب میں قالوا اساطیرُ الاولینَ یہاں اساطیرُ الاولینَ خبر ہے اور اس کا مبتدا ھی محذوف ہے۔ اسی طرح کیف انت کے جواب میں عَلِیلٌ یعنی انا علیل اسی طرح من عمل صالحا فلنفسه اس میں لنفسه خبر ہے اور اس کا مبتدا اَجْرُہٗ ہے یعنی اصل یوں ہے مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَاَجْرُہٗ لِنَفْسِہٖ وَمَنْ اَسَاءَ فَعَلَیْھَا اَیْ وِزْرُہٗ عَلَیْھَا

کبھی خبر کو حذف کرنا جائز ہے جیسے خرجتُ فَاِذَا السَّبُعُ۔ اُکُلُھَا دَائِمٌ وظِلُّها (ای ظِلُّها دائمٌ)

فصل : خبر ان و اخواتها وهی أن و كأن و لكن و ليت و لعل فهذه الحروف تدخل على المبتدأ و الخبر فتنصب المبتدأ و يسمى اسم ان و ترفع الخبر و يسمى خبر ان فخبر ان هو المسند بعد دخولها نحو ان زيدا قائم و حكمه فی كونه مفردا او جملة او معرفة اونكرة كحكم خبر المبتدا .

و لا يجوز تقديم أخبارها على أسمائها الا اذا كان ظرفا نحو ان فی الدار زيدا لمجال التوسع فی الظروف .

فصل : اسم كان وأخواتها و هی صار وأصبح و امسى و أضحى و ظل و بات و راح و آض و عاد و غدا و ما زال و ما برح و ما فتئ و ما انفک و ما دام و ليس فهذه الافعال تدخل أيضا على المبتدأ و الخبر فترفع المبتدأ و يسمى اسم كان و تنصب الخبر و يسمى خبر كان فاسم كان هو المسند اليه بعد دخولها نحو كان زيد قائما .

و يجوز فی الكل تقديم اخبارها على اسمائها نحو كان قائما زيد و على نفس الأفعال أيضا فی التسعة الأول نحو قائما كان زيد و لا يجوز ذلک فی ما فی أوله ما فلا يقال قائما ما زال زيد و فی ليس خلاف و باقی الكلام فی هذه الأفعال يجیء فی القسم الثانی ان شاء الله تعالى .

فصل : اسم ما و لا المشبهتين بليس وهو المسند اليه بعد دخولهما نحو ما زيد قائما و لا رجل افضل منک و يختص لا بالنكرة و يعم ما بالمعرفة و النكرة .

فصل : خبر لا لنفی الجنس و هو المسند بعد دخولها نحو لا رجل قائم .

ترجمہ: ان اور اس جیسے حروف کی خبر اور وہ ان، کان، لکن، لیت اور لعل ہیں تو یہ حروف مبتدا اور خبر پر داخل ہو کر مبتدا کو نصب دیتے ہیں اور نام رکھا جاتا ہے اس کا "ان کا اسم" اور خبر کو رفع دیتے ہیں اور نام رکھا

جاتاہے اس کا "ان کی خبر" تو ان کی خبروہ ہے جو اس کے داخل ہونے کے بعد مسند ہو جیسے ان زیدا قائم اور اس کا حکم اس کے مفرد، جملہ یا معرفہ، نکرہ ہونے میں مبتدا کی خبر کے حکم کی طرح ہے
اور نہیں جائز ہے ان کی خبروں کو ان کے اسموں پر مقدم کرنا مگر جب کہ ظرف ہو جیسے ان فی الدار زیدا ظروف میں گنجائش کے پائے جانے کی وجہ سے۔

فصل: کان اور اس جیسے الفاظ کا اسم اور وہ صار، اصبح، امسی، اضحی، ظل، بات، راح، آض، عاد، غدا، مازال، مابرح، ما فتی، ماانفک، ما دام اور لیس ہیں تو یہ افعل بھی مبتدا اور خبر پر داخل ہوتے ہیں پھر مبتدا کو رفع دیتے ہیں اور نام رکھا جاتاہے اس کا "کان کا اسم" اور نصب دیتے ہیں خبر کو اور نام رکھا جاتا ہے اس کا "کان کی خبر" تو کان کا اسم وہ ہے جو اس کے داخل ہونے کے بعد مسند الیہ ہو جیسے کان زید قائما اور جائز ہے ان سب کے اندر ان کی خبروں کو ان کے اسموں پر مقدم کرنا جیسے کان قائما زید اور خاص ان فعلوں پر بھی پہلے نو میں جیسے قائما کان زید اور نہیں جائز ہے یہ اس میں جس کے شروع میں ما ہو پس نہیں کہا جائے گا قائما ما زال زید اور لیس کے بارے میں اختلاف ہے اور ان افعال کے بارے میں باقی کلام ان شاء اللہ تعالی دوسری قسم میں آئے گا

فصل: اسم ما اور لا کا جو مشابہ ہوں لیس کے اور وہ وہ ہوتا ہے جو ان کے داخل ہونے کے بعد مسند الیہ ہوتا ہے جیسے ما زید قائما اور لا رجل افضل منک اور خاص ہے لا نکرہ کے ساتھ اور عام ہے ما معرفہ اور نکرہ کو۔

فصل: خبر اس لا کی جو جنس کی نفی کے لئے ہو اور وہ وہ ہے جو اس کے داخل ہونے کے بعد مسند بنے جیسے لا رجل قائم

سوالات

سوال: ان وغیرہ کا عمل ذکر کر کے خبر ان اور خبر مبتدا کا فرق ذکر کریں۔ نیز خبر ان کی عربی تعریف بمع ترجمہ ذکر کریں۔

سوال: اسم کان کی تعریف کر کے یہ بتائیں کہ خبر کان کو اسم پر اور فعل ناقص پر مقدم کرنا کب جائز ہے اور کب نہیں؟

سوال: خبر ما ولا مشابہ بلیس اور خبر لائے نفی الجنس کی تعریف کر کے مثالیں دیں۔ نیز لائے نفی جنس اور مشابہ بلیس کا معنوی فرق ذکر کریں۔

سوال: مندرجہ ذیل جملوں پر کان، ان، ما، لا اور لائے نفی جنس داخل کریں۔

۱۔ جاء ابواک ۲۔ ابواہ مومنان ۳۔ ابونا شیخ کبیر ۴۔ انا وانت حاضران ۵۔ انتم ونحن ناجحون ۶۔ المصطفی هو المجتبی ۷۔ غلامی قاض ۸ الهادی صاحبی

حل سوالات

سوال: ان وغیرہ کا عمل ذکر کر کے خبر ان اور خبر مبتدا کا فرق ذکر کریں۔ نیز خبر ان کی عربی تعریف مع ترجمہ ذکر کریں۔

جواب: ان' ان' کان' لکن' لعل' لیت اپنے اسم کو نصب اور خبر کو رفع دیتے ہیں اور یہ چھ حروف مبتدا خبر پر داخل ہوتے ہیں۔ ان کے داخل ہونے کے بعد مبتدا کو اسم ان اور خبر کو خبر ان کہتے ہیں۔ خبر ان اس کے داخل ہونے کے بعد مسند ہوتی ہے اور اسم' مسند الیہ ہوتا ہے۔

مبتدا اور ان کی خبر میں فرق:

ان کی خبر ہمیشہ مسند ہوتی ہے۔ اور مبتدا کی پہلی قسم کی خبر مسند اور دوسری قسم کی خبر مسند الیہ ہوتی ہے اسی لئے اس کو فاعل سد مسد الخبر کہتے ہیں۔

ان کی خبر مفرد' جملہ اور معرفہ' نکرہ ہونے کے اعتبار سے مبتدا کی خبر ہی کی طرح ہوتی ہے۔ البتہ مبتدا کی خبر کو مبتدا پر مقدم کر سکتے ہیں اور یہ تقدیم بعض صورتوں میں واجب اور بعض صورتوں میں جائز ہوتی ہے اور بعض صورتوں میں خبر کی تاخیر واجب ہوتی ہے لیکن ان کی خبر اپنے اسماء سے مقدم نہیں ہوتی مگر ایک صورت میں کہ وہ ظرف ہو جیسے ان فی الدارِ رجلاً

چونکہ ان وغیرہ مبتدا اور خبر پر داخل ہوتے ہیں لہٰذا یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ ان کے داخل ہونے کے بعد مبتدا ان کا اسم بن جاتا ہے' مسند الیہ ہوتا ہے اور منصوب ہوتا ہے جبکہ خبر ان کی خبر کہلاتی ہے۔ اور جس طرح ان کے داخل ہونے سے پہلے تھی' مفرد یا جملہ' نکرہ یا معرفہ' اسی طرح برقرار رہتی ہے البتہ تقدیم و تاخیر کے لحاظ سے فرق پڑ جاتا ہے کہ ان کے آنے کے بعد خبر ان اسم کے بعد ہی ہوتی ہے جبکہ ظرف نہ ہو۔ ظرف کی صورت میں ان کی خبر مقدم ہو سکتی ہے جیسے اِنَّ اِلَیْنَا اِیَابَھُمْ ○ ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا حِسَابَھُمْ ترجمہ: بیشک ہماری طرف ہے ان کو لوٹنا پھر بیشک ہمارے اوپر ہے ان کا حساب"۔

خبر ان کی عربی تعریف مع ترجمہ:

خبر ان ھو المسند بعد دخولھا نحو ان زیدا قائم۔ "ان کی خبر وہ ہے جو ان کے داخل ہونے کے بعد مسند ہوتی ہے جیسے ان زیدا قائم"مسند ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے ذریعے سے دوسرے اسم یعنی مسند الیہ کی وضاحت کی جاتی ہے یا خبر دی جاتی ہے جیسے ان حمیدًا ضاحکٌ۔ حمیدا مسند الیہ ان کا اسم اور ضاحک مسند ان کی خبر ہے۔

سوال: اسم کان کی تعریف کر کے یہ بتائیں کہ خبر کان کو اسم پر اور فعل ناقص پر مقدم کرنا کب جائز ہے اور کب نہیں؟

جواب: اسم کان کی تعریف:

اسم کان هو المسند الیه بعد دخولها نحو کان زید قائما "کان کا اسم وہ ہے اس کے داخل ہونے کے بعد مسند الیہ ہوتا ہے جیسے کان زید قائما۔ کان فعل ناقص، زید اس کا اسم مسند الیہ، قائما کان کی خبر مسند۔ یاد رہے کہ خبر کان کو اسم پر مقدم کرنا جائز ہے۔ اسی طرح کان کے اخوات کے اسماء پر بھی ان کی خبروں کو مقدم کرنا جائز ہے جیسے کان قائمًا زیدٌ ۔ صار غنیًا الفقیرُ وغیرہ۔

خبر کان کو مندرجہ ذیل گیارہ افعال ناقصہ پر مقدم کرنا بھی جائز ہے۔ وہ افعال یہ ہیں: کَانَ، صَارَ، اَصْبَحَ، اَمْسٰی، اَضْحٰی، ظَلَّ، بَاتَ، رَاحَ، آضَ، عَادَ، غَدَا جیسے قائمًا کان زیدٌ ۔ غنیًّا صارالفقیرُ وغیرہ۔ البتہ ان افعال ناقصہ پر خبر مقدم نہیں ہو سکتی جن کے شروع میں ما لگی ہوئی ہو کیونکہ ما فعل ناقص کے عمل کو ماقبل پر جانے سے روک دیتی ہے چنانچہ مازال قائمًا زیدٌ تو کہہ سکتے ہیں لیکن قائمًا مازال زیدٌ کہنا غلط ہے۔ اسی طرح مَا بَرِحَ، مَا فَتِئَ اور ما انفک، ما دام میں بھی خبر ان سے مقدم نہیں لا سکتے البتہ ان کے اسماء پر مقدم کر سکتے ہیں جیسے ما برح قائمًا زیدٌ اور لیس میں اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک خبر کو لیس سے مقدم کرنا جائز ہے اور بعض کے نزدیک ناجائز۔ البتہ اس کے اسم پر مقدم کرنا صحیح ہے جیسے لیس قائمًا زیدٌ۔

سوال: خبر ما ولا مشابہ بلیس اور خبر لائے نفی الجنس کی تعریف کر کے مثالیں دیں۔ نیز لائے نفی جنس اور مشابہ بلیس کا معنوی فرق ذکر کریں۔

جواب: خبر ما ولا المشبھتین بلیس هو المسند بعد دخولهما"

"ما ولا مشابہ بلیس کی خبر وہ ہے جو ان کے داخل ہونے کے بعد مسند الیہ ہوتی ہے۔

جیسے ما زید قائما ما ولا مشابہ بہ لیس کی خبر منصوب ہوتی ہے۔

"خبر لا لنفی الجنس وهو المسند بعد دخولها" نحو لا رجل قائم لائے نفی جنس کی خبر وہ ہے جو اس کے داخل ہونے کے بعد مسند ہوتی ہے۔

جیسے لا رجلَ قائمٌ۔ لا مشابہ بلیس کی خبر منصوب ہوتی ہے مگر لا نفی الجنس کی خبر مرفوع ہوتی ہے۔ جیسے لا رجلَ قائمٌ۔ قائمٌ لا نفی جنس کی خبر ہے اور مرفوع ہے۔ اور لا رجلٌ افضلَ مِنْکَ کے اندر افضل، لا مشابہ بہ بلیس کی خبر ہے اور منصوب ہے۔

لائے نفی جنس اور لا مشابہ بہ لیس کا معنوی فرق

لائے نفی جنس پوری جنس کی نفی کرتا ہے۔ جیسے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے اندر اِلٰهَ اس کا اسم ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ "کوئی بھی معبود نہیں سوائے اللہ کے۔" یعنی اللہ کے سوا ہر ایک کی نفی کر دی۔ اب

یہ نہیں کہہ سکتے کہ کوئی اور بھی خدا ہے۔ کیونکہ لانے پوری جنس کی نفی کر دی ہے۔ اسی طرح لا رجلَ فی الدارِ سے مراد گھر میں کوئی بھی آدمی نہیں۔ یعنی پوری جنس جسے آدمی کہا جا سکتا ہے گھر میں نہیں ہے۔ نہ ایک نہ دو نہ زیادہ۔ اب یہ نہیں کہہ سکتے ہیں لا رجلَ فی الدار بل رجلانِ کیونکہ لائے نفی جنس داخل ہے جبکہ لا مشابہ بہ لیس کبھی جنس کی نفی کے لیے ہوتا ہے اور کبھی وحدت کی نفی کے لیے جیسے لا رجلٌ فی الدار اس کے اندر یہ احتمال بھی ہو سکتا ہے کہ ایک فرد کی نفی ہے' زیادہ کی نہیں۔ اس وقت یوں کہا جا سکتا ہے کہ لا رجلٌ فی الدار بل رجلانِ کہ ایک آدمی تو نہیں بلکہ دو ہیں۔

کبھی نفی جنس کے لئے بھی یہی لا آجاتا ہے جیسے یوم لا بیع فیہ ولا خلة ولا شفاعة کہ قیامت کے دن کوئی خرید و فروخت اور کافروں کے لئے کسی قسم کی شفاعت نہیں ہوگی تو یہاں لا مشابہ بہ لیس لائے نفی جنس کے معنی میں استعمال ہو رہا ہے البتہ جہاں لائے نفی جنس ہوگا وہاں جنس کے ہر ہر فرد سے نفی ہی مراد ہوگی۔

سوال: مندرجہ ذیل جملوں پر کان' ان' ما' لا اور لائے نفی جنس داخل کریں۔

۱۔ جاء ابراک ۲۔ ابواہ مومنان ۳۔ ابونا شیخ کبیر ۴۔ انا وانت حاضران ۵۔ انتم ونحن ناجحون ۶۔ المصطفٰی ھو المجتبٰی ۷۔ غلامی قاض ۸ الھادی صاحبی

جواب: ۱۔ جاء ابواک: جملہ فعلیہ ہے اس پر کان' ان' ما ولا اور لائے نفی جنس داخل نہیں ہوتے کیونکہ یہ صرف جملہ اسمیہ' یعنی مبتدا خبر پر داخل ہوتے ہیں۔

۲۔ ابواہ مومنانِ + کان = کان اَبَوَاہُ مُؤْمِنَيْنِ

ابواہ مومنان + اِنَّ = اِنَّ اَبَوَیْہِ مُؤْمِنَانِ

اَبَوَاہُ مومنانِ + ما مشابہ بلیس = مَا اَبَوَاہُ مومِنَیْنِ

لا مشابہ بلیس صرف نکرہ پر داخل ہوتا ہے اس لیے جملہ ابواہ مؤمنانِ پر داخل نہیں ہوا کیونکہ ابواہ معرفہ ہے۔

ابواہ مومنان + لا لنفی الجنس = ×

لا لنفی الجنس جب معرفہ پر داخل ہو تو کوئی عمل نہیں کرتا۔ لیکن اگر لا داخل کیا تو معرفہ کے بعد ایک اور لا لانا پڑتا ہے۔ اس لیے یہاں بھی لانفی جنس داخل نہیں ہوگا۔

۳۔ ان عوامل کے داخل کرنے سے جملے یوں ہوں گے۔ کَانَ اَبُونَا شیخًا کبیرًا ۔ اِنَّ اَبَانَا شیخٌ کبیرٌ ۔ مَا ابونا شیخًا کبیرًا

لا مشابہ بلیس اور لا نفی جنس داخل نہیں ہوگا کیونکہ معرفہ ہے۔

۴۔ عوامل کے بعد جملے اس طرح ہوں گے کنت انا و انت حَاضِرَیْنِ عطف کے لیے تاکید لائیں گے۔ انی وایاکَ حاضرانِ ۔ ما اَنا و انتَ حاضرَیْنِ

لا مشابہ بلیس اور نفی جنس کا داخل نہیں ہوگا کیونکہ معرفہ ہیں۔

۵ ۔ جواب یوں ہوگا کنتم انتم و نحن ناجحین ضمیر رفع متصل پر عطف کرنے کے لئے ضمیر منفصل سے تاکید کریں گے

انکم وایانا ناجحون۔ ما انتم و نحن ناجحین۔

لا مشابہ بلیس اور نفی جنس داخل نہ ہوگا۔ وجہ اوپر گزر چکی ہے۔

(۶) کان المصطفیٰ هو المجتبیٰ۔ اِن المصطفیٰ هو المجتبیٰ۔

ما المصطفیٰ هو المجتبیٰ۔

لا مشابہ بلیس اور لائے نفی جنس نہیں آ سکتا۔

(۷) کان غُلامِیْ قاضِیًا۔ اِنَّ غُلامِیْ قَاضٍ۔

مَا غلامِیْ قَاضِیًا۔

لا مشابہ بلیس اور لائے نفی جنس نہیں آ سکتا۔

(۸) کَانَ الْهَادِیْ صَاحِبِیْ۔ اِنَّ الهادِیَ صَاحِبِیْ۔

مَا الهادِیْ صَاحِبِیْ

لا مشابہ بلیس اور لائے نفی جنس داخل نہیں ہو سکتے۔

المقصد الثاني في المنصوبات

الأسماء المنصوبة اثنا عشر قسما المفعول المطلق و به و فيه و له و معه و الحال و التمييز و المستثنى و اسم انَ وأخواتها و خبر كان و أخواتها و المنصوب بلا التى لنفى الجنس و خبر ما و لا المشبهتين بليس .

فصل : المفعول المطلق وهو مصدر بمعنى فعل مذكور قبله و يذكر للتأكيد كضربت ضرب أو لبيان النوع نحو جلست جلسة القارئ او لبيان العدد كجلست جلسة أو جلستين أو جلسات و يكون من غير لفظ الفعل المذكور نحو قعدت جلوسا و أنبت نباتا .

و قد يحذف فعله لقيام قرينة جوازا كقولک للقادم خير مقدم أى قدمت قدوما خير مقدم و وجوبا سماعا نحو سقيا و شكرا و حمدا و رعيا اى سقاک الله سقيا و شكرتک شكرا و حمدتک حمدا و رعاک الله رعيا .

دوسرا مقصد منصوبات کے بیان میں

وہ اسم جو منصوب ہوتے ہیں بارہ قسمیں ہیں مفعول مطلق ' مفعول بہ ' مفعول فیہ ' مفعول لہ ' مفعول معہ ' حال ' تمیز ' مستثنیٰ ' ان اور اس جیسے الفاظ کا اسم 'کان اور اس جیسے الفاظ کی خبر اور وہ اسم جو اس لا کی وجہ سے منصوب ہو جو جنس کی نفی کے لئے ہو اور خبر اس ما اور لا کی جو لیس کے مشابہ ہوں

فصل : مفعول مطلق اور وہ مصدر ہے جو اس فعل کے معنی میں ہو جو اس سے پہلے ذکر ہوا ہو اور اس کو ذکر کیا جاتا ہے تاکید کے لئے جیسے ضربت ضربا "میں نے خوب مارا "اور نوع کو بیان کرنے کے لئے جیسے جلست جلسة القاری " میں پڑھنے والے کی طرح بیٹھا " یعنی ادب و احترام سے ۔ یا عدد کو بیان کرنے کے لئے جیسے جسلت جلسة " میں ایک مرتبہ بیٹھا " یا جلست جلستین " میں دو مرتبہ بیٹھا " یا جلست جلسات " میں کئی مرتبہ بیٹھا " ۔ اور کبھی یہ اس ذکر کردہ فعل کے لفظ کے علاوہ سے ہوتا ہے جیسے قعدت جلوسا اور انبت نباتا

اور کبھی حذف کردیا جاتاہے اس کا فعل کسی قرینہ کے قائم ہونے کی وجہ سے جوازا جیسے تیرا کہنا آنے والے کو خیر مقدم یعنی قدمت قدوما خیر مقدم اور وجوبا سماعی طور پر (اہل عرب سے سن کر) جیسے سقیا ' شکرا ' حمدا ' رعیا ' یعنی سقاک الله سقیا اور شکرتک شکرا اور حمدتک حمدا اور رعاک الله رعیا ۔

سوالات

سوال: مفعول مطلق کی تعریف کریں نیز اس کے تین مقاصد ذکر کر کے یہ بتائیں کہ ان کو کیسے حاصل کیا جائے گا مع مثال۔ اور آیا مفعول مطلق غیر مصدر بھی ہو سکتا ہے؟

سوال: خلق اللہ الانسان کی دونوں ترکیبیں ذکر کریں۔

سوال: کیا مصدر ہمیشہ مفعول مطلق ہی شمار ہوتا ہے یا کچھ اور بھی؟ مع مثال ذکر کریں۔

سوال: مفعول مطلق کا عامل کیا کیا ہوتا ہے؟ مع مثال ذکر کریں۔

سوال: مفعول مطلق کا نائب کس کس کو بنا سکتے ہیں۔ معہ مثال ذکر کریں۔

سوال: مفعول مطلق اور مطلق مفعول کا فرق بیان کریں۔

سوال: کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے لئے علم غیب مانتے ہیں اور یہ شرک نہیں اور نہ ہی اس سے نصوص کی مخالفت لازم نہیں آتی کیونکہ ہم اللہ تعالیٰ کے لیے علم غیب مطلق مانتے ہیں اور نبی کریم ﷺ کے لئے مطلق علم غیب مانتے ہیں۔ اس کا کیا حل ہے؟

سوال: مندرجہ ذیل مثالوں کی ترکیب کریں اور اگر ان میں مفعول مطلق ہے تو اس کا مقصد ذکر کریں۔

فقلیلا ما یومنون۔ قال الذین لا یعلمون مثل قولھم۔ یتلونہ حق تلاوتہ۔ یحبونھم کحب اللہ۔ من ذا الذی یقرض اللہ قرضا حسنا۔ اغترف غرفۃ۔ یعرفونہ کما یعرفون ابناء ھم۔ یرونھم مثلیھم رای العین۔ فتقبلھا ربھا بقبول حسن وانبتھا نباتا حسنا۔

سوال: عبارت کی وضاحت کریں: وقد یحذف فعلہ لقیام قرینۃ جوازا کقولک للقادم خیر مقدم۔ ای قدمت قدوما خیر مقدم۔ و وجوبا سماعا" نحو سقیا و شکرا و حمدا و رعیا ای سقاک اللہ سقیا و شکرتک شکرا و حمدتک حمدا و رعاک اللہ رعیا

سوال: کیا سقیا اور رعیا وغیرہ میں فعل یا عامل کو مطلق حذف کریں گے یا کوئی تفصیل ہے؟

سوال: سبحان اللہ، حمدا للہ، تنزیل العزیز الرحیم، تنزیل الکتاب، کتاب اللہ کی اصل کیا ہے اور حذف فعل واجب کیوں ہے؟ نیز بعدا لثمود کی اصل بتائیں اور قرآن کریم سے دلیل ذکر کریں؟

سوال: مفعول مطلق کے عامل کے حذف کرنے کی چند جگہیں مع مثال ذکر کریں۔

حل سوالات

سوال: مفعول مطلق کی تعریف کریں نیز اس کے تین مقاصد ذکر کر کے یہ بتائیں کہ ان کو کیسے حاصل کیا جائے گا مع مثال۔ اور آیا مفعول مطلق غیر مصدر بھی ہو سکتا ہے؟

جواب: المفعول المطلق هو مصدر بمعنى فعل مذكور قبله
"مفعول مطلق وہ مصدر ہے جو اس فعل کے معنی میں ہوتا ہے جو اس سے پہلے مذکور ہوا ہے" جملے میں مفعول مطلق کو لانے کے تین مقاصد ہوتے ہیں
(۱) تاکید کے لیے جیسے ضربت ضربا۔ ضربًا مفعول مطلق ہے جو ضربتُ کے معنی کی تاکید کر رہا ہے۔
(۲) نوع بیان کرنے کے لیے۔ اس کی تین صورتیں ہیں :(الف) فِعْلَة کا وزن ہو جیسے جِلْسَةً۔ جلستُ جِلْسَةَ الْقَارِئِ (ب) مصدر کو مضاف کر دیا جائے جیسے مکرُوا مَکْرَهُمْ (ج) مصدر کی صفت لائی جائے جیسے ضربتُ ضربًا شدیدًا
(۳) بیان عدد کے لیے۔ اس کی بھی تین صورتیں ہیں(الف) فَعْلَةٌ کا وزن لایا جائے یا تائے وحدت لگائی جائے جیسے اصطفاءَةً۔ جلستُ جلسةً (۲) تثنیہ یا جمع لایا جائے جیسے جلستُ جَلْسَتَيْنِ او جَلَسَاتٍ (۳) عدد بڑھایا جائے (یعنی شروع میں اسم عدد لگا دیا جائے) جیسے جَلَسْتُ ثلاثَ جَلَسَاتٍ
کبھی مفعول مطلق غیر مصدر سے یعنی فعل مذکور کے لفظ کے علاوہ بھی آتا ہے جیسے قعدتُ جلوسًا۔ انبتَ نَبَاتًا۔ قعدتُ میں فعل کا مادہ قعد ہے اور جلوسا میں جلس مادہ ہے۔ انبت باب افعال کا فعل ہے جبکہ مصدر یعنی مفعول مطلق باب نصر کا آیا ہوا ہے نَبَتَ يَنْبُتُ نَبَاتًا حالانکہ اَنْبَتَ سے اِنْبَاتًا ہونا چاہئے تھا۔ اسی طرح واللهُ اَنْبَتَكُم من الارضِ نَبَاتًا اور وتبتل اليه تبتيلاً میں نباتا اور تبتيلا مفعول مطلق کے نائب ہیں۔ خلق الله السموات میں السمواتِ کو علامہ ابن حاجب وغیرہ نے مفعول مطلق کہا ہے جیسا کہ اگلے سوال کے جواب میں آئے گا مزید تفصیل اساس المنطق شرح تیسیر المنطق دلیل لمی وانی کی بحث میں ملاحظہ کریں۔

سوال: خلق اللهُ الانسانَ کی دونوں ترکیبیں ذکر کریں۔

جواب: (۱) خلق فعل، الله فاعل، الانسان مفعول مطلق، فعل فاعل اور مفعول مطلق مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔
الانسان کو مفعول مطلق کہنے کی وجہ ابن حاجب اور مغنی اللبیب وغیرہ میں یہ ہے کہ الانسان ہی مفعول مطلق ہے کیونکہ یہ پہلے موجود نہ تھا اس لیے کہ مفعول بہ، فاعل کے فعل سے پہلے موجود ہوتا

ہے اور انسان پہلے موجود نہ تھا۔ اسی طرح خلق اللہ الارضَ یا السموات وغیرہ مفاعیل مطلق ہیں نہ کہ مفعول بہ کیونکہ مفعول بہ پہلے سے موجود ہوتا ہے جس پر فاعل کا فعل واقع ہوتا ہے۔ اس لیے مفعول مطلق کے علاوہ باقی مفاعیل حرف جر کے واسطہ سے ہیں جیسے مفعول بہ، مفعول فیہ، مفعول لہ، مفعول معہ۔ براہ راست مفعول وہ ہے جو فاعل نے کیا ہے اور وہ معنی مصدری ہے۔

سوال: کیا مصدر ہمیشہ مفعول مطلق ہی شمار ہوتا ہے یا کچھ اور بھی؟ مع مثال ذکر کریں۔

جواب: مصدر ہمیشہ مفعول مطلق نہیں ہوتا بلکہ کبھی فاعل، کبھی نائب فاعل، کبھی ظرف، کبھی حال، کبھی مفعول لہ، کبھی مفعول بہ وغیرہ ہوتا ہے۔ غور کرنے سے اور موقع محل کے اعتبار سے اعراب متعین ہوتا ہے جیسے:

فاعل کی مثال	جیسے	اذا جاء نصرُ اللہِ جب آئیگی اللہ کی مدد
مبتدا کی مثال	جیسے	متی نصرُ اللہِ کب ہے اللہ کی مدد
ظرف کی مثال	جیسے	جلستُ قُرْبَ زیدٍ میں زید کے پاس بیٹھا
حال کی مثال	جیسے	یَاْتِیْنَکَ سَعْیًا آئیں گے وہ پرندے دوڑتے ہوئے
مفعول لہ کی مثال	جیسے	ضَرَبْتُہٗ تَاْدِیْبًا میں نے اس کو اصلاح کے لئے مارا
مفعول بہ کی مثال	جیسے	اَحْبَبْتُ حُبَّ الْعِلْمِ علم کی محبت سے میں محبت کرتا ہوں

سوال: مفعول مطلق کا عامل کیا کیا ہوتا ہے؟ مع مثال ذکر کریں۔

جواب: مفعول مطلق کا عامل مندرجہ ذیل چیزیں ہو سکتی ہیں:

(۱) فعل جیسے وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ترجمہ: "اور خوب سلام بھیجو"

(۲) صیغہ صفت جیسے وَالصَّافَّاتِ صَفًّا ترجمہ: "قسم ہے ان فرشتوں کی جو صف باندھ کر کھڑے ہوتے ہیں"

(۳) مصدر جیسے فَاِنَّ جَھَنَّمَ جَزَاؤُکُمْ جزاءً موفورًا ترجمہ: "تو تم سب کی سزا جہنم ہے سزا پوری"

سوال: مفعول مطلق کا نائب کس کس کو بنا سکتے ہیں۔ معہ مثال ذکر کریں۔

جواب: مندرجہ ذیل چیزیں مفعول مطلق کا نائب بن سکتی ہیں۔

۱۔ ضمیر جو فاعل مطلق کی طرف جائے۔ جیسے ارشاد باری ہے فَاِنِّیْ اُعَذِّبُہٗ عذابًا لَا اُعَذِّبُہٗ اَحَدًا مِنَ الْعَالَمِیْنَ۔ "میں اس کو ایسی سزا دوں گا جو جہان والوں میں سے کسی کو نہ دوں گا" پہلی ھاء ضمیر انسان کی طرف لوٹتی ہے۔ جو گزشتہ عبارت سے سمجھ میں آتی ہے۔ اور دوسری جگہ اعذبہ کی ھاء ضمیر عذابا مفعول مطلق کی طرف لوٹتی ہے۔ اسے نائب عن المفعول مطلق کہیں گے۔ ۲۔ اسم اشارہ:۔ جیسے ضربتُہٗ ذٰلکَ الضربَ "میں نے اس کو وہ مار ماری" ۳۔ اسم مصدر:۔ جیسے اغتسلتُ غُسْلًا

"میں خوب نہایا "۴۔ مصدر :۔ دوسرے باب سے ۔ جیسے واللہُ انبتکم من الارض نَبَاتًا " اللہ نے تم کو زمین سے ایک خاص طور پر پیدا کیا وتبتل الیہ تبتیلا اور سب سے قطع کرکے اس کی طرف متوجہ رہو

۵۔ نوع پر دلالت :۔ جیسے رجعتُ القَہْقَرٰی اصلہ (رَجَعْتُ رُجُوْعَ الْقَہْقَرٰی) (القہقری معناہ الٹے پاؤں واپس آنا) الٹے پاؤں واپس آنا واپسی کی ایک قسم ہے جیسے ریل گاڑی کا انجن مشرق کی طرف ہو اور مغرب کی طرف واپس ہونے لگے

۶۔ عدد پر دلالت کرے :۔ جیسے ضربتُ ثلاثَ ضَرَبَاتٍ" میں نے اس کو تین مرتبہ مارا "۷۔ آلہ پر دلالت کرے :۔ جیسے ضربتُہٗ سَوْطًا ۔ (ای ضربتُہٗ بالسوطِ) "میں نے اس کو کوڑا مارا" کوڑا مارنے کا آلہ ہے ۸۔ لفظ کل یا بعض مضاف ہو۔ جیسے فَلَا تَمِیْلُوْا کلَّ المیلِ ۔ "پس تم بالکل ہی نہ جھک جاؤ" ضربتُہٗ بعضَ الضربِ " میں نے اس کو کچھ مارا"۹۔ مصدر کے ہم معنی ہوں ۔ جیسے قعدتُ جلوسًا " میں تسلی سے بیٹھ گیا" شَنَأتُہٗ بُغْضًا "میں نے اس سے خوب دشمنی لی"

۱۰۔ کبھی مفعول مطلق کو حذف کرکے اس کی صفت ذکر کرتے ہیں۔ جیسے

(۱) سِرْتُ اَحْسَنَ السیرِ (میں چلا بہت اچھا)(۲) ضربتُ ضربَ الامیرِ میں نے امیر جیسی مار ماری (۳) آمِنُوْا کما آمَنَ الناسُ (ما مصدریہ ہے)" ایمان لاؤ جیسے ایمان لائے لوگ"

عربی میں ان کا مفہوم بالترتیب یوں ادا کریں گے ۔(۱) سِرْتُ سَیْرًا احسنَ السیرِ (۲) ضربتُ ضربًا کضربِ الامیرِ (۳) آمِنُوْا اِیمَانًا کایمانِ الناسِ

۱۱۔ کبھی اسماء اصوات کو مفعول مطلق کی جگہ رکھ دیتے ہیں جیسے وَیٌ لزیدٍ، آھًا مِنْکَ وَیْحَکَ وغیرہ (رضی ج۱ص۱۱۸)

سوال : مفعول مطلق اور مطلق مفعول کا فرق بیان کریں۔

جواب : مفعول مطلق کا معنی ہے کامل مفعول۔ جبکہ مطلق مفعول سے مراد کوئی مفعول۔ اس میں مفعول بہ، مفعول فیہ، مفعول لہ اور مفعول معہ میں سے ہر ایک کو مطلق مفعول کہہ سکتے ہیں۔ مگر مفعول مطلق کامل مفعول ہے جو معنی مصدری ہے۔

اسی طرح مطلق الشیء اور الشیء المطلق میں کئی فرق ہیں۔ بدائع الفوائد ج ۳ ص ۱۶ میں ۱۰ فرق ذکر ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ مطلق الشیء معمولی سے معمولی چیز کو شامل ہے اور الشیء المطلق کامل کو۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ کو قادر مطلق کہا جاتا ہے۔

مفعول مطلق کے علاوہ مفاعیل، مفعول تو ہیں لیکن کامل نہیں ہیں ان کو بیان کرنے کے لئے حرف جار

کو لانا پڑتا ہے۔ جیسے

مفعول به	مفعول فيه	مفعول له	مفعول معه
باء حرف جر	في حرف جر	لام حرف جر	مع ظرفيه

سوال: کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے لئے علم غیب مانتے ہیں اور یہ شرک نہیں اور نہ ہی اس سے نصوص کی مخالفت لازم نہیں آتی کیونکہ ہم اللہ تعالیٰ کے لیے علم غیب مطلق مانتے ہیں اور نبی کریم ﷺ کے لئے مطلق علم غیب مانتے ہیں۔ اس کا کیا حل ہے؟

جواب: قرآن پاک میں جہاں بھی علم (بصورت مصدر یا فعل یا اسم فاعل) اور غیب کا لفظ اکٹھا آیا ہے صرف اللہ ہی کے لئے آیا ہے مخلوق سے اس کی نفی ہی ہے یہ جو نصوص پیش کرتے ہیں ان میں صرف علم ہے جیسے وَعَلَّمَکَ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ "اور اللہ نے آپ کو سکھایا جو آپ نہیں جانتے تھے" اور جیسے تِلْکَ مِنْ اَنْبَاءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهَا اِلَیْکَ "یہ غیب کی خبروں سے ہے جو ہم آپ کی طرف وحی کرتے ہیں" بعض نصوص میں اظہار علی الغیب یا اطلاع علی الغیب کا ذکر ہے مگر ان کا دعویٰ تو علم غیب ہے جو کچھ نصوص میں ہے وہ ہم مانتے ہیں اور جو یہ کہتے ہیں اس کا کسی نص میں ذکر نہیں بلکہ نصوص قطعیہ میں اس کی نفی ہی پائی جاتی ہے پھر امت کا اس عقیدہ پر اجماع بھی ہے اور غیر اللہ کے لئے علم غیب ماننے والوں پر فقہاء کے کفر کے فتوے بھی ہیں (دیکھئے البحر الرائق ج ۲ ص ۸۸) مزید حوالہ جات کے لئے امام اہل سنت شیخ الحدیث حضرت مولانا سرفراز خان صفدر دامت برکاتہم العالیہ کی کتاب ازالۃ الریب ص ۴۴۳ تا ص ۴۴۶ کا مطالعہ فرمائیں

ان لوگوں کی اس بات کا جواب یہ ہے کہ مطلق الشیء اور الشیء المطلق میں فرق وہاں ہوتا ہے جہاں افراد زیادہ پائے جاتے ہوں جہاں تکثر نہ ہو وہاں ایسی تقسیم قطعاً ناجائز ہے مثلاً شادی شدہ عورت کا شرعاً و عقلاً ایک ہی خاوند ہوتا ہے کیا کوئی باغیرت مرد یہ برداشت کرے گا کہ اس کی بیوی کسی اور مرد کے ساتھ تنہائی میں رہے اور خاوند سے کہے کہ آپ تو میرے زوج مطلق ہیں اور دوسرے مرد میرے مطلق زوج ہیں مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمہ اللہ سے مسجد حرام میں سنا کہ ناظم آباد کراچی میں ایک شخص اپنی بیوی کی بہن کو سینے سے پکڑے چھیڑ رہا تھا اور کہہ رہا تھا یہ میری آدھی بیوی ہے۔ غیر اللہ کے لئے نصوص قطعیہ کے صریحاً خلاف علم غیب کا عقیدہ رکھنے والے بتائیں کہ وہ اس مرد کے فلسفہ کا کیا جواب دیں گے۔ سنیئے اور دل کے کانوں سے سنئے کہ خواص الوہیت جن میں علم غیب بھی ہے صرف اللہ کے ساتھ خاص ہے جیسے خدا کا کوئی شریک نہیں خدا کے سوا کوئی عالم الغیب بھی نہیں کسی مخلوق کے لئے علم غیب عطائی کو ماننے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو الہ بنا دیا جبکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَاسْاَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا قَبْلَکَ مِنْ رُّسُلِنَا اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً یُّعْبَدُوْنَ

(الزخرف : ۴۵) ترجمہ : " اور آپ ان پیغمبروں سے جن کو ہم نے آپ سے پہلے بھیجا ہے پوچھ لیجئے کیا ہم نے خدائے رحمن کے سوا دوسرے معبود ٹھہرائے کہ ان کی عبادت کی جائے "۔ یاد رکھیں کوئی با غیرت مرد کسی کا اپنی بیوی کے لئے مطلق زوج ہونا برداشت نہیں کرتا تو اللہ سے زیادہ باغیرت کون ہے وہ بھی کسی مخلوق کے لئے علم غیب کا عقیدہ عطائی یا مطلق شیء وغیرہ کی تاویل کے ساتھ برداشت نہیں کرتا۔

اگر کوئی یہ کہے کہ ہم بعض نصوص سے علم اور بعض سے غیب لے کر علم غیب مانتے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ تمہارا عقیدہ نصوص قطعیہ کے خلاف ہے۔ تمہاری مثال تو اس شخص کی طرح ہے جو دعوی کرے کہ میرے پاس سو من سونا ہے جبکہ اس کے پاس سو من لوہا ہو اور ایک انگوٹھی سونے کی ہو اور دلیل یوں دے کہ دونوں کو ساتھ رکھ لے پھر لوہے کی طرف اشارہ کرکے کہے سو من اور انگوٹھی کی طرف اشارہ کرکے کہے سونا پھر للکار کر کہے دیکھا میرے پاس سو من سونا موجود ہے۔

ایک دفعہ ایک شخص کو غیر اللہ سے علم غیب کی نفی پر اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کو پیش کیا قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ وہ کہنے لگا کہ علم غیب کے قائلین یہ کہتے ہیں کہ اس سے ذاتی کی نفی ہوتی ہے نہ کہ عطائی کی وہ اس لئے کہ آیت کریمہ کا معنی یہ بنتا ہے کہ اللہ کے سوا ذاتی غیب کوئی نہیں جانتا کیونکہ جس چیز کی مستثنیٰ منہ من فی السموات سے نفی کی گئی ہے اللہ تعالیٰ کے لئے اسی کو ثابت کیا گیا ہے اور اگر من فی السموات سے عطائی علم غیب کی نفی مراد لی جائے تو اللہ کے لئے عطائی علم غیب کو ماننا پڑے گا اور یہ خود کفر ہے۔

اس بات کو سن کر بڑی حیرانگی ہوئی کہ اگر اس سے صرف ذاتی علم غیب کی نفی ہو تو لازم آئے گا کہ زمین و آسمان کی ساری مخلوق کے لئے علم غیب عطائی ثابت ہو صرف انبیاء اولیاء کی تخصیص کس دلیل سے کرتے ہیں دوسری بات یہ کہ اس آیت میں ذاتی عطائی کی تفصیل کے بغیر غیر اللہ سے علم غیب کی نفی کی گئی ہے یہ عطائی کے مدعی ہیں وہ کوئی ایسی محکم دلیل بھی تو پیش کریں جس میں غیر اللہ کے لیے علم اور غیب دونوں کا اثبات ہو صرف دعوے سے تو کچھ ثابت نہیں ہوتا اور یہ کہنا کہ جس چیز کی نفی مستثنیٰ منہ سے ہو الا کے بعد اسی کا تمام قیود کے ساتھ مستثنیٰ کے لئے اثبات کیا جاتا ہے یہ کہنا خود باطل ہے کیونکہ اس طرح تو کہیں استثناء ثابت ہی نہیں ہو سکتا اگر کوئی کہے ماجاء القوم الا زیدا تو اسے کہا جاسکتا ہے کہ جس چیز کی نفی قوم سے ہے اس کا اثبات زید کے لئے نہیں کیا گیا کیونکہ زید اپنے پاؤں کے ساتھ چل کر آیا ہے نہ کہ قوم کے قدموں کے ساتھ اگر کہا جائے " خالد کے سوا کوئی کامیاب نہیں ہوا" کیا اس جملے پر کوئی عاقل یہ اعتراض کرسکتا ہے کہ جس چیز کی دوسروں سے نفی ہے خالد کے لئے اس کا اثبات نہیں ہے خالد اپنے پرچوں میں کامیاب ہوا دوسروں کے پرچوں میں نہیں۔ تو

جیسے ان جملوں کی ایسی وضاحت قابل قبول نہیں اسی طرح اس آیت کریمہ کی ایسی تفسیر جس سے غیر اللہ کے لئے نصوص قطعیہ کے خلاف علم غیب کو مانا جائے قطعا قابل قبول نہیں

سوال: مندرجہ ذیل مثالوں کی ترکیب کریں اور اگر ان میں مفعول مطلق ہے تو اس کا مقصد ذکر کریں۔

فقليلا ما يومنون ۔ قال الذين لا يعلمون مثل قولهم ۔ يتلونه حق تلاوته ۔ يحبونهم كحب الله ۔ من ذا الذى يقرض الله قرضا حسنا ۔ اغترف غرفة ۔ يعرفونه كما يعرفون ابناء هم ۔ يرونهم مثليهم راى العين ۔ فتقبلها ربها بقبول حسن وانبتها نباتا حسنا ۔

جواب: فَقَلِيْلًا مَا يُؤْمِنُوْنَ :فقليلا سے پہلے ایمانا محذوف ہے۔ جملہ یوں ہے۔ فایمانا قلیلا ما یؤمنون ترکیب یوں ہوگی فا عاطفہ ۔ ایمانا موصوف ۔ قلیلا صفت اول ۔ ما صفت ثانی۔ موصوف اپنی دونوں صفتوں سے مل کر مفعول مطلق مقدم ہے۔ یومنون فعل بافاعل ہے۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول مطلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔اس جملہ میں ایمانا قلیلا ما مفعول مطلق نوع کے بیان کے لیے ہے۔

قال الذين لا يعلمُوْنَ مِثْلَ قولِهِمْ: ترکیب یوں ہے قال فعل ۔ الذین موصول۔ لا نافیہ۔ یعلمون فعل بافاعل۔ مثل مضاف۔ قولهم مضاف' مضاف الیہ مل کر مضاف الیہ مثل کا۔ مثل اپنے مضاف الیہ سے مل کر نائب عن المفعول المطلق۔ فعل اپنے فاعل اور نائب عن المفعول المطلق مل کر صلہ۔ موصول صلہ مل کر فاعل قال کا۔ قال فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔یہاں بھی مثل قولهم نائب عن المفعول المطلق بیان نوع کے لیے ہے۔

يَتْلُوْنَهُ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ: یتلون فعل بافاعل۔ هاء ضمیر مفعول بہ۔ حق مضاف۔ تلاوته مضاف۔ مضاف الیہ مل کر مضاف الیہ حق کا حق مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر نائب عن المفعول المطلق۔ فعل' فاعل اور دونوں مفعول مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔اس جملے میں بھی حق تلاوته نائب عن مفعول مطلق نوع کے لیے ہے۔

يُحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ الله: یحبونهم فعل فاعل اور مفعول بہ۔ اس کے بعد حُبًّا مفعول مطلق حذف ہے۔ کاف جارہ۔ حب مصدر مضاف۔ اسم الجلالہ مضاف الیہ۔ مضاف مضاف الیہ مل کر مجرور۔ جار مجرور متعلق ثابتا کے ہو کر صفت۔ موصوف صفت مل کر نائب عن مفعول مطلق۔ فعل اپنے فاعل اور نائب عن مفعول مطلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔اس جملہ میں حبا مفعول مطلق بیان نوع کے لیے ہے۔

مَنْ ذَا الَّذِيْ يقرِضُ الله قرضًا حَسَنًا :من استفہامیہ مبتدا۔ ذا اسم اشارہ موصوف۔ الذی موصول۔ یقرض فعل۔ هو ضمیر فاعل۔ اسم الجلالہ مفعول بہ۔ قرضا موصوف۔ حسنا صفت۔ موصوف صفت مل کر نائب عن المفعول المطلق ۔ فعل اپنے دونوں مفعولوں سے مل کر صلہ موصول

صلہ مل کر صفت۔ موصوف صفت مل کر خبر۔ مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔قرضا" حسنا" میں قرضا" نائب عن مفعول مطلق بیان نوع کے لیے ہے
اِغْتَرَفَ غُرُفَةً: اغترف فعل۔ ھو ضمیر اس میں فاعل غرفة نائب عن مفعول مطلق۔ فعل اپنے فاعل اور نائب عن مفعول مطلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔غرفة نائب عن مفعول مطلق عدد کے بیان کے لیے ہے۔
یَعْرِفُوْنَہٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَاءَھُمْ: یعرفون فعل بافاعل ھاء ضمیر مفعول بہ۔ اس کے بعد مفعول مطلق محذوف ہے جو معرفة ہے۔ معرفة موصوف۔ کاف جارہ۔ ما مصدریہ۔ یعرفون فعل بافاعل۔ ابناء ھم مضاف۔ مضاف الیہ مل کر مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ مل کر بتاویل مصدر مجرور۔ جار مجرور متعلق ثابتا کے ہو کر صفت۔ موصوف صفت مل کر مفعول مطلق۔ فعل فاعل اپنے دونوں مفعولوں سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔یہاں بھی نائب عن مفعول مطلق نوع کے لیے ہے۔
یرونھم مِثْلَیْھِمْ رَایَ الْعَیْنِ :یرون فعل بافاعل۔ ھم ضمیر مفعول بہ۔ مثلیھم مضاف۔ مضاف الیہ مل کر مفعول بہ ثانی۔ رای العین مضاف مضاف الیہ مل کر مفعول مطلق۔ فعل بافاعل اپنے دونوں مفعولوں سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔رای العین مفعول مطلق بیان نوع کے لیے ہے۔
فَتَقَبَّلَھَا رَبُّھَا بقبولٍ حسنٍ و انبتھا نباتًا حسنًا :فاء عاطفہ۔ تقبل فعل۔ ھا ضمیر مفعول بہ۔ ربھا مضاف۔ مضاف الیہ مل کر فاعل۔ بقبول حسن - با جارہ۔ قبول موصوف۔ حسن صفت۔ موصوف صفت مل کر مجرور۔ جار مجرور متعلق فعل کے۔
فعل اپنے فاعل مفعول بہ اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔واؤ عاطفہ۔ انبت فعل۔ ھو ضمیر اس کا فاعل اور ھا ضمیر مفعول بہ نباتا موصوف۔ حسنا صفت۔ موصوف صفت مل کر نائب عن مفعول مطلق۔ فعل اپنے فاعل مفعول بہ اور نائب عن امفعول مطلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ مطعوفہ ہوا۔نباتا نائب عن مفعول مطلق بیان نوع کے لیے ہے۔

سوال : عبارت کی وضاحت کریں : وقد یحذف فعلہ لقیام قرینة جوازا کقولک للقادم خیر مقدم۔ ای قدمت قدوما خیر مقدم۔ و وجوبا سماعا نحو سقیا و شکرا و حمدا و رعیا ای سقاک اللہ سقیا و شکرتک شکرا و حمدتک حمدا و رعاک اللہ رعیا

جواب : اور کبھی اس (مفعول مطلق) کا فعل قرینہ کے پائے جانے کی صورت میں حذف کیا جاتا ہے۔ بطور جواز کے۔ جیسے تمہارا قول کسی آنے والے کے لیے خیرَ مقدم یعنی قدمتَ قدومًا خیرَ مَقْدَمٍ (آیا تو اچھا آنا) اور وجوبا (فعل کو حذف کر دیا جاتا ہے) سماعاً (اہل عرب سے اسی طرح سنا

ہے) جیسے سقیا اور شکرا اور حمدا اور رعیا" یعنی سقاکَ اللہ سقیًا (سیراب کرے تجھ کو اللہ) شکرتُکَ شکرًا (میں نے تیرا شکر ادا کیا شکر ادا کرنا) حمِدْتُکَ حمدًا (میں نے تیری تعریف بیان کی تعریف بیان کرنا) رعاکَ اللہُ رَعْیًا (اللہ تعالیٰ تیری حفاظت و نگرانی فرمائے نگرانی کرنا)

قَدِمْتَ قدوما" خیرَ مقدم میں قَدِمْتَ فعل بافاعل ہے۔ اور قدوما ہے اس کے بعد خیر مقدم مضاف مضاف الیہ مل کر قدوما کی صفت ہے۔ موصوف صفت مل کر مفعول مطلق ہے۔ اصل میں قدوما مفعول مطلق ہے اور خیر نائب عن مفعول مطلق ہے۔ مَقْدَم مصدر میمی ہے۔ (خیرَ مقدمٍ کا معنی ہے اچھا آنا) ۔ اس سے آنے والے کے استقبال کرنے کا فائدہ ہو رہا ہے۔ یعنی اس میں اس کا فعل فاعل حذف کرنے کا قرینہ موجود ہے اس لئے یہاں حذف کرنا اور نہ کرنا دونوں جائز ہیں۔ یاد رہے کہ اس کے ساتھ جو فعل مانیں گے اس کا صیغہ مخاطب کے مطابق ہوگا تثنیہ مذکر کیلئے قَدِمْتُمَا جمع مذکر کے لئے قَدِمْتُمْ اور جمع مؤنث کے لئے قَدِمْتُنَّ ہوگا۔

کبھی وجوبا سماعا مفعول مطلق کا فعل حذف ہوتا ہے۔ جیسے سقیا ۔ حمدا شکرا اور سعیا میں۔ ان جیسے مصادر کے فعل کو دو صورتوں میں حذف کرتے ہیں۔ اس کی تفصیل اگلے سوال میں آرہی ہے۔

سوال: کیا سقیا اور رعیا وغیرہ میں فعل یا عامل کو مطلق حذف کریں گے یا کوئی تفصیل ہے؟

جواب: سقیا، رعیا، شکرا اور حمدا جیسے مفاعیل کے فعل کو حذف کرنے کی دو صورتیں ہیں :(۱) ان کے عامل کو حذف کر کے فاعل یا مفعول پر لام داخل کریں جیسے (۱) بَعِدَتْ ثمودُ بُعْدًا سے بُعْدًا لثمودَ اور (۲) شَکَرْتُکَ شُکْرًا سے شُکْرًا لَکَ پہلے کے اندر فاعل پر لام داخل ہے اور دوسرے کے اندر مفعول پر۔ اسی طرح خِلَافًا لِلشَّافِعِیِّ بھی خَالَفَ فِیہِ الشافعیُّ خِلَافًا سے بنایا گیا ہے۔

(۲) مصدر کو فاعل یا مفعول کی طرف مضاف کریں اور نوعیت کا معنی نہ ہو جیسے سبحان اللہ ۔ فضرب الرقاب (اگر نوعیت کا معنی ہو تو حذف نہ کریں گے جیسے مکروا مکرھم) اسی طرح صبغنا اللہ صبغۃ سے صبغۃ اللہ اس میں مصدر فاعل کی طرف مضاف ہے۔ نزل العزیز الرحیم الکتاب تنزیلا سے فعل کو حذف کرنے کے بعد دو طرح پڑھا گیا ہے (۱) تنزیل الکتاب اس میں مصدر مفعول کی طرف مضاف ہے فاعل کو حذف کر دیا۔ (۲) تنزیل العزیز الرحیم اس میں مفعول بہ کو حذف کیا ہوا ہے

یہ صورتیں تو قیاسی ہیں یعنی اس طرح سے بنا کر ان کے عامل کو حذف کر دیا جاتا ہے اور سقیا، رعیا وغیرہ میں حذف سماعی ہے جس کی اصل یوں مانتے ہیں: سقاک اللہ سقیا رعاک اللہ رعیا۔

اضافت کی صورت میں حذف فعل کے واجب ہونے کی شرط یہ ہے کہ بیان نوع کے لیے نہ ہو۔ اگر بیان نوع کے لیے ہو تو فعل کو ذکر کرنا جائز ہے جیسے ومکروا مکرھم ترجمہ: "اور انہوں نے اپنی تدبیر کی"۔

سوال: سبحانَ اللہِ، حمدًا لِلّٰہِ، تنزیلَ العزیزِ الرحیم، تنزیلَ الکتابِ، کتابَ اللہِ کی اصل کیا ہے اور حذف فعل واجب کیوں ہے؟ نیز بعدًا لثمودَ کی اصل بتائیں اور قرآن کریم سے دلیل ذکر کریں؟

جواب: سبحان اللہ کی اصل سبحت اللہ سبحانا، حمدا للہ کی اصل حمدت اللہ حمدا ہے۔ تنزیل العزیز الرحیم کی اصل نزل العزیز الرحیم الکتاب ہے۔ تنزیل الکتاب کی اصل بھی نزل العزیز الرحیم الکتاب ہی ہے۔ فرق یہ ہے کہ پہلے میں مصدر کی اضافت فاعل کی طرف ہے اور دوسرے میں مفعول کی طرف اور فعل دونوں میں حذف کر دیا گیا ہے۔ کتاب اللہ کی اصل کتب اللہ کتابا ہے۔ حذف فعل واجب اس لیے ہے کہ مصدر کی اضافت فاعل کی طرف کر دی گئی ہے اس لیے فعل کو حذف کر دیا گیا ہے۔ بعد الثمود کی اصل بعدت ثمود بعدا ہے۔ اس کی دلیل قرآن پاک سے ثابت ہے۔ قولہٗ تعالیٰ: الا بعدا لمدین کما بعدت ثمود دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: بعدا لثمود یہاں بھی بعدا مصدر کی اضافت فاعل (ثمود) کی طرف کی گئی ہے لیکن بواسطہ حرف جر۔ رضی نے لکھا ہے کہ یہ جار مجرور مبتدا محذوف کی خبر ہے تقدیر یوں ہے ھذا الدعاء لثمود "یہ بد دعاء ثمود کے لئے ہے" دیکھئے رضی علی الکافیہ ج ۱ ص ۱۱۷

سوال: مفعول مطلق کے عامل کے حذف کرنے کی چند جگہیں مع مثال ذکر کریں۔

جواب: مفعول مطلق کے عامل کا حذف اشیاء میں:

جب تکرار ہوگا یا استفہام توبیخی جیسے

فَصَبْرًا فِیْ مَجَالِ الْمَوْتِ صَبْرًا ۔ فَمَا نَیْلُ الْخُلُوْدِ بِمُسْتَطَاعٍ

"صبر کر موت کے میدان میں صبر کرنا اس لیے کہ ہیشگی حاصل کرنا ممکن نہیں۔" قِیَامًا لَا قُعُوْدًا (کھڑا ہونا، نہ بیٹھنا)

کھڑا ہونا اور نہ بیٹھنا دونوں کا ایک ہی مطلب ہے یعنی تکرار ہو رہا ہے۔ پہلی مثال میں اصبروا اور دوسری میں قوموا اور لا تقعدوا حذف ہے ای اِصْبِرُوْا صَبْرًا اور قُوْمُوْا قِیَامًا ولا تَقْعُدُوْا قُعُوْدًا۔

اَنَوْمًا وَقَدْ صَلّٰی اَصْحَابُکَ اصل یوں تھا اَتَنَامُ نَوْمًا وَقَدْ صَلّٰی اَصْحَابُکَ "کیا تو سو رہا ہے حالانکہ تیرے ساتھیوں نے نماز ادا کر لی ہے" توبیخ کے موقع پر مفعول مطلق کے ہوتے ہوئے فعل کو وجوبا

حذف کر دیا گیا۔

خبر کے اندر مندرجہ ذیل مقامات پر مفعول مطلق کا فعل ر عامل حذف کرنا واجب ہے :(ا) اجمال کے بعد تفصیل ہو جیسے فشدوا الوثاق فاِمَّا مَنًّا بعدُ واِمَّا فِداءً ترجمہ :" تو مضبوط باندھ لو پھر اس کے بعد یا بلا معاوضہ چھوڑ دینا اور یا معاوضہ لے کر چھوڑ دینا "تقدیر یوں ہے : فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَاِمَّا تَمُنُّوْنَ مَنًّا بعدُ واِمَّا تَفْدُوْنَ فِدَاءً۔ مَنًّا اور فداءً مفعول مطلق کا عامل حذف ہے۔

اسی طرح تَعَلَّمُوا الْعِلْمَ فَاِمَّا خِطَابَةً بعدُ واِمَّا تِجَارَةً اصل یوں ہے تعلموا العلمَ فاما تَخْطُبُوْنَ خطابةً واما تَتْجَرُوْنَ تجارةً یہاں خطابة اور تجارة مفاعیل مطلقہ کا فعل حذف ہے۔ ترجمہ: علم حاصل کرو پھر یا تو خطابت کرو گے اور یا تجارت کرو گے۔

(۲) تکرار جیسے انتَ سیرًا سیرًا نہ کہ اذا دُكَّتِ الارضُ دَكًّا دَكًّا پہلی مثال میں یوں تھا انتَ تسیرُ سیرًا سیرًا جب تکرار کے ساتھ مفعول مطلق آئے اور فعل اس سے قبل اس سے ملا ہوا ہو تو اس کا حذف کرنا واجب ہے۔ اگر ملا ہوا نہ ہو تو جائز ہے جیسے دوسری مثال ہے اِذَا دُكَّتِ الارضُ دَكًّا دَكًّا اسی طرح یہ کہہ سکتے ہیں یَسِیْرُ منصورٌ سیرًا سیرًا کیونکہ دکت فعل اور دکا دکا مفعول مطلق کے درمیان الارض کا فاصلہ کیا گیا۔

(۳) موکد لنفسہ یا لغیرہ ہو جیسے لَهٗ عَلَيَّ الفٌ اعترافًا ' اَنَا مُؤْمِنٌ صِدْقًا لَا اَفْعَلُ ذٰلِكَ الْبَتَّةَ

پہلی مثال میں تقدیر جملہ یوں ہے : له علی الف اِعْتَرَفْتُ اعترافًا اس کا میرے ذمہ ہزار ہے میں نے اقرار کیا۔ دوسری میں انت مؤمن تصدق صدقا تو مؤمن ہے تو سچ کہتا ہے۔ تیسری میں لا افعلُ ذٰلِكَ بَتَّ هٰذَا الامرُ البَتَّةَ

میں یہ کام نہ کروں گا یہ بات ثابت ہے۔ ان مثالوں اور ان جیسی دوسری تمام مثالوں میں عامل حذف کرنا تب واجب ہے جب خبر کے بعد جملہ فعلیہ ہو' ورنہ جائز ہے جیسے پہلی مثال میں له علی الف مبتدا خبر کے بعد اعترفت اعترافا جملہ فعلیہ ہے لہٰذا اعترفت کو گرا دیا۔ اسی طرح انا مومن مبتدا خبر ہیں اور خبر کے بعد اصدق صدقا جملہ فعلیہ ہے لہٰذا مفعول مطلق کا عامل حذف کر دیا اور صرف صدقا رکھا گیا۔

(۴) جب خبر ہمزۂ استفہام یا اِلّا یا انما کے بعد ہو جیسے اَاَنْتَ سیرًا' ما انت الا سیرًا اصل یوں تھا اَاَنتَ تَسِیْرُ سیرًا یا ما انتَ الا تسیرُ سیرًا

پہلی مثال میں تَسِیْرُ سیرًا خبر ہے ہمزۂ استفہام کے بعد اس لیے تَسِیْرُ جو سیرًا مفعول مطلق کا عامل ہے' اسے حذف کر دیا۔ دوسری مثال میں ما انتَ الا کے بعد تسیرُ سیرًا خبر ہے اِلّا کے بعد اس لیے مفعول مطلق کے عامل تسیرُ کو حذف کر دیا اور یوں رہ گیا ما انتَ الا سیرًا اسی طرح اِنَّمَا انت تسیرُ سیرًا سے بھی تسیرُ کو حذف کر کے اِنَّمَا انتَ سیرًا پڑھیں گے۔

فصل : المفعول به و هو اسم ما وقع عليه فعل الفاعل كضرب زيد عمرا و قد يتقدم على الفاعل كضرب عمرا زيد . و قد يحذف فعله لقيام قرينة جوازا نحو " زيدا " في جواب من قال : من اضرب ؟ و وجوبا في أربعة مواضع : الأول سماعي نحو امرأ و نفسه ، و انتهوا خيرا لكم ، و أهلا و سهلا و البواقي قياسية .

ترجمہ : **فصل :** مفعول بہ اور وہ نام ہے اس کا جس پر فاعل کا فعل واقع ہوا ہو جیسے ضرب زید عمرا اور کبھی مفعول بہ فاعل پر مقدم ہو جاتا ہے جیسے ضرب عمرا زید اور حذف کردیا جاتا ہے اس کا فعل قرینہ کے قائم ہونے کی وجہ سے جوازا جیسے زیدا " زید کو "اس کے جواب میں جو کہے من اضرب ؟"میں کس کو ماروں ؟" اور چار جگہوں میں اس کا فعل وجوبا حذف کردیا جاتا ہے

پہلا مقام سماعی ہے (یعنی اہل عرب سے سنے ہوئے خاص الفاظ) جیسے امرا ونفسہ ' انتھوا خیرا لکم اور اھلا و سھلا اور باقی مقامات قیاسی ہیں ۔

سوالات

سوال : مفعول بہ کی تعریف کر کے یہ بتائیں کہ اس کا رتبہ کہاں ہے اور اس کے خلاف ہو سکتا ہے یا نہیں اور کب اور کیسے؟

سوال : مفعول بہ کے فعل کو حذف کرنے کی چند مثالیں لکھیں اور ان کی اصل بتائیں اور اردو زبان میں مفعول بہ کے حذف کی مثال دیں۔

حل سوالات

سوال : مفعول بہ کی تعریف کر کے یہ بتائیں کہ اس کا رتبہ کہاں ہے اور اس کے خلاف ہو سکتا ہے یا نہیں اور کب اور کیسے؟

جواب : **مفعول بہ کی تعریف :** المفعول به هو اسم ما وقع عليه فعل الفاعل كضرب زيد عمرا "مفعول بہ وہ اسم ہے جس پر فاعل کا فعل واقع ہو جیسے ضرب زید عمرا" اس مثال میں عمرا مفعول بہ ہے کیونکہ زید فاعل کا فعل مارنا اس پر واقع ہوا ہے۔ مفعول بہ کا رتبہ فاعل کے بعد ہوتا ہے۔ سب سے پہلے فعل' پھر فاعل' پھر مفعول بہ ہونا چاہیئے۔ لیکن کبھی کبھی اس کے خلاف بھی ہوتا ہے کہ مفعول بہ کو فاعل پر مقدم کر دیتے ہیں جیسے ضرب عمرًازیدٌ اور اصل یہی ہے کہ پہلے فعل' پھر فاعل اور اس کے بعد مفعول ہو جیسے خلقتُکَ۔ خَلَقْنَاکُمْ وغیرہ۔ لیکن اس ترتیب کو کبھی جوازا اور کبھی وجوبا بدلتے ہیں مثلاً جب مفعول بہ ضمیر متصل ہو اور فاعل متصل نہ ہو جیسے ضربنی زیدٌ فعل کے بعد مفعول بہ آگیا ہے اور فاعل اس کے بعد آیا ہے۔ اسی طرح مَا ضَرَبَکَ الا انَا یا فاعل کے ساتھ

مفعول کی ضمیر ہو جیسے واذ ابتلیٰ ابراھیمَ ربُّہ۔ ربہ میں ربّ فاعل ہے اور ہاء ضمیر نصب جو اس کے ساتھ لگی ہوئی ہے وہ ابراھیم مفعول بہ کی طرف لوٹ رہی ہے۔ اس صورت میں اگر فاعل کو مفعول سے پہلے لائیں گے تو اضمار قبل الذکر ہو گا لہٰذا مفعول کو پہلے ذکر کیا گیا۔

کبھی مفعول بہ کو فعل پر مقدم کیا جاتا ہے جوازاً" یا وجوباً"۔ جوازا جیسے زیدًا ضربتُ اور وجوبا جیسے ایاک نعبدُ (مقدم کرنا حصر کے لئے ہے معنی یہ ہے ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں) مَا تعبدون من بعدی (تم میرے بعد کس کی عبادت کرو گے) اور مَاذَا انزلَ ربُّکمُ (کیا اتارا تمہارے پروردگار نے) پہلی مثال میں مَا اور دوسری مثال میں مَاذَا مفعول بہ ہیں جو فعل سے مقدم ہیں۔ یہ کلمات استفہام کے ہونے کی وجہ سے شروع میں ہی آتے ہیں۔ اسی طرح منْ ما' ای شرطیہ بھی جب مفعول بہ ہوں' مقدم ہوں گے جیسے مَا تَشْتَرِ اَشْتَرِ (ما شرطیہ کی وجہ سے شرط اور جزاء مجزوم ہیں) من تکرم اکرم (جس کی تو عزت کرے گا میں عزت کروں گا) ای شرطیہ کی مثال: ای طالب تکرم اکرمہ

سوال: مفعول بہ کے فعل کو حذف کرنے کی چند مثالیں لکھیں اور ان کی اصل بتائیں اور اردو زبان میں مفعول بہ کے حذف کی مثال دیں۔

جواب: مفعول بہ کے عامل کو کبھی جوازاً" حذف کر دیا جاتا ہے جیسے اس شخص کے جواب میں جو کہے مَنْ اَضْرِبُ (میں کس کو ماروں) تو کہا جائے زیدًا یہاں زیدا مفعول بہ ہے اور اس کا عامل اضرب حذف ہے۔ تقدیر یوں ہے اِضْرِبْ زَیْدًا (یعنی تو زید کو مار) اسی طرح مَاذَا اَنْزَلَ رَبُّکُمْ (تمہارے رب نے کیا اتارا؟) کے جواب میں خیرًا۔ ای انزل اللّٰہُ خیرًا (ہمارے رب نے خیر کو اتارا)

اور کبھی مفعول بہ کا عامل سماعی طور پر وجوباً" حذف ہوتا ہے جیسے (۱) امراً ونفسَہٗ ای اترک امراً ونفسَہٗ (آدمی کو چھوڑ اور اس کی ذات کو چھوڑ) (۲) ارشاد باری ہے اِنْتَھُوْا خیرًا لکم ای اِنْتَھُوْا (یَا مَعْشَرَ النصاریٰ عن قولکُمْ اِنَّ اللّٰہَ ثَالِثُ ثَلَاثَۃٍ) وَاقصدُوْا خَیْرًا لکم (باز آؤ تم اے نصاری کی جماعت اپنے اس قول سے کہ اللہ تین میں سے ایک ہے اور قصد کرو اس کا جو تمہارے لئے بہتر ہے) (۳) اھلاً وسھلاً ای اتیتَ اھلاً ووطیتَ سھلاً اور یہ تب ہے جب ایک مرد کو استقبال کرنا ہو اگر اس کے علاوہ کوئی اور مخاطب ہو تو اس کے مطابق صیغہ محذوف مانیں گے مثلا اَتَیْتِ' اَتَیْتُمَا' اَتَیْتُمْ' اَتَیْتُنَّ

لطیفہ: اگر کوئی طالب علم آئینے میں اپنا عکس دیکھ کر اھلاً وسھلاً فعل سمیت کہنا چاہے تو کونسا صیغہ کہے؟ شاید کوئی کہے کہ واحد حاضر اتیتَ کہے لیکن اگر لڑکی اپنا عکس دیکھ کر کہنا چاہے تو پھر کونسا صیغہ استعمال کرے؟ شاید کوئی اس کا جواب دے کہ اس وقت اتیتِ واحد مؤنث محذوف مانا جائے لیکن

اس میں دلچسپ بات یہ ہے کہ جو لفظ کوئی لڑکا یا لڑکی بولی گی ویسا ہی لفظ اس کا عکس بول دے گا یہ کہے گی اُتَیْتِ اھلاً تو ادھر سے بھی اُتَیْتِ اَھْلاً ہی جواب ملے گا سچی بات تو یہ ہے کہ یہ استقبال کا مقام ہے نہیں بلکہ اس وقت آئینہ دیکھنے کی دعاء پڑھنی چاہیئے اور اگر کوئی اپنی صورت کا استقبال کرنا چاہے تو متکلم کا صیغہ اتیت زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔

ان تین مقامات کے علاوہ بھی اگر مفعول بہ کے فاعل کو حذف کرنے کا قرینہ پایا جائے تو حذف کر سکتے ہیں۔ چھوٹا بچہ جب باتیں کرنا شروع کرتا ہے تو عموماً" مفعول بہ پر اکتفا کرتا ہے۔ اس کے والدین خود ہی فعل محذوف نکال لیتے ہیں۔ مثلاً" بچہ کہتا ہے' پانی۔ اب ماں باپ سمجھ لیتے ہیں کہ وہ پانی پینا چاہتا ہے یا پانی سے دور رہنا چاہتا ہے۔ پنجابی میں شادی وغیرہ کے موقعہ پر لکھا لگا دیتے ہیں "جی آیاں نوں" مفعول بہ ہے۔ اصل میں یوں ہے "اسی آیاں نوں جی کہنے آں" یعنی ہم آنے والوں کو احترام میں جی کہتے ہیں۔ اس کے اندر فعل وجوباً" سماعاً"حذف ہے۔

فائدہ :انتہوا خیرا لکم کی اصل اگر یوں مانی جائے اِنْتَھُوْا یَکُنْ خَیْرًا (باز آؤ یہ تمہارے لئے بہتر ہے) تو فعل مضارع جواب امر کی وجہ سے مجزوم ہوگا اور خَیْرًا کَانَ کی خبر ہے پھر یہ حذفِ کان کی مثال ہوگی' حذفِ فعلِ مفعول بہ کی مثال نہیں ہوگی۔

الثانی التحذیر و ھو معمول بتقدیر اتق تحذیرا مما بعدہ نحو ایاک و الأسد أصلہ اتقک والأسد او ذکر المحذر منہ مکررا نحو الطریق الطریق .

دوسرا مقام تحذیر ہے اور وہ اسم ہے جس پر عمل واقع ہوا ہو اتق کو مقدر کرنے کے ساتھ اس کے مابعد سے ڈراتے ہوئے جیسے ایاک والاسد اس کی اصل ہے اتقک و الاسد یا ذکر کیا جائے اس کو جس سے ڈرایا گیا دو مرتبہ جیسے الطریق الطریق

سوالات

سوال تحذیر کے احکام جدول کی صورت میں ذکر کریں اور مثالوں کی اصل بھی ذکر کریں۔

سوال تحذیر میں حذف فعل کی ضرورت کیوں پڑتی ہے؟

حل سوالات

سوال تحذیر کے احکام جدول کی صورت میں ذکر کریں اور مثالوں کی اصل بھی ذکر کریں۔

جواب

جدول التحذیر

بلفظِ ایّا.

اس کی تین صورتیں ہیں۔ (أ) محذرمنہ اور ایاک کے درمیان حرف عطف واؤ لایا جائے۔ جیسے (۱) ایاک والاسد، (۲) ایاک وان تفعل شرًا

(ب) محذرمنہ اور ایاک کے درمیان لفظ مِن لایا جائے جیسے ایاک مِن الاسد. ایاک من ان تفعل شرًا۔

(ج) محذرمنہ اور ایاک کے درمیان حرفِ عطف اور مِن وغیرہ نہ لایا جائے۔ یعنی بغیر واؤ اور مِن کے ہو۔ جیسے ایاک الاسدَ، ایاک ان تفعل شرًا۔

احکام:- حذفِ عامل واجب ہے۔

بلفظِ نَفسکَ

اس کی دوصورتیں ہیں۔

(أ) تکرار نفسک لایا جائے جیسے نفسک نفسک۔

(ب) نفسک اور محذرمنہ کے درمیان حرفِ عطف لایا جائے۔ جیسے نفسک والاسد۔

احکام:- حذفِ عامل واجب ہے۔

بغیرھما

اس کی تین صورتیں ہیں۔

(أ) تکرار محذرمنہ جیسے الاسد الاسد

(ب) حرفِ عطف لایا جائے۔ جیسے الکسل والتوانی۔ ناقةَ اللهِ وسُقیاھا

(ج) بغیر تکرار وعطف کے جیسے الاسدَ

احکام:- پہلی دوصورتوں (ا ب) میں حذف عامل واجب ہے۔ تیسری صورت (ج) میں حذفِ عامل جائز ہے۔

جدول میں مذکور مثالوں کی اصل:

(ا) لفظ اِیَّا کے ساتھ تحذیر کی مثالیں

(الف) اِیَّاکَ وَالاَسَدَ **اصل یوں ہے** بَاعِدْ نَفْسَکَ واتقِ الْاَسَدَ۔ باعد نَفْسَکَ میں **فعل** (باعد) **اور مضاف** (نفس) **کو حذف کردیا اور مضاف الیہ (کاف ضمیر) کو منفصل کردیا' ایاک ہوگیا۔** وَاتقِ الاسدَ میں **فعل** (اِتَّقِ) **کو حذف کردیا'** وَالْاَسَدَ رہ گیا۔ **اسی طرح** بَاعِدْ نَفْسَکَ وَاتَّقِ اَنْ تَفْعَلَ شَرًّا ۔ ان تفعل **مصدر موؤل** اتق **کا مفعول بہ بن رہا ہے۔**

(ب) ایاک من الاسدِ **اصل میں ہے** باعد نفسک من الاسدِ **اسی طرح** ایاک من ان تفعل شرا **اصل میں** باعد نفسَک من ان تفعل شرا۔ بَاعِدْ **متعدی بیک مفعول ہے اس لیے** نفسَک **اس کا مفعول بہ ہے اور** مِنْ **جارہ'** ان تفعل شرا **بتاویل مصدر مجرور' جار مجرور متعلق ہے فعل کے۔**

(ج) ایاکَ الاسدَ **اس کے اندر** اُحَذِّرْ **محذوف ہے جو** متعدی الی اثنین **ہے** ای اُحَذِّرُکَ الاسدَ **اس کے** متعدی الی اثنین **ہونے کی دلیل ارشاد باری تعالیٰ ہے** وَیُحَذِّرُکُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ۔ کم **ضمیر مفعول اول ہے اور** نفسہ **مفعول ثانی۔**

اس میں لفظ نَفْس **کو محذوف ماننے کی ضرورت نہیں کیونکہ فاعل مفعول الگ الگ ہیں بخلاف پہلی صورت کے کہ اس میں فاعل اور مفعول ایک ہی تھا اس لیے مفعول کی ضمیر سے پہلے لفظ** نَفْس **بڑھایا گیا ہے۔**

ایاک ان تفعل شرا اس کے اندر دو احتمال ہیں: ایک یہ کہ اس کی اصل اُحَذِّرُکَ اَنْ تَفْعَلَ شَرًّا ہو یعنی مصدر موول مفعول ثانی ہو۔ دوسرا یہ کہ یہاں باعد محذوف ہو جو متعدی بیک مفعول ہے اور مصدر موول سے قبل من محذوف ہو۔ تقدیر یوں ہوگی بَاعِدْ نَفْسَکَ مِنْ اَنْ تَفْعَلَ شَرًّا اس صورت میں نفسک، باعد فعل کا مفعول بہ ہے اور من جارہ، ان تفعل شرا بتاویل مصدر مجرور، جار مجرور متعلق باعد کے ہے۔

فائدہ۔ اِتَّقِ متعدی بیک مفعول ہے۔ جبکہ قِ متعدی بدو مفعول ہے۔

اُحَذِّرُ متعدی بدو مفعول ہے۔

بَاعِدْ متعدی بیک مفعول ہے۔

نَفْسِیْ نَفْسِیْ اِذْهَبُوْا اِلٰی غَیْرِیْ جو بخاری کتاب الانبیاء میں مذکور ہے، وہ تحذیر کے لیے نہیں ہے بلکہ اس کی خبر محذوف ہے۔ تقدیر یوں ہے نَفْسِیْ نَفْسِیْ هِیَ النَّبِیُّ یَسْتَحِقُّ اَنْ یُشْفَعَ لَهَا (عمدة القاری، ص ۲۲۰، جلد ۱۵)

سوال تحذیر میں حذف فعل کی ضرورت کیوں پڑتی ہے؟

جواب کسی شخص کو کوئی کام کرنے سے فوراً روکنا مقصود ہو تو اس وقت تحذیر کی ضرورت پڑتی ہے مثلاً ایک شخص بجلی کی ننگی تار کے بالکل قریب کھڑا ہے، قریب ہے کہ وہ اس سے ٹکرائے یا اس کو چھوئے تو اس موقع پر کہا جائے "بجلی بجلی" یعنی میں تجھے بجلی کے تار سے بچنے کو کہتا ہوں۔ اس موقع پر اگر وہ پورا جملہ کہے جیسے یوں کہے "میں تجھے ڈراتا ہوں یا منع کرتا ہوں اس بات سے کہ تو ایک قدم بھی آگے بڑھے اس لیے کہ آگے بجلی کی ننگی تار ہے جس سے تیری جان خطرے میں ہے" تو اس کے جملہ پورا کرنے سے پہلے پہلے شاید وہ آدمی اس تار سے ٹکرا کر جان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ اس لیے ایسے موقع پر تحذیراً" کوئی کلمہ کہنا ہی ضروری ہے۔

اسی طرح کوئی شخص راستے میں چل رہا ہے اور اس کے آگے سانپ بیٹھا ہے جسے وہ نہیں دیکھ رہا۔ ایک دوسرا شخص جسے اس کا علم ہے، اس شخص کو کہے "سانپ سانپ" یہ سن کر وہ آدمی اپنی جگہ پر ہی رک جائے گا۔ اس طرح اس کا پاؤں سانپ پر آنے سے بچ جائے گا ورنہ اگر وہ شخص یوں کہے کہ بھیا دیکھ کر چلنا، آگے سانپ بیٹھا ہے تو ممکن ہے کہ اس کا جملہ پورا نہ ہونے پائے اور اس شخص کا پاؤں سانپ پر پڑ جائے اور وہ اسے ڈس لے۔

لطیفہ: ایک قاری صاحب نے اپنے شاگردوں سے کہا کہ مجھ سے ہر بات قراءت سے کیا کرو طلبہ نے ہر بات کو ٹھہر ٹھہر کر مخارج کا لحاظ کر کے کرنی شروع کردی مثلاً قاری جی مجھ کو ایک دن کی رخصت دے دو۔ الغرض ایک دن قاری صاحب کے لئے آیا ہوا کھانا باہر پڑا تھا ایک کتا اس طرف کو آنے لگا ایک

شاگرد نے اس کو دیکھ لیا اور قاری صاحب کو قراءت کے اسلوب میں اطلاع دینی شروع کی اس کی بات اتنی لمبی ہوگئی کہ اس دوران وہ کتا کھانا لے گیا اس شاگرد نے لفظوں کو بلاضرورت کھینچ کھینچ کر کہا: قاری جی کلا سا کتا قاری جی کی روٹی لے گیا۔ قاری صاحب نے اس کے جواب میں کہا: ارے الو کے پٹھے تو نے طاً طاً کرکے کیوں نہیں بھگایا۔ مقصد بیان کرنے کا یہ ہے کہ یہ پریشانی تحذیر کے موقعہ اختصار نہ کرنے سے ہوئی۔

فائدہ: تحذیر میں مخاطب کے مطابق فعل محذوف ہوگا۔ کبھی واحد مذکر، کبھی واحد مونث، کبھی جمع مذکر، کبھی اس کے علاوہ۔ مثلا ایاکم وکثرةَ الضحکِ۔ ایاکِ والزِنَا۔ ایاکنَّ والسمرَ بغیر محرم ان جملوں میں بَاعِدُوْا۔ بَاعِدِیْ۔ بَاعِدْنَ محذوف نکالیں گے جبکہ اِیَّاکُمَا اَنْ تَبْغِیَا شَرًّا میں بَاعِدَا نکلے گا۔

الثالث ما أضمر عامله على شريطة التفسير وهو كل اسم بعده فعل أو شبهه يشتغل ذلک الفعل عن ذلک الاسم بضميره أو متعلقه بحيث لو سلط عليه هو أو مناسبه لنصبه نحو زيدا ضربته فان زيدا منصوب بفعل محذوف مضمر وهو ضربت يفسره الفعل المذكور بعده وهو "ضربته". ولهذا الباب فروع كثيرة.

تیسرے وہ اسم جس کے عامل کو تفسیر کی شرط پر پوشیدہ کردیا گیا اور وہ ہر وہ اسم ہے جس کے بعد فعل یا شبہ فعل ہو اعراض کرے وہ فعل یا شبہ فعل اس اسم سے اس کی ضمیر کی وجہ سے یا اس کے متعلق کی وجہ سے اس طرح پر کہ اگر اس فعل کو یا اس کے مناسب کو اس اسم پر مسلط کیا جائے تو اس کو نصب دے جیسے زیدا ضربته تو زیدا اس فعل محذوف کی وجہ سے منصوب ہے جو پوشیدہ ہے اور وہ ہے ضربت جس کی تفسیر وہ فعل کررہا ہے جو اس کے بعد ہے اور وہ ہے ضربته۔ اور اس باب کی بہت سی شاخیں ہیں

سوالات

سوال: مندرجہ ذیل عبارت کی شرح کریں۔

الثالث ما اضمر عامله على شريطة التفسير وهو كل اسم بعده فعل او شبهه يشتغل ذلک الفعل عن ذالک الاسم بضميره او متعلقه بحيث لو سلط عليه هو او مناسبه لنصبه

متعلق اور مناسب سے کیا مراد ہے؟ نیز یہ بتائیں کہ هو ضمیر منفصل کیوں لائے؟ (مراد سلط علیہ کے بعد والا هو)

سوال: اس بحث کا دوسرا نام کیا ہے؟ نیز مشتغل، مشتغل بہ اور مشتغل عنہ کی وضاحت کریں۔

سوال: كل شیء فعلوه فی الزبر اور انا كل شیء خلقناه بقدر کے اندر کل پر رفع ہے یا

نصب' واجب ہے یا جائز اور کیوں؟

سوال : مندرجہ ذیل جملوں میں اسم کے نصب کا عامل ذکر کریں۔ نیز یہ بتائیں کہ نفس فعل مشتغل ہے یا مناسب مرادف یا مناسب لازم؟

کل شیء احصیناہ فی امام مبین - کل انسان الزمناہ طائرہ فی عنقہ - والظالمین اعد لھم عذابا الیما - زیدا ضربت غلامہ - محمودا غسلت ثوبہ - زیدا مررت بہ - خالد زوجت اختہ - ابشرا منا واحدا نتبعہ - صابرا جھزت لہ الطعام

سوال : جب اسم کے بعد فعل اس اسم کی ضمیر یا متعلق میں عمل کرے تو اس اسم کے اندر رفع و نصب کی صورتیں مع امثلہ ذکر کریں۔

سوال : مندرجہ ذیل مثالوں کے اندر اسم مرفوع ہے یا منصوب؟ حکم کیا ہے اور وجہ کیا ہے؟

زید ضرب راسہ - خرجت فاذا الاستاذ یخدمہ - خالدا اکرمہ - محمود لا تقتلہ - الدرس کتبتہ - الدرس ما کتبہ حامد - خالد جاء وزید اکرمتہ - ان قرآنا رایتہ فعظمہ - ھلا حامد ضربتہ - ماجد ان نصرتہ فاحسن الیہ - حامد ھل درستہ - الا حامد درستہ - خالد الا درستہ - خالد کم نصرتہ - محمود انی ضربت اخاہ - محمود الذی عظمتہ عظمہ - خالد ما رایتہ - ھل علی قابلتہ - اعلی قابلتہ - زید لا تضربہ

حل سوالات

سوال : مندرجہ ذیل عبارت کی شرح کریں۔

الثالث ما اضمر عاملہ علی شریطۃ التفسیر وھو کل اسم بعدہ فعل او شبھہ یشتغل ذلک الفعل عن ذالک الاسم بضمیرہ او متعلقہ بحیث لو سلط علیہ ھو او مناسبہ لنصبہ یہاں متعلق اور مناسب سے کیا مراد ہے؟ نیز یہ بتائیں کہ ھو ضمیر منفصل کیوں لائے؟ (مراد سلط علیہ کے بعد والا ھو)

جواب : ترجمہ "تیسرا ما اضمر عاملہ علی شریطۃ التفسیر (وہ مفعول بہ جس کا عامل پوشیدہ کیا گیا ہو اس پوشیدہ عامل) کی تفسیر کی شرط پر۔ اور وہ ہر وہ اسم ہے جس کے بعد فعل یا شبہ فعل ہو کہ یہ فعل یا شبہ فعل اس اسم سے اعراض کرتا ہو اس کی ضمیر یا اس کے متعلق کی وجہ سے اس طور پر کہ اگر وہ (فعل یا شبہ فعل) اس (اسم) پر مسلط کر دیا جائے یا اس (فعل یا شبہ فعل) کا مناسب (اس اسم پر مسلط کر دیا جائے) تو البتہ اس کو نصب دے دے۔

وضاحت : مصنفؒ مفعول بہ پر بحث کرتے ہیں یہ بتانا چاہتے ہیں کہ کن کن مقامات پر مفعول بہ کا عامل حذف ہوتا ہے۔ اسی سلسلے میں ایک مقام ما اضمر عاملہ علی شریطۃ التفسیر ہے یعنی وہ مفعول

بہ جس کا عامل پوشیدہ کیا گیا ہو۔ وہ اس شرط پر پوشیدہ کیا جاتا ہے کہ اس مفعول بہ کے بعد ایک ایسا فعل یا شبہ فعل ہوتا ہے جو اس پوشیدہ فعل کی تفسیر کر رہا ہوتا ہے۔ اور اس فعل کے ساتھ اس اسم (مفعول بہ) کی ضمیر یا اس کے متعلق کے پائے جانے کی وجہ سے وہ فعل اس اسم یعنی مفعول بہ میں عمل نہیں کر سکتا۔ ہاں یہ ہے کہ جب اس فعل سے اس ضمیر یا متعلق کو الگ کر کے اس اسم پر داخل کریں تو اسے نصب دے دے۔ اس وجہ سے مفعول بہ سے پہلے اسی جیسا فعل ر عامل محذوف مانتے ہیں۔ اسی طرح اگر اس عامل کو اس اسم پر مسلط نہیں کر سکتے لیکن اس عامل کا ہم معنی یا کوئی مناسب فعل اس اسم پر لائیں تو اسے نصب دے دے۔ اس صورت میں بھی اسی مناسب اور ہم معنی فعل کو محذوف مان لیتے ہیں جیسے زیدا ضربته ۔ اب یہاں زیدا منصوب ہے۔ اس کے بعد والا فعل جس کے ساتھ اس اسم کی ضمیر لگی ہوئی ہے زیدا کے عامل کی تفسیر کر رہا ہے یعنی ضربت زیدا ضربته۔ زیدا کے بعد والا فعل ضمیر کے ملے ہونے کی وجہ سے زیدا میں عمل نہیں کر سکتا اس وجہ سے زیدا سے قبل ایک فعل ماننا پڑا جس کی تفسیر زیدا کے بعد والا فعل کر رہا ہے یعنی زیدا کا عامل ضربت ہی ہے۔

اسی طرح وکل شیء احصیناه (اور ہر چیز ہم نے اس کو شمار کر رکھا ہے) اس کی اصل احصینا کل شیء احصیناه مانتے ہیں اور والارض فرشناها ای فرشنا الارض فرشناها ۔ وکل انسان الزمنه ای الزمنا کل انسان الزمناه ۔ والسماء بنیناها ای بنینا السماء بنیناها ۔ یدخل من یشاء فی رحمته والظالمین اعد لهم عذابا الیما کے اندر والظالمین منصوب ہے اور اس کا فعل حذف ہے جس کی تفسیر اعد لهم عذابا الیما سے ہو رہی ہے یعنی یعذب الظالمین عذابا الیما ۔ والقمر قدرناه ای قدرنا القمر قدرناه وغیرہ سب مفعول بہ ما اضمر عامله کی مثالیں ہیں۔

اسی طرح زیدًا مررتُ بِہٖ۔ زیدا اسم منصوب کے بعد فعل لازم ہے اور حرف جر کے واسطہ سے اس اسم کی ضمیر اس فعل کے ساتھ ہے یعنی یہ فعل لازم ہی اس فعل محذوف کی تفسیر ہے تو اس صورت میں مررتُ بِہٖ کے ہم معنی مناسب فعل متعدی زیدا اسم سے پہلے نکالیں گے جیسے جاوزتُ زیدًا مررتُ بِہٖ ترجمہ دونوں کا یہ ہے (میں زید کے پاس سے گزرا)

کبھی فعل کے ساتھ اس اسم کے متعلق کا ذکر ہوتا ہے جس کی وجہ سے اس کے مناسب فعل اس اسم پر لایا جاتا ہے جیسے حَامِدًا ضربتُ اَخاہُ (حامد، میں نے اس کے بھائی کو مارا) مطلب یہ ہے کہ اس کے بھائی کو مارنے سے حامد کی توہین کی گئی ہے تو اسی مناسبت سے فعل لائیں گے جیسے اَھَنْتُ حامِدًا ضربتُ اَخاہُ (میں نے حامد کی توہین کی یعنی اس کے بھائی کو مارا) اسی طرح نَاصِرًا طبختُ لہُ الطعامَ

میں خَدَمْتُ نَاصِرًا طبختُ لہٗ الطعامَ سمجھ میں آرہا ہے کہ ناصر کے لیے کھانا تیار کرنا گویا اس کی خدمت کرنا ہے یا اس کی مدد کرنا ہے تو یوں بھی ہو سکتا ہے ساعدت ناصرا طبخت له الطعام (میں نے ناصر کی مدد کی اس کے لئے کھانا پکایا) ان مثالوں میں اسم کے بعد والے فعل کے ساتھ اسم کا متعلق مذکور ہونے کی وجہ سے اس اسم میں عمل نہ کر سکتا تھا۔ اس کے اسم سے پہلے مناسب فعل لایا گیا۔ متعلق سے مراد یہاں جار مجرور کا متعلق نہیں بلکہ اس اسم کا متعلق مراد ہے جو فعل کے ساتھ ملا ہوا ہے۔ جیسے خَالِدًا ضربتُ اَخَاہُ میں خالدا اسم ہے اور اس کے بعد فعل ضربتُ کے ساتھ اس کا متعلق اخاہ مذکور ہے یعنی جس کا اس اسم کے ساتھ کوئی نہ کوئی تعلق ہے۔ اسی طرح عَمْرًا غسلتُ ثوبَہٗ میں ثوبہ کا تعلق عمرًا سے ہے یعنی ثوب' عمرو کے متعلق ہے کیونکہ کپڑے کا اس سے تعلق ہے کہ یہ اس کی ملکیت ہے۔

مناسب سے مراد یہ ہے کہ اسم کے بعد والے فعل کو اگر ہم اس اسم پر کسی وجہ سے مسلط نہ کر سکیں مثلا اگر فعل لازم ہے تو اس کا مفعول نہیں بنا سکتے تو اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے ہم اسی فعل کا ہم معنی کوئی متعدی فعل لے آئیں گے جو اسم میں عمل کرے گا جیسے زیدًا مررتُ بِہٖ میں مررتُ کے ہم معنی جاوزتُ ہے جو متعدی ہے تو یوں ہوگا جاوزتُ زیدًا مررتُ بِہٖ اس طرح کسی فعل کے ہم معنی فعل کو مناسب کا نام دیا گیا ہے۔ اس کو مناسب مراوف کہتے ہیں۔

کبھی فعل کو یا اس کے مناسب مراوف کو مسلط نہیں کر سکتے' وہاں فعل عامل سے دلالت التزامی کے طور پر جو فعل مفہوم ہوتا ہے' وہ محذوف نکالتے ہیں۔ اس کو مناسب لازم کہتے ہیں جیسے عمرا غسلتُ ثوبہ کے اندر عمرًا سے پہلے خَدَمْتُ فعل محذوف مانتا ہے۔

سلط کے بعد ھو ضمیر منفصل بطور تاکید کے اس لیے لائے ہیں تا کہ اس پر مناسبہ کا عطف کیا جائے۔ اگرچہ اس عبارت میں ضمیر منفصل سے تاکید واجب نہیں ہے کیونکہ علیه کا فاصلہ موجود ہے اور فاصلے کے وقت بغیر تاکید عطف جائز ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے مَا اَشْرَكْنَا وَلَا آبَاؤُنَا یہاں لا کا فاصلہ موجود ہے۔

سوال: اس بحث کا دوسرا نام کیا ہے؟ نیز مشتغل' مشتغل به اور مشتغل عنه کی وضاحت کریں۔

جواب: مذکورہ بالا بحث کا دوسرا نام اشتغال ہے۔ اشتغال لغت میں مشغول ہونے کو کہتے ہیں۔ اہل قواعد کے نزدیک اِشْتِغَال ایک اسلوب کلام ہے جس میں ایک اسم متقدم اور فعل متاخر واقع ہوتا ہے اور متاخر فعل' متقدم اسم کی ضمیر یا ضمیر کی طرف مضاف اسم میں اس طرح عمل کرتا ہے کہ فعل کو اپنے معمول سے فارغ کریں تو متقدم اسم کو بطور مفعولیت نصب دے۔ گویا یہی ضمیر فعل متاخر کے اشتغال کا سبب ہے یعنی یہ فعل اس ضمیر کے ساتھ مشغول ہو جاتا ہے اور متقدم اسم

میں عمل نہیں کر سکتا۔ اشغال کے تین ارکان ہوتے ہیں:
(۱) مشغول عنہ = اسم متقدم کو کہتے ہیں۔
(۲) مشغول = فعل متاخر کو کہتے ہیں۔
(۳) مشغول بہ = ضمیر مشغول عنہ کو یا اس ضمیر کی طرف مضاف اسم کو کہتے ہیں۔ مثلا (۱) سمیرا اکرمتہ جس میں فعل کا معمول ضمیر مشغول عنہ ہے۔ سمیرا مشغول عنہ ہے (اسم متقدم) اکرمت فعل مشغول ہے (فعل متاخر) اور ہاء ضمیر مشغول بہ ہے (ضمیر برائے مشغول عنہ)(۲) جس میں فعل کا معمول ضمیر مشغول عنہ کی طرف مضاف اسم ہے جیسے عَلِیًّا عَظَّمْتُ اَخَاہُ اس میں عَلِیًّا مشغول عنہ ہے۔ عَظَّمْتُ مشغول ہے اور اَخَا مضاف مشغول بہ ہے۔ ہاء ضمیر مضاف الیہ۔
فائدہ: مثال مذکور میں اگر سَمِیْر کو مرفوع پڑھیں تو یہ مبتدا ہے اور جملہ فعلیہ اس کی خبر ہے (یہی افضل ہے) اگر سَمِیْرًا منصوب پڑھیں تو فعل محذوف (اکرمتُ) کا مفعول بہ ہوگا اور سمیرًا کے بعد والا اکرمتُ فعل اس محذوف کی تفسیر ہے۔
فائدہ: اگر مثال مذکور میں اس ضمیر کو جو اشتغال کا باعث ہے، حذف کر دیں تو کہیں گے سمیرا اکرمت تو اب سمیرا مفعول بہ مقدم اور اکرمت فعل وفاعل موخر جملہ فعلیہ خبریہ ہوگا۔
اشتغال میں فعل مشغول کا عمل تین طرح سے ہوتا ہے:
(۱) فعل یا تو ماقبل اسم کی ضمیر کو نصب دے جیسے والسماءَ بنیناھَا
(۲) فعل ضمیر کی طرف مضاف اسم کو نصب دے جیسے محمودًا غسلتُ ثوبَہٗ
(۳) فعل اجنبی اسم کو نصب دے لیکن ضمیر مجرور کی وجہ سے اسم سابق سے اس کا تعلق قائم ہو جائے جیسے والظالمینَ اعدلھم عذابًا الیمًا - حامدا جھزتُ لہ الطعامَ
مندرجہ بالا مثالوں میں سے پہلی مثال میں بنیناھا میں بنینا فعل ہاء ضمیر کو نصب دے رہا ہے جو اسم منصوب کی طرف راجع ہے۔ دوسری مثال میں ثوب تیسری میں عذابا اور چوتھی مثال میں الطعام کو فعل نصب دے رہا ہے جو اسم منصوب کے متعلق ہیں یعنی اس اسم سے کسی طرح سے تعلق رکھنے والے ہیں۔
اشغال کی بنیادی صورتیں تین ہیں:
(۱) اسی فعل کو محذوف مانا جائے جیسے اَحْصَیْنَا کُلَّ شَیْءٍ اَحْصَیْنَاہُ
(۲) اسی فعل کے ہم معنی (مرادف) کو محذوف مانا جائے جیسے زیدا مررت بہ میں فعل محذوف جاوزتُ لائیں گے جو مررتُ کے معنی میں ہے۔ تقدیر یوں ہے جاوزتُ زیدا مررتُ بِہٖ
(۳) اس فعل کو یا اس کے مرادف کو نہیں بلکہ اس کے لازم کو مسلط کیا جا سکے جیسے زیدًا ضَرَبْتُ

اَخَاہُ میں اَھَنْتُ زَیْدًا ضَرَبْتُ اَخَاہُ یعنی جو فعل مقدر مانا جائے گا وہ یا تو اسی فعل کی طرح ہوگا جیسے والسماءَ بنیناھَا میں یوں کہیں گے بَنَیْنَا السَّمَاءَ بَنَیْنَاھَا اور یا اس فعل کے ہم معنی (مرادف) نکالیں گے جبکہ فعل کے بعد جار مجرور ہو جیسے زَیْدًا مَرَرْتُ بِہٖ اس میں ہم معنی فعل جاوزت اسم کو نصب دے رہا ہے اور اگر فعل' اسم سابق کے متعلق کو نصب دے تو پھر ایسے فعل کو محذوف مانیں گے جو دلالت التزامی سے سمجھ میں آ رہا ہو جیسے خَالِدًا جَھَزْتُ لَہُ الطعامَ میں خدمتُ کو محذوف مانیں گے۔ اور محمودا ضربتُ اَخَاہُ میں اَھَنْتُ کو محذوف مانیں گے کیونکہ دلالت التزامی سے یہی فعل محذوف سمجھ میں آ رہا ہے۔

فائدہ: ہر وہ اسم جس کے بعد فعل' جار مجرور یا ضمیر سے مشغول ہو' اس کو نصب دینا ضروری نہیں ہوتا بلکہ شرط یہ ہے کہ اس فعل کو اس اسم پر مسلط بھی کیا جا سکتا ہو۔ نیز یہ بھی شرط ہے کہ فعل اور اس اسم کے درمیان کوئی ایسا لفظ نہ آئے جو عمل کرنے سے روک دے۔ ایسی صورت میں یہ پہلا اسم مرفوع ہوگا' منصوب نہ ہوگا جیسے وَکُلُّ شَیْءٍ فَعَلُوْہُ فِی الزُّبُرِ اس میں یہ کہنا غلط ہوگا فعلوا کل شی ءفی الزبر کیونکہ یہاں پر فعلوا فعل کو اسم (کل شی ء) پر مسلط ہی نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اس سے معنی غلط ہو جائے گا۔ وکلُّ شی ءٍ فعلوہ فی الزبر کا معنی ہے "اور ہر کام یا ہر چیز جو انہوں (انسانوں) نے کیا' اعمال ناموں میں ہوا ہے" لیکن اگر اس اسم (وکل شی ء) کو منصوب پڑھیں تو فعل متاخر یعنی فعلوا اس سے پہلے محذوف ماننا پڑے گا اور جملہ یوں ہوگا فعلوا کلَّ شی ءٍ فعلوہ فی الزبر یعنی "انہوں (انسانوں) نے ہر چیز کو صحائف میں کیا" اور یہ بالکل غلط معنی ہیں۔ نامہ اعمال میں تو خدا کے فرشتے لکھتے ہیں لہٰذا یہ شرط کہ جہاں پر فعل کو ماقبل اسم پر مسلط کیا جا سکے' وہیں اسم کا عامل محذوف مانا جائے گا' پوری ہونی ضروری ہے۔ فی الزبر کا تعلق فعلوا کے ساتھ نہیں' بلکہ یہ محذوف سے متعلق ہے اور فعلوہ جملہ فعلیہ صفت ہے کل شی ء کی۔

سوال: کلُّ شی ءٍ فعلوہ فی الزبر اور انَّا کلَّ شی ء خلقْنَاہ بقدرٍ کے اندر کُلّ پر رفع ہے یا نصبُ' واجب ہے یا جائز اور کیوں؟

جواب: کُلُّ شی ءٍ فعلوہ فی الزبر میں رفع واجب ہے۔ بصورت دیگر معنی بدل جائے گا اور مفہوم غلط ہو جائے گا کیونکہ یہاں مابعد فعل کو ماقبل اسم پر مسلط نہیں کیا جا سکتا۔

اس کے برخلاف اِنَّا کلَّ شی ءٍ خلقناہ بقدر کے اندر نصب واجب ہے کیونکہ فعل کو اسم پر مسلط کیا جا سکتا ہے اور رفع پڑھنا ناجائز ہے کیونکہ معنی غلط ہو جائے گا۔ اِنَّا کلُّ شی ء خلقناہ بقدر پڑھنے کی صورت میں معنی یہ ہوگا کہ "بے شک ہر چیز جسے ہم نے پیدا کیا' اندازے کے ساتھ ہے" اس صورت میں یہ مفہوم کہ چیزوں کے ایک اندازے کے ساتھ ہونا خدا کے ارادہ اور تخلیق کے نتیجے میں

ہوتا ہے' جملے سے خارج ہو جاتا ہے اور' چاہے احتمال کے درجے میں سہی' یہ مفہوم پیدا ہو جاتا ہے کہ تخلیق تو خدا کا کام ہے البتہ اندازے سے بن جانا چیزوں کا اپنا فعل ہے۔ ولا حول ولا قوے الا باللہ۔ حالانکہ جملے کا مطلب یہ ہے کہ "بے شک ہم نے ہر چیز کو اندازے کے ساتھ پیدا کیا ہے" گویا جملے میں زور ہی اس بات پر دینا مقصود ہے کہ چیزوں ایک اندازے کے ساتھ خود بخود پیدا نہیں ہو جاتیں بلکہ اس میں خدا کی حکمت اور قدرت کارفرما ہوتی ہے۔ چنانچہ اس جملے میں خلقناہ' کل شیء کی صفت نہیں ہے اور بقدر جار مجرور محذوف کے ساتھ متعلق نہیں بلکہ فعل خلقنا کے ساتھ متعلق ہے۔

سوال: مندرجہ ذیل جملوں میں اسم کے نصب کا عامل ذکر کریں۔ نیز یہ بتائیں کہ نفس فعل مشتغل ہے یا مناسب مرادف یا مناسب لازم؟

کل شیء احصیناہ فی امام مبین ۔ کل انسان الزمناہ طائرہ فی عنقہ ۔ والظالمین اعد لھم عذابا الیما ۔ زیدا ضربت غلامہ ۔ محمودا غسلت ثوبہ ۔ زیدا مررت بہ ۔ خالد زوجت اختہ ۔ ابشرا منا واحدا نتبعہ ۔ صابرا جھزت لہ الطعام

جواب: (۱) كُلَّ شَىْءٍ اَحْصَيْنَاهُ فِىْ امامٍ مبينٍ میں کل شیء کے نصب کا عامل احصینا فعل محذوف ہے۔ تقدیر یوں ہے: اَحْصَيْنَا كُلَّ شىءٍ اَحْصَيْنَاهُ فى امام مبين یہاں نفس فعل مشتغل (عامل) ہے۔ (۲) اَلْزَمْنَا كُلَّ انسانٍ الزمناه طائره فى عنقه یعنی نصب کا سبب فعل محذوف الزمنا ہے۔ اس میں بھی نفس فعل مشتغل ہے۔ (۳) والظالمين اعد لهم عذابا اليما میں نصب کا سبب يُعَذِّبُ فعل محذوف ہے۔ يُعَذِّبُ الظالمينَ اَعَدَّ لهم عذابًا اليمًا فعل مناسب لازم یہاں پر مشتغل ہے۔ (۴) زيدًا ضربتُ غلامَه اى اَهَنْتُ زيدًا ضربتُ غلامَهٗ۔ اَهَنْتُ فعل محذوف زیدا کا نصب دے رہا ہے۔ یہاں فعل مناسب لازم مشتغل ہے۔ (۵) محمودًا غسلتُ ثوبَهٗ اى خدمتُ محمودًا غسلتُ ثوبَهٗ یہاں بھی فعل محذوف مناسب لازم مشتغل ہے جو دلالت التزامی سے سمجھ میں آ رہا ہے۔ (۶) زيدًا مررت بهٖ اى جاوزتُ زيدًا مررتُ بهٖ یہاں پر فعل مناسب مرادف لایا گیا ہے جو مررت کے معنی میں ہے یعنی مر بہ اور جاوزہ کے معنی ایک ہی ہیں لیکن فرق یہ ہے کہ مر فعل لازم ہے اور جاوز فعل متعدی ہے۔ اسی وجہ سے جاوز نے اسم کو نصب دیا ہے۔ (۷) خالدًا زوجت اختَهٗ اى قَرَّبْتُ خالدًا زَوَّجْتُ اُخْتَهٗ (فعل محذوف قربت مناسب لازم ہے یعنی جو دلالت التزامی سے سمجھ میں آ رہا ہے۔ (۸) اَبَشَرًا مِنَّا وَاحِدًا نَتَّبِعُهٗ اسم منصوب سے پہلے حرف استفہام کے موجود ہونے کی صورت میں فعل محذوف مانا جاتا ہے اس لیے یہاں نتبع فعل محذوف مانیں گے تو تقدیر یوں ہوگی انتبع بشرا منا واحد نتبعہ۔ نتبع نفس فعل مشتغل ہے۔ (۹) صَابِرًا جَهَّزْتُ لَهٗ

الطعامَ ای اعنتُ صابرًا جهزتُ له الطعامَ۔ اعنتُ فعل محذوف جو دلالت التزامی سے سمجھا جا رہا ہے۔ یہاں پر فعل مناسب لازم مشتغل ہے۔

فائدہ: اشتغال کی چند اور مثالیں یہ ہیں: والسماءَ بنینٰاھَا بایدٍ وانا لموسعونَ والارضَ فرشنٰاھَا فنعم الماھدونَ' والارضَ وضعَھا للانام' والقمَرَ قدرناہ منازل' والارضَ بعد ذٰلک دحاھا' والجبالَ ارساھا

سوال: جب اسم کے بعد فعل اس اسم کی ضمیر یا متعلق میں عمل کرے تو اس اسم کے اندر رفع ونصب کی صورتیں مع امثلہ ذکر کریں۔

جواب: جب اسم کے بعد فعل اس اسم کی ضمیر یا متعلق میں عمل کر رہا ہو تو اسم کا اعراب اس طرح ہوگا۔

۱۔ رفع واجب' ۲۔ نصب واجب' ۳۔ نصب بہتر' ۴۔ رفع بہتر' ۵۔ دونوں بہتر

وجوب رفع: یہ اس وقت ہوگا جب اس فعل اور اسم کے درمیان کوئی چیز لفظ فعل کے عمل کرنے میں رکاوٹ بن جائے یا اسم کے شروع میں کوئی ایسا لفظ آ جائے تو فعل کو اسم میں عمل کرنے سے روک دے۔ وہ رکاوٹیں یہ ہیں۔

(۱) فعل کو ماقبل پر مسلط نہ کر سکیں جیسے وکل شیء فعلوہ فی الزبر تفصیل گزر چکی ہے۔

(۲) فعل سے پہلے حرف شرط ہو جیسے محمدٌ اِنْ رایتہ اَکْرِمْہُ

(۳) ادوات استفہام فعل کے شروع میں ہوں جیسے عَلِیٌّ ھَلْ عَظَّمْتَہٗ؟

(۴) عرض' تحضیض کے کلمات فعل کے شروع میں ہوں جیسے
حَمِیْدٌ اَلَا تُکْرِمُہٗ۔ زَیْدٌ ھَلَّا اَکْرَمْتَہٗ

(۵) لام ابتدا یعنی لام تاکید آ جائے جیسے زَیْدٌ لَاَضْرِبَنَّہٗ

(۶) کم خبریہ آ جائے جیسے اِبْرَاھِیْمُ کَمْ نَصَحْتُ لَہٗ

(۷) حرف مشبہ بالفعل ہو جیسے خَالِدٌ اِنِّیْ اَکْرَمْتُہٗ

(۸) اسم موصول ہو جیسے مُحَمَّدٌ الَّذِیْ اَکْرَمْتُہٗ

(۹) مانافیہ جیسے حَامِدٌ مَا ضَرَبْتُہٗ

مندرجہ بالا صورتوں میں فعل سے پہلے ایسے الفاظ ہیں جو فعل کے عمل کو اسم مقدم تک لے جانے سے رکاوٹ ہیں۔ تو جب اس فعل کو ماقبل پر مسلط کرنا ضمیر کے نہ ہونے کی صورت میں بھی ممکن نہیں تو ضمیر میں مشغول ہونے کے بعد کیسے ممکن ہوگا لہٰذا یہ اسم مبتدا ہونے کی وجہ سے مرفوع ہوں گے۔

(۱۰) اذا مفاجاتیہ کے بعد ہو جیسے خَرَجْتُ فَاِذَا زَیْدٌ یَضْرِبُہٗ عَمْرٌو کیونکہ اِذَا مفاجاتیہ کے بعد جملہ

اسمیہ ہوا کرتا ہے۔ اگر نصب دیں تو جملہ فعلیہ بن/جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ اذا مفاجاتیہ کے بعد خبر حذف بھی کر دیتے ہیں جیسے خرجتُ فاذا السبعُ

وجوب نصب کی صورتیں :(۱) جب اسم منصوب سے پہلے حرف شرط یا تحضیض یا عرض یا استفہام ہو جیسے اِنْ محمدًا زُرْتَہ فاَکرِمْہُ۔ ھَلّاَ خَالِدًا اَکْرَمْتَہٗ۔ اَلاَ حَمِیْدًا نصرتَہٗ۔ ھَلْ عَلِیًّا قابلتَہٗ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ حروف فعل پر داخل ہوتے ہیں۔ فعل نظر نہ آئے گا تو مقدر مان لیں گے۔ اسی طرح انا کل شیء خلقناہ بقدر کے اندر بھی نصب واجب ہے کیونکہ کل شیء پڑھنے سے معنی خراب ہو جاتے ہیں۔

نصب کے راجح ہونے کے مواقع :(۱) جب اسم کے بعد فعل امر' نہی یا دعاء ہو جیسے خَالدٌ ' خَالِدًا اَکْرِمْہُ۔ خَالِدٌ ' خالدًا لَا تُہِنْہُ۔ خَالِدٌ ' خَالِدًا اِرْحَمْہُ امر' نہی اور دعا تینوں کو فعل طلب بھی کہا جاتا ہے۔ ان کے معنی یہ ہیں خالد تو اس کی عزت کر' خالد تو اس کی توہین نہ کر' خالد تو اس پہ رحم کر

(۲) اسم مشغول عنہ ایسے حروف کے بعد جو عام طور پر فعل سے پہلے آتے ہیں جیسے اَزَیْدًا ' اَزَیْدٌ ضَرَبْتَہٗ۔ اَبَشَرًا مِنَّا وَاحِدًا نَتَّبِعُہٗ

(۳) جب معطوف علیہ جملہ فعلیہ ہو جیسے یدخل من یشاء فی رحمتہ والظالمین اعد لھم عذابا علیما یا اسم مشغول ایسے حرف عطف کے بعد آئے جس سے پہلے جملہ فعلیہ ہو اور حرف عطف اور اسم کے درمیان کوئی فاصل نہ ہو جیسے قَامَ زیدٌ وعمرًا اکرمتُہٗ یا قام زیدٌ وعمرٌو اکرمتُہٗ

رفع ونصب کے بلا ترجیح جائز ہونے کا موقع :جب جملہ کا معطوف علیہ ایسا جملہ اسمیہ ہو جس کی خبر جملہ فعلیہ ہو تو رفع ونصب دونوں جائز ہیں جیسے مَحمودٌ جَاءَ وعمرٌو اکرمتُہٗ یا محمودٌ جَاءَ وعمرًا اکرمتُہٗ۔

رفع کے اولیٰ ہونے کے مواقع :

جب کوئی اور وجہ ترجیح نہ پائی جائے تو رفع بہتر ہے۔ یعنی ہر وہ مقام جو مذکورہ بالا تین احتمالات سے خالی ہے کہ اسم مشغول عنہ ایسی صورت میں ہے کہ نہ نصب واجب نہ رفع اور نہ نصب راجح ہو تو اب اس اسم مشغول عنہ کو رفع ونصب دینا دونوں جائز ہیں مگر بہتر رفع ہوگا جیسے مَسْعودٌ ضربتُہٗ۔ زیدٌ اکرمتُہٗ اور مسعودًا ضربتُہٗ۔ زیدًا اکرمتُہٗ بھی جائز ہے۔ رفع اس لیے بہتر ہے کہ اس صورت میں کوئی لفظ محذوف نہیں ماننا پڑتا۔

سوال : مندرجہ ذیل مثالوں کے اندر اسم مرفوع ہے یا منصوب؟ حکم کیا ہے اور وجہ کیا ہے؟

زید ضرب راسہ۔ خرجت فاذا الاستاذ یخدمہ طالب۔ خالدا اکرمہ۔ محمود لا تقتلہ۔

الدرس کتبتہ ۔ الدرس ما کتبہ حامد ۔ خالد جاء وزید اکرمتہ ۔ ان قر آنا رایتہ فعظمہ ۔ ھلا حامد ضربتہ ۔ ماجد ان نصرتہ فاحسن الیہ ۔ حامد ھل درستہ ۔ الا حامد درستہ ۔ خالد الا درستہ ۔ خالد کم نصرتہ ۔ محمود انی ضربت اخاہ ۔ محمود الذی عظمتہ عظمہ ۔ خالد ما رایتہ ۔ ھل علی قابلتہ ۔ اعلی قابلتہ ۔ زید لا تضربہ

جواب : (۱) زَیْدٌ ضُرِبَ رَاسُہٗ ۔ زید میں رفع واجب ہے کیونکہ فعل محذوف نکالیں گے تو بعد والے فعل کی مناسبت سے فعل مجہول ہی آئے گا اور فعل مجہول کا معمول نائب فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہوگا جبکہ اشتغال میں شرط یہ ہے کہ فعل محذوف نصب دے۔(۲) خرجتُ فَاِذَا الاستاذُ یَخْدِمُہٗ طالبٌ میں رفع واجب ہے کیونکہ اِذَا فجائیہ کے بعد ہے۔

(۳) خَالِدًا اَکْرِمْہُ میں نصب راجح ہے کیونکہ اسم کے بعد فعل امر ہے۔ البتہ رفع بھی جائز ہے۔(۴) محمودًا لَا تَقْتُلْہُ میں نصب راجح ہے کیونکہ اسم کے بعد فعل نہی ہے۔ البتہ رفع بھی جائز ہے۔(۵) الدرسُ کَتَبْتُہٗ میں رفع راجح ہے کیونکہ اور احتمالات (رفع واجب' نصب واجب اور نصب راجح) نہیں پائے جاتے۔(۶) الدرسُ ما کتبہ حامدٌ میں رفع واجب ہے کیونکہ ما نافیہ اسم اور فعل کے درمیان عمل کرنے سے مانع ہے۔(۷) خالدٌ جاءَ وزیدٌ اکرمتُہٗ۔ خالدٌ جاءَ وزیدًا اکرمتُہٗ میں رفع نصب بغیر ترجیح کے' دونوں جائز ہیں کیونکہ اگر جملہ کا جملہ پر عطف دیکھیں تو دونوں جملے اسمیہ ہونے چاہئیں۔ اس وقت زیدٌ مبتدا ہونے کی وجہ سے مرفوع ہوگا یعنی خالدٌ جاء ایک جملہ معطوف علیہ ہے اور زیدٌ اکرمتُہٗ دوسرا جملہ معطوف ہے دوسری صورت ہے خالدٌ جاء اس کی مناسبت خالد جاء کی خبر سے ہوگی' خبر جملہ فعلیہ ہے' اس اعتبار سے واؤ کے بعد بھی جملہ فعلیہ بنایا تو زیدًا عامل محذوف کی وجہ سے منصوب ہوگا۔ (۸) اِنْ قرْآنًا رایتَہٗ فعَظِّمْہُ میں نصب واجب ہے کیونکہ اسم مشغول عنہ حرف شرط کے بعد واقع ہے اور اِنْ حرف شرط فعل کے ساتھ خاص ہے اس لیے یہاں پر فعل محذوف نکالیں گے۔ وہ فعل اس کے بعد فعل مفسر رَاَیْتَہٗ سے سمجھ میں آ رہا ہے یعنی اِنْ رایتَ قرآنًا رایتہٗ فَعَظِمْہُ ۔ اِنْ' ھَلْ' ھَلَّا اور اَلَّا فعل کے ساتھ خاص ہیں۔(۹) ھَلَّا حامِدًا ضربتَہٗ میں نصب واجب ہے کیونکہ اسم حرف تنبیہ کے بعد ہے۔ اور ضربت فعل محذوف کی وجہ سے منصوب ہے۔ (۱۰) مَاجِدٌ اِنْ نصرتَہٗ فَاَحْسِنْ الیہِ میں رفع واجب ہے کیونکہ اِنْ حرف شرط اسم اور فعل کے درمیان آکر عمل سے مانع بن گیا ہے۔(۱۱) حَامِدٌ ھل دَرَّسْتَہٗ میں رفع واجب ہے کیونکہ حرف استفہام ھل اسم مشغول عنہ اور فعل کے درمیان ہونے کی وجہ عمل کرنے سے مانع بن گیا ہے۔(۱۲) اَلَا حَامِدًا دَرَّسْتَہٗ میں نصب واجب ہے کیونکہ اسم اَلَا حرف عرض کے بعد ہے اور یہ فعل کے ساتھ خاص ہے لہٰذا فعل محذوف مانیں گے یعنی اَلَا درستَ حامدًا درستَہٗ (۱۳) خَالِدٌ الا دَرَّسْتَہٗ میں

رفع واجب ہے کیونکہ اَلَا حرف عرض نے اسم اور فعل کے درمیان آکر عمل میں رکاوٹ ڈال دی ہے۔(۱۴) خالدٌ کم نَصَرْتَهٗ میں رفع واجب ہے کیونکہ کَمْ خبریہ نے اسم اور فعل کے درمیان میں آکر عمل میں رکاوٹ ڈال دی ہے۔(۱۵) محمودٌ اِنِّیْ ضربتُ اَخَاهُ میں رفع واجب ہے کیونکہ ان حرف مشبہ بالفعل اسم مشغول عنہ اور فعل کے درمیان آگیا ہے۔(۱۶) محمدٌ الذِیْ عَظَّمْتَهٗ فَعَظِّمْهُ میں رفع واجب ہے کیونکہ اسم موصول نے فعل کو اسم مشغول عنہ میں عمل کرنے سے روک دیا ہے۔ لیکن اس مثال میں اگر عَظِّمْ فعل امر کو محذوف مانیں تو ممکن ہے کیونکہ وہ موصول کا صلہ نہیں ہے' جیسے وایای فارھبونِ میں اِیایَ کا ناصب محذوف ہے جس کی تفسیر اگلا فعل کرتا ہے۔ اصل میں تھا اِرْهَبُوْنِ فعل فاعل کو حذف کیا اور ضمیر متصل سے منفصل بنی تو ایای ہو گیا۔ تفسیر صاوی میں ہے وَاِیَّایَ مفعولٌ لمحذوفٍ یفسرہ قولہ فارھبونِ (ج ا ص ۲۶) واللہ اعلم۔

(۱۷) خالدٌ ما ضربتُهٗ میں رفع واجب ہے کیونکہ مَا نافیہ نے اسم مشغول عنہ میں فعل کو عمل کرنے سے روک دیا ہے۔(۱۸) هَلْ عَلِیًّا قَابَلْتَهٗ میں نصب واجب ہے کیونکہ حرف شرط اسم مشغول عنہ سے پہلے آگیا ہے۔(۱۹) اَعَلِیًّا قَابَلْتَهٗ میں نصب راجح ہے اور رفع بھی جائز ہے کیونکہ اسم مشغول عنہ ایسے حرف کے بعد ہے جو غالب طور پر فعل سے پہلے آتا ہے۔

والرابع المنادى وهو اسم مدعو بحرف النداء لفظا نحو يا عبد الله أى أدعو عبد الله و حرف النداء قائم مقام ادعو و حروف النداء خمسة يا و أيا و هيا و أى و الهمزة المفتوحة و قد يحذف حرف النداء لفظا نحو يوسف أعرض عن هذا .

واعلم ان المنادى على أقسام فان كان مفردا معرفة يبنى على علامة الرفع كالضمة و نحوها نحو يا زيد و يا رجل و يا زيدان و يا زيدون و يخفض بلام الاستغاثة نحو يا لزيد و يفتح بالحاق ألفها نحو يا زيداه و ينصب ان كان مضافا نحو يا عبد الله او مشابها للمضاف نحو يا طالعا جبلا أو نكرة غير معينة كقول الأعمى يا رجلا خذ بيدى. و ان كان معرفا باللام قيل يا أيها الرجل و يا أيتها المرأة .

و يجوز ترخيم المنادى و هو حذف فى آخره كما تقول فى مالک یا مال و فی منصور یا منص و فی عثمان یا عثم و یجوز فی آخر المنادی المرخم الضم و الحرکة الأصلیة کما تقول فی یا حارث یا حار و یا حار .

و اعلم ان یا من حروف النداء قد تستعمل فی المندوب أیضا و هو المتفجع علیه بیا أو وا کما یقال یا زیداه و وا زیداه فوا مختصة بالمندوب و یا مشترکة بین النداء و المندوب و حکمه فی الاعراب و البناء مثل حکم المنادی .

ترجمہ چوتھے منادی ہے اور وہ وہ اسم ہے جس کو لفظاً کسی حرف نداء کے ساتھ بلایا گیا ہو جیسے یا عبد الله یعنی ادعو عبد الله اور حرف نداء قائم مقام ہے ادعو کے اور حروف نداء پانچ ہیں یا ' ایا ' هیا ' ای اور ہمزہ مفتوحہ - اور کبھی حرف نداء کو لفظاً حذف کردیا جاتا ہے جیسے یوسف اعرض عن هذا

اور جان لے کہ منادی کئی قسم پر ہے تو اگر منادی مفرد معرفہ ہو تو علامت رفع پر مبنی ہوگا جیسے ضمہ وغیرہ مثلاً یازید ' یارجل ' یازیدان اور یا زیدون اور مجرور ہوتا ہے لام استغاثہ کے ساتھ جیسے یا لزید اور مفتوح ہوگا هاء کے مل جانے سے جیسے یازیداہ اور منصوب ہوگا اگر مضاف ہو جیسے یا عبدالله یا مشابہ مضاف ہو جیسے یا طالعا جبلا یا نکرہ غیر معینہ ہو جیسے نابینے کا کہنا یا رجلا خذ بیدی اور اگر منادی معرف باللام ہو تو کہاجائے گا یا ایها الرجل اوریا ایتها المراة

اور ترخیم منادی جائز ہے اور وہ حذف کرنا ہے اس کے آخر سے جیسے تو کہے مالک میں یامال اور

منصور میں یا منص اور عثمان میں یا عثم اور جائز ہے منادی مرخم کے آخر میں ضمہ اور اصلی حرکت، جیسا کہ تو کہے یا حارث میں یا حار اور یا حار

اور جان لے کہ یا حروف نداء میں سے کبھی مندوب میں بھی استعمال ہو جاتی ہے اور مندوب وہ ہے جس پر اظہار افسوس کیا جائے یا کے ساتھ یا وا کے ساتھ جیسا کہ کہا جائے یا زیداہ اور وا زیداہ تو وا خاص ہے مندوب کے ساتھ اور یا مشترک ہے نداء اور مندوب کے درمیان ۔ اور اس کا حکم معرب اور مبنی ہونے میں منادی کے حکم کی طرح ہے۔

سوالات

سوال منادیٰ کی تعریف کر کے یہ بتائیں کہ یا ارض ابلعی ماءک ویا سماء اقلعی اور یا ابتا وغیرہ میں نداء ہے یا نہیں؟

سوال ندبہ اور نداء میں کیا فرق ہے؟

سوال وحرف النداء قائم مقام ادعو اس عبارت کی وضاحت کر کے دلیل ذکر کریں نیز وا کے قائم مقام ادعو ہونے کی دلیل بھی ذکر کریں۔

سوال حرف نداء یا منادیٰ حذف ہو سکتا ہے یا نہیں؟ مع مثال ذکر کریں۔ نیز لفظ یا اللہ اور اللھم کا فرق بتائیں۔

سوال اس شعر میں ہمزہ کس لیے ہے اور منادیٰ کیا ہے؟

افاطم مھلا بعض ھذا التدلل
وان کنت قد ازمعت صرمی فاجملی

سوال یا زید ۔ لیقبل زید اور ادعو زیدا کا فرق واضح کریں۔

سوال اعراب منادیٰ کا نقشہ مع امثلہ ذکر کریں۔

سوال مفتوح' منصوب' مبنی علی الضم' مبنی علی ما یرفع بہ کا فرق ذکر کریں۔

سوال یا زید ۔ یا زید ان ۔ یا زید ون میں مبنی کہنے کی وجہ ذکر کریں۔

سوال توابع منادیٰ کا نقشہ مع امثلہ لکھیں۔

سوال یا ابتا' یا ابت' یا ابن ام کی اصل ذکر کریں۔

سوال یا خالد ۔ یا عبد اللہ ۔ یا لزید لعمرو کی ترکیب کریں۔ خط کشیدہ کی لمبی ترکیب کریں۔ نیز مستغیث' مستغاث' مستغاث لہ کا فرق ذکر کریں۔

سوال ترخیم منادیٰ کی شرطیں اور احکام مع نقشہ ذکر کریں۔

سوال مندرجہ ذیل اعلام میں ترخیم کریں اور دونوں طرح پڑھیں
یا عناية الرحمن ۔ یا معد ی کرب ۔ یا سیف ۔ یا مبشرة ۔ یا سنة ۔ یا عروب ۔ یا محبوب ۔
یا حبيبة ۔ یا حبیب ۔ یا حیوان

سوال اغراء، مغری، مغریٰ، مغریٰ بہ کی تعریف کریں اور مثالیں دیں۔

سوال اغراء کی صورتیں اور ان کا حکم ذکر کریں۔ نیز صبغة اللہ اور فطرة اللہ التی فطر الناس علیها کی مختصر ترکیب کریں۔

سوال اختصاص کہاں اور کیوں ہوتا ہے؟ اس کے دو اسلوب ذکر کر کے مثالیں دیں۔

سوال نحن معاشر الانبیاء لا نورث ۔ نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم عن کلامنا ایها الثلاثة کی ترکیب کریں اور ایها الرجل اور اس ایها الثلاثة کا فرق بتائیں۔

سوال مفعول بہ کے فعل کے حذف کرنے کی بقیہ صورتیں مع مثال ذکر کریں۔

حل سوالات

سوال منادیٰ کی تعریف کر کے یہ بتائیں کہ یا ارض ابلعی ماء ک ویا سماء اقلعی اور یا ابتا وغیرہ میں نداء ہے یا نہیں؟

جواب المنادی هو اسم مدعو بحرف النداء لفظا نحو یا عبد الله
"منادیٰ وہ اسم ہے جو حرف ندا کے ساتھ لفظاً پکارا گیا ہو جیسے اے عبد اللہ"

یا ارض ابلعی ماء ک، ویا سماء اقلعی کے اندر ارض اور سماء اگرچہ غیر ذوی العقول ہیں لیکن چونکہ خطاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور ذوی العقول اور غیر ذوی العقول تمام اسی کی مخلوق ہیں اور اس کے حکم کے تابع ہیں لہٰذا ارض اور سماء بھی ذوی العقول کی طرح منادیٰ ہیں۔ ندا سے مطلوب جواب نداء ہوتا ہے اور ارض اور سماء سے بھی مطلوب حاصل ہو رہا ہے لہٰذا یہ بھی منادیٰ ہیں کیونکہ حرف نداء کے ساتھ پکارے گئے ہیں۔ ارشاد باری ہے فقال لها وللارض ائتیا طوعا او کرها قالتا اتینا طائعین قیامت کے دن انسان اپنے اعضاء سے خطاب کرے گا اور اعضاء جواب دیں گے ارشاد فرمایا وقالوا لجلودهم لم شهدتم علینا قالوا انطقنا الله الذی انطق کل شیء ترجمہ: "اور کہیں گے وہ اپنے اعضاء کو تم نے ہمارے خلاف گواہی کیوں دی وہ کہیں گے کہ ہمیں اس ذات نے بلوایا جس نے ہر چیز کو گویائی دی"۔ یا ابتا اصل میں یا ابی ہے۔ سماعا یا ابتا بھی کہہ دیتے ہیں۔ ابتا حرف ندا کے ساتھ پکارا گیا ہے لہٰذا یہ بھی منادیٰ ہے۔

یا ارض ابلعی ماء ک، یا سماء اقلعی اور یا ابتا تینوں نداء کی مثالیں ہیں۔ اگر انسان زمین

آسمان وغیرہ کو خطاب کرے تو حقیقی ندا نہ ہوگی بلکہ کسی تمنا کا اظہار ہوگا جیسے

الا ایھا اللیل الطویل الا انجلی
بصبح وما الاصباح منک بامثل

"اے لمبی رات! صبح کے ساتھ کھل جا، لیکن صبح بھی تجھ سے کچھ زیادہ بہتر نہیں ہے"

بعض اوقات منادی بھی حذف ہوتا ہے جیسے الا یسجدوا (سورۃ نمل) میں بعض قراء کے نزدیک یوں ہے الا یا اسجدوا۔ الا حرف تنبیہہ ہے اور یا حرف نداء ہے اور منادی محذوف ہے اسجدوا فعل امر ہے۔ معنی یوں ہے الا یا قوم اسجدوا (بیان القرآن ج۸ ص ۸۴)

یا اللہ میں یا حرف نداء ہے اور اسم الجلالہ منادی ہے۔ لفظ اللھم میں یا حرف نداء حذف ہے۔ اس کے عوض میں منادیٰ کے آخر میں میم مشدد لے آئے۔ اسم الجلالہ منادیٰ ہے۔ میم مشدد حرف نداء یا کے عوض میں لائی گئی ہے۔ ضرورت شعری سے اللھم کو لاھم بھی پڑھا گیا ہے

فائدہ: جس اسم کے شروع میں ال ہو نداء کے وقت ایھا وغیرہ اس کے شروع میں لایا جاتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کو پکارتے وقت ایسا نہیں یا اللہ کہتے ہیں اور یا ایھا اللہ کہنا جائز نہیں اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو پکارنے کے لئے کسی واسطے کی ضرورت نہیں ہمزہ وصلی کو اس وقت باقی رکھا جاتا ہے مگر کسی واسطے کو نہیں لایا جاتا۔

سوال ندبہ اور نداء میں کیا فرق ہے؟

جواب ندبہ اور نداء میں فرق یہ ہے کہ ندبہ اظہار افسوس کے لیے پکارنے کو کہتے ہیں اور نداء میں مقصود جواب نداء ہوتا ہے۔ یعنی مندوب وہ اسم ہے جسے یا، وا کے ساتھ افسوس کے اظہار کے لیے پکارا جائے جیسے یَا زَیْدَاہْ۔ وَا زَیْدَاہْ اسم مندوب کے آخر کی حرکت کو کھینچ کر پڑھ سکتے ہیں جیسے اوپر کی مثالوں میں زید کی دال کے فتحہ کو کھینچنے سے الف پیدا ہوگیا۔ اسی طرح وا زیداہ آخر میں ہاء سکتہ کی ہے ضمیر کی نہیں اور نہ ہی اس کا کوئی معنی ہے۔ یا قائم مقام اَدْعُوْ کے ہوگا اور زید محلاً مفعول بہ ہوگا۔ ندا کے لیے جواب ندا کا ہونا ضروری ہے خواہ لفظاً ہو یا تقدیراً جیسے یَارَحِیْمُ کے بعد جملہ اِرْحَمْنِیْ محذوف مانا جائے۔ یَا رَسُوْلَ اللہِ بغیر جواب ندا کے گستاخی ہے کیونکہ حاظر ناظر کا عقیدہ رکھنے کی صورت میں یہ جملہ نداء حقیقی ہوگا، اس کے لئے جواب ندا ضروری ہے۔ نداء میں حرف نداء کے ساتھ جس اسم کو پکارا جاتا ہے اسے منادیٰ کہتے ہیں۔ نداء سے مقصود جواب ندا ہوتا ہے جبکہ ندبہ میں مقصود اظہار افسوس ہوتا ہے۔ جیسے یَا زَیْدُ اَقِمِ الصَّلاۃَ۔ زید منادیٰ ہے اور اقم الصلاۃ جواب نداء ہے۔

ندبہ کی مثال یہ بھی ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نبی ﷺ کی وفات کے بعد فرمایا تھا یا

اَبَتَاهُ اَجَابَ رَبًّا دَعَاهُ۔ یَا اَبَتَاهُ جَنَّةُ الْفِرْدَوْسِ مَأْوَاهُ۔ یَا اَبَتَاهُ اِلٰی جِبْرِیْلَ نَنْعَاهُ (ریاض الصالحین باب الصبر) نبی علیہ السلام کی بیماری کے دنوں میں فرمایا تھا وَا کَرْبَ اَبَتَاهُ

سوال وحرف النداء قائم مقام ادعو اس عبارت کی وضاحت کر کے دلیل ذکر کریں نیز وا کے قائم مقام ادعو ہونے کی دلیل بھی ذکر کریں۔

جواب حرف نداء یا قائم مقام ادعو کے ہوتا ہے یعنی "میں پکارتا ہوں" جیسے یَا زَیْدُ ای اَدْعُوْ زیدًا دلیل اس کی یہ ہے کہ قرآن پاک میں ہے وَقَالَ رَبُّکُمُ ادْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ تو بندے جب اللہ کو پکارتے ہیں تو یوں کہتے ہیں یَا اَللّٰهُ۔ یَا رَبِّیْ وغیرہ۔ انبیاء کرام نے دعائیں مانگتے ہوئے یوں فرمایا رَبِّ اغْفِرْ لِیْ۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا الخ۔ رَبِّ انْصُرْنِیْ رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصلاۃِ تو یا قائم مقام اَدْعُوْ کے ہوا اس لیے اللہ تعالیٰ کے اس حکم پر عمل ہو گیا ادعونی استجب لکم۔ واضح رہے کہ رَبِّ اجْعَلْنِیْ وغیرہ میں حرف نداء کو محذوف نکال کر جملہ پورا کرتے ہیں۔

نداء سے جو مطلوب ہوتا ہے' وہ حرف نداء کے ساتھ ہی حاصل ہو سکتا ہے اور جب ادعو کہا تو یہ جملہ خبریہ ہو گیا۔ اصل مقصد یعنی جواب نداء جو نداء سے مقصود تھا' ادعو کے ساتھ حاصل نہیں ہوتا۔ جیسے یوں کہیں کہ اے اللہ! میری مدد فرما۔ جبکہ یوں نہیں کہا جاتا کہ میں اللہ کو پکارتا ہوں' میری مدد فرما۔ حرف نداء کے ساتھ جملہ انشائیہ ہوگا جبکہ ادعو کے ساتھ جملہ خبریہ بنتا ہے۔

وَا کے قائم مقام اَدْعُوْ ہونے کی دلیل یہ ہے کہ قرآن مجید میں ہے۔ دَعَوْا هُنَالِکَ ثُبُوْرًا ○ لَا تَدْعُوا الْیَوْمَ ثُبُوْرًا وَّاحِدًا وَّادْعُوْا ثُبُوْرًا کَثِیْرًا ○ تو اس کی تفسیر یوں کرتے ہیں کہ کافر قیامت کے روز کہیں گے وَا ثُبُوْرَاهُ اور یہ وَا بھی قائم مقام اَدْعُوْ کے ہوا اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان کے قول کو دَعَوْا کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔

سوال حرف نداء یا منادیٰ حذف ہو سکتا ہے یا نہیں؟ مع مثال ذکر کریں۔ نیز لفظ یا اللہ اور اللھم کا فرق بتائیں۔

جواب حرف نداء کبھی حذف کر دیا جاتا ہے جیسے یُوْسُفُ اَعْرِضْ عن هذا۔ اصل میں یا یوسف تھا۔ حرف نداء کو حذف کر دیا تو یوسف رہ گیا۔ اسی طرح ربنا ظلمنا انفسنا۔ ربنا آتنا فی الدنیا حسنة وغیرہ کے اندر بھی حرف نداء حذف ہے۔ رب اغفر لی ولوالدی۔ رب اجعلنی مقیم الصلوۃ وغیرہ کے اندر بھی حرف نداء حذف ہے۔ اصل یوں تھا یا ربنا۔ یا ربی۔ اسی طرح ایھا النبیُّ میں بھی یا حرف نداء حذف ہے۔ اصل میں یوں تھا یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ

بعض اوقات منادیٰ بھی حذف ہوتا ہے جیسے اَلَا یَسْجُدُوْا میں بعض قراء کے نزدیک یوں ہے اَلَا یَا

اسجدوا۔الا حرف تنبیہ ہے اور یا حرف نداء ہے اور منادی قوم محذوف ہے اسجدوا فعل امر ہے

لفظ یَا اللّٰہُ میں یَا حرف نداء ہے اور اسم الجلالہ منادیٰ ہے۔لفظ اللّٰھُمَّ میں یَا حرف نداء حذف ہے۔ اس کے عوض میں منادیٰ کے آخر میں میم مشدد لے آئے۔ اسم الجلالہ منادیٰ ہے۔ میم مشدد حرف نداء یا کے عوض میں لائی گئی ہے۔ضرورت شعری سے اللہم کو لَاھُمَّ بھی پڑھا گیا ہے

سوال اس شعر میں ہمزہ کس لیے ہے اور منادیٰ کیا ہے؟

اَفَاطِمُ مَھْلًا بَعْضَ ھٰذَا التَّدَلُّلِ
وَاِنْ کُنْتِ قَدْ اَزْمَعْتِ صَرْمِیْ فَاَجْمِلِیْ

جواب افاطم میں ہمزہ حرف نداء ہے اور فاطم منادیٰ مرخم ہے جو اصل میں فاطمۃ ہے۔ ترخیم کے بعد فاطم ہوگیا۔

ترجمہ : اے فاطمہ کچھ ان نخروں کو چھوڑ دے اور اگر تو میرے چھوڑنے ہی کا ارادہ کرچکی ہے تو احسن طریقے سے چھوڑ دے

سوال یا زیدُ۔ لِیُقْبِلْ زیدٌ اور ادعو زیدا کا فرق واضح کریں۔

جواب یَا زَیْدُ میں یا حرف نداء اور زید منادیٰ معرف مبنی علی الضم ہے۔ جملہ انشائیہ ہے۔لِیُقْبِلْ زیدٌ میں لیقبل فعل امر' زید اس کا فاعل ہے۔ فعل فاعل مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہے۔جبکہ اُدْعُوْ زَیْدًا میں ادعو فعل با فاعل' زیدا مفعول بہ ہے۔ فعل با فاعل اور مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہے۔

سوال اعراب منادیٰ کا نقشہ مع امثلہ ذکر کریں۔

جواب منادی

الف استغاثہ کے ساتھ
حکم:۔ مبنی علی الفتح
جیسے یا زیدُ اہ۔

بدون الف استغاثہ

لام استغاثہ
حکم: منادیٰ مجرور ہوگا لام استغاثہ مفتوح ہوگا، اسی طرح لام تعجب اور لام تحذیر بھی۔ جیسے، یا لَزیدٍ (زید سے فریاد کی گئی) یا لَلْماءِ (تعجب کیلئے) یا لزیدٍ لاقتلنک (مخاطب کو ڈرایا گیا) مستغاث لہ کا لام مکسور ہوگا۔ جیسے یا لَزیدٍ لِعَمْروٍ، یا لَزیدٍ لِلمظلوم

بدون اللام

مضاف/شبہ مضاف
حکم: [منصوب ہوگا]
یا طالعًا جبلًا یا طالبًا لِلعلم، یا حسنًا خطہ، یا مجتهدًافی الدراسة، یا کاتبًا درسهُ، یا عبدَاللهِ، یا رَبَّنا۔ یا عربیًا لسانُهُ

مفرد

معرفہ

معرفہ بنداء
حکم: مبنی علی الضم ہوگا
جیسے یا رجلُ۔

معرفہ قبل النداء
حکم: مبنی علی الضم ہوگا۔
جیسے یا زیدُ، یا اللہُ۔ اسم الجلالہ کے علاوہ کوئی اور اسم معرف باللام ہو تو پھر یا اور اس کے درمیان اَیُّهُا، یا اَیَّتُهَا، کا فصل کیا جائے۔ جیسے یا ایها الرجلُ، یاایتها النفسُ المطمئنۃُ۔

نکرہ
حکم: منصوب ہوگا جیسے
یا رجلاً خُذْ بِیَدِیْ
یا طالبًا اجتهِدْ
یا مسلمًا اتَّقِ اللہَ

سوال مفتوح، منصوب، مبنی علی الضم، مبنی علیٰ ما یرفع به کا فرق ذکر کریں۔

جواب مفتوح وہ اسم یا فعل جو علامت فتح پر مبنی ہو۔منصوب وہ اسم یا فعل جو کسی عامل کے سبب منصوب ہو یعنی اس پر علامت نصب ہو۔ علامت نصب فتحہ ظاہرہ اور مقدرہ دونوں طرح ہو سکتی ہے۔ نیز کبھی علامت نصب یاء ماقبل مفتوح اور کبھی یاء ماقبل مکسور اور کبھی ہوتی ہے جیسے تثنیہ، جمع اور اسماء ستہ مکبرہ مضافہ میں۔

مبنی علی الضم وہ اسم جو علامت ضمہ پر مبنی ہو یعنی آخری حرف پر حرکت ہر حال میں ضمہ ہی ہوگی جیسے یازیدُ۔مبنی علیٰ ما یرفع به کا معنیٰ "اس علامت پر مبنی جو کسی اسم کے مرفوع ہونے کی حالت میں اس پر ہوتی ہے" یا "جو حالت رفع میں اس کی علامت ہے" اور یہ کبھی ضمہ ظاہرہ ہوتی ہے جیسے یازید میں اور کبھی الف نون جیسے یا زیدانِ تثنیہ میں اور کبھی واؤ نون جیسے یازیدونَ جمع مذکر سالم میں۔ اصل علامت صرف الف یا واؤ ہے" [illegible] نہیں اس لیے نون آگیا۔ اور کبھی ضمہ

مقدرہ ہوتی ہے جیسے یا عیسیٰ

سوال یا زید۔ یا زیدان۔ یا زیدون میں مبنی کہنے کی وجہ ذکر کریں۔

جواب یا زیدُ اصل میں ادعوکَ کے قائم مقام ہے۔ تو یا قائم مقام ادعُوْ کے ہوئی۔ اور زید قائم مقام کاف ضمیر خطاب کے۔ اور ضمائر مبنی ہوتے ہیں لہٰذا زیدُ بھی مبنی ہوا۔

اسی طرح تثنیہ اور جمع میں بھی ادعوکما اور ادعوکم کے قائم مقام ہو کر یا زیدانِ اور یا زیدونَ بھی مفرد کی طرح مبنی کہلائے۔ شرح جامی میں ہے کہ یا زیدُ میں زید، ادعوک کی ضمیر مخاطب کی جگہ ہے اور ضمیر مخاطب کاف حرف خطاب کے مشابہ ہونے کی وجہ سے مبنی ہے۔ ذلک کا کاف حرف مبنی الاصل ہے۔ ادعوک کے معنی میں ہونے کی وجہ سے یا زیدُ کا زید مبنی قرار پایا۔

سوال توابع منادیٰ کا نقشہ مع امثلہ لکھیں۔

جواب

- **المنادی**
  - **معرب**
    - توابعہ تابعۃ للفظ فقط۔ جیسے یا غلامُ زیدٍ الطویلَ یہ منصوب ہے۔ کیونکہ منادی معرب منصوب ہے اور یا ایھا الرجلُ الطویلُ کے اندر الطویلُ مرفوع ہے کیونکہ اس کا متبوع الرجل مرفوع ہے اور معرب ہے۔
  - **مبنی**
    - مبنی علی الفتح: توابعہ مفتوحۃ جیسے یا زیدَاہ وعمرَاہ، یا حامدا ومحمودا
    - مبنی علی مایرفع بہ
      - توابعہ مضافۃ معنویۃ لا یجوز فیھا الا النصب جیسے یا عیسیٰ ابنَ مریمَ اللھم ربَّنا۔
      - مفردۃ حقیقۃ او حکماً
        - **عطف بیان**: یجوز الرفع والنصب جیسے یا غلامُ بشرٌ یا غلامُ بشرًا
        - **عطف بحرف**
          - معرف باَل: یجوز وجھان یا زیدُ والحارثُ یا زید والحارثَ
          - غیر معرف باَل: منادی مستقل کی طرح مبنی علی الضم یا خالدُ و سعیدُ
        - **صفت**: یجوز الرفع والنصب جیسے یا زیدُ العاقلُ، یا سیبویہِ العالمُ، یا تابط شرًّا المقدامَ مگر ای کی صفت مرفوع ہی ہوگی جیسے یا ایھا الرجلُ، اَیُّ منادی اور "ھا" حرف تنبیہ ہے۔
        - **تاکید**: یجوز الرفع والنصب۔ جیسے یا زیدُ زیدٌ او یا زیدُ زیدًا۔
        - **بدل**: منادی مستقل کی طرح مبنی ہوگا جیسے یا زیدُ بشرُ

سوال یا ابتا، یا ابت، یا ابن ام کی اصل ذکر کریں۔

جواب یَا اَبَتَا۔ یَا اَبَتِ کی اصل یَا اَبِیْ ہے۔

اور یَا ابْنَ اُمَّ کی اصل یَا ابْنَ اُمِّیْ ہے۔ قرآن پاک میں ہے یَا اَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ۔ یَا اَبَتِ ھٰذَا

تَاوِیلُ رُؤیَایَ مِنْ قَبْلُ نیز ارشاد ہے قَالَ ابنَ اُمَّ لَا تَاْخُذْ بِلِحْیَتِیْ وَلَا بِرَاْسِیْ حضرت فاطمہ کا ارشاد ہے یا ابتاہ اجاب ربا دعاہ۔

سوال یا خالد ۔ یا عبد اللہ ۔ یا لزید لعمرو کی ترکیب کریں۔ خط کشیدہ کی لمبی ترکیب کریں۔ نیز مستغیث، مستغاث، مستغاث لہ کا فرق ذکر کریں۔

جواب یا خالدُ ۔ یا حرف نداء ہے اور خالدُ محلاً منصوب ہے کیونکہ ادعو فعل (یا جس کے قائم مقام ہے، اس) کا مفعول بہ ہے، مبنی علی الضم ہے کیونکہ منادیٰ مفرد معرفہ ہے۔

یا عبدَ اللہِ ۔ یا حرف نداء قائم مقام ادعو فعل کے، انا ضمیر مستتر فاعل، عبد مضاف، اسم الجلالہ مضاف الیہ۔ مضاف، مضاف الیہ مل کر منادیٰ ہے۔ عبد منصوب ہے کیونکہ ادعو فعل کا مفعول بہ ہے۔ علامت نصب فتحہ ہے کیونکہ منادیٰ مضاف اسم مفرد منصرف صحیح ہے۔ اسم الجلالہ مجرور ہے کیونکہ مضاف الیہ ہے علامت جر کسرہ ہے کیونکہ اسم مفرد منصرف صحیح ہے۔

یَا لَزیدٍ لِعَمْرٍو ۔ یا حرف نداء ہے۔ لزید میں لام استغاثہ حرف جار۔ زید مجرور۔ جار مجرور مل کر متعلق اَدْعُوْ فعل کے جس کا قائم مقام یا حرف نداء ہے۔ لِعَمْرٍو میں لام مستغاث لہ کا اور عمرو مجرور۔ جار مجرور مل کر متعلق ثانی ادعو کے۔ ادعو فعل با فاعل اپنے دونوں متعلقوں سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

مستغیث مدد طلب کرنے والے کو کہتے ہیں۔

مستغاث جس سے مدد طلب کی جائے۔ اس کا لام مفتوح ہوتا ہے۔

مستغاث لہ جس کے لیے مدد طلب کی جائے، اسے مستغاث لہ کہتے ہیں۔ اس کا لام مکسور ہوتا ہے۔

یَالَزَیْدٍ لِعَمْرٍو کے اندر متکلم مستغیث، زید مستغاث اور عمرو مستغاث لہ ہے۔

سوال ترخیم منادیٰ کی شرطیں اور احکام مع نقشہ ذکر کریں۔

جواب ترخیم کیلئے کچھ شروط وجودی ہیں اور کچھ عدمی ۔ شروط عدمیہ یہ ہیں۔ یعنی ان صورتوں میں منادیٰ کی ترخیم جائز نہیں جبکہ منادیٰ (۱) مستغاث ہو (۲) مندوب ہو (۳) جملہ ہو (۴) مضاف یا (۵) شبہ مضاف ہو۔

ترخیم کی شروط وجودیہ یہ ہیں، یعنی ان صورتوں میں منادیٰ کی ترخیم جائز ہے۔ (۱) علم ہو اور تین حروف سے زیادہ ہو جیسے منصور (۲) یا اس کے آخر میں تاء تانیث ہے جیسے شَاۃٌ۔ ثُبَۃٌ

نکرہ میں ترخیم نہیں ہوتی۔ امرؤ القیس کے قول اَصَاحِ تریٰ برقًا میں ترخیم شاذ ہے۔ اصاح اصل میں اَصَاحِبِیْ تھا۔ مضاف ہونے کے باوجود ترخیم کی گئی ہے۔ یہ شاذ ہے۔ ابو العلاء المعری کا قول ہے

صَاحِ ھٰذِیْ قبورُنَا تَملَأُ الرحبَ فَاَیْنَ القُبُوْرُ من عَھْدِ عَادٍ

ترجمہ : "اے میرے ساتھی یہ ہماری قبریں ہیں انہوں نے میدان بھر دیئے تو کہاں ہیں قبریں قوم علاد کے زمانے سے "اس میں صَاحِ اصل میں یَا صَاحِبِیْ تھا نہ صرف مضاف میں ترخیم کی بلکہ حرف ندا بھی حذف کر دیا۔ یہ بھی شاذ ہے۔

نقشہ شرائط ترخیم
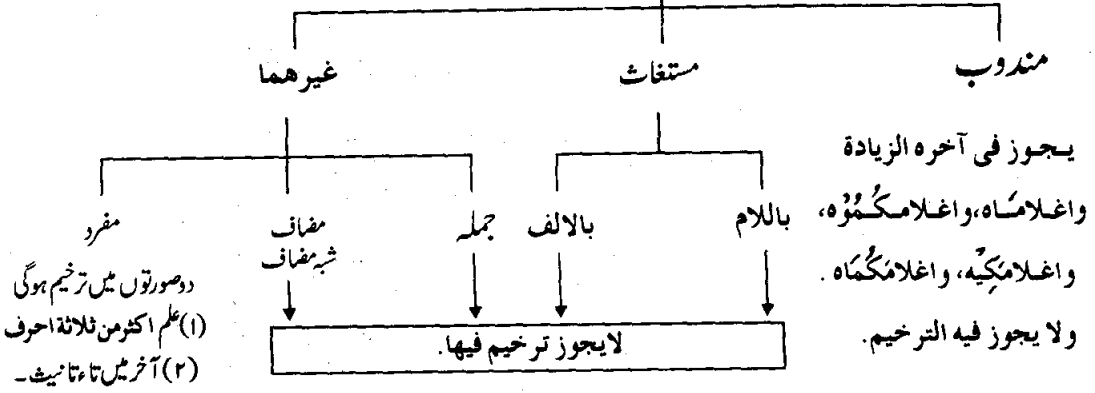
طریق ترخیم

(۱) مرکب مزجی ہو تو مرکب کا جزء ثانی حذف کریں گے جیسے یَا بعلبکُّ میں یا بعلُ (۲) لفظ کے آخر میں دو زیادتیاں ایک کے حکم میں ہوں تو دونوں حذف ہوں گی جبکہ ترخیم کے بعد تین حرف باقی رہیں جیسے یا اسماءُ سے یا اسمُ (۳) حرف زائد کے بعد آخر میں حرف اصلی ہو تو بھی دونوں حذف ہوں گے جبکہ یَا مرمیٌّ سے یَا مَرْم۔ یَامَدعُوٌّ سے یا مدعُ .یَامَنصُوْرُ سے یَامَنصُ (۴) مندرجہ بالا تینوں صورتوں کے علاوہ میں آخری حرف ہی حذف ہوگا جیسے یَا مَالِکُ سے یَا مَالِ

نقشہ طریق ترخیم

منادیٰ (طریقِ ترخیم)
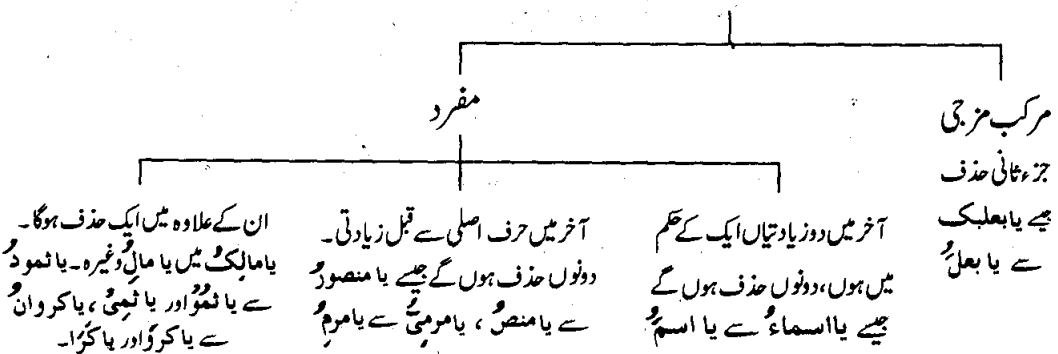
مرکب مزجی	مفرد		
جزء ثانی حذف جیسے یابعلبک سے یا بعلُ	آخر میں دو زیادتیاں ایک کے حکم میں ہوں، دونوں حذف ہوں گے جیسے یااسماءُ سے یا اسمُ	آخر میں حرف اصلی سے قبل زیادتی۔ دونوں حذف ہوں گے جیسے یا منصورُ سے یا منصُ ، یامرمیٌّ سے یامرمُ	ان کے علاوہ میں ایک حذف ہوگا۔ یامالِکُ میں یا مالِ وغیرہ۔ یا ثمودُ سے یا ثمُوْ اور یا ثمِیْ ، یاکروانُ سے یا کرْوَا اور یا کرَا۔

سوال مندرجہ ذیل اعلام میں ترخیم کریں اور دونوں طرح پڑھیں
یا عنایۃ الرحمن۔ یا معدی کرب۔ یا سیف۔ یا مبشرۃ۔ یا سنۃ۔ یا عروب۔ یا محبوب۔
یا حبیبۃ۔ یا حبیب۔ یا حیوان

جواب یَا عِنَایِۃَ الرحمٰنِ سے ترخیم کے بعد یَا عِنَایَۃَ' یَا عِنَایَۃُ۔ یَا مَعْدِیْ کَرَبُ سے یَا مَعْدِیْ۔ یَا سَیْفُ میں تین حروف ہیں اس لیے ترخیم نہ ہوگی۔ یَا مُبَشِّرَۃُ سے یَا مُبَشِّرَ' یَا مُبَشِّرُ' یَا سَنَۃُ سے یَا سَنَ' یَا سَنُ کیونکہ آخر میں تاء تانیث لگی ہوئی ہے۔ یا عَرُوْبُ سے یَا عَرُوْ' یَا عَرِیْ کیونکہ جب اس کے آخر میں ضمہ آیا تو یَا عَرُوْ ہو گیا۔ پھر قاعدہ صرفی کے مطابق یَا عَرِیْ ہو گیا۔ یَا حَبِیْبَۃُ سے یَا حَبِیْبَ' یَا حَبِیْبُ۔ یَا حَبِیْبُ سے یَا حَبِیْ۔ یَا مَحْبُوْبُ سے یَا مَحْبُ ۔یَا حَیَوَانُ سے یَاحَیَوَ یا یَاحَیَا

سوال اغراء' مغری' مغریٰ' مغریٰ بہ کی تعریف کریں اور مثالیں دیں۔

جواب اغراء کا مطلب ہے مخاطب کو کسی عمل کی ترغیب اور شوق دلانا تا کہ وہ اس کو اختیار کرے۔ جیسے الصِّدْقَ ای الزم الصِدقَ اس کے مقابلے میں تحذیر ہے جس کا مطلب ہے مخاطب کو کسی کام یا چیز سے ڈرانا۔
مغری اغراء کرنے والے یعنی متکلم کو کہا جاتا ہے۔
مغریٰ جس مخاطب کے لیے اغراء کے الفاظ بولے جائیں' اسے مغریٰ کہتے ہیں۔
مغریٰ بہ وہ امر جس کا مغریٰ کو شوق دلایا جائے' مغریٰ کہلاتا ہے۔
اغراء میں الزم یا اطلب فعل محذوف ہوتا ہے جو مغریٰ بہ کو نصب دیتا ہے جیسے کسی کو سچائی کی ترغیب دلانے کے لیے کہا جائے الصد قَ یعنی الزمِ الصدقَ (سچائی کو لازم پکڑو) الزم فعل محذوف نے الصد قَ کو نصب دیا ہے۔

سوال اغراء کی صورتیں اور ان کا حکم ذکر کریں۔ نیز صبغۃَ اللّٰہِ اور فطرۃَ اللّٰہِ التی فطر الناسَ علیھا کی مختصر ترکیب کریں۔

جواب اغراء کی مغریٰ بہ کے لحاظ سے تین صورتیں ہیں:
(۱) مغریٰ بہ مفرد ہو (۲) مغریٰ بہ مکرر ہو (۳) مغریٰ بہ معطوف علیہ ہو۔
(۱) مغریٰ بہ مفرد: یہ ہے کہ متکلم مخاطب کو جس چیز کی ترغیب دینا چاہتا ہے' اس کو ایک بار کہے جیسے سچائی کی ترغیب کے لیے کہا جائے الصد ق یعنی الزم الصد ق تم سچائی کو لازم پکڑو۔ الزم فعل محذوف ہے اور الصدق مفعول بہ منصوب ہے۔
اس کا حکم یہ ہے کہ مغریٰ بہ مفرد کو نصب دینا واجب ہے لیکن فعل کو حذف کرنا یا ذکر کرنا دونوں امر

درست ہیں۔ چنانچہ الصدقَ یا ولدِیْ اور الزم الصدقَ یَا ولدِیْ دونوں طرح کہنا درست ہے۔

(۲) مغریٰ بہ مکرر: یہ ہے کہ متکلم تاکید کے لیے مغریٰ بہ کو دوبار ذکر کرے جیسے کہیں الفضیلةَ الفضیلةَ۔ "فضیلت کو لازم پکڑو فضیلت کو"

اس کا حکم یہ ہے: کہ مغریٰ بہ مکرر کو نصب دینا جائز ہے اس وقت وہ محذوف فعل کا مفعول بہ بنے گا نصب دینے کی صورت میں اس کے فعل کو حذف کرنا واجب ہوتا ہے جیسے اُطْلُبِ الْفَضِیْلَةَ الفضیلةَ

(۳) مغریٰ بہ مکرر کو مرفوع پڑھنا بھی درست ہے کیونکہ وہ محذوف مبتدا کی خبر یا محذوف خبر کا مبتدا بھی ہو سکتا ہے۔ اگر مغریٰ بہ محذوف مبتدا کی خبر ہو تو اصل عبارت یوں ہوگی ھذہ الفضیلةُ الفضیلةُ۔ ھذہ مبتدا محذوف ہے اور پہلا الفضیلةُ خبر مرفوع اور دوسرا الفضیلةُ تاکید۔ اور اگر مغریٰ بہ محذوف خبر کا مبتدا ہو تو اصل عبارت یوں ہوگی فی طریقک الفضیلةُ الفضیلةُ فی طریقک جار مجرور خبر مقدم' پہلا الفضیلةُ مغریٰ بہ مبتدا موخر مرفوع اور دوسرا الفضیلةُ تاکید۔

نوٹ: یہ بحث حجاز معلم عربی سے ماخوذ ہے۔ جمہور نحاۃ اغراء میں مغریٰ بہ کو رفع نہیں دیتے

(۴) مغریٰ بہ معطوف علیہ: یہ ہے کہ مغریٰ بہ کے بعد کوئی اسم اس پر معطوف بن کر آئے اور مغریٰ بہ معطوف علیہ ہو' جیسے متکلم کسی کو کہے اَلْعِلْمَ وَالتَّوَاضُعَ "تم علم اور تواضع کو لازم پکڑو" اس وقت مغریٰ بہ کے فعل کو حذف کرنا اور مغری بہ کو نصب دینا واجب ہے۔

جیسے العِلْمَ والصَّبْرَ ای الزم العلمَ والصبرَ - الزم فعل با فاعل' العلم مفعول بہ منصوب مغریٰ بہ معطوف علیہ' واؤ حرف عطف' الصبر معطوف۔

صبغةَ اللّٰہِ کی ترکیب: صبغة مضاف' اسم الجلالہ مضاف الیہ' مضاف مضاف الیہ مل کر مفعول بہ ہے فعل محذوف الزم کا' انت ضمیر مستتر فاعل' فعل محذوف اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

صبغةَ منصوب ہے کیونکہ مغریٰ بہ ہے یا منصوب ہے کیونکہ مفعول بہ ہے فعل محذوف کا۔

فطرةَ اللّٰہِ التی فطرَ الناسَ علیھا: فطرة مضاف' اسم الجلالہ مضاف الیہ' مضاف مضاف الیہ مل کر موصوف التی اسم موصول' فطر الناس علیھا جملہ اس کا صلہ' موصول صلہ مل کر صفت' موصوف صفت مل کر مضاف ہوا اسم الجلالہ کا' مضاف مضاف الیہ مل کر مفعول بہ الزموا محذوف کا' الزم فعل' واؤ اس کا فاعل' الزم فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

فطرة منصوب ہے کیونکہ مفعول بہ ہے مغریٰ بہ ہے۔(ماخوذ از تفسیر ابن کثیر تحت قولہ تعالیٰ صبغة اللّٰہ ومن احسن من اللّٰہ صبغة)اور یہ بھی جائز ہے کہ صبغة اللّٰہ کی اصل ہو صبغنا اللّٰہ صبغة اللہ نے ہمیں خاص رنگ دیا صبغة' فعلة کے وزن پر مصدر برائے نوع ہے۔

سوال اختصاص کہاں اور کیوں ہوتا ہے؟ اس کے دو اسلوب ذکر کر کے مثالیں دیں۔

جواب متکلم یا مخاطب کی ضمیر کی طرف منسوب حکم کو اس معرفہ اسم ظاہر کے ساتھ خاص کرنا جو ضمیر کے بعد مذکور ہو، اس طرح اسم ظاہر سے وہ خود ہی مراد ہوتا ہے، یہ طریقہ کلام میں اختصاص کہلاتا ہے۔

اختصاص کے اغراض:

اختصاص کا اسلوب فخر، تواضع یا بیان مقصود کے لیے اختیار کیا جاتا ہے۔ اختصاص برائے فخر کی مثال:

نَحنُ الجنودَ نُحَطِّمُ العدوَّ "ہم - لشکر - دشمن کو برباد کرتے ہیں" اس جملے میں متکلم فخریہ طور پر اپنی بہادری کو بیان کر رہا ہے۔

اختصاص برائے تواضع کی مثال: اِنِّیْ اَیُّھَا العَبْدُ فَقِیرٌ اِلَی اللّٰہِ اس جملے میں متکلم تواضع کے طور پر اپنے آپ کو عبد فقیر کہہ رہا ہے۔

اختصاص برائے بیان مقصود کی مثال: نَحنُ العربَ نُکْرِمُ الضیفَ "ہم - عرب - مہمان کا اکرام کرتے ہیں" اس جملے میں نحنُ ضمیر متکلم کی وضاحت العربَ سے کی گئی ہے، فخر یا تواضع مراد نہیں ہے۔

اختصاص کے باعتبار ہیئت کے، دو اسلوب ہیں:

(۱) ہیئت خبر (۲) ہیئت ندا (۱) ہیئت خبر: اس صورت میں اسم مخصوص منصوب ہوتا ہے۔ اس کی مندرجہ ذیل چار صورتیں ہیں جن میں سے پہلی دو کثیر الاستعمال اور دوسری دو قلیل الاستعمال ہیں۔

(۱) اسم مخصوص معرف بال ہو جیسے نَحنُ الطلابَ نحبُّ العلمَ ہم طلبہ علم سے محبت رکھتے ہیں۔

(۲) اسم مخصوص معرب بال کی طرف مضاف ہو جیسے نحنُ طُلّابَ العلمِ نُحِبُّ العلمَ ہم علم کے طلب گار علم سے محبت رکھتے ہیں۔

(۳) اسم مخصوص علم ہو جیسے بِنَا تَمِیمًا یُکْشَفُ الظَّلَامُ ہم یعنی قبیلہ تمیم کے ساتھ اندھیرا زائل ہوتا ہے۔

(۴) اسم مخصوص علم کی طرف مضاف ہو جیسے نَحنُ بَنِیْ ضَبَّةَ اَصْحَابُ الْجَمَلِ ہم یعنی قبیلہ بنو ضبہ جنگ جمل میں شرکت کرنے والے ہیں۔

(۲) ہیئت ندا: اس میں اسم مخصوص کی دو صورتیں ہیں:

(۱) اسم مخصوص کلمہ نداء ایھا ہو۔

(۲) اسم مخصوص کلمہ نداء ایتھا ہو۔

احکام واعراب: اختصاص جب ہیئت ندا میں ہو تو دو صورتیں ہیں:

(الف) ضمیر کے بعد ایھا یا ایتھا میں سے کوئی لفظ ہوگا جو مبنی بر ضمہ ہوتا ہے اور محلا منصوب ہے

کیونکہ ایھا یا ایتھا تو فعل محذوف اخص کا مفعول بہ ہے۔
(ب) اسم مخصوص ایھا اور ایتھا کے بعد (منادیٰ) ایک معرف بال اسم ہوتا ہے' یہی ضمیر سے مقصود ہے اور ایھا' ایتھا کی اتباع لفظی کی بنا پر مرفوع ہوتا ہے۔
مخصوص ایھا کی مثال: اِنِّیْ اَیُّهَا العبدُ فَقِیْرٌ الی اللهِ "میں بندہ' اللہ کا محتاج ہوں" اس جملہ میں انی میں ضمیر متکلم ان کا اسم مسند الیہ ہے' ایھا مخصوص اسم مبنی بر ضمہ ہے جو اخص فعل محذوف کا مفعول بہ ہونے کے سبب محل نصب میں ہے۔ انی کی ضمیر متکلم سے مراد العبد ہی ہے۔ یہ معرف بال اسم ایھا کی اتباع میں مرفوع ہے۔ ان کی خبر فقیر ہے۔
ایتھا کی مثال: اَنتِ اَیَّتُهَا الطالبةُ مجتهدةٌ۔ انا ضمیر مبتدا ہے (پھر اخص فعل محذوف ہے) ایتھا اسم مخصوص مبنی بر ضمہ ہے جو فعل محذوف کا مفعول بہ ہونے کے سبب محل نصب میں ہے۔ الطالبة اسم معرف بال ایتھا کی اتباع میں مرفوع ہے۔

سوال نحنُ معاشِرَ الانبیاءِ لا نُوَرِّثُ۔ نَهٰی رسولُ اللهِ صلی الله علیه وسلم عَنْ کَلَامِنَا اَیُّهَا الثلاثةُ کی ترکیب کریں اور ایھا الرجلُ اور اس ایھا الثلاثةُ کا فرق بتائیں۔

جواب نحنُ معاشرَ الانبیاءِ لا نُوَرِّثُ۔ ترجمہ: "ہم مراد انبیاء کی جماعت ہماری وراثت نہیں چلتی" نحن مبتدا' معاشر الانبیاء مضاف مضاف الیہ تخصیص کے لیے ہے' لا حرف نفی' نورث فعل' نحن ضمیر مستتر اس کا فاعل' فعل فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر' مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ معاشرَ الانبیاءِ منصوب علی الاختصاص ہے اور اس کا عامل اَخُصُّ فعل محذوف ہے۔
نَهٰی رسولُ اللهِ صلی الله علیه وسلم عن کلامِنَا اَیُّهَا الثلاثةُ۔ ترجمہ: "نبی ﷺ نے منع فرمادیا ہم سے یعنی غزوۂ تبوک سے پیچھے رہنے والے تین صحابہ سے کلام کرنے سے" نہی فعل' رسول مضاف' لفظ الجلالہ مضاف الیہ' مضاف مضاف الیہ مل کر فاعل' صلی الله علیه وسلم جملہ معترضہ' عن جار' کلامنا مضاف مضاف الیہ مل کر مجرور' جار مجرور مل کر متعلق فعل نہی کے' ایھا اسم مخصوص مبنی علی الضم' الثلاثة اسم مخصوص کی صفت' موصوف صفت فعل محذوف اَخُصُّ کا مفعول بہ ہونے کے سبب محلاً" منصوب ہیں۔

اَیُّهَا الرجلُ میں یا حرف نداء محذوف ہے اور اَیُّهَا منادیٰ مبنی علی الضم ہے' الرجل اس کی صفت ہے۔ جبکہ ایھا الثلاثة میں اَخُصُّ فعل محذوف ہے اور ایھا اسم مخصوص مبنی علی الضم ہے اور الثلاثة اس کی صفت ہے جو اپنے موصوف ایھا کی اتباع میں مرفوع ہے۔ ایھا الثلاثة محلاً" منصوب ہے کیونکہ فعل محذوف اخص کا مفعول بہ ہے۔

سوال مفعول بہ کے فعل کے حذف کرنے کی بقیہ صورتیں مع مثال ذکر کریں۔

جواب مفعول بہ کے فعل کو حذف کرنے کی بقیہ صورتیں

(۱) تحذیر کے موقع پر جیسے ناقَةَ اللّٰہِ وسُقْیَاھَا ای اِحْذَرُوا نَاقَةَ اللّٰہِ وسقیاھا

(۲) مدح کے لیے جیسے والصابرِیْنَ فِی الباساءِ والضّراءِ وحِیْنَ البأْسِ ای اَمْدَحُ الصَّابِرِیْنَ فِی البَأْسَاءِ

(۳) ذم کے لیے جیسے اعوذ باللّٰہِ من الشیطٰنِ الرجیمَ اس کا عامل اَعْنِیْ فعل حذف ہے۔

(۴) ترحم کے اظہار کے لیے جیسے مَرَرْتُ بِزَیْدٍ المسکینَ اس کا عامل اَعْنِیْ فعل محذوف ہے۔

فصل : المفعول فيه هو اسم ما وقع فعل الفاعل فيه من الزمان و المكان و يسمى ظرفا و ظروف الزمان على قسمين : مبهم و هو ما لا يكون له حد معين كدهر و حين و محدود وهو ما يكون له حد معين كيوم و ليلة و شهر و سنة وكلها منصوب بتقدير "في" تقول صمت دهرا و سافرت شهرا أي في دهر و شهر و ظروف المكان كذلك مبهم وهو منصوب أيضا بتقدير في نحو جلست خلفك و قمت أمامك ومحدود وهو ما لا يكون منصوبا بتقدير "في" بل لا بد من ذكر "في" فيه نحو جلست في الدار و في السوق و في المسجد .

فصل: مفعول فیہ وہ نام ہے اس کا زمان یا مکان کا جس میں فاعل کا فعل واقع ہو اور اس کا نام ظرف رکھا جاتا ہے ۔ اور ظروف زمان دو قسم پر ہیں مبہم اور وہ وہ ہے جس کے لئے کوئی حد معین نہ ہو جیسے دھر اور حین اور محدود اور وہ وہ ہے جس کے لئے حد معین ہو جیسے یوم ' لیلة ' شھر اور سنة اور یہ سب منصوب ہوتے ہیں فی کے مقدر کرنے سے تو کہے صمت دھر و سافرت شھرا اور ظروف مکان بھی اسی طرح مبہم ہے اور وہ بھی فی کے مقدر کرنے سے منصوب ہوتا ہے جیسے جلست خلفک و قمت امامک اور محدود اور وہ وہ ہے جو نہیں منصوب ہوتا فی کے مقدر کرنے سے بلکہ فی کا ذکر کرنا اس میں ضروری ہوتا ہے جیسے جلست فی الدار و فی السوق و فی المسجد۔

سوالات

سوال مفعول فیہ کی تعریف کریں نیز اس کی اقسام کا مکمل نقشہ بنائیں اور حکم ذکر کریں۔

سوال مندرجہ ذیل کی ترکیب کریں اور مفعول فیہ کے نصب کی وجہ ذکر کریں۔اتقوا یوما ۔ قوا انفسکم واھلیکم نارا ۔ یعمر الف سنة ۔ ولا یکلمھم اللہ یوم القیامة ۔ فولوا وجوھکم شطرہ ۔ الصابرین فی الباساء والضراء وحین الباس ۔ احل لکم لیلة الصیام الرفث ۔ والذین اتقوا فوقھم یوم القیامة ۔ حتی یقول الرسول والذین آمنوا معہ متی نصر اللہ

سوال ظرف کی باعتبار تصرف کے قسمیں لکھیں اور جدول بھی لکھیں۔

سوال مفعول فیہ کے عامل کے حذف کی صورتیں بالاختصار لکھیں۔

سوال مفعول فیہ یا ظرف کی صورتوں کو جدول میں ذکر کریں اور مثالیں بھی دیں نیز دخلت الدار، ترغبون ان تنکحوھن، یخافون یوما کے اندر خط کشیدہ الفاظ کا اعراب بتائیں۔

حل سوالات

سوال مفعول فیہ کی تعریف کریں نیز اس کی اقسام کا مکمل نقشہ بنائیں اور حکم ذکر کریں۔

جواب المفعول فیہ ھو اسم ما وقع علیہ فعل الفاعل فیہ من الزمان والمکان ویسمی ظرفا "مفعول فیہ وہ نام ہے اس وقت یا جگہ کا جس میں فعل کا فاعل واقع ہو اور اس کا نام ظرف رکھا جاتا ہے"۔
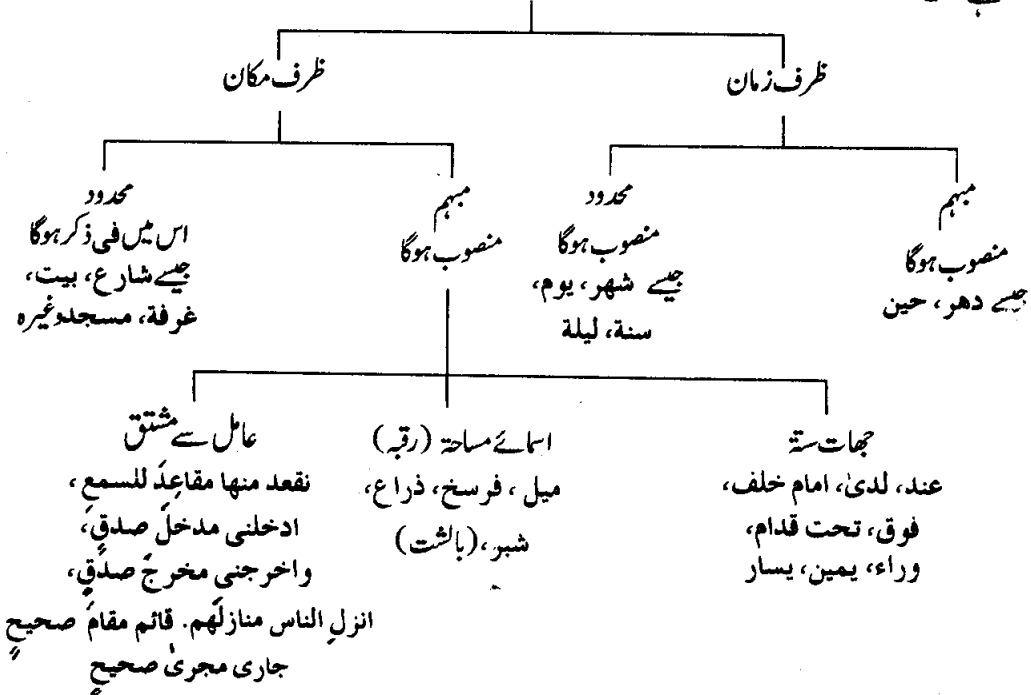
مفعول فیہ

- ظرف زمان
  - مبہم: منصوب ہوگا جیسے دھر، حین
  - محدود: منصوب ہوگا جیسے شھر، یوم، سنة، لیلة
- ظرف مکان
  - مبہم: منصوب ہوگا
    - جہات ستہ: عند، لدیٰ، امام خلف، فوق، تحت قدام، وراء، یمین، یسار
    - اسمائے مساحۃ (رقبہ): میل، فرسخ، ذراع، شبر، (بالشت)
    - عامل سے مشتق: نقعد منها مقاعِدَ للسمعِ، ادخلنی مدخلَ صدقٍ، واخرجنی مخرجَ صدقٍ، انزلِ الناس منازلَھم. قائم مقامَ صحیحٍ جاری مجریٰ صحیحٍ
  - محدود: اس میں فی ذکر ہوگا جیسے شارع، بیت، غرفة، مسجد وغیرہ

سوال مندرجہ ذیل کی ترکیب کریں اور مفعول فیہ کے نصب کی وجہ ذکر کریں۔اتقوا یوما ۔ قوا انفسکم واھلیکم نارا ۔ یعمر الف سنة ۔ ولا یکلمھم اللہ یوم القیامة ۔ فولوا وجوھکم شطرہ ۔ الصابرین فی الباساء والضراء وحین الباس ۔ احل لکم لیلة الصیام الرفث ۔ والذین اتقوا فوقھم یوم القیامة ۔ حتی یقول الرسول والذین آمنوا معه متی نصر اللہ

جواب اِتَّقُوْا یَوْمًا کی ترکیب :اتق فعل امر، واوٗ ضمیر خطاب اس کا فاعل، یوما مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ قُوْ اَنْفُسَکُمْ وَ اَھْلِیْکُمْ نَارًا کی ترکیب ق فعل

امر' واؤ ضمیر اس کا فاعل' انفسکم مضاف مضاف الیہ مل کر معطوف علیہ' واؤ حرف عطف' اھلیکم مضاف مضاف الیہ معطوف' معطوف معطوف علیہ مل کر مفعول بہ اول' نارا" مفعول بہ ثانی' فعل فاعل اور مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ يُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ: یعمر فعل مجہول' ھو ضمیر اس کا نائب فاعل' الف سنة مضاف مضاف الیہ مل کر مفعول فیہ' فعل مجہول اپنے نائب فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ الف سنة مفعول فیہ منصوب ہے کیونکہ ظرف زمان محدود ہے۔ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: واؤ عاطفہ' لا نافیہ' یکلم فعل' ھم ضمیر مفعول بہ' اسم الجلالہ فاعل' یوم القیامة مضاف مضاف الیہ مل کر مفعول فیہ' فعل اپنے فاعل مفعول بہ اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ یوم القیامة مفعول فیہ منصوب ہے کیونکہ ظرف زمان محدود ہے۔ فولوا وجوھکم شطرہ: فا عاطفہ' ول فعل امر' واؤ ضمیر اس کا فاعل' وجوھکم مضاف مضاف الیہ مل کر مفعول بہ' شطرہ مضاف مضاف الیہ مل کر مفعول فیہ۔ شطر مفعول فیہ منصوب ہے کیونکہ ظرف مکان مبہم ہے۔

الصَّابِرِيْنَ فِي الْبَاْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ: الصابرین منصوب بالمدح (اس سے پہلے امدح یا اخص فعل محذوف ہے) فی حرف جار' الباساء معطوف علیہ' والضراء معطوف' معطوف علیہ معطوف مل کر مجرور' جار مجرور معطوف علیہ' وحین الباس معطوف' معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مجرور۔ جار مجرور متعلق فعل۔ امدح یا اخص کے۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ: احل فعل مجہول' لکم جار مجرور متعلق فعل کے' لیلة مضاف' الصیام مضاف الیہ' مضاف مضاف الیہ مل کر مفعول فیہ' الرفث نائب فاعل' فعل مجہول اپنے نائب فاعل مفعول فیہ اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ لیلة الصیام مفعول فیہ منصوب ہے کیونکہ ظرف زمان محدود ہے۔

وَالَّذِيْنَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: واؤ عاطفہ' الذین موصول' اتقوا فعل با فاعل صلہ' موصول صلہ مل کر مبتدا' فوق مضاف' ھم ضمیر مضاف الیہ' مضاف مضاف الیہ مل کر ظرف مکان مبہم متعلق ثبتوا محذوف کے' یوم القیامة مفعول فیہ' ثبت فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر' مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ: حتی حرف جر' اس کے بعد ان مقدر ہوتا ہے جس نے یقول کو نصب دیا ہے۔ یقول فعل' الرسول معطوف علیہ' واؤ عاطفہ' الذین موصول' آمنوا

اس کا صلہ، موصول صلہ مل کر معطوف، معطوف معطوف علیہ مل کر یقول کا فاعل، معہ مضاف مضاف الیہ مل کر مفعول فیہ یا ظرف متعلق یقول فعل کے، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر ان مصدریہ کا وجہ سے مجرور ہے حتی حرف جار کا۔ معہ مفعول فیہ منصوب ہے کیونکہ ظرف مکان مبہم ہے یا ظرف زمان ہے۔

مَتىٰ نصرُ اللہِ: متی ظرف متعلق ثبت کے ہو کر خبر مقدم۔ نصر اللہ مضاف مضاف الیہ مل کر مبتدا موخر، مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔

سوال ظرف کی باعتبار تصرف کے قسمیں لکھیں اور جدول بھی لکھیں۔

جواب

الظرف

متصرف	غیر متصرف	
	تدخل علیہ	لاتدخل علیہ
یکون فاعلا و مفعولا وغیرھما. نحو، الیوم یوم مبارک، ھذا یوم الدین، جاء یوم الجمعۃ اتقوا یوما.	تدخل علیہ حروف الجر نحو قبل، بعد، لدن۔ عندیکون منصوبا و مجرورا	لاتدخل علیہ حرف جر، نحو، قط، عوض دائما یکون منصوبا
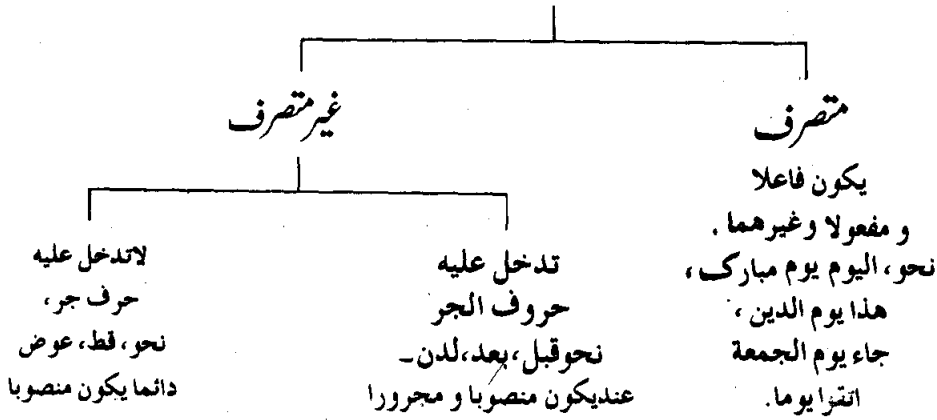
سوال مفعول فیہ کے عامل کے حذف کی صورتیں بلااختصار لکھیں۔

جواب مفعول فیہ کے عامل کے حذف کی دو صورتیں ہیں: (۱) عامل بلا شریطۃ التفسیر مقدر ہو جیسے وَالَّذِیۡنَ اتقَوۡا فوقَھُمۡ یومَ القِیَامَۃِ میں کائنون وغیرہ عامل محذوف ہے بلا شریطۃ التفسیر (۲) عامل مقدر ہو شریطۃ التفسیر کے ساتھ جیسے یَوۡمَ الۡجُمُعَۃِ سِرۡتُ فِیۡہِ میں علی شریطۃ التفسیر عامل حذف ہے یعنی مفعول فیہ کے بعد والا جملہ یا فعل اس کی تفسیر بیان کر رہا ہے یعنی سرت فعل محذوف ہے جو یوم الجمعۃ کو نصب دے رہا ہے۔ جبکہ مثال سابق میں ایسی کوئی چیز نہیں ہے۔

اسی طرح عامل کو کبھی جوازا" حذف کر دیا جاتا ہے جیسے متیٰ جِئۡتَ کے جواب میں کہا جائے یومَ الۡجُمُعَۃِ ای جئتُ یومَ الجمعۃِ اور کبھی عامل کو وجوبا" حذف کیا جاتا ہے۔ پھر وجوبا" کی دو صورتیں ہیں

(۱) سماعا" جیسے حِیۡنَئِذٍ الآنَ ای کَانَ ذٰلکَ الامرُ حِیۡنَئِذٍ واسمع الۡآنَ " وہ کام اس وقت تھا اور

اب میں سنتا ہوں "اسی طرح اَلآنَ وَقَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ اصل میں تھا اَتُؤمِنُ الآنَ وَقَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ" کیا تو اب ایمان لاتا ہے اور پہلے تو نے نافرمانی کی"

(۲) قیاساً" اور اس کی مختلف صورتیں ہیں: (۱) مفعول فیہ کا عامل صفت محذوفہ ہو جیسے مررتُ بطائرٍ فوقَ الغُصُنِ ای مررت بطائرٍ کائنٍ فوقَ الغُصُنِ میں اس پرندے کے پاس سے گزرا جو ٹہنی کے اوپر ہے۔ (۲) اسم موصول کے ظرف کا عامل حذف ہو اس سے مل کر صلہ بنے جیسے اُعْبُدُوا رَبَّکُمُ الذِی خَلَقَکم وَالذِیْنَ مِنْ قبلِکُمْ ای خلقکم والذِیْن خَلَوْا مِنْ قبلِکُمْ عبادت کرو اپنے اس رب کی جس نے تم کو پیدا کیا اور ان کو جو تم سے پہلے ہوئے (۳) محذوف عامل ہو حال میں جیسے رایتُ الہِلَالَ بینَ السحابِ ای رایت الھلال کائناً بینَ السحابِ میں نے چاند دیکھا بادل میں۔ بادل کے درمیان سے نظر آنا چاند کی حالت ہے نہ کہ متکلم کی (۵) عامل خبر محذوف ہو جیسے زید عندک ای زید ثابتٌ عندکَ او موجودٌ عندک () اشتغال کی صورت میں عامل حذف ہو جیسے یومَ الخمیسِ صمتُ فیہ ای صمتُ یومَ الخمیسِ صمت فیہ جمعرات کا دن میں نے اس میں روزہ رکھا۔

سوال مفعول فیہ یا ظرف کی صورتوں کو جدول میں ذکر کریں اور مثالیں بھی دیں نیز دخلت الدار، ترغبون ان تنکحوھن، یخافون یوماً کے اندر خط کشیدہ الفاظ کا اعراب بتائیں۔

جواب

ظرف / مفعول فیہ

- جس میں زمان / مکان کا معنی ہو۔ مطابقی هنا، قبط، یوماً
- زمان / مکان پر دلالت عارضی ہو۔
  - اسم عدد، جیسے سرتُ عشرین یوماً اَربَعَةَ اَشْھُرٍ
  - کل یا بعض ہو جیسے سِرتُ کُلَّ الیَوْمِ لا بَعْضَ الیَوْمِ.
  - صفت ہو جیسے جَلستُ طَوِیلاً مِن الدھرِ مشرقِیَّ الدارِ.
  - مجرور بالاضافۃ ہو پھر مضاف حذف ہو اور یہ عموماً مصدر ہوتا ہے۔ جئت قدوم الحجاجِ ای وقت قدوم الحجاج. جلستُ قرب زیدٍ ای جلست مکان قرب زید. جِئتک صلاةَ العصر ای جئتک وَقْتَ صَلاةِ العَصرِ.
- ظرف کے قائم مقام ہو، احقاً انک ذاھبٌ اَیْ اَفِی حقٍّ.

دخلتُ الدارَ: الدار منصوب بہ نزع خافض ہے۔ ترغبونَ اَنْ تنکِحُوھُنَّ: ان تنکحوھن مصدر مصدر مؤول محلا منصوب بنزع خافض ہے۔ یَخَافُونَ یَوْمًا: یوما مفعول بہ منصوب ہے۔

فصل المفعول له هو اسم ما لاجله يقع الفعل المذكور قبله و ينصب بتقدير اللام نحو ضربته تأديبا أى للتأديب و قعدت عن الحرب جبنا أى للجبن . و عند الزجاج هو مصدر تقديره أدبته تأديبا و جبنت جبنا .

ترجمہ :فصل : مفعول لہ وہ نام ہے اس کا جس کی وجہ سے وہ فعل واقع ہو جو اس سے پہلے مذکور ہو اور اس کو نصب دیا جاتا ہے لام کو مقدر ماننے کے ساتھ جیسے ضربتہ تادیبا ای للتادیب "میں نے اس کو اصلاح کے لئے مارا" اورقعدت عن الحرب جبنا ای للجبن "میں بزدلی کی وجہ سے جنگ سے پیچھے رہا" اور زجاج کے نزدیک وہ مصدر یعنی مفعول مطلق ہے اس کی تقدیر ہے ادبتہ تادیبا اور جبنت جبنا ۔

سوالات

سوال مفعول لہ کی تعریف کریں اور چند مثالیں ذکر کریں۔
سوال مفعول لہ کی شرطیں مع مثال ذکر کریں:
سوال مفعول لہ کے عامل کے حذف کی مثالیں ذکر کریں۔

حل سوالات

سوال مفعول لہ کی تعریف کریں اور چند مثالیں ذکر کریں۔

جواب المفعول له هو اسم ما لاجله يقع الفعل المذكور قبله وينصب بتقدير اللام نحو ضربته تاديبا اى للتاديب وقعدت عن الحرب جبنا اى للجبن

"مفعول لہ وہ اسم ہے جس کی وجہ سے وہ فعل جو اس اسم سے پہلے ذکر کیا گیا ہے' واقع ہوا ہو اور وہ (مفعول لہ) لام کی تقدیر کے ساتھ منصوب ہوتا ہے جیسے ضربتہ تادیبا (میں نے اس کو ادب سکھانے کیلئے مارا)۔ اور قعدت عن الحرب جبنا (بیٹھا میں لڑائی سے بزدلی کی وجہ سے)۔ان دونوں مثالوں میں فعل ضَرَبْتُ اور قَعَدْتُ مفعول لہ کے لیے واقع ہوا ہے۔ پہلے جملے میں تادیب اور دوسرے جملے میں جُبْن مفعول لہ ہے۔اسی طرح حَارَبْتُہٗ شَجَاعَۃً ای لِلشَّجَاعَۃِ "میں نے بہادری کی وجہ سے اس سے لڑائی کی"

دیگر مثالیں: يَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ فِيْ آذَانِهِمْ مِنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ "ٹھونستے ہیں اپنی انگلیوں کو اپنے کانوں میں کڑک کی وجہ سے موت سے ڈر سے" وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللهِ "اور بعض لوگ وہ ہیں جو اپنے آپ کو بیچتے ہیں اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے" وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِتَعْتَدُوْا "اور نہ روکو ان کو نقصان دینے کے لئے تاکہ تم زیادتی کرو" كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَاءَ النَّاسِ "اس شخص کی طرح جو اپنا مال خرچ کرتا ہے لوگوں کو دکھانے کے

لیے" وَدَّ كَثِيْرٌ مِنْ اهلِ الكتابِ لَوْ يَرُدُّونَكُمْ مِنْ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفّاراً حَسَدًا بہت سے اہل کتاب نے حسد کی وجہ سے چاہا کہ تم کو ایمان لانے کے بعد تم کو کافر بنادیں۔

سوال مفعول لہ کی شرطیں مع مثال ذکر کریں:

جواب کسی اسم کے مفعول لہ بننے کی شرائط درج ذیل ہیں۔

(۱) مصدر ہو جیسے ضربته تادیبا ۔ تادیبًا مصدر ہے۔ پس یہ نہیں کہہ سکتے کہ جئتک السَّمْنَ والعَسَلَ کیونکہ السمن اور العسل مصدر نہیں ہیں۔ سمن کا معنی گھی اور عسل کا معنی شہد ہے۔

(۲) افعال قلب میں سے ہو نہ کہ افعال جوارح میں سے جیسے لَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ۔ خَشْيَةَ افعال قلب سے ہے معنی یہ ہے کہ اپنی اولاد کو غربت کے ڈر سے قتل نہ کرو۔ اور یوں نہیں کہہ سکتے کہ جِئْتُكَ قِرَاءةً لِلعِلْمِ او قتلاً لِلكافرِ اس معنی میں کہ میں تیرے پاس آیا علم پڑھنے کے لئے یا کافر کو قتل کرنے کے لئے کیونکہ قراءة اور قتلا افعال جوارح میں سے ہیں۔ اس معنی کے لئے یوں کہنا ہوگا جِئْتُكَ لِقِرَاءَةِ الْعِلْمِ اَوْ لِقَتْلِ الكَافِرِ اسی لیے دوسری جگہ ارشاد ہے وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ مِنْ اِملاقٍ کیونکہ اِمْلَاق " اپنی اولاد کو غربت کی وجہ سے قتل نہ کرو "اِمْلَاق کا معنی فقر ہے، افعال قلوب میں سے نہیں، خَشْيَةً بمعنی خوف افعال قلوب سے ہے۔

(۳) علت کے لیے ہو، خواہ وقتی ہو یا دائمی۔ وقتی کی مثال جیسے جِئْتُ رَغْبَةً فِيْكَ اور دائمی کی مثال جیسے قعدتُ عنِ الحربِ جُبْنًا ۔

(۴) فعل اور مصدر کا وقت ایک ہو۔ پس یہ نہیں کہہ سکتے تَاَهَّبْتُ السفرَ بمعنی "میں نے سفر کے لیے تیاری کی" کیونکہ سفر کا وقت تیاری کے بعد ہوتا ہے۔ صحیح جملہ یوں ہے تَاَهَّبْتُ لِلسَّفَرِ ۔

(۵) کرنے والا ایک ہو پس یہ نہیں کہہ سکتے کہ جِئْتُكَ مَحَبَّتَكَ اِيَّايَ کیونکہ فعل کا فاعل متکلم اور مصدر کا فاعل مخاطب ہے۔ صحیح جملہ یوں ہے جِئْتُكَ لِمَحَبَّتِكَ اِيَّايَ ۔

جب مندرجہ بالا شرائط موجود ہوں گی تو اس کو منصوب پڑھیں گے اس وقت حرف جر کا لانا قلیل ہے جیسے وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ۔ "بعض پتھر وہ ہیں جو اللہ کے ڈر سے پھٹ جاتے ہیں" خَاشِعًا مُتَصَدِّعًا مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ " اللہ کے ڈر سے دب جانے والا پھٹ جانے والا"۔

سوال مفعول لہ کے عامل کے حذف کی مثالیں ذکر کریں۔

جواب کبھی مفعول لہ کے عامل کو حذف کر دیتے ہیں جیسے لِمَ تَعِظُوْنَ قَوْمًا اللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ اَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا " تم کیوں نصیحت کرتے ہو ان لوگوں کو جن کو خدا ہلاک کرنے والا ہے یا ان کو سخت سزا دینے والا ہے" کے جواب میں کہا مَعْذِرَةً اِلٰى رَبِّكُمْ " تمہارے رب کے روبرو عذر کرنے کے لئے

"۔ مَعْذِرَةً مفعول لہ ہے' اس کا عامل محذوف ہے جو پہلی عبارت سے سمجھ آ رہا ہے۔ تقدیر عبارت یہ ہے نَعِظُهُمْ مَعْذِرَةً اِلٰی رَبِّکُمْ " ہم ان کو نصیحت کرتے ہیں تمہارے رب کے رو برو عذر کرنے کیلئے

فصل المفعول معه هو ما يذكر بعد الواو بمعنى " مع " لمصاحبة معمول الفعل نحو جاء البرد و الجبات و جئت أنا و زيد اى مع الجبات و مع زيد فان كان الفعل لفظا و جاز العطف يجوز فيه الوجهان النصب و الرفع نحو جئت أنا و زيدا و زيد و ان لم يجز العطف تعين النصب نحو جئت و زيدا و ان كان الفعل معنى و جاز العطف تعين العطف نحو مالزيد و عمرو و ان لم يجز العطف تعين النصب نحو ما لک و زيدا ؟ و ما شأنک و عمرا ؟ لأن المعنى ما تصنع ؟

فصل : مفعول معہ وہ ہے جسے اس واؤ کے بعد ذکر کیا جائے جو مع کے معنی میں ہو فعل کے معمول کے ساتھ رہنے (یا شریک ہونے) کی وجہ سے جیسے جاء البرد و الجبات اور جئت انا و زیدا یعنی مع الجبات اور مع زید تو اگر فعل لفظی ہو اور عطف جائز ہو تو اس میں دو وجہیں جائز ہیں نصب اور رفع جیسے جئت انا و زیدًا اور جئت انا و زید اور اگر عطف جائز نہ ہو تو نصب متعین ہوگا جیسے جئت و زیدًا اور اگر فعل معنوی ہو اور عطف جائز ہو تو عطف متعین ہے جیسے مالزید و عمرو اور عطف جائز نہ ہو تو نصب متعین ہوگا جیسے مَالَکَ وزیدًا اورمَا شَأنُکَ وَعَمْرًا کیونکہ اس کا معنی ہے ما تصنع ؟ تو کیا کرتا ہے ؟

سوالات

سوال مفعول معہ کی تعریف اور اس کی شرطیں مع امثلہ تحریر کریں۔

سوال واؤ کے چند معانی مع امثلہ ذکر کریں اور یہ بتائیں کہ واؤ بمعنی مع کے ساتھ اور کس قسم کا التباس ہے اور کیوں؟

سوال مصنفؒ کے نزدیک واؤ کے مابعد کے حالات مع امثلہ تحریر کریں۔

سوال اوضح المسالک کے اندر ذکر کردہ واؤ کے مابعد کے حالات مع امثلہ ذکر کریں۔

سوال اس عبارت کی ترکیب کریں اور معہ کا اعراب بتائیں۔

المفعول معه هو ما يذكر بعد الواو بمعنى مع لمصاحبة معمول الفعل

حل سوالات

سوال مفعول معہ کی تعریف اور اس کی شرطیں مع امثلہ تحریر کریں۔

جواب المفعول معه هو ما يذكر بعد الواو بمعنى مع لمصاحبة معمول الفعل نحو جاء البرد والجبات وجئت انا وزيدا ای مع الجبات ومع زيد

"مفعول معہ وہ اسم ہے جو اس واؤ کے بعد ذکر کیا جائے جو مع کے معنی میں ہو، فعل کے معمول کی مصاحبت کے لیے (فعل کے معمول کا مصاحب ہونے کا معنی دینے کے لیے) جیسے جاء البرد والجبات سردی جبوں کے ساتھ آئی۔ اس مثال میں واؤ مع کے معنی میں ہے۔ جاء فعل کا معمول البرد ہے، اس کے ساتھ جبات کو مجیء یعنی آنے میں شامل کر لیا گیا۔ دوسری مثال میں جئت انا وزیدا میں بھی واؤ بمعنی مع کے ہے۔ عبارت اس طرح ہے جئت انا مع زید آنے میں انا کے ساتھ زید بھی شریک ہے۔

مفعول معہ کی شرائط:

(۱) اسم ہو (۲) مسند یا مسند الیہ نہ ہو (۳) واؤ کے بعد ہو (۴) واؤ بمعنی مع ہو (۵) واؤ سے پہلے جملہ پورا ہو۔

ہر ایک کی مثالیں یوں ہیں:

(۱) لَا تَاْکُلِ السَّمَکَ وَتَشْرَبَ اللَّبَنَ اس مثال میں تَشْرَبَ فعل ہے اس لیے واؤ بمعنی مع کے نہیں ہو سکتی کیونکہ مفعول معہ اسم ہوتا ہے نہ کہ فعل۔

(۲) اِشْتَرَکَ زیدٌ وعمرٌو اس مثال میں عمرو مفعول معہ نہیں ہو سکتا کیونکہ فاعل ہے اور فاعل مسند الیہ ہوتا ہے۔

(۳) جئتُ مَعَ زیدٍ زید مفعول معہ نہیں ہو سکتا کیونکہ واؤ کے بعد نہیں ہے۔

(۴) جَاءَ زیدٌ وبکرٌ قبلَہٗ او بعدَہٗ: بکر مفعول معہ نہیں ہو سکتا کیونکہ واؤ بمعنی مع کے نہیں ہے اس لیے کہ بکر اور زید ایک ساتھ نہیں آئے بلکہ بکر زید سے پہلے یا بعد میں آیا جبکہ مفعول معہ کے لیے معیت ضروری ہے۔

(۵) کُلُّ رجلٍ وضَیْعَتُہٗ یہاں بھی واؤ بمعنی مع نہیں ہو سکتا کیونکہ واؤ سے قبل جملہ پورا نہیں۔

سوال واؤ کے چند معانی مع امثلہ ذکر کریں اور یہ بتائیں کہ واؤ بمعنی مع کے ساتھ اور کس قسم کا التباس ہے اور کیوں؟

جواب واؤ کے استعمال کی مختلف صورتیں ہیں:

(۱) واؤ قسمیہ ہو جیسے وَاللّٰہِ لَاَضْرِبَنَّ زَیْدًا

(۲) واوٗ بمعنی رب ہو جیسے وَعالِمٍ یَعْمَلُ بِعِلْمِہٖ واوٗ قسمیہ اور واوٗ بمعنی رب دونوں جر دیتے ہیں۔

(۳) واوٗ عاطفہ۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔(ا) برائے عطف جملہ بر جملہ جیسے اِذَا جَاءَکَ الْمُنَافِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّکَ لَرَسُوْلُ اللّٰہِ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ اِنَّکَ لَرَسُوْلُہٗ وَاللّٰہُ یَشْهَدُ اِنَّ الْمُنَافِقِیْنَ لَکَاذِبُوْنَ ترجمہ: "جب منافق آپ کے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں ہم گواہی دیتے ہیں(یعنی دل سے مانتے ہیں) کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ بے شک آپ اس کے رسول ہیں اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق جھوٹے ہیں (اس بات میں کہ وہ دل سے آپ کو خدا کا رسول مانتے ہیں کونکہ دل سے تو وہ پکے بے ایمان ہیں) یہاں جملہ(نشهد انک لرسول الله) پر واوٗ عاطفہ کے ذریعہ عطف ہو رہا ہے جملہ (واللہ یشهد ان المنافقین لکاذبون)کا۔ درمیان کا جملہ (واللہ یعلم انک لرسوله) معترضہ ہے۔

(۲) برائے عطف مفرد بر مفرد جیسے جاء زیدٌ وعمرٌو واوٗ عاطفہ کے اندر تقدیم و تاخیر کا لحاظ نہیں ہوتا' اس لیے جاء زید وعمرو میں تین احتمال ہیں۔

(ا) زید پہلے اور عمرو بعد میں آیا ہو۔

(۲) عمرو پہلے اور زید بعد میں آیا ہو۔

(۳) دونوں ایک ساتھ آئے ہوں۔

جب دونوں ایک ساتھ آئے ہوں تو واوٗ کو عاطفہ بھی کہہ سکتے ہیں اور بمعنی مع بھی۔ عاطفہ کی صورت میں معطوف اعراب میں معطوف علیہ کے تابع ہے یعنی یہاں مرفوع ہے۔ جبکہ واوٗ بمعنی مع ہونے کی صورت میں مفعول معہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہوگا۔

(۴) واوٗ مستانفہ جو نئے کلام کے شروع میں آئے جیسے الباءُ للقسم والکافُ للتشبیہِ اس جگہ اگر دوسرے جملے کو پہلے سے جدا مان لیا جائے تو واوٗ مستانفہ ہوگی جو پہلے جملے سے دوسرے جملے کو جدا کر رہی ہے۔

---

(۵) واوٗ معترضہ یا واوٗ اعتراضیہ جیسے اذا جاءک المنافقون قالوا نشهد انک لرسول اللہ واللہ یعلم انک لرسوله واللہ یشهد ان المنافقین لکاذبون خط کشیدہ عبارت جملہ معترضہ ہے۔ اس کے شروع میں جو واوٗ ہے' اسے واوٗ معترضہ یا اعتراضیہ کہتے ہیں۔

(۶) واوٗ بمعنی مع جیسے جِئْتُ اَنَا وَزَیْدًا واوٗ بمعنی مع اور واوٗ جو عطف مفرد بر مفرد کے لیے ہو' ان دونوں کے درمیان التباس پیدا ہوتا ہے۔ جب عطف مفرد بر مفرد میں واوٗ عاطفہ ہو اور واوٗ معیت بھی بن سکے تو دونوں اعراب درست ہوں گے: عاطفہ ماننے کی صورت میں اعراب معطوف علیہ کے تابع ہوگا اور بمعنی مع ماننے کی صورت میں اعراب نصب ہوگا۔

واوٗ عاطفہ کی مثال: جَاءَ زیدٌ وعمرٌو' واوٗ بمعنی مع کی مثال: جاء زیدٌ وعمرًا یہاں واوٗ کو مع کے

معنی میں تب ہی لیں گے جب آنے کا فعل عمر کی معیت میں ہو یعنی دونوں ایک ساتھ آئے ہوں۔
(۷) واؤ زائدہ جیسے یُرِیْدُ اللّٰہُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ وَلِتُکْمِلُوا الْعِدَّۃَ " اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ آسانی کا ارادہ کرتے ہیں اور تمہارے ساتھ تنگی کا ارادہ نہیں کرتے اور تاکہ تم گنتی پوری کرو" یہاں واؤ بعض کے نزدیک زائدہ ہے۔
(۸) واؤ حالیہ جیسے وَلَا تَقْرَبُوْھُنَّ وَاَنْتُمْ عَاکِفُوْنَ فِی الْمَسَاجِدِ " اور ان کے پاس نہ جاؤ اس حال میں کہ تم مسجدوں میں اعتکاف کرنے والے ہو"
نوٹ: ممکن ہے کہ ابو الاسود دئلی رحمۃ اللہ علیہ کے اس شعر میں بھی واؤ عاطفہ ہو

لَا تَنْہَ عَنْ خُلُقٍ وَتَاتِیَ مِثْلَہٗ　　عَارٌ عَلَیْکَ اِذَا فَعَلْتَ عَظِیْمٌ

واؤ کے بعد ان کے مقدر ہونے کی وجہ سے یہ مصدر مؤول ہے یہ مبتدا ہے اس کی خبر محذوف ہے معنی یوں ہے لَا تَنْہَ عَنْ خُلُقٍ وَ اِتْیَانُکَ مِثْلَہٗ موجودٌ عَارٌ عَلَیْکَ اِذَا فَعَلْتَ عَظِیْمٌ ترجمہ: نہ روک تو کسی کام سے اس حال میں کہ تیرا اس جیسے کام کو کرنا موجود ہو بڑی شرمندگی کی بات ہے جب تو یہ کرے گا۔ اس شعر میں جملہ لا تنہ عن خلق جملہ مستانفہ ہے اور وتاتی مثلہ محذوف سے مل کر جملہ حالیہ ہے اور عار علیک اذا فعلت عظیم جملہ معللہ ہے واللہ اعلم۔

سوال　مصنفؒ کے نزدیک واؤ کے مابعد کے حالات مع امثلہ تحریر کریں۔

جواب　واؤ کے مابعد کے حالات درج ذیل ہیں۔
(۱) اگر فعل لفظوں میں موجود ہو اور اس پر عطف درست ہو سکے تو اس میں دو وجہیں جائز ہیں: رفع اور نصب جیسے جئتُ انا وزیدٌ۔ جئت انا وزیدًا
(۲) اگر عطف جائز نہ ہو تو نصب متعین ہے جیسے جئتُ وزیدًا جمہور کے نزدیک ضمیر مرفوع متصل پر عطف کے لیے اس کی ضمیر منفصل کے ساتھ تاکید ضروری ہے جبکہ واؤ بمعنی مع کے لیے یہ تاکید ضروری نہیں۔
(۳) اگر فعل معنیً ہو، لفظوں میں موجود نہ ہو اور عطف جائز ہو تو اس صورت میں واؤ عطف کے لیے متعین ہے جیسے ما لزیدٍ وعمرٍو معنی فعل کی وجہ یہ ہے کہ اس کی تقدیر یوں ہے مَا ثَبَتَ لِزَیْدٍ وعمرو
(۴) اگر فعل مذکور نہ ہو یعنی معنیً ہو اور عطف بھی جائز نہ ہو تو نصب متعین ہے جیسے مَا لَکَ وَزَیْدًا ۔ مَا شانکَ وعمرًا دوسری مثال میں معنی فعل اس لیے کہتے ہیں کہ اس کا مفہوم ہے مَا تَفْعَلُ مَعَ عمرٍو۔

مصنفؒ کے نزدیک واؤ کے مابعد کے چار حالات ہیں۔

سوال اوضح المسالک میں اندر ذکر کردہ واؤ کے مابعد کے حالات مع امثلہ ذکر کریں۔

جواب اوضح المسالک کے مطابق واؤ کے مابعد اسم کے پانچ حالات ہیں:

(۱) عطف واجب ہو جیسے جاءَ زیدٌ وعمرٌوقبلہٗ کیونکہ اس کے اندر مع کا معنی نہیں ہے۔

(۲) عطف راجح ہو جیسے جاءَ زیدٌ وعمرٌو یہاں نصب جائز ہے لیکن عام طور پر ایسے جملوں میں عطف ہوتا ہے اس لیے وہ بہتر ہے۔

(۳) مفعول معہ بنانا واجب ہو جیسے مَالَکَ وزیدًا ۔ مات زیدٌ و طُلُوْعَ الشمس ۔ سرتُ اَنَا والنہرَ ان مثالوں میں عطف کا معنی نہیں ہے لہٰذا عطف منع ہے' مفعول معہ بنانا ہی صحیح ہے اور واؤ بمعنی مع ہوگی۔ پہلی مثال میں ضمیر مجرور متصل پر عطف جائز نہیں۔ دوسری دو مثالوں میں واؤ کا مابعد فعل کا فاعل نہیں بن سکتا لہٰذا عطف درست نہیں۔

(۴) مفعول معہ بنانا راجح ہو جیسے جِئْتُ وزیدًا بعض نحاۃ کے نزدیک عطف جائز ہے لیکن یہ راجح نہیں ہے۔

(۵) دونوں منع ہوں یعنی نہ مفعول معہ ہو اور نہ عطف جیسے عَلَفْتُھَا تِبنًا وماءًا بارِدًا ای علفتھا تبنا وسَقَیْتُھا ماءًا بارِدًا پورے جملے کا ترجمہ یوں ہے " میں نے اس کو بھوسے کا چارہ ڈالا اور ٹھنڈا پانی پلایا تو ماءا باردا کا عامل سقیتھا محذوف ہے۔ جیسے ہمارے ہاں کہہ دیتے ہیں روٹی پانی کھاؤ یعنی روٹی کھاؤ پانی پیو ۔اسی طرح زَجَّجْنَ الحَواجِبَ وَالعیونا اصلہ زَجَّجْنَ الحواجِبَ وکَحَّلْنَ العیونًا یہاں بھی العیونًا کا عامل کَحَّلْنَ محذوف ہے۔ پورے شعر کا ترجمہ یہ ہے "جب

خوبصورت عورتیں کسی دن ظاہر ہوتی ہیں تو اپنی ابروؤں کو باریک کیا ہوتا ہے اور آنکھوں میں سرمہ ڈالا ہوتا ہے۔ ایسے اشعار سے نحو کے مسائل معلوم ہو جاتے ہیں نہ کہ شرعی مسائل ابروؤں کے بالوں کو باریک کرنا یا بے حجاب عورتوں کے نکلنے کی ممانعت اپنی جگہ ثابت ہے۔

سوال اس عبارت کی ترکیب کریں اور معہ کا اعراب بتائیں۔

المفعول معه هو ما يذكر بعد الواو بمعنى مع لمصاحبة معمول الفعل

جواب ال اسم موصول' مفعول بمعنی فعل فعل مجہول' معہ نائب فاعل' جملہ فعلیہ صلہ' موصول صلہ مل کر مبتدا' ھو مبتدا ثانی' مَا موصولہ' یُذکَرُ فعل مجہول' ھو ضمیر اس کا نائب فاعل' بعد مضاف' الواوِ مضاف الیہ' مضاف مضاف الیہ مل کر مجرور' جار مجرور متعلق ثانی ہوا یذکر فعل مجہول کے' لمصاحبۃ میں لام جارہ' مصاحبۃ مضاف' معمول مضاف الیہ مضاف' الفعل مضاف الیہ' مضاف مضاف الیہ مل کر مضاف الیہ' مضاف مضاف الیہ مل کر مجرور' جار مجرور مل کر متعلق ثالث یذکر فعل مجہول کے' فعل مجہول اپنے نائب فاعل اور تینوں متعلقوں سے مل کر صلہ' موصول صلہ مل کر خبر' مبتدا خبر مل کر خبر مبتدا اول کی' مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

مَعَہٗ مرفوع ہے کیونکہ اسم مفعول کا نائب فاعل ہے۔ علامت رفع ضمہ مقدرہ ہے کیونکہ مع ظرف مبنی علی الفتح ہے یا یہ لازم النصب ہے اور اسے نائب فاعل بنا دیا گیا ہے۔ بعض علماء کے نزدیک المفعول معه میں نائب فاعل ھو ضمیر مستتر ہے جو اس کے مصدر کی طرف لوٹتی ہے گویا تقدیر عبارت یوں ہے اَلَّذِیْ فُعِلَ الْفِعْلُ مَعَهٗ تفصیل شرح جامی میں ہے۔

فصل : الحال لفظ يدل على بيان هيئة الفاعل أو المفعول به أو كليهما نحو جاء ني زيد راكبا و ضربت زيدا مشدودا و لقيت عمرا راكبين. و قد يكون الفاعل معنويا نحو زيد في الدار قائما لأن معناه زيد استقر في الدار قائما و كذا المفعول به نحو هذا زيد قائما فأن معناه المشار اليه قائما هو زيد. والعامل في الحال فعل أو معنى فعل.

والحال نكرة أبدا و ذو الحال معرفة غالبا كما رأيت في الأمثلة المذكورة فان كان ذو الحال نكرة يجب تقديم الحال عليه نحو جاء ني راكبا رجل و قد تكون الحال جملة خبرية نحو جاء ني زيد و غلامه راكب أو يركب غلامه و مثال ما كان عاملها معنى الفعل نحو هذا زيد قائما معناه أنبه و أشير و قد يحذف العامل لقيام قرينة كما تقول للمسافر سالما غانما أى ترجع سالم غانما.

ترجمہ :فصل : حال وہ لفظ ہے جو فاعل مفعول بہ یا دونوں کی حالت کو بیان کرنے پر دلالت کرے جیسے جاء نی زید راکبا زید میرے پاس سوار ہو کر آیا' ضربت زیدا مشدودا میں نے زید کو بندھے ہوئے مارا۔اور لقیت عمرا راکبین میں عمرو کو ملا اس حال میں کہ ہم دونوں سوار تھے ۔ اور فاعل کبھی معنوی ہوتا ہے جیسے زید فی الدار قائما زید گھر میں کھڑا ہے (یہاں فاعل معنوی ہے) کیونکہ اس کا معنی ہے زید استقر فی الدار قائما زید گھر میں کھڑے ہونے کی حالت میں ٹھہرا ہوا ہے اوراسی طرح مفعول بہ (کبھی معنوی ہوتا ہے) جیسے هذا زید قائما یہ زید کھڑا ہے کیونکہ اس کا معنی ہے المشار الیہ قائما هو زید جس کی طرف کھڑے ہونے کی حالت میں اشارہ کیا جارہا ہے وہ زید ہے ۔ اور عامل حال میں فعل ہوتا ہے یا معنی فعل ہوتا ہے ۔

اور حال نکرہ ہوتا ہے اور ذو الحال اکثر معرفہ ہوتا ہے جیسا کہ تو نے مذکورہ مثالوں میں دیکھا اور اگر ذو الحال نکرہ ہو تو حال کو اس پر مقدم کرنا واجب ہے جیسے جاء نی راکبا رجل تاکہ حالت نصب میں حال صفت کے ساتھ نہ جا ملے تیرے اس قول جیسی مثالوں میں رایت رجلا راکبا اور کبھی حال جملہ خبریہ ہوتا ہے جیسے جاء زید و غلامه راکب یا جاء زید یرکب غلامه ۔ اور مثال اس کی جس میں عامل معنی فعل ہو جیسے هذا زید قائما اس کا معنی ہے انبه و اشیر میں تنبیہ کرتا ہوں (یہ ھائے تنبیہہ کا معنی ہے) اور اشار کرتا ہوں (یہ ذا اسم اشارہ کا معنی ہے) اور کبھی قرینہ کے قائم ہونے کے وقت عامل کو حذف کردیا جاتا ہے جیسے کہ تو مسافر سے کہے سالما غانما تندرست فائدہ لے کر۔ اس کا معنی یہ ہے ترجع سالما غانما آئے تو تندرست فائدہ لے کر۔

سوالات

سوال حال کی تعریف کر کے حال اور صفت کا لفظی ومعنوی فرق بتائیں۔ نیز یہ بتائیں کہ رفع' نصب' جر' تذکیر و تانیث' واحد' تثنیہ' جمع اور معرفہ ونکرہ میں سے حال میں کون سی چیز ذو الحال کے مطابق ہوتی ہے اور کون سی نہیں؟

سوال حال کا عامل کیا ہوتا ہے؟ مع مثال ذکر کریں۔

سوال ذو الحال نکرہ کب ہوتا ہے؟ مثال ذکر کریں۔

سوال اس عبارت کی وضاحت کریں

(الف)"فان کان الحال نکرة یجب تقدیم الحال علیه لئلا تلتبس بالصفة فی حالة النصب "

(ب) "وقد یحذف العامل لقیام قرینة" ۔

سوال مندرجہ ذیل کی ترکیب کریں۔

جاء حامد فارسا ۔ زید قائما احسن منه قاعد ا ۔ ادخلوا الباب سجدا ۔ ثم اتخذتم العجل من بعده وانتم ظالمون ۔ ولا تباشروهن وانتم عاکفون فی المساجد ۔ ان الذین کفروا وماتوا

وهم کفار اولئک علیهم لعنة الله والملائكة والناس اجمعین خالدین فیها ۔ واغرقنا آل فرعون وانتم تنظرون

حل سوالات

سوال حال کی تعریف کر کے حال اور صفت کا لفظی ومعنوی فرق بتائیں۔ نیز یہ بتائیں کہ رفع، نصب، جر، تذکیر و تانیث، واحد، تثنیہ، جمع اور معرفہ ونکرہ میں سے حال میں کون سی چیز ذو الحال کے مطابق ہوتی ہے اور کون سی نہیں؟

جواب الحالُ لفظٌ يَدُلُّ عَلٰى بَيَانِ هَيْئَةِ الْفَاعِلِ او المفعولِ او كليهِمَا نحوُ جاء نِیْ زیدٌ راکبًا وضربتُ زیدًا مشدودًا ولقیتُ عمرًا راکِبَیْنِ

"حال وہ لفظ ہے جو دلالت کرے فاعل کی ہیئت پر یا مفعول بہ کی ہیئت پر یا دونوں کی ہیئت پر جیسے جاء نی زید راکبا میرے پاس زید آیا اس حال میں کہ وہ سوار تھا۔ اور ضربتُ زیدًا مشدودًا یعنی مارا میں نے زید کو اس حال میں کہ وہ بندھا ہوا تھا۔ اور لقیتُ عمرًا راکِبَیْنِ یعنی میں نے عمر سے ملاقات کی اس حال میں کہ ہم دونوں سوار تھے۔

حال اور صفت کا معنوی فرق:

جب فاعل سے فعل صادر ہوتا ہے یا جب مفعول پر فاعل کا فعل واقع ہوتا ہے، جس لفظ سے فاعل اور مفعول کی اس وقت کی حالت کا بیان ہو اسے حال کہتے ہیں اور جس لفظ سے کسی چیز کی دائمی حالت کا بیان ہو اسے صفت کہتے ہیں۔

حال کی مثال جاء نی زیدٌ راکبًا (وقتی حالت کا بیان ہے) صفت کی مثال جاء نی زیدٌ العَالِمُ۔ مسلمٌ عَادِلٌ (دائمی حالت کا بیان ہے)

حال اور صفت کا لفظی فرق:

(۱) حال ہمیشہ نکرہ ہوتا ہے جبکہ صفت اپنے موصوف کے مطابق کبھی نکرہ اور کبھی معرفہ ہوتی ہے۔(۲) حال کو اس وقت مقدم کیا جاتا ہے جب ذو الحال نکرہ ہو لیکن صفت ہمیشہ موصوف کے بعد ہوتی ہے۔ (۳) حال میں عامل فعل یا معنی فعل ہوتا ہے جبکہ صفت اپنے موصوف کے تابع ہوتی ہے۔(۴) حال کبھی جملہ خبریہ بغیر ضمیر کے بھی ہوتا ہے جبکہ صفت میں یہ چیز نہیں ہوتی۔ جب صفت جملہ ہو، اس میں ضمیر لازماً" ہوتی ہے۔

حال اور ذو الحال میں فرق:

(۱) حال ہمیشہ منصوب ہوتا ہے جبکہ ذو الحال اپنے عامل کے مطابق ہوتا ہے یعنی رفع، نصب، جر تینوں حالتیں اس پر آسکتی ہیں۔ہاں تذکیر و تانیث کے اعتبار اور واحد، تثنیہ اور جمع ہونے کے لحاظ سے حال

اور ذو الحال میں ایسے ہی مطابقت پائی جاتی ہے جیسے صفت موصوف میں ۔(۲) ذو الحال اکثر معرفہ ہوتا ہے جبکہ حال ہمیشہ نکرہ ہوتا ہے۔

سوال حال کا عامل کیا ہوتا ہے؟ مثال سمیت ذکر کریں۔

جواب حال میں عمل کرنے والا اور اس کو نصب دینے والا عامل فعل یا معنی فعل ہوتا ہے معنی فعل سے مراد اسم فاعل' اسم مفعول' صفت مشبہ' افعل التفضیل مصدر' جار مجرور' اسماء افعال اور وہ اسماء وحروف جن سے فعل کے معنی اخذ کیے جاسکتے ہوں جیسے حرف نداء' حرف تنبیہہ' اسمائے اشارہ' حرف تمنی' حروف ترجی وغیرہ۔ یہ سب حال کے عامل بن سکتے ہیں۔

سوال ذو الحال نکرہ کب ہوتا ہے؟ مثال ذکر کریں۔

جواب جب حال' ذو الحال پر مقدم ہو۔ اور یہ اسی صورت میں جائز ہوگا جب حال مفرد ہو۔ اگر جملہ حال واقع ہو تو اس کی تقدیم ذو الحال پر جائز نہیں۔ چنانچہ جَاءَنِی راکبًا رجلٌ کہنا صحیح ہے لیکن جَاءَنِی وَعَلٰی کتفِہٖ سیفٌ رجلٌ کہنا صحیح نہیں کیونکہ حال جملہ ہے اس لیے ذو الحال پر مقدم نہیں کیا جا سکتا۔ درست جملہ یہ ہوگا جاءنی رجلٌ وعَلٰی کتفِہٖ سیفٌ

اسی طرح جب ذوالحال مجرور ہو تو حال کو مقدم نہیں کر سکتے جیسے وَ مَا اَھْلَکْنَا مِنْ قَرْیَۃٍ اِلَّا وَ لَہَا کِتَابٌ معلومٌ،اَوْ کَالَّذِی مَرَّ عَلٰی قریۃٍ وَّھِیَ خَاوِیَۃٌ عَلٰی عُرُوْشِہَا، فِیہَا یُفْرَقُ کلُّ امرٍ حکیمٍ امرًا مِنْ عندِنا، مررتُ برجلٍ قَائِمًا۔

سوال اس عبارت کی وضاحت کریں۔

(الف) "فان کان الحال نکرۃ یجب تقدیم الحال علیہ لئلا تلتبس بالصفۃ فی حالۃ النصب"

(ب) "وقد یحذف العامل لقیام قرینۃ"

جواب (الف) عبارت کا ترجمہ "اگر ذو الحال نکرہ ہو تو واجب ہے کہ حال کو ذو الحال سے مقدم کریں تا کہ حالت نصب میں حال کا صفت کے ساتھ التباس نہ ہو۔"

وضاحت : یعنی جب ذو الحال نکرہ ہوگا تو حالت نصب میں منصوب ہوگا اور اس کے ساتھ حال بھی منصوب ہوگا کیونکہ موصوف منصوب کی صفت بھی منصوب ہوگی نیز جب موصوف نکرہ ہو تو صفت بھی نکرہ ہوگی تو اب واضح طور پر یہ پتہ نہ چلے گا کہ یہ دونوں نکرے موصوف صفت ہیں یا ذوالحال اور حال اس لئے جب ذو الحال نکرہ ہو تو اس کو حال کے بعد لایا جاتا ہے تا کہ یہ التباس ختم ہو جائے کیونکہ موصوف ہمیشہ صفت سے پہلے آتا ہے ۔ جب ذو الحال کو موخر اور حال کو مقدم کر دیا تو اب یہ التباس باقی نہ رہا جیسے جاءنی راکبا رجل (حالت رفعی) رایت راکبا رجلا (حالت نصبی) جب حالت نصبی کے التباس کی وجہ سے حال کو مقدم کر دیا تو اب حالت رفعی کو بھی اسی طرح کر دیا تاکہ

قاعدہ ایک ہو جائے۔

(ب) وقد يحذف العامل لقيام قرينة

ترجمہ "اور کبھی حال کا عامل قرینہ موجود ہونے کی وجہ سے حذف کر دیا جاتا ہے"

وضاحت: حال کا عامل فعل ہو یا شبہ فعل یا معنی فعل' تینوں کو قرینہ پائے جانے کی صورت میں حذف کر دینا جائز ہے یعنی جب کسی مسافر کو رخصت کرتے وقت کہا جائے سالما غانما تو اس کی اصل ہوگی ترجع سالما غانما "تم سلامتی کے ساتھ کامیاب ہو کر واپس آؤ" چاند کو دیکھ کر کوئی کہے الھلالُ طالعًا یہ اصل میں ہے هٰذَا الهِلَالُ طَالِعًا هٰذَا جو معنی فعل پر مشتمل ہے' اس کو حذف کر دیا گیا ہے۔

سوال مندرجہ ذیل کی ترکیب کریں۔

جاء حامد فارسا ـ زيد قائما احسن منه قاعدا ـ ادخلوا الباب سجدا ـ ثم اتخذتم العجل من بعده وانتم ظالمون ـ ولا تباشروهن وانتم عاكفون فى المساجد ـ ان الذين كفروا وماتوا وهم كفار اولئک عليهم لعنة الله والملائكة والناس اجمعين خالدين فيها ـ واغرقنا آل فرعون وانتم تنظرون۔

جواب جملہ جَاءَ حَامِدٌ فَارِسًا : ترکیب: جاء فعل ماضی' حامد ذو الحال' فارسا حال' حال ذو الحال مل کر فاعل' فعل فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

جملہ زَيْدٌ قَائِمًا احسنُ منهُ قَاعِدًا ـ ترکیب: زید مبتدا' قائما حال مقدم' احسن صیغہ اسم تفضیل' اس میں ھو ضمیر ذو الحال' ذو الحال حال مل کر فاعل اسم تفضیل کا' من حرف جر' ہا ضمیر غائب ذو الحال' قاعدا حال' ذو الحال حال مل کر مجرور' جار مجرور مل کر متعلق اسم تفضیل کے' اسم تفضیل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر خبر' مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

جملہ اُدْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا ـ ترکیب: اُدْخُلْ فعل امر' واؤ ضمیر خطاب ذو الحال' اَلْبَابَ مفعول فیہ' سُجَّدًا حال' حال اپنے ذو الحال سے مل کر فاعل ہوا۔ فعل' فاعل اور مفعول فیہ مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

جملہ ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِهِ وَاَنْتُمْ ظَالِمُوْنَ ـ ترکیب: ثم حرف عطف' اتخذ فعل ماضی' تم ضمیر خطاب ذو الحال' العجل مفعول بہ' من حرف جر' بعد مضاف' ہا ضمیر غیب ے مضاف الیہ' مضاف مضاف الیہ مل کر مجرور' جار مجرور متعلق فعل اتخذ کے' واؤ حالیہ' انتم مبتدا' ظالمون خبر' مبتدا خبر مل کر حال' حال ذو الحال مل کر فاعل' فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

جملہ وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عَاكِفُوْنَ فِي الْمَسٰجِدِ ترکیب: واؤ مستانفہ، لا حرف نہی، تباشر فعل مضارع، واؤ ضمیر خطاب ذو الحال، ھن ضمیر جمع مونث مفعول بہ، واؤ حالیہ، انتم مبتدا، عاکفون صیغہ اسم فاعل انتم ضمیر مستتر اس کا فاعل فی المساجد جار مجرور متعلق عاکفون کے، اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر خبر، مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر حال، حال ذو الحال مل کر فاعل، فعل فاعل اور مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

جملہ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ خَالِدِيْنَ فِيْهَا ۔ ترکیب: ان حرف مشبہ بالفعل، الذین اسم موصول ذو الحال، کفر فعل ماضی، واؤ ضمیر، فعل فاعل مل کر جملہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، مات فعل ماضی واؤ ضمیر ذو الحال، واؤ حالیہ، ھم مبتدا، کفار خبر، مبتدا خبر مل کر حال، حال ذو الحال مل کر فاعل، فعل فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر صلہ، موصول صلہ مل کر ان کا اسم، اولئک اسم اشارہ مبتدا، علی حرف جار ھم ضمیر ذو الحال خالدین صیغہ اسم فاعل، اس میں ھم ضمیر مستتر اس کا فاعل، فیھا جار مجرور متعلق اسم فاعل کے، اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر حال حال ذو الحال مل کر مجرور، جار مجرور کائنۃ متعلق محذوف سے مل کر خبر مقدم، لعنۃ مضاف، اسم الجلالہ معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، الملائکۃ معطوف، واؤ عاطفہ، الناس موکد، اجمعین تاکید، موکد تاکید مل کر معطوف، معطوف علیہ معطوف مل کر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ مل کر مبتدا موخر، مبتدا خبر مل کر جملہ خبر ہوا اولئک مبتدا کی، مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر خبر ہوا ان کی، ان اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا

جملہ وَاَغْرَقْنَا آلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ۔ ترکیب: واؤ عاطفہ اغرق فعل، نا ضمیر فاعل، آل مضاف، فرعون مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ مل کر ذو الحال واؤ حالیہ، انتم مبتدا، تنظر فعل مضارع، واؤ ضمیر فاعل، فعل فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر حال ذو الحال حال مل کر مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا،

فصل : التمييز هو نكرة تذكر بعد مقدار من عدد أو كيل أو وزن أو مساحة أو غير ذلک مما فيه ابهام ترفع ذلک الابهام نحو عندی عشرون درهما و قفيزان برا و منوان سمنا و جريبان قطنا و على التمرة مثلها زبدا . و قد يكون عن غير مقدار نحو هذا خاتم حديدا و سوار ذهبا و فيه الخفض أكثر و قد يقع بعد الجملة لرفع الابهام عن نسبتها نحو طاب زيد نفسا أو علما أو أبا .

ترجمہ : فصل : تمییز وہ نکرہ ہے جس کو ذکر کیا جائے مقدار کے بعد گنتی ہو یا ماپ یا وزن یا پیائش یا اس کے علاوہ ان چیزوں سے جن میں ابہام پایا جائے یہ نکرہ اس ابہام کو اٹھا دیتا ہے عندی عشرون درھما و منوان سمنا و جرینان قطنا " میرے پاس بیس درھم اور دو من گھی اور دو بورے روئی ہے "علی التمرة مثلها زبدا اور کبھی تمییز غیرمقدار سے بھی آجاتی ہے جیسے ھذا خاتم حدیدا ' ھذا سوار ذھبا " یہ انگوٹھی سونے کی اور کنگن چاندی کا ہے " اور اس میں جر زیادہ ہوتا ہے ۔ اور کبھی تمییز جملہ کے بعد آتی ہے اس کی نسبت سے ابہام کو اٹھانے کے لئے ۔ جیسے طاب زید نفسا یا طاب زید علما یا طاب زید ابا ۔ " زید علم کے بذات خود اچھا ہے علم کے اعتبار سے اچھا ہے یا باپ کے اعتبار سے اچھا ہے ۔

سوالات

سوال تمییز کی تعریف کر کے اس کی دو قسمیں' تمییز عن مقدار اور تمییز عن نسبت کی وضاحت کریں نیز مثالیں بھی دیں۔

سوال اسم تفضیل کے بعد لفظ کب منصوب اور کب مجرور ہوگا؟ مع مثال ذکر کریں۔

سوال: تمیز محول عن الفاعل اور محول عن المفعول کب ہوتی ہے؟ مع مثال ذکر کریں۔

سوال: تمیز کو مجرور کب پڑھا جا سکتا ہے؟

سوال: مندرجہ ذیل کی ترکیب کریں۔فانفجرت منه اثنتا عشرة عينا ۔ رايت احد عشر كوكبا ۔ اشد الناس بلاء الانبياء ۔ كنتم خير امة ۔ ما تقبل من احدهم ملء الارض ذهبا ۔ ولو جئنا بمثله مددا ۔ على التمرة مثلها زبدا ۔ ومن احسن من الله صبغة ۔ هذا خاتم حديدا ۔ هذا خاتم حديد

حل سوالات

سوال : تمییز کی تعریف کر کے اس کی دو قسمیں' تمییز عن مقدار اور تمییز عن نسبت کی وضاحت کریں نیز مثالیں بھی دیں۔

جواب: تمیز وہ نکرہ ہے جو مقدار کے بعد ذکر کیا جاتا ہے' مقدار خواہ عدد ہو یا ماپ' یا وزن یا پیائش۔ تمیز اس مقدار کے ابہام کو دور کرتی ہے۔ جیسے عندی عشرون درھما وقفیزان برا ومنوان

سمنا یہاں اگر ہم یہ کہیں کہ عندی عشرون تو مفہوم سمجھ میں نہیں آتا' بلکہ بیس کا عدد غیرواضح ہے کہ آخر کیا بیس ہیں؟ تو تمیز یعنی درھما لاکر اس کا ابہام دور کیا گیا۔ اسی طرح باقی مثالوں کو سمجھ لیجئے۔

تمیز کبھی مقدار کے بجائے جنس کا ابہام دور کرنے کے لیے بھی آتی ہے جیسے ھذا خَاتَمٌ حدیدًا یہ انگوٹھی ہے لوہے کی۔ ھذا سِوَارٌ ذَھَبًا یہ کنگن ہیں سونے کا۔ ان مثالوں میں حدیدا اور ذھبا تمیز ہیں جن سے انگوٹھی اور کنگن کی جنس کا ابہام دور کیا گیا ہے۔ اس صورت میں عام طور پر تمیز کو مضاف الیہ بنا کر کسرہ دیا جاتا ہے جیسے ھذا خَاتَمُ حدیدٍ وھذا سِوَارُ ذَھَبٍ

تمیز کبھی جملہ کے بعد اس کی نسبت کا ابہام دور کرنے کے لیے واقع ہوتی ہے جیسے طَابَ زیدٌ عِلْمًا وطاب عمر نَفْسًا یعنی زید اچھا ہے اپنے علم کے اعتبار سے اور عمر اچھا ہے اپنی ذات کے اعتبار سے۔ ان مثالوں میں علما اور نفسا تمیز ہیں' کیونکہ اچھائی تو بہت سے پہلوؤں سے ہو سکتی ہے' تو تمیز لانے سے زید اور عمر کی اچھائی کا ایک متعین پہلو معلوم ہو گیا۔ کہ زید علم کے اعتبار سے اچھا ہے اگرچہ خاندان وغیرہ کے اعتبار سے اچھا نہ ہو عمرو ذاتی طور پر اچھا ہے خواہ علم کے اعتبار سے اچھا نہ ہو

سوال: اسم تفضیل کے بعد لفظ کب منصوب اور کب مجرور ہوگا؟ مع مثال ذکر کریں۔

جواب: اسم تفضیل کے بعد تمیز اگر فاعل بنائی جا سکے تو منصوب ہوگی ورنہ مجرور۔ جیسے فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً یعنی شَدَّتْ قَسْوَتُهَا (ان کے دلوں کی سختی شدید ہوگئی) اسی طرح وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰهِ یعنی شَدَّ حُبُّهُمْ لِلّٰهِ (ان کی محبت اللہ تعالیٰ سے شدید ہو گئی) اور اگر فاعل نہ ہو سکے تو تمیز مجرور ہوگی جیسے کنتم خَيْرَ اُمَّةٍ (تم بہترین امت ہو)۔

سوال: تمیز محول عن الفاعل اور محول عن المفعول کب ہوتی ہے؟ مع مثال ذکر کریں۔

جواب: جو تمیز نسبت کا ابہام دور کرنے کے لیے ہو' وہ معنی کے اعتبار سے فاعل یا مفعول ہوگی جیسے فَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُيُوْنًا یعنی فَجَّرْنَا عُيُوْنَ الْاَرْضِ یہ مفعول ہے۔ جبکہ طَابَ زیدٌ عِلْمًا یعنی طَابَ عِلْمُ زَیْدٍ یہ فاعل ہے۔ تو جو تمیز معنی کے لحاظ سے فاعل ہو' اسے تَمْيِيْز مُحَوَّل عَنِ الْفَاعِل اور جو معنی کے لحاظ سے مفعول ہو' اسے تَمْيِيْز مُحَوَّل عَنِ الْمَفْعُوْل کہتے ہیں۔

سوال: تمیز کو مجرور کب پڑھا جا سکتا ہے؟

جواب: جب تمیز مقدار اور نسبت کے بجائے جنس کا ابہام دور کرنے کے لیے ہو تو اس میں اکثر کسرہ پڑھا جاتا ہے جیسے ھذا خاتَمُ حدیدٍ و ھذا سِوَارُ ذَھَبٍ اگرچہ اس کو خاتم حَدِیْدًا اور سِوَارٌ ذَھَبًا بھی پڑھا جا سکتا ہے۔

سوال: مندرجہ ذیل کی ترکیب کریں۔

فانفجرت منه اثنتا عشرة عينا ۔ رایت احد عشر کوکبا ۔ اشد الناس بلاء الانبیاء ۔ کنتم خیر امة ۔ ما تقبل من احدھم مل ء الارض ذھبا ۔ ولو جئنا بمثلہ مددا ۔ علی التمرة مثلھا زبدا ۔ ومن احسن من اللہ صبغة ۔ ھذا خاتم حدیدا ۔ ھذا خاتم حدید

جواب: جملہ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ۔ ترکیب: فا حرف عطف' انفجر فعل ماضی' تاء حرف تانیث' من جارہ' ہا ضمیر مجرور' جار مجرور متعلق انفجر فعل کے' اثنتا عشرة ممیز' عینا تمیز' ممیز تمیز مل کر فاعل' فعل فاعل اور متعلق مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

جملہ رَاَيْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا

ترکیب: رَاٰی فعل' تا ضمیر تکلم فاعل' احد عشر ممیز' کوکبا تمیز' ممیز تمیز مل کر مفعول بہ' فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

جملہ اَشَدُّ النَّاسِ بَلَاءً الْاَنْبِيَاءُ

ترکیب: اشد اسم تفضیل مضاف' ھو اس میں فاعل' الناس مضاف الیہ' بلاء تمیز۔ اسم تفضیل اپنے فاعل مضاف الیہ اعر تمیز سے مل کر مبتدا الانبیاء اس کی خبر مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا

جملہ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ

ترکیب: کان فعل ناقص' تم ضمیر خطاب اس کا اسم' خیر مضاف' امة مضاف الیہ' مضاف مضاف الیہ مل کر کان کی خبر' کان اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

جملہ مَا تُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمْ مِلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا ترکیب: ما نافیہ' تقبل فعل ماضی مجہول' من جارہ' احد مضاف' ھم ضمیر الغیبہ مضاف الیہ' مضاف مضاف الیہ مل کر مجرور' جار مجرور متعلق تقبل فعل کے' مل ء مضاف' الارض مضاف الیہ' مضاف مضاف الیہ مل کر ممیز' ذھبا تمیز' ممیز تمیز مل کر نائب فاعل' فعل اپنے نائب فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

جملہ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهِ مَدَدًا : واؤ عاطفہ لو حرف شرط' جاء فعل ماضی' نا فاعل' بمثلہ میں با جارہ' مثل مضاف' ہا ضمیر الغیبہ مضاف الیہ' مضاف مضاف الیہ مل کر ممیز' مددا تمیرز' ممیز تمیز مل کر مجرور' جار مجرور مل کر متعلق فعل کے فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر شرط اس کی جزاء محذوف ہے شرط جزاء مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔

جملہ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً ترکیب: واؤ اعتراضیہ' من استفہامیہ مبتدا' احسن اسم تفضیل ھو ضمیر اس میں فاعل' من اللہ جار مجرور متعلق احسن اسم تفضیل کے' صبغة تمیز ہے نسبت احسن کی نسبت سے' اسم تفضیل اپنے فاعل تمیز اور متعلق سے مل کر خبر' مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ

انشائیہ ہوا۔

جملہ هٰذَا خَاتَمٌ حَدِيْدًا : هذا اسم اشارہ مبتدا' خاتم ممیز' حديدا تمیز' ممیز تمیز مل کر خبر' مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

جملہ هٰذَا خَاتَمُ حَدِيْدٍ: هذا اسم اشارہ مبتدا خاتم مضاف' حديد مضاف الیہ' مضاف مضاف الیہ مل کر خبر' مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

فـصـل : الـمستثنى لفظ يذكر بعد الا و أخواتها ليعلم أنه لا ينسب اليه ما نسب الى ما قبلها وهو علـى قسمين : متصل و هو ما أخرج عن متعدد بالا و أخواتها نحو جاء نى القوم الا زيدا و منقطع و هو المذكور بعد الا و أخواتها غير مخرج عن متعدد لعدم دخوله فى المستثنى منه نحو جاء نى القوم الا حمارا .

واعـلـم أن اعـراب الـمستثـنـى عـلـى أربـعة أقسام فان كان متصلا وقع بعد الا فى كلام مـوجـب أو مـنـقـطـعا كما مر أومقدما على المستثنى منه نحو ما جاء نى الا زيدا أحد أو كان بعد خـلا و عـدا عـنـد الاكثـر أو بـعـد مـا خلا و ما عدا و ليس و لا يكون نحو جاء نى القوم خلا زيدا الـخ كان منصوبا

و ان كـان بـعـد الا فـى كـلام غير موجب و هو كل كلام يكون فيه نفى و نهى و استفهام والمستثنى منه مذكور يجوز فيه الوجهان النصب و البدل عما قبلها نحو ما جاء نى أحد الا زيدا و الا زيد .

و ان كـان مفرغا بان يكون بعد الا فى كلام غير موجب و المستثنى منه غير مذكور كان اعرابه بحسب العوامل تقول ما جاء نى الا زيد وما رأيت الا زيدا و ما مررت الا بزيد .

و ان كـان بـعـد غيـر و سوى و سواء و حاشا عند الأكثر كان مجرورا نحو جاء نى القوم غير زيد و سوى زيد وو سواء زيد و حاشا زيد .

و اعـلـم أن اعراب غير كاعراب المستثنى بالا تقول جاء نى القوم غير زيد و غير حمار و مـا جـاء نـى غيـر زيد القوم و ما جاء نى أحد غير زيد و غير زيد و ما جاء نى غير زيد و ما رأيت غير زيد و مامررت بغير زيد .

و اعـلـم أن لفظة غير موضوعة للصفة و قد تستعمل للاستثناء كما أن لفظة الا موضوعة لـلاستثناء و قد تستعمل للصفة كما فى قوله تعالى : لو كان فيهما آلهة الا الله لفسدتا أى غير الله وكذلك قولك لا اله الا الله .

ترجمہ : فصل : مستثنیٰ وہ لفظ ہے جس کو الا اور اس جیسے کلمات کے بعد ذکر کیا جائے تاکہ معلوم ہو کہ اس کی طرف اس کی نسبت نہیں کی جاتی جس کی نسبت اس کے ماقبل کی طرف کی جاتی ہے اور وہ دو قسم پر ہے متصل اور وہ وہ ہے جس کو کئی چیزوں سے نکالا گیا ہو الا اور اس جیسے دوسرے کلمات کے ساتھ جیسے جاءنی القوم الا زیدا اور منقطع اور وہ وہ ہے جس کو ذکر کیا جائے الا اور اس جیسے دوسرے کلمات کے ساتھ اس حال میں کہ اس کو نہ نکالا گیا ہو کئی چیزوں سے اس لئے کہ وہ مستثنی منہ میں داخل ہی نہیں جیسے جاءنی القوم الا حمارا

اور جان تو کہ مستثنیٰ کا اعراب چار قسم پر ہے تو اگر مستثنیٰ متصل الا کے بعد کلام موجب میں واقع ہو یا منقطع ہو جیسا کہ گزرا یا مستثنیٰ منہ پر مقدم ہو جیسے ما جاءنی الا زیدا احد یا خلا اور عدا کے بعد ہو اکثر علماء کے نزدیک یا ما خلا اور ما عدا اور لیس اور لا یکون کے بعد ہو جیسے جاءنی القوم خلا زیدا الخ تو مستثنیٰ منصوب ہوگا۔

اور اگر مستثنیٰ الا کے بعد کلام غیر موجب میں ہو اور وہ ہر وہ کلام ہے جس میں نفی یا نہی یا استفہام ہو اور مستثنیٰ منہ مذکور ہو اس میں دو وجہیں جائز ہیں نصب اور بدل ماقبل سے جیسے ماجاءنی احد الا زید اور ما جاءنی احد الا زیدا ۔

اور اگر مستثنیٰ مفرغ ہو اس طرح کہ الا کے بعد کلام غیر موجب میں ہو اور مستثنیٰ منہ مذکور نہ ہو تو اس کا اعراب عوامل کے مطابق ہوگا جیسے ماجاءنی الا زید' مارایت الا زید اور ما مررت الا بزید ۔

اور اگر مستثنیٰ ہو بعد غیر' سوی' سواء اور حاشا کے اکثر کے نزدیک تو مستثنیٰ مجرور ہوگا جیسے جاءنی القوم غیر زید و سوی زید و سواء زید و حاشا زید ۔

اور جان لے کہ لفظ غیر کا اعراب الا کے ساتھ کئے گئے مستثنیٰ کے اعراب کی طرح ہوتا ہے تو کہے جاءنی القوم غیر زید اور جاءنی القوم غیر حمار اور ما جاءنی غیر زید القوم اور ما جاءنی احد غیر زید اور ماجاءنی احد غیر زید اور ما جاءنی غیر زید' ما رایت غیر زید' ما مررت بغیر زید

اور جان لے کہ لفظ غیر صفت کے لئے وضع کیا گیا ہے اور کبھی استثناء کے لئے استعمال ہوتا ہے جیسا کہ لفظ الا استثناء کے لئے وضع کیا گیا ہے اور کبھی صفت کے لئے استعمال ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول میں لو کان فیہما آلہۃ الا اللہ لفسدتا یعنی اگر زمین و آسمان میں اللہ کے سواء کچھ اور الہ ہوتے تو یہ تباہ ہو جاتے تو الا اللہ معنی میں ہے غیر اللہ کے۔ اور ایسے ہی تیرا قول لا الہ الا اللہ ۔

سوالات

سوال : مستثنیٰ کی عربی تعریف کرنے کے بعد مستثنیٰ کے اعراب کی چار صورتیں اور ان کے متعلقات ذکر کریں۔

سوال : اعراب مستثنیٰ کا مفصل نقشہ مع امثلہ تحریر کریں۔

سوال : حضر الطلاب الا نعمان یا جاءت الطالبات الا الکراسة سے مستثنیٰ کی صورتیں نکال کر ان کا اعراب بھی بتائیں۔

سوال: لفظ غیر اور سوی کا اعراب مع امثلہ ذکر کریں۔

سوال : خط کشیدہ پر اعراب لگائیں اور سبب بتائیں۔(۱) ما نجح الطلاب الا زید (۲) وما نجح الا زید الطلاب (۳) ما نجح الا طالب (۴)نجح الا زید الطلاب (۵)نجح الطلاب الا دراجتهم

سوال: لفظ غیر اور الا کا تقابلی جائزہ پیش کریں۔

سوال: ترکیب کریں۔ لو کان فیهما الهة الا الله لفسدتا

سوال : لفظ غیر ' سوی ' خلا ' ما خلا ' عدا ' ما عدا ' لیس ' لا یکون جب استثناء کے لیے ہوں تو ترکیب کیسے کریں گے؟

سوال: مندرجہ ذیل کی ترکیب کریں۔فشربوه الا قلیلا ۔ ما دخل غیرک ۔ خرجوا سوی محمود ۔ جئتم خلا خالدا ۔ ضربنا خالد عدا حامد ۔ نجحن ما خلا عارفة ۔ قلن ما عدا عارف ۔ کتبوا لیس خالدا ۔

سوال: استثناء اور صفت کو کیسے پہچانیں گے؟

سوال: خلا میں ضمیر کون سی ہوگی اور مرجع کیا ہوگا؟

حل سوالات

سوال : مستثنیٰ کی عربی تعریف کرنے کے بعد مستثنیٰ کے اعراب کی چار صورتیں اور ان کے مقامات ذکر کریں۔

جواب : المستثنى لفظ یذکر بعد الا واخواتها لیعلم انه لا ینسب الیه ما نسب الی ما قبلها ”مستثنیٰ وہ لفظ ہے جو الا اور اس کے اخوات کے بعد ذکر کیا گیا ہو تا کہ جان لیا جائے کہ اس کی جانب وہ چیز منسوب نہیں ہے جو اس کے ماقبل کی جانب منسوب کی گئی ہے۔

مستثنیٰ کے اعراب کی چار صورتیں ہیں:

(۱) حسب ذیل صورتوں میں نصب واجب ہے :(۱) مستثنیٰ متصل ہو اور الا کے بعد کلام موجب میں واقع ہو جیسے جاءنی القومُ الا زیدًا (۲) مستثنیٰ منقطع ہو' چاہے کلام موجب میں واقع ہو یا غیر موجب میں' جیسے جاءنی القومُ الا حمارًا ۔ ما جاءنی القومُ الا حمارًا (۳) مستثنیٰ' مستثنیٰ منہ پر مقدم ہو' کلام چاہے موجب ہو چاہے غیر موجب' جیسے جاءنی الا زیدًا القومُ۔ ما جاءنی الا زیدًا احدٌ

(۴) مستثنیٰ خلا اور عدا کے بعد ہو تو اکثر علماء کے نزدیک منصوب ہوگا' اسی طرح ما خلا' ما عدا' لیس' لا یکون کے بعد واقع ہو تو منصوب ہوگا۔ جیسے جاءنی القوم خلا زیدًا ۔ جاءنی القومُ ما خلا زیدًا وغیرہ۔

(۲) اگر مستثنیٰ الا کے بعد کلام غیر موجب میں ہو اور مستثنیٰ منہ مذکور ہو یعنی مستثنی غیر مفرغ ہو تو دو صورتیں جائز ہیں' نصب اور ماقبل سے بدل جیسے ما جاءنی احدٌ الا زیدًا ۔ ما جاءنی احدٌ الا زیدٌ

(۳) اگر مستثنیٰ مفرغ ہو یعنی مستثنیٰ منہ مذکور نہ ہو اور کلام غیر موجب ہو تو مستثنیٰ کا اعراب عامل کے مطابق ہوگا جیسے ما جاءنی الا زیدٌ۔ ما رایت الا عمرًا ۔

(۴) اگر مستثنیٰ غیر' سوی' حاشا اور سواء کے بعد واقع ہو تو مجرور ہوگا جیسے جاءنی القومُ غیرَ زیدٍ وحضر الطلابُ سواءَ خالدٍ وقَامَ الرجالُ حاشا محمودٍ و خرج الناسُ سِوٰی سعیدٍ ۔

سوال: اعراب مستثنیٰ کا مفصل نقشہ مع امثلہ تحریر کریں۔

جواب:

مستثنیٰ

- ما خلا ما عدا — حکم:۔ نصب لیکن اگر ما زائدہ ہو تو جر ممکن ہے
- خلا عدا — حکم:۔ نصب عندالاکثر اور جر عند قوم
- لیس لایکون — حکم:۔ نصب۔
- غیر سوی سواء حاشا — حکم:۔ جر۔
- الاّ
  - مفرغ — حکم عامل کے مطابق عموماً کلام غیر موجب ہی ہوگا۔ ماجاءنی الا زید مارایت الا زیدا مامررت الا بزید یابی اللہ الا ان یتم نورہ. یابی اللہ والمؤمنون الا ابا بکر ۔
  - غیر مفرغ
    - مقدم — حکم:۔ کلام موجب میں نصب واجب۔ کلام غیر موجب میں نصب مختار اور بدل جائز۔ ماجاء نی الا زید ن القوم ماجاء نی الا زید ن القوم (بدل) والا زیدن القوم. (مستثنیٰ)
    - غیر مقدم
      - متصل
        - کلام موجب — حکم:۔ نصب واجب ہے جیسے جاء القوم الا زیداً
        - کلام غیر موجب — حکم: ۔دو وجہیں جائز ہیں نصب، بدل۔ بدل بہتر ہے۔ جیسے ماجاء نی احد الا زیدا اور ماجاء نی احد الا زید.
      - منقطع — حکم:۔ نصب واجب بنوتمیم کے نزدیک نصب جائز ہے۔ جاء القوم الاحماراً ماجاء القوم الاحماراً.

سوال: حضر الطلابُ الا نعمان یا جاء ت الطالباتُ الا الکراسة سے مستثنیٰ کی صورتیں نکال کران کا اعراب بھی بتائیں۔

جواب: ان مثالوں سے مستثنیٰ بِاِلّا کی مختلف صورتیں مع اعراب درج ذیل ہیں

حَضَرَ الطلابُ اِلا نعُمَان:

حضر الطلابُ الا نعمانَ ۔ رایت الطلابَ الا نعمانَ ۔ مررت بالطلابِ الا بنعمانَ ۔ ان سب میں مستثنیٰ متصل کلام موجب میں ہے اس لئے منصوب ہے ۔

ما حضر الطلابُ الا نعمانَ والا نعمانُ کلام غیر موجب میں مستثنیٰ منہ مذکور ہے اس لئے اس میں دو وجہیں جائز ہیں نصب اور ماقبل سے بدل ۔

ما حضر الا نعمانُ ۔ ما رایت الا نعمانَ ۔ ما مررت الا بنعمانَ کلام غیر موجب ہے مستثنیٰ منہ مذکور نہیں اس لئے اعراب عامل کے مطابق ہے ۔

حضر الا نعمانَ الطلابُ مستثنیٰ مقدم ہونے کی وجہ سے منصوب ہے ۔

ما حضر الا نعمانَ الطلابُ اس میں بھی مستثنیٰ مقدم ہونے کی وجہ سے منصوب ہے ۔

جاءت الطالباتُ الا الکراسةَ، مستثنیٰ متصل کلام موجب میں ہے اس لئے منصوب ہے ۔

ما جاءت الطالباتُ الا الکراسةَ مستثنیٰ منقطع ہونے کی وجہ سے اس پر صرف نصب ہوگا۔

ماجاءت الا الکراسة ۔ مارایت الا الکراسة ۔ مامررت الا الکراسة ان مثالوں میں مستثنیٰ مفرغ ہے اس لئے اعراب عامل کے مطابق ہے ۔

جاءت الا الکراسةَ الطالباتُ، ما جاءت الا الکراسةَ الطالباتُ مستثنیٰ مقدم ہے پھر مستثنیٰ منقطع بھی ہے اس لئے منصوب ہے ۔

سوال: لفظ غیر اور سوی کا اعراب مع امثلہ ذکر کریں۔

جواب: لفظ غَیْر اور سِویٰ کا اعراب الا کے بعد آنے والے مستثنیٰ کی طرح ہے جیسے جاء القومُ الا زیدًا سے جاء القوم غیرَ زیدٍ فرق یہ پڑے گا کہ غَیْر پر مستثنیٰ بِاِلّا کا اعراب آجائے گا اور مستثنیٰ خود مجرور ہوجائے گا اسی طرح ماجاءنی احد الا زیدا و الا زید کی جگہ ماجاءنی احد غیر زید و غیر زید اور ماجاءنی الا زید سے ما جاءنی غیر زید ۔ ماجاءنی الا زیدا القوم سے ما جاءنی غیر زید القوم وغیرہ اور

جاءنی القومُ سویٰ زیدٍ ۔ ما جاءنی سِویٰ زیدِ وغیرہ۔ سِویٰ چونکہ اسم مقصور ہے اس لیے اس پر اعراب ظاہر نہیں ہو رہا کیونکہ اس کا اعراب تقدیری ہے۔

سوال: خط کشیدہ پر اعراب لگائیں اور سبب بتائیں۔(۱) ما نجح الطلاب الا زید (۲) وما نجح

الا زیداً الطلاب (۳) ما نجح الا طالب (۴)نجح الا زیداً الطلاب (۵)نجح الطلاب الا دراجتهم

جواب : (۱)ما نجح الطلاب الا زید ا والا زید کلام غیر موجب میں مستثنیٰ منہ مقدم ہے اس میں دو وجہیں جائز ہیں بدل اور نصب اس لیے زیدا اور زید آیا ہے۔

(۲) ما نجح الا زید ا الطلاب۔ کلام غیر موجب' مستثنیٰ مقدم' اس لئے منصوب ہے

(۳) ما نجح الا طالب مستثنیٰ مفرغ' اعراب عامل کے مطابق آتا ہے۔

(۴)نجح الا زید الطلاب مستثنیٰ متصل مقدم' کلام موجب' نصب واجب ہے۔

(۵)نجح الطلاب الا دراجتهم مستثنیٰ منقطع' نصب واجب۔

بھی جائز ہے۔(۳) ما نجح الا طالب مستثنیٰ مفرغ' اعراب عامل کے مطابق آتا ہے۔

نَجَحَ الا زیداً الطلابُ مستثنیٰ متصل مقدم' کلام موجب' نصب واجب ہے۔نجحَ الطلابُ اِلاَّ دَرَّاجَتَهُمْ مستثنیٰ منقطع' نصب واجب۔

سوال: لفظ غیر اور الا کا تقابلی جائزہ پیش کریں۔

جواب: لفظ غیر اصل میں صفت کے لیے وضع کیا گیا ہے مگر اس کو کبھی استثناء کے لیے بھی استعمال کرلیا جاتا ہے۔ اسی طرح حرف الا اصل میں استثناء کے لیے وضع کیا گیا ہے مگر کبھی کبھی صفت کے لیے بھی استعمال کرلیا جاتا ہے۔ الا حرف ہے اور حرف میں اصل یہ ہے کہ وہ صفت واقع نہ ہو مگر کبھی صفت کے لیے استعمال کرلیا جاتا ہے اس لیے کہ استثناء اور صفت کے معنی ایک دوسرے کے قریب ہیں لہٰذا ایک کی جگہ دوسرے کو استعمال کرنا جائز ہے مگر الا اسی وقت صفت کے معنی میں ہوگا جب استثناء کے معنی متعذر ہوں۔ لا الہ الا اللہ میں الا کو غیر کے معنی میں لینے کی وجہ یہ ہے کہ محققین کے مذہب میں اسم منکر سے استثناء جائز نہیں کیونکہ اس میں اس درجہ عموم نہیں ہے کہ اس میں مستثنیٰ داخل ہو جائے۔

جب الا کو غیر کی جگہ لاتے ہیں تو غیر کا اعراب الا کے بعد والے اسم یعنی مستثنیٰ پر چلا جاتا ہے۔ اسی طرح جب غیر کو لائیں گے تو مستثنیٰ کا اعراب غیر کو دینا پڑتا ہے اور مستثنیٰ غیر کے بعد مجرور ہوتا ہے۔

سوال: مندرجہ ذیل کی ترکیب کریں۔

لو کان فیهما اٰلِهَةٌ الا اللّٰه لَفَسَدَتَا

جواب: لو حرف شرط' کان تامہ فعل' فی حرف جر' هما ضمیر مجرور' جار مجرور متعلق کان کے'

آلهة موصوف' الا بمعنی غیر کے مضاف' لفظ الجلالہ مضاف الیہ' مضاف مضاف الیہ مل کر صفت الھۃ کی' موصوف صفت مل کر کان کا فاعل' لام جزائیہ' فسد فعل ماضی' تا حرف تانیث' الف اس کا فاعل' فعل اپنے فاعل سے مل کر جواب: شرط' شرط اپنے جواب: شرط یا جزا سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

سوال: لفظ غیر' سوی' خلا' ماخلا' عدا' ماعدا' لیس' لا یکون جب استثناء کے لیے ہوں تو ترکیب کیسے کریں گے؟

جواب: لفظ خَلَا' عَدَا' حَاشَا کے بعد اگر مجرور ہو تو یہ حروف جر شمار ہوں گے لیکن جار مجرور مل کر کسی سے متعلق نہ ہوں گے بلکہ ان کو حرف جر شبیہ بالزائد کہیں گے اور مابعد ماقبل سے مستثنیٰ ہوگا جیسے جَاءَالقومُ خَلَا زیدٍ

ترکیب: جاء فعل' القوم مستثنیٰ منہ' خلا حرف جر شبیہ بالزائد' زید مستثنیٰ' مستثنیٰ منہ مستثنیٰ مل کر فاعل' فعل فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

دوسری ترکیب: القوم مرفوع ہے کیونکہ فاعل ہے' خلا حرف جر مبنی علی السکون لا محل لہ من الاعراب' زید محلاً منصوب ہے کیونکہ مستثنیٰ ہے اور لفظاً مجرور ہے کیونکہ حرف جر شبیہ بالزائد کے بعد ہے۔

خلا' عدا کے بعد اگر مستثنیٰ منصوب ہو تو خلا' عدا فعل ہوں گے لیس' لا یکون فعل ہیں نہ کہ حرف' ان میں ھو ضمیر مستتر مانیں گے اور ترکیب میں انہیں لفظاً مستثنیٰ منہ اور مستثنیٰ نہیں کہیں گے اگرچہ معنیً مستثنیٰ منہ اور مستثنیٰ ہیں۔ نیز ان سب کو حروف استثناء نہیں بلکہ ادوات استثناء یا کلمات استثناء کہا جاتا ہے تو ان کو ترکیب میں حال بنائیں گے جیسے جَاءَالقومُ خَلَا زیدًا

ترکیب: جاء فعل' القوم ذو الحال' خلا فعل' ھو ضمیر مستتر فاعل' زیدًا مفعول بہ' فعل فاعل مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر حال' ذو الحال مل کر فاعل' فعل فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

جَاءَالقومُ لیسَ زیدًا: جاء فعل' القوم ذو الحال' لیس فعل ناقص' ھو ضمیر مستتر لیس کا اسم' زیدا لیس کی خبر' لیس اپنے اسم وخبر سے مل کر حال' ذو الحال حال مل کر فاعل' فعل فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

اسی طرح دوسرے ادوات استثناء کی ترکیب ہوگی۔

خلا' عدا وغیرہ میں ھو ضمیر مانیں گے جو لفظِ بعض کی طرف لوٹے گی اور بعض کا مضاف الیہ یا تو مستثنیٰ منہ ہوگا اور یا اس فعل سے اسم فاعل' جیسے جاءالقومُ خلا زیدًا یعنی خَلَا بَعْضُھُمْ زَیْدًا یا خَلَا بَعْضُ الْجَائِیْنَ زید ا اور یہ جملہ یا حال بنتا ہے یا جملہ مستانفہ۔ زیدًا خَلَا کا مفعول ہوگا۔

جاء القومُ مَا خَلا زَیْدًا : مَا خَلَا میں مَا مصدریہ ہے جو فعل کو مصدر کر دیتی ہے۔ پھر مصدر اگر اسم فاعل کے معنی میں ہو تو حال ہے اور اگر یہاں وقت کا لفظ محذوف ہو تو ظرف ہوگا۔ تقدیر یوں ہوگی جاء القومُ خُلُوَّ بعضِهِمْ زیدًا اس کا معنی یہ ہے جاء القومُ خالیًا بعضُهُمْ زَیْدًا اور یہ حال ہے۔ یا جاء القومُ وقتَ خُلُوِّ بعضِهِم زَیْدًا اور یہ ظرف ہے۔ ترکیب یوں ہوگی:

جاء فعل' القوم فاعل' ما مصدریہ' خلا فعل' ھو ضمیر مستتر فاعل' زیدا مفعول بہ' فعل فاعل مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر بتاویل مصدر مضاف الیہ وقت مضاف کا جو محذوف ہے' مضاف مضاف الیہ مل کر ظرف۔ یا جاء فعل' القوم ذو الحال' مصدر موول (ما خلا زیدا) بمعنی اسم فاعل حال ہے' ذو الحال حال مل کر فاعل' فعل فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

جاء القومُ سوی زیدٍ: سیبویہ کے نزدیک سوی زید مضاف مضاف الیہ مل کر ظرف ہے اور معنی استثناء کا دیتا ہے۔ معنی یہ ہے "آئی قوم زید کے نہ ہونے کے وقت" ابن مالکؒ کے نزدیک اس کا اعراب بھی غیر کی طرح مگر تقدیری ہوگا۔ مضاف مضاف الیہ مل کر کبھی ماقبل کی صفت ہوں گے اور کبھی مستثنیٰ منصوب ہوں گے۔

ترکیب جاء فعل' القوم مستثنیٰ منہ' سوی مضاف' زید مضاف الیہ' مضاف مضاف الیہ مل کر مستثنیٰ' مستثنیٰ منہ اپنے مستثنیٰ سے مل کر فاعل' فعل فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

دوسری ترکیب جاء فعل' القوم فاعل' سوی مضاف' زید مضاف الیہ' مضاف مضاف الیہ مل کر متعلق ہوا فعل کے' فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

فائدہ: جب مضاف میں زمان یا مکان کے معنی ہوں اور فعل یا معنی فعل اس میں واقع ہو تو متعلق یا مفعول فیہ کہلاتا ہے۔

سوال: مندرجہ ذیل کی ترکیب کریں۔

فشربوہ الا قلیلا ۔ ما دخل غیرک ۔ خرجوا سوی محمود ۔ جئتم خلا خالدا ۔ ضربنا خالد عدا حامد ۔ نجحن ما خلا عارفة ۔ قلن ما عدا عارف ۔ کتبوا لیس خالدا

جواب: فَشَرِبُوْہُ اِلَّا قَلِیْلًا : فا عاطفہ' شرب فعل' واوٗ ضمیر مستثنیٰ منہ' ہا ضمیر مفعول بہ' الا حرف استثناء' قلیلا مستثنیٰ' مستثنیٰ منہ اپنے مستثنیٰ سے مل کر فاعل' فعل فاعل اور مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

مَا دَخَلَ غَیْرُکَ: ما نافیہ' دخل فعل' غیر مضاف' کاف ضمیر مضاف الیہ' مضاف مضاف الیہ مل کر فاعل' فعل فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

خَرَجُوْا سِوٰی مَحْمُوْدٍ: خرج فعل' واوٗ مستثنیٰ منہ ذو الحال (یا واوٗ فاعل اور سوی محمود

ظرف ہے) سوی مضاف، محمود مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ مل کر مستثنیٰ، مستثنیٰ منہ اپنے مستثنیٰ سے مل کر فاعل، فعل فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

جِئْتُمْ خَلَا خَالِدًا : جاء فعل، تم ضمیر ذو الحال، خلا فعل، ہو ضمیر مستتر، خالدا مفعول بہ، فعل فاعل مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر حال، ذو الحال حال مل کر فاعل، فعل فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ضَرَبْنَا الطلابُ عَدَا حَامِدٍ: ضرب فعل، نا ضمیر مفعول بہ، الطلاب مستثنیٰ منہ، عدا حرف جر شبیہ بالزائد، حامد مستثنیٰ، مستثنیٰ منہ مستثنیٰ مل کر فاعل، فعل فاعل مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

نَجَحْنَ مَا خَلَا عَارِفَةَ: نجح فعل، نون ضمیر فاعل، ما مصدریہ، خلا فعل، ہو ضمیر مستتر اس کا فاعل، عارفۃ مفعول بہ، فعل فاعل مفعول مل کر جملہ بتاویل مصدر مضاف الیہ وقت مضاف کا جو محذوف ہے، مضاف مضاف الیہ مل کر ظرف، ظرف متعلق فعل کے، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

کَتَبُوْا لیسَ خَالِدًا : کتب فعل، واؤ ذو الحال، لیس فعل ناقص، ہو ضمیر مستتر اس کا اسم، خالدا لیس کی خبر، لیس اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ خبریہ ہو کر حال، ذو الحال حال مل کر فاعل، فعل فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

سوال: استثناء اور صفت کو کیسے پہچانیں گے؟

جواب: اگر ادوات استثناء کے بعد ذکر کردہ لفظ متعدد سے نکالا گیا ہو یعنی وہ متعدد میں شامل ہو تو استثناء ہوگا اور اگر ادوات استثناء کے بعد ذکر کردہ لفظ اسم متعدد میں شامل نہ ہو تو وہ صفت ہوگی۔

اِشْتَرَیْتُ ساعةً غیرَ سِیْکُوْ یہ صفت ہے۔

حَضَرَ جمیعُ الطلّابِ الا نعمانَ یہ استثناء ہے۔

سوال: خَلَا میں ضمیر کون سی ہوگی اور مرجع کیا ہے؟

جواب: خَلَا میں ہو ضمیر مستتر ہوگی اور اس کا مرجع بعض ہوگا۔

جَاءَ الْقَوْمُ خَلَا حَامِدًا یعنی خَلَا بعضُ القومِ حَامِدًا اس کا معنی یہ ہے کہ قوم کا کوئی فرد حامد نہیں تھا اور اگر معنی یوں ہو کہ آنے والوں کا کوئی فرد حامد نہ تھا۔ تو تقدیر یوں ہوگی: خَلَا بعضُ الْجَائِیْنَ حَامِدًا

سوال: لا سیما کس معنی کے لئے آتا ہے اور اس کا استعمال کتنی طرح ہوتا ہے اس کے مابعد کا کیا اعراب ہوتا ہے اور کیوں؟

جواب: لا سیما استثناء کے لئے آتا ہے رضی شرح کافیہ میں اس کو ادوات استثناء میں ذکر کیا ہے اور

کہتے ہیں کہ یہ حقیقت میں ادوات استثناء سے نہیں بلکہ اس کے بعد جس کو لایا جاتا ہے وہ حکم سابق کے زیادہ لائق ہوتا ہے اور کلمات استثناء سے اس لئے شمار کیا جاتا ہے کہ یہ اپنے مابعد کو اپنے ماقبل سے اس طرح خارج کر دیتا ہے کہ وہ حکم کے زیادہ لائق ہے اس کا استعمال دو طرح ہوتا ہے کبھی اس کے ساتھ واؤ آتی ہے اور کبھی واؤ کو نہیں لاتے اور یہ واؤ اعتراضیہ ہے (رضی ج۱ص۲۴۹) جیسے جاء القوم لا سیمازید اور جاء القوم ولا سیما زید اس کے بعد والے اسم پر تینوں اعراب رفع نصب جر درست ہیں اس کی وجہ یہ ہے لا نفی جنس کا ہے اور سی اس کا اسم ہے سی کا معنی ہے مثل کہاجاتا ہے هما سیان یعنی هما مثلان ۔ اور ما موصوفہ ہے یا موصولہ ہے یا زائدہ ۔ اگر ما کو زائدہ مانا جائے تو بعد والا اسم مثل کا مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے مجرور ہوگا اور لا کی خبر محذوف ہوگی اس وقت جاءنی القوم ولا سیما زید کا معنی یوں ہوگا جاء القوم ولا مثل زید موجود بین القوم الذین جاءونی ای هو کان اخص بی و اشد اخلاصا فی المجیء "قوم آئی میرے پاس اور زید جیسا کوئی نہیں آنے والی قوم کے درمیان یعنی وہی زیادہ قابل اہتمام ہے مجھے اور آنے میں زیادہ مخلص ہے" اور جر کی ایک وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ ما نکرہ بمعنی شیء ہو اور زید اس سے بدل ہو

اور اگر یہ موصوفہ ہو تو شیء کے معنی میں میں ہوگا اور موصولہ ہو تو الذی کے معنی میں ہوگا اور تقدیر عبارت یوں ہوگی جاءنی القوم ولا مثل شیء هو زید فی الذین جاءونی ۔ جاءنی القوم ولا مثل الذی هو زید فی الذین جاءونی اس دونوں صورتوں میں زید مبتدا محذوف کی خبر ہونے کی وجہ سے مرفوع ہوگا اور لا کی خبر بھی محذوف ہوگی

اور لا سیما کو اخص کے معنی میں لیاجائے تو زید مفعول بہ بن کر منصوب ہوگا ۔ اور معنی یوں ہوگا جاءنی القوم و اخص زیدا فی الذین جاءونی یعنی آنے والوں میں سے میں بالخصوص زید کا ذکر کرتا ہوں ۔

فائدہ : کبھی اس لا کو حذف کرکے صرف سیما پڑھاجاتا ہے اس وقت لا اگرچہ لفظوں میں حذف ہوتا ہے مگر اس کا معنی مراد ہوتا ہے ۔ (یہ سب تفصیلات رضی شرح کافیہ ج۱ص۲۴۹ سے ماخوذ ہیں)

فصل : خبر كان و أخواتها هو المسند بعد دخولها نحو كان زيد قائما و حكمه كحكم خبر المبتدأ الا أنه يجوز تقديمه على أسمائها مع كونه معرفة بخلاف خبر المبتدأ نحو كان القائم زيد .

فصل : اسم ان و أخواتها هو المسند اليه بعد دخولها نحو ان زيدا قائم .

ترجمہ : **فصل :** کان اور اس جیسے الفاظ کی خبر وہ مسند ہوتی ہے ان کے داخل ہونے کے بعد جیسے کان زید قائما اور اس کا حکم مبتدا کی خبر کے حکم کی طرح ہے مگر یہ کہ جائز ہے ان (کی خبروں) کو ان کے اسموں پر مقدم کرنا باوجود اس کے معرفہ ہونے کے بر خلاف مبتدا کی خبر کے جیسے کان القائم زید ۔

فصل : ان اور اس جیسے الفاظ کا اسم وہ مسند الیہ ہوتا ہے ان کے داخل ہونے کے بعد جیسے ان زیدا قائم ۔

سوالات

سوال : کان وغیرہ کا عمل بتائیں۔ نیز اس کے اسم وخبر کا مبتدا وخبر سے کیا فرق ہے ؟ ذکر کریں۔

سوال : ان اور ان کا عمل بتائیں نیز خبر ان کی تعریف عربی میں تحریر کریں۔

سوال : مندرجہ ذیل کی ترکیب کریں۔

لکن الشیاطین کفروا ' انک انت السمیع العلیم ' ان آیة ملکه ان یاتیکم التابوت ' ان اللہ مبتلیکم بنھر ' لیس علیک ھداھم 'ولکن اللہ یھدی من یشاء ' ان اللہ لا یخفی علیه شیء ' کونوا ھودا او نصاری 'کنتم تختانون انفسکم 'فان کان الذی علیه الحق سفیھا او ضعیفا او لا یستطیع ان یمل ھو فلیملل ولیه بالعدل۔

سوال : خالی جگہ پر کریں۔

۱۔(کانوا انفسھم یظلمون) ۔ (کان)=(   )

۲۔(لیس علیک ھداھم) ۔ (لیس)=(   )

۳۔(کونوا ھودا او نصاری) ۔ (کن)=(   )

۴۔(لم یکونا رجلین) ۔ (لم یکن)=(   )

۵۔(کان الناس امة واحدة) ۔ (کان)=(   )

۶۔(آباؤھم لا یعقلون شیئا) + (کان)=(   )

۷۔(ھم یقاتلون)+(لا یزال)=(   )

۸۔(ھن یؤمن) + (کان)=(   )

۹۔(ھو کافر) + (کان)=(   )

۱۰۔(کانت صالحۃ) ۔(کان)=(   )

۱۱۔(نتم تنقون)+ (کان)=(   )

۱۲۔(ان لکم ما سالتکم) ۔ (ان)=(   )

۱۳۔(ان ھدی اللہ ھو الھدی) ۔(ان)=(   )

۱۴۔(ان اللہ لا یخلف المیعاد) ۔(ان)=(   )

۱۵۔(ان الذین کفروا لن تغنی عنھم اموالھم) ۔ (ان)=(   )

۱۶۔(کنتن تردن اللہ) ۔ (کان)=(   )

۱۷۔(خالد اخوک) +(کان)=(   )

۱۸۔(انتما اخواہ) +(کان)=(   )

۱۹۔ ((کنتم صالحین) ۔ (کان) + (ان) = (   )

۲۰۔ ((انک اخو محمود) ۔ (ان)) + (کان) = (   )

حل سوالات

سوال: کان وغیرہ کا عمل بتائیں۔ نیز اس کے اسم وخبر کا مبتدا وخبر سے کیا فرق ہے؟ ذکر کریں۔

جواب: کان جملہ اسمیہ پر داخل ہو کر اس کو فعلیہ بنا دیتا ہے۔ ھو ضمیر اس میں مستتر ہو سکتی ہے۔ اس کی خبر جملہ اسمیہ اور جملہ فعلیہ ہو سکتے ہیں اور وہ جملہ محلاً منصوب کان کی خبر بنتا ہے۔

مثالیں وَلَقَدْ کُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ ۔ کَانَا یَاْکُلَانِ الطَّعَامَ ۔ کَانَ خالِدٌ نَائِمًا ۔ کان حاضرًا اس میں ھو مستتر اس کا اسم ہے۔

کان کے اسم وخبر میں تقدیم و تاخیر کے احکام مبتدا خبر کی طرح ہیں مگر یہ کہ دونوں معرفہ ہوں تو مبتدا کو مقدم کرنا ضروری ہے جیسے القائم زید اور کان کے اسم کو موخر کر سکتے ہیں جیسے کان القائمَ زیدٌ و کان القائمُ زیدًا مگر یہ کہ اعراب تقدیری ہو جیسے کانتِ الحُبْلٰی السَّکْرٰی

اسی طرح کان ھٰذا الفَتٰی نیز کان کا اسم نکرہ بغیر تخصیص کے ہو سکتا ہے جبکہ مبتدا نکرہ بغیر تخصیص کے نہیں ہو سکتا جیسے کَانَ رجلٌ یُوْرَثُ کَلَالَۃً

مبتدا کی مثال: وَ لَاَمَۃٌ مُؤمِنَۃٌ خیرٌ مِنْ مُشْرِکَۃٍ۔ جس اسم کو جملے میں مقدم کرنا واجب ہو وہ کان کا اسم نہیں ہو سکتا جیسے اسم استفہام، اسم شرط جیسے مَنْ ھٰذَا ۔ مَنْ یُکْرِمْنِیْ اُکْرِمْہُ اس پر کان داخل نہ ہو گا اس وقت کان کو بعد میں لاتے ہیں جیسے مَنْ اَخُوْکَ؟ سے مَنْ کَانَ اَخَاکَ؟

ترکیب من اسم استفہام مبتدا کان فعل ناقص ھو ضمیر اس کا اسم اخاک مضاف الیہ مل کر خبر

کان اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا
البتہ کان کی خبر اسم استفہام ہو سکتی ہے جیسے کَیۡفَ کُنۡتَ یہاں کَیۡفَ کان کیلئے خبر مقدم ہے۔
اَیۡنَ کَانَ اَخُوۡکَ کی اصل یوں ہے اَیۡنَ کَانَ اَخُوۡکَ موجوداً

سوال: اِنَّ اور اَنَّ کا عمل بتائیں نیز خبر اِنَّ کی تعریف عربی میں تحریر کریں۔

جواب: اِنَّ اور اَنَّ جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں اور اسم کو نصب اور خبر کو رفع دیتے ہیں جیسے اِنَّ زیدًا قائمٌ

تعریف خبر ان: هو المسند بعد دخولها - ان زيدا قائم - ولا يجوز تقديم اخبار ان وان على اسمائها الا اذا كان ظرفا نحو ان فى الدار زيد لمجال التوسع فى الظروف -"

سوال: مندرجہ ذیل کی ترکیب کریں - لكن الشياطين كفروا ' انك انت السميع العليم ' ان آية ملكه ان ياتيكم التابوت ' ان الله مبتليكم بنهر ' ليس عليك هداهم ' ولكن الله يهدى من يشاء ' ان الله لا يخفى عليه شئ ء ' كونوا هودا او نصارى ' كنتم تختانون انفسكم ' فان كان الذى عليه الحق سفيها او ضعيفا او لا يستطيع ان يمل هو فليملل وليه بالعدل۔

جواب: لٰکِنَّ الشَّیَاطِیۡنَ کَفَرُوۡا: لكن حرف استدراک مشبہ بالفعل ' الشياطين اس کا اسم ' کفر فعل ' واؤ فاعل ' فعل فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر لکن کی خبر ' لکن اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

اِنَّکَ اَنۡتَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ: ان حرف مشبہ بالفعل ' کاف ضمیر خطاب موکد ' انت تاکید ' موکد تاکید مل کر ان کا اسم ' السميع خبر اول ' العليم خبر ثانی ' ان اپنے اسم اور دونوں خبروں سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

اور یہ بھی ممکن ہے کہ کاف ضمیر کو ان کا اسم بنائیں اور انت کو ضمیر فصل

اِنَّ آیَۃَ مُلۡکِہٖ اَنۡ یَّاۡتِیَکُمُ التَّابُوۡتُ: ان حرف مشبہ بالفعل ' آية مضاف ' ملک مضاف الیہ مضاف ' ھاء ضمیر مضاف الیہ ' مضاف الیہ مضاف الیہ مضاف مل کر ان کا اسم ' ان مصدریہ ' یاتی فعل مضارع ' کم ضمیر مفعول بہ ' التابوت فاعل یاتی کا ' فعل فاعل اور مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر بتاویل مصدر ان کی خبر ' ان اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

اِنَّ اللّٰہَ مُبۡتَلِیۡکُمۡ بِنَھَرٍ: ان حرف مشبہ بالفعل ' اسم الجلالة اس کا اسم ' مبتلی صیغہ اسم فاعل ' مضاف ' کم ضمیر مضاف الیہ ' با جارہ ' نهر مجرور ' جار مجرور متعلق مبتلی اسم فاعل کے ' اسم فاعل اپنے مضاف الیہ اور متعلق سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر ان کی خبر ' ان اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

لَیْسَ عَلَیْکَ هُدٰاهُمْ: لیس فعل ناقص، علیک جار مجرور متعلق ثابتا کے خبر مقدم، هدی مضاف، هم ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ مل کر اسم موخر، لیس اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

وَلٰکِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَاءُ: واؤ عاطفہ، لکن حرف مشبہ بالفعل، اسم الجلالۃ اس کا اسم، یهدی فعل، ہو ضمیر مستتر اس کا فاعل، من موصولہ، یشاء فعل، ہو ضمیر اس کا فاعل، فعل فاعل مل کر جملہ فعلیہ ہو کر صلہ، موصول صلہ مل کر مفعول بہ، فعل فاعل اور مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر لکن کی خبر، لکن اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا یَخْفٰی عَلَیْهِ شَیْءٌ: ان حرف مشبہ بالفعل، اسم الجلالۃ اس کا اسم، لا نافیہ، یخفی فعل، علیہ جار مجرور متعلق یخفی کے، شیء فاعل، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر ان کی خبر، ان اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

کُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصَارٰی: کن فعل ناقص، واؤ اس کا اسم، هودا معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، نصاری معطوف، معطوف علیہ معطوف مل کر فعل ناقص کی خبر، فعل ناقص اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

کُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَکُمْ: کان فعل ناقص، تم ضمیر اس کا اسم، تختانون فعل، واؤ اس کا فاعل، انفسکم مضاف مضاف الیہ مل کر مفعول بہ، فعل فاعل مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر کان کی خبر، کان اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

فَاِنْ کَانَ الَّذِیْ عَلَیْهِ الْحَقُّ سَفِیْهًا اَوْ ضَعِیْفًا اَوْ لَا یَسْتَطِیْعُ اَنْ یُّمِلَّ هُوَ فَلْیُمْلِلْ وَلِیُّهٗ بِالْعَدْلِ: فا حرف عطف، ان شرطیہ، کان فعل ناقص، الذی اسم موصول، علیہ جار مجرور خبر مقدم، الحق مبتدا موخر، مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر صلہ، موصول صلہ مل کر کان کا اسم، سفیها معطوف علیہ، او عاطفہ، ضعیفا معطوف، او عاطفہ، لا نافیہ، یستطیع فعل، ہو ضمیر مستتر فاعل، ان مصدریہ، یمل فعل، ہو فاعل، فعل فاعل مل کر جملہ بتاویل مصدر ہو کر مفعول بہ یستطیع کا، یستطیع فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ ہو کر معطوف، معطوف علیہ اپنے دونوں معطوفوں سے مل کر کان کی خبر، کان اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر شرط، فا جزائیہ، لیملل فعل امر، ولیہ مضاف مضاف الیہ اس کا فاعل، بالعدل جار مجرور متعلق لیملل کے، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر جواب: شرط یا جزاء، شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔

سوال: خالی جگہ پر کریں۔

۱۔(کانوا انفسهم یظلمون) ۔ (کان)=(   )

۲۔(لیس علیک هداهم) ۔ (لیس)=(   )

۳۔(کونوا هودا او نصاری) ۔ (کن)=(   )

۴۔(لم یکونا رجلین) ۔ (لم یکن)=(   )

۵۔(کان الناس امة واحدة) ۔ (کان)=(   )

۶۔(آباؤهم لا یعقلون شیا) + (کان)=(   )

۷۔(هم یقاتلون) + (لا یزال)=(   )

۸۔(هن یؤمن) + (کان)=(   )

۹۔(هو کافر) + (کان)=(   )

۱۰۔(کانت صالحه) ۔(کان)=(   )

۱۱۔(نتم تتقون)+ (کان)=(   )

۱۲۔(ان لکم ما سالتکم) ۔ (ان)=(   )

۱۳۔(ان هدی الله هو الهدی) ۔(ان)=(   )

۱۴۔(ان الله لا یخلف المیعاد) ۔(ان)=(   )

۱۵۔(ان الذین کفروا لن تغنی عنهم اموالهم) ۔ (ان)=(   )

۱۶۔(کنتن تردن الله) ۔ (کان)=(   )

۱۷۔(خالد اخوک) +(کان)=(   )

۱۸۔(انتما اخواه) +(کان)=(   )

۱۹۔ ((کنتم صالحین) ۔ (کان)) + (ان) = (   )

۲۰۔ ((انک اخو محمود) ۔ (ان)) + (کان) = (   )

جواب: ۱۔(كَانُوْا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ) ۔(كَانَ)=(هُمْ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ)
۲۔(لَيْسَ عَلَيْكَ هُدَاهُمْ) ۔ (لَيْسَ)=(عَلَيْكَ هُدَاهُمْ)
۳۔(كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصَارٰى) ۔ (كُنْ)=(اَنْتُمْ هُوْدٌ اَوْ نَصَارٰى)
۴۔(لَمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ)۔ (لَمْ يَكُنْ)=(هُمَا رَجُلَانِ)
۵۔(كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً)۔(كَانَ)=(اَلنَّاسُ اُمَّةٌ وَّاحِدَةٌ)
۶۔(آبَاؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْئًا) + (كَانَ)=(كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ)
۷۔(هُمْ يُقَاتِلُوْنَ)+(لَا يَزَالُ)=(لَا يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَ)
۸۔(هُنَّ يُؤْمِنَّ)+ (كَانَ)=(كُنَّ يُؤْمِنَّ)
۹۔(هُوَ كَافِرٌ) + (كَانَ)=(كَانَ كَافِرًا)
۱۰۔(كَانَتْ صَالِحَةً) ۔(كَانَ)=(هِيَ صَالِحَةٌ)
۱۱۔(اَنْتُمْ تَتَّقُوْنَ) + (كَانَ)=(كُنْتُمْ تَتَّقُوْنَ)
۱۲۔(اِنَّ لَكُمْ مَا سَاَلْتُمْ)۔ (اِنَّ)=(لَكُمْ مَا سَاَلْتُمْ)
۱۳۔(اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى) ۔(اِنَّ)=(هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى)
۱۴۔(اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ) ۔ (اِنَّ)=(اَللّٰهُ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ)
۱۵۔(اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ) ۔ (اِنَّ)=(اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ)
۱۶۔(كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ)۔(كَانَ)=(اَنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ)
۱۷۔(خَالِدٌ اَخُوْكَ)+ (كَانَ)=(كَانَ خَالِدٌ اَخَاكَ)
۱۸۔(اَنْتُمَا اَخَوَاهُ) +(كَانَ)=(كُنْتُمَا اَخَوَيْهِ)
۱۹۔(كُنْتُمْ صَالِحِيْنَ) ۔ (كَانَ + اِنَّ)=(اَنْتُمْ صَالِحُوْنَ، اِنَّكُمْ صَالِحُوْنَ)
۲۰۔(اِنَّكَ اَخُوْ مَحْمُوْدٍ) ۔ (اِنَّ)+ كَانَ)=(اَنْتَ اَخُوْ مَحْمُوْدٍ، كُنْتَ اَخَا مَحْمُوْدٍ)

فصل : المنصوب بلا التى لنفى الجنس هو المسند اليه بعد دخولها يليها نكرة مضافة نحو لا غلام رجل فى الدار أو مشابها لها نحو لا عشرين درهما فى الكيس فان كان بعد لا نكرة مفردة تبنى على الفتح نحو لا رجل فى الدار وان كان معرفة أو نكرة مفصولا بينه و بين لا كان مرفوعا و يجب تكريرلا مع اسم آخر تقول لا زيد فى الدار و لا عمرو و لا فيها رجل و لا امرأة و يجوز فى مثل لا حول ولا قوة الا بالله خمسة أوجه فتحهما و رفعهما و فتح الاول و نصب الثانى و فتح الاول و رفع الثانى و رفع الاول و فتح الثانى و قد يحذف اسم لا لقرينة نحو لا عليك اى لا بأس عليك .

فصل : خبر ما ولا المشبهتين بليس هو المسند بعد دخولهما نحو ما زيد قائما و لا رجل حاضرا وان وقع الخبر بعد الا نحو ما زيد الا قائم أو تقدم الخبر على الاسم نحو ما قائم زيد أو زيدت ان بعد ما نحو ما ان زيد قائم بطل العمل كما رأيت فى الأمثلة و هذا لغة أهل الحجاز أما بنو تميم فلا يعملونهما أصلا قال الشاعر عن لسان بنى تميم

شعر: " و مهفهف كالغصن قلت له انتسب فأجاب ما قتل المحب حرام " برفع حرام .

ترجمہ : فصل : وہ اسم جو اس لا کی وجہ سے منصوب ہو جو جنس کی نفی کے لئے ہو اور وہ مسند الیہ ہے اس لا داخل ہونے کے بعد ملا ہوا ہو اس لا کو نکرہ مضاف بن کر جیسے لا غلام رجل فی الدار " کسی مرد کا غلام گھر میں نہیں ہے " یا اس کے مشابہ ہو کر جیسے لا عشرین درھما فی الکیس " کوئی بیس درھم تھیلی میں نہیں ہیں " پھر اگر وہ اسم لا کے بعد نکرہ مفردہ ہو (یعنی مضاف یا مشابہ مضاف نہ ہو) تو فتح پر مبنی ہوگا جیسے لا رجل فی الدار " گھر میں کوئی آدمی نہیں ہے " اور اگر معرفہ ہو یا ایسا نکرہ کہ اس کے اور لا کے درمیان فاصلہ کیا ہوا ہو تو وہ اسم مرفوع ہوگا اور واجب ہوگا لا کو دوبارہ لے آنا دوسرے اسم کے ساتھ تو کہے لا زید فی الدار ولا عمرو " گھر میں نہ زید ہے اور نہ عمرو " اور لا فیہا رجل ولا امراۃ " نہ اس گھر میں کوئی مرد ہے اور نہ کوئی عورت " اور جائز ہے لا حول ولا قوۃ الا باللہ " نہیں گناہوں سے بچنے کی کوئی ہمت اور نہ نیکی کرنے کی کوئی طاقت مگر اللہ (کی مدد) کے ساتھ جیسے جملوں میں پانچ صورتیں دونوں کا فتح ' دونوں کا رفع ' پہلے کا فتح دوسرے کا نصب ' پہلے کا فتح دوسرے کا رفع اور پہلے کا رفع دوسرے کا فتح ۔ اور کبھی حذف کردیا جاتا ہے لا کے اسم کو کسی قرینہ کی وجہ سے جیسے لا علیک " تجھ پر کچھ نہیں " یعنی لا باس علیک " تجھ پر کوئی حرج نہیں "

فصل : خبراس ما اور لا کی جو لیس کے مشابہ ہوں وہ مسند ہے ان کے داخل ہونے کے بعد جیسے ما زید قائما " زید کھڑا نہیں " اور لا رجل حاضرا " کوئی آدمی حاضر نہیں " اور اگر واقع وہ خبرالا کے بعد جیسے ما زید الا قائم " زید کھڑا ہی ہے " یا خبراسم پر مقدم ہو جائے جیسے ما قائم زید " کھڑا ہونے والا زید نہیں ہے " یا ما کے بعد ان زائد ہو جیسے ما ان زید قائم " زید کھڑا نہیں ہے " تو عمل باطل ہو جائے گا جیساکہ تو نے مثالوں میں دیکھا۔ اور یہ اہل حجاز کی لغت ہے پھر بنو تمیم تو وہ ان دونوں کو بالکل عمل نہیں دیتے۔ کہا شاعر نے بنو تمیم کی زبان سے شعر

ومهفف كالغصن قلت له انتسب   فاجاب ما قتل المحب حرام

لفظ حرام کے رفع کے ساتھ۔ ترجمہ یوں ہے " اور بہت سے ٹہنی جیسی پتلی کمر والے سے میں نے کہا اپنا نسب بیان کر تو اس نے کہا محب کو مار ڈالنا حرام نہیں ہے "۔

سوالات

سوال لائے نفی جنس کا نقشہ مع مثال ذکر کریں۔

سوال : مندرجہ ذیل کی ترکیب کریں اور اعراب کی وجہ بتائیں ۔۱۔ لا طالب کتاب نظیف ۲ لا حسنا خطه فی الفصل ۳ لا مغضوبا علیه حاضر ۴ لا طالعا جبلا جالس ۵ لا طالب حاضر ۶ لا فی الفصل طالب ولا طالبة ۷ لا زید راسب ولا سعید۔

سوال لا کتاب نحو فی الفصل میں کتاب منصوب اور لا کتاب فی الفصل میں مبنی کیوں ہے؟ حالانکہ ایک ہی طرح لکھا اور پڑھا جاتا ہے۔

سوال مندرجہ ذیل پر لائے نفی جنس داخل کر کے لکھیے۔

طالب ۔ طالبان ۔ طالبون ۔ طلاب ۔ مساجد ۔ فتی ۔ صغری ۔ طالبات ۔ طالب علم ۔ طالب للعلم ۔ طالب العلم ۔ قاضی بلد ۔ القاضی ۔ قاضی مکة ۔ ابو حسن ۔ ابو علم ۔ ابو عنایت الرحمن ۔ عشرون درهما ۔ هو ۔ انا

سوال لا کتاب فی الغرفة ولا قلم کو پڑھنے کی پانچ صورتیں ہیں ' ان کی تفصیل لکھیں اور وجوہ اعراب ذکر کریں۔

سوال لائے نفی جنس اور لا مشابہ بلیس کا لفظی ومعنوی فرق بتائیں اور یہ بھی بتائیں کہ لا رجل فی الدار بل رجلان کب کہہ سکتے ہیں؟

سوال ما ولا کے عمل کی تین شرطیں کیا ہیں؟ مع مثال ذکر کریں۔

سوال اس شعر کا ترجمہ وترکیب ذکر کریں اور بتائیں کہ اس کو مصنف نے کیوں ذکر کیا ہے؟

ومهفف كالغصن قلت له انتسب   فاجاب ما قتل المحب حرام

حل سوالات

سوال: لائے نفی جنس کا نقشہ بمع مثال ذکر کریں۔

جواب:

اسم لائے نفی جنس

مکرر

غیر مکرر

نکرہ مضاف یا مشابہ مضاف
حکم:۔ منصوب۔
مثال:۔ ۱: لا کتاب نحو موجود عندنا۔
۲: لا عشرین درھما فی الکیس
۳: لا عالما ابوہ فی البیت

نکرہ مفردہ متصلہ
مضاف یا مشابہ مضاف نہ ہو۔
حکم:۔ مبنی علی علامۃ النصب۔
مثال:۔ لا رجل فی البیت۔

نکرہ مفردہ منفصلہ
حکم:۔ مرفوع ویجب التکرار
مثال:۔ لا فیھا غول ولا ھم عنھا ینزفون. لا فیھا رجل ولا امرأۃ.

نکرہ
حکم:۔ فیہ خمسۃ اوجہ
مثال:۔ لا قلم عندی ولا کتاب۔ لا قلم عندی ولا کتاب
لا قلم عندی ولا کتاباً۔ لا قلم عندی ولا کتاب
لا قلم عندی ولا کتاب
ارشادِ باری تعالیٰ ہے "انفقوا مما رزقناکم من قبل ان یأتی یوم لا بیع فیہ ولا خلۃ ولا شفاعۃ"

معرفہ
حکم: ۔ مرفوع ہوگا۔ لا کوئی عمل نہیں کرے گا
مثالیں:۔ لا خالد عندنا ولا زید.
لا ھن حل لھم ولا ھم یحلون لھن

سوال: مندرجہ ذیل کی ترکیب کریں اور اعراب کی وجہ بتائیں ۔ا۔ لا طالب کتاب نظیف ۲ لا حسنا خطہ فی الفصل ۳ لا مغضوبا علیہ حاضر ۴ لا طالعا جبلا جالس ۵ لا طالب حاضر ۶ لا فی الفصل طالب ولا طالبۃ ۷ لا زید راسب ولا سعید۔

جواب: ا۔ لَا طَالِبَ کتابٍ نظیفٌ: لا نفی جنس، طَالِبَ مضاف، کتابٍ مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ مل کر لائے نفی جنس کا اسم، نظیف اس کی خبر، لا اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

وجہ: طَالِبَ منصوب ہے کیونکہ نکرہ مضاف ہے اور لائے نفی جنس کا اسم ہے۔

۲۔ لَا حَسَنًا خَطُّہٗ فِی الْفَصْلِ: لا حرف نفی جنس، حسنا صیغہ صفت مشبہ، خط مضاف، ہا ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ مل کر فاعل، صیغہ صفت مشبہ اپنے فاعل سے مل کر مشابہ مضاف، لا کا اسم، فی الفصل متعلق موجودٌ کے جو محذوف ہے، موجودٌ میں ھُوَ نائب فاعل اسم مفعول اپنے

نائب فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر لائے نفی جنس کی خبر' لائے نفی جنس اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

وجہ: حسنًا منصوب ہے کیونکہ مشابہ مضاف ہے اور لائے نفی جنس کا اسم ہے۔

۳۔ لَا مَغْضُوبًا عَلَيْهِ حَاضِرٌ: لَا حرف نفی جنس' مغضوبًا صیغہ اسم مفعول' عَلَيْهِ جار مجرور اس کا نائب فاعل' اسم مفعول اپنے نائب فاعل سے مل کر لَا کا اسم' حاضرٌ لائے نفی جنس کی خبر' لَا اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

وجہ: مغضوبًا منصوب ہے کیونکہ مشابہ مضاف اور لائے نفی جنس کا اسم ہے۔

۴۔ لَا طَالِعًا جَبَلًا جَالِسٌ: لَا حرف نفی جنس' طالعا اسم فاعل' هو ضمیر مستتر اس کا فاعل' جبلا اس کا مفعول بہ' اسم فاعل اپنے مفعول بہ سے مل کر مشابہ مضاف ہو کر لائے نفی جنس کا اسم' جالس لائے نفی جنس کی خبر' لا اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

وجہ: طالعا منصوب ہے کیونکہ مشابہ مضاف اور لائے نفی جنس کا اسم ہے۔

۵۔ لَا طَالِبَ حَاضِرٌ: لَا حرف نفی جنس' طَالِبَ اس کا اسم اور حاضر اس کی خبر' لائے نفی جنس اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

وجہ: طالب علامت نصب پر مبنی ہے کیونکہ نکرہ مفردہ لائے نفی جنس کا اسم اس کے ساتھ متصل ہے

۶۔ لَا فِي الْفَصْلِ طَالِبٌ وَلَا طَالِبَةٌ: لا حرف نفی ملغی عن العمل' فی الفصل جار مجرور متعلق محذوف خبر مقدم' طالب معطوف علیہ' واؤ عاطفہ' لا حرف نفی زائد ملغی عن العمل' طالبة معطوف' معطوف معطوف علیہ مل کر مبتدا موخر' مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

وجہ: لَا نے عمل نہیں کیا کیونکہ نکرہ مفردہ منفصلہ پر داخل ہو' لا اور اس کے اسم طالب کے درمیان فی الفصلِ ہونے کی وجہ سے طالبٌ مرفوع ہوا اور تکرار لانا پڑا اور لا ملغی عن العمل ہو گیا۔

۷۔ لا زیدٌ رَاسِبٌ ولا سعیدٌ: لا نافیہ ملغی عن العمل' زید معطوف علیہ' راسب خبر' واؤ عاطفہ' لا زائدہ ملغی' سعید معطوف' معطوف اپنے معطوف علیہ سے مل کر مبتدا' مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

یایوں کہیں لا حرف نفی ملغی عن العمل' زید مبتدا' راسب خبر' مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ' واؤ عاطفہ' لا زائدہ ملغی عن العمل' سعید مبتدا' خبر اس کی محذوف ہے جو راسب ہے' مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر معطوف' معطوف اپنے معطوف علیہ سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

وجہ: چونکہ لا معرفہ پر داخل ہوا ہے' اس لیے ملغی عن العمل ہو گیا اور تکرار بھی لانا پڑا۔

سوال: لَا کِتَابَ نَحْوٍ فِی الْفَصْلِ میں کتاب منصوب اور لا کتاب فی الفصل میں مبنی کیوں ہے؟ حالانکہ ایک ہی طرح لکھا اور پڑھا جاتا ہے۔

جواب: لَا کِتَابَ نحوٍ فِی الْفَصْلِ میں کتاب نکرہ مضاف ہے اور نکرہ مضاف پر جب لائے نفی جنس داخل ہوتا ہے تو اسے نصب دیتا ہے اس لیے اسے منصوب کہتے ہیں جبکہ لا کتاب فی الفصل میں کتاب نکرہ مفردہ متصلہ ہے اور جب لائے نفی جنس نکرہ مفردہ متصلہ پر داخل ہوتا ہے تو اس کو مبنی علی الفتح کر دیتا ہے اس لیے لا کتاب فی الفصل میں کتاب مبنی ہے' اس پر تنوین کا نہ ہونا مبنی ہونے کی وجہ سے ہے جبکہ لا کتاب نحو میں تنوین کا نہ ہونا اضافت کی وجہ سے ہے۔

سوال: مندرجہ ذیل پر لائے نفی جنس داخل کر کے لکھیے۔

طالب۔ طالبان۔ طالبون۔ طلاب۔ مساجد۔ فتی۔ صغری۔ طالبات۔ طالب علم۔ طالب للعلم۔ طالب العلم۔ قاضی بلد۔ القاضی۔ قاضی مکة۔ ابو حسن۔ ابو علم۔ ابو عنایت الرحمن۔ عشرون درهما۔ هو۔ انا

جواب: ان الفاظ پر لائے نفی جنس داخل کرنے سے الفاظ یوں بنیں گے

لَا طَالِبَ۔ لَا طَالِبَیْنِ۔ لَا طَالِبِیْنَ۔ لَا طُلَّابَ۔ لَا مَسَاجِدَ۔ لَا فَتٰی۔ لَا صُغْرٰی۔ لَا طَالِبَاتَ۔ لَا طَالِبَاتِ۔ لا طَالِبَاتٍ (تین قول ہیں) لَا طَالِبَ علمٍ۔ لَا طَالِبًا للعلمِ اور طالبُ العلمِ پر معرفہ ہونے کی وجہ سے لَا داخل نہیں ہوتا بصورت دیگر تکرار لانا پڑے گا۔

لَا قَاضِیَ بَلَدٍ۔ لَا اَبَا حَسَنٍ (وصفی) لَا اَبَا عِلْمٍ۔ لَا عِشْرِیْنَ دِرْهَمًا۔ اَلْقَاضِیْ۔ قَاضِیْ مَکَّةَ۔ اَبُوْ عِنَایَتِ الرحمٰنِ۔ هُوَ۔ اَنَا پر بھی لَا بغیر تکرار کے نہیں آ سکتا اور تکرار لانے کی صورت میں ملغی عن العمل ہو گا۔

فائدہ: قَضِیَّةٌ وَلَا اَبَا حَسَنٍ لَهَا اور رِدَّةٌ وَلَا اَبَا بَکْرٍ لَهَا میں اَبَا حَسَنٍ اور اَبَا بَکْرٍ پر لَا داخل ہے اور ان کو نصب دیا ہے۔ اس کی وجہ یا تو یہ ہے کہ لفظ مِثْل محذوف ہے' تقدیر عبارت یوں ہے لا مثل ابی حسن لها و ردة لا مثل ابی بکر لها اور لفظ مثل اضاف سے معرفہ نہیں بنتا اور یا یہ وجہ ہے کہ یہاں ابا حسن اور ابا بکر سے معنی وصفی مراد ہے یعنی ابا حسن سے مراد نہایت ذہین قاضی اور ابا سے مراد مرتدین کی سرکوبی کرنے والا حکمران۔

سوال: لَا کِتَابَ فِی الْغُرْفَةِ وَلَا قَلَمَ کو پڑھنے کی پانچ صورتیں ہیں' ان کی تفصیل لکھیں اور وجوہ اعراب ذکر کریں۔

جواب: پہلی صورت۔ لَا کِتَابَ فِی الْغُرْفَةِ وَلَا قَلَمَ۔ لا حرف نفی جنس' کتاب اس کا اسم' فی

الغرفة جار مجرور متعلق ثابت محذوف کے ہو کر خبر' لا اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ'

واؤ عاطفہ' لا نافیہ ملغی عن العمل' قلم مبتدا' فی الغرفة ثابت سے متعلق ہو کر اس کی خبر محذوف' مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ معطوفہ ہوا۔ اس صورت میں جملے کا عطف جملے پر ہوگا۔

ایک صورت یہ ہے کہ قَلَمٌ کا عطف محلِ کتابَ پر ہو تو اس صورت میں لا نافیہ زائدہ ہوگا

۔ یا قلمٌ سے پہلے والا لا مشابہ بِلَیْسَ ہو تو قلم اس کا اسم ہوا اور خبر اس کی محذوف یعنی موجوداً فِی الغرفةِ ہوگی۔ تو جملہ ولا قَلَمٌ موجوداً فِی الغُرْفَةِ پہلے جملے پر معطوف ہوگا۔

دوسری صورت لا کِتَابَ فِی الغُرْفَةِ وَلا قَلَمَ۔ لَا حرف نفی جنس' کتابَ اسم' فِی الغرفة متعلق محذوف سے مل کر خبر' لَا اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ معطوف علیہ۔

واؤ عاطفہ' لا نفی جنس کا' قَلَمَ اس کا اسم' خبر اس کی محذوف یعنی موجودٌ فِی الغرفةِ ہے۔ لَا اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ معطوفہ ہوا۔

تیسری صورت ۔ لَا کِتَابَ فِی الغرفةِ وَلَا قَلَمًا : لَا کِتَابَ فِی الغرفةِ جملہ اسمیہ میں لَا نفی جنس' کتاب معطوف علیہ' فِی الغرفة جار مجرور متعلق ثبت کے ہو کر خبر' واؤ عاطفہ' لا زائدہ' قَلَمًا معطوف۔ معطوف اپنے معطوف علیہ سے مل کر لَا کا اسم' لَا اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ اس صورت میں قَلَمًا کا عطف اسم لَا کے محل پر ہوگا اور اس کا محل نصب ہے چونکہ وہاں لائے نفی ساتھ ملا ہوا ہے اس لئے وہ مبنی ہو گیا اور یہاں فاصلے کی وجہ سے معرب ہی رہا

چوتھی صورت لَا کِتَابَ فِی الغرفةِ وَلَا قَلَمٌ۔ لا نافیہ ملغی عن العمل' کتاب مبتدا' فِی الغرفةِ ثَبَتَ محذوف کے متعلق ہو کر خبر' مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ معطوف علیہ

' واؤ عاطفہ' لَا زائدہ' قَلَمٌ مبتدا' خبر اس کی محذوف یعنی ثَابِتٌ فِی الغرفةِ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ معطوفہ

یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ لَا نافیہ ملغی عن العمل' کتابٌ معطوف علیہ' فِی الغرفة محذوف کے ساتھ متعلق ہو کر خبر' واؤ عاطفہ' لَا زائدہ' قلمٌ معطوف' معطوف معطوف علیہ مل کر مبتدا' مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

اور یہ بھی احتمال ہے کہ لَا مشابہ بلیس اسم کو رفع دینے والا ہو۔

پانچویں صورت لَا کِتَابٌ فِی الغرفةِ ولا قَلَمَ۔ لا نافیہ ملغی عن العمل' کتابٌ مبتدا' فی الغرفةِ خبر' مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ معطوف علیہ' واؤ عاطفہ' لَا حرف نفی جنس' قَلَمَ اس کا اسم مبنی علی

الفتح' خبر اس کی محذوف ہے یعنی موجودٌ فِی الغرفۃِ لائے نفی جنس اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ معطوفہ ہوا

یا لا مشابہ بلیس' کتابٌ اس کا اسم' فِی الغرفۃ ثَبَتَ محذوف سے مل کر اس کی خبر' لا اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ معطوف علیہ' واؤ عاطفہ' لَا نفی جنس' قَلَمَ اس کا اسم' خبر اس کی محذوف موجودٌ فِی الغرفۃِ۔ لا نفی جنس اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ معطوفہ ہوا۔

وجوہ اعراب:

۱۔ پہلی صورت میں کِتَابَ لائے نفی جنس کا اسم ہے اور نکرہ مفردہ لائے نفی سے متصل ہے لہٰذا محلا منصوب مبنی علی الفتح' اسی طرح قَلَمَ لائے نفی جنس کا اسم ہے اور نکرہ مفردہ متصلہ ہے لہٰذا منصوب محلا مبنی علی الفتح ہے۔

۲۔ دوسری صورت میں لفظ کِتَابَ اسم مفرد متصل نکرہ ہے یعنی لائے نفی جنس سے ملا ہوا ہے لہٰذا مبنی علی الفتح منصوب ہے۔ قَلَمًا منصوب ہے کیونکہ لائے نفی جنس کے اسم کے محل پر معطوف ہے اور لائے نفی جنس کے ساتھ ملا ہوا نہ ہونے کی وجہ سے مبنی علی الفتح نہیں بلکہ صرف تنوین کے ساتھ منصوب ہے۔

۳۔ تیسری صورت میں لفظ کِتَابَ اسم نکرہ مفردہ متصلہ ہے لہٰذا منصوب مبنی علی الفتح' قَلَمٌ مرفوع ہے کیونکہ لا مشابہ بلیس کا اسم ہے۔

۴۔ چوتھی صورت میں لفظ کِتَابٌ مبتدا ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے کیونکہ لَا ملغی عن العمل ہے یا کتابٌ لَا مشابہ بلیس کا اسم ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے۔ قَلَمٌ بھی یا تو مبتدا ہونے کی وجہ سے یا لا مشابہ بلیس کا اسم ہونے کی وجہ سے یا مبتدا پر معطوف ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے۔ اس صورت میں اس سے پہلے لا زائدہ برائے تاکید ہے۔

۵۔ پانچویں صورت میں لَا ملغی عن العمل ہے یا مشابہ بلیس ہے تو کتابٌ یا تو مبتدا ہونے کی وجہ سے یا لا مشابہ بلیس کا اسم ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے۔ اور قَلَمَ لائے نفی جنس کا اسم ہونے کی وجہ سے کیونکہ یہ نکرہ مفردہ متصلہ ہے اور لَا کا اسم ہونے کی وجہ سے محلا منصوب مبنی علی الفتح ہے۔

سوال لائے نفی جنس اور لا مشابہ بلیس کا لفظی ومعنوی فرق بتائیں اور یہ بھی بتائیں کہ لَا رَجُلَ فِی الدارِ بل رَجُلَانِ کب کہہ سکتے ہیں؟

جواب لائے نفی جنس میں جنس کے ہر فرد سے نفی پر صراحت ہوتی ہے جیسے لَا طَالِبَ فِی الفصلِ یعنی نہ ایک' نہ دو اور نہ زیادہ' کوئی بھی طالب علم جماعت میں نہیں ہے۔ جبکہ لَا مشابہ بلیس میں کبھی جنس کی نفی مراد ہوتی ہے اور کبھی ایک فرد کی جیسے لَا طَالِبٌ فِی الفصلِ اس کے دو معنی ہیں

(۱) کوئی طالب درسگاہ میں نہیں (۲) ایک طالب درسگاہ میں نہیں۔ دوسری صورت میں کہہ سکتے ہیں کہ لَا طَالِبٌ فِی الفصلِ بل طَالِبَانِ جبکہ لَا طَالِبَ فی الفصلِ میں بَلْ طَالِبَانِ نہیں کہہ سکتے۔ اسی طرح ہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ ہے۔ غیر مقلدین کہتے ہیں کہ اسی طرح نبی ﷺ کا ارشاد گرامی "لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ یَقْرَاْ بِفَاتِحَةِ الْکِتَابِ ہر ہر نماز کو شامل ہے اس لئے بغیر سورۃ فاتحہ کے نماز مقتدی کی بھی درست نہیں۔ مگر یہ استدلال درست نہیں اس لیے کہ مقتدی کے بارے میں قرآن و حدیث کا حکم آپ مفعول ما لم یسم فاعلہ کی بحث میں ملاحظہ فرما چکے ہیں لہٰذا اس حدیث کو غیر مقتدی کے حق میں لیا جائے گا علاوہ ازیں غیر مقلدین تو ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کو فرض کہتے ہیں اور اس حدیث میں ہر رکعت کا ذکر نہیں اس حدیث کے مطابق تو عشاء کی تین رکعتوں میں فاتحہ نہ پڑھنے والے کی نماز کو باطل نہیں کہا جاسکتا وہ کیسے اہل قرآن و حدیث کے عمل کو اس حدیث کے خلاف بتاتے ہیں۔

سوال ما ولا کے عمل کی تین شرطیں کیا ہیں؟ مع مثال ذکر کریں۔

جواب (۱) اگر ما ولا کی خبر الا کے بعد واقع ہو تو ما ولا عمل نہیں کرتے جیسے مَا زَیْدٌ اِلَّا قَائِمٌ، ما ھذا الا بشر

(۲) ما ولا کی خبر اسم سے مقدم ہو تو بھی یہ عمل نہیں کرتے جیسے مَا قَائِمٌ زیدٌ

(۳) اگر ما کے بعد ان زیادہ کر دیں تو بھی ما عمل نہیں کرتا جیسے مَا اِنْ زَیْدٌ قَائِمٌ

جب ما ولا ان تین شرائط سے خالی ہوگا تو اسم کو رفع اور خبر کو نصب دے گا۔

سوال اس شعر کا ترجمہ و ترکیب ذکر کریں اور بتائیں کہ اس کو مصنف نے کیوں ذکر کیا ہے؟

وَمُهَفْهَفٍ کَالْغُصْنِ قُلْتُ لَهُ انْتَسِبْ فَاَجَابَ مَا قَتْلُ الْمُحِبِّ حَرَامٌ

جواب شعر کا ترجمہ "بہت سے ٹہنی کی طرح پتلی کمر والے، ان سے میں نے کہا اپنا نسب بیان کر، پس اس نے جواب دیا محبت کرنے والے کا قتل کرنا حرام نہیں ہے۔

واوٗ بمعنی رُبَّ حرف جر شبیہ بالزائد، مهفهفٍ موصوف، کالغصنِ جار مجرور ثَبَتَ کے متعلق ہو کر اس کی صفت، موصوف صفت مل کر مبتدا، قُلْتُ فعل با فاعل، لَهٗ جار مجرور متعلق فعل قَالَ کے، اِنْتَسِبْ فعل امر، اَنْتَ اس میں فاعل، فعل فاعل مل کر جملہ ہو کر مفعول بہ قَالَ فعل کا، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ ہوا۔ فا عاطفہ اَجَابَ فعل، ھُوَ اس میں فاعل۔ مَا نافیہ، قَتْلُ مضاف، الْمُحِبِّ مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ مل کر مبتدا، حَرَامٌ اس کی خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوفہ ہوا۔

اس شعر کو ذکر کرنے سے مصنف کا مقصد یہ بتلانا ہے کہ مَا کا اسم مرفوع اور خبر منصوب ہوتی ہے لیکن بنو تمیم مَا کی خبر کو بھی مرفوع پڑھتے ہیں یعنی ان کے نزدیک مَا کوئی عمل نہیں کرتا۔ اس طرح مندرجہ بالا شعر میں مَا قَتْلُ الْمُحِبِّ حَرَامٌ میں حَرَامٌ مَا کی خبر ہو تو اسے (حَرَامًا) نصب کے ساتھ ہونا چاہئے جبکہ شاعر نے حَرَامٌ پڑھا تو اس سے پتہ چلا کہ اس شاعر کا تعلق قبیلہ بنو تمیم سے ہے۔ اس طرح شعر پڑھ کر اس نے اپنا نسب بتا دیا کہ مخاطب نے ما کو غیر عامل دیکھ کو جان لیا کہ اس کا تعلق قبیلہ بنو تمیم سے ہے۔

المقصد الثالث في المجرورات

الأسماء المجرورة هي المضاف اليه فقط و هو كل اسم نسب اليه شيء بواسطة حرف الجر لفظا نحو مررت بزيد و يعبر عن هذا التركيب في الاصطلاح بأنه جار و مجرور أو تقديرا نحو غلام زيد تقديره غلام لزيد و يعبر عنه في الاصطلاح بأنه مضاف و مضاف اليه و يجب تجريد المضاف عن التنوين أو ما يقوم مقامه و هو نون التثنية و الجمع نحو جاء ني غلام زيد و غلاما زيد و مسلمو مصر .

و اعلم أن الاضافة على قسمين : معنوية و لفظية أما المعنوية فهي أن يكون المضاف غير صفة مضافة الى معمولها اما بمعنى اللام نحو غلام زيد أو بمعنى من نحو خاتم فضة أو بمعنى في نحو صلاة الليل . و فائدة هذه الاضافة تعريف المضاف ان أضيف الى معرفة كما مر أو تخصيصه ان أضيف الى نكرة كغلام رجل و أما اللفظية فهي أن يكون المضاف صفة مضافة الى معمولها وهي في تقدير الانفصال نحو ضارب زيد و حسن الوجه و فائدتها تخفيف في اللفظ فقط .

تیسرا مقصد مجرورات کے بیان میں

مجرور ہونے والے اسم صرف مضاف الیہ ہے اور وہ ہو وہ اسم ہے جس کی طرف کسی چیز کی نسبت کی گئی ہو حرف جر کے واسطے سے لفظا جیسے مررت بزید اور تعبیر کیا جاتا ہے اس کو اصطلاح میں کہ وہ جار مجرور ہے' یا تقدیرا جیسے غلام زید اس کی تقدیر ہے غلام لزید اور اصطلاح میں اس کو اس طرح تعبیر کیا جاتا ہے کہ وہ مضاف مضاف الیہ ہے۔ اور واجب ہے مضاف کو خالی کرنا تنوین سے یا جو تنوین کے قائم مقام ہے اور ہو سیہ اور جمع کو نون ہے جیسے جاء غلام زید وغلاما زید و مسلمو مصر " آیا میرے پاس زید کا غلام اور زید کے دو غلام اور مصر کے مسلمان "۔

اور جان لے کہ اضافت دو قسم پر ہے اضافت معنویہ اور اضافت لفظیہ پھر معنویہ تو یہ ہے مضاف ایسی صفت نہ ہو جو اپنے معمول کی طرف مضاف ہو اور وہ یا تو لام کے معنی میں ہوگی جیسے غلام زید یا من کے معنی میں جیسے خاتم فضة " چاندی کی انگوٹھی " اور یا فی کے معنی میں جیسے صلاۃ اللیل " رات کی نماز "۔ اور اس اضافت کا فائدہ مضاف کو معرفہ بنانا جب اس کی اضافت معرفہ کی طرف ہو جیسا کہ گزرا یا اس میں تخصیص کرنا اگر اس کی اضافت نکرہ کی طرف ہو جیسے غلام رجل " ایک مرد کا غلام یا لڑکا " اور پھر لفظیہ تو وہ یہ ہے کہ مضاف ایسی صفت ہو جو اپنے معمول کی طرف مضاف ہو اور وہ الگ الگ ہونے کی تقدیر میں ہوتا ہے جیسے

ضارب زید " زید کو مارنے والا " اور حسن الوجہ " اچھے چہرے والا " اور اس کا فائدہ لفظ میں تخفیف ہے صرف۔

سوالات

سوال مجرورات کی مصنف نے کتنی قسمیں کی ہیں اور وہ کون سی ہیں؟

سوال عبارت کی شرح کریں اور غلام زید اور غلام لزید کا فرق بیان کریں۔

ویجب تجرید المضاف عن التنوین او ما یقوم مقامہ

سوال اضافت لفظیہ اور معنویہ کی تعریف کریں اور مثالیں دیں۔

سوال اضافت معنوی میں تین حروف جر کا معنی پایا جاتا ہے' وہ کون کون سے ہیں؟ بمع مثال ذکر کریں۔

سوال اضافت لفظی اور معنوی کے فوائد لکھیں۔

سوال مندرجہ ذیل الفاظ کی یائے متکلم کی طرف اضافت کر کے لکھیں۔

کتاب ۔ ظبی ۔ کتب ۔ مدارس ۔ طالبات ۔ اب ۔ اخ ۔ فم ۔ حم ۔ هن ۔ ذو ۔ ذو علم ۔ ذ عدل ۔ اولات حمل ۔ ذات مال ۔ ذواتا افنان ۔ ذوات اکل ۔ رجلان ۔ برجلین ۔ طالبون ۔ بطالبین ۔ هذه العصا ۔ بالفتی ۔ جاء القاضی ۔ رایت القاضی ۔ مررت بالقاضی ۔ هولاء الطالبون

سوال اضافت لفظیہ کی تعریف اور شروط لکھ کر یہ بتائیں کہ صفت کی اضافت کب اضافت معنوی ہوگی؟

سوال ترکیب کریں: سیصلی نارا ذات لهب ○ وامراته حمالة الحطب

سوال مضاف باضافت لفظیہ کو جب معرفہ کی صفت بنانا ہو تو کیا کریں گے؟

سوال کون سے الفاظ اضافت سے معرفہ نہیں ہوتے اور کیوں؟ لفظ غیر کب معرفہ ہوگا؟

سوال فاتوا بعشر سور مثله مفتريات میں مثل نکرہ کی صفت کیوں ہے جبکہ اس کا مضاف الیہ معرفہ ہے؟

سوال اضافت لفظیہ کی نشانی یہ ہے کہ مضاف الیہ فاعل' نائب فاعل یا مفعول بہ ہوتا ہے۔ مندرجہ ذیل مثالوں سے ان کو نکال کر دکھائیں۔

محمود طویل الثوب ماجد مجروح القدم ثمینة عربیة اللسان

سوال ذیل میں دیئے ہوئے خط کشیدہ پر بحث کر کے اضافت لفظیہ اور معنویہ کو جدا جدا کریں۔

رب اجعلنی مقیم الصلوة ۔ یظنون انهم ملقو ربهم (فی المستقبل) ۔ محمود حسن السیرة ۔

کتابی ۔ خالد ضاربک امس ۔ خالد اخوک ۔ خالد ناصرک الیوم ۔ الاستاذ عالم الشریعة ۔ صدیقنا عالم الفقه

حل سوالات

سوال مجرورات کی مصنف نے کتنی قسمیں کی ہیں اور وہ کون سی ہیں؟

جواب مصنف نے مجرورات کو صرف ایک قسم میں شمار کیا ہے اور وہ مضاف الیہ ہے۔ اور مضاف الیہ ہر وہ اسم ہے کہ اس کی طرف کسی چیز کی نسبت حرف جر کے ذریعے کی جائے۔ اب حرف جر کے اعتبار سے مصنف دو قسمیں کرتے ہیں۔ (۱) حرف جر لفظا" (۲) حرف جر تقدیرا"

لفظا" کی مثال مررتُ بزیدٍ اصطلاح میں اس ترکیب کو جار مجرور سے موسوم کیا جاتا ہے با حرف جر اور زید مجرور۔ حرف جر تقدیرا مثال غلامُ زیدٍ ہے۔ اور اس کی اصل غلامٌ لِزَیْدٍ ہے۔ اب لام کو حذف کیا تو غلامُ زیدٍ ہوگیا۔ لام کو حذف کرنے سے ایک تو غلام سے تنوین ختم ہوجاتی ہے' دوسرے غُلَام جب معرفہ کی طرف مضاف ہو تو وہ بھی معرفہ بن گیا۔ اضافت سے پہلے معنی یوں تھے غُلَامٌ لِزَیْدٍ زید کا ایک غلام یعنی زید کا کوئی سا غلام بھی ہو سکتا ہے جبکہ اضافت کے بعد غُلَامُ زَیْدٍ کہنے سے زید کا ایک ہی خاص غلام مراد ہے۔ اس طرح غلام بھی معرفہ ہوگیا اور نکرہ کی طرف مضاف کرنے سے تخصیص کے معنی پیدا ہوتے ہیں' تخصیص کا مطلب یہ کہ افراد میں نکرہ محضہ کی بہ نسبت کمی واقع ہو جاتی ہے مثلاً" غُلَامُ رَجُلٍ مرد کا غلام یعنی عورت کا نہیں' بچے کا نہیں ۔ غُلَامُ زیدٍ کی اصطلاح میں ترکیب یوں کی جاتی ہے غلام مضاف' زید مضاف الیہ۔

سوال عبارت کی شرح کریں اور غلام زید اور غلام لزید کا فرق بیان کریں۔

ویجب تجرید المضاف عن التنوین او ما یقوم مقامه

جواب ترجمہ "اور واجب ہے یا ضروری ہے مضاف کو تنوین سے خالی کرنا اور اس کو جو اس کے قائم مقام ہو"

تشریح: جب بھی کسی اسم کی اضافت کرنی ہو تو اس سے تنوین کو ہٹانا یعنی ختم کرنا ضروری ہوتا ہے' اسی طرح مضاف پر الف لام بھی نہیں آ سکتا جیسے غلام کی نسبت جب زید کی طرف کی تو غلام زید ہوا' اب تنوین اڑا دی (غُلَامُ نْ سے نون تنوین کو ہٹایا تو غُلَامُ رہ گیا) اور جو تنوین کے قائم مقام ہو اس کو ختم کرنا بھی ضروری ہے۔ تنوین کے قائم مقام سے مراد تثنیہ اور جمع کے نون ہیں تو جب تثنیہ اور جمع کو مضاف کیا جائے تو نون گر جائے گا جیسے غُلَامَانِ سے غُلَامَا زَیْدٍ اور مُسْلِمُوْنَ سے مُسْلِمُوْ هِنْدٍ آئے گا۔ (غلامٌ کو تثنیہ بنانے کے لیے الف تثنیہ "میم" کے آگے لایا تو غلامُ نْ سے غلامُ انْ ہوگیا۔ اب الف کا تقاضا ماقبل فتحہ کا ہے تو میم کو فتحہ دیا' غُلَامَ انْ ہوگیا۔ اب الف

اور نون دو ساکن اکٹھے ہو گئے تو اَلسَّاکِنُ اِذَا حُرِّکَ حُرِّکَ بِالْکَسْرِ کے تحت نون کو کسرہ دے دیا' غُلَامَانِ ہو گیا)

(مسلمٌ کے آخر میں جب جمع مذکر سالم کی واؤ لگائی تو یوں ہو گیا مُسْلِمُوْ اب تنوین کے نون ساکن کو آخر میں لائے تو مُسْلِمُوْنْ ہو گیا اور نون کو اخف الحرکات فتحہ دیا تو مُسْلِمُوْنَ ہو گیا۔ دراصل یہ نون تنوین کا ہی ہے جو اضافت کے وقت گر جاتا ہے)

اور تثنیہ میں جو نون گرایا جاتا ہے' وہ بھی دراصل تنوین کا نون ہی ہوتا ہے اسی لیے مصنفؒ نے نون تثنیہ اور نون جمع کو تنوین کے قائم مقام کہا ہے۔

مفرد کے بعد تثنیہ کا نمبر ہے اس لئے تثنیہ میں کسرہ دینے والا قاعدہ چلا پھر جمع میں فرق کرنے کیلئے اخف الحرکات دی گئی

سوال اضافت لفظیہ اور معنویہ کی تعریف کریں اور مثالیں دیں۔

جواب اضافت لفظیہ یہ ہے کہ مضاف ایسا صیغہ صفت ہو جو اپنے معمول کی جانب مضاف واقع ہو اور یہ اضافت اس وقت ہوگی جب معمول اس کا منفصل ہو جیسے ضارِبُ زیدٍ جو دراصل ضاربٌ زیدًا تھا۔ ضارب اسم فاعل یعنی صفت کا صیغہ ہے اور زیدًا اسکا مفعول بہ ہے اس لئے اس کا معمول ہے۔ جب ضاربٌ یعنی صفت کا صیغہ اپنے معمول زیدًا کی طرف مضاف ہوا تو ضاربُ زیدٍ ہو گیا لہذا یہ اضافت لفظی ہے۔ اسی طرح زیدٌ حسنٌ الوجہُ میں حسنٌ صفت کا صیغہ ہے اور الوجہُ اس کا فاعل ہے۔ جب اس کو اپنے فاعل یعنی معمول کی طرف مضاف کیا تو حسنُ الوجہِ ہو گیا۔ ایسی اضافت کو اضافت لفظیہ کہتے ہیں یعنی لفظاً" اضافت ہو جاتی ہے اور تخفیف کا فائدہ دیتی ہے اس طرح کہ نون تنوین اور تثنیہ وجمع کا نون گر جاتا ہے۔ جمعہ کے مشہور عربی خطبہ میں اضافت معنویہ کی خاصی مثالیں پائی جاتی ہیں مثلا الحمدُ للہِ عليِّ الذَّاتِ عظیمِ الصفاتِ کبیرِ الشانِ الخ اس میں علی' عظیم' کبیر کی اضافت الذات' الصفات' الشان کی طرف اضافت معنوی ہے۔

اضافت معنوی سے مراد یہ ہے کہ مضاف صفت کا صیغہ نہ ہو جو اپنے معمول کی طرف مضاف واقع ہو۔ اور یہ اضافت تین طرح سے ہوتی ہے۔ کبھی بمعنی لام ہوتی ہے جیسے غلامُ زیدٍ یعنی غلامٌ لِزیدٍ اور کبھی بمعنی مِنْ ہوتی ہے جیسے خاتمُ فِضَّةٍ یعنی خاتمٌ مِنْ فِضَّةٍ یا بمعنی فِیْ جیسے صلوۃُ اللیلِ یعنی صلوۃٌ فِی اللیلِ

سوال اضافت معنوی میں تین حروف جر کا معنی پایا جاتا ہے' وہ کون کون سے ہیں؟ مع مثال ذکر کریں۔

جواب اضافت معنوی میں جن تین حروف جر کا معنی پایا جاتا ہے' وہ لام' من اور فی ہیں۔ جیسے

(۱) غلامُ زیدٍ تقدیر اس کی یوں ہے غلامٌ لزیدٍ
(۲) خاتمُ فضةٍ تقدیر اس کی یوں ہے خاتمٌ من فضةٍ
(۳) صلوٰةُ اللیل تقدیر اس کی یوں ہے صلوٰةٌ فی اللیل
یعنی جب ملکیت ظاہر کرنی ہو تو لام، اور جب مضاف الیہ مضاف کی جنس سے ہو تو مِنْ اور جب ظرف یعنی مکان وزمان کا معنی ہو تو فِیْ لایا جائے گا۔

سوال اضافت لفظی اور معنوی کے فوائد لکھیں۔

جواب اضافت لفظی کا فائدہ لفظوں میں تخفیف ہے۔ مثلاً" نون تثنیہ وجمع اور تنوین وغیرہ کلام سے حذف کر دیئے جاتے ہیں۔ الحسنُ الوجهِ اصل میں الحَسَنُ وَجْهُهٗ تھا مضاف الیہ سے ضمیر کو حذف کر کے عوض میں الف لام لے آئے ضمیر کے حذف کرنے سے تخفیف پیدا ہو گئی
اضافت معنوی سے فائدہ مضاف کا معرفہ بنانا ہے اگر وہ معرفہ کی جانب مضاف ہو جیسے غُلَامُ زَیْدٍ۔ غلام، زید کی جانب اضافت کی وجہ سے معرفہ ہو گیا۔ اگر مضاف کی اضافت اسم نکرہ کی طرف ہو تو اس میں تخصیص پیدا کرنا ہوتی ہے جیسے غلامُ رجلٍ کہہ کر عورت کے غلام کو خارج کر دیا گیا۔

سوال مندرجہ ذیل الفاظ کی یائے متکلم کی طرف اضافت کر کے لکھیں۔

کتابٌ۔ ظَبْیٌ۔ کُتُبٌ۔ مَدَارِسُ۔ طَالِبَاتٌ۔ ابٌ۔ اَخٌ۔ فَمٌ۔ حَمٌ۔ هَنٌ۔ ذوٌ۔ ذَوُوْ عِلْمٍ ذَوُوْ عدلٍ۔ اولاتُ مالٍ۔ ذاتُ مالٍ۔ ذَوَاتَا افنانٍ۔ ذَوَاتُ اُکُلٍ۔ رِجْلَانِ۔ بِرِجْلَیْنِ۔ طَالِبُوْنَ۔ بِطَالِبِیْنَ۔ هٰذِهِ الْعَصَا۔ بِالْفَتٰی۔ جَاءَ الْقَاضِیْ۔ رایتُ الْقَاضِیَ۔ مررتُ بالقاضِیْ۔ هٰؤلاءِ الطالبونَ

جواب یاءِ متکلم کی اضافت سے یہ الفاظ بنیں گے :کِتَابِیْ۔ ظَبْیِیْ۔ کُتُبِیْ۔ مَدَارِسِیْ۔ طَالِبَاتِیْ۔ اَبِیْ۔ اَخِیْ۔ فَمِیْ۔ حَمِیْ۔ هَنِیْ۔ ذوٌ ضمیر کی طرف مضاف نہیں ہوتا۔ ذَوُوْ عِلْمِیْ ذَوُوْ عَدْلِیْ۔ اُوْلَاتُ مَالِیْ۔ ذَاتُ مَالِیْ۔ ذَوَاتَا اَفْنَانِیْ۔ ذَوَاتُ اُکُلِیْ۔ رِجْلَایَ۔ بِرِجْلَیَّ۔ طَالِبِیَّ۔ بِطَالِبِیَّ۔ هٰذِهٖ عَصَایَ۔ بِفَتَایَ۔ جَاءَ قَاضِیَّ۔ رَایْتُ قَاضِیَّ۔ مَرَرْتُ بِقَاضِیَّ۔ (الف لام گر جائے گا)هٰؤلاءِ طَالِبِیَّ۔

فائدہ: ذُوْ، ذَوَا، ذَوَیْ، ذَوُوْ، ذَوِیْ، اُولُوْ، اُولِیْ، ذَاتُ، ذَوَاتَا، ذَوَاتَیْ، اُولَاتُ، ذَوَاتُ ضمیر کی طرف مضاف نہیں ہوتے۔

سوال اضافت لفظیہ کی تعریف اور شروط لکھ کر یہ بتائیں کہ صفت کی اضافت کب اضافت معنوی ہوگی؟

جواب ایسی اضافت جس میں مضاف صفت کا صیغہ ہو اور وہ اپنے معمول کی طرف مضاف ہو، یعنی معمول اس کا مضاف الیہ بنا دیا جائے۔ یہ اس وقت ہوگا جب اس کا معمول منفصل ہو جیسے ضاربُ

زیدٍ

شروط:

۱۔ مضاف اسم فاعل، اسم مفعول، صفت مشبہ، اسم تفضیل اور اسم مبالغہ میں سے کوئی ایک ہو جیسے ضاربُ زیدٍ۔ ضارب اسم فاعل ہے۔

۲۔ اسم صفت کے بعد فاعل، نائب فاعل یا مفعول بہ ہو جیسے حسنُ الوجہِ۔ محمودُ العلمِ۔ حمالۃُ الْحَطَبِ۔ حسنٌ صفت مشبہ، محمود اسم مفعول اور حمالۃ اسم مبالغہ کے صیغے ہیں جبکہ الوجہ فاعل، العلم نائب فاعل اور الحطب مفعول بہ بن رہے ہیں۔

وامراتُہٗ حَمَّالَۃَ الْحَطَبِ۔ حَمَّالَۃَ حال واقع ہو رہا ہے وامراتہٗ سے اور حال ہمیشہ نکرہ ہوتا ہے، چونکہ اضافت لفظی ہے اس وجہ سے معرفہ نہ ہوا، نکرہ ہی رہا۔

صفت کی اضافت مندرجہ ذیل صورتوں میں معنوی ہوگی۔

(۱) اگر مضاف الیہ فاعل، نائب فاعل یا مفعول بہ نہ ہو تو اضافت معنوی ہوگی جیسے کریم البلد شہر کا سخی

(۲) اسم فاعل، اسم مفعول معنی حال یا استقبال کے دیں تو اضافت لفظی ہوگی اور جب معنی ماضی کے ہوں یا عموم (دوام) کے تو اضافت معنوی ہوگی البتہ صفت مشبہ ہوتی ہی دوام کے لیے ہے جیسے حم ○ تنزیل الکتاب من اللہ العزیز الحکیم ○ غافر الذنب وقابل التوب شدید العقاب۔ ترجمہ: "حم، اتارنا کتاب کا اللہ کی طرف سے جو زبردست ہر چیز کا جاننے والا ہے گناہوں کا بخشنے والا توبہ کو قبول کرنے والا سخت سزا دینے والا ہے۔

شَدِید مُشَدِّد کے معنی میں ہے۔ چونکہ یہاں غافر الذنب، قابل التوب، شدید العقاب اضافت معنوی ہے اور عموم زمانہ کے معنی پائے جاتے ہیں اور یہ تمام اسم الجلالہ کیلئے صفات دائمہ ہیں اس لئے یہ معرفہ کی صفت واقع ہوئیں۔

ماضی کی مثال: جَاءَنِی الرجلُ ضَارِبَ زیدٍ اَمْسِ

جب مضاف باضافت لفظیہ کو معرفہ کی صفت بنائیں تو مضاف پر الف لام داخل کرتے ہیں جیسے جَاءَ زیدٌ الحسنُ الوجہِ۔ رایتُ الرجلَ الجمیلَ الخطِّ

سوال ترکیب کریں: سَیَصْلٰی نَارًا ذَاتَ لَھَبٍ ○ وامراتُہٗ حمالۃَ الحطبِ

جواب ان کی ترکیب حسب ذیل ہے

سین حرف استقبال، یصلی فعل مضارع، ھو ضمیر مستتر معطوف علیہ، نارا موصوف، ذات مضاف، لھبٍ مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ مل کر صفت، موصوف صفت مل کر مفعول فیہ، واؤ عاطفہ، امراۃ مضاف، ہا ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ مل کر ذو الحال، حمالۃ مضاف، الحطب

مضاف الیہ' مضاف مضاف الیہ مل کر حال' ذو الحال حال مل کر معطوف' معطوف علیہ معطوف مل کر فاعل' فعل فاعل اور مفعول فیہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

سوال مضاف باضافت لفظیہ کو جب معرفہ کی صفت بنانا ہو تو کیا کریں گے؟

جواب مضاف باضافت لفظیہ کو جب معرفہ کی صفت لانا ہو تو مضاف پر الف لام داخل کرتے ہیں جیسے جَاءَ زیدٌ الحسنُ الوجہِ۔ رایت الرجلَ الجمیلَ الخطِّ

سوال کون سے الفاظ اضافت سے معرفہ نہیں ہوتے اور کیوں؟ لفظ غیر کب معرفہ ہوگا؟

جواب نَظِیر' مِثْل' غَیر' شِبْہ' شَبِیْہ' مِثَال' مُغَایِر' کُلّ' وغیرہ کلمات اضافت سے معرفہ نہیں ہوتے اس لیے ان کو معرفہ کی صفت نہیں لائیں گے بلکہ نکرہ کی۔ مگر جب کسی چیز کی صرف ایک ہی ضد ہو تو اس وقت لفظ غَیْر صفت بن سکتا ہے جیسے ارشاد باری تعالیٰ: صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم و لا الضالین اس میں غیر معرفہ الذین کی صفت واقع ہوا ہے کیونکہ الذین انعمت علیھم اور غیر المغضوب علیھم و لا الضالین ایک دوسرے کی ایک ہی ضد ہیں۔

سوال فَأْتُوا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِثْلِہٖ مُفْتَرَیَاتٍ "تو لاؤ اس جیسی دس سورتیں بنائی ہوئی" اس میں مِثْل نکرہ کی صفت کیوں ہے جبکہ اس کا مضاف الیہ معرفہ ہے؟

جواب لفظ مِثْل' سُوَر کی صفت ہے اور سُوَر نکرہ ہے۔ اگرچہ مثل کا مضاف الیہ معرفہ ہے لیکن مثل معرفہ کی طرف مضاف ہونے کے بعد بھی نکرہ ہی رہتا ہے اس لیے نکرہ کی صفت واقع ہوا ہے۔ اسی طرح شبہ' شبیہ' مثال' کل' مغایر وغیرہ معرفہ کی طرف مضاف ہونے کے باوجود نکرہ ہی رہتے ہیں۔ اس کی دوسری مثال اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَیْنِ مِثْلِنَا وَ قَوْمُھُمَا لَنَا عَابِدُوْنَ "کیا ہم اپنے جیسے دو آدمیوں پر ایمان لے آئیں حالانکہ ان کی قوم ہمارے زیر حکم ہے"۔

سوال اضافت لفظیہ کی نشانی یہ ہے کہ مضاف الیہ فاعل' نائب فاعل یا مفعول بہ ہوتا ہے۔ مندرجہ ذیل مثالوں سے ان کو نکال کر دکھائیں۔

محمودٌ طویلُ الثوبِ ماجدٌ مجروحُ القدمِ ثمینۃُ عربیّۃُ اللسانِ

جواب محمود طویل الثوب: طویل صفت کا صیغہ ہے اور الثوب اس کا فاعل ہے کیونکہ ثوب ہی طویل ہے اور یہاں اس کا مضاف الیہ بن گیا ہے۔

ماجد مجروح القدم: مجروح اسم مفعول صفت کا صیغہ ہے اور القدم اس کا نائب فاعل ہے۔ کیونکہ قدم ہی زخمی کیا ہوا ہے

ثمینۃ عربیۃ اللسان: عربیۃ اسم منسوب ہے اور اللسان اس کا فاعل یا نائب فاعل ہے کیونکہ اس سے نُسِبَ یا اِنْتَسَبَ کا معنی ادا ہوتا ہے۔ اگر اس جملے کا معنی یہ ہو "ثمینۃُ انتسَبَ

لِسَانُہا اِلَی العَرَبِ " ترجمہ : " ثمینہ نسبت رکھتی ہے اس کی زبان عرب کی طرف " تو لسان فاعل ہے اور اگر اس جملے کا معنی یہ ہو "ثمینۃُ نُسِبَ لسانُہٗ اِلی العربِ " ترجمہ :" ثمینہ منسوب ہے اس کی زبان عرب کی طرف " تو لسان نائب فاعل بنتا ہے

سوال ذیل میں دیئے ہوئے خط کشیدہ پر بحث کر کے اضافت لفظیہ اور معنویہ کو جدا جدا کریں۔

رَبِّ اجْعَلْنِیْ مقیمَ الصلوۃِ۔ یَظُنُّوْنَ انھم مُلٰقُوْ رَبِّہِمْ (فی المستقبل) ۔ محمودٌ حَسَنُ السیرۃِ۔ کِتَابِیْ ۔ خالدٌ ضَارِبُکَ امسِ ۔ خالدٌ اَخُوْکَ ۔ خَالِدٌ ناصِرُکَ الیومَ ۔ الاستاذُ عالمُ الشریعۃِ ۔ صَدِیْقُنَا عَالِمُ الفِقْہِ

جواب رب اصل میں ربی تھا۔ یا تخفیفا گر گئی اور یہ اضافت معنوی ہے۔مقیم الصلوۃ ۔ مقیم صیغہ اسم فاعل اور الصلوۃ اس کا مفعول بہ ' جب اسے مضاف کر دیا تو مقیم الصلوۃ ہو گیا۔ یہ اضافت لفظی ہے۔ملاقوا ربھم ۔ ملاقو صیغہ اسم فاعل' ربھم مضاف مضاف الیہ اس کا مفعول بہ تھا جب اس کو مضاف کردیا تو یہ اضافت لفظی ہو گئی حسن السیرۃ میں بھی اضافت لفظی ہے کیونکہ حسن صفت مشبہ ہے ۔ضاربک امس میں ماضی کے معنی کی وجہ سے اضافت معنوی ہے۔۔کتابی میں اضافت معنوی ہے کیونکہ مضاف صیغہ صفت نہیں ہے ۔ناصرک الیوم اضافت لفظی ہے۔

کیونکہ مضاف اسم فاعل ہے اور زمانہ حال کیلئے ہے ۔عالم الشریعۃ اضافت معنوی ہے کیونکہ زمانہ حال یا استقبال مراد نہیں بلکہ دوام مراد ہے۔ صدیقنا اضافت معنوی ہے اور عالم الفقہ یہ بھی اضافت معنوی ہے کیونکہ شریعت یا فقہ کا عالم وقتی نہیں بلکہ ہمیشہ ہوگا۔ یہ نہیں کہ آج شریعت کا عالم ہو دوسرے دن جاہل ہو جائے۔

واعلم أنك اذا أضفت الاسم الصحيح و الجارى مجرى الصحيح الى ياء المتكلم كسرت آخره و أسكنت الياء أو فتحتها كغلامي و دلوي و ظبيي و ان كان آخر الاسم ألفا تثبت كعصاي و رحاي خلافا للهذيل كعصي و رحي وان كان آخر الاسم ياء مكسورا ما قبلها أدغمت الياء في الياء و فتحت الياء الثانية لئلا يلتقي الساكنان تقول في قاضي قاضيّ . وان كان آخره واوا مضموما ما قبلها قلبتها ياء و عملت كما عملت الآن تقول جاء ني مسلمي . و في الأسماء الستة مضافة الى ياء المتكلم تقول أخي و أبي و حمي و هني و فيّ عند الأكثر و فمي عند قوم و ذو لا يضاف الى مضمر أصلا و قول القائل ع " انما يعرف ذا الفضل من الناس ذووه " شاذ .

و اذا قطعت هذه الأسماء عن الاضافة قلت أخ و أب و حم و هن و فم و ذو لا يقطع عن الاضافة البتة هذا كله بتقدير حرف الجر أما ما يذكر فيه حرف الجر لفظا فسيأتيک في القسم الثالث ان شاء الله تعالى .

ترجمہ : اور جان لے کہ جب تو اضافت کرے اسم صحیح یا جاری مجری کی یائے متکلم کی طرف کسرہ دے گا اس اسم کے آخر کو اور یا کو ساکن کرے گا یا فتحہ دے گا جیسے غلامی، دلوی اور ظبیی اور اگر اسم کے آخر میں الف ہو تو ثابت رہے گا جیسے عصای اور رحای قبیلہ ھذیل کے برخلاف ۔ جیسے عصی اور رحی ۔ اور اسم کا آخر یا ماقبل مکسور ہو تو یاء کو یاء میں ادغام کرکے دوسری یا کو فتحہ دیا جائے گا تاکہ دو ساکن اکٹھے نہ ہوجائیں تو کہے قاضی میں قاضی ۔

اور اگر اس کا آخر واؤ ماقبل مضموم ہو تو اس کو یا سے بدلے گا اور کرے گا جیسا تو نے ابھی کیا تو کہے جاء نی مسلمی اور اسماء ستہ میں تو کہے گا اس حال میں کہ وہ یاء متکلم کی طرف مضاف ہوں اخی، ابی، حمی ھنی اور فی اکثر کے نزدیک اور فمی کچھ لوگوں کے نزدیک اور ذو کی اضافت ضمیر کی طرف نہیں ہوتی بالکل اور قائل کا قول انما یعرف ذا الفضل من الناس ذووہ شاذ ہے ۔

اور جب تو ان اسماء کو اضافت سے کاٹے تو کہے گا اخ، اب، حم، ھن اور فم اور ذو کو اضافت سے بالکل منقطع نہیں کیا جاسکتا ۔ یہ تمام احکام حرف جر کو مقدر ماننے کے ساتھ تھے ۔ اور وہ جس میں حرف جار کو ذکر کیا جائے تو اس کا بیان ان شاء اللہ تیسری قسم میں آئے گا ۔

سوالات

سوال مندرجہ ذیل الفاظ کو جب یاء متکلم کی طرف مضاف کریں تو حالت رفع، نصب، جر میں علامت اعراب کیا ہوگی؟

قلم۔ کرسی۔ اقلام۔ اساور۔ اخوات۔ اخوان۔ اب۔ اخ۔ فم۔ ذو۔ اثنان۔ کلتا۔

عشرون۔ صادقون۔ قاض۔ قاضون۔ حبلی۔ ھدی۔ مصطفون

سوال عبارت کا مفہوم بیان کریں نیز یہ بتائیں کہ شاذ کسے کہتے ہیں؟

وقول القائل انما یعرف ذا الفضل من الناس ذووہ شاذ۔

سوال جار مجرور کا متعلق معلوم کرنے کا طریقہ مع مثال ذکر کریں۔

سوال مصنف کی عبارت اذا اضفت الاسم الصحیح الخ خط کشیدہ سے کیا مراد ہے؟

سوال حرف جر کو عموماً کہاں حذف کر دیا جاتا ہے؟ مع مثال ذکر کریں۔

حل سوالات

سوال مندرجہ ذیل الفاظ کو جب یاء متکلم کی طرف مضاف کریں تو حالت رفع، نصب، جر میں علامت اعراب کیا ہوگی؟

قَلَمٌ۔ کرسیٌّ۔ اقلامٌ۔ اساوِرُ۔ اَخَواتٌ۔ اَخَوانِ۔ اَبٌ۔ اَخٌ۔ فَمٌ۔ ذُوْ۔ اِثْنَانِ۔ کِلْتَا۔ ذَوَاتَا۔

عِشْرُوْنَ۔ صَادِقُوْنَ۔ قَاضٍ۔ قَاضُوْنَ۔ حُبْلیٰ۔ هُدًی۔ مُصْطَفَوْنَ

جواب قَلَمٌ کو یائے متکلم کی طرف مضاف کریں تو قَلَمِیْ ہوگا حالت رفع، نصب اور جر تینوں حالتوں میں اعراب تقدیری ہوگا۔ حالت رفع میں ضمہ مقدرہ، حالت نصب میں فتحہ مقدرہ اور حالت جر میں کسرہ مقدرہ ہوگا جو اس وجہ سے ظاہر نہیں ہوا کہ یاء متکلم کی طرف مضاف ہے اور جو کسرہ دکھائی دے رہا ہے، وہ یاء متکلم کی وجہ سے ہے نہ کہ جر کی وجہ سے۔

کرسی اسم جاری مجری صحیح ہے۔ یائے متکلم کی طرف اضافت کرنے کے بعد کرسیی کا اعراب تینوں حالتوں مین تقدیری ہے۔ حالت رفع میں ضمہ تقدیری حالت نصب میں فتحہ تقدیری اور حالت جر میں کسرہ تقدیری۔

اقلام کو یائے متکلم کی طرف مضاف کیا تو بنا اقلامی تینوں حالتوں میں اعراب تقدیری، حالت رفع، نصب اور جر میں بالترتیب ضمہ، فتحہ اور کسرہ تقدیری ہوگا اس لیے کہ جمع مکسر ہے اور یاء متکلم کی طرف مضاف ہے۔

اَسَاوِرُ کو یائے متکلم کی طرف مضاف کیاتو بنااَسَاوِرِیْ تینوں حالتوں میں اعراب تقدیری ہوگا کیونکہ جمع منتہی الجموع ہے اور غیر منصرف ہے۔ حالت جر میں کسرہ مقدرہ اس لیے ہے کہ غیر منصرف یاء متکلم کی

طرف مضاف ہے اور جو کسرہ دکھائی دے رہا ہے' وہ یاء متکلم کی وجہ سے ہے۔ جب غیر منصرف کی اضافت کی جائے تو حالت جر میں کسرہ آ جاتا ہے اس لیے یہاں حالت جر میں کسرہ مقدر مانا۔

اَخَوَاتٌ کو یائے متکلم کی طرف مضاف کیا تو بن گیا اَخَوَاتِیْ تینوں حالتوں میں اعراب تقدیری ہوگا۔ حالت رفع میں ضمہ تقدیری' حالت نصب میں کسرہ تقدیری اور حالت جر میں بھی کسرہ تقدیری کیونکہ جمع مونث سالم ہے اور جمع مونث سالم کا اعراب حالت نصب و جر دونوں میں کسرہ ہوتا ہے (مگر یہاں جو کسرہ لفظی دکھائی دے رہا ہے' وہ یاء متکلم کی وجہ سے ہے۔

اَخَوانِ کو یائے متکلم کی طرف مضاف کیا تو بنا اَخَوَایَ اعراب حرفی ہوگا۔ حالت رفع میں الف ماقبل مفتوح' حالت نصب و جر میں یاء ماقبل مفتوح ہوگا کیونکہ مثنی ہے۔

اَبٌ اَخٌ فَمٌ کو یاء متکلم کی طرف مضاف کیا تو بنا اَبِیْ 'اَخِی' فَمِیْ تینوں حالتوں میں اعراب تقدیری ہوگا۔ حالت رفع میں ضمہ مقدرہ' نصب میں فتحہ مقدرہ اور حالت جر میں کسرہ مقدرہ ہوگا اس لیے کہ اسم صحیح ہیں۔

فَمٌ کو یاء متکلم کی طرف مضاف کر کے فِیَّ پڑھنا بھی درست ہے وجہ یہ ہے کہ فَمٌ اصل میں فَوَہٌ ہے کیونکہ اس کی جمع اَفْوَاہٌ آتی ہے۔ جس طرح فَوَہٌ میں ہاء کو خلاف قیاس حذف کر دیا ہے اور واؤ کو میم سے بدل کر فَمٌ کر دیا گیا' اسی طرح جب فَمٌ کی یاء متکلم کی طرف نسبت کرتے ہیں تو اس کی اصل فُوْہِیَ مانتے ہیں فُوْہِیَ سے ہاء کو خلاف قیاس حذف کرنے کے بعد فُوْیَ باقی رہ جاتا ہے اب آخر میں واؤ ماقبل مضموم ہے واؤ کو یاء کر کے یاء کو یاء میں ادغام کیا تو فِیَّ ہوگیا۔ چونکہ تینوں حالتوں میں اس کی اصل فوھی ہے۔ اس لئے محل اعراب وہ ھاء ہے جس کو خلاف قیاس گرادیا ہے مسلِمِیَّ کی طرح اس کا اعراب حرفی نہیں ہے

اِثْنَانِ کی اگر اضافت ہو جائے تو بھی اعراب حرفی ہی رہے گا یعنی حالت رفع میں الف اور نصب و جر میں یاء ماقبل مفتوح' کیونکہ مثنی کی طرح ہے۔

کِلْتَا ۔ ذَوَاتَا اور اُولُوْ یائے متکلم کی طرف مضاف نہیں ہوتے۔ اور اگر علم ہوں پھر مضاف ہو جائیں تو ان کا اعراب رَجُلَانِ اور مُسْلِمِیَّ کی طرح ہوگا

عِشْرُوْنَ ۔ صَادِقُوْنَ کو یاء متکلم کی طرف مضاف کرنے سے عِشْرِیَّ صَادِقِیَّ حالت رفع میں اعراب تقدیری ہوگا۔ حالت رفع میں واؤ تقدیری' نصب و جر میں یا ماقبل مکسور ہوگی۔ اعراب حرفی ہوگا کیونکہ جمع مذکر سالم ہے۔

قَاضٍ کو یاء متکلم کی طرف مضاف کر کے قَاضِیَّ پڑھیں گے تینوں حالتوں میں اعراب تقدیری ہوگا۔ حالت رفع میں ضمہ مقدرہ' حالت نصب میں فتحہ مقدرہ اور حالت جر میں کسرہ مقدرہ' اس لیے کہ اسم

منقوص ہے اور اعراب یاء متکلم کی وجہ سے ظاہر نہیں ہو سکا۔
قَاضُوْنَ سے یاء متکلم کی طرف اضافت کرکے قَاضِیَّ پڑھیں گے حالت رفع میں واؤ ماقبل مضموم مقدر ہوگی اور ضمہ اس واؤ سے پہلے تھا جس کو یاء سے بدل کر ادغام کر دیا۔ اصل میں یوں تھا قَاضِیُوْنَ اب یاء کا ضمہ ماقبل کو دے کر اس کا کسرہ حذف کر دیا تو قَاضُیْوْنَ ہو گیا۔ اب (ـُ یْ) ہے یاء کو واؤ سے بدلا تو قَاضُوْوْنَ ہو گیا۔ اب پہلی واؤ کو التقائے ساکنین سے مدہ ہونے کی وجہ سے گرا دیا تو قَاضُوْنَ ہو گیا۔ پھر اضافت کے بعد قَاضُوْیَ ہوا پھر قَاضِیَّ ہو گیا۔
حالت نصب وجر میں اس کا اعراب یا ماقبل مکسور ہوگا کیونکہ جمع مذکر سالم ہے۔ حالت نصبی وجری میں قَاضِیْنَ ہے۔ جو اصل میں قَاضِیِیْنَ تھا۔ اب (ـِ یِ) میں یاء کو ساکن کیا تو قَاضِیْیْنَ ہو گیا۔ اب اول یاء مدہ کو التقائے ساکنین کی وجہ سے گرا دیا تو قَاضِیْنَ رہ گیا۔اس کو جب یاء متکلم کی طرف مضاف کریں گے تو اعراب یاء ماقبل مکسور ہو گا
ھُدًی یاء متکلم کی طرف مضاف ہو تو ھُدَایَ ہو گا تینوں حالتوں میں اعراب تقدیری ہوگا کیونکہ اسم مقصور ہے۔ اسی طرح حُبْلَایَ میں بھی اعراب تقدیری ہوگا۔ حُبْلیٰ غیر منصرف ہے حُبْلَایَ میں حالت رفع میں ضمہ مقدرہ' حالت نصب میں فتحہ مقدرہ اور حالت جر میں کسرہ مقدرہ ہوگا اس لیے کہ اضافت کے وقت غیر منصرف پر بھی کسرہ آجاتا ہے لہذا حالت جر میں بوجہ اضافت کسرہ مقدر مانا گیا۔
مُصْطَفَوْنَ جمع مذکر سالم ہے۔ جب یاء متکلم کی طرف اضافت کریں گے تو مُصْطَفَیَّ ہوگا حالت رفع میں اس کا اعراب واؤ ماقبل مضموم مقدر ہوگا اور ضمہ اس حرف پر تھا جس کو الف سے بدل کر گرا دیا ہے۔ حالت نصب وجر میں مُصْطَفَیَّ ہوگا اور اعراب یاء ماقبل مکسور ہوگا اور کسرہ اس حرف پر تھا جسے الف سے بدل کر گرا دیا گیا ہے اور جو فتحہ ظاہرا" دکھائی دیتا ہے وہ عین کلمہ کی حرکت ہے۔

سوال عبارت کا مفہوم بیان کریں نیز یہ بتائیں کہ شاذ کسے کہتے ہیں؟
وقول القائل انما یعرف ذا الفضل من الناس ذووہ شاذ۔

جواب "اور کہنے والے کا یہ کہنا کہ "بے شک لوگوں میں سے اہل فضل کو اہل فضل ہی جانتے ہیں"
شاذ کسی ایسی مثال کو کہتے ہیں جو کبھی کبھار ہو یعنی بہت ہی کم ہو۔ مثلاً" بکری کے عام طور پر دو تھن ہوتے ہیں اور بعض یعنی بہت ہی کم بکریاں ایسی ہوں گی جن کے دو سے زیادہ تھن ہوں تو اس طرح یہ کہیں گے کہ بکری کے دو سے زیادہ تھنوں کا پایا جانا شاذ ہے۔
اسی طرح نحو میں یا کسی بھی فن میں جب ایک قاعدہ مرتب کیا جاتا ہے تو وہ عام طور پر اس پر پورا اترتا ہے لیکن اگر کوئی اکا دکا ایسی مثال ملتی ہے جو اس کیلیے یا قاعدے کے خلاف ہو تو اسے شاذ کہہ دیتے ہیں۔ مثلاً" یہ کہ مثال واوی کا باب نصر سے آنا شاذ ہے جبکہ وَجَدَ یَجُدُ بھی مستعمل ہے۔ اس

ایک مثال کو لے کر ہم قاعدہ نہیں توڑیں گے بلکہ اسے شاذ کہیں گے۔ اس طرح نُوْ' نَوُوْ وغیرہ ضمیر کی طرف مضاف نہیں ہوتے اور اس شعر میں واقع ہو گئے ہیں۔ یہ شاذ ہے۔

سوال جار مجرور کا متعلق معلوم کرنے کا طریقہ مع مثال ذکر کریں۔

جواب جب کسی جار مجرور سے پہلے کئی فعل یا شبہ فعل جمع ہو جائیں تو جار مجرور کا متعلق معلوم کرنے کے لیے اول مجرور کا ترجمہ کریں گے پھر حرف جر اور پھر جس کو متعلق بنانا ہو' اس کا ترجمہ کریں گے۔ اگر ترجمہ درست ہو تو ٹھیک ورنہ کسی اور کو متعلق بنا کر دیکھیں گے جس کے ساتھ ترجمہ درست بنتا ہو پس اسی کا متعلق بنا دیں گے مثلاً" حدیث پاک ہے مَا اَحَدٌ اَصْبَرَ عَلٰی اَذًی یَسْمَعُهٗ مِنَ اللّٰهِ اس میں مِنَ اللّٰهِ جار مجرور اَصْبَرَ کا متعلق ہے۔ ترجمہ یوں ہے کہ اللہ سے زیادہ صبر کرنے والا کوئی نہیں اس تکلیف دہ بات پر جس کو وہ سنتا ہے۔

اگر جار مجرور کے ساتھ یَسْمَعُهٗ کا ترجمہ ہو تو یہ معنی ہے " اللہ سے معاذ اللہ اس تکلیف دہ بات کو سنتا ہے " اور یہ معنی غلط ہے اور اگر جار مجرور کے ساتھ اَصْبَرَ کا ترجمہ ہو تو معنی بنتا ہے " اللہ تعالیٰ سے زیادہ صبر کرنے والا " اور یہ معنی درست ہے لہٰذا اس جار مجرور کا متعلق اَصْبَرَ ہی کو بنائیں گے۔

سوال قال اذا اضفت الاسم الصحیح خط کشیدہ سے کیا مراد ہے؟

جواب نحو میں صحیح اس اسم کو کہتے ہیں جس کا آخری حرف' حرف علت نہ ہو۔ اس تعریف میں اسم مفرد منصرف صحیح' غیر منصرف اور جمع مکسر منصرف وغیرہ داخل ہیں جب کہ ان کے آخر میں حرف علت نہ ہو۔

سوال حرف جر کو عموماً" کہاں حذف کر دیا جاتا ہے؟ مع مثال ذکر کریں۔

جواب حرف جر کو عموماً" اَنْ اور اَنَّ سے پہلے حذف کر دیا جاتا ہے جیسے بَشِّرِ الَّذِیْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ " خوشخبری سنادو ان کو جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے اعمال کئے اس بات کی کہ ان کے لئے جنتیں ہیں "اس مثال میں اَنَّ سے پہلے با حرف جر حذف ہے یعنی بِاَنَّ لهم جناتٍ ترجمہ کرنے سے حذف کا پتہ چل جاتا ہے۔ اسی طرح اِنَّ اللّٰهَ لَا یَسْتَحْیِیْ اَنْ یضرِبَ مثلاً مَا بعوضۃً " بے شک اللہ تعالیٰ نہیں حیا کرتا اس سے کہ بیان کرے مثال کوئی سی مچھر کی " یہ اصل میں لا یستحیی مِنْ ان یضرِبَ تھا۔ اسی طرح فَمَا لَنَا اَنْ لَا نُقَاتِلَ اصل میں مِنْ اَنْ لَا نُقَاتِلَ اور فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِ اَنْ یَطَّوَّفَ بِهِمَا " نہیں کوئی گناہ اس پر کہ وہ چکر لگائے ان دونوں جگہوں کو " اصل میں فِیْ اَنْ یطَوَّفَ بِهِمَا تھا۔

الخاتمة في التوابع

اعلم أن التي مرت من الأسماء المعربة كان اعرابها بالأصالة بأن دخلتها العوامل من المرفوعات و المنصوبات و المجرورات فقد يكون اعراب الاسم بتبعية ما قبله و يسمى التابع لأنه يتبع ما قبله في الاعراب .

وهو كل ثان معرب باعراب سابقه من جهة واحدة و التوابع خمسة أقسام : النعت و العطف بالحروف و التأكيد و البدل و عطف البيان .

فصل : النعت تابع يدل على معنى في متبوعه نحو جاء ني رجل عالم أو في متعلق متبوعه نحو جاء ني رجل عالم أبوه و يسمى صفة ايضا .

و القسم الأول يتبع متبوعه في عشرة أشياء في الاعراب و التعريف و التنكير و الافراد و التثنية و الجمع و التذكير و التأنيث نحو جاء ني رجل عالم و رجلان عالمان و رجال عالمون و زيد العالم وامرأة عالمة .و القسم الثاني انما يتبع متبوعه في الخمسة الأول فقط أعني الاعراب و التعريف و التنكير كقوله تعالى من هذه القرية الظالم أهلها .

و فائدة النعت تخصيص المنعوت ان كانا نكرتين نحو جاء ني رجل عالم و توضيحه ان كانا معرفتين نحو جاء ني زيد الفاضل و قد يكون لمجرد الثناء و المدح نحو بسم الله الرحمن الرحيم و قد يكون للذم نحو أعوذ بالله من الشيطان الرجيم و قد يكون للتأكيد نحو نفخة واحدة

و اعلم أن النكرة توصف بالجملة الخبرية نحو مررت برجل أبوه عالم او قام أبوه و المضمر لا يوصف ولا يوصف به .

خاتمہ توابع کے بیان میں

جان تو کہ جتنے اسماء معربہ گزرے ان کا اعراب بالاصالہ یعنی اپنا تھا اس طرح کہ ان پر عوامل داخل ہوئے مرفوعات ' منصوبات اور مجرورات سے پھر کبھی اسم کا اعراب اپنے سے پہلے والے کی اتباع کی وجہ سے ہوتا ہے اور اس کا نام تابع رکھا جاتا ہے کیونکہ وہ اعراب میں اپنے سے پہلے کی اتباع کرتا ہے۔

اور تابع ہر وہ دوسرا اسم ہے جس کو ایک ہی جہت سے اپنے سے پہلے والے اسم کا اعراب دیا جائے۔ اور توابع کی پانچ قسمیں ہیں : نعت ' عطف بالحروف ' تاکید ' بدل اور عطف بیان۔

فصل: نعت وہ تابع ہے جو اس معنی پر دلالت کرے جو اس کے متبوع میں ہو جیسے جاءنی رجل عالم یا اس کے متبوع کے متعلق میں ہو جیسے جاءنی رجل عالم ابوہ اور اس کا نام صفت بھی رکھا جاتا ہے۔

اور پہلی قسم دس چیزوں میں اپنے متبوع کے تابع ہوتی ہے اعراب (رفع، نصب، جر)، تعریف و تنکیر اور افراد تثنیہ، جمع اور تذکیر و تانیث میں جیسے جاءنی رجل عالم ورجلان عالمان و رجال عالمون و زید العالم و امراۃ عالمۃ اور دوسری قسم صرف پہلی پانچ چیزوں میں اپنے متبوع کے تابع ہوتی ہے اعراب (رفع نصب، جر) اور تعریف و تنکیر میں جیسے اللہ تعالیٰ کا قول من ھذہ القریۃ الظالم اھلہا "اس بستی سے جس کے رہنے والے ظالم ہیں"۔

اور نعت کا فائدہ منعوت کی تخصیص ہے اگر دونوں نکرہ ہوں جیسے جاءنی رجل عالم اور اس کو واضح کردینا ہے اگر دونوں معرفہ ہوں جیسے جاءنی زید الفاضل۔ اور کبھی محض مدح و ثناء (خوبیوں کو بیان کرنے) کے لئے ہوتی ہے جیسے بسم اللہ الرحمن الرحیم اور کبھی صرف برائی بیان کرنے کے لئے جیسے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم اور کبھی تاکید کے لئے ہوتی ہے جیسے نفخۃ واحدۃ

اور جان کہ نکرہ کی صفت جملہ خبریہ کے ساتھ لائی جاسکتی ہے جیسے مررت برجل ابو عالم یامررت برجل قام ابوہ اور ضمیر نہ موصوف ہوسکتی ہے اور نہ اس کے ساتھ صفت لائی جاتی ہے (یعنی ضمیر کسی کی صفت بھی نہیں بن سکتی)۔

سوالات

سوال تابع کی لغوی اور اصطلاحی تعریف کریں۔ عربی تعریف لکھ کر ترجمہ کریں۔

سوال بسم اللہ الرحمن الرحیم میں پانچ کسرے ہیں۔ ان کی کیا وجوہ ہیں؟

سوال نعت کی تعریف عربی میں کر کے اس کی اقسام مع امثلہ ذکر کریں۔

سوال نعت کی پہلی اور دوسری قسم کے لئے کس کس چیز میں مطابقت ضروری ہے؟

سوال تذکیر و تانیث اور جمع میں مطابقت ہمیشہ ضروری ہے یا نہیں؟

سوال کیا متبوع کے مطابق ہی تابع میں علامت اعراب ظاہر ہوں گی؟

سوال نعت کے فوائد ذکر کریں نیز یہ بتائیں کہ نفخۃ واحدۃ میں تاکید کیسے ہے؟

سوال جب جملہ نکرہ یا معرفہ کے بعد آئے تو ترکیب میں کیا واقع ہوگا؟

سوال اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم میں خط کشیدہ کی ترکیب کریں۔

سوال مندرجہ ذیل کی ترکیب کریں

اولئک علی ھدی من ربھم۔ ولھم عذاب عظیم۔ ومنھم امیون لا یعلمون الکتاب الا امانی۔ واذ یرفع ابراھیم القواعد من البیت۔ وابعث فیھم رسولا منھم یتلو علیھم آیاتک۔ من قبل

ان یاتی یوم لا بیع فیه ولا خلة ولا شفاعة - تلک الرسل فضلنا بعضهم علی بعض - قول معروف ومغفرة خیر من صدقة یتبعها اذ ی

سوال حذف موصوف' حذف صفت کب ہوتا ہے؟ مع مثال ذکر کریں۔

سوال ذات' وصف اور ذات مع الوصف سے کیا مراد ہے؟

سوال ذات' وصف اور ذات مع الوصف کس کس کی صفت واقع ہو سکتا ہے نیز مصدر جب صفت ہو تو کیا حکم ہے؟

سوال صفت مجرور کو کب منصوب یا مرفوع پڑھ سکتے ہیں اور ترکیب کیسے کریں گے؟

حل سوالات

سوال تابع کی لغوی اور اصطلاحی تعریف کریں۔ عربی تعریف لکھ کر ترجمہ کریں۔

جواب تابع کے لغوی معنی ساتھ چلنے والے' پیچھے چلنے والے' پیروی کرنے والے کے ہیں۔ تابعک: الذی یمشی معک او خلفک تابعک کا معنی ہے جو تیرے ساتھ یا تیرے پیچھے چلے - نحویوں کی اصطلاح میں تابع وہ اسم ہے جس کو اس سے پہلے ذکر کردہ اسم کا اعراب دیا جاتا ہے اور دونوں کے اعراب کی جہت ایک ہی ہوتی ہے۔ مثلاً اگر پہلا مرفوع ہے تو دوسرا بھی مرفوع ہوگا۔ اسی طرح نصب وجر کے اعتبار سے بھی دونوں کی جہت ایک ہی ہونی چاہئے۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ ایک اسم کی علامت رفع نصب جر حرکتی ہو اور دوسرے کی حرفی ہو۔ مثلاً" رایت رجلا عالما ابوہ یہاں پر رجلا اور عالما دونوں کا اعراب ایک ہی جہت سے ہے۔ اگر مثنی تابع بنے گا تو اس کا اعراب حالت رفع میں الف' نصب اور جر میں یاء ماقبل فتحہ آئے گا۔ اسی طرح جمع میں جمع مذکر سالم کا اعراب حالت رفع میں واؤ ماقبل مضموم اور نصب وجر میں یاء ماقبل مکسور ہوگا جبکہ جمع مکسر کا اعراب حرکتی ہوگا ضمہ' فتحہ اور کسرہ کے ساتھ۔

عربی تعریف النابع کل اسم ثان معرب باعراب سابقه من جهة واحدة "تابع ہر وہ دوسرا اسم ہوتا ہے جس کو اپنے سابق اسم جیسا اعراب دیا جاتا ہے ایک ہی جہت سے"۔

سوال بسم اللہ الرحمن الرحیم میں پانچ کسرے ہیں۔ ان کی کیا وجوہ ہیں؟

جواب بسم اللہ الرحمن الرحیم میں پہلا کسرہ باء پر ہے جو مبنی علی الکسر ہے اور اسم کے آخر میں کسرہ باء حرف جر کی وجہ سے ہے جبکہ لفظ اسم الجلالہ پر کسرہ مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے ہے اور الرحمن اور الرحیم ان دونوں پر کسرہ اسم الجلالہ کے تابع ہونے کی وجہ سے ہے کیونکہ یہ دونوں لفظ اسم الجلالہ کی صفت بن رہے ہیں۔

سوال نعت کی تعریف عربی میں کر کے اس کی اقسام مع امثلہ ذکر کریں۔

جواب النعت تابع یدل علی معنی فی متبوعه نحو جاء نی رجل عالم اوفی متعلق متبوعه نحو جاء نی رجل عالم ابوه ویسمی صفة ایضا ۔ "نعت وہ تابع ہے جو اس معنی پر دلالت کرے جو اس کے متبوع میں پائے جاتے ہوں جیسے جاء نی رجل عالم یا اس معنی پر دلالت کرے جو متبوع کے متعلق میں پائے جاتے ہوں جیسے جاء نی رجل عالم ابوہ اور اس کا نام صفت بھی رکھا جاتا ہے۔

اس طرح نعت کی دو قسمیں ہوئیں (۱) جو اپنے متبوع کے معنی پر دلالت کرے جیسے جاء نی رجل عالم یہاں عالم نعت ہے جو اپنے متبوع رجل کے معنی پر دلالت کر رہی ہے تو عالم سے مراد بھی رجل ہی ہے یعنی رجل موصوف اور عالم اس کی صفت ہے۔(۲) ایسی نعت جو اپنے متبوع کے متعلق کے معنی پر دلالت کرے جیسے جاء نی رجل عالم ابوہ یہاں عالم رجل کو نہیں بلکہ اس کے باپ کو کہا گیا ہے جس کا رجل سے تعلق ہے۔

ان دو قسموں کو یوں بھی بیان کر سکتے ہیں کہ ایک قسم وہ ہے جو اپنے متبوع کا دوسرا نام بن سکتی ہے اور دوسری وہ ہے جو اپنے متبوع کے متعلق کا دوسرا نام بن سکتی ہے ۔

سوال نعت کی پہلی اور دوسری قسم میں کس کس چیز میں مطابقت ضروری ہے؟

جواب نعت کی پہلی قسم، جس میں نعت اپنے متبوع کے معنی پر دلالت کرتی ہے، اس میں دس چیزوں میں متبوع اور نعت کی مطابقت ضروری ہوتی ہے۔

(۱) رفع (۲) نصب (۳) جر (۴) تذکیر (۵) تانیث (۶) تنکیر (۷) تعریف (۸) واحد (۹) تثنیہ (۱۰) جمع جیسے جاء نی رجل عالم اس مثال میں رجل متبوع اور عالم اس کا تابع ہے۔ رجل مذکر ہے، مفرد ہے نکرہ ہے اور مرفوع ہے تو اس کا تابع بھی مذکر، مفرد نکرہ اور مرفوع ہونے میں اپنے متبوع کی طرح ہے۔

نعت کی دوسری قسم جس میں نعت اپنے متبوع کا متعلق ہوتی ہے، اس میں پانچ چیزوں میں مطابقت ضروری ہے (۱) رفع (۲) نصب (۳) جر (۴) معرفہ (۵) نکرہ مثلاً جاء نی رجل عالم ابوہ یہاں رجل موصوف نکرہ ہے اور اس کی صفت عالم (جو اس کے متعلق کی حالت کو بیان کرتی ہے) بھی نکرہ ہے اور دونوں مرفوع ہیں۔

سوال تذکیر و تانیث اور جمع میں مطابقت ہمیشہ ضروری ہے یا نہیں؟

جواب تذکیر و تانیث اور جمع میں مطابقت صرف اس صورت میں ضروری ہے جب تابع اپنے متبوع کے معنی پر دلالت کرے لیکن جب تابع اپنے متبوع کے متعلق کے معنی پر دلالت کرے تو پھر تذکیر و تانیث اور جمع کی مطابقت کی ضرورت نہیں ہوتی۔

سوال کیا متبوع کے مطابق ہی تابع میں علامت اعراب ظاہر ہوں گی؟

جواب متبوع اور تابع اعراب میں ایک جیسے ہوتے ہیں۔ اگر متبوع مرفوع ہو تو تابع بھی مرفوع ہوگا اور اگر متبوع منصوب یا مجرور ہو تو تابع بھی منصوب یا مجرور ہوگا البتہ اعراب کی علامتیں جو اسماء کے لیے مقرر ہیں' وہی آئیں گی مثلاً" اسم مفرد منصرف صحیح' جاری مجریٰ صحیح اور جمع مکسر کا اعراب حالت رفع میں ضمہ' حالت نصب میں فتحہ اور حالت جر میں کسرہ ہے جبکہ تثنیہ اثنان واثنتان اور کلا' کلتا کا حالت رفع میں الف اور نصب و جر میں یاء ماقبل فتحہ ہے۔ اسی طرح اسم منقوص کا حالت رفع میں اور حالت جر میں اعراب تقدیری ہوتا ہے اور حالت نصب میں فتحہ ہوتا ہے اور اسم مقصور کا تینوں حالتوں میں مقدر ہوتا ہے یعنی اسماء کی اعراب کے لحاظ سے جو اقسام بنتی ہیں' ہر اسم کا اعراب اس کے مطابق آئے گا۔ یہ نہیں کہ ایک اسم پر اگر فتحہ ہے تو اس کا تابع بھی ضرور مفتوح ہی ہو بلکہ ہوگا تو نصب کی حالت میں ہوگا لیکن علامت اعراب اس اسم کی اپنی آئے گی۔

سوال نعت کے فوائد ذکر کریں نیز یہ بتائیں کہ نفخةٌ واحدةٌ میں تاکید کیسے ہے؟

جواب نعت متعدد فائدے ہیں (ا)منعوت یعنی موصوف کی تخصیص اگر دونوں نکرہ ہوں جیسے جاء نی رَجُلٌ عَالِمٌ۔ رجلٌ منعوت اور عالمٌ نعت ہے۔ دونوں نکرہ ہیں اور عالم لانے سے اس کے جاہل ہونے کی نفی ہو گئی اس طرح رجل کی تخصیص ہو گئی۔ اور اگر دونوں معرفہ ہوں تو نعت کا فائدہ منعوت کی توضیح ہوتا ہے جیسے جَاءَنِی الرَّجُلُ الْعَالِمُ یا جَاءَنِی زَیْدُ الفَاضِلُ یہاں الْعَالِمُ اور اَلْفَاضِلُ لانے سے الرجُلُ اور زیدٌ کی مزید وضاحت ہو گئی کہ وہ آدمی عالم ہے اور زید فاضل ہے۔

اور کبھی نعت صرف مدح اور تعریف وتوصیف کے لیے آتی ہے جیسے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں الرحمٰن اور الرحیم اسم الجلالہ کی صفت واقع ہو رہے ہیں اور حمد و ثناء کے لئے ہیں۔

اور کبھی نعت مذمت کے لیے آتی ہے جیسے اعوذ باللہ من الشیطٰنِ الرجیم یہاں الرجیم نعت ہے جو الشیطان منعوت کی مذمت بیان کر رہی ہے۔

اور کبھی تاکید کے لیے آتی ہے جیسے فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ نفخةٌ واحدةٌ۔ نفخة سے مراد ایک مرتبہ پھونکنا ہے کیونکہ یہ اسم مرة ہے' اور یہ معوت ہے اور واحدة کا مطلب بھی "ایک" ہے اور یہ نعت ہے جو اپنے منعوت کی تاکید کر رہی ہے۔

سوال جب جملہ نکرہ یا معرفہ کے بعد آئے تو ترکیب میں کیا واقع ہوگا؟

جواب نکرہ کے بعد اگر جملہ آئے اور واؤ درمیان میں نہ ہو تو اس کو عموماً" صفت بناتے ہیں جیسے جاءَ رَجُلٌ یَرْکَبُ اور جب جملہ معرفہ کے بعد ہو تو اس کو حال بناتے ہیں جیسے جاء الرجل یرکبُ تو قاعدہ یہ ہوا کہ اَلْجُمَلُ بَعْدَ النَّکِرَاتِ صِفَاتٌ وَبَعْدَ الْمَعَارِفِ اَحْوَالٌ۔

فائدہ: جار مجرور اور ظرف بھی نکرہ کے بعد متعلق سے مل کر صفت بنتے ہیں اور معرفہ کے بعد حال۔ ہاں اگر معرف باللام محذوف ہو تو صفت بنا سکتے ہیں۔ نکرہ کی مثال جاءنی رجلٌ عِنْدَکَ یعنی رجلٌ ثابتٌ عندک تو اس صورت میں ثابتٌ عندک نکرہ کی صفت بنے گا۔ معرفہ کی مثال جاء الرجل عندک یعنی جاء الرجل ثابتا عندک اس صورت میں ثابتًا عندکَ الرجل سے حال بنتا ہے لیکن اگر جَاءَ الرجلُ عندَک میں محذوف کو معرف باللام مانیں تو پھر یہ بھی صفت بنے گا تقدیر یوں ہوگی جاءَ الرجُلُ الثابتُ عِنْدَکَ

(۳) موصول کے بعد صلہ جملہ ہوتا ہے۔ اگر جار مجرور ہو تو فعل محذوف نکال کر جملہ بنائیں گے جیسے اَلَّذِیْ خَلَقَکُمْ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ یہاں وَالَّذِیْنَ ثَبَتُوْا مِنْ قَبْلِکُمْ نکالیں گے اور جملہ صلہ بنے گا۔ مشہور یہ ہے کہ ضمیر موصوف یا صفت نہیں ہوتی مگر مغنی اللبیب میں ہے کہ کبھی کبھی ضمیر موصوف بن جاتی ہے جیسے اللہ لا الٰہ الا ھُو الحیُّ القیوم۔ ھو ضمیر موصوف اور الحی القیوم اس کی صفت ہے۔

سوال اللہ لا الٰہ الا ھو الحی القیوم میں خط کشیدہ کی ترکیب کریں۔

جواب الحی مرفوع ہے اس لیے کہ خبر کی صفت ہے، علامت رفع ضمہ ہے کیونکہ اسم جاری مجریٰ صحیح ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس کو ھو ضمیر سے بدل بنایا جائے یا مبتدا محذوف کی خبر بنایا جائے اصل میں یوں ہے اللہ لا الہ الا ھو، ھو الحی القیوم۔

سوال مندرجہ ذیل کی ترکیب کریں

اولئک علی ھدی من ربھم۔ ولھم عذاب عظیم۔ ومنھم امیون لا یعلمون الکتاب الا امانی۔ واذ یرفع ابراھیم القواعد من البیت۔ وابعث فیھم رسولا منھم یتلو علیھم آیاتک۔ من قبل ان یاتی یوم لا بیع فیہ ولا خلۃ ولا شفاعۃ۔ تلک الرسل فضلنا بعضھم علی بعض۔ قول معروف ومغفرۃ خیر من صدقۃ یتبعھا اذیً

جواب (۱) جملہ اُولٰئِکَ عَلٰی ھُدًی مِنْ رَبِّھِمْ۔ ترکیب: اولئک اسم اشارہ مبتدا، علی حرف جار ھدی موصوف، من ربھم جار مجرور، متعلق ثبت کے ہو کر صفت، موصوف صفت مل کر مجرور، جار مجرور ثابتون سے متعلق ہو کر خبر۔ مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۲) جملہ وَلَھُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ترکیب واؤ عاطفہ، لھم جار مجرور خبر مقدم، عذاب عظیم موصوف صفت مل کر مبتدا موخر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۳) جملہ وَمِنْھُمْ اُمِّیُّوْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ الْکِتَابَ اِلَّا اَمَانِیَّ ترکیب واؤ عاطفہ، منھم جار مجرور خبر مقدم، امیون موصوف، لا نافیہ، یعلمون فعل با فاعل، الکتاب مفعول بہ، فعل فاعل مفعول بہ مل

کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صفت، موصوف صفت مل کر جملہ مبتدا موخر، مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۴) جملہ وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيلُ۔ ترکیب واؤ عاطفہ، اذ ظرفیہ مضاف، یرفع فعل، ابراھیم فاعل، القواعد مفعول بہ، من جارہ، البیت مجرور، جار مجرور متعلق اگر ثابتۃ محذوف سے ہو تو یہ القواعد سے حال ہوگا اور اگر الثابتۃ محذوف نکالیں تو یہ القواعد کی صفت بنے گا، واؤ عاطفہ اسماعیل معطوف ہے فاعل پر فعل فاعل مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر مضاف الیہ ہوا اذ کا۔

مضاف مضاف الیہ مل کر مفعول بہ اذکر فعل محذوف کا اس میں انت ضمیر مستتر اس کا فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

فائدہ: بہت سی جگہوں میں اِذْ سے پہلے اُذْكُرْ کو محذوف مانا جاتا ہے کیونکہ دوسری جگہوں میں اس کو ذکر کیا ہوا ہے مثلاً وَاذْكُرُوا إِذْ أَنتُمْ قَلِيلٌ، مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ واقعہ قابل ذکر ہے۔

(۵) جملہ وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ۔ ترکیب: واؤ عاطفہ ابعث فعل، انت اس میں مستتر فاعل، فیھم جار مجرور متعلق فعل کے، رسولا موصوف، منھم جار مجرور متعلق ثابتا کے ہو کر صفت اول، یتلو فعل، ھو اس میں ضمیر مستتر فاعل، علیھم جار مجرور متعلق یتلو کے، آیاتک مضاف مضاف الیہ مفعول بہ، یتلو فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صفت ثانی، موصوف اپنی دونوں صفتوں سے مل کر مفعول بہ، فعل، فاعل مفعول بہ اور متعلق مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

(۶) جملہ أَنفِقُوا مِمَّا رَزَقْنَاكُم مِّن قَبْلِ أَن يَأْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيهِ وَلَا خُلَّةٌ وَلَا شَفَاعَةٌ۔ ترکیب: أَنفِقُ فعل امر واو الجماعۃ فاعل من حرف جار ما اسم موصول رَزَقَ فعل نَا ضمیر تکلم فاعل کم ضمیر خطاب مفعول بہ مفعول ثانی محذوف ہے تقدیر ہے مما رزقناکموہ اور یہ ضمیر موصول کا عائد ہے فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ موصول صلہ مل کر مجرور جار مجرور مل کر متعلق اول ہوا فعل کے من حرف جار، قبل مضاف، ان مصدریہ، یاتی فعل، یوم موصوف، لا نافیہ زائدہ، بیع معطوف علیہ، فیہ جار مجرور متعلق ثبت کے ہو کر خبر، واؤ عاطفہ، لا نافیہ زائدہ، خلۃ معطوف، واؤ عاطفہ، لا نافیہ زائدہ، شفاعۃ معطوف، معطوف علیہ اپنے دونوں معطوفوں سے مل کر مبتدا، مبتدا خبر مل کر صفت ہوئی یوم کی موصوف صفت مل کر فاعل، فعل فاعل مل کر بتاویل مصدر مجرور، جار مجرور مل کر متعلق ثانی ہوا فعل کا فعل اپنے فاعل اور دونوں متعلقوں سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

(۷) جملہ تِلْکَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ۔ ترکیب تلک اسم اشارہ' الرسل مشار الیہ یا بدل' اشارہ مشار الیہ یا بدل مبدل منہ مل کر مبتدا' فضلنا فعل با فاعل' بعضہم مضاف مضاف الیہ مل کر مفعول بہ' علی حرف جار' بعض مجرور' جار مجرور متعلق فضل فعل کے' فعل فاعل مفعول بہ اور متعلق مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر' مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۸) جملہ قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَا اَذًى۔ ترکیب قول موصوف' معروف صفت' موصوف صفت مل کر معطوف علیہ' واؤ عاطفہ' مغفرۃ معطوف' معطوف علیہ معطوف مل کر مبتدا' خیر صیغہ اسم تفضیل' ھو اس میں فاعل' من جارہ' صدقۃ موصوف' یتبع فعل' ھا ضمیر مفعول بہ' اذی فاعل' فعل فاعل اور مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صفت' موصوف صفت مل کر مجرور' جار مجرور مل کر متعلق خیر کے' خیر اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر خبر' مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

سوال حذف موصوف' حذف صفت کب ہوتا ہے؟ مع مثال ذکر کریں۔

جواب جملہ میں بعض اوقات موصوف کو حذف کر دیتے ہیں۔ یہ اس وقت کرتے ہیں جب موصوف کے حذف کرنے کے باوجود بھی کوئی ایسا قرینہ یا دلیل موجود ہو جس سے پوری پوری بات سمجھ آ جاتی ہو مثلاً" ھذا جمیل جب ھذا اسم اشارہ لایا تو اس کا مشار الیہ سامنے ہوتا ہے جو کہ جملہ میں موصوف بن رہا ہے' اب اسے حذف کر دیا' صرف اس کی صفت بیان کر دی۔ ھٰذَا جَمِيْلٌ مثلاً اس کا مشار الیہ قلم ہو تو جملہ یوں تھا ھٰذا قَلَمٌ جَمِيْلٌ لیکن موصوف کے حذف کرنے سے بھی بات پوری سمجھ میں آجاتی ہے اس لیے بعض اوقات موصوف کو ذکر نہیں کیا جاتا اور ایسا اکثر ہوتا ہے۔

اسی طرح بعض اوقات صفت کو حذف کر دیتے ہیں۔ اس کا حذف بھی اسی وقت ہوتا ہے جب مطلب کسی قرینے سے سمجھ میں آ رہا ہو۔ تاہم صفت کا حذف کرنا بہ نسبت موصوف کے' بہ کم ہے جیسے قولہ تعالیٰ قَالُوْا الْآنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ اَيِ الْمُبِيْنِ۔ الحق موصوف ہے اور اس کی صفت المبین یہاں پر حذف کر دی ہے دلیل اس کی یہ ہے کہ بنی اسرائیل موسی علیہ السلام کی پہلی باتوں کو بھی حق ہو مانتے تھے باطل تو نہیں کہتے تھے اور جب گائے کی بابت بار بار کے سوالوں کے بعد مزید پوچھنے کی گنجائش نہ رہی تو کہنے لگے اب آپ حق لائے یعنی حق مبین لے آئے ہیں

اسی طرح اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ اَيِ النَّاجِيْنَ یہاں پر اَهْلِكَ موصوف ہے اور النَّاجِيْنَ اس کی صفت ہے جو محذوف ہے۔ اسی طرح وَكَانَ وَرَاءَهُمْ مَلِكٌ يَّاْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ غَصْبًا سفینہ کی صفت محذوف ہے جو صَالِحَةٍ یا سَالِمَةٍ ہے

سوال ذات' وصف اور ذات مع الوصف سے کیا مراد ہے؟

جواب ذات سے مراد وہ اسم ہے جو کسی شے کے وجود پر دلالت کرے مثلاً رجل' الساعۃ امراۃ وغیرہ۔
وصف سے مراد وہ اسم ہے جو کسی اسم ذات کی حالت اور کیفیت کو یا اچھائی یا برائی کو بیان کرے لیکن اگر یہ علم ہو جائے تو ذات بن جائی گا مثلاً ضَرْبٌ مارنا۔ اِکْرَامٌ عزت کرنا لیکن کسی کا نام اکرام ہو تو ذات بن جائیگا
ذات مع الوصف سے مراد وہ لفظ ہے جس میں ذات اور وصف دونوں کا معنیٰ پایا جائے مثلاً ضارب مارنے والا' عالم جاننے والا۔ اس میں ایک تو معنیٰ مصدری پایا جاتا ہے جو مارنا اور جاننا ہیں۔ دوسرے موصوف یعنی "والا" پایا جاتا ہے جو ذات پر دلالت کرتا ہے۔
ذات مع الوصف میں اسم فاعل' اسم مفعول' صفت مشبہ' اسم مبالغہ وغیرہ آتے ہیں۔ لیکن اگر یہی کسی کے نام رکھ دیئے جائیں تو ذات بن جائیں گے جیسے احمد
کا معنیٰ اگر ہو" زیادہ تعریف کرنے والا" تو یہ ذات مع الوصف ہے اور اگر اَحْمَدُ کسی کا نام ہو تو ذات ہو گا

سوال ذات' وصف اور ذات مع الوصف کس کس کی صفت واقع ہو سکتا ہے نیز مصدر جب صفت ہو تو کیا حکم ہے؟

جواب اگر موصوف ذات ہے تو اس کی صفت ذات یا ذات مع الوصف ہوگی اور اگر موصوف وصف ہو تو پھر بھی صفت' وصف یا ذات مع الوصف آئے گی جیسے ضرب شدید
جب مصدر صفت ہوگا تو اسم فاعل یا اسم مفعول کے معنیٰ میں ہوگا اور یا مبالغہ کے طور پر مصدر کو صفت کہیں گے۔ اس وقت مصدر مفرد ہی رہے گا موصوف مذکر ہو یا مونث واحد ہو یا مثنی یا جمع جیسے جَاءَ رَجُلٌ عَدْلٌ
ارشاد باری ہے وَ نَضَعُ الْمَوَازِیْنَ الْقِسْطَ لِیَوْمِ الْقِیَامَۃِ یہاں اَلْقِسْطَ صفت ہے اَلْمَوَازِیْنَ کی چونکہ اَلْقِسْطَ مصدر ہے اس لئے اسے جمع کی صفت لایا گیا

سوال صفت مجرور کو کب منصوب یا مرفوع پڑھ سکتے ہیں اور ترکیب کیسے کریں گے؟

جواب صفت مجرور کو مدح وذم یا ترحم کے لیے مرفوع یا منصوب لاتے ہیں۔ اس وقت ضمیر ھو وغیرہ یا فعل اَعْنِیْ وجوبا" حذف مانتے ہیں جس کا ذکر کرنا درست نہیں ورنہ یہ معانی زائدہ سمجھ نہ آئیں گے اہل عرب کا ایسا ہی اسلوب ہے جیسے مَرَرْتُ بِزَیْدِ المسکینُ ترحم کے لیے' مررت بزیدِ الکریمُ مدح کے لیے' مررت بزیدِ الخبیثُ ذم کے لیے۔ المسکینُ' الکریمُ اور الخبیثُ چونکہ یہ الفاظ مجرور کی صفت واقع ہو رہے ہیں اس لیے یہ مجرور ہونے چاہئیں لیکن ترحم' مدح اور ذم کے لیے

انہیں مرفوع یا منصوب پڑھ سکتے ہیں۔
مررت بزیدِ المسکینُ۔ مررتُ فعل با فاعل' با جارہ' زیدٍ مجرور' جار مجرور متعلق مرَّ فعل کے' المسکینُ خبر ہے اور مبتدا اس کا محذوف ہے اصل میں ہے ھُوَ الْمِسْکِیْنُ۔

فصل : العطف بالحروف تابع ينسب اليه ما نسب الى متبوعه و كلاهما مقصودان بتلك النسبة و يسمى عطف النسق و شرطه أن يكون بينه و بين متبوعه أحد حروف العطف و سيأتي ذكرها في القسم الثالث ان شاء الله تعالى نحو قام زيد و عمرو .

و اذا عطف على الضمير المرفوع المتصل يجب تأكيده بالضمير المنفصل نحو ضربت أنا و زيد الا اذا فصل نحو ضربت اليوم و زيد و اذا عطف على الضمير المجرور يجب اعادة حرف الجر نحو مررت بك و بزيد .

واعلم ان المعطوف في حكم المعطوف عليه أعني ان كان الأول صفة لشيء أو خبرا لامر أو صلة أو حالا فالثاني كذلك أيضا و الضابطة فيه أنه حيث يجوز ان يقام المعطوف مقام المعطوف عليه جاز العطف و حيث لا فلا .

و العطف على معمولي عاملين مختلفين جائز ان كان المعطوف عليه مجرورا مقدما والمعطوف كذلك نحو في الدار زيد و الحجرة عمرو . وفي هذه المسألة مذهبان آخران و هما أن يجوز مطلقا عند الفراء و لا يجوز مطلقا عند سيبويه.

ترجمہ : عطف بحرف وہ تابع ہے جس کی طرف اس کی نسبت کی جائے جس کی اس کے متبوع کی طرف نسبت کی گئی ہو اور وہ دونوں اس نسبت سے مقصود ہوتے ہیں اس کا نام عطف نسق رکھا جاتا ہے اور اس کی شرط یہ ہے کہ اس کے اور اس کے متبوع کے درمیان کوئی حرف عطف ہو۔ حروف عطف کا ذکر ان شاء اللہ تیسری قسم میں آئے گا جیسے قام زید و عمرو۔

اور جب عطف کیا جائے ضمیر مرفوع متصل پر واجب ہے اس کی تاکید ضمیر منفصل کے ساتھ جیسے ضربت انا و زید مگر جس وقت فاصلہ کردیا جائے جیسے ضربت الیوم و زید اور جس وقت ضمیر مجرور پر عطف کیاجائے تو حرف جر کو دوبارہ لانا ضروری ہے جیسے مررت بک و بزید۔

اور جان لے کہ معطوف ہوتا ہے معطوف علیہ کے حکم میں یعنی جب پہلا کسی چیز کی صفت ہو یا کسی کام کی خبر یا صلہ یا حال تو دوسرا بھی اسی طرح ہوگا۔ اور ضابطہ اس میں یہ ہے کہ جب معطوف کو معطوف علیہ کی جگہ

قائم کرنا درست ہو تو عطف جائز ہے اور جب یہ درست نہیں تو عطف جائز نہیں ۔

اور جائز ہے عطف دو مختلف عاملوں کے معمولوں پر اگر معطوف علیہ مجرور مقدم ہو اور معطوف بھی ایسے ہی جیسے فِی الدارِ زیدٌ و الحجرۃِ عمرٌو اور اس مسئلہ میں دو اور مذھب ہیں اور وہ یہ کہ فراء کے نزدیک مطلقاً جائز ہے اور سیبویہ کے نزدیک مطلقاً جائز نہیں ۔

سوالات

سوال : عطف بالحرف کی تعریف کریں' اس کا دوسرا نام بتائیں نیز معطوف علیہ کو متعین کرنے کا طریقہ ذکر کریں۔

سوال : ضمیر نصب متصل' ضمیر جر متصل اور ضمیر رفع متصل پر عطف کرنے کی کیا شرط ہے؟ مع مثال ذکر کریں۔

سوال: عبارت کی وضاحت کریں: المعطوف فی حکم المعطوف علیه

سوال: مندرجہ ذیل میں معطوف علیہ متعین کریں۔

غیر المغضوب علیهم ولا الضالین 'الذین یومنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک 'ختم اللّٰه علی قلوبهم وعلی سمعهم وعلی ابصارهم غشاوة 'اسکن انت وزوجک الجنة 'لا تنفعها شفاعة ولا هم ینصرون'واذ یرفع ابراهیم القواعد من البیت واسماعیل''نعبد الهک واله آبائک ابراهیم واسماعیل 'نعبد الهک واله آبائک ابراهیم واسماعیل 'انما یامرکم بالسوء والفحشاء 'وانْ تقولوا علی اللّٰه ما لا تعلمون 'الصابرین فی الباساء والضراء 'وحین الباس 'فمن کان منکم مریضا او علی سفر 'الا ان یاتیهم اللّٰه فی ظلل من الغمام والملائکة 'مستهم الباساء والضراء وزلزلوا ' مستهم الباساء والضراء 'فقال لهم اللّٰه موتوا ثم احیاهم 'آمن الرسول بما انزل الیه من ربه والمومنون 'قل آمنت باللّٰه ثم استقم '

سوال: کیا معطوف علیہ یا حرف عطف یا معطوف کبھی حذف بھی ہو جاتا ہے؟ مثال بھی ذکر کریں۔

سوال: فعل کا عطف اسم فاعل پر کب درست ہوتا ہے؟

سوال: اوپر مذکور شعر (اذا ما الغانیات الخ) میں معطوف کیا ہے؟

سوال: عطف علی اللفظ اور عطف علی المحل کی وضاحت کریں۔

سوال : اختصم زید و عمرو ۔ الذی یطیر فیغضب زید الذباب میں معطوف علیہ کو حذف کیوں نہیں کر سکتے۔؟

حل سوالات

سوال : عطف بالحرف کی تعریف کریں' اس کا دوسرا نام بتائیں نیز معطوف علیہ کو متعین کرنے کا طریقہ ذکر کریں۔

جواب: العطف بالحرف تابع ینسب الیه ما نسب الی متبوعه وکلاهما مقصودان بتلک النسبة "عطف بحرف وہ تابع ہے کہ نسبت کی جائے اس کی طرف وہ چیز جو اس کے متبوع کی طرف نسبت کی گئی ہو اور دونوں اس نسبت سے مقصود ہوں۔" عطف بالحرف کا دوسرا نام عطف نسق ہے۔
معطوف علیہ کو متعین کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اگر اس کی جگہ معطوف کو رکھا جائے تو معنی درست رہیں تو اس طرح معطوف اور معطوف علیہ کا تعین ہو جاتا ہے جیسے جاء معلمٌ و تلمیذٌ یہاں مُعَلِّمٌ معطوف علیہ اور تِلْمِیْذٌ معطوف ہے۔ اب اگر تلمیذٌ کو مُعَلِّمٌ کی جگہ رکھیں اور کہیں جَاءَ تِلْمِیْذٌ تو بھی معنی درست ہوں گے۔

سوال: ضمیر نصب متصل' ضمیر جر متصل اور ضمیر رفع متصل پر عطف کرنے کی کیا شرط ہے؟ مع مثال ذکر کریں۔

جواب: (۱) ضمیر منصوب متصل پر عطف کرنے کیلئے تاکید لانے کی ضرورت نہیں جیسے رایتُکَ واَخاکَ ۔ رایتُ احمدَ وزیدًا الذی خلقَکُمْ والذِینَ مِن قبلِکم' خَلَقَکُمْ وَالْجِبِلَّةَ الْاَوَّلِیْنَ ۔(۲) ضمیر مجرور متصل پر عطف کی صورت میں حرف جر یا مضاف کو دوبارہ لایا جاتا ہے جیسے عَلَیْهَا وَعَلَی الْفُلْکِ تُحْمَلُوْنَ ۔ الکم الذکرُ وله الانثیٰ ۔ هٰذَا اِلٰهُکُمْ وَاِلٰهُ مُوْسٰی ۔ ام لَهُ البناتُ وَلَکُمُ الْبَنُوْنَ ۔ هٰذا اَبُوْکَ وَاَبُو مَحْمُوْدٍ بغیر جار کو دہرائے مجرور پر عطف کرنا نہایت قلیل ہے شیخ سعدی فرماتے ہیں

بَلَغَ الْعُلَا بِکَمَالِهٖ   کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِهٖ
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِهٖ   صَلُّوْا عَلَیْهِ وَآلِهٖ

ترجمہ : نبی کریم ﷺ اپنے کمال ہونے کے سبب بلندیوں کو پہنچے ' اپنے جمال کے سبب آپ نے اندھیرے کو زائل کردیا آپ کی تمام صفات بہترین ہیں درود بھیجو آپ پر اور آپ کی آل پر۔

(۳) ضمیر مرفوع متصل پر عطف لانے کی شرط یہ ہے کہ یا تو اس کی تاکید لائی جائے یا معطوف علیہ اور معطوف کے درمیان فاصلہ کیا جائے جیسے اُسْکُنْ اَنْتَ وَزَوْجُکَ الْجَنَّةَ ۔ ضَرَبْتُ اَنَا وَزَیْدٌ فاصلہ کی صورت میں ضَرَبْتُ الْیَوْمَ وَزَیْدٌ .

سوال : عبارت کی وضاحت کریں : المعطوف فی حکم المعطوف علیه

جواب: ترجمہ "معطوف' معطوف علیہ کے حکم میں شریک ہوتا ہے"

وضاحت: معطوف اپنے معطوف علیہ کی طرح ہوتا ہے

جب معطوف علیہ کسی چیز کی صفت ہو تو معطوف بھی اسی موصوف کی حالت کو بیان کرے گا جیسے جاءَ نِی زیدٌ العالمُ والعاقلُ

جب معطوف علیہ کسی چیز کی خبر واقع ہو تو معطوف بھی ایسے ہی ہو گا جیسے زَیْدٌ عَاقِلٌ وعَالِمٌ

معطوف علیہ کسی اسم موصول کا صلہ واقع ہو تو معطوف بھی ایسا ہی ہوگا جیسے قَامَ الَّذِی صَلّٰی وَصَامَ

جب معطوف علیہ حال واقع ہو تو اسی طرح معطوف ہو گا جیسے جاءَنِی زَیْدٌ مشدودًا ومضروبًا

جب معطوف علیہ فاعل واقع ہو تو معطوف بھی فاعل ہو گا جیسے شَهِدَ اللّٰهُ انهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ والْمَلٰئِکَةُ وَاُولُو الْعِلْمِ

جب معطوف علیہ مفعول واقع ہو تو معطوف بھی مفعول ہو گا جیسے رایتُ زیدًا وعَمْرًا

اسی طرح مبتدا کا عطف مبتدا پر اور جار مجرور کا عطف جار مجرور پر اور بہتر یہ ہے کہ جملہ اسمیہ کا عطف جملہ اسمیہ پر ہو اور جملہ فعلیہ کا جملہ فعلیہ پر۔ یعنی جیسا حکم معطوف علیہ کے لیے ہوگا ویسا ہی معطوف کے لیے بھی ہوگا۔ اور اگر جملہ پر جار مجرور کا عطف ہو تو محذوف نکالیں گے۔ اور ظرف پر جار مجرور کا اور جار مجرور پر ظرف کا عطف درست ہے جیسے زَیْدٌ فِی الْبَیْتِ اَوْفَوْقَ السَّقْفِ

سوال: مندرجہ ذیل میں معطوف علیہ متعین کریں۔

غیر المغضوب علیهم ولا الضالین' الذین یومنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک'ختم الله علی قلوبهم وعلی سمعهم وعلی ابصارهم غشاوة 'اسکن انت وزوجک الجنة' لا تنفعها شفاعة ولا هم ینصرون'واذ یرفع ابراهیم القواعد من البیت واسماعیل'نعبد الهک واله آبائک ابراهیم واسماعیل'نعبد الهک واله آبائک ابراهیم واسماعیل'انما یامرکم بالسوء والفحشاء'وان تقولوا علی الله ما لا تعلمون'الصابرین فی الباساء والضراء'وحین الباس فمن کان منکم مریضا او علی سفرالا ان یاتیهم الله فی ظلل من الغمام والملا ئکةمسنهم الباساء والضراء وزلزلوا مستهم الباساء والضرا ءفقال لهم الله موتوا ثم احیاهم آمن الرسول بما انزل الیه من ربه والمومنون قل آمنت بالله ثم استقم

جواب:

جملہ	معطوف علیہ	معطوف
غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّالِّیْنَ	اَلْمَغْضُوْبِ	اَلضَّالِّیْنَ
اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ	مَا اُنْزِلَ	مَا اُنْزِلَ
خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰی سَمْعِهِمْ وَعَلٰی اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ	عَلٰی قُلُوْبِهِمْ	عَلٰی سَمْعِهِمْ

جملہ	معطوف علیہ	معطوف
اسْكُنْ اَنتَ وَزَوجُكَ الجنةَ	انتَ	زَوْجُكَ
لَا تَنفَعُهَا شَفَاعَةٌ وَلَا هُمْ يُنصَرُوْنَ	لَا تَنفَعُهَا شَفَاعَةٌ	وَلَا هُمْ يُنصَرُوْنَ
وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمَاعِيلُ	اِبْرَاهِيمُ	اِسْمَاعِيلُ
نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ آبَائِكَ اِبْرَاهِيمَ وَاِسْمَاعِيلَ	اِلٰهَكَ	اِلٰهَ آبَائِكَ
نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ آبَائِكَ اِبْرَاهِيمَ وَاِسْمَاعِيلَ	ابْرَاهِيمَ	اِسْمَاعِيلَ
اِنَّمَا يَأْمُرُكُمْ بِالسُّوْءِ وَالْفَحْشَاءِ	السُّوْءِ	الْفَحْشَاءِ
وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ	السُّوْءِ الْفَحْشَاءِ	وَاَنْ تَقُوْلُوْا
الصَّابِرِيْنَ فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ	الْبَأْسَاءِ	وَالضَّرَّاءِ
وَحِيْنَ الْبَأْسِ	فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ	وَحِيْنَ الْبَأْسِ
فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ	مَرِيْضًا	(كَائِنًا) عَلٰى سَفَرٍ
اِلَّا اَنْ يَأْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظُلَلٍ مِنَ الْغَمَامِ وَالْمَلَائِكَةُ	اللّٰهُ	المَلَائِكَةُ
مَسَّتْهُمُ الْبَأْسَاءُ وَالضَّرَّاءُ وَزُلْزِلُوْا	البَاسَاءُ	الضَّرَّاءُ
	مَسَّتْهُمُ الْبَأْسَاءُ وَالضَّرَّاءُ	زُلْزِلُوْا
فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا ثُمَّ اَحْيَاهُمْ	فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ	اَحْيَاهُمْ (اللّٰهُ)
آمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ	اَلرَّسُوْلُ	اَلْمُؤْمِنُوْنَ
قُلْ آمَنْتُ بِاللّٰهِ ثُمَّ اسْتَقِمْ	قُلْ	اِسْتَقِمْ

سوال: کیا معطوف علیہ یا حرف عطف یا معطوف کبھی حذف بھی ہو جاتا ہے؟ مثال بھی ذکر کریں۔

جواب: کبھی کبھی معطوف علیہ اور معطوف کو حذف کر دیا جاتا ہے اور کبھی معطوف کا حذف کرنا جائز نہیں ہوتا۔

معطوف علیہ کے حذف ہونے کی مثال اَلَمْ تَكُنْ آيَاتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ یہ اصل میں یوں ہے اَلَمْ تَأْتِكُمْ آيَاتِيْ فَلَمْ تَكُنْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ

اسی طرح فَهَلْ اَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ فاء سے پہلے حذف ہے کیونکہ فا عاطفہ ہے۔

معطوف کے حذف کی مثال سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِيْلَ تَقِيْكُمْ بَأْسَكُمْ یہاں الْحَرَّ معطوف علیہ ہے اور اس کا معطوف وَالْبَرْدَ حذف ہے۔

اسی طرح لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ یہاں پر وَمَنْ اَنْفَقَ مِنْ بَعْدِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ جملہ معطوف محذوف ہے۔ دلیل اس کی یہ ہے کہ آگے آ رہا ہے اولئکَ اعظمُ دَرَجَةً مِنَ

الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ بعدُ وقاتَلُوْا

اسی طرح اس شعر میں

اِذَا مَا الْغَانِيَاتُ بَرَزْنَ يَوْمًا وَزَجَّجْنَ الْحَوَاجِبَ وَالْعُيُوْنَا

اس میں زَجَّجْنَ معطوف علیہ ہے اور اس کا معطوف کَحَّلْنَ محذوف ہے۔ اصل میں یوں تھا زَجَّجْنَ الْحَوَاجِبَ وَكحلن الْعُيُوْنَا

اور کبھی حرف عطف بھی حذف ہوتا ہے اور ایسا بہت کم ہے۔ اس کی مثالیں الفیہ ابن مالک کے اشعار میں پائی جاتی ہیں۔

سوال: فعل کا عطف اسم فاعل پر کب درست ہوتا ہے؟

جواب: جب اسم فاعل معرف باللام ہو تو اس پر فعل کا عطف کرنا جائز ہے جیسے اِنَّ الْمُصَّدِّقِيْنَ وَالْمُصَّدِّقَاتِ واقرضوا اللهَ قَرْضًا حَسَنًا کیونکہ یہ اصل میں یوں ہے ان الذين تَصَدَّقُوْا وَاللَّاتِيْ تَصَدَّقْنَ وَاَقْرَضُوا اللهَ

اسی طرح فَالْمُغِيْرَاتِ صُبْحًا فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا اصل میں یوں ہے فَالْخَيْلِ اللَّاتِيْ اَغَرْنَ صُبْحًا فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا

سوال: اوپر ذکر کردہ شعر (اذا ما الغانيات الخ) میں معطوف کیا ہے؟

جواب: اس میں زَجَّجْنَ معطوف علیہ ہے اور اس کے بعد وكحلن معطوف محذوف ہے۔ اصل یوں ہے اِذَا مَا الْغَانِيَاتُ بَرَزْنَ يَوْمًا وَزَجَّجْنَ الْحَوَاجِبَ وَكَحَّلْنَ الْعُيُوْنَا "جب خوبصورت عورتیں کسی دن نکلتی ہیں اور اپنے ابروؤں کو باریک کرتیں اور اپنی آنکھوں میں سرمہ ڈالتی ہیں"

سوال: عطف علی اللفظ اور عطف علی المحل کی وضاحت کریں۔

جواب: عطف علی اللفظ سے مراد یہ ہے کہ جو اعراب معطوف علیہ کا لفظاً" ہے' وہی اس کے معطوف کو بھی دیا جائے۔ جیسے لَا رَجُلَ فِي الدَّارِ ولا امراةَ۔ امراة منصوب ہے کیونکہ اس کا عطف لفظ رجل پر پڑ رہا ہے۔ رجل لائے نفی جنس کے ساتھ ملحق ہونے کی وجہ سے مبنی علی الفتح ہے اور امراةً لائے نفی جنس سے دور ہونے کی وجہ سے مبنی علی الفتح نہیں بلکہ رجل پر عطف ہے جبکہ مبنی لَا رَجُلَ مل کر بنتا ہے اور لَا جو امراة سے پہلے ہے' وہ زائدہ برائے تاکید ہے۔

عطف علی المحل سے مراد یہ ہے کہ معطوف علیہ اگر مبتدا کے مقام پر ہے تو اس کا معطوف بھی مبتدا کی طرح مرفوع ہوگا۔ اگر خبر ہے تو خبر کی طرح۔ اسی طرح معطوف علیہ محلاً" منصوب ہو تو معطوف لفظاً" مرفوع ہوگا جیسے لَا رَجُلَ فِي الدَّارِ ولا امراةٌ یہاں امراةٌ معطوف ہے اور یہ رجل کے محل کے لحاظ سے مرفوع ہے۔ چونکہ رجل مبتدا کے مقام پر ہے اس لیے امراة بھی مبتدا ہونے کی وجہ سے

سوال: عطف علی اللفظ اور عطف علی المحل کی وضاحت کریں۔

جواب: عطف علی اللفظ سے مراد یہ ہے کہ جو اعراب معطوف علیہ کا لفظاً" ہے' وہی اس کے معطوف کو بھی دیا جائے۔ جیسے لا رجل فی الدار ولا امراۃ۔ امراۃ منصوب ہے کیونکہ اس کا عطف لفظ رجل پر پڑ رہا ہے۔ رجل لائے نفی جنس کے ساتھ ملحق ہونے کی وجہ سے مبنی علی الفتح ہے اور امراۃ لائے نفی جنس سے دور ہونے کی وجہ سے مبنی علی الفتح نہیں بلکہ رجل پر عطف ہے جبکہ مبنی لا رجل مل کر بنتا ہے اور لا جو امراۃ سے پہلے ہے' وہ زائدہ برائے تاکید ہے۔

عطف علی المحل سے مراد یہ ہے کہ معطوف علیہ اگر مبتدا کے مقام پر ہے تو اس کا معطوف بھی مبتدا کی طرح مرفوع ہوگا۔ اگر خبر ہے تو خبر کی طرح۔ اسی طرح معطوف علیہ محلاً" منصوب ہو تو معطوف لفظاً" مرفوع ہوگا جیسے لا رجل فی الدار ولا امراۃ یہاں امراۃ معطوف ہے اور یہ رجل کے محل کے لحاظ سے مرفوع ہے۔ چونکہ رجل مبتدا کے مقام پر ہے اس لیے امراۃ بھی مبتدا ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے اور لا ملغی عن العمل ہے۔ رجل مبنی علی الفتح اس لیے ہے کہ لائے نفی جنس اس کے ساتھ آیا ہوا ہے اور رجل بغیر لا کے مبتدا بنتا ہے اور امراۃ اسی مبتدا پر عطف ہے اور امراۃ کے ساتھ جو لا ہے وہ زائدہ برائے تاکید ہے۔ اگر زائدہ نہ ہو لیکن ملغی عن العمل ہو تو اس کے بعد والا اسم مبتدا ہوگا پھر عطف جملے کا جملے پر ہوگا نہ کہ مفرد کا مفرد پر۔

سوال: اِخْتَصَمَ زیدٌ و عمرٌو ۔ اَلَّذِیْ یَطِیْرُ فَیَغْضِبُ زَیْدُ الذُّبَابُ میں معطوف علیہ کو حذف کیوں نہیں کر سکتے۔؟

جواب: اِخْتَصَمَ میں تَشَارُک ہے۔ جس میں دونوں کا لانا ضروری ہوتا ہے۔ یعنی زید اور عمر جھگڑے۔ جب ایک کو ذکر کریں گے تو مطلب پورا نہ ہوگا۔ تو اس طرح بنے گا۔ زید جھگڑا۔ اب یہ پتہ نہیں چلے گا کہ کس کے ساتھ جھگڑا ہوا۔ اس لیے یہاں معطوف علیہ کو حذف کرنا یا معطوف کا حذف کرنا جائز نہیں ہے۔

اسی طرح الذی یطیرُ فیغضبُ زیدٌ الذ بابُ میں یَطِیْرُ معطوف علیہ ہے اور یَغضِبُ معطوف۔ یہاں بھی اگر ایک کو حذف کر دیں تو مطلب صحیح ادا نہیں ہوگا۔ لہٰذا یہاں بھی معطوف علیہ یا معطوف کو حذف نہیں کر سکتے۔ فَیَغْضِبُ میں فا سببیہ ہے نہ کہ عاطفہ۔

فصل : التأكيد تابع يدل على تقرير المتبوع في ما نسب أو على شمول الحكم لكل فرد من أفراد المتبوع و التأكيد على قسمين لفظي وهو تكرير اللفظ الأول نحو جاء ني زيد زيد و جاء جاء زيد و معنوى وهو بالفاظ معدودة وهي النفس و العين للواحد و المثنى و المجموع باختلاف الصيغة و الضمير نحو جاء ني زيد نفسه و الزيدان أنفسهما أو نفساهما و الزيدون أنفسهم و كذلك عينه و أعينهما أو عيناهما و أعينهم جاء تني هند نفسها و جاء تني الهندان أنفسهما أو نفساهما و جاء تني الهندات أنفسهن و كلا و كلتا للمثنى خاصة نحو قام الرجلان كلاهما و قامت المرأتان كلتاهما و كل و أجمع و أكتع وأبتع و أبصع لغير المثنى باختلاف الضمير في كل و الصيغة في البواقي تقول جاء ني القوم كلهم أجمعون أكتعون أبتعون أبصعون و قامت النساء كلهن جمع كتع بتع بصع . و اذا أردت تأكيد الضمير المرفوع المتصل بالنفس و العين يجب تأكيده بالضمير المنفصل نحو ضربت أنت نفسک و لا يؤكد بكل و أجمع الا ما له أجزاء و أبعاض يصح افتراقها حسا كالقوم أو حكما كما تقول اشتريت العبد كله واعلم أن أكتع و أبتع و أبصع أتباع لأجمع و ليس له معنى ههنا بدونه فلا يجوز تقديمها على أجمع و لا ذكرها بدونه .

ترجمہ : فصل : تاکید وہ تابع ہے جو دلالت کرے متبوع کو ثابت کرنے پر اس چیز میں کہ نسبت کیا گیا یا حکم کے عام ہونے پر متبوع کے افراد میں سے ہر فرد کے لئے ۔ اور تاکید دو قسم پر ہے لفظی اور وہ پہلے لفظ کو دوبارہ لے آنا ہے جیسے جاء نی زید زید " زید آیا زید " اور جاء جاء زید " آیا زید آیا " اور معنوی اور وہ چند گنے چنے الفاظ کے ساتھ ہوتی ہے اور وہ الفاظ یہ ہیں نفس ' عین واحد تثنیہ اور جمع کے لئے صیغے اور ضمیر کے بدلنے کے ساتھ جیسے جاء زید نفسہ " زید بذات خود آیا " اور جاء الزیدان انفسہما یا نفساہما " دونوں زید بذات خود آئے " اور جاء الزیدون انفسہم " سب زید بذات خود آئے " اسی طرح عینہ ' اعینہما یا عیناہما اور اعینہم (مؤنث کی مثالیں) جاء تنی ہند نفسہا ' جاء تنی الھندان انفسہما یا نفساہما اور جاء تنی الھندات انفسھن اور کلا اور کلتا مثنی کے لئے ہیں خاص طور پر جیسے قام الرجلان کلاھما " دو آدمی کھڑے ہوئے خود ہی " اورقامت المراتان کلتاھما " دو عورتیں کھڑی ہوئیں خود ہی " اور کل ' اجمع ' اکتع ' ابتع اور ابصع مثنی کے علاوہ کے لئے ہیں کل کے اندر ضمیر کے بدلنے سے اور باقیوں میں صیغہ کے بدلنے سے تو کہے جاء نی القوم کلہم اجمعون اکتعون ابتعون ابصعون " آئی میرے

پاس قوم ساری کی ساری اکٹھی ایک ہی وقت میں مل جل کر ایک دوسرے کے ساتھ " اور قامت النساء کلھن جمع کتع بتع بصع "کھڑی ہوئی عورتیں ساری کی ساری اکٹھی ایک ہی وقت میں مل جل کر ایک دوسرے کے ساتھ۔ اور جب تو ارادہ کرے ضمیر مرفوع متصل کی تاکید لانے کا نفس اور عین کے ساتھ واجب ہے اس کی تاکید لانا ضمیر منفصل کے ساتھ جیسے ضربت انت نفسک "تو نے مارا بذات خود" اور نہیں تاکید لائی جاتی کل اور اجمع کے ساتھ مگر اس کی جس کے ایسے اجزاء اور حصے ہوں جن کا جدا جدا ہونا درست ہو حسی طور پر جیسے قوم یا حکمی طور پر جیسے تو کہے اشتریت العبد کلہ "میں نے خریدا غلام سارے کا سارا" اور نہیں کہے گا تو اکرمت العبد کلہ جس کا معنی یہ ہوگا "میں نے عزت کی سارے کے سارے غلام کی "اور جان تو کہ اکتع، ابتع اور ابصع تابع ہیں اجمع کے اور نہیں ان کا کوئی معنی یہاں اس کے بغیر لہٰذا ان کو نہ تو اجمع پر مقدم کرنا جائز ہے اور نہ اجمع کے بغیر ذکر کرنا جائز ہے۔

سوالات

سوال: تاکید کی عربی تعریف کریں اور اس کے فوائد ذکر کریں۔

سوال: اقسام تاکید ذکر کر کے مثالیں دیں۔

سوال: جاء الزیدان انفسھما میں انفس جمع کیوں لائے۔

سوال: اکتع کا مونث نیز مذکر و مونث کی جمع لکھیں۔

سوال: حرف کی تاکید کس طرح لائی جائے گی؟

سوال: ضربت انت نفسک میں انت کیوں بڑھایا ہے؟

سوال: لفظ کل، اجمع، عین اور کلا کے ساتھ کس کی تاکید لائی جا سکتی ہے؟

سوال: عبارت کی وضاحت کریں۔ اعلم ان اکتع و ابتع و ابصع اتباع لا جمع

سوال: خط کشیدہ الفاظ ترکیب میں کیا واقع ہیں؟ نیز وجہ اعراب ذکر کریں۔ خلق لکم ما فی الارض جمیعا" ، علم آدم الاسماء کلھا ، اسکن انت وزوجک الجنة ، اولئک علیھم لعنة اللہ والملائکة والناس اجمعین ، ان القوة للہ جمیعا" واللہ لا یحب کل کفار اثیم ، ربنا لا تواخذنا ان نسینا او اخطانا ربنا ولا تحمل علینا اصرا

حل سوالات

سوال: تاکید کی عربی تعریف کریں اور اس کے فوائد ذکر کریں۔

جواب: التاکید تابع یدل علی تقریر المتبوع فی ما نسب الیہ او علی شمول الحکم لکل فرد من افراد المتبوع "تاکید وہ تابع ہے جو دلالت کرے متبوع کی پختگی پر اس چیز میں جس کی اس

کی طرف نسب کی گئی ہو اور متبوع کے افراد میں سے ہر فرد کے لیے حکم کے شامل ہونے پر۔

فائدہ: تاکید سے متبوع کے لیے نسبت میں پختگی اور یقین کا فائدہ ہوتا ہے کہ یہ بات واقعۃً یوں ہی ہے۔ اور یا متبوع کے تمام افراد حکم میں شامل ہو جاتے ہیں۔

سوال: اقسام تاکید ذکر کر کے مثالیں دیں۔

جواب: تاکید کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) لفظی (۲) معنوی۔ تاکید لفظی میں لفظ کو دہرایا جاتا ہے۔ جیسے جَاءَ زَیْدٌ زَیْدٌ۔ ترجمہ زید آیا زید اور جَاءَ جَاءَ زَیْدٌ ترجمہ آیا زید آیا۔ عام طور پر پہلے جملے کا ترجمہ کرتے ہیں آیا زید زید، اور دوسرے کا ترجمہ کرتے ہیں آیا آیا زید۔ مگر اردو اسلوب کے مطابق وہ ترجمہ اچھا معلوم ہوتا ہے جو پہلے لکھا گیا۔

تاکید معنوی چند مخصوص الفاظ کے ساتھ ہوتی ہے جو مندرجہ ذیل ہیں۔ نفس، عین، کلا کلتا کل، اجمع، ابتع، اکتع، ابصع

نفس اور عین۔ واحد، تثنیہ اور جمع کے لیے صیغہ اور ضمیر کے اختلاف کے ساتھ لائے جاتے ہیں۔ جیسے جاء زید نفسہ۔ جاء الزیدانِ انفسُھما او نَفَسَاھُمَا۔ جاء الزیدُونَ انفسُھُم۔ اسی طرح عین کو بھی لائیں گے۔ عینہٗ۔ اَعْیُنُھُمَا۔ عَیْنَاھُمَا۔ اَعْیُنُھُم۔ جاءَتْنِی ھندٌ نفسُھَا۔ جاءتنی الھندَ انِ انفسُھُما او نَفَسَاھُمَا جاءتنِی الھندَاتُ انفسُھُنَّ۔

کلا اور کلتا تثنیہ کے ساتھ خاص ہیں۔ اور یہ ضمیر کی طرف مضاف ہوتے ہیں۔ کلا مذکر کے لیے اور کلتا مؤنث کے لیے۔ جیسے جاء الرجلان کلاھما۔ جاءتنی المراتانِ کِلْتَا ھُمَا اور کل، اجمع، ابتع، اکتع، ابصع تثنیہ کے لیے نہیں ہوتے۔ البتہ واحد اور جمع کے لیے آتے ہیں۔

کلّ میں ضمیر کے اختلاف کے ساتھ اور اجمع، ابتع، اکتع، ابصع میں صیغہ کے اختلاف کے ساتھ لائی جاتی ہیں۔

جیسے مذکر کی مثال جاءنی القوم کلھم اجمعون اکتعون ابتعون ابصعون ترجمہ اس کا یوں ہو سکتا ہے "آئی میرے پاس قوم ساری کی ساری اکٹھی ایک ہی وقت میں مل جل کر ایک دوسرے کے ساتھ" اور مؤنث کی مثال قَامتِ النساءُ کلھُنَّ جُمَعُ کُتَعُ بُتَعُ بُصَعُ ترجمہ یوں ہو سکتا ہے "کھڑی ہوئیں عورتیں ساری کی ساری اکٹھی ایک ہی وقت میں مل جل کر ایک دوسرے کے ساتھ"۔

سوال: جاء الزیدانِ انفُسُھُمَا میں انفس جمع کیوں لائے۔

جواب: جمع اس لئے لائے کہ تثنیہ کی اضافت تثنیہ کی طرف اچھی نہیں لگتی اور جمع کو ایک سے زیادہ پر بولا جاتا ہے اس لیے جمع کو تثنیہ کی جگہ بول دیا گیا۔ قرآن پاک میں ہے فَاقْطَعُوْا اَیْدِیَھُمَا

۔ مندرجہ ذیل مثال ثقیل ہے اخذت کتابی رجلین جبکہ کتب رجلین میں ثقل نہیں ہے۔

سوال: اکتع کا مونث نیز مذکر و مونث کی جمع لکھیں۔

جواب: اکتع کی مونث کتعاء ہے۔ اکتع کی جمع اکتعون اور کتعاء کی جمع کتع آتی ہے۔ حالانکہ یہ صفت مشبہ کے صیغے ہیں اور صفت مشبہ افعل کی جمع فعل' فعلان اور اس کی مؤنث فعلاء کی جمع فعل کے وزن پر آتی ہے اکتعون جمع مذکر سالم ہے اس کا اعراب واؤ نون کے ساتھ ہوگا اور کتع غیر منصرف ہے ایک سبب وصف ہے اور دوسرا سبب عدل ہے اس کو کتع سے معدول مانتے ہیں

سوال: حرف کی تاکید کس طرح لائی جائے گی؟

جواب: حرف کی تاکید بغیر اگلے لفظ کے ذکر کیے نہیں ہوتی۔ جیسے اِنَّ زیدًا اِنَّ زیدًا قَائِمٌ ۔ جبکہ اِنَّ اِنَّ زیدًا قَائِمٌ کہنا غلط ہے۔

ہاں لفظ لا اور نعم جواب میں ہوں تو درست ہے۔ جیسے ھَلْ صَلَّیْتَ؟ کے جواب میں۔ نعم 'نعم یا لا' لا تو یہ صحیح ہے۔

سوال: ضربتَ انتَ نفسُکَ میں انتَ کیوں بڑھایا ہے؟

جواب: انتَ تاکید کے لیے بڑھایا گیا ہے۔ کیونکہ جبکہ ضمیر مرفوع متصل کی تاکید معنوی لانی ہو تو ضمیر منفصل کا لانا ضروری ہوتا ہے۔ اس کے بعد تاکید معنوی ذکر کریں گے۔ مثلاً" ضَرَبْتَ اَنْتَ نَفْسُکَ

سوال: لفظ کل' اَجْمَعُ' عینُ اور کِلاَ کے ساتھ کس کی تاکید لائی جاسکتی ہے؟

جواب: کلُّ اور اجمعُ کے ساتھ واحد' جمع کی تاکید لائی جاسکتی ہے۔

کل میں ضمیر کے بدلنے کے ساتھ اور اجمع میں صیغہ کے بدلنے کے ساتھ جبکہ عین کے ساتھ واحد' تثنیہ اور جمع تینوں کی تاکید لائی جاسکتی ہے۔ صیغہ اور ضمیر کے تبدیلی کے ساتھ۔ اور کلا کے ساتھ صرف تثنیہ مذکر کی تاکید لائی جاتی ہے ۔ جب کہ مونث کے لیے کلتا کو لایا جاتا ہے۔

سوال: عبارت کی وضاحت کریں۔ اعلم ان اکتع وابتع وابصع اتباع لا جمع

جواب: اس کا مطلب یہ ہے کہ اَکْتَعُ' اَبْتَعُ اور اَبْصَعُ تینوں اَجْمَعُ کے تابع ہیں۔ اور تابع بغیر متبوع کے نہیں پایا جاتا۔ لہٰذا اجمع کے بغیر یہ تینوں نہیں آسکتے۔ اور یہ ہمیشہ اَجْمَعُ کے بعد آئیں گے۔ اجمعُ پر مقدم نہیں ہوسکتے۔ جب اجمع ذکر ہوگا تو ان کو بھی ذکر کیا جاسکتا ہے ورنہ نہیں۔

مطلب یہ ہے کہ اکتع' ابتع اور ابصع جب یہ تاکید کے لئے ہوں تو یہ اجمع کے تابع ہوتے ہیں ۔ اور تابع بغیر متبوع کے نہیں پایا جاتا۔ لہٰذا یہ تینوں اجمع کے بغیر نہیں نہیں آسکتے۔ اور یہ ہمیشہ اجمع کے بعد آئیں گے۔ اجمع پر مقدم نہیں ہوسکتے۔ ہاں ان میں سے جس

کو جہاں آگے پیچھے لا سکتے ہیں قال الفیروز آبادی وجاء وا کلہم اجمعون اکتعون ابصعون ابتعون : اتباعات لاجمعین لا یجئن الا علی اثرھا او تبدا بایتھن شئت بعدھا (القاموس المحیط ص ۹۰۶) جاء القوم کلہم اجمعون اکتعون ابصعون ابتعون کا ترجمہ یوں کیا جا سکتا ہے آئی قوم ساری کی ساری اکٹھی مل جل کر ایک ہی وقت میں ایک دوسرے کے ساتھ واللہ اعلم۔

ہاں اگر یہ الفاظ تاکید کے علاوہ کسی اور معنی کے لئے ہوں تو اَجْمَعُ کے بغیر آئیں گے جیسا کہ لغت کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے چنانچہ القاموس المحیط ص ۹۰۵ میں ہے اَبْتَعُ مُمْتَلِیٌٔ یعنی اَبْتَعُ کا معنی ہے بھرا ہوا اور ص ۹۰۸ میں لکھا ہے اَلْاَبْصَعُ الْاَحْمَقُ اور ص ۹۷۹ میں ہے اَلْاَكْتَعُ مَنْ رَجَعَتْ اَصَابِعُهٗ اِلٰی كَفِّهٖ یعنی اَکْتَعُ وہ ہے جس کی انگلیاں ہتھیلی کی طرف مڑ جائیں۔

سوال : خط کشیدہ الفاظ ترکیب میں کیا واقع ہیں؟ نیز وجہ اعراب ذکر کریں۔خلق لکم ما فی الارض جمیعا ' علم آدم الاسماء کلھا ' اسکن انت وزوجک الجنة ' اولٰئک علیھم لعنة اللہ والملائکة والناس اجمعین ' ان القوة للہ جمیعا واللہ لا یحب کل کفار اثیم ' ربنا لا تواخذنا ان نسینا او اخطانا ربنا ' ولا تحمل علینا اصرا۔

جواب : (۱) خَلَقَ لَكُمْ مَا فِی الارضِ جَمِیْعًا :۔جَمِیْعًا تاکید ہے ما فی الارض موکد ہے۔ ما فی الارض محلا منصوب ہے اس لئے تاکید بھی منصوب ہے۔ موکد چونکہ مفعول بہ ہے اس لیے محلا منصوب ہے۔

(۲) عَلَّمَ آدَمَ الْاَسْمَاءَ كُلَّهَا :۔كُلَّهَا تاکید ہے الاسماء موکد ہے۔ الاسماء مفعول بہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے لہٰذا اس کی تاکید کلھا بھی منصوب ہے۔

(۳) اُسْكُنْ انتَ وزوجُكَ الجَنَّةَ :۔ انت تاکید ہے اور اسکن کی ضمیر مستتر انت موکد ہے۔ چونکہ انت ضمیر موکد مرفوع ہے فاعل ہونے کی وجہ سے لہٰذا اس کی تاکید انت بھی محلا مرفوع ہے۔

(۴) اُولٰئِكَ علیهم لعنةُ اللّٰهِ و الملائكةِ و الناسِ اجمعینَ :۔اجمعین تاکید ہے الناس موکد کی۔ الناس چونکہ مجرور ہے لہٰذا یہ بھی مجرور ہے۔

(۵) اِنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِیْعًا :۔ جمیعا تاکید القوہ موکد۔ القوة ان کا اسم ہونے کی وجہ سے منصوب ہے لہٰذا اس کی تاکید بھی منصوب ہے۔

(۶) واللہ لا یحب کل کفار اثیم :۔ کل منصوب ہے کیونکہ مفعول بہ ہے یہ اگرچہ تاکید کے معنی دیتا ہے مگر ترکیب میں اس کو تاکید نہیں کہیں گے کیونکہ اس کا مؤکد کوئی نہی ہے۔

(۷) رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِیْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَیْنَا اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ۔لفظ ربنا جو دوسری اور تیسری مرتبہ آیا ہے ہو

سکتا ہے پہلے ربنا کی تاکید ہو اور ہو سکتا ہے یہاں سے نئے جملے شروع کیے ہوئے ہوں۔

فصل : البدل تابع ينسب اليه ما نسب الى متبوعه وهو المقصود بالنسبة دون متبوعه و أقسام البدل اربعة بدل الكل من الكل و هو ما مدلوله مدلول المتبوع نحو جاء نى زيد أخوک و بدل البعض من الكل وهو ما مدلوله جزء مدلول المتبوع نحو ضربت زيدا رأسه و بدل الاشتمال و هو ما مدلوله متعلق المتبوع كسلب زيد ثوبه و بدل الغلط و هو ما يذكر بعد الغلط نحو جاء نى زيد جعفر و رأيت رجلا حمارا .

و البدل ان كان نكرة من معرفة يجب نعته كقوله تعالى بالناصية ناصية كاذبة و لا يجب ذلک فى عكسه و لا فى المتجانسين .

فصل : عطف البيان تابع غير صفة يوضح متبوعه وهو أشهر اسمى شيء نحو قام وأبو حفص عمر و قام عبد الله بن عمر و لا يلتبس بالبدل لفظا فى مثل قول الشاعر شعر :

أنا ابن التارک البكرى بشر　　　عليه الطير ترقبه وقوعا

ترجمہ : بدل وہ تابع ہے جس کی طرف اس چیز کی نسبت کی جائے جس کی نسبت اس کے متبوع کی طرف کی گئی ہو اور وہ نسبت کے ساتھ خود مقصود ہوتا ہے نہ کہ اس کا متبوع ۔ اور بدل کی چار قسمیں ہیں بدل الکل من الکل اور وہ وہ ہے کہ اس کا مدلول متبوع کا مدلول ہو جیسے جاء نی زید اخوک اور بدل البعض من الکل اور وہ وہ ہے کہ اس کا مدلول متبوع کے مدلول کا جزء ہو جیسے ضربت زیدا راسہ اور بدل الاشتمال اور وہ وہ ہے جس کا مدلول متبوع کا متعلق ہو جیسے سلب زید ثوبہ اور بدل الغلط اور وہ وہ ہے جس کو غلطی کے بعد ذکر کیا جائے جیسے جاء نی زید جعفر اور رایت رجلا حمارا

اور اگر بدل نکرہ ہو معرفہ سے واجب ہے اس کی صفت لے آنا جیسے اللہ تعالیٰ کا قول بالناصیۃ ناصیۃ کاذبۃ اور نہیں ضروری ہے یہ چیز اس کے عکس میں اور نہ متجانسین میں ۔

فصل : عطف بیان صفت کے علاوہ ایسا تابع ہے جو متبوع کو واضح کردے اور وہ کسی چیز کے دو ناموں میں سے زیادہ مشہور نام ہوتا ہے جیسے قام ابو حفص عمر اور قام عبد اللہ بن عمر اور نہیں ملتا یہ بدل سے لفظی اعتبار سے شاعر کے اس قول جیسی مثالوں میں ۔ شعر:

انا ابن التارک البکری بشر　　　علیہ الطیر ترقبہ وقوعا

سوالات

سوال : مندرجہ ذیل میں مبدل منہ اور بدل بتائیں نیز اعراب کی تبدیلی کی وجہ ذکر کریں ـــــ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ' لَیْسَ زیدٌ بشیءٍ الا شیئاً لَا یُعْبَأُ بِہٖ' مَا فِی الدارِ مِنْ احدٍ لا خالدٌ

سوال : بدل کی تعریف' تقسیم کر کے ہر قسم کی مثالیں دیں۔ نیز بدل الغلط کے دو مقصد مع مثال ذکر کریں۔

سوال : عبارت کی وضاحت کریں۔

والبدل ان کان نکرة من معرفة یجب نعته کقوله تعالیٰ بالناصیة ناصیة کاذبة ۔ ولا یجب ذلک فی عکسه ولا فی المتجانسین۔"

سوال : مندرجہ ذیل کی نہایت مختصر ترکیب کریں۔(۱) اھد نا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیهم غیر المغضوب علیهم و لا الضالین (۲) ویقطعون ما امر الله به ان یوصل :۔ (۳) نبذ فریق من الذین اوتوا الکتٰب کتاب الله وراء ظهورهم :۔(۴) انزل علی الملکین ببابل هاروت و ماروت :۔(۵) ومن اظلم ممن منع مساجد الله ان یذکر فیها اسمه وسعیٰ فی خرابها :۔(۶) وارزق اهله من الثمرات من امن منهم بالله :۔(۷) نعبد الهک واله آبائک ابراهیم واسماعیل واسحاق الٰها واحدا :۔(۸) وعلی الذین یطیقونه فدیة طعام مسکین :۔ (۹) یسالونک عن الشهر الحرام قتال فیه :۔(۱۰) ولولا دفع الله الناس بعضهم ببعض لفسدت الارض :۔

سوال: عطف بیان کی تعریف کریں اور مثال ذکر کریں۔ اس کا اور بدل کا معنوی فرق کیا ہے؟ اور یہ بدل کی کس قسم کے ساتھ ملتا ہے؟

سوال : مندرجہ ذیل کی ترکیب کریں۔

و آتینا عیسیٰ بن مریم البینات ۔ یبشرک بکلمة منه اسمه المسیح عیسیٰ ابن مریم

سوال : قام ابو حفص عمر اور قام عبد الله بن عمر کی ترکیب کریں۔ نیز یہ بتائیں کہ بدل اور عطف بیان کی صورتوں میں ترجمہ کا کیا فرق ہوگا اور کیوں؟

سوال : اضافت لفظیہ میں مضاف پر الف لام کا آنا کب جائز ہے اور کب ناجائز اور کیوں؟ مثالیں بھی ذکر کریں۔

سوال : عبارت کی وضاحت کریں اور شعر کا ترجمہ اور ترکیب بھی کریں۔

ولا یلتبس بالبدل لفظ" فی مثل قول الشاعر ۔

انا ابن التارک البکری بشر   علیه الطیر ترقبه وقوعا

حل سوالات

سوال : مندرجہ ذیل میں مبدل منہ اور بدل بتائیں نیز اعراب کی تبدیلی کی وجہ ذکر کریں ـــــ لَا اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ' لیس زید بشیءٍ الا شیئا لا یعبابہ' ما فی الدار من احد لا خالد

جواب : لَا اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ :۔ اصل میں ہے لَا اِلٰهَ موجودٌ الا اللّٰہُ۔ (مبدل منہ موجود میں ھو ضمیر اور بدل اسم الجلالہ)

ترکیب لا حرف نفی جنس الٰہ اس کا اسم' موجود اسم مفعول' ھو اس میں ضمیر مبدل منہ' الا حرف استثناء ملغی عن العمل بدل۔ مبدل منہ بدل سے مل کر نائب فاعل۔ فعل اپنے نائب فاعل سے مل کر خبر۔ لا اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

یا اس کی اصل ہے لا الہ الا اللّٰہُ (موجودٌ) یہاں موجودٌ خبر محذوف ہے اور الا اللہ خبر کے قائم مقام ہے الٰہ مبدل منہ ہے اور لفظ اسم الجلالہ اس سے بدل ہے۔ اور یہ بدل الٰہ کے محل یعنی ابتداء سے ہے اس لیے کہ لا معرفہ میں عمل نہیں کرتا۔ نیز اِلاَّ نے نفی کو ختم کر دیا۔ لہٰذا یہ الٰہ کے محل قدیم ابتداء سے بدل ہے۔ الا ملغی عن العمل ہے۔ (انظر شرح جامی ۔ اوضح المسالک)

(۳) لیس زیدٌ بشیءٍ الا شیئًا لا یُعْبَأُ بِہٖ :۔ لیس فعل ناقص' زید اس کا اسم بشیء مبدل منہ الا حرف استثناء ملغی عن العمل شیئا" بدل۔ مبدل منہ اپنے بدل سے مل کر خبر۔ لیس اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

شیءٍ منصوب ہے کیونکہ لیس کی خبر ہے اور کسرہ با زائدہ کی وجہ سے آگیا ہے۔ اور شیئا بدل ہے شیء سے اس لیے منصوب ہے۔ مبدل منہ اور بدل کے درمیان الا حرف استثناء آگیا ہے جس کی وجہ سے با جارہ اپنا عمل شیئا میں نہ کر سکا۔ دوسرا یہ کہ الا نے لیس سے نفی کو ختم کر دیا ہے لیکن فعل ہونے کی وجہ سے خبر کے بدل کو نصب دے دیا۔

(۴) مَا فِی الارضِ من احدٍ الا خالدٌ :۔ ما نافیہ۔ فی حرف جار الارض مجرور۔ جار مجرور ثابت کے متعلق ہو کر خبر مقدم۔ من حرف جار زائد احدٍ مبدل منہ۔ الا حرف استثناء ملغی عن العمل خالدٌ بدل۔ احدٍ کے محل سے۔ مبدل منہ بدل مل کر مبتدا موخر۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

احدٍ محلا" مرفوع ہے کیونکہ مبتدا ہے اور کسرہ حرف جر من زائدہ کی وجہ سے ہے۔ خالدٌ مرفوع ہے کیونکہ احد مبتدا کے محل سے بدل ہے۔ الا ملغی عن العمل نے نفی کو ختم کر دیا ہے۔

سوال : بدل کی تعریف' تقسیم کر کے ہر قسم کی مثالیں دیں۔ نیز بدل الغلط کے دو مقصد مع مثال ذکر کریں۔

جواب: البدل تابع ینسب الیه ما نسب الی متبوعه وھو المقصود بالنسبة دون متبوعه"بدل وہ تابع ہے کہ اس کی طرف نسبت کی جائے اس چیز کی جس کی اس کے متبوع کی طرف نسبت کی گئی ہو۔ اور نسبت سے وہی (تابع) مقصود ہو نہ کہ متبوع"

بدل کی چار قسمیں ہیں

(۱) بدل الکل من الکل:۔ وہ بدل ہے کہ جو معنی (مبدل منہ) متبوع کا ہو وہی معنی اس کا ہو۔ یا جو مدلول متبوع (مبدل منہ) کا ہو وہی اس کا مدلول ہو۔ یعنی مبدل منہ کے مکمل معنی کو بدل کے ساتھ ادا کیا جائے۔ جیسے جاء نی زید اخوک۔ اس مثال میں زیدٌ اور اَخُوْکَ دونوں سے مراد ایک ہی شخص ہے۔

(۲) بدل البعض من الکل:۔ وہ بدل ہے جس کا مدلول (یا معنی) مبدل منہ کے مدلول (یا معنی) کا جزء ہو۔ جیسے ضربتُ زیدًا رَاسَهٗ

اس مثال میں زیدا متبوع ہے جو مبدل منہ کہلاتا ہے اور راس تابع ہے جسے بدل کہتے ہیں۔ اور راس اپنے مبدل منہ کا ایک جز ہے نہ کہ پورا پورا مبدل منہ۔ یعنی زیدًا" متبوع کے مدلول کا ایک جز ہے۔ اس لیے اسے بدل البعض کہتے ہیں۔

(۳) بدل الاشتمال:۔ وہ بدل ہے کہ جس کا مدلول (یا معنی) مبدل منہ کا متعلق ہو۔ نحو۔ سُلِبَ زیدٌ ثوبُهٗ۔ سلب فعل مجہول ہے اور زیدٌ مبدل منہ اور ثوبُهٗ بدل ہے مبدل منہ بدل مل کر نائب فاعل۔

ثوبہ بدل اپنے مبدل منہ سے تعلق رکھتا ہے۔ اس لیے اسے بدل الاشتمال کہتے ہیں۔

(۴) بدل الغلط:۔ وہ بدل ہے جو غلطی کے بعد ذکر کیا جائے۔ نحو۔ جاء نی زَیْدٌ جعفرٌ۔ رایت رجلاً حمارًا رجلا" مبدل منہ ہے اور حمارًا بدل ہے۔ جو کہ غلطی کے بعد ذکر کیا گیا ہے کہ آیا میرے پاس آدمی۔ نہیں نہیں گدھا۔ تو ایسے بدل کو جو غلطی کرنے کے بعد ذکر کیا جائے بدل الغلط کہتے ہیں۔ مختصر المعانی میں ہے کہ فصیح کلام میں بدل الغلط نہیں ہوتا اس لئے قرآن پاک اس سے پاک ہے۔

بدل الغلط کے دو مقصد

(۱) بمعنی بل کے جیسے۔ جاء نی زیدٌ عمرٌو جبکہ دونوں کا آنا بتایا جائے (۲) غلطی کے ازالہ کے لیے جیسے۔ جاء زیدٌ حمارٌ۔ جبکہ صرف حمار کا آنا بتایا جائے۔

سوال: عبارت کی وضاحت کریں۔

والبدل ان کان نکرة من معرفة یجب نعته کقوله تعالٰی بالناصیة ناصیة کاذبة۔ ولا یجب ذلک فی عکسه ولا فی المتجانسین۔"

جواب والبدل ان کان نکرة من معرفة یجب نعته کقوله تعالٰی بالناصیة ناصیة کاذبة ۔ ولا یجب ذلک فی عکسه ولا فی المتجانسین ۔"ترجمہ: "اور بدل اگر نکرہ ہو معرفہ (مبدل منہ) سے تو اس کی صفت لانا ضروری ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَنَسۡفَعًا بِالنَّاصِیَةِ ناصیةٍ کاذبةٍ۔اس میں بدل کی صفت اس لئے لائی گئی ہے کہ مبدل منہ الناصیة معرفہ ہے۔ اور بدل ناصیة نکرہ ہے۔ اور یہ (صفت لانا) اس کے عکس کی صورت کہ مبدل منہ نکرہ ہو اور بدل معرفہ ہو یہ ضروری نہیں اور نہ اس وقت ضروری ہے جب دونوں (مبدل منہ اور بدل) معرفہ ہوں یا دونوں نکرہ ہوں۔"

سوال: مندرجہ ذیل کی نہایت مختصر ترکیب کریں۔ (۱) اِهۡدِ نَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡهِمۡ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡهِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ (۲) ویقطعون ما امر اللّٰه به ان یوصل:۔ (۳) نبذ فریق من الذین اوتوا الکتٰب کتاب اللّٰه وراء ظهورهم:۔(۴) انزل علی الملکین ببابل هاروت و ماروت:۔(۵) ومن اظلم ممن منع مساجد اللّٰه ان یذکر فیها اسمه وسعٰی فی خرابها:۔(۶) وارزق اهله من الثمرات من امن منهم باللّٰه:۔(۶) وارزق اهله من الثمرات من امن منهم باللّٰه:۔(۷) نعبد الٰهک واله آبائک ابراهیم واسماعیل واسحاق الٰها واحدا:۔(۸) وعلی الذین یطیقونه فدیة طعام مسکین:۔(۹) یسالونک عن الشهر الحرام قتال فیه:۔(۱۰) ولولا دفع اللّٰه الناس بعضهم ببعض لفسدت الارض:۔

جواب: (۱)ترکیب اهد فعل امر انت ضمیر مستتر اس کا فاعل۔ نا ضمیر نصب مفعول اول۔ الصراط موصوف۔ المستقیم اس کی صفت۔ موصوف صفت مل کر مبدل منہ۔ صراط مضاف۔ الذین موصول۔ انعمت فعل بافاعل۔ علیهم جار مجرور متعلق انعمت کے۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ موصول صلہ مل کر موصوف غیر مضاف المغضوب صیغہ اسم مفعول علیهم جار مجرور اس کا نائب فاعل۔ اسم مفعول اپنے نائب فاعل سے مل کر معطوف علیہ واؤ عاطفہ۔ لا نافیہ زائدہ۔ الضالین معطوف۔ معطوف علیہ معطوف مل کر مضاف الیہ۔ مضاف مضاف الیہ مل کر صفت ۔ موصوف اپنی صفت سے مل کر مضاف الیہ۔ مضاف مضاف الیہ مل کر بدل۔ مبدل منہ اپنے بدل سے مل کر مفعول ثانی۔ فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

فائدہ مہمہ: صراط مستقیم حقیقت میں دین کو سمجھنے کے لئے اکابر کی اتباع اور ان کے سارے سلسلے پر اعتماد کرنے کا نام ہے صراط مستقیم کو حضرت نبی کریم ﷺ نے یوں واضح فرمایا کہ ایک سیدھا خط کھینچا اور اس کے دائیں بائیں چھوٹے خطوط کھینچے چیدھے خط کے بارے میں فرمایا "ھذا سبیل اللہ" ترجمہ: "یہ اللہ کا راستہ ہے" اور چھوٹے خطوط کی بابت فرمایا یہ دوسرے راستے ہیں (دیکھئے شرح السنہ ج۱ص ۱۹۶) ظاہر ہے کہ خط مستقیم تبھی رہے گا جب پہلے کی طرح آگے بڑھتا جائے گا اگر پہلے کی طرح آگے نہ بڑھے تو اسے خط منحنی کہتے ہیں اور پہلے کی طرح آگے بڑھنے کی صورت یہی ہے کہ ہر بعد والا پہلے پورے سلسلے پر اعتماد کرے علمی تحقیق کا نصیب ہونا اور چیز ہے مگر پہلوں کی گستاخی نہ کرے خود کو ان سے اعلیٰ نہ سمجھے بلکہ اپنی ترقیات کو ان کی اتباع کا ثمرہ جانے۔

(۲) وَيَقْطَعُوْنَ مَا اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ اَنْ يُّوْصَلَ:۔واؤ عاطفہ۔ یقطعون فعل بافاعل۔ ما موصولہ۔ امر اللہ فعل بافاعل۔ با جارہ۔ ہا ضمیر مبدل منہ۔ ان مصدریہ۔ یوصل فعل مجہول۔ ھو اس میں نائب فاعل۔ فعل اپنے نائب فاعل سے مل کر بتاویل مصدر ہو کر بدل۔ مبدل منہ اور بدل مل کر مجرور۔ جار مجرور متعلق امر فعل کے۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق مل کر صلہ۔ موصول صلہ مل کر مفعول بہ۔ فعل فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(۳) نَبَذَ فَرِيْقٌ مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ:۔نبذ فعل۔ فریق موصوف۔ من جارہ۔ الذین موصول۔ اوتو فعل مجہول۔ واؤ اس میں نائب فاعل۔ الکتاب مفعول ثانی۔ فعل مجہول اپنے نائب فاعل اور مفعول ثانی سے مل کر صلہ۔ موصول صلہ مل کر مجرور۔ جار مجرور مل کر متعلق محذوف کے ہو کر صفت فریق کی۔ موصوف صفت مل کر فاعل۔ کتاب اللہ مضاف مضاف الیہ مل کر مفعول بہ نبذ فعل کا۔ وراء اسم ظرف مضاف۔ ظہورھم مضاف۔۔ مضاف مل کر مضاف الیہ وراء کا۔ مضاف مضاف الیہ مل کر متعلق نبذ فعل کے۔ نبذ فعل اپنے فاعل مفعول بہ اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(۴) اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَ مَارُوْتَ:۔انزل فعل مجہول۔ علی حرف جار۔ الملکین مبدل منہ۔ ببابل جار مجرور متعلق انزل کے۔ ھاروت معطوف علیہ واؤ عاطفہ۔ ماروت معطوف۔ معطوف علیہ معطوف مل کر بدل۔ مبدل منہ اور بدل مل کر مجرور۔ جار مجرور مل کر نائب فاعل۔ فعل مجہول اپنے نائب فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(۵) وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا:۔واؤ مستانفہ من اسم استفہام مبتدا۔ اظلم صیغہ اسم تفضیل ھو اس کا فاعل۔ من حرف جار من اسم موصول منع فعل ھو ضمیر مستتر فاعل مساجد اللہ مضاف مضاف الیہ مل کر مبدل منہ۔ ان مصدریہ۔ یذکر

فعل مجہول۔ فیہا متعلق فعل کے۔ اسمہ مضاف مضاف الیہ مل کر نائب فاعل۔ فعل مجہول اپنے نائب فاعل اور متعلق سے مل کر ان مصدریہ کی وجہ سے مصدر موول ہو کر بدل مبدل منہ اپنے بدل سے مل کر مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ ہوا۔ واؤ عاطفہ سعٰی فعل۔ ھو اس میں فاعل۔ فی حرف جار خرابہا مضاف مضاف الیہ مل کر مجرور۔ جار مجرور مل کر متعلق سعٰی فعل کے۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر معطوف۔ معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر صلہ۔ موصول صلہ مل کر مجرور۔ جار مجرور مل کر متعلق اظلم کے۔ اظلم اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر خبر ہوئی۔ مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔

(۶) وَارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرَاتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰہِ:۔واؤ مستانفہ ارزق فعل امر انت ضمیر اس میں فاعل۔ اھلہ مضاف مضاف الیہ مل کر مبدل منہ۔ من الثمرات جار مجرور متعلق فعل ارزق کے۔ من موصولہ۔ آمن فعل۔ ھو اس کا فاعل۔ منھم جار مجرور متعلق آمن کے۔ باللہ جار مجرور متعلق ثانی۔ امن کے۔ امن فعل اپنے فاعل اور دونوں متعلقوں سے مل کر صلہ۔ موصول صلہ مل کر بدل مبدل منہ بدل مل کر مفعول بہ۔ فعل فاعل مفعول بہ اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

(۷) نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ آبَائِكَ اِبْرَاهِيْمَ وَاِسْمَاعِيْلَ وَاِسْحَاقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا :۔نعبد فعل۔ نحن اس میں فاعل۔ الٰہک مضاف مضاف الیہ مل کر معطوف علیہ۔ واؤ عاطفہ۔ الہ مضاف آبائک مضاف مضاف الیہ مل کر مبدل منہ۔ ابراھیم معطوف علیہ۔ واؤ عاطفہ۔ اسماعیل معطوف واؤ عاطفہ۔ اسحاق معطوف۔ معطوف علیہ اپنے دونوں معطوفوں سے مل کر بدل۔ مبدل منہ اپنے بدل سے مل کر مضاف الیہ۔ مضاف مضاف الیہ مل کر معطوف۔ معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مبدل منہ۔ الہا" موصوف۔ واحدا" صفت۔ موصوف صفت مل کر بدل۔ مبدل منہ اپنے بدل سے مل کر مفعول بہ۔ فعل فاعل اور مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(۸) وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ :۔واؤ عاطفہ علی جارہ۔ الذین موصولہ۔ یطیقون فعل بافاعل، ہا ضمیر مفعول بہ فعل فاعل مفعول بہ مل کر صلہ۔ موصول صلہ مل کر مجرور۔ جار مجرور متعلق ثابتۃ کے ہو کر خبر مقدم فدیۃ مبدل منہ۔ طعام مسکین مضاف مضاف الیہ مل کر بدل۔ مبدل منہ بدل مل کر مبتدا موخر۔ مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۹) يَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ:۔ یسال فعل۔ واؤ ضمیر بارز اس کا فاعل۔ کاف ضمیر مخاطب مفعول بہ۔ عن حرف جار الشھر الحرام موصوف صفت مل کر مبدل منہ۔ قتال مصدر عامل فیہ جار مجرور متعلق قتال مصدر کے۔ مصدر اپنے متعلق سے مل کر بدل۔ مبدل منہ بدل مل

کر مجرور۔ جار مجرور مل کر متعلق یسال فعل کے۔ فعل، فاعل، مفعول بہ اور متعلق مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(۱۰) وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَفَسَدَتِ الْاَرْضُ :۔ واؤ عاطفہ۔ لولا حرف نفی و شرط دفع مصدر مضاف اسم الجلالہ اس کا مضاف الیہ فاعل۔ الناس مبدل منہ۔ بعضھم مضاف مضاف الیہ مل کر بدل۔ مبدل مضاف الیہ منہ بدل مل کر مفعول بہ۔ ببعض جار مجرور متعلق دفع مصدر کے۔ مصدر اپنے مضاف الیہ مفعول بہ اور متعلق سے مل کر مبتدا۔ موجود اس کی خبر جو وجوباً حذف ہے۔ مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ ہو کر شرط۔ لام حرف تاکید۔ فسدت فعل۔ تا حرف تانیث۔ الارض فاعل۔ فعل فاعل مل کر جملہ فعلیہ ہو کر جزا۔ شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔

سوال : عطف بیان کی تعریف کریں اور مثال ذکر کریں۔ اس کا اور بدل کا معنوی فرق کیا ہے؟ اور یہ بدل کی کس قسم کے ساتھ ملتا ہے؟

جواب : عطف البیان تابع غیر صفة یوضح متبوعه وهو اشهر اسمی شیء ۔ نحو، قام ابو حفص عمر ۔ قام عبد اللّٰه بن عمر

"عطف بیان وہ تابع ہے صفت کے علاوہ ایسا تابع ہے جو اپنے متبوع کو خوب واضح کردیتا ہے اور وہ چیز کے دو ناموں میں سے زیادہ مشہور نام ہوتا ہے۔ جیسے قام ابو حفص عمر اور قام عبد اللّٰه بن عمر پہلی مثال میں قام فعل۔ ابو حفص متبوع اور عمر عطف بیان ہے۔ دوسری مثال میں قام فعل۔ عبد اللّٰه متبوع۔ اور ابن عمر عطف بیان ہے۔ ان دونوں مثالوں میں پہلا نام غیر مشہور ہے۔ جسے متبوع بنایا گیا اور دوسرا نام مشہور ہے اسے عطف بیان کہا جاتا ہے۔

عطف بیان اور بدل کا معنوی فرق

عطف بیان میں متبوع مقصود ہوتا ہے اور تابع (عطف بیان) اس کی وضاحت کرتا ہے۔ اس کے برخلاف کلام میں بدل خود مقصود ہوتا ہے۔ مبدل منہ کا ذکر تمہید کے لیے کیا جاتا ہے۔

ایک شخص بازار سے زیور خریدتا ہے دکاندار زیور کو ڈبی میں ڈال دیتا ہے ڈبی کتنی ہی خوبصورت ہو مگر مقصود زیور ہے ڈبی تو صرف حفاظت کیلئے اسی طرح مبدل منہ بطور ڈبی کے اور بدل بطور زیور ہوتا ہے

عطف بیان اور اس کا متبوع دونوں نام ہوتے ہیں۔ ایک غیر مشہور اور دوسرا مشہور۔ عطف بیان کا بدل کی صرف ایک قسم کے ساتھ التباس ہو سکتا ہے اور وہ بدل الکل ہے۔

علامہ ابن ہشام رحمہ اللہ نے مغنی اللبیب میں بدل اور عطف بیان کے درمیان بڑی تفصیل کے

ساتھ آٹھ وجوہ فرق ذکر کی ہیں چند وجوہ درج ذیل ہے۔

۱۔ عطف بیان نہ خود ضمیر ہو سکتا ہے نہ اس کا متبوع ضمیر ہو سکتا ہے۔جبکہ بدل کا متبوع ضمیر ہو سکتا ہے جیسے و نرثه ما يقول اس میں ما يقول بدل ہے هاء ضمیر نصب سے اور وما انسانيه الا الشيطان ان اذكره اس میں مصدر مئوول ان اذكره بدل ہے ما انسانيه کی ہاء ضمیر نصب سے اور ما قلت لهم الا ما امرتنی به ان اعبدوا الله ربی وربكم اس میں ہاء ضمیر جر جو به میں واقع ہے وہ مبدل منہ ہے اور مصدر مئوول ان اعبدوا الله ربكم اس سے بدل ہے بعض نحوی کہتے ہیں کہ ضمیر بدل بن سکتی ہے جیسے رایته ایاه مگر درست یہ ہے کہ اياه بدل نہیں بلکہ تاکید ہے ہاء ضمیر نصب سے جو رايته میں موجود ہے۔

۲۔ عطف بیان میں یہ ضروری ہے کہ تابع متبوع یا دونوں نکرہ ہوں یا دونوں معرفہ ہوں جبکہ بدل میں یہ ضروری نہیں ہو سکتا ہے کہ مبدل منہ نکرہ ہو بدل معرفہ ہو جیسے الی صراطٍ مستقيمٍ صراطِ اللّٰہِ اس میں صراطٍ مستقيمٍ مبدل منہ نکرہ ہے اور صراطِ اللّٰہِ بدل معرفہ ہے۔ اور یہ بھی جائز ہے کہ مبدل منہ معرفہ ہو اور بدل نکرہ ہو جیسے بِالناصيةِ ناصيةٍ كاذبةٍ خاطئةٍ

۳۔ عطف بیان جملہ نہیں ہو سکتا جبکہ بدل جملہ بن سکتا ہے جیسے ارشاد باری ہے مَا يُقَالُ لَكَ اِلَّا مَا قَدْ قِيْلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ اِنَّ رَبَّكَ لذو مغفرةٍ و ذُو عقابٍ اليمٍ اس میں ما قد قيل للرسل من قبلك مبدل منہ ہے اور جملہ ان ربك لذو مغفرة و ذو عقاب اليم اس سے بدل ہے۔ ارشاد فرمایا وَ اَسَرُّوا النَّجْوَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا هَلْ هٰذَا اِلَّا بشرٌ مثلكُمْ اس میں النجوىٰ مبدل منہ ہے اور اس کے بعد جملہ هَلْ هٰذَا الا بشرٌ مثلكم اس سے بدل ہے اس طرح عرفتُ زيدًا مَنْ هُوَ؟ میں زيدا مبدل منہ اور جملہ انشائیہ من هو ؟ اس سے بدل ہے۔

۴۔ عطف بیان جملہ نہیں ہو سکتا جبکہ بدل جملہ ہو سکتا ہے جیسے اِتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ اتَّبِعُوْا مَنْ لَا يَسْأَلُكُمْ اَجْرًا اس میں پہلا جملہ اتبعوا المرسلين مبدل منہ اور دوسرا جملہ اتبعوا من لا يسالكم اجرا اس سے بدل ہے۔

۵۔ عطف بیان فعل نہیں ہوتا جبکہ بدل ایسے فعل ہو سکتا ہے جو فعل کے تابع ہو جیسے وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا يُضَاعَفْ لَهُ الْعَذَابُ اس میں يضاعف بدل ہے يلق سے جو جزاء ہونے کی وجہ سے مجزوم ہے۔ (مغنی اللبيب ج۲ص ۴۵۵ تا ۴۵۸) مررتُ بِهٰذَا الرجلِ میں الرجل کو بہت سے نحوی اسم اشارہ کی صفت بناتے ہیں علامہ ابن ہشام رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ صحیح یہ ہے کہ الرجل عطف بیان ہے (مغنی اللبيب ج۲ ص ۵۷۰)

سوال: مندرجہ ذیل کی ترکیب کریں۔

وَآتَیْنَا عِیْسَی بنِ مَرْیَمَ الْبَیِّنَاتِ۔ یُبَشِّرُکِ بِکَلِمَۃٍ مِنْہُ اسْمُہُ الْمَسِیْحُ عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ

جواب: واؤ عاطفہ۔ آتی فعل۔ نا ضمیر متصل اس کا فاعل۔ عیسیٰ متبوع۔ ابن مریم عطف بیان۔ متبوع اپنے عطف بیان سے مل کر مفعول اول۔ البینات مفعول بہ ثانی۔ فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

یبشرک بکلمۃ منہ اسمہ المسیح عیسیٰ ابن مریم

یبشر فعل۔ ھو ضمیر اس میں فاعل۔ کاف ضمیر خطاب۔ مفعول بہ۔ با حرف جار کلمۃ موصوف۔ منہ جار مجرور متعلق ثابتۃ کے ہو کر صفت اول۔ یبشر فعل کے۔ اسمہ مضاف مضاف الیہ مل کر مبتدا۔ المسیح متبوع۔ عیسیٰ موصوف عطف بیان۔ ابن مریم مضاف مضاف الیہ مل کر صفت موصوف صفت مل کر خبر۔ مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر صفت ثانی کلمۃ کی موصوف اپنی دونوں صفتوں سے مل کر مجرور جار مجرور مل کر متعلق فعل کے، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

سوال: قَامَ اَبُوْ حَفْصٍ عُمَرُ اور قَامَ عَبْدُ اللہِ بْنُ عُمَرَ کی ترکیب کریں۔ نیز یہ بتائیں کہ بدل اور عطف بیان کی صورتوں میں ترجمہ کا کیا فرق ہوگا اور کیوں؟

جواب: قام ابو حفص عمر: قام فعل ابو حفص متبوع۔ عمر عطف بیان۔ متبوع اپنے عطف بیان سے مل کر فاعل۔ فعل فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

قام عبد اللہ بن عمر:

قام فعل۔ عبد اللہ متبوع۔ ابن عمر عطف بیان۔ متبوع اپنے عطف بیان سے مل کر فاعل۔ فعل فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ "بدل ہونے کی صورت میں ترجمہ یوں ہوگا۔"

قَامَ ابو حَفْصٍ عُمَرُ: کھڑے ہوئے حفص کے باپ عمر

قَامَ عبدُ اللہِ بْنُ عمرَ: کھڑے ہوئے عمر کے بیٹے عبد اللہ

عطف بیان ہونے کی صورت میں ترجمہ یوں ہوگا۔

قام ابو حفص عمر: کھڑا ہوئے ابو حفص، عمر

قام عبد اللہ بن عمر: کھڑے ہوئے عبد اللہ ابن عمر

ترجمہ میں یہ فرق اس وجہ سے ہے کہ بدل میں نسبت سے مقصود بذات خود بدل ہوتا ہے۔ جبکہ عطف بیان میں متبوع مقصود بالنسبۃ ہوتا ہے۔ عطف بیان صرف اس کی وضاحت کرتا ہے۔ اور متبوع کے غیر مشہور نام ہونے کی وجہ سے عطف بیان کو جو مشہور نام ہوتا ہے ذکر کرتے ہیں۔ تاکہ

متبوع کی وضاحت ہو جائے۔ اسی وجہ سے بدل کے ترجمہ میں بدل کو مقصود بالنسبۃ بنایا۔

سوال : اضافت لفظیہ میں مضاف پر الف لام کا آنا کب جائز ہے اور کب ناجائز اور کیوں؟ مثالیں بھی ذکر کریں۔

جواب : اضافت لفظیہ چونکہ تعریف کا فائدہ نہیں دیتی اس لیے اس پر الف لام کا لانا جائز ہے یعنی لایا جا سکتا ہے۔ بشرطیکہ لفظاً تخفیف ہو جائے۔ اس کی مندرجہ ذیل صورتیں ہیں۔

اَلْحَسَنُ الْوَجْهِ   اصلہ   اَلْحَسَنُ وَجْهُهٗ

اَلضَّارِبَا زَيْدٍ   اصلہ   اَلضَّارِبَانِ زَيْدًا

اَلضَّارِبُوْ زَيْدٍ   اصلہ   اَلضَّارِبُوْنَ زَيْدًا

الحسنُ الوجہِ میں اضافت کی وجہ سے ضمیر تخفیفاً گر گئی اور اس کے عوض میں وجہ پر الف لام لے آئے۔ دوسری اور تیسری مثال میں نون اعرابی گر گیا تو تخفیف حاصل ہوگئی۔ لہٰذا ان تینوں صورتوں میں اضافت جائز ہے۔

لیکن جب مضاف مفرد اور مضاف الیہ غیر معرف باللام ہو اس وقت تخفیف حاصل نہیں ہوتی۔ جیسے اَلضَّارِبُ زیدٍ۔ اور یہ صورت ناجائز ہے۔

اس سے پتہ چلا کہ اضافت لفظیہ میں اگر تخفیف ہو سکے تو اضافت صحیح ہے۔ اور مضاف پر الف لام کا لانا درست ہے۔ اگر تخفیف حاصل نہ ہو تو ناجائز ہے۔

سوال : عبارت کی وضاحت کریں اور شعر کا ترجمہ اور ترکیب بھی کریں۔

ولا یلتبس بالبدل لفظاً فی مثل قول الشاعر۔

انا ابن التارک البکری بشر
علیہ الطیر ترقبہ وقوعاً

: ترجمہ اور وہ (عطف بیان) بدل سے لفظوں میں التباس نہیں رکھتا۔ جیسے شاعر کے قول میں جملوں میں

اَنَا ابْنُ التَّارِكِ الْبِكْرِيِّ بِشْرٍ
عَلَيْهِ الطَّيْرُ تَرْقُبُهٗ وُقُوْعًا

ترجمہ :۔ میں بیٹا ہوں اس کا جو کر دینے والا ہے بکری بکر کو ایسے کہ اس پر پرندے ہیں اس حال میں کہ گرتے ہوئے اس کا انتظار کر رہے ہیں۔

وضاحت :۔ مصنفؒ فرماتے ہیں کہ عطف بیان لفظوں میں بدل سے التباس نہیں رکھتا۔ یعنی جب اضافت لفظیہ ہو تو اس صورت میں معنی التباس نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ کلام میں بدل مقصود ہوتا

ہے اور مبدل منہ تمہید کے طور پر ذکر کیا جاتا ہے۔ جبکہ عطف بیان اپنے متبوع کی وضاحت کرتا ہے۔ بدل اور عطف بیان کے درمیان لفظی التباس کا نہ ہونا شاعر کے قول سے ظاہر ہے۔دیکھیے بدل بنائیں تو مبدل منہ کے مقصود نہ ہونے کی وجہ سے گویا التارک براہ راست بشر پر داخل ہے اور عبارت یوں ہےاَنَا ابْنُ التَّارِکِ بِشْرٍ اس وقت معرف باللام کی اضافت غیر معرف باللام کی طرف لازم آتی ہے۔ اور مضاف ہے بھی مفرد اور یہ ناجائز ہے۔ اور اگر عطف بیان بنائیں تو التارک کا تعلق صرف البکریؒ سے ہوگا اور بشر کا تعلق البکری سے ہے اور معرف باللام کے بعد عطف بیان غیر معرف باللام ہو سکتا ہے اسی طرح مضاف الیہ جب معرف باللام ہو تو اضافت لفظی میں مضاف معرف باللام ہو سکتا ہے لہٰذا یہاں یہ متعین ہوگا کہ بشر عطف بیان ہے بدل نہیں۔ اس کے برخلاف قَامَ اَبُوْ حَفْصٍ عُمَرُ میں اور قام عبد اللہ بن عمر میں بدل اور عطف بیان دونوں ہو سکتے ہیں۔

ترکیب:۔انا مبتدا۔ ابن مضاف۔ التارک صیغہ اسم فاعل مضاف الیہ مضاف۔ البکری متبوع۔ بشر تابع عطف بیان۔ متبوع تابع (عطف بیان) مل کر مضاف الیہ۔ جوحقیقۃ مفعول اول ہے) علیہ خبر مقدم۔ الطیر ذوالحال۔ ترقب فعل۔ ھی ضمیر اس میں ذوالحال۔ ھا ضمیر مفعول بہ۔ وقوعا حال۔ ذوالحال حال مل کر فاعل۔ فعل فاعل مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر حال۔ ذوالحال حال مل کر مبتدا موخر۔ مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر مفعول ثانی التارک کے لیے۔ التارک اپنے مضاف الیہ اور مفعول ثانی سے مل کر مضاف الیہ ابن کا۔ مضاف مضاف الیہ مل کر خبر۔ مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ یہ اس وجہ سے کہ اَلتَّارِکُ "تَرَکَ" بمعنی صَیَّرَ سے اسم فاعل کا صیغہ ہے اور صَیَّرَ کا معنی ہے کر دیا۔ اور وُقُوْعًا بروزن فُعُوْل صیغہ جمع مذکر مکسر بحث اسم فاعل ہے۔

الباب الثاني في الاسم المبني

وهو اسم وقع غير مركب مع غيره مثل "ا، ب، ت، ث" و مثل "واحد و اثنان و ثلاثة" و كلفظة زيد وحده فانه مبني بالفعل على السكون و معرب بالقوة أو شابه مبني الأصل بأن يكون في الدلالة على معناه محتاجا الى قرينة كالاشارة نحو هؤلاء و نحوها أو يكون أقل من ثلاثة أحرف أو تضمن معنى الحرف نحو ذا و من و أحد عشر الى تسعة عشر و هذا القسم لا يكون معربا أصلا و حكمه أن لا يختلف آخره باختلاف العوامل و حركاته تسمى ضما و فتحا و كسرا و سكونه وقفا وهو على ثمانية أنواع المضمرات و أسماء الاشارات و الموصولات و أسماء الأفعال و الأصوات و المركبات و الكنايات و بعض الظروف.

دوسرا باب اسم مبنی کے بیان میں

اور وہ وہ اسم ہے جو دوسرے کے ساتھ مرکب ہوئے بغیر واقع ہو جیسے "ا' ب' ت' ث "اور جیسے "واحد' اثنان' ثلاثہ " اور جیسے لفظ زید اکیلا تو یہ فی الحال مبنی علی السکون ہے اور بالقوۃ معرب ہے۔ یا مبنی الاصل کے مشابہ ہو اس طرح پر کہ اپنے معنی پر دلالت کرنے میں اشارے کی طرح کسی قرینے کا محتاج ہو جیسے ھؤلاء وغیرہ یا وہ تین حرفوں سے کم پر ہو یا وہ حرف کے معنی کو شامل ہو جیسے ذا' من اور احد عشر سے تسعۃ عشرۃ تک۔ اور یہ قسم معرب بالکل نہیں ہوتی اور اس کا حکم یہ ہے کہ نہیں بدلتا اس کا آخر عوامل کے بدلنے سے اور اس کی حرکتوں کا نام ضم' فتح کسر اور اس کے سکون کا نام وقف رکھا جاتا ہے۔ اور یہ (اسم مبنی) آٹھ قسم پر ہے مضمرات' اسماء اشارات' موصولات' اسماء افعال' اصوات' مرکبات' کنایات اور بعض ظروف۔

سوالات

سوال : مبنی الاصل اور اسم مبنی کی تعریف کر کے مثال دیں۔

سوال : اسم مبنی کی کونسی قسم معرب بالقوۃ ہے اور کونسی نہیں۔ نیز مبنی بالفعل اور معرب بالقوۃ کا معنی تحریر کریں۔

سوال : ھؤلاء۔ من۔ ذا۔ احد عشر میں کونسی مشابہت پائی جاتی ہے۔

حل سوالات

سوال : مبنی الاصل اور اسم مبنی کی تعریف کر کے مثال دیں۔

جواب : مبنی الاصل سے مراد ایسے الفاظ ہیں کہ جس طرح ان کی بناوٹ ہے اسی طرح استعمال کیے جاتے

ہیں اور اعراب کے بدلنے سے ان میں تبدیلی واقع نہیں ہوتی۔ مبنی الاصل تین قسم پر ہیں۔ فعل ماضی، امر حاضر معروف اور تمام حروف۔ فعل مضارع اس وقت مبنی ہوتا ہے جب نون جمع مونث یا نون تاکید اس کے ساتھ لگا ہوا ہو

اسم مبنی یا اسم غیر متمکن اس اسم کو کہا جاتا ہے جو مبنی اصل کے مشابہ ہو۔ مثلاً حرف مبنی الاصل کی طرح اپنے معنی کے لیے دوسرے کلمہ کو ساتھ ملانے کے محتاج ہوں جیسے این، من، ہمزۂ استفہام، اسمائے اشارات، مضمرات وغیرہ۔

اسی طرح جو اسماء تین حروف سے کم ہوں جیسے ذا۔ من وغیرہ کیونکہ کوئی فعل اور اسم متمکن تین حرفوں سے کم نہیں ہوتا اَبٌ، اَخٌ کی اصل بھی تین حرفی مانتے ہیں مَنْ اسم موصول مِنْ حرف جار کی طرح مبنی ہے

یا وہ اسم اپنے غیر کے ساتھ مرکب نہ ہو۔ جیسے ا، ب، ت، ث، ج وغیرہ۔ ان حروف سے ان کے اسماء مراد ہیں یعنی الف، باء، تاء، ثاء وغیرہ۔ جب ان کو ترکیب سے پڑھا جائے یعنی ان پر کوئی لفظی یا معنوی عامل داخل ہو تو معرب ہوں گے جیسے التاءُ للقسمِ تاء قسم کے لئے ہے۔ اور اگر الف باء وغیرہ بغیر ترکیب کے ہوں تو مبنی ہوں گے

اسی طرح گنتی کرتے وقت کہا جائے وَاحِدْ، اِثْنَانْ، ثَلَاثَہْ اس وقت ان پر کوئی عامل نہیں مانا جاتا نہ اس کو جملہ بناتے ہیں لہٰذا یہ مبنی ہوں گے رضی شرح شافیہ میں ہے کہ اس وقت اثنان کا ہمزہ ساقط نہ کریں گے بلکہ اس کو پڑھا جائے گا باوجودیکہ یہ ہمزہ وصلی ہے اس لئے کہ اس کو پہلے لفظ سے جدا ہی سمجھا جائے گا اسی طرح ثلاثۃ، اربعۃ کی تا کو اس وقت ھاء سے بدل دیں گے جیسے وقف میں کرتے ہیں۔ (رضی شرح شافیہ ج ۲ ص ۲۲۲) اور اگر جملے میں آجائیں یا جملہ کاملہ نہ ہو مگر ان پر حرف جر داخل ہو تو یہ معرب ہوں گے جیسے "اِنَّمَا الْھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ" "پکی بات ہے تمہارا معبود ایک معبود ہے"۔ بغیر ترکیب کے مبنی ہونے کی وجہ پہلے بھی گزر چکی ہے کہ اس وقت ہم اسم کو کوئی اعراب نہیں دے سکتے مثلاً کوئی بغیر جملے کے کہتا ہے زَیْدٌ تو ہم کہیں گے کہ تم کے اس کو مرفوع کیوں پڑھا اس کی وہ کوئی وجہ نہ بتا سکے گا اور اگر وہ پڑھے زَیْدًا تو ہم کہیں گے زَیْدًا منصوب ہے کیونکہ مفعول بہ ہے یا مفعول مطلق ہے یا مفعول لہ ہے یا حال ہے یا کیا ہے؟ تو اس سے اس کا جواب نہ ہوسکے گا اور وہ پڑھے زَیْدْ تو اب اس نے نہ کوئی اعراب پڑھا ہے اور نہ اس پر ایسا کوئی اعتراض آئے گا۔ اور لفظ زَیْدْ تنہا ہو یعنی ترکیب میں واقع نہ ہو۔ تو یہ بھی اسم مبنی ہوتا ہے۔ اسی طرح پر ھدایۃ النحو میں بعض مقالات پر کوئی شعر پیش کرنے سے پہلے صرف شِعْر لکھا ہوتا ہے اس کے آخر کو ساکن کرنا ہی بہتر ہے اس پر کوئی اعراب پڑھنے کی ضرورت نہیں اور نہ اس کی اصل ھٰذَا شِعْرٌ نکالنا ضروری ہے اس

لئے کہ مصنف کا مقصد اس سے آنے والے شعر کا ذہن میں تصور بٹھا دینا ہے خبر دینا مقصد نہیں ہوتا۔ واللہ اعلم۔ اسی طرح وہ اسماء جو حرف کے معنی کو متضمن ہوں۔ جیسے اَحَدَ عَشَرَ سے لے کر تِسْعَةَ عَشَرَ تک۔ یہ سب مبنی ہیں۔

سوال: اسم مبنی کی کونسی قسم معرب بالقوۃ ہے اور کونسی نہیں۔ نیز مبنی بالفعل اور معرب بالقوۃ کا معنی تحریر کریں۔

جواب: وہ اسماء جو بغیر ترکیب میں واقع ہوئے مبنی ہوتے ہیں اور جب انہیں ترکیب میں واقع کریں تو معرب ہوں۔ ان اسماء کو معرب بالقوۃ کہتے ہیں۔ مثلاً" زید۔ واحد۔ اثنان۔ وغیرہ یہ ایسے اسماء ہیں کہ جب یہ اپنے غیر کے ساتھ مرکب نہ ہو اس وقت یہ مبنی بالفعل ہوتے ہیں۔ اور جب انہیں اپنے غیر کے ساتھ یعنی ترکیب میں واقع کریں تو یہ معرب ہو جاتے ہیں۔ جب یہ اسماء مبنی بالفعل ہوتے ہیں تو اس وقت انہیں معرب بالقوہ کہتے ہیں۔ یعنی فی الحال یہ مبنی بالفعل ہیں اور ان میں معرب بننے کی صلاحیت ہے۔ مثلاً" جب کہا جائے۔ جاءزیدٌ۔ رایت زیدًا وغیرہ تو اس وقت ترکیب میں واقع ہونے کی وجہ سے یہ معرب بالفعل ہوجاتے ہیں۔ لیکن جب مطلق زید کہا جائے تو اس وقت یہ مبنی بالفعل اور معرب بالقوہ کہلاتے ہیں۔

سوال: هٰؤلاءِ۔ مَنْ۔ ذَا۔ اَحَدَ عَشَرَ میں کونسی مشابہت پائی جاتی ہے۔

جواب: هؤلاء اسم اشارہ ہے جس طرح مبنی اپنے معنی کی ادائیگی کے لیے کسی دوسرے اسم کا محتاج ہوتا ہے اسی طرح اسم اشارہ بھی اپنے مشار الیہ کا محتاج ہوتا ہے۔ اگر آپ خالد کی طرف انگلی کا اشارہ کرکے آنکھ بند کرلیں اور کہیں هذا خالدٌ اور اسی دوران خالد وہاں سے اٹھ جائے اس کی جگہ سعید بیٹھ جائے تو سب اس جملے کا مذاق اڑائیں گے اور اگر آنکھ بند کرنے کے بعد بھی آپ کی انگلی کا اشارہ خالد کی طرف ہی ہو تو سب اس جملے کو درست کہیں گے اس کے برخلاف اگر وہ کسی کا نام لے کر کہے محمود آیا تو تو اس کو سمجھنے کے لئے کسی ایسی چیز کی ضرورت نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اسم اشارہ سے معنی لینے کے لئے واقعی مشار الیہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ تو مشار الیہ کی طرف محتاج ہونے کی وجہ سے اسمائے اشارات مبنی ہیں۔ مَنْ اور ذَا ایسے اسماء ہیں جو تین حرف سے کم ہیں۔ اس وجہ سے یہ مبنی کے مشابہ قرار پائے۔ اَحَدَ عَشَرَ میں احد عشر کا معنی حرف کو متضمن ہے اور حروف مبنی ہوتے ہیں۔ لہٰذا یہ بھی مبنی قرار پایا۔

فصل : المضمر اسم وضع ليدل على متكلم أو مخاطب أو غائب تقدم ذكره لفظا أو معنى أوحكما وهو على قسمين : متصل و منفصل وهو ما لا يستعمل وحده اما مرفوع نحو ضربت الى ضربن أو منصوب نحو ضربنى الى ضربهن و أنني الى انهن أو مجرور نحو غلامي و لي الى غلامهن و لهن و منفصل وهو ما يستعمل وحده اما مرفوع نحو أنا الى هن أو منصوب نحو اياى الى اياهن فذلك ستون ضميرا.

واعلم أن المرفوع المتصل خاصة يكون مستترا فى الماضى للغائب و الغائبة كضرب أى هو و ضربت أى هى و فى المضارع المتكلم مطلقا نحو أضرب أى أنا و نضرب أى نحن و للمخاطب كتضرب أى أنت و للغائب و الغائبة كيضرب أى هو و تضرب أى هى و فى الصفة أعنى اسم الفاعل و المفعول و غيرهما مطلقا . و لا يجوز استعمال المنفصل الا عند تعذر المتصل كاياك نعبد و ما ضربك الا أنا و أنا زيد و ما أنت الا قائما .

واعلم أن لهم ضميرا يقع قبل جملة تفسره و يسمى ضمير الشأن فى المذكر و ضمير القصة فى المؤنث نحو قل هو الله احد و انها زينب قائمة و يدخل بين المبتدأ و الخبر صيغة مرفوع منفصل مطابق للمبتدأ اذا كان الخبر معرفة أو أفعل من كذا و يسمى فصلا لأنه يفصل بين الخبر و الصفة نحو زيد هو القائم و كان زيد هو أفضل من عمرو و قال الله تعالى كنت أنت الرقيب عليهم .

ترجمہ : مضمر وہ اسم ہے جسے وضع لیا گیا تاکہ دلالت کرے متکلم یا مخاطب پر یا ایسے غائب پر جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہو لفظا یامعنی یاحکما اور وہ دو قسم پر ہے متصل اور وہ وہ ہے جو اکیلی استعمال نہ ہوتا وہ یا مرفوع ہو گی جیسے ضربت سے ضربن تک ' یا منصوب جیسے ضربنی سے ضربہن تک اور اننی سے انہن تک یا مجرور جیسے غلامی اور لی سے غلامہن اورلہن تک ۔ اور منفصل اور وہ وہ ہے جو اکیلی استعمال ہوتی ہو یا مرفوع ہو گی جیسے انا سے ھن تک یا منصوب جیسے ایای سے ایاھن تک تو یہ ساٹھ ضمیریں ہیں ۔

اور جان لے کہ ضمیر مرفوع خاص طور پر مستتر ہوتی ہے ماضی میں واحد مذکر غائب اور واحد مونث غائب کے لئے جیسے ضرب یعنی اس ایک مرد نے (مارا) اور ضربت یعنی اس ایک عورت نے (مارا) اور مضارع متکلم میں ہر وقت جیسے اضرب یعنی میں نے (مارا) اور نضرب یعنی ہم نے (مارا) اور واحد مذکر مخاطب کے لئے جیسے تضرب یعنی تو نے (مارا) اور واحد مذکر غائب کے لئے جیسے یضرب یعنی اس ایک مرد نے (مارا) اور تضرب یعنی اس

ایک عورت نے (مارا) اور صفت یعنی اسم فاعل اور اسم مفعول وغیرہ میں ہمیشہ اور نہیں جائز متصل کا استعمال مگر منفصل کے مشکل ہونے کے وقت جیسے ایاک نعبد (ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور ما ضربک الا انا (تجھے میں نے ہی مارا) اور انا زید (میں زید ہوں) اور ما انت الا قائما (تو کھڑا ہی ہے)

اور جان تو کہ ان کے ہاں ایک ضمیر ہے جو ایسے جملے سے پہلے واقع ہوتی ہے جو اس کی تفسیر کرتا ہے اور اس کا نام مذکر میں ضمیر شان اور مؤنث میں ضمیر قصہ رکھا جاتا ہے جیسے قل ھو اللہ احد "کہہ دیجئے وہ اللہ ایک ہے" اور انھا زینب قائمۃ "تحقیق وہ زینب کھڑی ہے" اور داخل ہوتا ہے مبتدا اور خبر کے درمیان لفظ مرفوع منفصل کا جو مبتدا کے مطابق ہوتا ہے جبکہ خبر معرفہ ہو یا اس سے افعل کا لفظ ہو (اسم تفضیل ہو اس کے معرفہ من کے ساتھ ہو) اور اس کا فصل رکھا جاتا ہے کیونکہ وہ خبر اور صفت کے درمیان فاصلہ کر دیتا ہے جیسے زید ھو القائم "زید ہی کھڑا ہے" اور کان زید ھو افضل من عمرو "زید عمرو سے افضل تھا" اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کنت انت الرقیب علیھم ترجمہ: آپ ان پر مطلع رہے۔

سوالات

سوال: ماضی، مضارع، امر کی گردان لکھ کر بتائیں کہ کس کس صیغہ میں ضمیر جوازاً یا وجوباً مستتر ہوتی ہے؟

سوال: خالی جگہ پر کریں۔

ضربوا - ضرب =

کتب + انتم =

لنا - ل =

ضربھن - ضرب =

ضرب + ھن =

ضرب + ایانا =

غلامکن - غلام =

ضربنا - ضرب =

ضربنا - ضرب =

ضربوا + ایانا =

خلقتک - خلق =

خلقناھم - خلق =

انا حاضر + ان =

انک کاتب - ان =

سوال: مندرجہ ذیل عبارت کی تشریح کریں۔
ضمیر غائب کے لیے عام طور پر مندرجہ ذیل چیزیں پائی جاتی ہیں۔
مرجع ۔ مقدم ۔ صریح ۔ لفظاً ۔ مطابق ۔ بعینہ

سوال: مبنی کی اقسام کا نقشہ بنا کر بتائیں کہ تفصیلی ترکیب میں ان کو کس طرح ادا کریں گے۔ نیز ما انت طالبا کی تفصیل ترکیب کریں۔

سوال: انا کاتب درسا ۔ انتم ضاربون خالدا ۔ هن ضرب بکرا" کے اندر کون سی ضمیر مستتر ہے۔ نیز مستتر اور محذوف کا فرق بیان کر کے یہ بتائیں کہ ضمیر کی کونسی قسم مستتر یا محذوف ہو سکتی ہے؟

سوال: ایاک نعبد' ما ضربک الا انا' انا زید' ما انت الا قائما" کے اندر ضمیر منفصل کیوں لائی گئی ہے۔

سوال: مندرجہ ذیل جملوں کی ترکیب کریں
انهم هم السفهاء' كنت انت الرقيب عليهم' انكم انتم الظالمون' انا لنحن الصافون' انهم لهم المنصورون' ان جند نا لهم الغالبون' كان زيد هو افضل من عمرو۔

حل سوالات

سوال: ماضی' مضارع' امر کی گردان لکھ کر بتائیں کہ کس کس صیغہ میں ضمیر جوازاً یا وجوباً مستتر ہوتی ہے؟

جواب: ماضی کی گردان:

ضرب' ضربا' ضربوا' ضربت' ضربتا' ضربن' ضربت' ضربتما ضربتم' ضربت' ضربتما' ضربتن' ضربت' ضربنا

ضرب میں هو اور ضربت میں هی ضمیر مرفوع متصل مستتر جوازاً ہے ان دو کے علاوہ باقی تمام صیغوں میں ضمیر مرفوع متصل بارز ہے۔

گردان فعل مضارع: یضرب ۔ یضربان ۔ یضربون ۔ تضرب ۔ تضربان ۔ یضربن ۔ تضرب ۔ تضربان ۔ تضربون ۔ تضربین ۔ تضربان ۔ تضربن ۔ اضرب ۔ نضرب ۔

یضرب میں "هو" اور تضرب میں "هی" جوازاً مستتر ہوتی ہے۔ جبکہ تضرب (مخاطب) میں انت اور اضرب میں انا اور نضرب میں "نحن" وجوباً مستتر ہوتی ہے۔

ان پانچ صیغوں کے علاوہ مضارع میں باقی نو میں ضمیر بارز ہوتی ہے۔

گردان امر حاضر: اضرب۔ اضربا۔ اضربوا۔ اضربی۔ اضربن

اس میں صرف ایک صیغہ اِضْرِبْ ہے جس میں اَنْتَ ضمیر مرفوع متصل مستتر وجوبا" ہوتی ہے۔ باقی چاروں صیغوں میں ضمیر بارز ہوتی ہے۔

سوال: خالی جگہ پر کریں۔

جواب:

ضَرَبُوْا - ضَرَبَ	=	هُمْ
كَتَبَ + اَنْتُمْ	=	كَتَبْتُمْ
لَنَا - لِ	=	x
ضَرَبَهُنَّ - ضَرَبَ	=	اِيَّاهُنَّ
ضَرَبَ + هُنَّ	=	ضَرَبْنَ
ضَرَبَ + اِيَّانَا	=	ضَرَبَنَا
غُلَامُكَ - غُلَام	=	x
ضَرَبَنَا - ضَرَبَ	=	اِيَّانَا
ضَرَبْنَا - ضَرَبَ	=	نَحْنُ
ضَرَبُوْا + اِيَّانَا	=	ضَرَبُوْنَا
خَلَقْتُكَ - خَلَقَ	=	اَنَا ، اِيَّاكَ
خَلَقْنَاهُمْ - خَلَقَ	=	نَحْنُ ، اِيَّاهُمْ
اَنَا حَاضِرٌ + اِنَّ	=	اِنِّیْ حَاضِرٌ
اِنَّكَ كَاتِبٌ - اِنَّ	=	اَنْتَ كَاتِبٌ

سوال: مندرجہ ذیل عبارت کی تشریح کریں۔

ضمیر غائب کے لیے عام طور پر مندرجہ ذیل چیزیں پائی جاتی ہیں۔

مرجع ۔ مقدم ۔ صریح ۔ لفظا" ۔ مطابق ۔ بعینہ

جواب: مرجع: ضمیر غائب کے لیے مرجع کا ہونا ضروری ہوتا ہے اور مرجع وہ اسم ہوتا ہے جس کی طرف ضمیر لوٹتی ہے۔ مرجع کا مطلب ہے رجوع کرنے کی جگہ۔ یعنی وہ مقام جہاں ضمیر غائب لوٹتی ہے۔

مقدم: مقدم کے معنی ہیں پہلے ذکر کیا ہوا۔ یعنی جو اسم اپنی ضمیر سے پہلے واقع ہو اسے مقدم کہتے ہیں۔

صریح: صریح کے معنی واضح ہیں۔ یعنی مرجع کبھی صریح ہوگا اور کبھی غیر صریح۔

لفظاً: لفظاً سے مراد یہ ہے کہ ضمیر کا مرجع لفظوں میں ذکر ہو۔

مطابق: ایک دوسرے پر فٹ ہوں۔ یا اس ضمیر کا تعلق اسی اسم کے ساتھ قائم کیا ہو جس کی طرف ضمیر لوٹ رہی ہے۔

بعینہ: کا معنی ہے حقیقۃً یعنی ضمیر کا مرجع حقیقۃ وہی ہونا چاہیئے جس کا ذکر ہوا ہو مگر کبھی مرجع حقیقۃً مذکور نہیں ہوتا بلکہ مفہوم سے سمجھا جاتا ہے۔

مرجع کی تلاش کرنے میں مندرجہ ذیل باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہوتا ہے۔

۱۔ کبھی مرجع ذکر نہیں ہوتا۔ غور و فکر سے سمجھا جاتا ہے۔ جیسے کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ۔ "جتنے روئے زمین پر ہیں سب فنا ہو جائیں گے" اس میں عَلَیْهَا کی ھَا ضمیر کا مرجع زمین ہے جو غور و فکر کے بغیر نہیں نکالا جا سکتا۔

اسی طرح حَتّٰی تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ، اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرَاهُ۔ ان مثالوں میں تَوَارَتْ کی ھِیَ ضمیر کا مرجع اور اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرَاهُ "کیا یہ کہتے ہیں کہ آپ نے اس کو اپنی طرف سے بنا ڈالا" اس میں یَقُوْلُوْنَ کی واؤ ضمیر، اِفْتَرٰی کی ھو ضمیر اور ھاء ضمیر مفعول بہ کا مرجع سیاق سباق سے ہی نکالا جا سکتا ہے۔ کیونکہ یہاں ان ضمائر کے مرجع ذکر نہیں ہیں۔

اسی طرح انا انزلناهُ فی لیلۃِ القدرِ۔ حَتّٰی اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ۔

۲۔ کبھی مرجع لفظاً متاخر ہوتا ہے لیکن رتبۃً مقدم ہوتا ہے جیسے فَاَوْجَسَ فِیْ نَفْسِهٖ خِیْفَةً مُّوْسٰی "موسیٰ علیہ السلام کے دل میں تھوڑا سا خوف آیا"۔

نَفْسِهٖ کی ھَا ضمیر کا مرجع موسیٰ ہے۔ جو لفظاً موخر ہے لیکن چونکہ فاعل ہے اور فاعل جار مجرور سے پہلے اور فعل کے بعد واقع ہوتا ہے اس نفسہ جو مجرور ہے کا درجہ رتبۃً بعد میں ہے۔

۳۔ ضمیر شان، ضمیر قصہ اور افعال مدح و ذم کے اندر مرجع بعد میں آتا ہے۔ جیسے سَاءَ مَثَلاً الْقَوْمُ۔ بِئْسَ للظالمِیْنَ بدلاً۔ فَاِذَا ھِیَ شَاخِصَةٌ اَبْصَارُ الَّذِیْنَ۔ قُلْ ھُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وغیرہ۔

۴۔ کبھی مرجع معنی سمجھا جاتا ہے۔ سیاق و سباق کو دیکھنے سے۔ جیسے وَاِنْ کُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَیْنِ۔ وان کانتا اثنتین (النساء ۱۱، ۱۷۶) کیونکہ وراثت کے احکام بیان ہو رہے ہیں

۵۔ کبھی مرجع مطابق نہیں ہوتا جیسے یَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ۔ یہاں ھُمَا ضمیر کا مرجع دو سمندروں کی طرف ہے۔ جن میں سے ایک کا پانی میٹھا ہے دوسرے کا کھارا۔ اب موتی صرف کھارے پانی سے نکالے جاتے ہیں یا نکلتے ہیں۔ اس لحاظ سے ھُمَا کا مرجع صرف ایک ہی سمندر بنتا ہے۔ اسی طرح وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا ھُمْ بِمُؤْمِنِیْنَ۔ ھم۔ ضمیر کا مرجع من یقول ہے۔ جس سے ایک آدمی سمجھا جا رہا ہے۔ یقول میں مَنْ کے لفظ کا لحاظ کیا اور ھُمْ کے اندر

معنی کل۔

۶۔ کبھی بعینہ نہیں ہوتا۔ جیسے وَمَا يُعَمَّرُ مِنْ مُعَمَّرٍ وَلَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهِ ۔ ترجمہ: "اور نہیں عمر دیا جاتا کوئی عمر دیا جانے والا اور نہیں کم کیا جاتا ہے اس کی عمر سے۔"

عُمُرِہٖ کی ضمیر کا مرجع اگرچہ مُعَمَّر ہے مگر پہلا مراد نہیں کیونکہ پہلے کو عمر دی گئی ہے۔ اور اس سے کم کی گئی ہے بلکہ ایک اور معمر ہے۔ تقدیر یوں ہے۔ وَمَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِ مُعَمَّرٍ آخَرَ

۷۔ کبھی مرجع ماقبل سے دلالت تضمنی یا التزامی سے مفہوم ہوتا ہے۔ تضمنی کی مثال۔ اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى کیونکہ اِعْدِلُوْا سے عدل دلالت تضمنی سے مفہوم ہوتا ہے۔

التزامی کی مثال:۔ فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ اَخِيْهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَدَاءٌ اِلَيْهِ بِاِحْسَانٍ

ترجمہ:۔ جس کو اس کے بھائی کی طرف سے (قصاص) معاف کر دیا گیا ہو تو اتباع کرنا ہے۔ (معاف کرنے والے کو) اچھے طریقے سے اور اداء کرنا ہے اس (معاف کرنے والے کی طرف) احسان کے ساتھ۔ یعنی جب قاتل کو مقتول کے اولیاء قصاص معاف کر دیں تو قاتل ان کو دیت ادا کرے۔ اس کے اندر الیہ کی ضمیر کا مرجع العافی (معاف کرنے والا) ہے جس پر لفظ عفی التزاماً دلالت کرتا ہے۔

سوال: مبنی کی اقسام کا نقشہ بنا کر بتائیں کہ تفصیلی ترکیب میں ان کو کس طرح ادا کریں گے۔ نیز مَا اَنْتَ طَالِبًا کی تفصیلی ترکیب کریں۔

جواب:
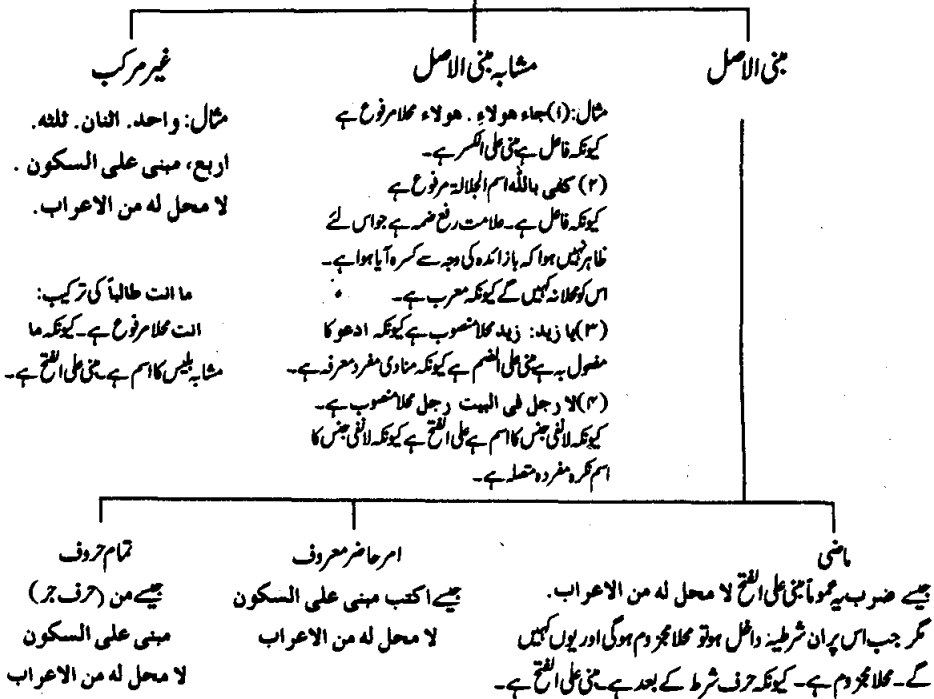
مَا انتَ طالبًا کی ترکیب

ما حرف نفی مبنی علی السکون لا محل لہ من الاعراب انت محلا مرفوع ہے کیونکہ ما مشابہ بلیس کا اسم ہے مبنی علی الفتح ہے طالبا منصوب ہے کیونکہ ما مشابہ بلیس کی خبر ہے علامت نصب فتحہ ہے کیونکہ مفرد منصرف صحیح ہے

سوال : اَنَا کَاتِبٌ دَرْسًا ۔ اَنْتُمْ ضَارِبُوْنَ خَالِدًا ۔ هُنَّ ضُرِبْنَ بَکْرًا کے اندر کون سی ضمیر مستتر ہے۔ نیز مستتر اور محذوف کا فرق بیان کر کے یہ بتائیں کہ ضمیر کی کونسی قسم مستتر یا محذوف ہو سکتی ہے؟

جواب: اَنَا کَاتِبٌ دَرْسًا کے اندر "هُوَ" ضمیر مستتر ہے۔

اَنْتُمْ ضَارِبُوْنَ خَالِدًا میں "هُمْ" ضمیر مستتر ہے۔

هُنَّ ضُرِبْنَ بَکْرًا کے اندر "هُنَّ" ضمیر مستتر ہے۔

مستتر کا معنی لفظ ہی سے معلوم ہوتا ہے۔ جبکہ محذوف کے لئے الگ سے لفظ مانا جاتا ہے۔ جیسے مستتر کی مثال اَضْرِبُ عَمْرًا۔ اَضْرِبُ میں "اَنَا" ضمیر لفظ ہی سے سمجھ آرہی ہے کیونکہ متکلم اپنے بارے میں بات کر رہا ہے

محذوف کی مثال: جَاءَ الَّذِیْ ضَرَبْتَ میں اصل یوں ہے۔ جَاءَ الَّذِیْ ضَرَبْتَہٗ ۔ ضمیر منصوب متصل حذف ہے۔ جسے الگ سے مانا گیا ہے۔ مَنْ اَنْتَ کے جواب میں کہا جائے "محمود" تو یہاں "اَنَا" حذف ہے جو موقع محل کے سمجھ آتا ہے۔

ضمیر مرفوع متصل صرف ماضی کے مذکر و مونث میں مستتر ہوتی ہے۔ جیسے ضرب میں ھو اور ضربت میں ھی مستتر ہے۔ باقی تثنیہ جمع میں کے صیغوں میں مستتر نہیں ہوتی۔

مضارع میں ضمیر مرفوع متصل پانچ صیغوں میں مستتر ہوتی ہے۔ دو متکلم کے۔ جیسے اَضْرِبُ میں "اَنَا" نَضْرِبُ میں "نَحْنُ" اور تَضْرِبُ مخاطب مذکر مفرد میں "اَنْتَ" اور تَضْرِبُ واحد مونث غائب میں "هِیَ" اور یَضْرِبُ واحد مذکر غائب میں "هُوَ"

اور صفت کے صیغوں میں یعنی اسم فاعل، مفعول، صفت مشبہ اور تفضیل وغیرہ میں خواہ مفرد ہو۔ یا تثنیہ یا جمع مطلقاً" ضمیر مستتر ہوتی ہے۔ جبکہ یہ اسم ظاہر کی جانب مسند نہ ہوں۔ اور اگر ان کی اسناد اسم ظاہر کی طرف ہو تو ان میں ضمیریں پوشیدہ نہ ہوں گی۔ جیسے اَقَائِمٌ الزیدانِ اس کا فاعل الزیدانِ ہے ضمیر نہیں ہے۔ اور زید ضاربٌ اس میں هُوَ مستتر ہے۔

ضمیر منصوب متصل اور مجرور متصل محذوف ہو سکتی ہے جبکہ ضمیر مرفوع منفصل محذوف نہیں ہو سکتی۔ منصوب متصل کی مثال گزر گئی ہے۔ مجرور کی مثال، مَرَرْتُ بِالَّذِیْ مَرَرْتَ ۔ اس میں بہ

محذوف ہے ضمیر مجرور حرف جر سمیت حذف ہوتی ہے۔ ضمیر مرفوع منفصل سوال کے جواب میں حذف ہو سکتی ہے جیسے مَنْ اَنْتَ؟ کے جواب میں کہا جائے خَالِدٌ یعنی اَنَا خَالِدٌ۔

سوال : اِیَّاکَ نَعْبُدُ، مَا ضَرَبَکَ اِلَّا اَنَا، اَنَا زَیْدٌ مَا اَنْتَ اِلَّا قَائِمًا کے اندر ضمیر منفصل کیوں لائی گئی ہے۔

جواب : اصل میں نَعْبُدُکَ اور مَاضَرَبْتُکَ وغیرہ تھا۔ لیکن جو معنی مقصود ہیں وہ اس طرح ادا نہیں ہوتے۔ اصل مقصود حصر ہے اور وہ ضمیروں کو منفصل لانے سے ہی حاصل ہو سکتا ہے۔ یعنی عذر کی وجہ سے ضمیر متصل کو منفصل لایا گیا ہے تا کہ معنی میں حصر ہو جائے۔ نَعْبُدُکَ کا معنی ہم تیری عبادت کرتے ہیں اور اِیَّاکَ نَعْبُدُ کا معنی ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔ حصر کے لیے مقدم کیا اور ضمیر متصل مقدم ہو نہیں سکتی اس لیے اس کو منفصل کر دیا۔ مَا ضَرَبَکَ اِلَّا اَنَا کے اندر اِلَّا کا فاصلہ ہے اس لیے ضمیر منفصل نہیں رہی۔ اگر متصل کر کے مَا ضَرَبْتُکَ پڑھیں تو حصر کا فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔

اَنَا زیدٌ میں ضمیر مبتدا ہے۔ فعل ہے کوئی نہیں جس سے متصل ہو لہٰذا اس کو منفصل کر دیا۔
ما انتَ قائمًا" کے اندر انتَ منفصل لائے ہیں۔ اس لئے کہ ضمیر مرفوع بارز فعل کے ساتھ ہی متصل ہوتی ہے اور مَا حرف ہے اس لئے اس کو منفصل کر دیا جبکہ مجرور متصل اسم اور حرف دونوں کے ساتھ ہو سکتی ہے۔ جیسے بِہٖ، غلامُہٗ اور منصوب متصل فعل اور حرف دونوں کے ساتھ آئی ہے۔ جیسے ضَرَبْتُہٗ، اِنَّہٗ

سوال: مندرجہ ذیل جملوں کی ترکیب کریں
انہم ھم السفہاء، کنت انت الرقیب علیہم، انکم انتم الظالمون، اِنَّا لَنَحْنُ الصَّافُّوْنَ، انہم لہم المنصورون، ان جند نا لہم الغالبون، کان زید ھو افضل من عمرو۔

جواب: اِنَّھُمْ ھُمُ السُّفَہَاءُ :۔اِنَّ حرف مشبہ بالفعل، ھُمْ ضمیر متصل منصوب ان کا اسم، ھم ضمیر فصل۔ السفہاءُ ان کی خبر۔ ان اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

کُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْہِمْ :۔کَانَ فعل ناقص۔ تاء ضمیر مرفوع متصل اس کا اسم۔ انتَ ضمیر منفصل ضمیر فصل۔ الرقیبَ صیغہ صفت مشبہ اس میں ھُوَ ضمیر اس کا فاعل علیہم جار مجرور مل کر متعلق الرقیب کے۔ صیغہ صفت مشبہ اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر خبر کان کی کان اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

اِنَّا لَنَحْنُ الصَّافُّوْنَ :۔ان حرف مشبہ بالفعل۔ نا ضمیر منصوب متصل ان کا اسم، نحن ضمیر مرفوع منفصل ضمیر فصل۔ الصافون، ان کی خبر۔ ان اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ لام حرف تاکید

انهم لهم المنصورون :۔ ان حرف مشبہ بالفعل۔ ہم ضمیر منصوب متصل اس کا اسم۔ لھم میں لام تاکید ھم ضمیر مرفوع منفصل ضمیر فصل، المنصورون ان کی خبر۔ ان اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ان جندنا لھم الغالبون :۔ ان حرف مشبہ بالفعل۔ جندنا مضاف مضاف الیہ مل کر ان کا اسم۔ لھم لام حرف تاکید ھم ضمیر فصل۔ الغالبون ان کی خبر۔ ان اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

کان زید ھو افضل من عمرو :۔ کان فعل ناقص۔ زید اس کا اسم۔ ھو ضمیر فصل، افضل اسم تفضیل۔ من عمرو جار مجرور متعلق افضل کے۔ اور ھو ضمیر مرفوع متصل افضل کا فاعل۔ افضل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر کان کی خبر۔ کان اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

فائدہ : عام طور پر مرفوع، منصوب، مجرور کے الفاظ معرب کے لئے بولے جاتے ہیں اور اسم مبنی کو محلا مرفوع، محلا منصوب اور محلا مجرور کہا جاتا ہے ضمیر بھی مبنیات میں سے ہے شرح جامی اور اوضح المسالک وغیرہ کتابوں میں کبھی اس کو مرفوع منصوب مجرور کہہ دیتے ہیں اور کبھی ان کے لئے محلا مرفوع محلا منصوب اور محلا منصوب کے [illegible] اسی طرح کبھی ضمیر کو مرفوع کہہ دیا گیا اور کبھی محلا مرفوع۔ باقی ضمیر کی تعریف اور اس کی اقسام درج ذیل نقشے میں ملاحظہ فرمائیں۔

ضمیر مضمر

- ماوضع لمتکلم انا
- ماوضع لمخاطب انت
- ما وضع لغائب ھو
- ما وضع لمخاطب مرة ولغائب اخرى وهو الالف والواو والنون مثل قوما و قاما وقوموا و قاموا وقمن وضربن اضربن
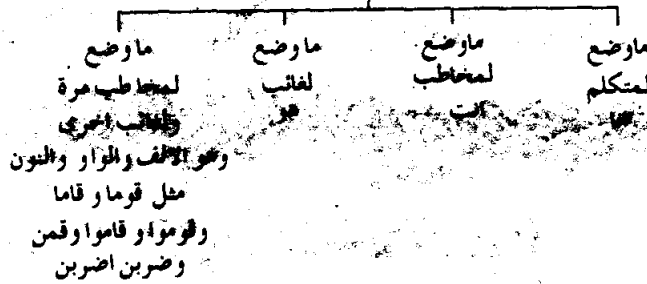
فصل : أسماء الاشارة ما وضع ليدل على مشار اليه و هي خمسة ألفاظ لستة معان و ذلك ذا للمذكر و ذان و ذين لمثناه و تا و تي و ذي و ته و ذه و تهي و ذهي للمؤنث و تان و تين لمثناه و أولاء بالمد و القصر لجمعهما.

و قد يلحق باوائلها هاء التنبيه نحو هذا و هذان و هؤلاء و يتصل بأواخره حرف الخطاب و هو أيضا خمسة ألفاظ لستة معان نحو "ک كما كم ک كن" فذلك خمسة و عشرون الحاصل من ضرب خمسة في خمسة و هي ذاک الى ذاكن و ذانک الى ذانكن و كذلک البواقي

واعلم أن ذا للقريب و ذلک للبعيد و ذاک للمتوسط .

ترجمہ: فصل: اسماء اشارہ وہ ہیں جو وضع کیے گئے تاکہ دلالت کریں اس پر جس کی طرف اشارہ کیا گیا ہو اور وہ پانچ الفاظ ہیں چھ معانی کے لئے اور وہ ذا مذکر کے لئے اور ذان' ذین اس کے مثنی کے لئے اور تا 'تی 'ذی' تہ' ذہ' تہی اور ذہی مؤنث کے لیے اور تان تین اس کے مثنی کے لئے اور اولاء مد اور قصر کے ساتھ ان دونوں کی جمع کے لئے۔

اور کبھی ان کے شروع میں ھائے تنبیہ مل جاتا ہے جیسے ھذا ' ھذان اور ھؤلاء اور ان کے آخر میں حرف خطاب مل جاتا ہے اور وہ بھی پانچ ہیں چھ معانی کے لیے جیسے "ک 'کما 'کم 'ک" اور "کن" تو یہ پچیس ہیں جو حاصل ہوتے ہیں پانچ کو پانچ میں ضرب دینے سے اور وہ ذاک سے ذاکن تک اور ذانک سے ذانکن تک اور اسی طرح باقی ہیں۔

اور جان لے کہ ذا قریب کے لئے اور ذلک بعید کے لئے اور ذاک متوسط کے لئے ہے۔

سوالات

سوال: مندرجہ ذیل عبارت کی وضاحت کریں۔

وھی خمسة الفاظ لستة معان وذلک' ذا للمذکر وذان و ذین لمثناہ

و تاوتی و ذی وتہ وذہ وتہی و ذھی للمونث

و تان و تین لمثناہ

واولاء بالمد والقصر لجمعھا

سوال: کیا مشار الیہ کا ذکر ضروری ہے۔ نیز مندرجہ ذیل کی ترکیب کریں۔

ھذا قلم جمیل ھذا الطالب ذکی اجعل ھذا البلد آمنا اجعل ھذا بلدا آمنا

سوال: مندرجہ ذیل کی پہلے مختصر پھر لمبی ترکیب کریں۔ انا ضربت

سوال: اسم اشارہ ھذا ' ھؤلاء ' ذلک ' تلک ' ھذہ کس طرح بن گئے ہیں۔ نیز جاء ھذا ' جاءت ھذہ ' جاء ذلک میں خط کشیدہ کی ترکیب کریں۔

سوال: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ذلک الکتاب لا ریب فیہ ۔ ذلکما مما علمنی ربی ۔ ذلکم اللہ ربکم ۔ کذلک قال ربک ۔ کذلک قال ربک ۔ فذلکن الذی لمتننی فیہ کے اندر اسم اشارہ کا مشار الیہ ایک جیسا ہے یا نہیں اگر نہیں تو لفظ کیوں بدل گیا؟

حل سوالات

سوال: مندرجہ ذیل عبارت کی وضاحت کریں۔

جواب: وھی خمسۃ الفاظ لستۃ معان وذلک ' ذا للمذکر وذان و ذین لمثناہ

و تاوتی و ذی وتہ وذہ وتھی و ذھی للمونث

وتان و تین لمثناہ

واولاء بالمد والقصر لجمعھا

ترجمہ :۔ "اور وہ پانچ الفاظ ہیں۔ چھ معانی کے لیے آتے ہیں۔ اور وہ یہ ہیں "ذَا" واحد مذکر کے لیے '
"ذَانِ ذَیْنِ" تثنیہ مذکر کے لیے '
"تَا' تِیْ' ذِیْ' تِہْ' ذِہْ' تِہِیْ' ذِہِیْ " واحد مونث کے لیے
اور "تَانِ تَیْنِ" تثنیہ مونث کے لیے
اور اُولَاءِ مد کے ساتھ اور اُولَا قصر کے ساتھ ان دونوں کی جمع کے لیے۔

وضاحت :۔ اسمائے اشارہ پانچ ہیں۔ معنی چھ کے دیتے ہیں کیونکہ مشار الیہ مذکر ہوگا یا مونث' پھر مفرد ہوگا یا مثنی اور یا جمع اور جمع کا لفظ چونکہ مذکر و مونث میں مشترک ہے اس لیے الفاظ پانچ معانی چھ ہوگئے۔ "ذَا" واحد مذکر کے لیے اور "ذَانِ" برائے تثنیہ مذکر بحالت رفع اور "ذَیْنِ" تثنیہ بحالت نصب و جر۔

اسی طرح "تَا' تِیْ' ذِیْ' تِہْ' تِہِیْ' ذِہْ" اور ذِہِیْ واحد مونث کے لیے۔ "تَانِ" تثنیہ مونث کے لیے بحالت رفع اور "تَیْنِ تثنیہ مونث کے لیے بحالت جر و نصب۔ اور "اُولَاءِ" قصر کے بغیر یعنی مد کے ساتھ اور مد کے بغیر یعنی قصر کے ساتھ "اُولٰی" ۔ جمع مذکر و جمع مونث ذوی العقول میں سے ہوں یا غیر ذوی العقول میں سے سب کے لیے آتا ہے۔

سوال: کیا مشار الیہ کا ذکر ضروری ہے۔ نیز مندرجہ ذیل کی ترکیب کریں۔

ھذا قلم جمیل ھذا الطالب ذکی اجعل ھذا البلد آمنا اجعل ھذا بلدا آمنا

جواب: مشار الیہ کا ذکر ضروری نہیں کبھی حذف بھی کر سکتے ہیں جیسے هذا قلمٌ جمیلٌ۔ قلم مشار الیہ ہے۔ اس کی جگہ یہ بھی کہہ سکتے ہیں۔ هٰذَا جَمِیْلٌ۔ یہ اس وقت ہے جب مشار الیہ کا ذکر کیے بغیر بھی پورا مطلب سمجھا جاتا ہو۔ لیکن یہاں حذف نہیں کریں گے۔ مثلاً مَا هٰذَا؟ اس کے جواب میں کہا جائے۔ هذا قلمٌ

جملہ هذا قلمٌ جمیلٌ:۔ ترکیب هذا اسم اشارہ مبتدا۔ قلم موصوف۔ جمیل صفت۔ موصوف صفت مل کر خبر۔ مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

جملہ هذا الطالبُ ذکیٌ:۔ ترکیب هذا اسم اشارہ موصوف الطالب صفت۔ موصوف صفت مل کر مبتدا۔ ذکی خبر۔ مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

جملہ اِجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ آمِنًا :۔ ترکیب اجعل فعل امر۔ انت ضمیر فاعل۔ هذا البلد اشارہ مشار الیہ مل کر مفعول بہ اول۔ آمنًا مفعول بہ ثانی۔ اجعل فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

اِجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا آمِنًا :۔ اجعل فعل۔ انت اسمیں فاعل۔ هذا اسم اشارہ۔ بلدا موصوف۔ آمنًا صفت۔ موصوف صفت مل مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

سوال: مندرجہ ذیل کی پہلے مختصر پھر لمبی ترکیب کریں۔ اَنَا ضَرَبْتُ

جواب: مختصر ترکیب انا مبتدا۔ ضربت فعل فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر۔ مبتدا ضمیر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

بڑی ترکیب :۔ انا ضمیر منفصل محلاً مرفوع ہے کیونکہ مبتدا ہے مبنی علی الفتح ہے۔ (الف لکھنے میں آتا ہے پڑھنے میں نہیں آتا) ضَرَبَ فعل ماضی مبنی علی السکون ہے کیونکہ ضمیر متحرک ساتھ ملی ہوئی ہے۔ لا محل لھمن الاعراب۔ تُ ضمیر تکلم محلاً مرفوع ہے کیونکہ فاعل ہے مبنی علی الضم ہے۔ جملہ فعلیہ محلاً مرفوع ہے کیونکہ خبر ہے۔

سوال: اسم اشارہ هٰذَا، هٰؤُلَاءِ، ذٰلِکَ، تِلْکَ، هٰذِهٖ کس طرح بن گئے ہیں۔ نیز جَاءَ هٰذَا، جَاءَتْ هٰذِهٖ، جَاءَ ذٰلِکَ میں خط کشیدہ کی ترکیب کریں۔

جواب: اسم اشارہ ذَا اور اُولَاءِ کے شروع میں ہا تنبیہہ کی لگانے سے هٰذَا اور هٰؤُلَاءِ بن گئے۔ ذَا کے ساتھ کاف خطاب کا لگایا تو ذَاکَ بن گیا ان دونوں (ذا اور کاف) کے درمیان لامِ بُعد لایا گیا تو ذٰلِکَ بن گیا۔

اسم اشارہ تِیْ کے ساتھ کاف مخاطب لگایا تو تِیْکَ ہوگیا۔ اب ان دونوں کے درمیان لام بعد

لائے لام کو ساکن کر دیا تو تیلک بن گیا۔ اب التقائے ساکنین سے یاء مدہ کو حذف کیا تو تِلکَ رہ گیا ذِہ اسم اشارہ کے شروع میں ہائے تنبیہہ لگائی تو ھٰذِہٖ بن گیا۔ خط کشیدہ الفاظ کی ترکیب:۔

جَاءَ ھٰذَا:۔ ھَا حرف تنبیہہ مبنی علی السکون لا محل لہ من الاعراب۔ "ذَا" اسم اشارہ مبنی علی السکون۔ محلاً" مرفوع ہے کیونکہ فاعل ہے۔ مبنی علی الالف ہے۔

جَاءَتْ ھٰذِہٖ:۔ ھا حرف تنبیہہ مبنی علی السکون لا محل لہ من الاعراب۔ ذِہٖ اسم اشارہ محلاً" مرفوع ہے کیونکہ فاعل ہے۔ مبنی علی الکسر ہے۔

جَاءَ ذٰلِکَ:۔ ذَا اسم اشارہ محلا مرفوع ہے کیونکہ فاعل ہے۔ مبنی علی الالف ہے۔ لام حرف بعد مبنی علی الکسر لا محل لہ من الاعراب۔ کاف خطاب مبنی علی الفتح ہے لا محل لہ من الاعراب

سوال: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ذلک الکتاب لا ریب فیہ۔ ذلکما مما علمنی ربی۔ ذلکم اللہ ربکم۔ کذلک قال ربک۔ کذلک قال ربک۔ فذلکن الذی لمتنننی فیہ کے اندر اسم اشارہ کا مشار الیہ ایک جیسا ہے یا نہیں اگر نہیں تو لفظ کیوں بدل گیا؟

جواب: ان تمام مثالوں میں اسم اشارہ " ذا " ایک جیسا ہے کیونکہ مشار الیہ ہر ایک کا واحد مذکر ہے مگر مخاطب الگ الگ ہے چنانچہ ذلک الکتاب میں ذلک کا مشار الیہ الکتاب ہے اور مخاطب حضرت نبی کریم ﷺ ہیں۔ ذلکما مما علمنی ربی (یوسف ۳۸) میں مشار الیہ التاویل ہے جو اس سے پہلے ذکر ہے اور مخاطب جیل کے دو قیدی ہیں ذلکم اللہ ربکم میں مشار الیہ ربکم ہے اور مخاطب الناس ہے کذلک قال ربک (مریم ۹) میں مشار الیہ الامر ہے اور مخاطب حضرت زکریا علیہ السلام ہیں کذلک قال ربک (مریم ۲۱) میں الامر اور مخاطب حضرت مریم ہیں فذلکن الذی لمتنننی فیہ (یوسف ۳۲) میں مشار الیہ حضرت یوسف علیہ السلام ہیں اور مخاطب اہل مصر کی عورتیں ہیں الغرض مشار الیہ ان سب میں واحد مذکر ہی ہے۔

اسم اشارہ کبھی ذٰلِکَ اور کبھی ذٰلِکُمَا اور کبھی ذٰلِکِ۔ ذٰلِکُمْ، ذٰلِکُنَّ بدل بدل کر آیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حرف کاف کما، کن وغیرہ مخاطب کے لحاظ سے لائے گئے ہیں۔ اگر مخاطب ایک ہے اور مذکر ہے تو ذلکَ اور مونث ہے تو ذلکِ، دو ہیں تو ذٰلِکُمَا زیادہ ہیں اور مذکر ہیں تو ذٰلِکُمْ اور اگر مونث ہیں تو ذٰلِکُنَّ لایا گیا۔ گو الفاظ بدلے ہوئے ہیں لیکن اسم اشارہ اور مشار الیہ کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہیں۔ یہ صرف مخاطب کو مد نظر رکھتے ہوئے اسم اشارہ کے ساتھ حرف خطاب لائے گئے ہیں جن سے یہ پتہ چل جاتا ہے کہ مخاطب ایک ہے، دو ہیں یا زیادہ۔ مذکر ہے یا مونث۔ اس لیے ان حروف کی وجہ سے ترجمہ نہ بدلے گا۔ بلکہ ان حروف خطاب کا ترجمہ نہ ہوگا۔

فصل : الموصول اسم لا يصلح أن يكون جزء ا تاما من جملة الا بصلة بعده و الصلة جملة خبرية و لا بد من عائد فيها يعود الى الموصول مثاله الذى فى قولنا جاء الذى أبوه قائم أو قام أبوه و الذى للمذكر و اللذان واللذين لمثناه و التى للمؤنث و اللتان و اللتين لمثناه والذين و الألى لجمع المذكر و اللاتى و اللواتى و اللاء و اللائى لجمع المؤنث و ما و من و أى و أية و ذو بمعنى الذى فى لغة بني طيئ كقول الشاعر شعر:

فان الماء ماء ابى و جدى و بئرى ذو حفرت و طويت

أى الذى حفرته و الذى طويته .

و الالف و اللام بمعنى الذى صلته اسم الفاعل و اسم المفعول نحو جاء نى الضارب زيدا أى الذى يضرب زيدا و جاء نى المضروب غلامه و يجوز حذف العائد من اللفظ ان كان مفعولا نحو قام الذى ضربت أى الذى ضربته .

و اعلم أن أيا و أية معربة الا اذا حذف صدر صلتها كقوله تعالى : ثم لننزعن من كل شيعة أيهم أشد على الرحمن عتيا أى هو أشد .

ترجمہ : فصل: موصول وہ اسم ہے جو جملے کا پورا جز نہیں بن سکتا مگر اس صلہ کے ساتھ جو اس کے بعد ہو اور صلہ جملہ خبریہ ہوتا ہے اور ضروری ہے اس میں عائد کا ہونا جو لوٹے موصول کی طرف اس کی مثال الذی ہے ہمارے اس قول میں جاء الذی ابوہ قائم یا قام ابوہ ۔ اور الذی واحد مذکر کے لئے ہے اور اللذان' اللذین اس کے سیہ کے لئے ہے اور الذین اور التی مؤنث کے لئے اور اللتان' اللتین اس کے مثنی کے لئے اور الذین اور الالی جمع مذکر کے لئے اور اللاتی' اللواتی' اللاء اور اللائی جمع مذکر کے لئے اور ما 'من' ای 'ایة اور ذو بمعنی الذی قبیلہ بنی طی کی زبان میں جیسے شاعر کا قول شعر

فان الماء ماء ابی و جدی و بئری ذو حفرت و ذو طویت یعنی الذی حفرتہ والذی طویتہ ترجمہ: "پس بے شک پانی میرے باپ اور دادا کا پانی ہے اور میرا کنواں وہ ہے جس کو میں نے کھودا اور اس کی میں نے باڑ بنائی ۔

اور الف لام جو الذی کے معنی میں ہو اس کا صلہ اسم فاعل اور اسم مفعول ہوتا ہے جیسے جاء نی الضارب زید یعنی الذی یضرب زیدا یا جاء نی المضروب غلامہ اور جائز ہے عائد کو لفظ سے حذف کر دینا اگر مفعول ہو جیسے قام الذی ضربت یعنی الذی ضربتہ

اور جان لے کہ ای اور ایۃ معرب ہیں مگر جب کہ ان کے صلہ کا ابتدائی حصہ حذف کر دیا جائے جیسے اللہ تعالیٰ کا قول ہے ثم لننزعن من کل شیعۃ ایھم اشد علی الرحمن عتیا یعنی ھو اشد

سوالات

سوال: عبارت کی وضاحت کریں۔ والصلۃ جملۃ خبریۃ ولا بد من عائد فیھا

سوال: اسمائے موصولہ لکھ کر یہ بتائیں کہ کس کس کے اندر دو لام ہوں گے اور کس میں ایک۔ نیز لفظ الذی کا معنی بتائیں۔

سوال: ذو۔ ذا۔ ذی کے معانی بتا کر مندرجہ ذیل شعر کی وضاحت کریں۔

فان الماء ماء ابی وجدی   وبئری ذو حفرت و ذو طویت

سوال: مندرجہ ذیل الفاظ کی وضاحت کریں۔ ایک مثال حل شدہ ہے

الضارب بمعنی الذی ضرب۔ الکافرون' ان المسلمین والمسلمات' اولئک ھم الکفرۃ الفجرۃ' انکم انتم الظالمون۔ انا لنحن الصافون' ولا تمسکو بعصم الکوافر مع الخوالف' ان تری الحفاۃ العراۃ العالۃ رعاء الشاء

سوال: مندرجہ ذیل کی مختصر ترکیب کریں۔ اور موصول' صلہ اور عائد ذکر کریں۔ (۱) الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ ثم لا یتبعون ما انفقوا منا ولا اذی لھم اجرھم عند ربھم ولا خوف علیھم (۲) ومن الناس من یقول امنا باللہ (۳) فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ۔ (۴) فافعلوا ما تومرون۔ (۵) واللہ یحکم بینھم فیما کانوا فیہ یختلفون۔ (۶) ما ولاھم عن قبلتھم التی (۷) الذین اتیناھم الکتاب یتلونہ حق تلاوتہ۔ (۸) ولھن مثل الذی علیھن (۹) فلا جناح علیھما فیما افتدت بہ (۱۰) ولکن اللہ یفعل ما یرید (۱۱) انفقوا مما رزقناکم۔ (۱۲) ومن عاد فاولئک اصحاب النار

سوال: مؤمنین نے ماذا انزل ربکم؟ کے جواب میں خیرا کہا اور کافروں نے اساطیر الاولین اس کی کیا وجہ ہے؟

سوال: ای اور ایۃ کب معرب اور کب مبنی ہیں مع مثال ذکر کریں۔

سوال: اخبار بالذی کا قاعدہ لکھ کر مندرجہ ذیل جملوں میں خط کشیدہ الفاظ کو الذی کی خبر بنائیں۔

قال رجل' ضربک زید' تصرتک بالمال' المال لزید' المال لزید' کتبت بالالوان اللوحۃ' کتبت بالالوان اللوحۃ' کتبت اللوحۃ بالاقلام' کتب خالد اللوحۃ بالاقلام' کتبت بالقلم الاحمر' جاء زیدان راکبین

سوال: مندرجہ ذیل میں خط کشیدہ کو الذی سے کیوں تعبیر نہیں کرتے۔ ھو اللہ احد 'کتبت بالقلم الاحمر 'کتبت بالقلم الاحمر' جاءزید راکبا

سوال: جوڑے ملائیے

الف	ب
۱ ما استفہامیہ	۱ اعجبنی ما صنعت
۲ شرطیہ	۲ ماھذا؟
۳ موصولہ	۳ تصنع اصنع
۴ موصوفہ	فنعما ھی
۵ تامہ	۵ مررت بما معجب لک
۶ صفہ	۶ اضربہ ٦٦
۷ من شرطیہ	۷ من انت
۸ استفہامیہ	۸ ومن الناس من یقول آمنا باللہ
۹ موصولہ	۹ من یکرمنی اکرمہ

حل سوالات

سوال: عبارت کی وضاحت کریں۔ والصلة جملة خبرية ولا بد من عائد فيها

جواب: ترجمہ :۔ اور صلہ جملہ خبریہ ہے۔ اور ضروری ہے اس میں عائد (ضمیر) کا ہونا۔

اسم موصول کو جملے کا مکمل جز بننے کے لیے صلہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور صلہ جملہ خبریہ ہوتا ہے۔ اور اس جملہ کو موصول کے ساتھ جوڑنے کے لیے اس میں ایک ضمیر کا ہونا ضروری ہے جس کے ذریعے اسے موصول سے جوڑا جا سکے۔ یا جو موصول کی طرف راجع ہو۔ یہ ضمیر صلہ میں ذکر ہوتی ہے اور اور جب یہ مفعول واقع ہو تو کبھی حذف بھی ہوجاتی ہے۔ ۔ اس وقت اسے نکال کر موصول کی طرف لوٹایا جاتا ہے۔ مثلاً" جاء الذی رایت میں ضمیر منصوب جو راجع بسوئے موصول ہے حذف ہے۔ تقدیر اس کی یوں ہے الذی رایتہ۔

سوال: اسمائے موصولہ لکھ کر یہ بتائیں کہ کس کس کے اندر دو لام ہوں گے اور کس میں ایک۔ نیز لفظ الذی کا معنی بتائیں۔

جواب: اسماء موصولہ درج ذیل ہیں اَلَّذِیْ - اَللَّذَانِ - اَللَّذَیْنِ - اَلَّتِیْ - اَللَّتَانِ - اَللَّتَیْنِ - اَلَّذِیْنَ - اَللَّاتِیْ - اَللَّوَاتِیْ - اَللَّاءِ - اللَّائِیْ - مَا - مَنْ - اَیٌّ - اَیَّۃٌ - ذُوْ بمعنی الذی 'اَلْ بمعنی اسم موصول ان میں سے اَلَّذِیْ - اَلَّتِیْ - اَلَّذِیْنَ کو ایک لام کے ساتھ لکھا جاتا ہے جبکہ اَللَّذَانِ - اَللَّذَیْنِ - اَللَّتَانِ

۔اَللَّتَیْن۔ اللاَّتِیْ۔ اللوَّاتِیْ۔ اللاءِ۔ اللاّئِیْ میں دو لام لکھنے میں آتے ہیں۔
اَلَّذِیْ اسم موصول واحد مذکر کے لیے ہے اور کبھی جمع اَلَّذِیْنَ کے معنی میں بھی استعمال ہو جاتا ہے۔
جیسے وَخُضْتُمْ کَالَّذِیْ خَاضُوْا۔ (التوبہ: ۶۹) ترجمہ: "اور تم بری باتوں میں ایسے ہی جا گھسے جیسے وہ لوگ گھسے تھے" اور بعض کے نزدیک اَلَّذِیْ یہاں اَلَّذِیْنَ کے معنی میں نہیں بلکہ وہ اس کے بعد فِیْہِ مقدر مانتے ہیں یعنی خضتم کالذی خاضوا فِیْہِ اور یہ بھی ممکن ہے کہ جار مجرور نائب عن مفعول مطلق ہو اس کی اصل یوں ہو۔ وَخُضْتُمْ خَوْضًا کَالْخَوْضِ الَّذِیْ خَاضُوْہُ اس میں ھا ضمیر محذوف مفعول مطلق ہے مفعول بہ نہیں ہے۔

سوال: ذُوْ۔ ذَا۔ ذِیْ کے معانی بتا کر مندرجہ ذیل شعر کی وضاحت کریں۔

فَاِنَّ الْمَاءَ مَاءُ اَبِیْ وَجَدِّیْ وَبِئْرِیْ ذُوْ حَفَرْتُ وَذُوْ طَوَیْتُ

جواب: ذُوْ دو مقام پر استعمال ہوتا ہے۔
۱۔ اسمائے ستہ مکبرہ میں وہاں اس کے معنی "والا" کے کیے جاتے ہیں۔
۲۔ اسم موصول کے طور پر بنی طے کے نزدیک تو یہاں بمعنی الذی کے ہوگا۔
ذَا دو طرح سے استعمال ہوتا ہے۔
۱۔ اسم اشارہ واحد مذکر کے لیے۔ یعنی "وہ"
۲۔ اسمائے ستہ مکبرہ میں حالت نصب میں۔
۳۔ اسم موصول بمعنی اَلَّذِیْ الذی بھی آتا ہے جیسا کہ آئے گا۔
ذِیْ دو طرح سے استعمال ہوتا ہے۔
۱۔ اسم اشارہ واحد مونث کے لیے۔
۲۔ اسمائے ستہ مکبرہ میں حالت جری میں۔

شعر کی وضاحت

ترجمہ:۔ بے شک یہ پانی میرے اباؤ اجداد کا ہے اور میرا کنواں ہے جسے میں نے کھودا ہے اور اس کے گرد باڑ لگائی ہے۔
اس شعر کو یہاں ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اس شعر میں ذُوْ بمعنی التی کے لیا گیا ہے۔
ذُوْ حَفَرْتُ بمعنی اَلَّتِیْ حَفَرْتُ ہے۔ جو بنی طے کی لغت میں ہے۔

سوال: مندرجہ ذیل الفاظ کی وضاحت کریں۔ ایک مثال حل شدہ ہے

الضارب بمعنی الذی ضرب، الکافرون، ان المسلمین والمسلمات، اولئک هم الکفرة الفجرة، انکم انتم الظالمون۔ انا لنحن الصافون، ولا تمسکو بعصم الکوافر مع

الخوالف' ان تری الحفاۃ العراۃ العالۃ رعاء الشاء

جواب: اَلْکَافِرُوْنَ بمعنی: اَلَّذِیْنَ کَفَرُوْا۔
اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ والمسلماتِ بمعنی: اِنَّ الَّذِیْنَ اَسْلَمُوْا وَاللَّاتِیْ اَسْلَمْنَ۔
اُولٰئِکَ ھُمُ الْکَفَرَۃُ الْفَجَرَۃُ بمعنی: اُولٰئِکَ ھُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَالَّذِیْنَ فَجَرُوْا۔
اِنَّکُمْ اَنْتُمُ الظَّالِمُوْنَ بمعنی: اِنَّکُمْ اَنْتُمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا۔
اِنَّا لَنَحْنُ الصَّافُّوْنَ بمعنی: اِنَّا لَنَحْنُ الَّذِیْنَ صَفُّوْا۔
وَلَا تُمْسِکُوْا بِعِصَمِ الْکَوَافِرِ بمعنی: وَلَا تُمْسِکُوْا بِعِصَمِ اللَّوَاتِیْ کَفَرْنَ۔
مَعَ الْخَوَالِفِ بمعنی: مَعَ اللَّاتِیْ خَلَفْنَ۔
اَنْ تَرَی الْحُفَاۃَ الْعُرَاۃَ الْعَالَۃَ رِعَاءَ الشَّاءِ بمعنی: اَنْ تَرَی الَّذِیْنَ حَفُوا الَّذِیْنَ عَرُوا الَّذِیْنَ عَالُوا الَّذِیْنَ رَعَوُا الشَّاءَ۔

سوال: مندرجہ ذیل کی مختصر ترکیب کریں۔ اور موصول' صلہ اور عائد ذکر کریں۔ (۱) الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ ثم لا یتبعون ما انفقوا منا ولا اذی لھم اجرھم عند ربھم ولا خوف علیھم (۲) ومن الناس من یقول امنا باللہ (۳) فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ ۔ (۴) فافعلوا ما تومرون ۔ (۵) واللہ یحکم بینھم فیما کانوا فیہ یختلفون ۔ (۶) ما ولّاھم عن قبلتھم التی (۷) الذین اتیناھم الکتاب یتلونہ حق تلاوتہ ۔ (۸) ولھن مثل الذی علیھن (۹) فلا جناح علیھما فیما افتدت بہ (۱۰) ولکن اللہ یفعل ما یرید (۱۱) انفقوا مما رزقناکم ۔ (۱۲) ومن عاد فاولئک اصحاب النار

جواب: ( ) اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ثُمَّ لَا یُتْبِعُوْنَ مَا اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَا اَذًی لَّھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ۔ ترکیب:۔ الذین موصول۔ ینفقون فعل بافاعل۔ اموالھم مضاف مضاف الیہ مفعول بہ۔ فی سبیل اللہ جار مجرور متعلق۔ ینفق فعل کے فعل بافاعل' مفعول بہ اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ۔ ثم عاطفہ۔ لا نافیہ۔ یتبعون فعل بافاعل۔ ما موصولہ۔ انفقوا فعل بافاعل۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ (عائد محذوف ہے تقدیر ہے مَا اَنْفَقُوْہُ) موصول صلہ مل کر مفعول بہ اول منا معطوف علیہ۔ واؤ عاطفہ۔ لا زائدہ۔ اَذًی معطوف۔ معطوف معطوف علیہ مل کر مفعول بہ ثانی فعل کا۔ یتبع فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعول بہ سے مل کر معطوف۔ معطوف معطوف علیہ مل کر صلہ۔ موصول صلہ مل کر مبتدا۔ لھم جار مجرور ثبت کے متعلق ہو کر خبر مقدم۔ اجرھم مضاف مضاف الیہ مل کر مبتدا موخر عند ربھم متعلق ثانی ہے ثبت۔ محذوف کیلئے ۔ مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ واؤ عاطفہ۔ لا نافیہ۔ خوف

مبتدا۔ علیھم جار مجرور ثبت کے متعلق ہو کر جملہ خبر۔ مبتدا خبر مل کر معطوف۔ معطوف معطوف علیہ مل کر خبر۔ مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

الذین موصول کا صلہ ینفقون اموالھم فی سبیل اللّٰہ ثم لا یتبعون ما انفقوا منا ولا اذی ہے۔ اور عائد ینفقون یتبعون انفقوا میں واؤ ضمیر اور اموالھم میں ھم ضمیر ہے۔

یہ بھی ممکن ہے کہ ما انفقوا میں ما مصدریہ ہو اور جملہ بتاویل مصدر مفعول اول بنے اور عائد کی ضرورت نہ رہے معنی یوں ہو گا

ثُمَّ لَا یُتْبِعُوْنَ اِنْفَاقَھُمْ مَنًّا

() وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَقُوْلُ آمَنَّا بِاللّٰہِ۔ واؤ عاطفہ۔ مِنْ حرف جار۔ الناس مجرور۔ جار مجرور متعلق ثابت کے ہو کر خبر مقدم۔ مَنْ موصولہ۔ یقول فعل۔ ھو فاعل آمن فعل۔ نا ضمیر۔ فاعل۔ باللّٰہ جار مجرور متعلق آمن فعل کے فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ ہو کر مفعول بہ یقول۔ فعل کا فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ۔ موصول صلہ مل کر مبتدا موخر۔ مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

مَنْ موصولہ مفرد ہے۔ معنی جمع کے دیتا ہے لفظ کا لحاظ کرتے ہوئے یَقُوْلُ واحد اور معنی کا لحاظ کرتے ہوئے آمَنَّا جمع کا صیغہ لایا گیا۔ مَنْ کا صلہ یقول آمنا باللّٰہِ ہے۔ اور عائد یَقُوْلُ کی ھُوَ ضمیر ہے

(۳) فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُھَا النَّاسُ وَالْحِجَارَۃُ۔

فا جزائیہ۔ اِتَّقُوْا فعل بافاعل۔ النار موصوف۔ التی موصولہ۔ وقودھا مبتدا۔ الناس والحجارۃ معطوف معطوف علیہ مل کر خبر۔ مبتدا خبر مل کر صلہ۔ موصول صلہ مل کر صفت۔ موصوف صفت مل کر مفعول بہ۔ فعل فاعل اور مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

اَلَّتِیْ کا صلہ وقودھا الناس والحجارۃ اور وقودھا میں "ھَا" ضمیر اَلَّتِیْ کی طرف لوٹتی ہے۔

(۴) فَافْعَلُوْا مَا تُؤْمَرُوْنَ۔ فا تعلیلیہ افعلوا فعل امر بافاعل۔ مَا موصولہ۔ تُؤْمَرُوْنَ فعل با نائب فاعل فعل مجہول اپنے نائب فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ۔ موصول صلہ مل کر مفعول بہ۔ فعل فاعل مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

مَا موصولہ کا صلہ تومرون ہے اور بہٖ محذوف ہے جس میں ہا ضمیر راجع ہے۔ مَا موصولہ کی طرف۔

(۵) واللّٰہ یَحْکُمُ بَیْنَھُمْ فِیْمَا کَانُوْا فِیْہِ یَخْتَلِفُوْنَ۔ واؤ مستانفہ اسم الجلالہ مبتدا۔ یحکم فعل

بافاعل۔ بینھم ظرف متعلق یحکم فعل کے۔ فی حرف جار ما اسم موصول۔ کان فعل ناقص واؤ ضمیر اس کا اسم۔ فیہ جار مجرور متعلق فعل یختلفون کے۔ یختلفون فعل اپنے فاعل۔ اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر کان کی خبر۔ کان اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ۔ موصول صلہ مل کر مجرور۔ جار مجرور مل کر متعلق فعل یحکم کے۔ فعل اپنے فاعل اور دونوں متعلقوں سے مل کر خبر۔ مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

مَا اسم موصول ہے اور کانوا فیہ یختلفون اس کا صلہ ہے۔ فِیْہِ میں ہا ضمیر ما موصولہ کی طرف راجع ہے۔

(۶) مَا وَلّٰهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِیْ کَانُوْا عَلَیْهَا ۔ما استفہامیہ مبتدا۔ وَلّٰی فعل ھُوَ ضمیر فاعل اور ھم مفعول بہ عن حرف جار۔ قبلۃ مضاف ھم ضمیر مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ مل کر موصوف۔ التی اسم موصول۔ کان فعل تام واؤ ضمیر فاعل علیھا جار مجرور متعلق فعل کے فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ ہو کر صلہ۔ موصول صلہ مل کر صفت۔ موصوف صفت مل کر مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ مل کر مجرور۔ جار مجرور مل کر متعلق ولی فعل کے۔ فعل اپنے فاعل، مفعول بہ اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر۔ مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

التی اسم موصول۔ کانوا علیھا جملہ اس کا صلہ اور علیھا کی ہا ضمیر عائد ہے۔ التی کی طرف۔

(۷) اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْکِتٰبَ یَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ ۔الذین موصولہ۔ اٰتینا فعل بافاعل۔ ھم مفعول اول۔ الکتاب مفعول ثانی۔ فعل بافاعل دونوں مفعولوں سے مل کر صلہ۔ موصول صلہ مل کر مبتدا۔ یتلونہ فعل بافاعل اور مفعول بہ۔ حق تلاوتہ مضاف مضاف الیہ مل کر مفعول مطلق۔ یا نائب عن مفعول مطلق فعل بافاعل اپنے دونوں مفعولوں سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر۔ مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۸) وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْهِنَّ ۔واؤ عاطفہ۔ لَهُنَّ خبر مقدم۔ مثل مضاف۔ الذی اسم موصول۔ علیھن ثَبَتَ محذوف سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ۔ موصول صلہ مل کر مضاف الیہ۔ مضاف مضاف الیہ مل کر مبتدا موخر۔ مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

اَلَّذِیْ کی طرف لوٹنے والی ھو ضمیر ثَبَتَ کے اندر مستتر ہے۔

(۹) فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِمَا فِیْمَا افْتَدَتْ بِهٖ۔

فا جزائیہ۔ لا نافیہ للجنس۔ جناح اس کا اسم۔ علیھما جار مجرور متعلق اول ثابت کے۔ فیما میں فی حرف جار۔ ما اسم موصول۔ افتدت فعل، ھی ضمیر اس میں فاعل۔ بہٖ جار مجرور متعلق

فعل کے۔ فعل فاعل اپنے متعلق سے مل کر صلہ۔ موصول صلہ مل کر مجرور۔ جار مجرور مل کر متعلق ثانی ثابت کے۔ ثابت صیغہ اسم فاعل اپنے فاعل اور دونوں متعلقوں سے مل کرلا کی خبر۔ لا اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ما اسم موصول ہے۔ افتدت بہ جملہ فعلیہ اس کا صلہ ہے۔ اور بہ کی ہا ضمیر ما کی طرف راجع ہے۔

(۱۰) وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ۔واؤ عاطفہ لکن حرف مشبہ بالفعل۔ اسم الجلالہ اس کا اسم۔ یفعل فعل بافاعل۔ ما موصولہ۔ یرید فعل بافاعل مل کر صلہ۔ موصول صلہ مل کر مفعول بہ۔ فعل فاعل مفعول بہ مل کر لکن کی خبر۔ لکن اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ما موصولہ ہے۔ یرید اس کا صلہ ہے۔ اور ھا ضمیر محذوف ہے جو ما کی طرف راجع ہے۔ (اصل میں ہے مَا يُرِيْدُهُ)

(۱۱) اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنَاكُمْ ۔انفقوا فعل بافاعل۔ من حرف جار ما اسم موصول رزقنا فعل بافاعل۔ کم ضمیر مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ۔ موصول صلہ مل کر مجرور۔ جار مجرور متعلق فعل کے۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

ما موصولہ ہے۔ رزقناکم صلہ ہے۔ اور ھا ضمیر حذف ہے جو راجع ہے ما کی طرف۔ اصل یوں تھا۔ مَا رَزَقْنَاكُمُوْهُ۔

( )وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۔ترکیب واؤ عاطفہ من اسم موصول عاد فعل ھو ضمیر فاعل اور جملہ فعلیہ صلہ ہوا اسم موصول کا موصول صلہ مل کر مبتدا اولئک مبتدا ثانی اصحاب مضاف النار مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ مل کر خبر مبتدا خبر مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر ہوئی پہلے مبتدا کی مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا

من اسم موصول ہے جملہ فعلیہ خبریہ صلہ ہے ھو ضمیر مستتر عائد ہے

سوال: ترکیب کریں:۔ من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ لماذا تکتب۔ لماذا صنعت۔

جواب: جملہ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ

ترکیب مَنْ استفہامیہ مبتدا۔ ذَا اسم اشارہ موصوف۔ اَلَّذِيْ موصول۔ یشفع فعل ھو ضمیر مستتر اس کا فاعل۔ عند ظرف مضاف۔ ھا ضمیر مضاف الیہ۔ مضاف مضاف الیہ مل کر متعلق یشفع فعل کے۔ الا حرف استثناء۔ با حرف جر۔ اذن مضاف مجرور۔ ھا ضمیر مضاف الیہ۔ مضاف مضاف الیہ مل کر مجرور۔ جار مجرور متعلق فعل یشفع کے۔ فعل فاعل اپنے دونوں متعلقوں سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ۔ موصول صلہ مل کر صفت۔ موصوف صفت مل کر خبر۔ مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ

انشائیہ ہوا۔

لِمَاذَا تَكْتُبُ؟ :۔ (وہ کیوں لکھتی ہے؟)

لام حرف جار۔ مَاذَا بمعنی اَیّ شَیْءٍ مجرور۔ جار مجرور مل کر متعلق تکتب کے۔ تکتب فعل۔ ھِیَ اس میں ضمیر مستتر اس کا فاعل۔ فعل فاعل اور متعلق مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

لِمَاذَا صَنَعْتَ:۔

لام جارہ۔ مَاذَا مجرور۔ جار مجرور متعلق فعل کے۔ صَنَعْتَ فعل۔ تا اس کا فاعل۔ فعل فاعل اور متعلق مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

مَاذَا صنعت؟ میں دو وجہیں جائز ہیں۔ ا۔ مَاذَا کو اَیَّ شیءٍ کے معنی میں لے کر مفعول بہ مقدم بنائیں اس وقت اس کے جواب میں جملہ فعلیہ ہوگا۔ ۲۔ ما بمعنی اَیُّ شَیْءٍ مبتدا اور ذَا بمعنی اَلَّذِیْ اسم موصول جملہ فعلیہ صلہ ہوگا اور عائد حذف ہوگا' تقدیر یوں ہوگی۔ ما الذی صنعتہٗ ۔ اس وقت جواب میں جملہ اسمیہ ہوگا تا کہ جواب سوال کے مطابق ہو جائے۔

سوال: مؤمنین نے مَاذَا اَنْزَلَ رَبُّکُمْ؟ کے جواب میں خَیْرًا کہا(سورۃ النحل :۳۰) اور کافروں نے مَاذَا اَنْزَلَ رَبُّکُمْ؟ کے جواب میں کہا اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ (سورۃ النحل:۲۴) اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب: مؤمنین نے مَاذَا کو اَیَّ شَیْءٍ کے معنی میں لیا تو جملہ یوں ہوا۔ اَیَّ شَیْءٍ اَنْزَلَ رَبُّکُمْ ؟ تو اس کے جواب میں فرمایا کہ خَیْرًا یعنی انزلَ ربُّنا خَیْرًا

جبکہ کافروں سے پوچھا گیا مَاذَا انزل ربکم ؟ تو انہوں نے ذَا کو اَلَّذِیْ کے معنی میں لیا اور جملہ یوں بن گیا مَا اَلَّذِیْ انزلہٗ رَبُّکُمْ؟ تو اس کے جواب میں انہوں نے کہا اساطیرُ الاولین یعنی اَلَّذِیْ اَنْزَلَہٗ رَبُّنَا ھُوَ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ والعیاذ باللّٰہ تعالیٰ۔

مؤمنین نے جملہ فعلیہ کا جواب' جملہ فعلیہ میں دیا اور کافروں نے جملہ اسمیہ سمجھا اس لیے جملہ اسمیہ میں جواب دیا۔

سوال: ای اور ایۃ کب معرب اور کب مبنی ہیں مع مثال ذکر کریں۔

جواب: اَیٌّ اور اَیَّۃٌ معرب ہیں مگر صرف ایک صورت میں یہ مبنی ہو سکتے ہیں کہ جب ان کے صلہ کا پہلا حصہ حذف کر دیا جائے۔ جیسے ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ کُلِّ شِیْعَۃٍ اَیُّھُمْ ھُوَ اَشَدُّ عَلَی الرَّحْمٰنِ عِتِیًّا ۔ یہاں اَیُّھُمْ کا صلہ ھُوَ اَشَدُّ عَلَی الرَّحْمٰنِ عِتِیًّا ہے جب اس کا پہلا حصہ ھو جو مبتدا بن رہا ہے۔ حذف کر دیں تو اَیُّھُمْ اَشَدُّ عَلَی الرحمٰنِ عِتِیًّا ہوگا اب ای پر بجائے فتحہ کے ضمہ ہوگا اسی طرح فَلْیَنْظُرْ اَیُّھَا اَزْکٰی طَعَامًا

سوال: اخبار بالذی کا قاعدہ لکھ کر مندرجہ ذیل جملوں میں خط کشیدہ الفاظ کو الذی کی خبر بنائیں۔
قال رجل، ضربک زید، تصرتک بالمال، المال لزید، المال لزید، کتبت بالالوان اللوحۃ، کتبت بالالوان اللوحۃ، کتبت اللوحۃ بالاقلام، کتب خالد اللوحۃ بالاقلام، کتبت بالقلم الاحمر، جاء زیدان راکبین۔

جواب: اخبار بالذی کا قاعدہ۔
جب کسی لفظ کو اسم موصول بنا کر خبر دی جائے تو اس اسم کے مطابق اسم موصول شروع میں لا کر اس کو مبتدا بناتے ہیں۔ پھر اس پورے جملہ کو اس موصول کا صلہ بناتے ہیں۔ اس اسم خاص کو نکال کر اس کی جگہ ضمیر لاتے ہیں۔ اس سے پہلے حرف جار یا فعل باقی رہے گی اور وہ ضمیر موصول کی طرف جائے گی۔ اس کے بعد اس اسم کو آخر میں الذیؔ کی خبر بنا کر مرفوع کریں گے۔ اور چونکہ موصوف، صفت حال ضمیر نہیں ہو سکتے۔ اس لیے ان میں یہ بات نہیں چلے گی۔ البتہ موصوف صفت اکٹھے ہو کر ہو سکتا ہے۔

قَالَ رَجُلٌ	سے	اَلَّذِیْ قَالَ رَجُلٌ
ضَرَبَکَ زَیْدٌ	سے	اَلَّذِیْ ضَرَبَہٗ زَیْدٌ اَنْتَ
نَصَرْتُکَ بِالْمَالِ	سے	اَلَّذِیْ نَصَرْتُکَ بِہٖ الْمَالُ
اَلْمَالُ لِزَیْدٍ	سے	اَلَّذِیْ ھُوَ لِزَیْدٍ اَلْمَالُ
اَلْمَالُ لِزَیْدٍ	سے	اَلَّذِیْ لَہُ الْمَالُ زَیْدٌ / اَلَّذِی الْمَالُ لَہٗ زَیْدٌ
کُتِبَتْ بِالْاَلْوَانِ اللَّوْحَۃُ	سے	اَلَّتِیْ کُتِبَتْ بِالْاَلْوَانِ اللَّوْحَۃُ
کَتَبْتُ بِالْاَلْوَانِ اللَّوْحَۃَ	سے	اَلَّتِیْ کَتَبْتُھَا بِالْاَلْوَانِ اللَّوْحَۃُ
کَتَبْتُ اللَّوْحَۃَ بِالْاَقْلَامِ	سے	اَلَّتِیْ کَتَبْتُ اللَّوْحَۃَ بِھَا الْاَقْلَامُ
کَتَبَ خَالِدٌ اللَّوْحَۃَ بِالْاَقْلَامِ	سے	اَلَّذِیْ کَتَبَ اللَّوْحَۃَ بِالْاَقْلَامِ خَالِدٌ
کَتَبْتُ بِالْقَلَمِ الْاَحْمَرِ	سے	اَلَّذِیْ کَتَبْتُ بِہِ الْقَلَمُ الْاَحْمَرُ
جَاءَ زَیْدَانِ رَاکِبَیْنِ	سے	اَللَّذَانِ جَاءَا رَاکِبَیْنِ زَیْدَانِ

سوال: مندرجہ ذیل میں خط کشیدہ کو الذی سے کیوں تعبیر نہیں کرتے۔ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ، کَتَبْتُ بِالْقَلَمِ الْاَحْمَرِ، کَتَبْتُ بِالْقَلَمِ الْاَحْمَرِ، جَاءَ زَیْدٌ رَاکِبًا

جواب: ضمیر شان، موصوف، صفت اور حال کو جب موصول بنائیں گے یعنی اخبار بالذی کریں گے تو ان کے لیے صلہ میں ضمیر بھی لوٹانا پڑے گی اور موصوف صفت اور حال ضمیر نہیں ہوتے۔ جبکہ ضمیر شان کے لیے جب بعد میں ضمیر لائیں گے تو وہ اپنے مرجع کی طرف لوٹ جائے گی اس طرح ضمیر

شان کا وجود ہی ختم ہو جائے گا۔ اس لیے یہ بھی جائز نہیں۔

ھو ضمیر اپنے مرجع اسم الجلالہ کی طرف لوٹے گی تو ضمیر شان کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی۔ وہ مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے۔

سوال: جوڑے ملائیے

الف	ب
۱ ما استفہامیہ	اعجبنی ما صنعت
۲ شرطیہ	ما ھذا؟
۳ موصولہ	ما تصنع اصنع
۴ موصوفہ	فنعما ھی
۵ تامہ	مررت بما معجب لک
۶ صفہ	اضربہ
۷ من شرطیہ	من انت
۸ استفہامیہ	ومن الناس من یقول آمنا باللہ
۹ موصولہ	من یکرمنی اکرمہ

جواب:

الف	ب
۱ ما استفہامیہ	مَا ھٰذَا؟
۲ شرطیہ	مَا تَصْنَعْ اَصْنَعْ
۳ موصولہ	اَعْجَبَنِیْ مَا صَنَعْتَ
۴ موصوفہ	مَرَرْتُ بِمَا مُعْجِبٍ لَکَ
۵ تامہ	فَنِعِمَّا ھِیَ
۶ صفہ	اضربہ ضربا ما
۷ من شرطیہ	من یکرمنی اکرمہ
۸ استفہامیہ	من انت
۹ موصولہ	ومن الناس من یقول امنا باللہ

فصل : أسماء الأفعال هو كل اسم بمعنى الأمر و الماضي نحو رويد زيدا أي أمهله و هيهات زيد أي بعد ، أو كان على وزن فعال بمعنى الأمر وهو من الثلاثي قياس كنزال بمعنى انزل و تراك بمعنى اترك و يلحق به فعال مصدرا معرفة كفجار بمعنى الفجور أو صفة للمؤنث نحو يا فساق بمعنى فاسقة و يا لكاع بمعنى لاكعة أو علما للأعيان المؤنثة كقطام و غلاب و حضار و هذه الثلاثة ليست من اسماء الافعال و انما ذكرت ههنا للمناسبة .

ترجمہ :فصل:اسماء افعال وہ ہر وہ اسم ہے جو امر اور ماضی کے معنی میں ہو جیسے روید زیدا یعنی امہلہ اس کو مہلت دے اور ھیہات زید یعنی بعد (دور ہوا) یا امر کے معنی میں ہو فعال کے وزن پر اور وہ ثلاثی سے قیاس ہے جیسے نزال ٭بمعنی انزل (اتر) اور تراک ٭بمعنی اترک (چھوڑ) اور ملتا ہے اس کے ساتھ فعال مصدر معرفہ جیسے فجار معنی میں الفجور کے یا مؤنث کی صفت ہو جیسے یا فساق فاسقہ (نافرمان) کے معنی میں اور یا لکاع، لَاکِعَۃٌ (کمینی) کے معنی میں یا علم ہو اعیان مؤنثہ کے لئے جیسے قطام، غلاب اور حضار اور یہ تینوں اسماء افعال سے نہیں ہیں اور یہاں ان کو صرف مناسبت کے لئے ذکر کیا گیا ہے ۔

سوالات

سوال : ھیہات وغیرہ جب معنی فعل کا دیتے ہیں تو ان کو اسمائے افعال کیوں کہتے ہیں ؟افعال کیوں نہیں کہہ دیتے ؟۔

سوال : ماضی، مضارع اور امر کا معنی دینے والے چند اسماء ذکر کریں۔

سوال فعال کی چار قسمیں مع مثال ذکر کر کے یہ بتائیں کہ یہ مبنی کیوں ہیں؟

سوال : فجار کو مصدر معرفہ کا کیوں بنایا نکرہ کیوں نہیں؟

سوال : فساق کے ساتھ "یا" حرف ندا کیوں لایا؟

سوال : غلاب، قطام اور حضار کے مبنی ہونے میں کیا اختلاف ہے؟

سوال : اسمائے افعال کا نقشہ بنا کر مندرجہ ذیل کی ترکیب کریں۔ نقشے میں مثالیں بھی ذکر کریں۔
عليكم انفسكم ۔ عليكم بسنتي ۔ هيهات زيد

حل سوالات

سوال : ھیہات وغیرہ جب معنی فعل کا دیتے ہیں تو ان کو اسمائے افعال کیوں کہتے ہیں افعال کیوں نہیں کہہ دیتے ؟۔

جواب : یہ الفاظ معنی فعل کا ہی دیتے ہیں۔ لیکن ان کی شکل اور ھیئت فعل کی شکلوں میں سے نہیں

ہے۔ دیکھئے ھَیْھَاتَ کا معنی ہے دور ہوا اور یہ معنی بَعُدَ فعل ماضی کا ہے لیکن اس کو فعل ماضی نہ کہیں گے ایک تو اس وجہ سے کہ فعل ماضی کی طرح اس کی گردان نہیں ہوتی ۔دوسری وجہ یہ ہے کہ عربی زبان میں فعل ماضی کی کل پانچ شکلیں ہیں اور اس کی شکل ان پانچوں سے خارج ہے ۔ اسم کے اوزان بے شمار ہیں اس لئے اس کو اسم کہہ دیا اور یہ کہا کہ اہل عرب نے بعد کا نام ھیہات رکھ لیا ہے ۔ اس لئے اسے اسم فعل کہتے ہیں جس کی جمع اسماء افعال ہے ۔

فعل ماضی کی پانچ شکلیں یہ ہیں

۱۔ (ـَـِـُـَ) یہ شکل تین حرفی ماضی کے لئے ہے جیسے ضَرَبَ، سَمِعَ، کَرُمَ ۔

۲۔ (ـَـْـَـَ) یہ شکل چار حرفی ماضی کے لئے ہے جیسے اَنْزَلَ، حَصْحَصَ ۔

۳۔ (ـَـَـَـْـَـَ) یہ شکل پانچ حرفی تاء والی ماضی کے لئے ہے جیسے تَسَرْبَلَ، تَقَابَلَ ۔

۴۔ (ـِـْـَـَـَ) یہ شکل پانچ حرفی ہمزہ والی ماضی کے لئے ہے جیسے اِجْتَنَبَ اِنْفَطَرَ اور اِحْمَرَّ جس کی اصل اِحْمَرَرَ ہے ۔

۵۔ (ـِـْـَـْـَـَ) یہ شکل چھ حرفی ماضی کے لئے ہے جیسے اِسْتَخْرَجَ، اِحْرَنْجَمَ اور اِقْشَعَرَّ جس کی اصل اِقْشَعْرَرَ ہے ۔

جبکہ ھیہات کی شکل یہ ہے

(ـَـْـَـَـَ) اور یہ ان سب سے خارج ہے ۔ واضح رہے کہ ماضی معروف کی کل یہی پانچ شکلیں ہیں ۔ تعلیل شدہ الفاظ کی اصل شکل بھی انہیں میں داخل ہے باقی تعلیل شدہ کو ان شکلوں کی طرف پھیرنے کے قاعدے الحمد للہ علم الصیغہ کی شرح میں بڑی تفصیل کے ساتھ لکھے گئے ہیں اس کی طباعت کے لئے دعاء کریں ۔

رُوَیْدَ امر کا معنی دیتا ہے لیکن امر کی پانچ شکلوں میں سے کسی شکل پر نہیں ہے نیز امر کی طرح اس کی گردان بھی نہیں ہوتی اس لئے اس کو بھی فعل نہیں بلکہ اسم فعل کہہ دیا ۔

سوال : ماضی، مضارع اور امر کا معنی دینے والے چند اسماء ذکر کریں۔

جواب : ماضی کا معنی دینے والے اسمائے افعال :

شَتَّانَ ۰ بمعنی اِفْتَرَقَ (جدا ہوا) ھَیْھَاتَ ۰ بمعنی بَعُدَ (دور ہوا)

مضارع کا معنی دینے والے اسمائے افعال :

وَا، وَیْ، وَاھًا ۰ بمعنی اَعْجَبُ (میں حیران ہوتا ہوں)۔ اُفٍّ ۰ بمعنی اَتَضَجَّرُ (میرا دل پریشان ہوتا ہے)۔ اَوَّہْ ۰ بمعنی اَتَوَجَّعُ (میں تکلیف محسوس کرتا ہوں)۔

امر کا معنی دینے والے اسمائے افعال :۔

رُوَيْدَ بمعنی اَمْهِلْ (چھوڑ)۔صَهْ بمعنی اسکت (چپ ہو جا)'مَهْ بمعنی اِنْكَفِفْ (رک جا)' آمِيْنَ بمعنی اِسْتَجِبْ (قبول کر) 'بَلْهَ بمعنی اَمْهِلْ (چھوڑ) 'جَهَلْ (متوجہ ہو)'هَلُمَّ (آؤ)'دُوْنَكَ (لے)'عَلَيْكَ (لازم پکڑ)'هَا (پکڑ)

سوال: فَعَالِ کی چار قسمیں مع مثال ذکر کر کے یہ بتائیں کہ یہ مبنی کیوں ہیں؟

جواب: (۱) وہ اسم جو فَعَالِ کے وزن پر ہو۔ ثلاثی مجرد سے وہ معنی میں امر کے ہے۔ جیسے نَزَالِ بمعنی اِنْزِلْ - تَرَاكِ بمعنی اُتْرُكْ

(۲) مصدر معرفہ بھی فَعَالِ کے وزن پر آجاتا ہے۔ جیسے فَجَارِ بمعنی اَلْفُجُوْر کے۔ جیسے فَجَرْتَ فَجَارِ الشَّدِيْدَةَ بمعنی تو نے بڑی نافرمانی کی (مصدر معرفہ ہونے کی وجہ سے صفت بھی معرفہ ہے)

(۳) عورتوں کی حالت بیان کرنے کے لیے آتا ہے لیکن اس کو ندا کے اندر ہی استعمال کرتے ہیں۔ جیسے يَا فَسَاقِ بمعنی يَا فَاسِقَةُ (اے گناہ گار عورت) اور يَالَكَاعِ بمعنی لَاكِعَةُ (اے کمینی)

(۴) مونث کا علم ہو۔ جیسے قَطَامِ۔ غَلَابِ۔ حَضَارِ یہ عورتوں کے نام ہیں۔

اسمائے افعال مبنی ہیں۔ اور فَعَالِ بھی ان ہی میں سے ایک ہے جیسے تَرَاكِ۔ نَزَالِ۔ ان کی مناسبت سے جب مصدر معرفہ' اور مونث کی صفت اور علم جب اس وزن پر آئے تو انہیں بھی مبنی بنا لیا۔

سوال: فَجَارِ کو مصدر معرفہ کا کیوں بنایا نکرہ کیوں نہیں؟

جواب: جب بھی مصدر فَعَالِ کے وزن پر آئے گا تو معرفہ ہی ہوگا۔ اگرچہ اس وزن سے پہلے نکرہ ہی کیوں نہ ہو۔ مثلاً" فُجُور نکرہ ہے جبکہ اس سے فَجَارِ لائے تو اب یہ معرفہ ہے کیونکہ یہ فَعَالِ کے وزن پر ہے۔ اب اگر اس کی صفت لانا ہو تو معرفہ سے لائیں گے۔ مثلاً" فَجَارِ الشَّدِيْدَة

سوال: فَسَاقِ کے ساتھ "یا" حرف ندا کیوں لایا؟

جواب: فَسَاقِ چونکہ مونث کی صفت ہے۔ اور یہ عام طور پر فَعَالِ کے وزن "یا" حرف ندا کے ساتھ مستعمل ہے۔ اس کے بغیر یہ استعمال نہیں ہوتا۔ اس لیے فَسَاقِ کے ساتھ بھی "یا" حرف ندا لایا گیا ہے۔

سوال: غَلَاب' قَطَام اور حضار کے مبنی ہونے میں کیا اختلاف ہے؟

جواب: غَلَاب اور قَطَام کے مبنی ہونے میں اختلاف ہے۔ یعنی وہ الفاظ جو فَعَالِ کے وزن پر اعیان مؤنثہ کے لئے عَلَم ہیں اور ان کے آخر میں راء نہیں ہے۔ بعض کے نزدیک وہ غیر منصرف ہیں اور جن کے آخر میں راء ہے وہ مبنی ہیں۔ جیسے حَضَارِ اور بعض کے نزدیک فَعَال کے وزن پر جو بھی اسم آئے وہ مبنی ہے۔ اس طرح چاروں قسمیں مبنی ہوئیں۔ فَعَال میں لام کا کسرہ بھی اعراب میں شامل

ہے۔ یعنی مبنی علی الکسر ہے۔ جبکہ فَعَال کے دیگر کلمات معرب ہیں۔ جیسے کلامٌ۔ سلامٌ۔ سحابٌ۔ جَبَانٌ وغیرہ۔

سوال : اسمائے افعال کا نقشہ بنا کر مندرجہ ذیل کی ترکیب کریں۔ نقشے میں مثالیں بھی ذکر کریں۔
علیکم انفسکم۔ علیکم بسنتی۔ ھیھات زید

جواب :

- اسم فعل
  - وضعی
    - شتان، صه، وی
    - جیسے ویکانہ لا یفلح الکافرون ای اعجب لعدم فلاح الکافرین (اوضح المسالک. ۲۲۴).
  - منقول
    - جار مجرور / ظرف
      - علیک / الیک / دونک.
      - فاعل مستتر ہی ہوگا۔ کاف حرف خطاب ہے۔ ضمیر نہیں ہے۔ جس طرح ذاک، ذاکما، میں کاف کما حرف خطاب ہے
    - مصدر
      - فعلِ مستعمل
        - جیسے روید کیونکہ ارود فعلِ مستعمل ہے اس کا مصدر اروادا ارواداً کی تصغیر کر کے روید بنا دیا روید کبھی مصدر ہی رہتا ہے اور کبھی اسے فعل کے طور پر استعمال کر لیتے ہیں جیسے امھلھم رویدا ۔ میں رویدا مفعول مطلق ہے۔
      - فعل غیر مستعمل
        - **بله**
        - یہ بھی مصدر ہے۔ لیکن اس کا فعل استعمال نہیں ہوتا۔

ترکیبیں :۔

عَلَیْکُمْ اَنْفُسَکُمْ :۔ علی اسم فعل بمعنی امر کے۔ کم حرف خطاب (یہ کوئی معنی نہیں دیتا) انتم ضمیر مستتر اس کا فاعل۔ انفسکم مضاف مضاف الیہ مفعول بہ۔ اسم فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔

عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ :۔ علیکم اسم فعل۔ انتم اسمیں فاعل۔ با زائدہ۔ سنتی مضاف مضاف الیہ مل کر مفعول بہ۔ اسم فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔

ھَیْھَاتَ زَیْدٌ :۔ ھیھات اسم فعل۔ ماضی کے معنی میں۔ زید اس کا فاعل۔ اسم فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

فصل : الاصوات كل لفظ حكى به صوت كغاق لصوت الغراب أو صوت به البهائم كنخ لاناخة البعير .

فصل : المركبات كل اسم ركب من كلمتين ليست بينهما نسبة فان تضمن الثانى حرفا يجب بناؤهما على الفتح كأحد عشر الى تسعة عشر الا اثنى عشر فانها معربة كالمثنى و ان لم يتضمن ذلك ففيها لغات أفصحها بناء الأول على الفتح و اعراب الثانى غير منصرف كبعلبك نحو جاء نى بعلبك و رأيت بعلبك و مررت ببعلبك.

ترجمہ :فصل :اصوات ہر وہ لفظ ہے جس کے ساتھ آوازوں کو بیان کیا جائے جیسے غاق کوے کی آواز کے لئے ۔یا اس کے ساتھ جانوروں کو آواز دی جائے جیسے نخ اونٹ کو بٹھانے کے لئے۔

فصل :مرکبات ہر وہ اسم ہے جو دو ایسے کلموں سے مرکب ہو جن کے درمیان کوئی نسبت نہ ہو تو اگر دوسرا لفظ کسی حرف کو شامل ہو واجب ہے ان دونوں کو مبنی کرنا فتحہ پر جیسے احد عشر سے تسعة عشر تک سوائے اثنا عشر کے کہ وہ معرب ہے مثنی کی طرح ۔ اور اگر یہ اس حرف کے معنی کو شامل نہیں تو اس میں کئی لغات ہیں سب سے فصیح پہلے کو فتحہ پر مبنی پڑھنا اور دوسرے کو غیر منصرف کرکے اعراب دینا ہے جیسے بعلبک جیسے جاءنی بعلبک اور رایت بعلبک اور مررت ببعلبک۔

سوالات

سوال: اسمائے اصوات کی تعریف اور مثالیں ذکر کریں؟ اور یہ بتائیں کہ یہ مبنی کیوں ہیں؟

سوال: احد عشر ' اثنا عشر ' حادی عشر ' ثانی عشر میں کون کونسے مبنی ہیں اور کون کونسے مبنی نہیں اور کیوں؟

سوال: اس کی کیا دلیل ہے کہ جاءاحد عشر اصل میں جاءاحد و عشر تھا؟

سوال: جاءاحد و عشر سے جاءاحد عشر کیسے بن گیا؟

سوال: عبارت کی وضاحت کریں۔ فان لم یتضمن ذلک ففیها لغات اقصحها

سوال: مرکب بنائی اور مرکب منع صرف کی وجہ تسمیہ بیان کریں۔

حل سوالات

سوال: اسمائے اصوات کی تعریف اور مثالیں ذکر کریں؟ اور یہ بتائیں کہ یہ مبنی کیوں ہیں؟

جواب: الاصوات كل لفظ حكى به صوت كغاق لصوت الغراب او صوت به البهائم و كنخ لا ناخة البعير۔

اسمائے اصوات ہر وہ لفظ ہے جس کے ذریعے کسی کی آواز کی حکایت (نقل) کی گئی ہو۔ جیسے غاق کوے کی آواز کے لیے۔ یا وہ الفاظ جن کے ذریعے جانوروں کو آواز دی جاتی ہے۔ جیسے نخ اونٹ کو بٹھانے کے لئے۔

ہر زبان میں مختلف آوازوں کی نقل کی جاتی ہے۔ مثلاً" اردو میں چڑیا کے لیے چوں چوں' کوے کے لیے کائیں کائیں' فاختہ کے لیے غٹر غوں غٹر غوں وغیرہ۔ اسی طرح عربی میں بھی جانوروں کی آوازوں کو بیان کرنے کیلئے مختلف الفاظ مستعمل ہیں جانوروں کو دوڑانے' چلانے' ادھر ادھر گھمانے پھرانے کے لیے آواز دی جاتی ہے۔ یہ آوازیں بھی اسمائے اصوات میں شامل ہے۔

اسمائے صوات کے مبنی ہونے کی وجہ :۔

اسمائے اصوات ان اسماء کے قائم مقام ہیں جن میں ترکیب نہیں پائی جاتی۔ جیسے با' تا وغیرہ وہ چونکہ مبنی ہیں اس لیے یہ بھی مبنی ہیں۔ البتہ اسمائے اصوات ترکیب میں واقع ہو کر بھی مبنی ہی رہتے ہیں۔ اس لیے کہ ترکیب میں ہوتے ہوئے بھی ان کے مسمی کا ارادہ نہیں کیا جاتا۔ جبکہ رجل وغیرہ جب ترکیب میں ہوتے ہیں تو ان کے مسمی کا ارادہ کیا جاتا ہے جن کے لیے یہ وضع ہیں۔ (ماخوذ از کتاب)

فائدہ : بطور لطیفے کے طلبہ کو یوں بھی سمجھایا جاسکتا ہے کہ اہل عرب کے کوے صرف نحو پڑھے ہوئے نہیں ہوتے اس لئے لفظ کو ہمیشہ ایک حالت پر بولتے رہتے ہیں اسی طرح اہل عرب کے اونٹ نحو پڑھے ہوئے نہیں ہوتے اس لئے ان کے لئے لفظ کو ایک حالت میں استعمال کیا جاتاہے تاکہ ان کو الجھن پیش نہ آئے۔

سوال : احد عشر ' اثنا عشر ' حادی عشر ' ثانی عشر میں کون کونسے مبنی ہیں اور کون کونسے مبنی نہیں اور کیوں؟

جواب : أَحَدَ عَشَرَ' حَادِیَ عَشَرَ اور ثَانِیَ عَشَرَ مبنی ہیں اور اِثْنَا عَشَرَ مبنی نہیں ہے۔ أَحَدَ عَشَرَ ' حَادِیَ عَشَرَ اور ثَانِیَ عَشَرَ میں دوسرا جزء متضمن ہے حرف کو اس لیے دونوں اجزاء مبنی برفتح ہیں۔ جبکہ اِثْنَا عَشَرَ میں پہلا جز تثنیہ سے مشابہت کی وجہ سے معرب ہے۔ اور دوسرا جز مبنی برفتح ہے۔ جب تثنیہ کی اضافت کی جائے تو نون تثنیہ گر جاتا ہے اور آخر میں الف رہ جاتا ہے۔ اور اِثْنَا میں بھی الف ہے۔ جب یہ نصبی حالت میں ہوا ہے تو اِثْنَیْ بن جاتا ہے۔ اس لیے معرب ہے۔ جیسے رَاَیْتُ اثْنَیْ عَشَرَ رَجُلًا ۔ وغیرہ۔

مرکب بنائی کی اور مثالیں لَیْلَ نَہَارَ رات دن جیسے خَالِدٌ یقرأُ الْجَرِیْدَۃَ لَیْلَ نَہَارَ (خالد رات دن اخبار پڑھتا ہے) صُبْحَ مَسَاءَ صبح وشام جیسے سَعِیْدٌ یُذَاکِرُ دُرُوْسَہٗ صُبْحَ مَسَاءَ (سعید صبح شام

اپنے سبق دہراتا ہے)۔

سوال: اس کی کیا دلیل ہے کہ جاء احد عشر اصل میں جاء احد و عشر تھا؟

جواب: اَحَدَ عَشَرَ کا معنی ہے گیارہ اور یہ برابر ہے ایک اور دس کے ایک اور دس کی عربی ہے اَحَدٌ وَ عَشَرَۃٌ کیونکہ اگر اس میں واؤ کا معنی نہ کیا جائے تو احد عشر کا معنی ہوگا "ایک دس" اور ایک دس تو دس کے ایک مجموعہ کو مثلاً دس کے ایک نوٹ کو بھی کہا جاسکتا ہے کسی کو تیس روپے دیتے ہوئے دس دس کے نوٹ پکڑاتے وقت کہا جائے یہ ایک دس یہ دو دس یہ تین دس ۔ تو چونکہ اَحَدَ عَشَرَ کا معنی ایک اور دس ہے اس سے معلوم ہوا کہ اس کی اصل اَحَدٌ وَعَشَرٌ ہے۔

سوال: جَاءَ اَحَدٌ وَعَشَرٌ سے جَاءَ اَحَدَعَشَرَ کیسے بن گیا؟

جواب: نحویوں نے کثرت استعمال کی وجہ سے واؤ کو نکالنا چاہا واؤ نے کہا میں نہیں نکلتی انہوں نے کہا ہم تو ضرور نکالیں گے واؤ نے کہا اگر تم نے میرے ساتھ زبردستی کی تو تم بھی ہمیشہ یاد کیا کرو گے ۔ نحویوں نے اس کی بات کو اہمیت نہ دی اور واؤ کو نکال باہر کیا واؤ نے ایک تو دونوں سے تنوین کو کھالیا اور دوسرے دونوں کی اعرابی حرکت کو اور دونوں لفظوں کو اپنی حرکت جیسی حرکت فتحہ دی ڈالی ۔ اب اس وقت سے نحوی بیچارے مجبور ہیں اگر واؤ کو نہیں لاتے تو تنوین اور اعراب کی حرکت نہیں لاسکتے اور اگر تنوین اور حرکت اعرابیہ لانا چاہیں تو ساتھ ہی واؤ بھی آجاتی ہے ۔

فائدہ: حرکت بناء تو نہ بدلنے والی ہے اور حرکت اعراب بدلتی رہنے والی ہے جیسے جَاءَ اَحَدٌ وَعَشَرٌ، رَاَیْتُ اَحَدًا وَعَشَرًا، وَ مَرَرْتُ بِاَحَدٍ وَعَشَرٍ ۔

فائدہ: اکثر نحوی اِثْنَا عَشَرَ کے پہلے جز کو مُعرب لکھتے ہیں مگر اس طریقے اسے وہ بھی مبنی ہو جاتا ہے وہ اس طرح کہ جَاءَ اثْنَا عَشَرَ، رَاَیْتُ اثْنَیْ عَشَرَ اصل میں تھا جَاءَ اثْنَانِ وَعَشَرٌ رَاَیْتُ اثْنَیْنِ وَ عَشَرًا جب ان سے واؤ کو زبردستی نکالا تو اس نے جاتے ہوئے دوسرے اسم سے تنوین اور حرکت اعرابیہ کو کھالیا پہلے سے تنوین نہ ملی تو نون تثنیہ ہی کھاگئی ۔ جیسے اضربا امر مبنی علی حذف النون ہے اسی طرح یہ بھی مبنی علی حذف النون ہے ۔ واللہ اعلم ۔

فائدہ: فقہی مسائل میں فقہاء کی پیروی ضروری ہے مگر کسی نحوی مسئلہ میں دلیل کی بنا پر اختلاف جائز ہے ان میں بنیادی فرق یہ ہے کہ نحو و صرف میں انسان دلیل ہی کا لحاظ کر کے کوئی قول اختیار کرتا ہے جبکہ فقہی مسائل میں عام طور پر سلف سے بدگمانی یا نفس پروری اور سہولت کے لیے نئی بات کہی جاتی ہے ۔ واللہ اعلم ۔

سوال: عبارت کی وضاحت کریں۔ فان لم یتضمن ذلک ففیھا لغات افصحھا

جواب: ترجمہ :۔ "اگر دوسرا اسم حرف کو متضمن نہ ہو تو اس میں متعدد لغات ہیں۔ زیادہ فصیح یہ

ہے کہ جزء اول مبنی بر فتح اور دوسرے کا غیر منصرف ہونا۔

وضاحت: مرکبات کی بحث چل رہی ہیں۔ یہاں مصنف فرما رہے ہیں کہ اگر ایسا مرکب ہے جس میں دوسرا اسم حرف کو شامل نہیں ہے تو اس کے پڑھنے کے کئی طریقے ہیں۔ لیکن زیادہ فصیح قول پہلے اسم کا مبنی بر فتح ہونا کیونکہ درمیان میں ہے اور درمیان میں اعراب نہیں آتا اور دوسرے اسم کا غیر منصرف پڑھنا۔ یعنی کسرہ اور تنوین اس پر نہیں آئیں گے۔ جیسے بَعْلَبَکَّ اِسْلَامَ بَادُ اَفْغَانِسْتَانُ وغیرہ ان الفاظ میں غیر منصرف کے دو سبب پائے جاتے ہیں۔ ایک علم دوسرے ترکیب۔

سوال: مرکب بنائی اور مرکب منع صرف کی وجہ تسمیہ بیان کریں۔

جواب: مرکب بنائی کو مرکب بنائی اس لیے کہتے ہیں کہ یہ دو معرب اسموں سے مل کر بنتا ہے' اور دونوں کو مبنی بنا دیتا ہے' اس لیے اس کو مرکب بنائی کہتے ہیں یعنی معرب کو مبنی بنا دینے والا مرکب اور مرکب منع صرف کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس ترکیب سے اسم منصرف' غیر منصرف ہو جاتا ہے۔ تو مرکب منع صرف کا معنی ہوا منصرف کو غیر منصرف بنا دینے والا مرکب۔

فصل : الكنايات هي أسماء تدل على عدد مبهم وهي كم و كذا أو حديث مبهم وهو كيت و ذيت

و اعلم أن كم على قسمين استفهامية و ما بعدها منصوب مفرد على التمييز نحو كم رجلا عندك ؟ و خبرية و ما بعدها مجرور مفرد نحو كم مال انفقته او مجموع نحو كم رجال لقيتهم و معناه التكثير و تدخل " من " فيهما تقول كم من رجل لقيته و كم من مال أنفقته و قد يحذف التمييز لقيام قرينة نحو كم مالک ؟ أی کم دينارا مالک ؟ و کم ضربت أی کم ضربة ضربت ؟

واعلم أن كم في الوجهين يقع منصوبا اذا كان بعده فعل غير مشتغل عنه بضميره نحو كم رجلا ضربت و كم غلام ملكت مفعولا به و نحو كم ضربة ضربت و كم ضربة ضربت مصدرا و كم يوما سرت ؟ و كم يوم صمت مفعولا فيه و مجرورا اذا كان قبله حرف جر أو مضاف نحو بكم رجلا مررت ؟ و على كم رجل حكمت وغلام كم رجلا ضربت ؟ و مال كم رجل سلبت

و مرفوعا اذا لم يكن شيئا من الامرين مبتدأ ان لم يكن ظرفا نحو كم رجلا أخوک و کم رجل ضربته و خبرا ان كان ظرفا نحو كم يوما سفرک ؟ و کم شهر صومی .

ترجمہ :فصل :کنایات وہ اسم ہیں جو عدد مبہم (غیرواضح تعداد پر) پر دلالت کریں اور وہ کم اور کذا ہیں یا مبہم (گول مول) بات پر اور وہ کیت اور ذیت ہیں۔

اور جان لے کہ کم دو قسم پر ہے استفہامیہ اور اس کا مابعد مفرد ہوتا ہے تمییز کی بنا پر منصوب ہوتا ہے جیسے کم رجلا عندک ؟ " کتنے آدمی ہیں تیرے پاس ؟" اور خبریہ اور اس کا مابعد مجرور مفرد ہوتا ہے جیسے کم مال انفقتہ " اتنا مال میں نے خرچ کردیا " یا جمع جیسے کم رجال لقیتھم "اتنے آدمیوں کو میں ملا " اور اس کا معنی تکثیر (کثرت کو بیان کرنا) ہے اور داخل ہوجاتا ہے من ان دونوں کے اندر جیسے کم من رجل لقیتہ ؟ "کتنے آدمیوں کو تو ملا ؟" اور کم من مال انفقتہ "اتنا مال میں نے خرچ کردیا " اور کبھی حذف کردیا جاتا ہے تمییز کو کسی قرینہ کے قائم ہونے کی وجہ سے جیسے کم مالک ؟ " کتنا ہے تیرا مال ؟" یعنی کم دینارا مالک " کتنے دینار ہے تیرا مال ؟ " اور کم ضربت؟ " کتنا تو نے مارا " یعنی کم ضربۃ ضربت " کتنی مرتبہ تو نے مارا ؟" ۔

اور جان تو کہ کم دونوں صورتوں میں واقع ہوتا ہے منصوب جب اس کے بعد ایسا فعل ہو جو اس کی ضمیر کی وجہ سے اس سے اعراض کرنے والا نہ ہو جیسے کم رجلا ضربت "کتنے آدمیوں کو تو نے مارا" اور کم غلاما ملکت "اتنے غلاموں کا میں مالک بنا" یا مفعول بہ واقع ہو جیسے کم ضربۃ ضربت "کتنی مرتبہ تو نے مارا؟" اور کم ضربۃ ضربت "بہت مرتبہ میں نے مارا" اس حال میں کہ یہ مصدر یعنی مفعول مطلق ہو اور کم یوما سرت؟ "کتنے دن تو چلا؟" اور کم یوم صمت "اتنے دن میں نے روزہ رکھا" اس حال میں کہ یہ مفعول فیہ ہو۔ یا مجرور ہوگا جب کہ اس سے پہلے حرف جر یا مضاف ہو جیسے بکم رجلا ضربت "کتنے آدمیوں کے پاس سے میں گزرا" اور علی کم رجل حکمت "کتنے آدمیوں پر میں نے حکومت کی؟ غلام کم رجلا ضربت؟ کتنے آدمیوں کے غلاموں کو تو نے مارا؟" اور مال کم رجل سلبت بہت سے آدمیوں کا مال میں نے چھینا۔

اور مرفوع ہوگا جبکہ ان میں سے کچھ نہ ہو مبتدا ہو کر اگر ظرف نہ ہو جیسے کم رجلا اخوک؟ "کتنے آدمی ہیں تیرے بھائی؟" اور کم رجل ضربتہ۔ "اتنے آدمی میں نے انہیں مارا" اور خبر بن کر اگر ظرف ہو جیسے کم یوما سفرک؟ "کتنے دن ہے تیرا سفر؟" اور کم شھر صومی "اتنے مہینے ہے میرا روزہ"۔

سوالات

سوال: کنایات کی تعریف اور مثالیں ذکر کریں۔

سوال: کم کی قسمیں ذکر کر کے یہ بتائیں کہ ان کی تمیز کس طرح ہوگی۔ منصوب ہے تو کیوں؟ مجرور ہے تو کیوں؟

سوال: کم منصوبات، مرفوعات اور مجرورات میں سے کیا کیا واقع ہو سکتا ہے اور کس کس صورت میں؟

سوال: مندرجہ ذیل جملوں کی ترکیب کریں۔

کم مالک۔ کم ضربۃ ضربت۔ کم ضربۃ ضربت۔ کم من کتاب عندک۔ کم من قلم عندی۔
کم رجلا ضربتہ۔ کم رجلا ضربت۔ کم یوما سرت۔ بکم رجل مررت۔ کم یوما سفرک۔
کم رجلا اخوک۔ کم آتیناھم من آیۃ بینۃ۔ کم من ملک فی السموات لا تغنی شفاعتھم۔

حل سوالات

سوال: کنایات کی تعریف اور مثالیں ذکر کریں۔

جواب: الکنایات ھی اسماء تدل علی عدد مبھم وھی کم وکذا او حدیث مبھم وھو کیت وذیت

کنایات وہ اسم ہیں جو عدد مبہم (یعنی غیر واضح تعداد) پر دلالت کرتے ہیں اور وہ کم اور کذا ہیں۔ یا حدیث مبہم (گول مول بات) پر دلالت کرتے ہوں اور وہ کیت وذیت ہیں۔

وہ اسماء جن کے ذریعے کنایہ کیا جاتا ہے' ان میں سے بعض اسماء مبنی ہیں۔ تمام اسماء کنایہ مبنی نہیں ہیں۔ بعض ان میں سے معرب ہیں مثلاً فُلَانٌ اور فُلَانَۃٌ بول کر علم سے کنایہ کیا جاتا ہے۔

۔ کَمْ اور کَذَا کے مبنی ہونے کی وجہ یہ ہے کہ کَمْ استفہامیہ ہمزہ استفہام کے معنی کو شامل ہے اور کَمْ خبریہ کو کَمْ استفہامیہ پر محمول کرلیا گیا ہے۔ اسی طرح کَذَا کاف اور ذَا سے مرکب ہے اور دونوں مبنی ہیں لہٰذا ان سے مرکب کَذَا بھی مبنی ہے۔

کَیْتَ اور ذَیْتَ کے معنی ہیں ایسے ایسے۔ کبھی کبھی یہ کَیْتُ وَذَیْتُ تاء کے ضمہ کے ساتھ آتے ہیں۔ نیز دونوں واؤ عطف کے ساتھ مستعمل ہوتے ہیں مثلاً قَالَ حَامِدٌ کَیْتٌ وَذَیْتٌ حامد نے ایسے ایسے کہا۔

سوال: کَمْ کی قسمیں ذکر کر کے یہ بتائیں کہ ان کی تمیز کس طرح ہوگی۔ منصوب ہے تو کیوں؟ مجرور ہے تو کیوں؟

جواب: کم کی دو قسمیں ہیں (۱) استفہامیہ (۲) خبریہ۔

(۱) کم استفہامیہ: اس کا مابعد منصوب مفرد ہوتا ہے ہونے کی بنا پر۔ اہل عرب سے اسی طرح سنا گیا ہے مثلاً کَمْ رَجُلًا عِنْدَکَ تیرے پاس کتنے آدمی ہیں؟

(۲) کَمْ خبریہ: اس کا مابعد کبھی مجرور اور مفرد ہوتا ہے جیسے کَمْ مَالٍ اَنْفَقْتُہٗ کتنا مال میں نے خرچ کردیا ہے۔ اور کبھی مجرور اور مجموع جیسے کَمْ رِجَالٍ لَقِیْتُھُمْ کتنے آدمیوں سے میں نے ملاقات کی۔ کم خبریہ کے معنی انشاء تکثیر کے ہیں۔ انشاء تکثیر کو آپ اس طرح سمجھیں کہ کوئی قربانی کے لئے بکرا خریدنے گیا بیچنے والے نے اس کی قیمت بتائی دو ہزار روپے سننے والے نے کہا۔ اتنی زیادہ قیمت۔ یہ متکلم کے ذہن کے مطابق کثرت کو بیان کرنے کا ایک انداز ہے اگر وہ یہ انداز اختیار نہ کرتا یوں کہہ دیتا اس کی قیمت زیادہ ہے تو یہ خبر ہوتی اور اس میں وہ اثر نہ ہوتا جو اس انداز میں پایا گیا۔

کم خبریہ کا مابعد اس لیے مجرور ہے کہ اس سے پہلے حرف جر مِنْ مقدر مانتے ہیں جیسے کَمْ مَالٍ اَنْفَقْتُہٗ اس کی اصل ہے کَمْ مِنْ مَالٍ اَنْفَقْتُہٗ وغیرہ۔ اور یا اس لئے کہ کَمْ کو مضاف مانتے ہیں

سوال: کم منصوبات' مرفوعات اور مجرورات میں سے کیا کیا واقع ہو سکتا ہے اور کس کس صورت میں؟

جواب: کم مرفوعات میں سے مبتدا اور خبر واقع ہو سکتا ہے۔ مبتدا اس وقت جب اس کے بعد فعل نہ ہو یا فعل تو ہو مگر ضمیر مفعول بھی لگی ہوئی ہو جیسے کم طالبًا فی الفصلِ کم طالبا نَجَحَ فِی الِاخْتِبَارِ کم رَجُلًا ضَرَبْتَہٗ'

آخری مثال میں دو باتیں جائز ہیں ۱۔ کَمْ رَجُلًا مبتدا ہو اور جملہ فعلیہ خبر ہو ۲۔ کَمْ رَجُلًا کیلئے ایک فعل ضَرَبْتَ محذوف ہو جس کیلئے یہ مفعول بہ مقدم بنے اور جو فعل ذکر ہے وہ اس

محذوف کی تفسیر کرتا ہو۔ خبر اس وقت جب جار مجرور یا ظرف ہو جیسے بِکَمْ رَجُلاً مُرُوْرُکَ۔ کم یومًا سَفَرُکَ

کَمْ منصوبات میں سے مفعول بہ، مفعول مطلق اور مفعول فیہ واقع ہو سکتا ہے۔ مفعول بہ اس وقت جب اس کے بعد فعل متعدی بغیر مفعول بہ کے ہو اور یہ مفعول بہ بن سکے جیسے کَمْ رَجُلاً ضَرَبْتَ اور کَمْ رَجُلاً ضَرَبْتَهٗ میں دو وجہیں جائز ہیں جیسا کہ گزرا۔ مفعول مطلق اس وقت جب اس کے بعد فعل بغیر ضمیر کے ہو اور یہ مفعول مطلق بن سکے جیسے کَمْ ضَرْبَةً ضَرَبْتَ جبکہ کَمْ ضَرْبَةً ضَرَبْتَهٗ میں اگر ھا ضمیر نائب عن مفعول مطلق بنے تو کَمْ ضَرْبَةً میں دو وجہیں جائز ہیں۔ ۱۔ مبتدا ہو۔ ۲۔ مفعول مطلق ہو فعل محذوف کے لئے

اور مفعول فیہ اس وقت بنے گا جب اس کے بعد فعل بغیر مفعول فیہ کے ہو اور یہ مفعول فیہ بن سکے جیسے کَمْ یَوْمًا سَافَرْتَ جبکہ کَمْ یَوْمًا سَافَرْتَ فِیْہِ میں دو وجہیں جائز ہوں گی مبتدا ہو یا فعل محذوف کے لئے مفعول فیہ ہو۔

مجرور ہونے کی دو صورتیں ہیں:

۱۔ کَمْ حرف جار کے بعد آجائے۔ ۲۔ مضاف الیہ ہو جیسے بِکَمْ رَجُلٍ مَرَرْتُ "اتنے آدمیوں کے پاس سے میں گزرا" یا بِکَمْ دِرْھَمٍ اشْتَرَیْتُ ھٰذَا الْکِتَابَ۔ "اتنے درہموں کے بدلے میں نے اس کتاب کو خریدا" غُلَامَ کَمْ رَجُلاً ضَرَبْتُ "اتنے آدمیوں کے غلاموں کو میں نے مارا" اور۔ مَالَ کَمْ رَجُلٍ سَلَبْتُ "کتنے آدمیوں کا مال میں نے چھینا"۔

سوال: مندرجہ ذیل جملوں کی ترکیب کریں۔

کم مالک۔ کم ضربۃ ضربت۔ کم ضربۃ ضربت۔ کم من کتاب عندک۔ کم من قلم عندی۔
کم رجلا ضربتہ۔ کم رجلا ضربت۔ کم یوما سرت۔ بکم رجل مررت۔ کم یوما سفرک۔
کم رجلا اخوک۔ کم آتیناھم من آیۃ بینۃ۔ کم من ملک فی السموات لا تغنی شفاعتھم۔

جواب: کَمْ مَالُکَ: کم استفہامیہ مبتدا۔ مالک مضاف مضاف الیہ مل کر خبر۔ مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔

کَمْ ضَرْبَةً ضَرَبْتَ: کم ممیز، ضربۃ تمیز۔ ممیز تمیز مل کر مفعول مطلق مقدم۔ ضربت فعل با فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول مطلق سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

کَمْ ضَرْبَةٍ ضَرَبْتُ: کم مضاف ممیز۔ ضربۃ مضاف الیہ تمیز۔ ممیز تمیز مل کر مفعول مطلق۔ ضربت فعل با فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول مطلق سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

کَمْ مِنْ کِتَابٍ عِنْدَکَ: کم ممیز۔ من زائدہ۔ کتاب تمیز۔ ممیز تمیز مل کر مبتدا۔ عندک مضاف

مضاف الیہ مل کر ظرف۔ ظرف اپنے متعلق ثبت وغیرہ کے ہو کر خبر۔ مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا (چونکہ کم استفہامیہ ہے اس لیے کتاب محلاً منصوب بوجہ تمیز ہونے کے ہے)

کَمْ مِنْ قَلَمٍ عِنْدِیْ: کم ممیز۔ من زائد۔ قلم تمیز۔ ممیز تمیز مل کر مبتدا۔ عندی مضاف مضاف الیہ مل کر ظرف متعلق ثبت کے ہو کر خبر۔ مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔

کَمْ رَجُلًا ضَرَبْتَہٗ: کم ممیز۔ رجلا تمیز۔ ممیز تمیز مل کر مفعول بہ فعل محذوف ضربتَ کا۔ فعل، فاعل، مفعول مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر مفسر۔ ضربتہ فعل، فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ لا محل لہ من الاعراب تفسیر ہوا پہلے جملے کی

دوسری ترکیب یہ ہے کہ کَمْ رَجُلًا ممیز تمیز مل کر مبتدا، جملہ فعلیہ اس کے بعد اس مبتدا کی خبر۔ مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔

کَمْ رَجُلًا ضَرَبْتَ: کم اسم استفہام ممیز، رجلاً تمیز۔ ممیز تمیز مل کر مفعول بہ مقدم۔ ضَرَبْتَ فعل و فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

کَمْ یَوْمًا سِرْتَ: کم ممیز۔ یوما تمیز۔ ممیز تمیز مل کر مفعول فیہ مقدم۔ سِرْتَ فعل و فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

کَمْ رَجُلٍ مَرَرْتُ بِہٖ: کم ممیز۔ رجل تمیز۔ ممیز تمیز مل کر مبتدا۔ مررتُ فعل و فاعل، بہ جار مجرور متعلق فعلؔ کے۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

دوسری ترکیب یہ ہے کہ کَمْ رَجُلٍ کو جَاوَزْتُ فعل محذوف کا مفعول بہ مقدم بنا کر جملہ پورا کریں اور مررتُ بہٖ اس جملہ کی تفسیر ہو گا یہ بھی اشتغال کی ایک صورت ہے کہ فعل محذوف کے مرادف کو محذوف مانا جائے

بِکَمْ رَجُلٍ مررتُ: با حرف جار۔ کم مضاف ممیز۔ رجل تمیز۔ ممیز تمیز مل کر مجرور۔ جار مجرور متعلق فعلؔ کے۔ مررتُ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

کَمْ یَوْمًا سَفَرُکَ: کم ممیز۔ یوما تمیز۔ ممیز تمیز مل کر خبر مقدم۔ سفرک مضاف مضاف الیہ مل کر مبتدا موخر۔ مبتدا موخر مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔

کَمْ رَجُلًا اَخُوْکَ: کم ممیز۔ رجلا تمیز۔ ممیز تمیز مل کر مبتدا۔ اخوک مضاف مضاف الیہ مل کر خبر۔ مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔ چونکہ رجل ظرف نہیں اس لیے کم رجلا مبتدا ہے۔

کَمْ آتَیْنَاھُمْ مِنْ آیَةٍ بَیِّنَةٍ: کم استفہامیہ ممیز۔ آتینا فعل با فاعل۔ ھم ضمیر مفعول بہ اول۔ من زائدہ۔ آیةٍ موصوف۔ بَیِّنَةٍ صفت۔ موصوف صفت مل کر تمیز۔ ممیز تمیز مل کر مفعول ثانی فعل کے لیے۔ فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعول بہ سے مل کر جملہ انشائیہ ہوا۔

کم مِنْ مَلَکٍ فِی السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِیْ شَفَاعَتُھُمْ : کم ممیز۔ من زائدہ۔ ملک موصوف۔ فی السموات صفت۔ موصوف صفت مل کر تمیز۔ ممیز تمیز مل کر مبتدا۔ اس کے بعد جملہ فعلیہ محلاً مرفوع خبر۔ اس جملے میں شَیْئاً مفعول مطلق ہے کیونکہ اصل یوں ہے کَمْ مِنْ مَلَکٍ فِی السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِیْ شَفَاعَتُھُمْ شَیْئاً مِنَ الْاِغْنَاءِ۔

فائدہ :اس جگہ حفاظ قرآن کے لئے ایک دلچسپ سوال ہوتا ہے وہ یہ کہ کم من ملک فی السمواتِ کے بعد کیا ہے وَالْاَرْضِ یا وَالْاَرْضَ اور جواب یہ ہے کہ دونوں میں سے کچھ بھی نہیں بلکہ اس کے بعد ہے لا تغنی شفاعتہم شیئا ۔

فصل : الظروف المبنية على أقسام منها ما قطع عن الاضافة بأن حذف المضاف اليه كقبل و بعد و فوق و تحت قال الله تعالى : لله الأمر من قبل و من بعد أى من قبل كل شيء و من بعد كل شيء هذا اذا كان المحذوف منويا للمتكلم و الا لكانت معربة و على هذا قرئ لله الأمر من قبل و من بعد و تسمى الغايات .

و منها حيث بنيت تشبيها لها بالغايات لملازمتها الاضافة الى الجملة فى الأكثر قال الله تعالى سنستدرجهم من حيث لا يعلمون و يضاف الى المفرد كقول الشاعر

أما ترى حيث سهيل طالعا   أى مكان سهيل

فحيث هذا بمعنى مكان و شرطه أن يضاف الى الجملة نحو اجلس حيث يجلس زيد.

و منها اذا و هى للمستقبل و اذا دخلت على الماضى صار مستقبلا نحو اذا جاء نصر الله و فيها معنى الشرط و يجوز ان تقع بعد ها الجملة الاسمية نحو آتیک اذا الشمس طالعة و المختار الفعلية نحو آتیک اذا طلعت الشمس و قد تكون للمفاجأة نحو خرجت فاذا السبع واقف .

و منها اذ وهى للماضى و تقع بعدها الجملتان الاسمية و الفعلية نحو جئتک اذ طلعت الشمس و اذ الشمس طالعة

ومنها أين و أنى للمكان بمعنى الاستفهام نحو أين تمشى و أنى تقعد و بمعنى الشرط نحو أين تجلس أجلس و أنى تقم اقم .

و منها متى للزمان شرطا أو استفهاما نحو متى تصم أصم و متى تسافر ؟ و منها كيف للاستفهام حالا نحو كيف انت ؟ أى فى أى حال أنت ؟

و منها أيان للزمان نحو أيان يوم الدين .

و منها مذ و منذ بمعنى أول المدة ان صلح جوابا لمتى نحو ما رأيته مذ و منذ يوم الجمعة فى جواب من قال متى ما رأيت زيدا ؟ أى أول مدة انقطاع رؤيتى اياه يوم الجمعة و بمعنى جميع المدة ان صلح جوابا لكم نحو ما رأيته مذ أو منذ يومان فى جواب من قال كم مدة ما رأيت زيدا أى جميع مدة ما رأيته يومان .

و منها لدى و لدن بمعنى عند نحو المال لديک و الفرق بينهما أن عند لا يشترط فيه الحضور و يشترط ذلک فى لدى و لدن و جاء فيه لغات أخر لدن و لدن و لدن و لد و لد و لد .

و منها قط للماضى نحو ما رأيته قط و منها عوض للمستقبل المنفى نحو لا أضربه عوض

واعلم أنه اذا أضيف الظروف الى الجملة أو الى اذ جاز بناؤها على الفتح كقوله تعالى هذا يوم ينفع الصادقين صدقهم و كيومئذ و حينئذ و كذلک مثل و غير مع ما و أن وأن تقول ضربته مثل ما ضرب زيد و غير ان ضرب زيد . و منها امس بالكسر عند اهل الحجاز .

ترجمہ: فصل: ظروف مبنیہ کئی قسم پر ہیں۔ ان میں سے بعض وہ ہیں جن کو اضافت سے کاٹا ہوا ہے اس طرح پر کہ مضاف الیہ کو حذف کیا ہو جیسے قبل' بعد' فوق اور تحت اللہ کا فرمان ہے للّٰہ الامر من قبل و من بعد "اللہ ہی کے لئے حکم ہے پہلے بھی اور بعد میں بھی" یعنی من قبل کل شیء ومن بعد کل شیء "یعنی ہر ہر چیز سے پہلے بھی اس کا حکم ہے اور ہر ہر چیز کے بعد بھی" اور یہ اس وقت جبکہ حذف کیا ہوا متکلم کی نیت میں ہو ورنہ وہ معرب ہوں گے اور اسی بنا پر پڑھا گیا ہے للّٰہ الامر من قبل و من بعد اور اس کا نام غایات رکھا جاتا ہے

اور ان میں سے حیث ہے اس کو مبنی بنایا گیا غایات کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے جملے کی طرف ان کی اضافت کے لازم ہونے کی وجہ سے اکثر حالات میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے سنستدرجھم من حیث لا یعلمون "ہم ان کو بتدریج لئے جارہے ہیں اس طور کہ ان کو خبر بھی نہیں" اور کبھی مفرد کی طرف مضاف ہوتا ہے جیسے شاعر کا قول

اما تری حیث سھیل طالعا

یعنی مکان سھیل (ترجمہ یہ ہے کیا تو سہیل ستارے کی جگہ کوئی طلوع ہونے والا نہیں دیکھتا) تو یہ حیث معنی

میں ہے مکان کے ۔اور اس کی شرط یہ ہے کہ جملے کی طرف مضاف ہو ۔جیسے اجلِس حیثُ یجلسُ زیدٌ " بیٹھ جہاں زید بیٹھا ہے "۔

اور ان میں سے اذا ہے اور وہ مستقبل کے لئے ہوتا ہے اور جب ماضی پر آئے تو وہ مستقبل ہوجاتی ہے جیسے اذا جاء نصر اللّٰہ " جب آئے اللہ کی مدد " اور اس میں شرط کا معنی ہوتا ہے اور جائز ہے کہ اسکے بعد جملہ اسمیہ آئے جیسے آتیک اذا الشمس طالعۃ " میں تیرے پاس آؤں گا جب سورج نکلنے والا ہوگا " اور کبھی یہ مفاجاۃ کے لئے ہوتا ہے تو اس کے بعد مبتدا کا ہونا بہتر ہے جیسے خرجت فاذا السبع واقف۔ " میں نکلا تو اچانک درندہ کھڑا تھا"۔

اور ان میں سے اذ ہے اور وہ ماضی کے لئے ہے اور اس کے بعد دونوں جملے اسمیہ اور فعلیہ آسکتے ہیں جیسے جئتک اذ طلعت الشمس واذ الشمس طالعۃ ۔ " میں تیرے پاس آیا جب سورج نکلا اور جب سورج نکلنے والا تھا"

اور ان میں سے این اور انی ہے مکان کے لئے استفہام کے معنی میں جیسے این تمشی ؟ " تو کہاں جاتاہے " اور انی تقعد ؟ " تو کہاں بیٹھے گا " اور شرط کے معنی میں جیسے این تجلس اجلس "جہاں تو بیٹھے گا میں بیٹھوں گا " اورانی تقم اقم " جہاں تو کھڑا ہوگا میں کھڑا ہوں گا "۔

اور ان میں سے متی ہے زمان کے لئے شرط ہو یا استفہام جیسے متی تصم اصم " جب تو روزہ رکھے گا میں روزہ رکھوں گا " اور متی تسافر " توکب سفر کرے گا " اور ان میں سے کیف ہے استفہام کے لئے حال کے بارے میں جیسے کیف انت؟ " تو کیسے ہے ؟" یعنی فی ای حال انت؟ " تو کس حال میں ہے "

اوران میں سے ایان ہے زمانے کے لئے سوال پوچھنے کے لئے جیسےایان یوم الدین؟ "کب ہے بدلے کا دن "۔

اور ان میں سے مذ اور منذ ہے اول مدت کے معنی میں اگرجواب بن سکے متی کا جیسے ما رایتہ مذ او منذ یوم الجمعۃ " میں نے اس کو جمعہ کے دن سے نہیں دیکھا " اس کے جواب میں جو یہ کہے متی ما رایت زیدا " کب تو نے زید کو نہ دیکھا " یعنی میرے اس کو نہ دیکھنے کی ابتداء جمعہ کا دن ہے ۔ اور کل مدت کے معنی میں اگر جواب بن سکے کم کا جیسے ما رایتہ مذ او منذ یومان " میں نے اس کو دو دن سے نہ دیکھا " اس کے جواب میں جو یہ کہے کم مدۃ مارایت زیدا " کتنی مدت سے تو نے زید کو نہ دیکھا " یعنی میرے اس کو نہ دیکھنے کی کل مدت دو دن ہیں ۔

اور ان میں لدی اور لدن ہیں عند کے معنی میں جیسے المال لدیک " مال تیرے پاس ہے " اور ان دونوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ عند میں پاس ہونا شرط نہیں اور لدی اور لدن میں یہ شرط ہے اور اس میں کچھ اور لغات بھی ہیں لدن 'لدن 'لدن 'لد 'لد اور لد

اور ان میں قط ہے ماضی منفی کے لئے جیسے ما رایتہ قط " میں نے اس کو کبھی نہیں دیکھا" اور ان میں سے عوض ہے مستقبل منفی کے لئے جیسے لا اضربہ عوض "میں اس کو کبھی نہیں ماروں گا"۔

اور جان لے کہ جب ظروف کی جملہ یا اذ کی طرف اضافت ہو تو جائز ہے ان کو فتح پر مبنی پڑھنا جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ھذا یوم ینفع الصادقین صدقھم " یہ وہ دن ہے کہ سچوں کو ان کا سچ نفع دے گا" اور جیسے یومئذٍ اور حینئذٍ اور اسی طرح مِثْل اور غَیْر ہےمَا 'اَنْ اوراَنَّ کے ساتھ ۔ تو کہے ضربتہ مثل ما ضرب زید و غیر اَنْ ضرب زید (یہ دو جملے ہیں پہلے کا معنی یہ ہے میں نے اس کو ایسے مارا جیسے زید نے مارا دوسرا جملہ یوں ہے ما ضربتہ غیران ضرب زید ترجمہ یہ ہے میں نے اس کو نہ مارا مگر یہ کہ زید نے مارا) اور ان میں سے امس ہے کسرہ کے ساتھ اہل حجاز کے نزدیک

سوالات

سوال: للہ الامر من قبل ومن بعد کو اور کس طرح پڑھ سکتے ہیں اور کیوں؟

سوال: النحو علم باصول یعرف بھا احوال اواخر الکلم الثلاث من حیث الاعراب والبناء سے صرف خط کشیدہ الفاظ کی ترکیب کریں۔

سوال: ترکیب کریں(ا) سنستدرجھم من حیث لَا یعلمون '() اما تری حیث سھیل طالعا '() اجلس حیث یجلس زید۔

سوال: مذ اور منذ کے دو معنے کون سے ہیں اور ان کی علامت کیا ہے؟

سوال: اذ' اذا ' متی 'ایان 'انی 'قط 'عوض کے معانی ذکر کریں اور ایک ایک مثال بھی دیں۔

سوال: مختصر ترکیب کریں۔

ثم افیضوا من حیث افاض الناس ۔ والذین اتقوا فوقھم یوم القیامۃ ۔ فان طلقھا فلا تحل لہ من بعد ۔ ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا ۔ ولا تقاتلوھم عند المسجد الحرام ۔ ھنالک دعا زکریا ربہ ۔ محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم ۔ متی نصر اللہ ۔ فاین تذھبون

سوال: ظرف کے دو نقشے تحریر کریں: (ا) تصرف کے اعتبار سے (۲) معرب ومبنی کے اعتبار سے مع مثال کے۔

سوال: قبل' بعد کو مبنی علی الضم کیوں کہا گیا۔ نیز ان کے ساتھ دیگر کلمات کون کون سے ہیں؟

سوال: حیث ' اذا ' یوم ' شھر وغیرہ کی ایسی مثالیں دیں جن میں یہ الفاظ بطور ظرف مستعمل نہ ہوئے ہوں۔

سوال: لفظ اذ ' اذا ' متی ' این ' کیف کی ترکیب کیسے کریں گے؟ نیز متی ' این ' انی کب شرطیہ اور

کب استفہامیہ ہوتا ہے؟

سوال: ما رایتہ مذ یومان' ما رایتہ مذ یومین دونوں کی ترکیب کیسے ہوگی؟

سوال: ترکیب کریں۔ نیز ظرف متصرف' غیر متصرف بتائیں اور معرب مبنی ذکر کریں۔

الله اعلم حيث يجعل رسالته ۔واذا اظلم عليهم قاموا ۔ ولا يكلمهم الله يوم القيامة ۔ فولوا وجوهكم شطره ۔ فمن شهد منكم الشهر فليصمه ۔ كيف كان عقاب ۔ كيف كان عذابی ونذر ۔ كيف يهدى الله قوما كفروا ۔ اذا وقعت الواقعة ليس لوقعتها كاذبة خافضة رافعة ۔ اذا رجت الارض رجا ۔ انی يحيى هذه الله بعد موتها ۔ انى لك هذا ۔ اين تقعد اقعد ۔ متى تذهب اذهب ۔ فاتوا حرثكم انى شئتم

سوال: عبارت کی وضاحت کریں

واعلم انه اذا اضيف الظروف الى الجملة او الى اذ جاز بناؤها على الفتح كقوله تعالى هذا يوم ينفع الصادقين صدقهم وكيومئذ وحينئذ وكذلك مثل وغير مع ما وان وان يقول ضربته مثل ما ضرب زيد وغير ان ضرب زيد

سوال: ترکیب کریں: انه لحق مثل ما انكم تنطقون

حل سوالات

سوال: لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ کو اور کس طرح پڑھ سکتے ہیں اور کیوں؟

جواب: لله الامر من قبل ومن بعد کو لله الامر من قبلُ ومن بعدُ بھی پڑھ سکتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ قبل اور بعد اسمائے ظروف ہیں اور یہ اکثر مضاف واقع ہوتے ہیں۔ جب ان کا مضاف الیہ حذف ہو متکلم کی نیت میں ہو تو انہیں مبنی بر ضم کر دیتے ہیں جیسے لله الامر من قَبْلُ ومن بَعْدُ اصل میں جملہ یوں تھا: لِلّٰهِ الامرُ من قبلِ كُلِّ شَيْءٍ وَمِنْ بَعْدِ كُلِّ شَيْءٍ۔ کل شیء مضاف الیہ ہے جسے حذف کر کے قبلُ اور بعدُ کر دیا۔ اور جب مضاف الیہ نہ ذکر ہو اور نہ متکلم کی نیت میں ہو تو اس وقت' اور یا جب مضاف الیہ مذکور ہو تو ان کو عامل کے مطابق اعراب دیا جاتا ہے جیسے لله الامر من قبلٍ ومن بعدٍ اس صورت میں مضاف الیہ متکلم کی نیت میں بھی نہیں اور اگر ان کا مضاف الیہ مذکور ہو تو یوں ہوگا: لله الامرُ من قبلِ كُلِّ شَيْءٍ وَمِنْ بَعْدِ كُلِّ شَيْءٍ اسی طرح اَنَا حَاضِرٌ مِنْ قَبْلِكَ۔ اَنَا حَاضِرٌ مِنْ قَبْلُ ۔

سوال: اَلنَّحْوُ عِلْمٌ بِاُصُوْلٍ يُعْرَفُ بِهَا اَحْوَالُ اَوَاخِرِ الْكَلِمِ الثَّلَاثِ مِنْ حَيْثُ الْاِعْرَابُ وَالْبِنَاءُ صرف خط کشیدہ الفاظ کی ترکیب کریں۔

جواب : مِنْ حیثُ الاعرابُ والبناءُ: من حرف جار ۔ حیث مضاف۔ الاعرابُ معطوف علیہ۔ واؤ عاطفہ۔ البناءُ معطوف۔ معطوف معطوف علیہ مل کر مبتدا۔ مَوْجُوْدَانِ محذوف اس کی خبر۔ مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر مضاف الیہ۔ مضاف مضاف الیہ مل کر مجرور۔

سوال: ترکیب کریں:

جواب : (۱) سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ: سین حرف استقبال۔ نستدرج فعل۔ نحن ضمیر مستتر اس کا فاعل۔ ھم ضمیر مفعول بہ۔ من حرف جار ۔ حیث مضاف۔ لا نافیہ۔ یعلمون فعل فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر مضاف الیہ۔ مضاف مضاف الیہ مل کر مجرور۔ جار مجرور مل کر متعلق فعل کے۔ فعل اپنے فاعل' مفعول بہ اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(۲) اَمَا تَرىٰ حَيْثُ سُهَيْلٍ طَالِعًا : ہمزہ حرف استفہام ۔ ما نافیہ۔ تری فعل۔ انت ضمیر مستتر اس کا فاعل۔ حیثُ مضاف۔ سُہیل مضاف الیہ۔ مضاف مضاف الیہ مل کر مفعول فیہ۔ طالعا مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

(۳) اِجْلِسْ حَيْثُ يَجْلِسُ زَيْدٌ: اجلسْ فعل۔ انتَ ضمیر مرفوع متصل مستتر اس کا فاعل۔ حیثُ ظرف مضاف۔ یجلسُ فعل۔ زیدٌ اس کا فاعل۔ فعل فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر مضاف الیہ۔ مضاف مضاف الیہ مل کر مفعول بہ۔ فعل' فاعل اوز مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

سوال: مُذْ اور مُنْذُ کے دو معنٰے کون سے ہیں اور ان کی علامت کیا ہے؟

جواب : (۱) اگر مذ منذ' مَتٰی کا جواب بننے کی صلاحیت رکھتے ہوں تو اول مدت کے معنی دیتے ہیں۔ مثلاً" اگر یہ پوچھا جائے مَتىٰ مَا رَاَيْتَ زَيْدًا ؟ تو اس کے جواب میں کہا جائے گا ما رَاَيْتُهٗ منذ یومُ الجمعة یعنی میرے نہ دیکھنے کی اول مدت یوم جمعہ ہے۔

(۲) اگر مذ منذ' کم کا جواب بن سکتے ہوں تو جمیع مدت کے معنی دیتے ہیں جیسے کوئی پوچھے کَمْ مُدَّةً" مَا رَاَيْتَ زَيْدًا تو جواب میں کہا جائے گا مَا رَاَيْتُهٗ مُنْذُ يَوْمَانِ یعنی جمیع مدت جب سے میں نے زید کو نہیں دیکھا' وہ دو یوم ہیں۔

منذ اور منذ ہمیشہ مبنی ہوتے ہیں کیونکہ انہیں حروف جارہ سے مشابہت حاصل ہے کیونکہ ایسے ہی الفاظ (مذ و منذ) حروف جر بھی واقع ہوتے ہیں۔

سوال: اذ' اذا' متی' ایان' انی' قط' عوض کے معانی ذکر کریں اور ایک ایک مثال بھی دیں۔

جواب : (۱) اِذْ کے معنی "جب" کے ہیں اور یہ ماضی کے لیے آتا ہے۔ اس کے بعد جملہ فعلیہ یا اسمیہ واقع ہوتا ہے جیسے جِئْتُكَ اِذْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ یا جِئْتُكَ اِذِ الشَّمْسُ طَالِعَةٌ

اور اِذْ کبھی وقت کا معنی بھی دیتا ہے جیسے وَاذْكُرْ اَخَا عَادٍ اِذْ اَنْذَرَ قَوْمَهٗ بِالْاَحْقَافِ یہ اپنے

مضاف الیہ سے مل کر مفعول بہ سے بدل اشتمال بنتا ہے مفہوم یہ ہےوَاذکرُ اَخا عادٍ وَقتَ اَنذارِہٖ قَومَہٗ بِالاَحقَافِ نیز فرمایا وَ نُوحًا اِذ نَادیٰ مِن قَبلُ مفہوم یوں ہےوَ اذکرُ نُوحًا وَقتَ نِدَائِہٖ مِن قَبلُ

() اذا کے معنی بھی "جب" کے ہیں۔ یہ فعل مستقبل پر داخل ہوتا ہے اور جب یہ ماضی پر داخل ہو تو مستقبل کے معنی دیتا ہے جیسے اِذَا جَاءَ نَصرُ اللّٰہِ والفتحُ اور اِذَا اس وقت شرط کے معنی بھی دیتا ہے اور اس کے بعد جملہ اسمیہ کا آنا بھی جائز ہے لیکن فعلیہ کا آنا پسندیدہ ہے جیسے آتِیکَ اِذَا الشَّمسُ طَالِعَۃٌ میں تیرے پاس آؤں گا جب سورج طلوع ہوگا۔ آتِیکَ اِذَا طَلَعَتِ الشَّمسُ میں تیرے پاس آؤں جب سورج طلوع ہوگا۔

اور اِذَا کبھی کبھی مفاجات کے لیے بھی آتا ہے۔ مفاجات کا مطلب ہے کسی چیز کا ناگہانی اور اچانک رونما ہو جانا۔ مثلا خَرَجتُ فَاِذَا السَّبُعُ وَاقِفٌ نکلا میں پس اچانک درندہ کھڑا تھا۔ مفاجات کے لیے اذا کے بعد مبتدا کا لانا زیادہ مختار ہے۔

مفاجات کو سمجھانے کے لئے ایک واقعہ: ہمارے ساتھ ضلع رحیم یار خان کے ایک ساتھی مدرسہ اشرف المدارس فیصل آباد میں پڑھتے تھے انہوں نے بتایا کہ ایک مرتبہ ان کے علاقے میں جہاں وہ پہلے تعلیم حاصل کرتے تھے مدرسہ کے ناظم صاحب نے کہا کہ جو شخص مدرسے میں سانپ مارے اس کو پانچ روپے انعام دیا جائے گا وہ کہتے ہیں کہ میں باہر سے مدرسہ آرہا تھا کہ ایک کھیت میں ایک سانپ دیکھا آگے بڑھ کر ماردیا اور اس کو اٹھا کر بڑی امیدوں کے ساتھ مدرسہ کی جانب بڑھ رہے ہیں کہ جاتے ہی ناظم صاحب سے کہیں گے کہ میں نے مدرسہ میں سانپ مارا انعام دو۔ مدرسہ سے باہر ہی تھا کہ اچانک ایک آواز آئی ارے یہ کیا دیکھا تو وہی ناظم صاحب۔ انعام لینے کا سارا منصوبہ دھرا رہ گیا۔

اِذَا کبھی وقت کے معنی میں ہوتا ہے شرح جامی میں اس کی مثال یوں دی ہے اِذَا یَقُومُ زَیدٌ اِذَا یَقعُدُ عَمرٌو معنی یہ ہے وَقتُ قِیَامِ زَیدٍ وَقتُ قُعُودِ عَمرٍو

قرآن پاک سے اس کی مثالیں

والضحیٰ واللیلِ اِذَا سَجیٰ اس میں اِذَا اپنے مابعد مضاف الیہ سے مل کر بدل اشتمال بنتا ہے معنی یہ ہےوَاللَّیلِ وَقتَ سَجیِہَا ارشاد باری ہےاِذَا وَقَعَتِ الوَاقِعَۃُ لَیسَ لِوَقعَتِہَا کَاذِبَۃٌ خَافِضَۃٌ رَافِعَۃٌاِذَا رُجَّتِ الاَرضُ رَجًّا وَ بُسَّتِ الجِبَالُ بَسًّا فَکَانَت ہَبَاءً مُّنبَثًّا وَّ کُنتُم اَزوَاجًا ثَلَاثَۃً ایک قول کے مطابق اِذَا دونوں جگہ وقت کے معنی میں ہے اور درمیان میں جمل معترضہ ہیں مفہوم یوں ہے وَقتُ وُقُوعِ الوَاقِعَۃِ وَقتُ رَجِّ الاَرضِ رَجًّا

دوسرے قول کے مطابق دوسرا اِذَا پہلے اِذَا سے بدل ہے شرط کی جزا کُنتُم اَزوَاجًا ثَلَاثَۃً ہے اور واؤ زائدہ ہے(۳) مَتیٰ دو معنوں میں آتا ہے اور دونوں زمانے کے لیے ہیں۔

۱۔ استفہام کے لیے' اس وقت اس کا معنی "کب" ہوتا ہے جیسے مَتٰی تُسَافِرُ؟ تو کب سفر کرے گا؟
۲۔ اور کبھی شرط کے معنی میں آتا ہے' اس وقت اس کے معنی "جب" کے ہوتے ہیں جیسے مَتٰی تَصُمْ اَصُمْ جب تو روزہ رکھے گا' میں بھی روزہ رکھوں گا۔

(۴) اَیَّانَ: اَیَّانَ بھی زمانے کے لیے آتا ہے جس طرح مَتٰی زمانے کے لیے آتا ہے بطور استفہام کے۔ مَتٰی اور اَیَّانَ میں فرق یہ ہے کہ مَتٰی ماضی اور مستقبل دونوں کے لیے آتا ہے لیکن اَیَّانَ صرف مستقبل کے لیے آتا ہے اور بڑے بڑے اور عظیم کاموں کے علاوہ اس کا استعمال نہیں ہوتا۔ استفہام کی رو سے اَیَّانَ کے معنی "کب" کے آتے ہیں جیسے اَیَّانَ یَوْمُ الدِّیْنِ قیامت کب آئے گی یعنی قیامت کا دن کب آئے گا۔ اس طرح اس میں استفہام بھی ہے اور زمانہ بھی۔

(۵) اَنّٰی: اَنّٰی مکان کے لیے آتا ہے استفہام کے معنی میں۔ اور کبھی زمانے کو شامل ہوتا ہے جیسے اَنّٰی تَقْعُدُ تو کہاں بیٹھے گا؟ زمانہ کی مثال: انی تقعد تو کب بیٹھے گا؟ مکان کی صورت میں اس کا معنی "کہاں" ہوگا اور زمانہ کی صورت میں معنی "کب" ہوگا۔

کبھی اَنّٰی شرط کے لیے بھی آتا ہے جیسے اَنّٰی تَقْعُدْ اَقْعُدْ جہاں تو بیٹھے گا' میں بیٹھوں گا۔ یعنی مکان کے معنی میں ہے۔ یا جس وقت تو بیٹھے گا' میں بیٹھوں گا۔ یعنی زمانہ کے معنی میں ہے۔

انی 'کیف کے معنی بھی آتا ہے جیسے فاتوا حرثکم انی شئتم تفسیر جلالین میں انی شئتم کا معنی کیف شئتم لکھا ہے۔

(۶) قط: ماضی منفی کی تاکید کے لئے آتا ہے اور اس کے معنی ہرگز یا کبھی نہیں کے آتے ہیں۔ جیسے ما رایته قط میں نے اس کو ہرگز یا کبھی نہیں دیکھا۔ حضرت حسان فرماتے ہیں

واحسن منک لم تر قط عینی
واجمل منک لم تلد النساء

ترجمہ اور آپ سے اچھا میری آنکھ نے کبھی نہیں دیکھا اور آپ سے زیادہ خوبصورت عورتوں نے نہیں جنا۔

(۷) عَوْضُ: یہ بھی ہرگز یا کبھی نہیں کے معنی دیتا ہے۔ عَوْضُ مضارع منفی کی تاکید کے لیے لایا جاتا ہے جیسے لَا اُفَارِقُکَ عَوْضُ میں تجھ سے ہرگز یا کبھی جدا نہیں ہوں گا۔ اسی طرح لَا اَضْرِبُهٗ عَوْضُ میں اس کو کبھی نہیں ماروں گا۔

سوال: مختصر ترکیب کریں۔

ثم افیضوا من حیث افاض الناس ۔ والذین اتقوا فوقهم یوم القیامة ۔ فان طلقها فلا تحل له من بعد ۔ ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ هدیتنا ۔ ولا تقاتلوهم عند المسجد الحرام ۔

هنالک دعا زکریا ربه۔ محمد رسول اللّٰه والذین معه اشداء علی الکفار رحماء بینهم۔ متی نصر اللّٰه۔ فاین تذهبون

جواب: (۱) ثُمَّ اَفِیْضُوْا مِنْ حَیْثُ اَفَاضَ النَّاسُ: ثم عاطفہ۔ افیضوا فعل و فاعل۔ من حرف جار ۔ حیث مضاف۔ افاض فعل۔ الناس فاعل۔ فعل فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر مضاف الیہ۔ مضاف مضاف الیہ مل کر مجرور۔ جار مجرور مل کر متعلق افض فعل کے۔ فعل فاعل اور متعلق مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

(۲) وَالَّذِیْنَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ: واوَ عاطفہ۔ الذین موصولہ۔ اتقوا فعل بافاعل۔ فعل فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ۔ موصول صلہ مل کر مبتدا۔ فوقهم مضاف مضاف الیہ مل کر ظرف مستقر۔ یوم القیامة مضاف مضاف الیہ مل کر ظرف مستقر۔ ثانی ثَبَتُوْا فعل اپنے فاعل اور دونوں متعلقوں سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر۔ مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۳) فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْ بَعْدُ: فا عاطفہ۔ ان شرطیہ۔ طلق فعل۔ هو ضمیر مستتر اس کا فاعل۔ ها ضمیر مفعول بہ۔ فعل فاعل مفعول بہ مل کر جملہ شرط۔ فا جزائیہ۔ لا نافیہ۔ تَحِلُّ فعل۔ هی اس میں فاعل۔ له جار مجرور متعلق فعل کے۔ مِنْ بَعْدُ جار مجرور متعلق ثانی فعل کے۔ فعل فاعل اپنے دونوں متعلقوں سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر جزاء ۔ شرط اپنی جزاء سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔

(۴) رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَیْتَنَا: رَبَّنَا مفعول بہ فعل محذوف اَدْعُوْ کا۔ فعل محذوف فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر نداء ۔ لَا ناہیہ۔ تُزِغْ فعل مضارع۔ اَنْتَ ضمیر مستتر اس کا فاعل۔ قلوبنا مضاف مضاف الیہ مل کر مفعول بہ۔ بعد ظرف مضاف۔ اذ ظرف مضاف الیہ مضاف۔ هدیتنا فعل فاعل اور مفعول بہ مل کر جملہ مضاف الیہ۔ مضاف اپنے مضاف الیہ مضاف سے مل کر مضاف الیہ۔ مضاف مضاف الیہ مل کر مفعول فیہ ۔ فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر جواب نداء ۔

(۵) وَلَا تُقَاتِلُوْهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ: واوَ عاطفہ۔ لَا ناہیہ۔ تقاتل فعل۔ واوَ ضمیر بارز اس کا فاعل۔ هم ضمیر مفعول بہ۔ عند مضاف۔ المسجد موصوف۔ الحرام صفت۔ موصوف صفت مل کر مضاف الیہ۔ مضاف مضاف الیہ مل کر مفعول فیہ ۔ فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

(۶) هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ: هنا ظرف متعلق فعل دعا کے۔ لام بعد کا۔ کاف حرف خطاب۔ دعا فعل۔ زکریا فاعل۔ ربه مضاف مضاف الیہ مل کر مفعول بہ۔ فعل، فاعل، مفعول بہ اور ظرف مل کر

جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(۷) مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ اَشِدَّاءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَاءُ بَیْنَھُمْ: محمد مبتدا۔ رسول اللہ مضاف مضاف الیہ مل کر خبر۔ مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ واؤ عاطفہ۔ الذین موصول۔ مَعَہٗ مضاف مضاف الیہ مل کر ظرف متعلق ثبتوا کے ہو کر صلہ۔ موصول صلہ مل کر مبتدا۔ اَشِدَّ اءُ صفت مشبہ۔ ھُمْ ضمیر فاعل۔ علی الکفار جار مجرور متعلق اشد اء کے۔ اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر خبر اول۔ رُحَمَاءُ صفت مشبہ ھم ضمیر اس میں فاعل۔ بینھم مضاف مضاف الیہ مل کر ظرف متعلق رحماء کے۔ رحماء صفت مشبہ اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر خبر ثانی۔ مبتدا اپنی دونوں خبروں سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۸) مَتٰی نَصْرُ اللّٰہِ: مَتٰی استفہامیہ ظرفیہ متعلق محذوف کے ہو کر خبر مقدم۔ نَصْرُ اللّٰہِ مضاف مضاف الیہ مل کر مبتدا موخر۔ مبتدا موخر مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔

(۹) فَاَیْنَ تَذْھَبُوْنَ: فا عاطفہ۔ اَیْنَ استفہامیہ ظرفیہ متعلق فعل کے۔ تَذْھَبُوْنَ فعل و فاعل۔ فعل اپنے فعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

سوال: ظرف کے دو نقشے تحریر کریں: (۱) تصرف کے اعتبار سے (۲) معرب ومبنی کے اعتبار سے مع مثال کے۔

جواب:

ظروف

متصرف	غیر متصرف
وہ ظروف ہیں جو علاوہ ظرف کے فاعل، مبتدا خبر وغیرہ بھی بن سکیں۔ جیسے حین، دھر، یوم، لیل، زمان، وقت، حیث. جیسے ھذا یوم الدین. یوم خبر بن رہا ہے۔ فی یوم کان مقدارہ. یوم مجرور ہے۔ جاء یوم الجمعۃ. یوم فاعل ہے۔ ھل اتی علی الانسان حین من الدھر. یہاں حین فاعل اور الدھر مجرور ہے۔ یومئذ یفرح المؤمنین. یہاں یوم ظرف (مفعول فیہ) اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ بمعنی مکان وضع رسالتہ ہے۔ حیث یہاں مفعول بہ بن رہا ہے۔ اذا بھی کبھی ظرفیت سے نکل جاتا ہے۔ جیسے اذا یقوم زید اذا یقعد عمرو. یعنی وقت قیام زید وقت قعود عمرو.	وہ ظروف جو صرف ظرف ہی بنتے ہیں۔ جیسے اذ متیٰ، ایان، امس، مذ، منذ، قط، عوض، قبل، بعد، خلف، امام، لدیٰ لدن، عند. ان میں سے بعض الفاظ پر من جارہ آسکتا ہے۔ جیسے من عند اللّٰہ، من لدنک

ظروف

ہمیشہ مبنی	ہمیشہ معرب	کبھی مبنی کبھی معرب
جیسے لدی ،لدن قط ،عوض اذ ،اذا، حیث متی ، کیف ایان ،انی	جیسے عند	① وہ ظروف جو جملہ یا اذ کی طرف مضاف ہوں۔ جیسے لیل ،ساعة ،یوم ،حین وقت ، ان وغیرہ ② اسمائے جہات، قبل ،بعد خلف ،امام ، فوق ، تحت ،یمین ،شمال جب مضاف ہوں اور مضاف الیہ کو حذف کر کے نیت میں رکھیں تو یہ مبنی علی الضم ہوتے ہیں اور جب مضاف نہ ہو یا مضاف الیہ نسیا منسیا ہو تو معرب ہوں گے۔ یعنی ایک حال میں مبنی اور دو حال میں معرب ہیں۔

سوال: قبلُ ' بعدُ کو مبنی علی الضم کیوں کہا گیا۔ نیز اس کے ساتھ دیگر کلمات کون کون سے ہیں؟

جواب: قبل ' بعد کو مبنی علی الضم کرنے کی وجہ یہ ہے کہ جب ان پر حرف جر داخل ہو تو مجرور ہوتے ہیں۔ یعنی کسرہ آتا ہے اور بغیر حرف جار کے ظرفیت کی بنا پر مفتوح ہوتے ہیں اس طرح کسرہ اور فتحہ کے علاوہ صرف ضمہ ہی ایسی علامت تھی جسے مبنی کے لیے منتخب کیا تا کہ پتہ چل سکے کہ اس کا مضاف الیہ محذوف ہے اور متکلم کی نیت میں ہے۔

قبل ' بعد جیسے دیگر کلمات فوق ' تحت ' قدام ' خلف ہیں جب ان کا مضاف الیہ حذف ہو اور متکلم کی نیت میں ہو اس وقت یہ کلمات بھی مبنی علی الضم ہوجاتے ہیں نیت میں ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کو ذکر کئے بغیر ہی مخاطب اس کو سمجھ لیتا ہے۔

قبل ' بعد کبھی ظرف زمان کے لیے ہیں اور کبھی مکان کے لیے۔ اگر ان کا مابعد مکان ہو جائے تو یہ ظرف مکان بن جائیں گے جیسے قبلَ المسجدِ۔ بعدَ المسجدِ وغیرہ۔

سوال: حیثُ ' اِذَا ' یَوم ' شَہر وغیرہ کی ایسی مثالیں دیں جن میں یہ الفاظ بطور ظرف مستعمل نہ ہوئے ہوں۔

جواب: حیث کی مثال: اللہ اعلمُ حَیثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَہٗ ۔ حَیثُ یہاں یَعْلَمُ فعل محذوف کا مفعول بہ بن رہا ہے بمعنیٰ مَکانَ رِسَالَتِہٖ

اِذَا کی مثال: اذا یقومُ زیدٌ اذا یقعُدُ عمرُو ۔ اِذَا کے معنی یہاں وقت قیام زید۔ وقت قعود عمرو مضاف الی الجملہ ہو کر مبتدا یا خبر ہے۔

یَوم کی مثال: جَاءَ یَومُ الْجُمُعَۃِ۔ یوم یہاں فاعل بن رہا ہے۔

شهر کی مثال: شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْآنُ۔ شهر یہاں مبتدا بن رہا ہے۔

سوال: لفظ اذ' اذا' متی' این' کیف کی ترکیب کیسے کریں گے؟ نیز متی' این' انی کب شرطیہ اور کب استفہامیہ ہوتا ہے؟

جواب: اِذْ ظرفیہ کو جملہ کی طرف مضاف کر کے فعل کا متعلق بنا دیتے ہیں مثلاً" جِئْتُکَ اِذْ طَلَعَتِ الشمسُ۔ جئتُ فعل بافاعل' کاف ضمیر مفعول بہ' اِذْ مضاف' طَلَعَتِ الشمسُ جملہ مضاف الیہ' مضاف مضاف الیہ مل کر مفعول فیہ' فعل اپنے فاعل مفعول بہ اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ جبکہ وَلَوْ تَرٰی اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاکِسُوْا رُؤُسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ میں اس کو اگلے جملے کی طرف مضاف کرکے مفعول بہ بنائیں گے۔

اِذَا۔ کے اندر شرط کے معنی ہوتے ہیں۔ اس کے بعد دو جملے ہوتے ہیں۔ ترکیب کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ اذا ۔کے بعد جو فعل یا شبہ فعل (اسم فاعل' مفعول' مصدر' اسم تفضیل وغیرہ) ہو' اس کے متعلق ہوگا۔ اور جملہ شرط ہوگا اور دوسرا جملہ جزاء ہوگا جیسے حَتّٰی اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تغربُ اس کے اندر اذا کا متعلق بلغ ہے اور جملہ شرط اور دوسرا جملہ وجدھا تغرب جزاء ہے۔ البتہ اِذَا یقومُ زیدٌ اور اِذَا یقعدُ عمروٌ کے اندر دونوں جگہ اِذَا مضاف الی الجملہ ہو کر مبتدا یا خبر ہے اور آتِیکَ اِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ کے اندر دوسرے جملے کی جزا عموماً" محذوف مانتے ہیں یعنی آتیک اذا طلعت الشمس آتیک

اذا مفاجاتیہ حرف ہے۔ اس کے بعد مبتدا اور خبر ہوتا ہے۔ اگر صرف اسم مذکور ہو تو خبر محذوف مانتے ہیں جیسے خرجت فاذا السبعُ ترکیب کے اندر اذا کو حرف مفاجاۃ اور اس کے بعد مبتدا خبر بناتے ہیں جبکہ اذا شرطیہ اسم ہے اور متعلق ہوتی ہے۔ اس کے بعد بعض کے نزدیک جملہ اسمیہ آ سکتا ہے' بعض کے نزدیک نہیں آ سکتا۔ یہ حضرات اِذَا الشمسُ کورتْ کی اصل یوں نکالتے ہیں: اِذَا کُوِّرَتِ الشَّمْسُ کُوِّرَتْ یعنی فعل محذوف مانتے ہیں البتہ اِنْ اور لَوْ کے بعد فعل کو ہی مانا جا سکتا ہے تو اِنِ امْرُؤٌ هَلَکَ کی اصل اِنْ هَلَکَ امْرُؤٌ هَلَکَ اور اِنْ اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ کی اصل اِنْ ضَرَبْتُمْ ضَرَبْتُمْ مانتے ہیں۔ اس طرح کہ ضَرَبْتُمْ فعل مذکور تفسیر ہے فعل محذوف کے لئے

مَتٰی' این' انی کے بعد جب دو جملے آئیں تو ایک جملہ شرط اور دوسرا جزاء ہوتا ہے اور جب ایک ہی جملہ ہو اور مفہوم پورا ادا ہو تو یہ استفہامیہ ہوتے ہیں۔

این' انّٰی اور متیٰ شرطیہ جزم دیتے ہیں۔ پہلے فعل سے متعلق ہو کر اس کو شرط اور دوسرے کو جزا بناتے ہیں جبکہ استفہامیہ کیلئے ایک فعل کافی رہ جاتا ہے۔

سوال: مَا رَاَیْتُهٗ مذ یومَانِ' ما رایتہٗ مذ یومَیْن دونوں کی ترکیب کیسے ہوگی؟

جواب: پہلے کی ترکیب ما نافیہ' رایتہٗ فعل فاعل مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ مُذْ یَوْمَانِ' مذ بمعنی جَمِیْعُ مُدَّۃِ عَدَمِ رُؤْیَتِی کے مبتدا۔ یَوْمَانِ خبر۔ مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

مَا رَاَیْتُہٗ مذ یومَیْنِ۔ مَا نافیہ' رایتُ فعل و فاعل' ھا ضمیر مفعول بہ۔ مُذْ جارہ' یَوْمَیْنِ مجرور۔ جار مجرور متعلق فعل کے۔ فعل' فاعل' مفعول بہ اور متعلق مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

مذ اور منذ کے بعد اسم کبھی مجرور ہوتا ہے اور کبھی مرفوع۔ اگر مجرور ہو تو یہ حرف جر ہوں گے۔ جار مجرور فعل سے متعلق ہوں گے جیسے ما رایتہ مُذْ یَوْمَیْنِ

اگر ان کے بعد اسم مرفوع ہو تو یہ دونوں مبتدا بنتے ہیں اور بعد والا اسم خبر بنتا ہے۔ جیسے ما رایتہ مُذْ یَوْمَانِ یہ دو جملے ہیں۔ ایک مَا رَاَیْتُہٗ دوسرا مُذْ یَوْمَانِ۔ مُذْ بمعنی جمیع مدۃ عدم رؤیتی کے ہو کر مبتدا اور یَوْمَانِ خبر ہے۔ اسی طرح مَا رَاَیْتُہٗ مُذْ یَوْمُ الْجُمُعَۃِ دو جملے ہیں۔ ایک مَا رَاَیْتُہٗ دوسرا مُذْ یَوْمُ الْجُمُعَۃِ۔ مُذْ اوّلُ المدۃِ کے معنی میں ہو کر مبتدا اور یومُ الجُمُعَۃِ اس کی خبر ہے۔

سوال: کَیْفَ کی ترکیب کیسے ہوگی؟

جواب: کیف کے بعد اگر اسم ہو تو کیف خبر مقدم محلاً مرفوع ہوگا اور اگر فعل ہو تو اس کے فاعل' مفعول وغیرہ سے حال ہوگا محلاً منصوب مبنی علی الفتح جیسے کیفَ انتَ؟ کیف خبر مقدم اور انت مبتدا موخر۔ اس کو کسی اسم یا فعل سے متعلق نہ کریں گے۔

کیفَ جئتَ؟ کیفَ حال ہے جئتَ کے فاعل تا ضمیر سے۔ کیفَ شرط کے لیے بھی آجاتا ہے۔ اسی طرح کیفَمَا بھی جیسے کَیْفَ تَمْشِیْ اَمْشِیْ، کیفما تَمْشِیْ اَمْشِیْ

کبھی حال مفعول مطلق بن جاتا ہے جیسے کَیْفَ فَعَلَ رَبُّکَ۔ کَیْفَ یَھْدِی اللّٰہُ قومًا کفروا کبھی کیفَ مبدل منہ بن جاتا ہے جیسے کَیْفَ اَنْتَ اَصَحِیْحٌ اَم سَقِیْمٌ کبھی کیف کا عامل محذوف ہوتا ہے جیسے فَکَیْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ کُلِّ اُمَّۃٍ بِشَھِیْدٍ یعنی کیف تَصْنَعُوْنَ اِذَا جِئْنَا مِنْ کُلِّ اُمَّۃٍ بِشَھِیْدٍ۔ اِذَا یہاں شرطیہ نہیں' صرف ظرفیہ ہے۔ مضاف مضاف الیہ تصنعون سے متعلق ہے۔ (دیکھیے المغنی ج ۱' ص ۲۰۴۔۲۰۶)

سوال: ترکیب کریں۔ نیز ظرف متصرف' غیر متصرف بتائیں اور معرب مبنی ذکر کریں۔

اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ۔ واذا اظلم علیھم قاموا۔ ولا یکلمھم اللہ یوم القیامۃ۔ فولوا وجوھکم شطرہ۔ فمن شھد منکم الشھر فلیصمہ۔ کیف کان عقاب۔ کیف کان عذابی ونذر۔ کیف یھدی اللہ قوما کفروا۔ اذا وقعت الواقعۃ لیس لوقعتھا کاذبۃ خافضۃ رافعۃ۔ اذا رجت الارض رجا۔ انی یحیی ھذہ اللہ بعد موتھا۔ انی لک ھذا۔ این تقعد اقعد۔ متی تذھب اذھب۔ فاتوا حرثکم انی شئتم

جواب: اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ: اسم الجلالہ مبتدا' اعلم صیغہ اسم تفضیل' ھو ضمیر اس کا فاعل' فعل فاعل مل کر خبر' مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ حیث سے پہلے یعلم فعل محذوف نکالیں گے۔ یعلم فعل' ھو ضمیر اس کا فاعل اور حیث مضاف' یجعل فعل و فاعل' رسالته مضاف مضاف الیہ مل کر مفعول بہ' فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر مضاف الیہ حیث کا' مضاف مضاف الیہ مل کر مفعول بہ۔ فعل فاعل مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

وَاِذَا اَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوْا: واؤ عاطفہ' اذا ظرفیہ شرطیہ متعلق فعل کے' اظلم فعل ماضی علیھم جار مجرور متعلق فعل کے' ھو ضمیر فاعل اظلم کا۔ فعل اپنے فاعل اور دونوں متعلقوں سے مل کر جملہ فعلیہ شرطیہ ہو کر شرط' قام فعل' واؤ ضمیر اس کا فاعل' فعل فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر جزا' شرط جزاء مل کر جملہ فعلیہ شرطیہ ہوا۔

وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: واؤ عاطفہ' یکلم فعل' ھم ضمیر مفعول بہ اسم الجلالہ فاعل' یوم مضاف' القیامۃ مضاف الیہ' مضاف مضاف الیہ مل کر مفعول فیہ' فعل فاعل اور مفعول فیہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ: فا جزائیہ' ول فعل امر' واؤ ضمیر اس کا فاعل' وجوھکم مضاف مضاف الیہ مل کر مفعول بہ' شطرہ مضاف مضاف الیہ مل کر مفعول فیہ' فعل فاعل اپنے مفعول بہ اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ: فا عاطفہ' من شرطیہ مبتدا' شھد فعل' ھو ضمیر اس کا فاعل' منکم جار مجرور متعلق فعل کے' الشھر مفعول فیہ' فعل فاعل متعلق اور مفعول فیہ مل کر جملہ فعلیہ شرطیہ ہو کر شرط' فا جزائیہ' لیصم فعل امر' ہا ضمیر مفعول فیہ' فعل امر اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر جزا۔ شرط جزا سے مل کر جملہ شرطیہ ہو کر خبر' مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

كَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ: کیف خبر مقدم' کان فعل ناقص' عذابی معطوف علیہ' واؤ عاطفہ' نُذُرِیْ معطوف' معطوف علیہ معطوف مل کر کان کا اسم' کان اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا: کیف استفہامیہ حال مقدم' یھدی فعل' لفظ الجلالہ اس کا فاعل' قوما موصوف' کفروا فعل بافاعل مل کر جملہ صفت' موصوف صفت مل کر ذو الحال' حال ذو الحال مل کر مفعول بہ' فعل فاعل مفعول بہ سے مل کر جملہ انشائیہ ہوا۔ یا یہ کہ کیف کو مفعول مطلق مقدم بنا کر آگے فعل فاعل مفعول بنا کر جملہ انشائیہ بنائیں۔

اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ○ لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ ○ خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ ○ اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًّا : اِذَا اسم ظرف مضاف، وقعت فعل، تا حرف تانیث، الواقعة اس کا فاعل، فعل فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ مل کر مبتدا،

لیس فعل ناقص، لوقعتها لام جارہ، وَقْعَةِ مضاف، ہا ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ مل کر مجرور، جار مجرور اپنے متعلق سے مل کر خبر مقدم، کاذبة لیس کا اسم موخر، لیس اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ خافضة خبر اول، رافعة خبر ثانی، مبتدا اس کا ہی ھِیَ ضمیر محذوف ہے۔ ھی ضمیر مبتدا اپنی دو خبروں سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ یہ دونوں جملے معترضہ ہیں۔

اِذَا اسم ظرف مضاف، رُجَّت فعل مجہول، الارضُ نائب فاعل، رَجًّا مفعول مطلق، فعل اپنے نائب فاعل اور مفعول مطلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ مل کر خبر کیونکہ معنی یہ ہے: وَقْتُ وُقُوْعِ الْوَاقِعَةِ وَقْتُ رَجِّ الْاَرْضِ رَجًّا۔

اور یہ بھی احتمال ہے کہ دوسرا اذا پہلے اذا سے بدل ہو اور دونوں جملوں "و بست الجبال بسا فکانت هباءً منبثًا" کا پہلے پر عطف ہو اور کنتم ازواجا ثلاثة میں واؤ زائد ہو اور یہ جزاء ہو شرط کی۔

اَنّٰى يُحْيِيْ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا : اَنّٰى بمعنی کیف حال ہے هذه سے، یحیی فعل، هذه ذو الحال ملکر مفعول بہ مقدم، اسم الجلالہ فاعل، بعد مضاف، موتها مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ مل کر مفعول فیہ، فعل فاعل اور مفعول فیہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

اَنّٰى لَكِ هٰذَا : اَنّٰى بمعنی مِنْ اَيْنَ : متعلق فعل محذوف کے ظرف، لک جار مجرور متعلق فعل محذوف کے جو ثبت ہے، فعل محذوف اپنے فاعل ھو سے اور دونوں متعلقوں سے مل کر خبر مقدم، هذا مبتدا موخر، مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔

اَيْنَ تَقْعُدْ اَقْعُدْ : این ظرفیہ اسم شرط متعلق فعل کے، تَقْعُدْ فعل، انت ضمیر اس کا فاعل، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر شرط، اَقْعُدْ فعل، انا ضمیر اس کا فاعل، فعل فاعل مل کر جزا، شرط جزا مل کر جملہ فعلیہ شرطیہ ہوا۔

مَتٰى تَذْهَبْ اَذْهَبْ : مَتٰى اسم شرط متعلق فعل کے، تَذْهَبْ فعل، اَنْتَ ضمیر اس میں فاعل، فعل فاعل مل کر جملہ شرط، اَذْهَبْ فعل، اَنَا ضمیر اس کا فاعل، فعل فاعل مل کر جزاء، شرط جزاء مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔

فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ : فا عاطفہ، ایتوا فعل، واؤ فاعل، حرثکم مضاف مضاف الیہ مل کر مفعول فیہ اول، انی حال، شئتم میں شاء فعل، تم ضمیر ذو الحال، ذو الحال حال مل کر فاعل، فعل فاعل مل کر

جملہ فعلیہ ہو کر مفعول فیہ ثانی، فعل امر اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

ظرف متصرف	ظرف غیر متصرف
شَطرَۃً الشھر۔ یوم حیث اذا	کیف انی این متیٰ

معرب	مبنی
یوم الشھر شَطرَۃً	حیث اذا کیف انی این متیٰ

سوال: عبارت کی وضاحت کریں

واعلم انہ اذا اضیف الظروف الی الجملۃ او الی اذ جاز بناؤھا علی الفتح کقولہ تعالی ھذا یوم ینفع الصادقین صدقھم وکیومئذ وحینئذ وکذلک مثل وغیر مع ما وان وان یقول ضربتہ مثل ما ضرب زید وغیر ان ضرب زید ۔

جواب: ترجمہ: اور جان تو کہ جب اضافت کی جائے ظروف کی جملہ کی طرف یا اذ کی طرف تو ان کا مبنی ہونا فتحہ پر جائز ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا یہ قول ھذا یوم ینفع الصادقین صدقھم (آج وہ دن ہے کہ صادقین کو نفع دے گا ان کا صدق) اور جیسے یومئذ اور حینئذ اسی طرح کلمہ مثل اور غیر بھی جبکہ ملے ہوئے ہوں ما کے ساتھ (یعنی دونوں ما کی جانب مضاف ہوں) اور ان اور ان کے ساتھ۔ تو کہے ضربتہٗ مثلَ ما ضَرَبَ زیدٌ اور غیرَ ان ضرب زیدٌ

وضاحت: یہاں سے مصنفؒ ان ظروف کا بیان فرما رہے ہیں جو مبنی نہیں ہیں۔' جب ان کو جملہ کی طرف مضاف بنا دیا جائے اور وہ جملہ اسمیہ یا فعلیہ ہو یا ان کو اذ کی جانب مضاف کر دیا جائے تو ان کا فتحہ پر مبنی ہونا جائز ہے۔ اس لیے کہ ان کی بناء یعنی مبنی ہونا اس مضاف الیہ سے ماخوذ ہے جو مبنی ہے اگرچہ بالواسطہ ہی سہی جس طرح اِذْ میں کیونکہ جملہ بحیثیت جملہ کے مبنی ہے۔ جیسے ھٰذَا یَوْمَ یَنْفَعُ الصَّادِقِیْنَ صِدْقُھُمْ۔ یوم جملہ کی جانب مضاف ہے اس لیے یومَ کو مبنی بر فتحہ کیا گیا۔ اسی طرح یومئذ میں یوم کی اضافت اذ کی طرف ہے۔ اس لیے یوم مبنی بر فتحہ قرار دیا گیا۔ اسی طرح حین کو اذ کی جانب مضاف ہونے کی وجہ سے مبنی پر فتحہ قرار کرنا جائز ہے یاد رہے کہ ہماری قراءت میں یوں ہے ھذا یومُ ینفعُ الصادقینَ صدقُھم اس میں یوم مبنی بر فتحہ نہیں بلکہ معرب ہے اور خبر ہونے کی بنا پر مرفوع ہے۔

اسی طرح مثل اور غیر بھی مبنی بر فتحہ ہوتے ہیں جبکہ ان کا استعمال ما، اَنْ اور اَنَّ کے ساتھ کیا گیا

ہو۔ اس لیے مثل اس جملہ میں فتحہ پر مبنی ہے۔ ضَرَبْتُہٗ مِثْلَ مَا ضَرَبَ زَیْدٌ یعنی ما کے ساتھ استعمال کیا گیا ہے۔ دوسری مثال میں غیر ان ضرب زید میں غیر کو ان کے ساتھ استعمال کیا گیا ہے۔ اس لیے غیر مبنی بر فتحہ ہے۔

سوال: ترکیب کریں: اِنَّهٗ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَا انکم تَنْطِقُوْنَ

جواب: اِنَّ حرف مشبہ بالفعل' ہاء ضمیر منصوب متصل اس کا اسم لام حرف تاکید حق موصوف' مثل مضاف' ما زائدہ' اَنَّ حرف مشبہ بالفعل' کم ضمیر منصوب متصل اس کا اسم' تنطقون فعل بافاعل' فعل بافاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر بتاویل مصدر مضاف الیہ' مضاف مضاف الیہ مل کر صفت' موصوف صفت مل کر خبر اِنَّ کی' اِنَّ اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

مِثْلَ کی ترکیب: مِثْلَ محلاً" مرفوع ہے اس لیے کہ اَنَّ کی خبر کی صفت ہے اور ہر خبر کی صفت مرفوع ہوتی ہے۔ مبنی بر فتحہ ہے کیونکہ مثل' مَا کی طرف مضاف ہے اور جب مثل' مَا کی طرف مضاف ہو تو فتحہ پر جوازاً" مبنی ہو جاتا ہے۔

و الخاتمة في سائر أحكام الاسم و لواحقه غير الاعراب و البناء و فيها فصول

فصل : اعلم أن الاسم على قسمين : معرفة و نكرة . المعرفة اسم وضع لشيء معين و هي ستة اقسام : المضمرات و الأعلام و المبهمات أعني أسماء الاشارات و الموصولات و المعرف باللام و المضاف الى أحدها اضافة معنوية و المعرف بالنداء .

والعلم ما وضع لشيء معين لا يتناول غيره بوضع واحد . و أعرف المعارف المضمر المتكلم نحو أنا و نحن ثم المخاطب نحو أنت ثم الغائب نحو هو ثم العلم ثم المبهمات ثم المعرف باللام ثم المعرف بالنداء . و المضاف في قوة المضاف اليه . و النكرة ما وضع لشيء معين كرجل و فرس .

قسم اول کا خاتمہ

خاتمہ ہے معرب اور مبنی کے علاوہ اسم اور اس کے لواحق کے دیگر احکام کے بیان میں۔اور اس میں کئی فصلیں ہیں

فصل: جان لے کہ اسم دو قسم پر ہے معرفہ اور نکرہ ۔ معرفہ وہ اسم ہے جس کو معین چیز کے لئے وضع کیا گیا ہو اور وہ چھ قسم پر ہے مضمرات ' اعلام ' مبہمات یعنی اسماء اشارہ اور اسماء موصولہ اور معرف باللام اور جو ان میں سے کسی کی طرف اضافت معنوی سے مضاف ہو اور معرفہ بہ نداء۔

علم وہ ہے جو وضع کیا گیا ہو معین چیز کے لئے کہ ایک وضع کے ساتھ اس کے علاوہ کو شامل نہ ہو ۔اور سب سے زیادہ معرفہ ضمیر متکلم ہے جیسے انا اور نحن پھر ضمیر مخاطب جیسے انت پھر ضمیر غائب جیسے ھو پھر علم پھر مبہمات پھر معرف باللام پھر معرفہ بہ نداء ۔ اور مضاف مضاف الیہ کی قوت میں ہوتا ہے ۔ اور نکرہ وہ ہے جس کو وضع کیا گیا ہو غیر معین چیز کے لئے جیسے رجل اور فرس

سوالات

سوال: معرفہ کی اقسام کا نقشہ بنا کر ہر ایک کی مثال دیں۔

سوال: مرتجل اور منقول کی اضافت کر کے یہ بتائیں کہ الف لام کس معرفہ پر کب آ سکتا ہے؟

سوال : معرف باللام کا نقشہ بنا کر مثالیں ذکر کریں۔ نیز یہ بتائیں کہ کون سی قسم فعل پر آ سکتی ہے اور کون سی قسم معرفہ نہیں بناتی؟

سوال : معرف بالنداء کیا ہے؟ کیا نداء ہمیشہ معرفہ کے لیے ہے؟ یا زید' یا مسلما' یا رجلا خذ

بیدی' یا طالب تعال الی میں کون سا نکرہ اور کون سا معرف بالنداء ہے؟

سوال: علم کی بحیثیت افراد و ترکیب کے اقسام کا نقشہ ذکر کریں۔

سوال: جب ایک انسان کے دو نام ہوں تو اعراب کیسے دیں گے؟

سوال: مضاف کے معرفہ ہونے کے لیے کیا ضروری ہے؟

حل سوالات

سوال: معرفہ کی اقسام کا نقشہ بنا کر ہر ایک کی مثال دیں۔

جواب:

معرفہ

مضمرات	موصولات	اشارات	اعلام	مضاف	معرف باللام	معرف بالنداء
جیسے انا، نحن، ھو۔	جیسے الذی الذین۔	جیسے ھذا ھؤلاءِ	جیسے زید احمد۔	جیسے غلامہ غلام الذی جاء۔ اضافت معنوی مراد ہے۔	جیسے الرجل	جیسے یا زید یا رجل۔

فائدہ: جب کوئی اسم نکرہ مضمرات' موصولات' اسمائے اشارہ' اعلام اور معرف باللام میں سے کسی ایک کی طرف مضاف ہو تو وہ بھی معرفہ بن جاتا ہے جیسے غلام زید وغیرہ۔

جب کسی اسم نکرہ کو حرف ندا کے ساتھ پکارا جائے تو وہ خاص اسم جسے پکارا گیا ہے' معرفہ بن جاتا ہے اور مبنی علی علامۃ الرفع ہوجاتا ہے لیکن جب منادیٰ کوئی خاص اسم نکرہ نہ ہو تو نکرہ ہی رہے گا جیسے یَا مُسْلِمًا اتَّقِ اللّٰہَ اور اگر لفظ پہلے ہی معرفہ ہو جیسے یَازَیْدُ اس کو معرف بالنداء نہ کہیں گے بلکہ یہ علم ہے اور یَا عَبْدَ اللّٰہِ کے اندر مضاف الی العلم ہے۔

سوال: مرتجل اور منقول کی اضافت کر کے یہ بتائیں کہ الف لام کس معرفہ پر کب آ سکتا ہے؟

جواب: مُرْتَجِل اور منقول اعلام کی اقسام ہیں۔ مرتجل ایسے علم کو کہتے ہیں جو علم رکھنے سے پہلے غیر معنیٰ دار ہو یعنی اس کا کوئی معنی نہ ہو۔ اور منقول اس کو کہتے ہیں جو علم رکھنے سے پہلے معنی دار ہو۔ منقول پھر تین قسم پر ہے: مصدر' مشتق اور جامد۔ ان میں سے دو اقسام مصدر اور مشتق پر الف لام آ سکتا ہے جیسے النصرُ' الضربُ' النایرُ' اَلْحَسَنُ' اَلْفَضْلُ وغیرہ جبکہ مرتجل اور جامد پر الف لام نہیں آ سکتا جیسے عثمان' اسد وغیرہ

علم کا منقول عنہ یا جامد ہوگا جیسے اَسَدٌ' نُورٌ یا مصدر جیسے فَضْلٌ' زَیْدٌ یا مشتق جیسے حَارِثٌ' حَسَنٌ' منصورٌ' مُحَمَّدٌ اور یا منقول عنہ فعل ہوگا۔ ماضی یا مضارع جیسے شَمَّرَ' یَشْکُرُ یا جملہ فعلیہ ہوگا جیسے شَابَ قَرْنَاھَا اور یا اسمیہ جیسے مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ (ایک کتاب کا نام ہے) (اوضح المسالک

س ۴۶)
سوال : معرف باللام کا نقشہ بنا کر مثالیں ذکر کریں۔ نیز یہ بتائیں کہ کون سی قسم فعل پر آ سکتی ہے اور کون سی قسم معرفہ نہیں بناتی؟

جواب :

الف لام

- **زائدہ:** الف لام زائدہ صرف خوبصورتی کے لئے لایا جاتا ہے۔ جیسے النَّصْرُ ، الضَّرْبُ ، الحسنُ، الحسین
  فائدہ: جب علم مصدر یا صفت سے منقول ہو تو اس پر کبھی الف لام زائدہ آجاتا ہے۔ جیسے الحسن الفضل الیَزِیْدُ وغیرہ۔
- **غیر زائدہ**
  - **اسمی:** جو بمعنی الذی ہو۔ جیسے الضارب، المضروب اور الف لام اسمی کبھی فعل مضارع پر بھی آجاتا ہے۔ جیسے التُرضَیٰ بمعنی الذی ترضی (اس کی تفصیل ابن عقیل، اوضح المسالک میں ہے)
  - **حرفی**
    - **جنسی:** الحمد بمعنی جنس حمد الرجل خیر من المراۃ۔ افراد مراد نہیں۔
    - **استغراقی:** سب کے لئے جیسے ان الانسان لفی خسر الا الذین امنوا۔ الحمدللہ بمعنی سب تریفیں۔
    - **عہدِ خارجی:** ظاہر میں متعین ہو جیسے کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولاً فعصیٰ فرعون الرسول یا مضاف الیہ کے عوض میں ہو
    - **عہدِ ذہنی:** ذہن میں تصور ہو جیسے اخاف ان یاکلہ الذئب ۔ بعض اس کو نکرہ مانتے ہیں۔ اس کی صفت جملہ سے لاتے ہیں۔ دلیل یہ پیش کرتے ہیں کمثل الحمار یحمل اسفاراً

الف لام غیر زائد اسمی کبھی فعل پر بھی آجاتا ہے جیسے الترضی جو فرزدق کے ایک شعر میں واقع ہے پورا شعر یوں ہے

ما انت بالحکم الترضی حکومتہ　　ولا الاصیل ولا ذی الرای و الجدل

الترضی حکومتہ کا معنی ہے الذی ترضی حکومتہ مفہوم یہ ہے " تو ایسا شخص نہیں جس کی بات کا لحاظ کیا جائے کیونکہ ہم تجھے اپنے جھگڑوں میں ثالث نہیں بناتے اور نہ تو اعلیٰ نسب رکھتا ہے اور نہ تو کوئی رائے رکھتا ہے اور نہ بحث کر سکتا ہے " (اوضح المسالک ج ۱ ص ۲۰ مع حاشیہ

اور الف لام زائد اسم کو معرفہ نہیں بناتا جیسے النصرُ' الضربُ بلکہ صرف خوبصورتی کے لیے آتا ہے۔ یا علم پر آجاتا ہے جو پہلے سے ہی معرفہ ہوتا ہے جیسے الحَسَنُ' الحُسَیْنُ

اور بعض نحوی معرف باللام غیر زائدہ' حرفی' عہد خارجی کو بھی نکرہ مانتے ہیں اس لیے وہ اس کی صفت نکرہ لاتے ہیں مثلا کَمَثَلِ الحِمَارِ یَحْمِلُ اَسْفَارًا میں اَلحِمَارَ پر الف لام' تعریف کا نہیں ہے اس

لیے الحمار کی صفت جملہ یحمل اسفارا لایا گیا۔ (لیکن حال کا احتمال بھی ہے)

سوال: علم کی بحیثیت افراد و ترکیب کے اقسام کا نقشہ ذکر کریں۔

جواب:
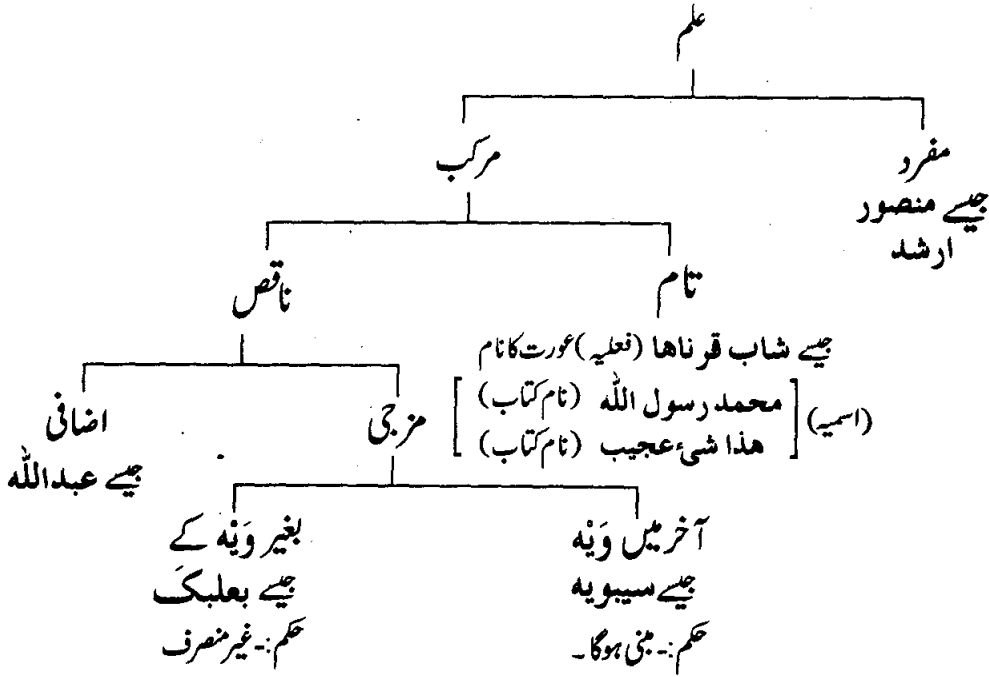
علم
- مفرد — جیسے منصور، ارشد
- مرکب
  - تام — جیسے شاب قرناها (فعلیہ) عورت کا نام؛ (اسمیہ) [محمد رسول اللہ (نام کتاب)، هذا شیٔ عجیب (نام کتاب)]
  - ناقص
    - مزجی
      - آخر میں وَیْه — جیسے سیبویه — حکم:- مبنی ہوگا۔
      - بغیر وَیْه کے — جیسے بعلبکَ — حکم:- غیر منصرف
    - اضافی — جیسے عبداللہ

سوال: معرف بالنداء کیا ہے؟ کیا نداء ہمیشہ معرفہ کے لیے ہے؟ یَا زَیْدُ، یَا مُسْلِمًا، یَا رَجُلًا خُذْ بِیَدِیْ، یَا طَالِبُ تَعَالَ اِلَیَّ میں کون سا نکرہ اور کون سا معرف بالنداء ہے؟

جواب: جب کسی اسم کو حرف ندا کے ساتھ پکارا جائے تو وہ منادیٰ بن جاتا ہے۔ اب اگر وہ منادیٰ متعین شخص ہے تو معرفہ بن جاتا ہے۔ اگر غیر متعین ہو تو معرفہ نہیں بنتا۔ جو معین ہو، اس کو معرف بالنداء کہتے ہیں یعنی حرف نداء کے ساتھ معرفہ بنایا گیا ہے جیسے یَا رَجُلُ وغیرہ۔

یَا زَیْدُ معرف بالنداء نہیں ہے کیونکہ زید تو نداء سے قبل ہی معین شخص ہے، رجل اور زید دونوں مبنی علی الضم ہیں۔

یا مسلمًا نکرہ ہے کیونکہ غیر معین ہے، منادیٰ کوئی ایک مسلمان ہو سکتا ہے۔ چونکہ غیر معین ہے اس لیے مبنی علی الضم نہیں۔

یَا رَجُلًا خُذْ بِیَدِیْ: رَجُلًا نکرہ ہے، کوئی آدمی مراد ہے یعنی شخص غیر معین، اسی وجہ سے مبنی علی الضم نہیں ہے۔

یَا طَالِبُ تَعَالَ اِلَیَّ معرف بالنداء ہے، خاص اور معین طالب مراد ہے جسے بلا رہا ہے، اسی لیے مبنی علی الضم ہے۔ ندا سے قبل نکرہ تھا، ندا کے بعد معرفہ بنا ہے۔

فائدہ: علم کی دو قسمیں ہیں۔ علم شخص جیسے زید عمرو وغیرہ۔ علم جنس یعنی وہ اسم جو معنی عام کے لیے بطور علم استعمال ہوتا ہے جیسے اَسَدٌ کا علم اُسَامَۃُ ہے یا جیسے لفظ اہل حدیث علم جنس بن گیا ہے۔ علم جنس معرفہ سمجھا جاتا ہے' اگرچہ اس کے افراد کثیر ہیں۔ مبتدا' ذو الحال بن جاتا ہے' وزن فعل یا تانیث سے غیر منصرف بھی بن جاتا ہے جیسے اُوَیْرُ' اِبْنُ آوَیٰ (تیولا)

علم
- شخصی — جیسے (زید)
- جنسی
  - برائے ذات مع الوصف — جیسے ابو الدعفاء (احمق)
  - برائے ذات
    - مفرد — جیسے اسامۃ (اسد)
    - مرکب — جیسے ابو جعدۃ (ذئب)
  - برائے حدث/مصدر/امور معنویہ — جیسے سبحان (برائے تسبیح) یسان الغدر، یسار، (المیسرۃ) فجار (الفجرۃ) برۃ (المبرۃ)
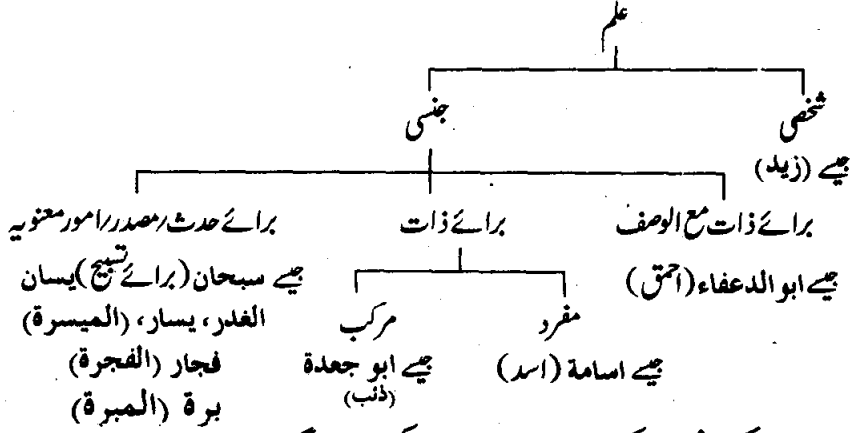
سوال: جب ایک انسان کے دو نام ہوں تو اعراب کیسے دیں گے؟

جواب: اگر کسی کے دو نام ہوں تو وہ یا تو مضاف مضاف الیہ ہوں گے یا دوسرا نام تابع بدل یا عطف بیان ہوگا

مضاف مضاف الیہ کی مثال: جَاءَ مُحَمَّدُ عَبْدِ اللّٰہِ

بدل یا عطف بیان کی مثال: جاء محمدٌ عبدُ اللّٰہِ یا جاء عبدُ اللّٰہِ شاکِرٌ

سوال: مضاف کے معرفہ ہونے کے لیے کیا ضروری ہے؟

جواب: مضاف کے معرفہ ہونے کے لیے ایک تو اضافت معنوی ضروری ہے اور دوسرا یہ کہ مضاف الیہ مضمرات' اشارات' اعلام' موصولات' معرف باللام میں سے کوئی ایک ہو' جیسے کتابُ زیدٍ' غلامُہٗ' وغیرہ

فصل: أسماء العدد ما وضع ليدل على كمية آحاد الاشياء و أصول العدد اثنتا عشرة كلمة واحدة الى عشرة ومائة و ألف و استعماله من واحد الى اثنين على القياس أعنى للمذكر بدون التاء و للمؤنث بالتاء تقول فى رجل واحد و فى رجلين اثنان و فى امرأة واحدة و فى امرأتين اثنتان و ثنتان و من ثلاثة الى عشرة على خلاف القياس أعنى للمذكر بالتاء تقول ثلاثة رجال الى عشرة رجال و للمؤنث بدونها تقول ثلاث نسوة الى عشرة نسوة و بعد العشر تقول أحد عشر

رجلا واثنا عشر رجلا و ثلاثة عشر رجلا الى تسعة عشر رجلا و احدى عشرة امرأة و اثنتا عشرة امرأة و ثلاث عشرة امرأة الى تسعة عشرة امرأة و بعد ذلك تقول عشرون رجلا و عشرون امرأة بلا فرق بين المذكر و المؤنث الى تسعين رجلا و امرأة وواحد و عشرون رجلا و احدى و عشرون امرأة و اثنان و عشرون رجلا و اثنتان و عشرون امرأة و ثلاثة وعشرون رجلا و ثلاث و عشرون امرأة الى تسعة و تسعين رجلا و تسع و تسعين امرأة .

ثم تقول مائة رجل و مائة امرأة و ألف رجل و ألف امرأة و مائتا رجل و مائتا امرأة و ألفا رجل وألفا امرأة بلا فرق بين المذكر و المؤنث .

فاذا زاد على المائة و الألف يستعمل على قياس ما عرفت و يقدم الألف على المائة و المائة على الآحاد و الآحاد على العشرات تقول عندى ألف و مائة و أحد و عشرون رجلا وألفان و مائتان و اثنان و عشرون رجلا و أربعة آلاف و تسعمائة و خمس و أربعون امرأة و عليك بالقياس .

واعلم أن الواحد و الاثنين لا مميز لهما لأن لفظ المميز يغنى عن ذكر العدد فيهما تقول عندى رجل و رجلان و أما سائر الأعداد فلا بد لها من مميز فتقول مميز الثلاثة الى العشرة مخفوض مجموع تقول ثلاثة رجال و ثلاث نسوة الا اذا كان المميز لفظ المائة فحينئذ يكون مخفوضا مفردا تقول ثلاث مائة و تسع مائة و القياس ثلاث مئات أو مئين.

و مميز أحد عشر الى تسعة و تسعين منصوب مفرد تقول أحد عشر رجلا و احدى عشرة امرأة و تسعة و تسعون رجلا و تسع و تسعون امرأة و مميز مائة و ألف و تثنيتهما و جمع الألف مخفوض مفرد تقول مائة رجل و مائة امرأة و ألف رجل و الف امرأة و مائتا رجل و مائتا امرأة و ألفا رجل و ألفا امرأة و ثلاثة آلاف رجل و ثلاث آلاف امرأة و قس على هذا .

ترجمہ : فصل : اسماء عدد وہ ہیں جن کو وضع کیا گیا تاکہ دلالت کریں چیزوں کے افراد کی گنتی پر اور مرکزی عدد بارہ کلمات ہیں واحد تا عشرة اور مائة اور الف اور اس کا استعمال واحد سے اثنین تک قاعدے پر ہے یعنی مذکر کے لئے بغیر تاء کے اور مؤنث کے لئے تاء کے ساتھ ۔ تو کہے ایک مرد کے بارے میں واحد اور دو مردوں

کے بارے میں اثنان اور ایک عورت کے بارے میں امراۃ اور دو عورتوں کے بارے میں اثنتان اور ثنتان ۔ اور ثلاثۃ سے عشرۃ تک خلاف قیاس یعنی عام قاعدے کے خلاف ہے یعنی مذکر کے لئے تاء کے ساتھ ہے تو کہے ثلاثۃ رجال' عشرۃ رجال تک ۔ اور مؤنث کے لئے بغیر تاء کے تو کہے ثلاث نسوۃ' عشر نسوۃ تک ۔ اور عشرۃ کے بعد تو کہے گا احد عشر رجلا اور اثنا عشر رجلا اور ثلاثۃ عشر رجلا ' تسعۃ عشر رجلا تک ۔ اور احدی عشرۃ امراۃ اور اثنا عشرۃ امراۃ اور ثلاث عشرۃ امراۃ' تسع عشرۃ امراۃ تک ۔ اور اس کے بعد تو کہے گا عشرون رجلا اور عشرون امراۃ مذکر اور مؤنث کے درمیان فرق کئے بغیر تسعین رجلا و امراۃ تک ۔ اور احد و عشرون رجلا اور احدی و عشرون امراۃ اور اثنان و عشرون رجلا اور اثنتان و عشرون امراۃ اور ثلاثۃ و عشرون رجلا اور ثلاث و عشرون امراۃ' تسعۃ و عشرون رجلا اور تسع و عشرون امراۃ' تسعۃ و تسعون رجلا اور تسع و تسعون امراۃ تک ۔

پھر تو کہے گا مائۃ رجل اور مائۃ امراۃ اور الف رجل اور الف امراۃ اور مائتا رجل اور مائتا امراۃ اور الفا رجل اور الفا امراۃ بغیر فرق کرنے مذکر اور مؤنث کے درمیان میں ۔

پھر جب عدد مائۃ اور الف سے بڑھ جائے تو استعمال کیا جائے گا اسی قاعدے پر جو تو نے جانا ۔ اور پہلے لایا جائے گا الف کو مائۃ پر اور مائۃ کو اکائیوں پر اور اکائیوں کو دہائیوں پر تو کہے عندی الف و مائۃ وواحد و عشرون رجلا و الفان و مائتان و اثنان و عشرون رجلا و اربعۃ آلاف و تسعمائۃ و خمس و اربعون امراۃ اور ضروری ہے تجھ پر قاعدے کو جاری کرنا۔

اور جان تو کہ واحد اور اثنان کے لئے کوئی تمیز نہیں ہوتی کیونکہ ممیز کا لفظ ہی اس میں عدد کے ذکر سے کافی ہو جاتا ہے تو کہے عندی رجل و رجلان اور پھر باقی اعداد تو ضروری ہے ان کے لئے تمیز ۔ تو ہم کہتے ہیں کہ تمیز تین سے دس تک کی جمع مجرور ہوگی تو کہے ثلاثۃ رجال اور ثلاث نسوۃ مگر یہ کہ جب ممیز لفظ مائۃ ہو تو اس وقت تمیز مفرد مجرور ہوگی تو کہے ثلاث مائۃ اور تسع مائۃ جبکہ قیاس ثلاث مئات یا ثلاث مئین ہے ۔

اور تمیز احد عشر سے تسعۃ عشر تک کی مفرد منصوب ہے تو کہے احد عشر رجلا اور احدی عشرۃ امراۃ اور تسعۃ و تسعون رجلا اور تسع و تسعون امراۃ اور تمیز مائۃ' الف اور ان کے تثنیہ کی اور مائۃ کی جمع کی مفرد مجرور ہوگی ۔ تو کہے مائۃ رجل اور مائۃ امراۃ اور الف رجل اور الف امراۃ اور الفا رجل اور الفا امراۃ اور ثلاثۃ آلاف رجل اور ثلاثۃ آلاف امراۃ اور اسی پر قیاس کر ۔

سوالات

سوال : اسم عدد کی تعریف کر کے اس کے اصولی کلمات ذکر کریں ۔

سوال : (ا) مندرجہ ذیل ہندسوں کو عربی میں لکھیں ۔ (ب) عدد کے مذکر و مونث (ج) معدود کے واحد'

جمع نیز مجرور، منصوب لانے کی وجہ بیان کریں۔
۳ عورتیں، ۷ راتیں، ۱۰ کمرے، ۸ کتابیں، ۱۲ قلم، ۱۱ کاپیاں، ۲۹ اساتذہ، ۱۹ استانیاں، ۲۰ طالب، ۳۰ طالبات، ۴۱ سارے، ۵۲ دروازے، ۶۱ مکتبے، ۹۰ لڑکیاں، ۹۲ لڑکے، ۹۹ کتابیں، ۹۹ کاپیاں، ۱۰۰ کمرے، ۱۰۰ مسجدیں، ۱۰۰۰ آدمی، ۲۰۰۰ عورتیں، ۱۲۶ طالب، ۲۶۷۸ قلم، ۹ درہم، ۱۰ دینار۔

سوال: تمیز کب مفرد منصوب، کب مفرد مجرور اور کب جمع مجرور ہوگی اور کب تمیز نہ آئے گی اور کب عدد تاکید بنے گا؟

سوال: ثانی کے معانی ذکر کریں، مثال بھی دیں۔

سوال: ثالث ثلاثة اور ثانی اثنين کا کیا معنی ہے؟

سوال: سادس ستة، سادس خمسة کے معنی میں کیا فرق ہے اور ان میں سے کس کا استعمال اللہ تعالیٰ کے لیے جائز ہے اور کس کا نہیں؟

سوال: حادِیَ عَشَرَ کی اصل اور وزن تحریر کریں۔

سوال: مندرجہ ذیل کا عربی میں ترجمہ کریں۔
تیسری، دسواں، گیارھویں، گیارھواں، بارھویں، بارھواں، تیرھویں، تیرھواں، بیسویں، بیسواں، اکیسویں، اکیسواں، پہلا، پہلی، دوسرا۔

حل سوالات

سوال: اسم عدد کی تعریف کر کے اس کے اصولی کلمات ذکر کریں۔

جواب: اسم عدد وہ ہے جو چیزوں کی مقدار یعنی چیزوں کے افراد کی مقدار پر دلالت کرنے کے لیے وضع کیا گیا ہو۔

اصول عدد بارہ ہیں: ایک سے دس تک دس عدد اور مائة اور الف۔ یہ کل بارہ عدد ہوئے اصولی کلمات کہلائے۔ اور عدد کے احکام ان بارہ اصولی کلمات سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان سے زیادہ تعداد کے لیے انہی کو اضافت کے ساتھ ذکر کرتے ہیں جیسے اَلْفُ اَلْف (دس لاکھ) اَلْفُ اَلْفِ اَلْفٍ (ایک ارب) جدید عربی میں مَلْيُوْنٌ (دس لاکھ) اور بَلْيُوْنٌ، مَلْيَارٌ (ایک ارب) بھی مستعمل ہیں بلکہ كُرُوْرٌ وغیرہ کلمات بھی داخل ہو رہے ہیں۔ ان کی جمع مَلَايِيْنُ، بَلَايِيْنُ، مَلْيَارَاتٌ اور كَرَائِرُ ہیں۔

سوال: (ا) مندرجہ ذیل ہندسوں کو عربی میں لکھیں۔
(ب) عدد کے مذکر و مونث (ج) معدود کے واحد، جمع نیز مجرور، منصوب لانے کی وجہ بیان کریں۔

۳ عورتیں، ۷ راتیں، ۱۰ کمرے، ۸ کتابیں، ۱۲ قلم، ۱۱ کاپیاں، ۱۶ اساتذہ، ۱۹ استانیاں، ۲۰ طالب، ۳۰ طالبات، ۴۱ ستارے، ۵۲ دروازے، ۶۱ مکتبے، ۹۰ لڑکیاں، ۹۲ لڑکے، ۹۹ کتابیں، ۹۹ کاپیاں، ۱۰۰ کمرے، ۱۰۰ مسجدیں، ۱۰۰۰ آدمی، ۲۰۰۰ عورتیں، ۲۲۱۶ طالب، ۲۶۷۸ قلم، ۹ درہم، ۱۰ دینار

جواب: (ا) ان کی عربی بالترتیب یوں ہوگی ثلاثُ نسوۃٍ ۔ سبعُ لَیَالٍ ۔ عَشْرُ غُرَفٍ ۔ ثَمَانِیَةُ کُتُبٍ ۔ اِثْنَا عَشَرَ قَلَمًا ۔ اِحْدیٰ عَشْرَۃَ کُرَّاسَةً ۔ سِتَّةَ عَشَرَ اُسْتَاذًا ۔ تِسْعَ عَشْرَۃَ مُعَلِّمَةً ۔ عِشْرُوْنَ طَالِبًا ۔ ثَلٰثُوْنَ طَالِبَةً ۔ اَحَدٌ وَاَرْبَعُوْنَ نَجْمًا ۔ اثنانِ وخمسونَ بَابًا ۔ اِحدیٰ وسِتُّوْنَ مکتبةً ۔ تِسْعُوْنَ امْرَاۃً ۔ اِثْنَانِ وتسعونَ طِفْلًا ۔ تِسْعَةٌ وَتِسْعُوْنَ كِتَابًا ۔ تِسْعٌ وَتِسْعُوْنَ كُرَّاسَةً ۔ مِائَةُ غُرْفَةٍ ۔ مِائَةُ مَسْجِدٍ ۔ اَلْفُ رَجُلٍ ۔ اَلْفَا امْرَاۃٍ ۔ اَلْفٌ وَمِائَتَانِ وَسِتَّةَ عَشَرَ طَالِبًا ۔ اَلْفَانِ وَسِتُّ مائةٍ وثمانيةٌ وسبعونَ قَلَمًا ۔ تِسْعَةُ دَرَاهِمَ ۔ عَشْرَۃُ دَنَانِیْرَ ۔

(ب) جب معدود کا ذکر عدد کے ساتھ کیا جائے تو اس کے مذکر و مونث لانے کی درج ذیل صورتیں ہیں:

عدد ایک اور دو کو مذکر معدود کے لیے مذکر اور مونث معدود کے لیے مونث لائیں گے جیسے اِلٰهٌ وَاحِدٌ ۔ نَعْجَةٌ وَاحِدَةٌ ۔ رَجُلٌ وَاحِدٌ ۔ اِمْرَاۃٌ وَاحِدَۃٌ ۔ اِلٰهَیْنِ اثْنَیْنِ ۔ رَجُلَانِ اثْنَانِ ۔ اِمْرَاَتَانِ اثْنَتَانِ نیز عدد بعد میں آئے گا صفت بن کر اس لئے اعراب ماقبل کے مطابق ہوگا۔

اور جب عدد تین، چار تا دس ہو تو اس کے مذکر و مونث لانے میں معدود کا اعتبار کیا جاتا ہے۔ اگر معدود مذکر ہے تو عدد مونث لائیں گے اور اگر معدود مونث ہے تو عدد مذکر لائیں گے جیسے

ثلاثةُ رِجَالٍ ۔ سبعَةُ اَیَّامٍ ۔ عَشْرَۃُ اَقْلَامٍ

ثَلَاثُ نِسْوَۃٍ ۔ سَبْعُ لَيَالٍ ۔ عَشْرُ غُرَفٍ

اگر عدد بطور صفت بعد میں ہو تب بھی یہی قانون ہے جیسے فی ظلماتٍ ثلاثٍ ۔ مررتُ بِنِسْوَۃٍ اَرْبَعٍ

۱۱، ۱۲ کے لیے اگر معدود مذکر ہے تو عدد بھی مذکر لائیں گے اور اگر معدود مونث ہے تو عدد بھی مونث لایا جائے گا جیسے

اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا ۔ اِثْنَا عَشَرَ شَهْرًا ۔

اِحْدیٰ عَشْرَۃَ امْرَاۃً ۔ اِثْنَتَا عَشْرَۃَ عَيْنًا ۔

۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸ اور ۱۹ کے لیے اگر معدود مذکر ہے تو عدد کا پہلا جز مونث اور دوسرا جز مذکر لائیں گے اور اگر معدود مونث ہے تو پہلا جز مذکر اور دوسرا جز مونث لائیں گے جیسے

ثَلَاثَةَ عَشَرَ رَجُلًا ۔ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ قَلَمًا ۔ تِسْعَةَ عَشَرَ نَجْمًا ۔

ثَلَاثَ عَشْرَۃَ كُرَّاسَةً ۔ ثَمَانِيَ عَشْرَۃَ لَيْلَةً ۔ تِسْعَ عَشْرَۃَ امْرَاۃً ۔

نیز دونوں جز مبنی علی الفتح ہوں گے۔ اِثْنَا عَشَرَ کے پہلے حصے کو معرب مانتے ہیں ممکن ہے پہلا حصہ مبنی علی حذف النون ہو۔ ثَمَانِیَ عَشَرَ میں تین وجہیں جائز ہیں۔ ثَمَانِیَ عَشَرَ ' ثَمَانِیْ عَشَرَ ' ثَمَانِ عَشَرَ ۔

۲۰ ' ۳۰ ' ۴۰ ' ۵۰ ...... ۹۰ ۔ ان اعداد کا معدود خواہ مذکر ہو یا مونث ' یہ ایک ہی حالت پر قائم رہیں گے جیسے

عِشْرُوْنَ امراۃً۔ ثلٰثون رَجُلًا ۔ سِتُّوْنَ قَلَمًا ۔ تِسْعُوْنَ کُرَّاسَۃً وغیرہ۔

۲۱ ' ۲۲ اعداد کے لیے اگر معدود مذکر ہے تو عدد کا پہلا جزء مذکر اور دوسرا اپنی حالت پر ہی رہے گا۔ اور اگر معدود مونث ہے تو پہلا جزء مونث لائیں گے جبکہ عدد کا دوسرا جزء اپنی حالت پر رہے گا جیسے

احدٌ وعِشْرُوْنَ قَلَمًا ۔ اِثْنَانِ وعِشْرُوْنَ رَجُلًا

اِحْدٰی وعشرون امراۃً ۔ اِثْنَتَانِ وَعِشْرُوْنَ کُرَّاسَۃً

۲۳ ' ۲۴ ' ۲۵ ' ۲۶ ...... ۲۹ اعداد کے لیے اگر معدود مذکر ہے تو پہلا جز مونث اور دوسرا جز اپنی حالت پر رہے گا۔ اسی طرح اگر معدود مونث ہے تو جزء اول مذکر لائیں گے جیسے

ثلاثۃٌ وعشرونَ قَلَمًا ۔ ستۃٌ وعشرونَ یَوْمًا ۔ تِسْعَۃٌ وعِشْرُوْنَ شَهْرًا

ثلاثٌ وعِشْرُوْنَ لَیْلَۃً ۔ ستٌّ وعشرونَ غُرْفَۃً ۔ تِسْعٌ وعِشْرُوْنَ نَعْجَۃً

اس کے بعد ۳۱ ' ۳۲ میں ۲۱ اور ۲۲ کی طرح قیاس کیا جائے گا اور ۳۳ سے لے کر ۳۹ تک ' ۲۳ سے لے کر ۲۹ کی طرح پر قیاس کرلیا جائے گا۔ اسی طرح ۹۹ تک کا حال ہے۔

۱۰۰ اور ۱۰۰۰ کے لیے اور ۲۰۰ اور ۲۰۰۰ کے لیے اور الف کی جمع کے لیے خواہ معدود مذکر ہو یا مونث ' یہ اعداد اپنے حال پر ہی رہیں گے جیسے

مائۃُ حَبَّۃٍ ۔ مائۃُ رجلٍ ۔ الفُ رجلٍ ۔ الفُ امْرَاَۃٍ ۔ مِائتَا حَبَّۃٍ ۔ مِائتَا رَجُلٍ ۔ اَلْفَا امْرَاَۃٍ ۔ اَلْفَا رَجُلٍ ۔ آلافُ امْرَاَۃٍ ۔ آلافُ رَجُلٍ

اور جب آلاف کو معدود بنائیں گے تو پہلے پڑھے ہوئے قیاس کے مطابق ہی ہوگا جیسے ثَلَاثَۃُ آلافٍ ۔ خمسۃُ آلافٍ ۔ آلاف مذکر ہے اس لیے عدد ثلاثۃ مونث لائے۔

(ج) معدود کے واحد ' جمع نیز مجرور اور منصوب لانے کی وجہ :

معدود ایک اور دو کا عدد مطلقاً نہیں لایا جاتا کیونکہ ان کے صیغوں سے ہی عدد سمجھا جاتا ہے۔ اگر ان کے آگے عدد آئے بھی تو وہ تاکید کے لیے ہوگا جیسے نفحۃٌ واحدۃٌ ۔ رجلٌ واحدٌ وغیرہ۔

عدد ۳ سے لے کر ۱۰ تک تمیز جمع مجرور آئے گا جیسے ثَلَاثَۃُ اَیَّامٍ ۔ خَمْسُ لَیَالٍ ۔ تِسْعُ سِنِیْنَ

عدد ۱۱ سے لے کر ۹۹ تک کے اعداد کے لیے تمیز واحد اور منصوب لائی جائے گی جیسے اَحَدَ عَشَرَ کَوْکَبًا

اِحْدیٰ عَشْرَۃَ امْرَاَۃً۔ عِشْرُوْنَ دِرْھَمًا ۔ سِتُّوْنَ کُرَّاسَۃً۔ اِثْنَتَانِ وَتِسْعُوْنَ لَیْلَۃً۔ سِتَّۃٌ وَسَبْعُوْنَ قَلَمًا ۔ تِسْعٌ وَتِسْعُوْنَ نَعْجَۃً وغیرہ۔

واضح رہے کہ عِشْرُوْنَ صَابِرُوْنَ جو قرآن پاک میں واقع ہے اس میں صابرون عشرون کی تمیز نہیں بلکہ صفت ہے اس لئے جمع ہے اور ما قبل کے مطابق مرفوع ہے

عدد ۱۰۰ اور ۲۰۰ اور عدد ۱۰۰۰ اور عدد ۲۰۰۰ اور عدد ۱۰۰۰ کی جمع (آلاف) کے لیے تمیز مفرد اور مجرور آتی ہے جیسے مِائَۃُ لَیْلَۃٍ۔ مِائَۃُ رَجُلٍ۔ مِائَتَا امْرَاَۃٍ۔ مِائَتَا رَجُلٍ۔ اَلْفُ کُرَّاسَۃٍ۔ اَلْفُ قَلَمٍ۔ اَلْفَا امْرَاَۃٍ ۔ اَلْفَا قَلَمٍ۔ ثَلاَثَۃُ آلاَفِ رَجُلٍ۔ اَرْبَعَۃُ آلاَفِ امْرَاَۃٍ

واضح رہے کہ ثَلاَثَمِائَۃٍ سِنِیْنَ جو قرآن پاک میں واقع ہے اس میں سنین تمیز نہیں بلکہ عطف بیان ہے (جلالین) اسی طرح مائۃٌ صَابِرَۃٌ میں صابرۃٌ تمیز نہیں بلکہ صفت یا عطف بیان بنے گا

سوال : تمیز کب مفرد منصوب، کب مفرد مجرور اور کب جمع مجرور ہوگی اور کب تمیز نہ ہوگی اور کب عدد تاکید بنے گا؟

جواب : اعداد گیارہ سے لے کر ننانوے تک کی تمیز مفرد منصوب ہوگی۔ اور مائۃ اور اس کے تثنیہ کے لیے اور الف اور اس کے تثنیہ اور جمع کے لیے تمیز مفرد مجرور ہوگی۔ اعداد تین سے لے کر دس تک کے لیے تمیز جمع مجرور ہوگی۔ وَاحِدٌ اور اِثْنَیْنِ کے لیے تمیز نہیں ہوتی کیونکہ ان اعداد کا معنی معدود سے سمجھا جاتا ہے۔ اور جب واحد اور اثنان کو معدود کے بعد لایا جائے تو اسے تاکید کہیں گے، جیسے نفخۃٌ واحدۃٌ۔ نفخۃٌ کے معنی ایک پھونک اور واحدۃٌ کے معنی بھی یہی ہیں۔ اسی طرح زَوْجَیْنِ اثْنَیْنِ ۔ اِمْرَاَتَانِ اثْنَتَانِ وغیرہ۔ ان کو ترکیب میں موصوف صفت قرار دیں گے۔

سوال : ثانی کے معانی ذکر کریں، مثال بھی دیں۔

جواب : لفظ ثَانِی کے دو معنی ہیں (۱) دوسرا (۲) ثَنٰی یَثْنِیْ سے اسم فاعل بمعنی موڑنے والا جیسے ثَانِیَ عِطْفِہٖ

سوال : ثالث ثلاثۃ اور ثانی اثنین کا کیا معنی ہے؟

جواب : ثَالِثُ ثَلاَثَۃٍ کا معنی "تین میں سے ایک" اور ثَانِیَ اثْنَیْنِ کا معنی "دو میں سے ایک

سوال : سَادِسُ سِتَّۃٍ، سَادِسُ خَمْسَۃٍ کے معنی میں کیا فرق ہے اور ان میں سے کس کا استعمال اللہ تعالیٰ کے لیے جائز ہے اور کس کا نہیں؟

جواب : سَادِسُ سِتَّۃٍ کا معنی "چھ میں سے ایک" اور سَادِسُ خَمْسَۃٍ کا معنی "پانچ کو چھ کرنے والا"

سَادِسُ سِتَّۃٍ اللہ تعالیٰ کے لیے بولنا ناجائز ہے جیسا کہ ثَالِثُ ثَلاَثَۃٍ جائز نہیں ارشاد باری ہے۔ لَقَدْ

كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ نیز اس صورت ثلاثہ میں مضاف الیہ ہی بنے گا۔ نبی کے لیے اس کا بولنا درست ہے۔ قرآن میں ہے اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ
سَادِسُ خَمْسَةٍ والی ترکیب میں اللہ تعالیٰ کے لیے بولنا جائز ہے جیسے مَا يَكُوْنُ مِنْ نَجْوٰى ثَلَاثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ (بحوالہ البرہان فی علوم القرآن ج ۴ ص ۱۱۷، ۱۱۸ للامام بدر الدین الزرکشی)

سوال: حَادِيَ عَشَرَ کی اصل اور وزن تحریر کریں۔

جواب: حَادِيَ اصل میں حَادِوَ تھا اور حادو کی اصل وَاحِدَ تھی۔ قلب مکانی کر کے وَاحِدَ سے حَادِوَ بنا دیا گیا۔ اب (ـِوَ) کی شکل پائی گئی۔ واؤ کو یاء سے بدلا تو حَادِ یَ ہو گیا۔ وَاحِدَ کا وزن فَاعِلَ اور حَادِ یَ کا وزن عَالِفَ ہے۔

سوال: مندرجہ ذیل کا عربی میں ترجمہ کریں۔

تیسری، دسواں، گیارھویں، گیارھواں، بارھویں، بارھواں، تیرھویں، تیرھواں، بیسویں، بیسواں، اکیسویں، اکیسواں، پہلا، پہلی، دوسرا

جواب: ثَالِثَةٌ۔ عَاشِرٌ۔ حَادِيَةَ عَشْرَةَ۔ حَادِيَ عَشَرَ۔ ثَانِيَةَ عَشْرَةَ۔ ثَانِيَ عَشَرَ۔ ثَالِثَةَ عَشَرَ۔ ثَالِثَ عَشْرَةَ۔ عِشْرُوْنَ۔ عِشْرُوْنَ۔ حَادِيَةٌ وَعِشْرُوْنَ۔ حَادٍ وَعِشْرُوْنَ۔ اَوَّلُ۔ اُوْلٰى۔ ثَانٍ۔ معرفہ بنانے کے لئے الف لام آئے گا تو اکیسواں کی عربی ہو گی اَلْحَادِيَ وَالْعِشْرُوْنَ۔

فصل : الاسم اما مذكر و اما مؤنث فالمؤنث ما فيه علامة التأنيث لفظا أو تقديرا و المذكر ما بخلافه و علامة التأنيث ثلاثة : التاء كطلحة و الألف المقصورة كحبلى و الألف الممدودة كحمراء و المقدرة انما هو التاء فقط كأرض و دار بدليل أريضة و دويرة .

ثم المؤنث على قسمين : حقيقي و هو ما بازائه ذكر من الحيوان كامرأة وناقة و لفظي وهو ما بخلافه كظلمة و عين و قد عرفت أحكام الفعل اذا أسند الى المؤنث فلا نعيدها .

ترجمہ : فصل : اسم یا مذکر ہے یا مؤنث تو مؤنث وہ ہے جس میں تانیث کی علامت ہو لفظا یا تقدیرا۔ اور مذکر جو اس کے خلاف ہو۔ اور تانیث کی علامتیں تین ہیں تاء جیسے طلحۃ اور الف مقصورہ جیسے حبلی اور الف ممدودہ جیسے حمراء۔ اور مقدر ہونے والی علامت وہ صرف تاء ہوتی ہے جیسے ارض اور دار، اریضۃ اور دویرۃ کی دلیل کے ساتھ۔

پھر مئونث دو قسم پر ہے حقیقی اور وہ ہے جس کے مقابلے میں مذکر ہو جاندار سے جیسے امراۃ اور ناقۃ ' اور لفظی اور وہ ہے جو اس کے برخلاف ہو جیسے ظلمۃ اور عین اور پہچان چکا ہے تو فعل کے احکام جب اس کی اسناد کی جائے مئونث کی طرف اس لئے ہم اس کو نہیں دہراتے۔

سوالات

سوال: مذکر و مونث کی تعریف کر کے مونث کی اقسام کے نقشے مع امثلہ تحریر کریں۔

سوال: مونث کی کون سی علامت مقدر ہوتی ہے؟ مع مثال تحریر کریں۔

سوال: تائے تانیث کے چند استعمالات مع مثال ذکر کریں۔

سوال: مندرجہ ذیل الفاظ میں تاء کس کس معنی کے لیے ہے؟

- فرازنة - ملائكة - حجارة - بعولة - قنادلة - علامة - بقرة - مارة - شية - مكة - مدينة - استفادة - عزة - مناطقة

سوال: مصدر' مشتق' جامد سے مونث بنانے کی تفصیل ذکر کریں مع مثال۔ نیز اوزان مشرکۃ وغیرہ کی تفصیل کریں۔

سوال: عین' ارض اور دار کے مئونث ہونے کی دلیلیں ذکر کریں۔

سوال: مندرجہ ذیل کی مونث ذکر کریں۔

كاتب - حائض - افضل - امرد - ابيض - اعمى - اصم - شبعان - ريان - فرس - حمار - عريان - بغي - قتيل - صبور افيضل - رويفع - احيمر سكيران

سوال: مندرجہ ذیل الفاظ کا مذکر ذکر کریں۔

واقعة - كبرى - عشراء - نفساء - صفراء - عيناء - ريا - شاة - حائضة - علامة

سوال: تائے وحدت اور تائے تانیث کا فرق بتائیں۔

سوال: یاء برائے وحدت کی مثالیں ذکر کریں' نیز یائے وحدت کیا ہوتی ہے؟

حل سوالات

سوال: مذکر و مئونث کی تعریف کر کے مونث کی اقسام کے نقشے مع امثلہ تحریر کریں۔

جواب: مذکر وہ اسم ہے جس میں علامت تانیث نہ پائی جائے۔ علامات تانیث تین ہیں: (۱) تاء (۲) الف مقصورہ (۳) الف ممدودہ۔ خواہ علامت تانیث لفظوں میں موجود ہو یا مقدر ہو۔ ان میں سے جب کوئی علامت نہ پائی جائے گی تو وہ اسم مذکر کہلائے گا۔ جبکہ مونث وہ اسم ہے جس میں ان تین علامات میں سے کوئی نہ کوئی علامت پائی جائے۔ خواہ لفظوں میں موجود ہو یا مقدر ہو۔

مذکر کی مثالیں: رجلٌ، مسلمٌ بَیْتٌ وغیرہ۔
مونث کی مثالیں: طلحۃ، قَبَعْثَرٰی، حَمْرَاءُ، اَرْضٌ، شَمْسٌ، دَارٌ، رِیْحٌ وغیرہ۔ ارض، شمس، دار اور ریح میں تا مقدرہ ہے جو تصغیر بناتے وقت لوٹ آتی ہے جیسے اُرَیْضَۃٌ، شُمَیْسَۃٌ، دُوَیْرَۃٌ، رُوَیْحَۃٌ
مؤنث کی اقسام کے نقشے درج ذیل ہیں
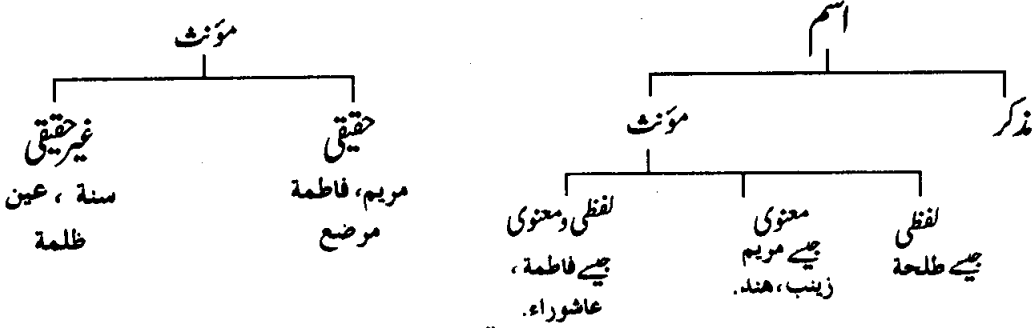
سوال: مؤنث کی کون سی علامت مقدر ہوتی ہے؟ مع مثال تحریر کریں۔
جواب: مؤنث کی علامت تا کبھی مقدر ہوتی ہے جیسے ارض، دار، عین میں۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اہل عرب ان الفاظ کو مونث استعمال کرتے ہیں اور ان الفاظ کی جب تصغیر لائی جائے تو تاء ظاہر ہوجاتی ہے جیسے اَرْضٌ سے اُرَیْضَۃٌ، دَارٌ سے دُوَیْرَۃٌ اور عَیْنٌ سے عُیَیْنَۃٌ ارشاد باری ہے فِیْھَا عَیْنٌ جَارِیَۃٌ تُسْقٰی مِنْ عَیْنٍ آنِیَۃٍ۔ عَیْنَانِ نَضَّاخَتَانِ۔ عَیْنَانِ تَجْرِیَانِ۔ تِلْکَ الدَّارُ الآخِرَۃُ۔ وَاِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ۔ اِلَی الْاَرْضِ الَّتِیْ بَارَکْنَا فِیْھَا ان میں یا تو ان الفاظ کی صفت مؤنث ہے یا اسم اشارہ مؤنث یا کی طرف مؤنث کی ضمیر لوٹی ہوئی ہے۔
سوال: تائے تانیث کے چند استعمات مع مثال ذکر کریں۔
جواب: رضی شرح کافیہ میں تائے تانیث کے چودہ قسم کے استعمالات ذکر کیے گئے ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:

(۱) مونث کی علامت جیسے ضَارِبٌ سے ضَارِبَۃٌ

(۲) وحدت کے لیے جیسے تُفَّاحٌ سے تُفَّاحَۃٌ جب تاء وحدت کی نشانی ہوگی تو اس وقت تانیث کے لیے نہیں ہوگی جیسے بَقَرٌ سے بَقَرَۃٌ بمعنی ایک بیل بھی ہو سکتا ہے اور بمعنی ایک گائے بھی۔

(۳) حرف اصلی کے عوض جیسے وَعْدٌ سے عِدَۃٌ۔ اِقْوَامٌ سے اِقَامَۃٌ۔ اِسْتِقْوَامٌ سے اِسْتِقَامَۃٌ۔ وِسْنٌ بمعنی اونگھ سے سِنَۃٌ ارشاد باری ہے لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ اور سَنَوٌ یا سَنَہٌ سے سَنَۃٌ بمعنی سال

(۴) یائے نسبت کے عوض جیسے فَلْسَفِیٌّ، مَنْطِقِیٌّ کی جمع فَلَاسِفَۃٌ، مَنَاطِقَۃٌ

(۵) عجمہ کی نشانی جیسے اُسْتَاذٌ کی جمع اَسَاتِذَۃٌ

(۶) جمع کی نشانی جیسے مُقَاتِلَۃٌ جمع ہے مُقَاتِلٌ کی (بمعنی فوج) اسی طرح مَارَۃٌ جمع ہے مَارٌّ کی (بمعنی گزرنے والے)

(۷) کبھی تاء حرف زائد کے عوض میں آتی ہے جیسے قَنَادِیْلُ سے قَنَادِلَۃٌ جمع قِنْدِیْلٌ کی۔ اور کبھی یا مفرد کے لیے آ جاتی ہے جیسے رُوْمٌ سے رُوْمِیٌّ، عَرَبٌ سے عَرَبِیٌّ اودو سے اس کی مثال فوج سے فوجی سپاہ سے سپاہی۔

(۸) کبھی تاء صفت سے اسمیت کی طرف منتقل کرنے کے لیے ہوتی ہے جیسے ذَبِیْحَۃٌ کیونکہ ذَبِیْحٌ کا معنی ذبح کیا ہوا اور ذَبِیْحَۃٌ ہر وہ جانور جس کو ذبح کیا جاتا ہے اگرچہ ابھی ذبح نہ بھی کیا ہو۔

سوال: مندرجہ ذیل الفاظ میں تاء کس کس معنی کے لیے ہے؟

۔ فرازنة۔ ملائكة۔ حجارة۔ بعولة۔ قنادلة۔ علامة۔ بقرة۔ مارة۔ شية۔ مكة۔ مدينة۔

استفادة۔ عزة۔ مناطقة

جواب: فَرَازِنَۃٌ میں تاء عجمہ کی نشانی ہے

مَلَائِکَۃٌ، حِجَارَۃٌ اور بُعُوْلَۃٌ میں تاء جمع کی تاکید کے لیے ہے۔

قَنَادِلَۃٌ میں تاء عوض کی ہے قَنَادِیْلُ کی یاء سے۔

عَلَّامَۃٌ میں تاء تاکید مبالغہ کے لیے ہے۔

بَقَرَۃٌ میں تاء وحدت کے لیے ہے۔

مَارَۃٌ میں تاء جمع کے لیے ہے، مار کی جمع ہے۔

شِیَۃٌ میں تاء عوض کی ہے، اصل لفظ وِشْیٌ ہے۔ ارشاد باری ہے لَا شِیَۃَ فِیْھَا (اس بیل میں کوئی داغ نہیں)

مَکَّۃٌ اور مَدِیْنَۃٌ میں تاء زائدہ ہے بغیر کسی معنی کے۔

اِعَادَۃٌ میں تاء عوض کی ہے، اصل میں اِعْوَادٌ تھا۔

اِسْتِقَامَۃٌ میں تاء عوض کی ہے، اصل میں اِسْتِقْوَامٌ ہے۔

عِزَۃٌ میں تاء عوض کی ہے اصل میں عِزْوَۃٌ تھا۔

مَنَاطِقَۃٌ میں تاء، یاء نسبت کے عوض ہے، یہ مَنْطِقِیٌّ کی جمع ہے۔

سوال: مصدر، مشتق، جامد سے مونث بنانے کی تفصیل ذکر کریں مع مثال۔ نیز اوزان مشترکۃ وغیرہ کی تفصیل کریں۔

جواب: (۱) مونث حقیقی کے لیے مصدر ویسے ہی استعمال ہوتا ہے جیسے مذکر کے لیے جیسے رَجُلٌ عَدْلٌ

وامراۃ عدلٌ اسی طرح الکَلِمَۃُ لفظٌ وُضِعَ لِمَعْنیً مُفْرَدٍ لفظ حَیَوَان مصدر ہے مذکر و مونث کیلئے مستعمل ہے ارشاد باری ہے وَاِنَّ الدَّارَ الْآخِرَۃَ لَھِیَ الْحَیَوَانُ البتہ جمع کیجئے حَیَوَانَاتٌ بھی مستعمل ہے

(۲) جامد عموماً" مذکر اور مونث کے لیے الگ الگ استعمال ہوتے ہیں جیسے جَمَلٌ اور مونث نَاقَۃٌ حِمَارٌ کی مونث اَتَانٌ وغیرہ۔ کبھی کبھار مذکر جامد کے آخر میں تاء لگا دی جاتی ہے جیسے اِنْسَانٌ سے اِنْسَانَۃٌ

(۳) مشتق کے الفاظ عام طور پر مذکر مونث کے لیے الگ الگ استعمال ہوتے ہیں۔ اسی طرح مشتق کی چار قسمیں ہیں

(الف) وہ اوزان جو مذکر و مونث میں برابر ہیں۔

۱۔ مِفْعَلٌ برائے مبالغہ جیسے مِجْزَمٌ (بہت کاٹنے والا) امرؤ القیس کے معلقہ میں مِکَرٌّ مِفَرٌّ بھی یہی صیغے ہیں

۲۔ مِفْعَالٌ برائے مبالغہ جیسے مِجْزَامٌ

(۳) مِفْعِیْلٌ برائے مبالغہ جیسے مِعْطِیْرٌ اور مِسْکِیْنَۃٌ شاذ ہے۔

۴۔ فَعُوْلٌ بمعنی فاعل جیسے صَبُوْرٌ (بہت صبر کرنے والا)

اسی طرح لَمْ اَکُ بَغِیًّا اس کی اصل بَغُوْیًا لیکن فَعُوْل جب بمعنی مفعول ہوگا تو مونث کے لیے تاء لائی جائے گی جیسے رَکُوْبَۃٌ

(۵) فَعِیْل بمعنی مفعول۔ جب موصوف ذکر ہو تو مونث کے لیے تاء کے بغیر آئے گی جیسے اِمْرَاۃٌ جَرِیْحٌ یعنی مذکر مونث برابر ہیں۔ اور جب موصوف ذکر نہ ہو تو تاء کے ساتھ ہوگی جیسے قَتِیْلَۃٌ

(۶) جب صفت کا صیغہ ہو اور مونث کے ساتھ خاص ہو جیسے حَامِلٌ۔ حَائِضٌ۔ عَانِسٌ۔ مُرْضِعٌ محول

(ب) وہ وزن جس کی مؤنث الف ممدودہ کے ساتھ آئے یہ وزن اَفْعَلُ صفت مشبہ میں ہے۔ اس کی مؤنث فَعْلَاءُ ہوگی جیسے اَسْوَدُ سے سَوْدَاءُ، اَحْمَرُ سے حَمْرَاءُ، اس کی تصغیر حُمَیْرَاءُ ہوگی اَجْوَفُ سے جَوْفَاءُ اور اَعْمٰی سے عَمْیَاءُ، اَصَمُّ سے صَمَّاءُ، اَعْرَجُ سے عَرْجَاءُ اجرعُ سے جَرْعَاءُ وغیرہ۔ ضرورت شعری کی وجہ سے جَرْعَاءُ کو الف مقصورہ کے ساتھ پڑھا گیا ہے شعر یہ ہے

فَاَنَّکَ بِمَرْاٰیً مِنْ سُعَادَ وَمَسْمَعِ   حَمَامَۃَ جَرْعٰی حُوْمَۃِ الْجَنْدَلِ اسْجَعِی

(ج) وہ وزن جن کے ساتھ الف مقصورہ لگا ہو جیسے فَعْلَانُ غیر منصرف کی مؤنث فَعْلٰی جیسے سَکْرَانُ سے سَکْرٰی البتہ فَعْلَانٌ منصرف کی مونث فَعْلَانَۃٌ آئے گی جیسے نَدْمَانٌ سے نَدْمَانَۃٌ

اور عُرْیَانٌ سے عُرْیَانَۃٌ وغیرہ۔ اسی طرح افعل التفضیل کی مونث فُعْلیٰ جیسے اکبُرُ کی مونث کُبْریٰ اس کی تصغیر کُبَیْریٰ ہوگی

فائدہ: اسم تفضیل مصغر کی گردان یوں ہوگی

اُفَیْضِلُ اُفَیْضِلاَنِ اُفَیْضِلُوْنَ فُضَیْلیٰ فُضَیْلَیَانِ فُضَیْلَیَاتٌ

صفت مشبہ مصغر کی گردان یوں ہوگی

اُحَیْمِرُ اُحَیْمِرَانِ اُحَیْمِرُوْنَ حُمَیْرَاءُ حُمَیْرَیَانِ حُمَیْرِیَاتٌ

(د) ان مذکورہ بالا اوزان کے علاوہ دیگر اوزان کے ساتھ مونث کے ساتھ تاء لگائی جائے گی۔

عُشَرَاءُ۔ حُبْلیٰ۔ نُفَسَاءُ۔ حِیکیٰ۔ ضِیزیٰ یہ صیغے صفت مشبہ کے ہیں، ان کا مذکر نہیں آتا۔ عُشَرَاءُ، نُفَسَاءُ کی جمع عِشَارٌ اور نِفَاسٌ ہے۔ ارشاد باری ہے وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ المصباح المنیر ج ۲ ص ۱۱۶ میں ہے کہ نُفَسَاءُ عُشَرَاءُ کے علاوہ کوئی لفظ صفت مشبہ کا اس وزن پر نہیں آتا ہے۔

سوال: عین، ارض اور دار کے مونث ہونے کی دلیلیں ذکر کریں۔

جواب: عَیْنٌ کی تصغیر عُیَیْنَۃٌ اور اَرْضٌ کی اُرَیْضَۃٌ اور دَارٌ کی تصغیر دُوَیْرَۃٌ آتی ہے اور تصغیر عموما لفظ کو اپنی اصل کی طرف لوٹادیتی ہے۔ چونکہ تصغیر میں تاء موجود ہے اس لیے انہیں مونث مانتے ہیں۔ دوسرا یہ کہ عربی میں انہیں مونث ہی استعمال کیا جاتا ہے۔ قرآن پاک میں ہے عَیْنٌ جَارِیَۃٌ، عَیْنَانِ نَضَّاخَتَانِ، الْاَرْضِ الَّتِیْ بَارَکْنَا فِیْھَا، تِلْکَ الدَّارُ الْآخِرَۃُ وغیرہ

سوال: مندرجہ ذیل کی مونث ذکر کریں۔

کاتب۔ حائض۔ افضل۔ امرد۔ ابیض۔ اعمی۔ اصم۔ شبعان۔ ریان۔ فرس۔ حمار۔ عریان۔ بغی۔ قتیل۔ صبور افیضل۔ رویفع۔ احیمر سکیران

جواب: کَاتِبٌ کی مونث کَاتِبَۃٌ ہے۔

حَائِضٌ خود مونث کے لیے ہے اس لیے مونث نہیں لائیں گے کیونکہ یہ عورتوں کی خاص صفت ہے۔

اَفْضَلُ سے فُضْلیٰ

اَمْرَدُ مذکر کے لیے خاص ہے۔ اس کی مونث نہیں آئے گی۔ اَبْیَضُ سے بَیْضَاءُ، اَعْمیٰ سے عَمْیَاءُ، اَصَمُّ سے صَمَّاءُ، شَبْعَانُ سے شَبْعیٰ رَیَّانُ سے رَیَّا کہا جاتا ہے وَجْہٌ رَیَّانُ پر گوشت چہرہ و جمعہ رِیَانٌ فَرَسٌ (فرس گھوڑے اور گھوڑی دونوں کو کہتے ہیں خاص مذکر کو حِصَانٌ اور مونث کو حِجْرٌ کہتے ہیں کبھی کبھار مونث کیلئے فَرَسَۃٌ بھی استعمال کرتے ہیں) حِمَارٌ سے

اَتَانٌ عُرْیَانٌ سے عُرْیَانَۃٌ

بَغِیٌّ مونث کے ساتھ خاص ہے لہٰذا اس کی مونث بھی نہیں آتی۔ اس کا معنی ہے بدکار و زناکار عورت

قَتِیْلٌ صَبُوْرٌ مذکر و مونث دونوں کے لیے آتا ہے۔

قَتِیْلَۃٌ اس وقت مستعمل ہوتا ہے جب موصوف ساتھ ذکر نہ ہو مثلاً "مَا وَجَدْتُ قَتِیْلَۃً فِی الْمَعْرَکَۃِ اور اگر موصوف ساتھ ذکر ہو تو بغیر تاء کے جیسے رَجُلٌ قَتِیْلٌ، اِمْرَأَۃٌ قَتِیْلٌ

اُفَیْضِلُ اسم تفضیل مصغر کی تانیث فُضَیْلٰی اور رُوَیْفِعٌ اسم فاعل مصغر کی تصغیر رُوَیْفِعَۃٌ اُحَیْمِرُ صفت مشبہ مصغر کی تانیث حُمَیْرَاءُ اور سُکَیْرَانُ صفت مشبہ مصغر کی تانیث سُکَیْرٰی ہوگی

سوال: مندرجہ ذیل الفاظ کا مذکر ذکر کریں۔

واقعة۔ کبری۔ عشراء۔ نفساء۔ صفراء۔ عیناء۔ ریا۔ شاة۔ حائضة۔ علامة

جواب: وَاقِعَۃٌ کا مذکر۔ وَاقِعٌ کُبْرٰی کا مذکر اَکْبَرُ ہے عُشَرَاءُ اور نُفَسَاءُ کا مذکر نہیں آتا۔ صَفْرَاءُ عَیْنَاءُ رَیَّا کا مذکر اَصْفَرُ، اَعْیَنُ، رَیَّانُ ہے شَاۃٌ مذکر و مونث دونوں پر بولا جاتا ہے حَائِضَۃٌ مونث کے ساتھ خاص ہیں۔ عَلَّامَۃٌ میں تاء تاکید کے لیے ہے تانیث کیلئے نہیں ہے

سوال: تائے وحدت اور تائے تانیث کا فرق بتائیں۔

جواب: تائے وحدت کسی چیز کے ایک ہونے کو ظاہر کرتی ہے اور مذکر و مونث دونوں کے لیے آ سکتی ہے اور یہ تا صرف اسم پر آتی ہے جیسے ضَرْبَۃٌ، تُفَّاحَۃٌ وغیرہ یعنی ایک دفعہ مارنا، ایک سیب۔ جبکہ تائے تانیث فعل پر آتی ہے، اور ساکن ہوتی ہے جیسے ضَرَبَتْ وغیرہ اور کبھی اسم کے آخر میں آتی ہے، اور متحرک ہوتی ہے اور مذکر کو مونث بنا دیتی ہے جیسے ضَارِبٌ سے ضَارِبَۃٌ

سوال: یاء برائے وحدت کی مثالیں ذکر کریں، نیز یائے وحدت کیا ہوتی ہے؟

جواب: جس طرح تائے وحدت کسی چیز کے مقدار میں ایک ہونے کو ظاہر کرتی ہے۔ اسی طرح یائے وحدت بھی "ایک چیز" کو ظاہر کرتی ہے جیسے رُوْمٌ سے رُوْمِیٌّ، عَرَبٌ سے عَرَبِیٌّ اور فوج سے فوجی، سپاہ سے سپاہی وغیرہ۔

فصل : المثنى اسم ألحق بآخره ألف أو ياء مفتوح ما قبلها و نون مكسورة ليدل على أن معه آخر مثله نحو رجلان و رجلين . هذا في الصحيح أما المقصور فان كانت ألفه منقلبة عن واو و كان ثلاثيا رد الى أصله كعصوان في عصا و ان كانت عن ياء أو واو وهو أكثر من الثلاثي أو ليست منقلبة عن شيء تقلب ياء كرحيان في رحى و ملهيان في ملهى و حباريان في حبارى و حبليان في حبلى .

و أما الممدود فان كانت همزته أصلية تثبت كقراء ان في قراء و ان كانت للتأنيث تقلب واوا كحمراوان في حمراء و ان كانت بدلا من اصل واوا او ياء جاز فيه الوجهان ككساوان وكساء ان .

و يجب حذف نونه عند الاضافة تقول جاء ني غلاما زيد و مسلما مصر و كذلك تحذف تاء التأنيث في تثنية الخصية و الألية خاصة تقول خصيان و أليان لانهما متلازمان فكأنهما شيء واحد .

واعلم أنه اذا أريد اضافة مثنى الى المثنى يعبر عن الأول بلفظ الجمع كقوله تعالى : فقد صغت قلوبكما ، و فاقطعوا أيديهما و ذلك لكراهة اجتماع تثنيتين فيما تأكد الاتصال بينهما لفظا و معنى.

ترجمہ :فصل :مثنٰی وہ اسم ہے جس کے آخر میں الف یا یا ما قبل مفتوح اور نون مکسور ملایا گیا ہو تاکہ اس پر دلالت کرے کہ اس کے ساتھ اس جیسا ایک اور ہے جیسے رجلان اور رجلین - یہ تو صحیح میں ہے - پھر مقصور تو اگر اس کا الف بدل کر آیا ہے واؤ سے اور وہ تین حرفی ہو اسے اس کی اصل کی طرف لوٹایا جائے گا جیسے عصا میں عصوان اور اگر یاء یا سے بدل کر آیا ہو اور وہ تین حرفی سے زیادہ ہو یا کسی چیز سے بدل کر نہ آیا ہو اس کو یاء سے بدلا جائے گا جیسے رحی میں رحیان اور ملھی میں ملھیان اور حباری میں حباریان اورحبلی میں حبلیان -

اور پھر ممدود تو اگر اس کا ہمزہ اصلی ہو تو ثابت رہے گا جیسے قراء میں قراءان اور اگر تانیث کے لئے ہو اس کو واؤ سے بدلا جائے گا جیسے حمراء میں حمراوان اور اگر بدل ہو اصلی حرف واؤ یا یا سے تو اس میں دو وجہیں جائز ہیں جیسے کساوان اور کساءان-

اور واجب ہے اس کے نون کو حذف کرنا اضافت کے وقت تو کہے جاء نی غلاما زید و مسلمو مصر اور اسی طرح حذف کیا جائے گا تاء تانیث کو خصیہ اور الیۃ کے تثنیہ میں خاص طور پر تو کہے خصیان اور الیان کیونکہ دونوں لازم ملزوم ہیں تو گویا وہ دونوں ایک چیز ہیں۔

اور جان لے کہ جب ارادہ کیا جائے مثنی کو مثنی کی طرف مضاف کرنے کا تو پہلے کو جمع کے لفظ سے بیان کیا جاتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا قول فقد صغت قلوبکما اور فاقطعوا ایدیھما اور یہ اس وجہ سے کہ ناپسند ہے دو تثنیہ کا جمع ہونا اس میں جس کے اندر ان دونوں کا ملنا لفظا اور معنی شدید ہو۔

سوالات

سوال : مثنی کی تعریف کر کے مثالیں دیں نیز یہ بتائیں کہ کلا، کلتا، اثنان، عمران (بمعنی ابوبکر وعمر) رجلان مثنی ہیں یا نہیں اور کیوں؟

سوال : اسم مقصور اور ممدود سے مثنی بنانے کا نقشہ مع امثلہ تحریر کریں۔ نیز اسم صحیح، قائم مقام صحیح اور اسم منقوص سے تثنیہ بنانے کا طریقہ مع مثال ذکر کریں۔

سوال : وہ کون سے الفاظ ہیں جن سے تاء تانیث، الف مقصورہ یا ممدودہ کو تثنیہ بناتے وقت حذف کر دیا جاتا ہے؟

سوال : عبارت کی وضاحت کریں۔

واعلم انه اذا اريد اضافة مثنى الى المثنى يعبر عن الاول بلفظ الجمع كقوله تعالى فقد صغت قلوبكما فاقطعوا ايديهما وذلك لكراهة اجتماع اثنتين فيما تاكد الاتصال بينهما لفظا ومعنى ـ

سوال : مندرجہ ذیل کا مثنی بنائیں۔

صفراء ـ خالدة ـ الية ـ وضاء (ہمزہ اصلی) رضا ـ نداء ـ مسلم ـ حفصة ـ مطيع الرحمن ـ نفطويه ـ معديكرب ـ كتابان ـ رجال ـ رهط ـ قوم ـ سكرى ـ سكران ـ عدل ـ صغرى ـ حبلى ـ مصطفى ـ فتى ـ علباء ـ الى ـ متى

سوال : نون تثنیہ کب گرتا ہے؟

حل سوالات

سوال : مثنی کی تعریف کر کے مثالیں دیں نیز یہ بتائیں کہ کِلَا، کِلْتَا، اِثْنَانِ، عُمَرَانِ (بمعنی ابوبکر وعمر) رجلان مثنی ہیں یا نہیں اور کیوں؟

جواب : مثنی وہ اسم ہے جس کے آخر میں الف یا یاء ماقبل مفتوح اور نون مکسور آخر میں لاحق کیا گیا ہو

تا کہ دلالت کرے کہ اس کے ساتھ اس کا مثل دوسرا بھی ہے۔ اور یہ الف ر یاء اور نون مکسور کا لاحق کرنا اسم صحیح کے ساتھ ہے جیسے رَجُلٌ سے رَجُلَانِ

اس کو یوں بھی کہہ سکتے ہیں

(رَجُلٌ + رَجُلٌ) = (رَجُلَانِ)

رَجُلَانِ حالت رفعی میں ہے اور حالت نصبی و جری میں رَجُلَيْنِ ہوتا ہے۔ اسی طرح

(مُسْلِمٌ + مُسْلِمٌ)= (مُسْلِمَانِ)

مثنی کی علامت یہ بھی ہے کہ جب اس کے آخر سے الف ر یاء اور نون مکسور یعنی علامات تثنیہ کو ہٹائیں تو اسم مفرد باقی رہ جاتا ہے جیسے رَجُلَانِ کے آخر سے علامات تثنیہ الف اور نون کو دور کیا تو رَجُلٌ مفرد رہ گیا۔ اسی طرح مُسْلِمَانِ سے مُسْلِمٌ

کلا، کلتا اور اثنان مثنی نہیں کیونکہ ان کے آخر سے الف کو دور کریں تو باقی لفظ بامعنی نہیں رہتا۔ دوسرا یہ کہ کلا اور کلتا کے ساتھ نون مکسور بھی نہیں ہے۔ اثنان میں الف نون تثنیہ کا نہیں بلکہ پورا ایک لفظ ہے۔ بات صرف یہ ہے کہ یہ الفاظ حالت رفع اور نصب و جر میں تثنیہ کی طرح استعمال کیے جاتے ہیں۔ کِلَا اور کِلْتَا حالت رفع میں اسی طرح استعمال ہوتے ہیں لیکن حالت نصب و جر میں کِلَيْ اور کِلْتَيْ ہوجاتے ہیں۔ لیکن بدون اضافت یہ استعمال نہیں ہوتے جیسے کِلَاهُمَا، کِلْتَاهُمَا وغیرہ اور یہ ہمیشہ تثنیہ کی تاکید کے لیے لائے جاتے ہیں (کِلَيْهِمَا کِلْتَيْهِمَا) اسی طرح اِثْنَانِ، اِثْنَتَانِ حالت نصب و جر میں اِثْنَيْنِ، اِثْنَتَيْنِ ہو جاتے ہیں۔ عُمَرَانِ سے مراد ابوبکرؓ اور عمرؓ ہیں یعنی اکٹھے مراد ہیں۔ یہ بھی تثنیہ ہے کیونکہ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ دونوں کا ایک نام رکھ کر تثنیہ بنایا گیا ہے اس طرح کے الفاظ کا استعمال تغلیبا ہو جاتا ہے جیسے قَمَرَيْنِ، شَمْسَيْنِ وغیرہ۔

سوال: اسم مقصور اور ممدود سے مثنی بنانے کا نقشہ مع امثلہ تحریر کریں۔ نیز اسم صحیح، قائم مقام صحیح اور اسم منقوص سے تثنیہ بنانے کا طریقہ مع مثال ذکر کریں۔

مقصور
الفِ ثالثه
الف رابعة فصاعداً
حکم:۔تُقْلَبُ یاءً۔
جیسے حبلیٰ سے حُبْلَیَانِ، حُبْلَیَاتٌ
ملهیٰ، ملهیانِ، ملهیاتٌ، حباریانِ،
یہ حکم ہر حال میں ہے خواہ مبدل ہو جیسے ملهیٰ
یا غیر مبدل جیسے حُبلیٰ۔ اصلی ہو جیسے
مستشفیٰ یا زائد ہو جیسے حباریٰ
مبدله
غیرمبدله
من الیاء
حکم:۔ تقلبُ یاءً
جیسے فتی سے
فتیانِ فتیاتٌ
اور حمیٰ سے
حِمَوَان شاذ ہے۔
قیاس کے مطابق
حِمَیَانِ ہونا
چاہیے تھا۔
من الواو
حکم:۔ تقلبُ واواً
جیسے عصاً سے عصوانِ
عصوات اور
رضاً سے رِضَیانِ
شاذ ہے۔
قیاس کے مطابق
رِضَوَانِ ہونا چاہیے۔
امالہ جائز
حکم:۔ تقلبِ یاءً
جیسے متیٰ سے متیان۔
امالہ ناجائز
حکم:۔ تقلبُ واواً
جیسے لدیٰ سے لَدَوَانِ
اِذا سے اِذَوَانِ
قهقریٰ اور خوزلیٰ
سے قهقرانِ اور خَوْزَلَانِ
شاذ ہے۔
الخَوزَلیٰ، الخَیْزَلیٰ
ایک قسم کی چال جس میں ناز و انداز ہو۔
اسمِ ممدود
ہمزہ اصلی
ہمزہ زائدہ
ہمزہ غیر مبدل
حکم:۔برقرار
جیسے قراء سے قراءان
ہمزہ بدل
از واو / یاء
حکم بدل از واوَ یا برقرار۔
جیسے کساء سے کساوان یا کساءان.
برائے تانیث
حکم: بدل از واوَ جیسے حمراء سے حمراوان، عمیاء سے عمیاوان عشواء اور حمراء سے
عشواءان اور حمرایان شاذ ہے۔ عشواءان میں اسلئے نہیں بدلتے کہ الف کے ارد گرد دو واوَ
جمع ہو جاتے ہیں۔ قرفصان، عاشوران، خنفسان وغیرہ حذف الف سے شاذ ہیں۔
قرفصاء کا معنیٰ ہے اکڑوں بیٹھنا۔ ہاتھوں کو ٹانگوں کے گرد باندھنا۔ خنفساء کا معنیٰ ہے گبریلا
برائے الحاق۔
حکم: برقرار یا بدل از واوَ
جیسے علباء سے علباءان
یا علباوان.

اسم صحیح اور قائم مقام صحیح سے تثنیہ بنانے کے لیے اس اسم کے آخر میں الف ر یاء ماقبل مفتوح اور آخر میں نون مکسور لگا دیتے ہیں جیسے رَجُلٌ سے رَجُلَانِ' رَجُلَیْنِ۔ دَلْوٌ سے دَلْوَانِ۔ ظَبْیٌ سے ظَبْیَانِ وغیرہ۔

اسم منقوص کا جب تثنیہ لائیں گے تو حذف شدہ واؤ ر یاء کو واپس لائیں گے پھر علامت سیہ الف ر یاء ماقبل مفتوح اور نون مکسور لے آئیں گے۔ اگر واؤ محذوفہ کو واپس لائیں تو ماقبل حرکت کے موافق اسے یاء سے بدلیں گے جیسے قَاضٍ سے قَاضِیَانِ۔ قَاضٍ کی اصل قَاضِیٌ تھی۔ اسی طرح دَاعٍ سے دَاعِوَانِ ہوگیا۔ اب (ـِ وَ) یعنی واؤ ماقبل مکسور کو یاء سے بدلا تو دَاعِیَانِ ہوگیا۔

سوال : وہ کون سے الفاظ ہیں جن سے تاء تانیث' الف مقصورہ یا ممدودہ' تثنیہ بناتے وقت حذف کر دی جاتی ہے؟

جواب : وہ الفاظ جن سے تثنیہ بناتے وقت تائے تانیث حذف کر دی جاتی ہے۔ ان کی دو مثالیں یہ ہیں (ا) خُصْیَۃٌ۔ اَلْیَۃٌ ان کا تثنیہ خُصْیَانِ اور اَلْیَانِ آتا ہے۔

اَلْیَۃٌ کا معنی دنبے کی چکی اس کی جمع اَلَایَا اورالَیَاتٌ آتی ہے۔

وہ الفاظ جن سے تثنیہ بناتے وقت الف مقصورہ حذف کر دیا جاتا ہے' ان میں سے دو یہ ہیں۔ قَهْقَرٰی (الٹی چال)اور خَوْزَلٰی (ناز والی چال) ان کا تثنیہ قَهْقَرَانِ اور خَوْزَلَانِ آتا ہے۔

وہ الفاظ جن کا تثنیہ بناتے وقت الف ممدودہ حذف کر دیا جاتا ہے' وہ یہ ہیں۔ قُرْفُصَاءُ سے قُرْفُصَانِ۔ عَاشُوْرَاءُ سے عَاشُوْرَانِ۔ خُنْفُسَاءُ سے خُنْفُسَانِ وغیرہ۔

سوال : عبارت کی وضاحت کریں۔

واعلم انه اذا اريد اضافة مثنى الى المثنى يعبر عن الاول بلفظ الجمع كقوله تعالى فقد صغت قلوبكما فاقطعوا ايديهما وذلك لكراهة اجتماع اثنتين فيما تاكد الاتصال بينهما لفظا ومعنى

جواب : ترجمہ : "جان تو جب ارادہ کیا جائے مثنٰی کی اضافت کا مثنٰی کی طرف تو اول کو جمع سے تعبیر کیا جائے گا جیسے اللہ تعالیٰ کا قول ہے فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُکُمَا ۔ فَاقْطَعُوْا اَيْدِيَهُمَا اور یہ اس لیے کہ دو تثنیہ کا اجتماع مکروہ سمجھا گیا ہے اس مقام پر جہاں دونوں کا اتصال موکد ہو لفظا بھی اور معنی بھی۔"

وضاحت : مصنفؒ یہاں مثنٰی کی اضافت مثنٰی کی طرف کا حال ذکر کر رہے ہیں یعنی یہ کہ ایک مثنٰی کی اضافت دوسرے مثنٰی کی جانب کی جائے تو پہلے مثنٰی کو لفظ جمع سے تعبیر کریں گے جیسے اللہ تعالیٰ کے قول سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ فقد صغت قلوبکما میں قلوب کی اضافت کما کی طرف ہے۔ یہ اصل میں قَلْبَاکُمَا تھا اور فاقطعوا اید یهما میں اَیْدِیَ کی اضافت هما کی جانب کی گئی ہے۔

اصل میں یَدَ۔یْهِمَا تھا کیونکہ دو تثنیوں کا اجتماع ایسے مقام پر ناپسندیدہ سمجھا گیا ہے جب دونوں میں اتصال موکد پایا جاتا ہو' لفظاً" ہو یا معنیً" ید اور قلب مضاف الیہ کا جز ہیں۔ یہ معنوی اتصال ہے اور یہ دونوں تثنی ہیں' یہ لفظی اتصال ہے۔

سوال: مندرجہ ذیل کا تثنی بتائیں۔

صَفْرَاءُ۔ خَالِدَةٌ۔ اَلْیَةٌ۔ وَضَّاءٌ (ہمزہ اصلی) رِضًا ۔ نِدَاءٌ۔ مُسْلِمٌ۔ حَفْصَةُ۔ مُطِيعُ الرحمٰن۔ نِفْطَوَيْهِ۔ مَعْدِيْكَرَبُ ۔ كِتَابَانِ ۔ رِجَالٌ۔ رَهْطٌ۔ قَوْمٌ۔ سَكْرٰى ۔ سَكْرَانُ۔ عَدْلٌ۔ صُغْرٰى۔ حُبْلٰى۔ مُصْطَفٰى۔ فَتًى۔ عِلْبَاءٌ۔ اِلٰى۔ مَتٰى

جواب: ان کا تثنی یوں ہوگا صفراوان ۔ خالدتان ۔ الیان ۔ وضاء ان ۔ رضیان ۔ نداء ان یا ند اوان ۔ مسلمان۔ حفصتان۔ مطیعا الرحمن۔ نفطویہ سے تثنیہ نہیں' اسی طرح معدیکرب سے بھی۔ رھطان۔ قومان۔ سکریان۔ سکرانان۔ عدلان۔ صغریان۔ حبلیان۔ مصطفیان۔ فتیان۔ علباءان' یاعلباوان۔ الیان۔ متیان۔

رجلان اور رجال سے تثنی نہ آئے گا مگر اس طرح کہ یہ دونوں علم ہو جائیں۔

سوال: نون تثنیہ کب گرتا ہے؟

جواب: اضافت کے وقت نون تثنیہ گر جاتا ہے جیسے مسلما ھند ۔ قلما زید ۔ مسلما اور قلما اصل میں مسلمان اور قلمان تھے۔ اضافت کی وجہ سے نون تثنیہ گرا دیا۔

فصل : المجموع اسم دل على آحاد مقصودة بحروف مفردة بتغير ما اما لفظی کرجال فی رجل أو تقديري كفلك على وزن أسد فان مفرده أيضا فلك لكنه على وزن قفل فقوم و رهط و نحوه و ان دل على آحاد لكنه ليس بجمع اذ لا مفرد له .

ثم الجمع على قسمين : مصحح وهو ما لم يتغير بناء واحده و مكسر و هو ما يتغير فيه بناء واحده و المصحح على قسمين : مذكر و هو ما ألحق بآخره واو مضموم ما قبلها و نون مفتوحة كمسلمون أو ياء مكسور ما قبلها و نون كذلك ليدل على أن معه أكثر منه نحو مسلمين وهذا فى الصحيح . أما المنقوص فتحذف ياؤه مثل قاضون و داعون و المقصور يحذف الفه و يبقى ما قبلها مفتوحا ليدل على ألف محذوفة مثل مصطفون .

و يختص بأولى العلم وأما قولهم سنون و أرضون و ثبون و قلون فشاذ و يجب أن لا يكون أفعل مؤنثه فعلاء كأحمر وحمراء و لا فعلان مؤنثه فعلى كسكران و سكرى و لا فعيلا بمعنى مفعول كجريح بمعنى مجروح و لا فعولا بمعنى فاعل كصبور بمعنى صابر ويجب حذف نونه بالاضافة نحو مسلمو مصر .

و مؤنث وهو ما ألحق بآخره ألف و تاء نحو مسلمات و شرطه ان كان صفة و له مذكر أن يكون مذكره قد جمع بالواو و النون نحو مسلمون وان لم يكن له مذكر فشرطه أن لا يكون مؤنثا مجردا عن التاء كالحائض والحامل و ان كان اسماغير صفة جمع بالألف و التاء بلا شرط كهندات .

و المكسر صيغته فی الثلاثی كثيرة تعرف بالسماع كرجال و أفراس و فلوس و فی غير الثلاثی على وزن فعالل و فعاليل قياسا كما عرفت فی التصريف ثم الجمع أيضا على قسمين جمع قلة و هو ما يطلق على العشرة فما دونها و أبنيته أفعل و أفعال و أفعلة و فعلة و جمعا الصحيح بدون اللام كزيدون و مسلمات . وجمع كثرة ما يطلق على ما فوق العشرة و أبنيته ما عدا هذه الأبنية .

ترجمہ :فصل: مجموع وہ اسم ہے دلالت کرے کچھ تبدیلی کے ساتھ ان افراد پر جن کا ارادہ کیا جائے اس کے مفرد کے حروف کے ساتھ وہ تبدیلی خواہ لفظی ہو جیسے رجل (ایک آدمی) میں رجال (بہت سے آدمی) یا تقدیری ہو جیسے فلک (کشتیاں) اسد (بہت سے شیر) کے وزن پر کیونکہ اس کا مفرد بھی فلک (ایک کشتی) ہے لیکن وہ قفل (تالا) کے وزن پر ہے۔ تو قوم' رھط (قبیلہ' مردوں کی جماعت) اور اس جیسے الفاظ اگرچہ کئی افراد پر دلالت کرتے ہیں لیکن وہ جمع نہیں کیونکہ اس کا مفرد کوئی نہیں۔

پھر جمع دو قسم پر ہے صحیح (یعنی سالم) اور وہ وہ ہے جس کی واحد کی بناء یعنی وزن تبدیل نہ ہواہو اور مکسر اور وہ وہ ہے جس میں اس کے واحد کا وزن تبدیل ہو گیا ہو۔ اور سالم دو قسم پر ہے مذکر اور وہ وہ ہے جس کے آخر میں واؤ ماقبل مضموم اور نون مفتوح ہو جیسے مسلمون اور یا یاء ماقبل مکسور اور اسی طرح کا نون ہو تاکہ دلالت کرے کہ اس کے ساتھ اس سے زیادہ ہیں جیسے مسلمین اور یہ صحیح میں ہے اور مقصور کے الف کو حذف کردیاجاتا ہے اور اس کے ماقبل مفتوح رہتا ہے تاکہ دلالت کرے الف محذوفہ پر جیسے مصطفون

اور خاص کیا گیا اس کو علم والوں کے ساتھ اور ان کا قول سنون' ارضون' ثبون (بمعنی بہت سے سال' بہت سی زمینیں' بہت سی جماعتیں) اور قلون (بمعنی گلی ڈنڈے) تو شاذ ہیں۔ اور واجب ہے کہ نہ ہو وہ لفظ ایسا افعل جس کی مؤنث فعلاء ہو اور نہ ایسا فعلان جس کی مؤنث فعلی ہو جیسے سکران (بے ہوش آدمی) اور سکری (بے ہوش عورت) اور نہ ایسافعیل جو مفعول کے معنی میں ہو جیسے جریح بمعنی مجروح (زخمی کیا ہوا) اور نہ ایسافعول جو فاعل کے معنی میں ہو جیسے صبور بمعنی صابر۔ اور واجب ہے کہ اس کے نون کو اضافت کی وجہ سے حذف کردیا جائے جیسے مسلمو مصر۔

اور مؤنث اور وہ وہ ہے جس کے آخر میں الف اور تاء کو ملایا گیا ہو جیسے مسلمات اور اس کی شرط یہ ہے کہ اگر وہ صفت ہواور اس کے لئے مذکر ہو تو یہ کہ اس کے مذکر کی جمع واؤ نون کے ساتھ لائی گئی ہو جیسے مسلمون۔ اور اگر اس کے لئے مذکر نہ ہو تو اس کی شرط یہ ہے کہ وہ ایسی مؤنث نہ ہو جو تاء سے خالی ہو جیسے حائض اور حامل (حاملہ عورت) اور اگر اسم ہو صفت نہ ہو تو اس کی جمع لائی جائے گی الف اور تاء کے ساتھ بغیر کسی شرط کے جیسے ھندات (ہندہ نامی عورتیں)۔

اور مکسر کے اوزان ثلاثی میں بہت ہیں جن کو سماع کے ساتھ معلوم کیا جاتا ہے جیسے رجال' افراس اور فلوس۔ اور غیر ثلاثی میں فعالل اور فعالیل کے وزن پر ہے قیاس کے مطابق جیساکہ تو فن صرف میں جان چکا ہے۔

پھر جمع کی دو اور قسمیں ہیں جمع قلت اور وہ وہ ہے جس کو دس یا اس سے کم پر بولا جائے اور اس کے اوزان ہیں افعل' افعال' افعلۃ اور فعلۃ۔ اور جمع سالم کی دونوں قسمیں بغیر لام کے (جمع قلت ہیں) جیسے

زیدون مسلمات ۔ اور وہ جمع کثرت اور وہ وہ ہے جسے دس سے اوپر پر بولا جائے اور اس کے اوزان ان اوزان کے علاوہ ہیں ۔

سوالات

سوال: ما هو جمع الجمع وما هو مثنى المثنى وما هو مؤنث المؤنث ولماذا؟

سوال: جمع کی تعریف کر کے یہ بتائیں کہ مندرجہ ذیل الفاظ جمع ہیں یا نہیں اور کیوں؟ مساجد ۔ حمر ۔ ابل ۔ غنم ۔ تفاح ۔ روم ۔ قوم ۔ قبیلة ۔ نسوة ۔ نساء ۔ فلک بمعنی کشتیاں ۔ هو هجان ۔ هم هجان

سوال: عبارت کی وضاحت کریں اور فعال اور فعل کے مقابلات ذکر کریں۔

او تقدیری کفلک علی وزن اسد فان مفردہ ایضا فلک لکنه علی وزن قفل ۔

سوال: جمع کی باعتبار سلامت و تکسیر قسموں کا نقشہ بنائیں اور یہ بھی بتائیں کہ فلک جب جمع ہو تو یہ جمع سالم ہوگی یا مکسر اور کیوں؟

سوال: صحیح، قائم مقام صحیح، اسم منقوص، اسم مقصور سے جمع سالم بنانے کا مختصر طریقہ مع مثال ذکر کریں۔ نیز منقوص اور مقصور سے حذف کیوں کرتے ہیں؟

سوال: ارشاد باری ہے انهم عندنا لمن المصطفين الاخيار اس میں نون تثنیہ پر فتحہ کیوں آیا؟

سوال: جامد اور مشتق سے جمع مذکر سالم کی شرائط ذکر کریں اور مثالیں بھی دیں۔

سوال: سنون کے بارے میں قاعدہ ذکر کریں نیز بتائیں کہ ثبات کیا صیغہ ہے؟

سوال: علیون اور غسلین بطور علم (نام) استعمال ہوئے ہیں، ان کا اعراب کیسے ہوگا؟

سوال: مندرجہ ذیل الفاظ سے جمع مذکر سالم آئے گا یا نہیں اور کیوں؟

ابوبکر ۔ سیبویه ۔ بعلبک ۔ عزة ۔ عدة ۔ اقامة ۔ هی عروب ۔ هی کاعب ۔ حامل ۔ اسود ۔ اعین ۔ اجوف ۔ اکبر ۔ اصغر ۔ شبعان ۔ قتیل (مقتول) شریف ۔ ظلوم ۔ جهول ۔ دهاق ۔ سماع ۔ کذاب

سوال: جمع مونث سالم کی شروط مع مثال ذکر کریں۔ نیز یہ بتائیں کہ سکران ۔ احمر ۔ صبور وغیرہ کلمات کی نہ جمع مذکر سالم آتی ہے نہ مونث سالم تو ان کی جمع کس طرح لائیں گے؟

سوال: جمع قلت کے کتنے وزن ہیں نیز کیا جمع قلت ہمیشہ دس سے کم کیلئے استعمال ہوتی ہے ؟

سوال: مندرجہ ذیل کی گردان کریں۔

عروب، ذلول، غریق، اعین، اجوف، اهیم، اغن، اصغر، حصان، هجان، سماع، حائض، عشر،

حاملۃ رجل حامل مرضع محول حائل۔

سوال: مندرجہ ذیل الفاظ کا مفرد بتائیں۔

هیم شیب عین ذلل کواعب بیض حور صفر کسالی عمیان مرضی صرعی سکار

سوال: رافع ' سکران ' احمر ' اسود ' ابیض ' افضل ' اغن ' مسجد ' مفتاح کی تصغیر نکال کر مکمل گردان تحریر کریں۔

سوال: الصافات کی تفسیر ملائکہ سے کرتے ہیں جو کہ جمع مذکر ہے' پھر اس کی صفت جمع مونث کیوں لائی گئی؟

حل سوالات

سوال: مَا هُوَ جمعُ الجمعِ وما هو مُثَنَّی المُثَنّیٰ وما هو مؤنث المؤنثِ ولِمَاذَا؟

جواب: الجمع کی جمع الجموع ہے اور المثنی کا مثنیٰ المثنیان ہے اور المؤنث کا مؤنث المؤنثۃ ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ لفظ جَمْع خود مفرد ہے' جب اس کی جمع بنائی تو جُمُوْع کیونکہ فَعْل کی جمع کثرت عموماً فُعُوْلٌ کے وزن پر آتی ہے جیسے نَجْمٌ کی جمع نُجُوْمٌ۔ اسی طرح مثنی کا تثنیہ مثنیانِ اور مونث کی مؤنث مؤنثۃ آئی۔ نیز لفظ مُثَنّیٰ مفرد ہے اس کا تثنیہ مُثَنَّیَانِ اس لئے ہے کہ الف کو یاء سے بدلا ہے نیز یہ باب تفعیل ہے' اس کے اسم مفعول کا تثنیہ مُفَعَّلَانِ کے وزن پر مُثَنَّیَانِ ہے۔ پھر الف تثنیہ سے پہلے ہونے کی وجہ سے اس یاء کو الف سے نہیں بدلا۔

سوال: جمع کی تعریف کر کے یہ بتائیں کہ مندرجہ ذیل الفاظ جمع ہیں یا نہیں اور کیوں؟ مساجد۔ حمر۔ ابل۔ غنم۔ تفاح۔ روم۔ قوم۔ قبیلۃ۔ نسوۃ۔ نساء۔ فلک بمعنی کشتیاں۔ ھو ھجان۔ ھم ھجان

جواب: جمع وہ اسم ہے جو ایسے افراد پر دلالت کرے جو اس کے مفرد کے حروف سے مقصود ہوں کچھ تغیر کے ساتھ۔ خواہ تغیر لفظی ہو یا معنوی۔ تغیر لفظی کی مثال جیسے رِجَالٌ جمع رَجُلٌ کی۔ اور معنوی کی مثال جیسے فُلْکٌ بروزن اُسْدٌ جمع ہے فُلْکٌ بروزن قُفْلٌ کی۔ اُسْدٌ جمع ہے اَسَدٌ کی بمعنی شیر۔

مَسَاجِدُ۔ حُمْرٌ۔ فُلْکٌ بروزن اُسْدٌ جمع کے الفاظ ہیں۔

اِبِلٌ۔ قَوْمٌ۔ قَبِیْلَۃٌ۔ رَھْطٌ اسم جمع کے الفاظ ہیں۔

تُفَّاحٌ۔ رُوْمٌ اسم جنس ہیں' جمع نہیں۔

۔نِسْوَۃٌ اور نِسَاءٌ جمع کے الفاظ ہیں لیکن ان کا مفرد غیر لفظ سے آتا ہے۔

ھو ھِجَانٌ مفرد کے لیے اور ھم ھِجَانٌ جمع کے لیے ہے۔ اس کا مفرد بھی ھِجَانٌ ہے (جیسے فُلْکٌ

) مفرد بروزن کِتَاب اور جمع بروزن رِجَال۔

اسم جمع: جو لفظ افرادِ کثیرہ پر دلالت کرے مگر اس کا مفرد نہ ہو اور نہ اس کا وزن جمع کے مشہور اوزان میں سے ہو، اس لفظ کو اسم جمع کہتے ہیں جیسے قَوْمٌ۔ رَهْطٌ۔ غَنَمٌ۔ اِبِلٌ وغیرہ۔

اسم جنس: جو لفظ واحد اور کثیر پر بولا جائے اور واحد کے لیے اس کے آخر میں یاء یا تاء لگائی جائے، اس کو اسم جنس کہتے ہیں جیسے رُوْمٌ رُوْمِیٌّ۔ تُفَّاحٌ تُفَّاحَةٌ وغیرہ۔ رُوْمٌ اور تُفَّاحٌ اسم جنس ہیں۔

مَسَاجِدُ۔ حُمْرٌ اور فُلْکٌ (بروزن اُسُدٌ) اس لیے جمع ہیں کہ ان کا مفرد اسی مادہ سے پایا جاتا ہے۔ مَسَاجِدُ مَسْجِدٌ سے اور حُمْرٌ اَحْمَرُ یا حَمْرَاءُ سے جمع ہے۔ اور فُلْکٌ (بروزن اُسُدٌ) فُلْکٌ (بروزن قُفْلٌ) کی جمع ہے۔

اِبِلٌ اور قَوْمٌ اس لیے اسم جمع ہیں کہ ان کا مفرد نہیں پایا جاتا۔ دوسرا یہ کہ جمع کے اوزان پر نہیں ہیں۔

نِسْوَةٌ اور نِسَاءٌ جمع تو ہیں مگر ان کا مفرد غیر لفظ سے آتا ہے جو اِمْرَاَةٌ ہے۔ اسی طرح غَنَمٌ اسم جمع ہے لیکن اس کا مفرد غیر لفظ سے آتا ہے جو شَاةٌ ہے۔ اور غَنَمٌ جمع کے وزن پر بھی نہیں ہے۔ اس لیے اس کو جمع نہیں بلکہ اسم جمع کہیں گے۔

سوال: عبارت کی وضاحت کریں اور فِعَالٌ اور فُعْلٌ کے مقالات ذکر کریں۔

او تقدیری کفلک علی وزن اسد فان مفردہ ایضا فلک لکنہ علی وزن قفل۔

جواب: ترجمہ: یا تقدیری (تغیر) ہو جیسے فُلْکٌ اُسُدٌ کے وزن پر اس لیے کہ اس کا مفرد بھی فُلْکٌ ہے لیکن وہ (مفرد) قُفْلٌ کے وزن پر ہے۔

وضاحت: یہاں سے مصنف" جمع" کی اس قسم کا ذکر فرما رہے ہیں جس میں تغیر تقدیری ہوتا ہے۔ اس کی مثال فُلْکٌ ہے جو اُسُدٌ کے وزن پر ہے اور اُسُدٌ جمع ہے اَسَدٌ کی اور اس میں بھی مادہ ہمزہ، سین اور دال برقرار رہا۔ لیکن چونکہ اُسُدٌ میں حرکات تبدیل ہیں جس سے واضح طور پر پتہ چل جاتا ہے کہ یہ جمع کا صیغہ ہے اس لیے فُلْکٌ کو اُسُدٌ کے وزن پر کہہ کر جمع ہونے پر دلالت کی۔ جبکہ فُلْکٌ بروزن قُفْلٌ ہو تو مفرد ہو گا۔ کیونکہ قُفْلٌ مفرد ہے اس کی جمع اَقْفَالٌ آتی ہے قرآن پاک سے اس کی مثالیں: اِنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ اس مثال میں فُلْک بروزن قُفْل مفرد ہے۔ اَلْمَشْحُوْنِ اَلْمَفْعُوْلِ کے وزن پر ہے نون اصلی ہے زائد نہیں جبکہ ایک دوسرے مقام پر آتا ہے: حَتّٰى اِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ وَجَرَيْنَ بِهِمْ اسی طرح وَالْفُلْكِ الَّتِيْ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ ان دونوں مثالوں میں جمع استعمال ہوا ہے یعنی فُلْک بروزن اُسُد اور اس طرح کے الفاظ جن کا وزن مفرد و جمع کے لیے یکساں ہو، ان کے مفرد یا جمع ہونے کا فیصلہ عبارت میں ان کے استعمال کو دیکھ کر کیا جاتا ہے۔

اگر جمع ہوں گے تو ان کے لیے باقی صیغے بھی جمع کے ہوں گے اور اگر مفرد ہوں گے تو باقی صیغے بھی مفرد ہوں گے۔

وزن فِعَال کے مقامات:

(۱) مصدر میں جیسے قِیَامٌ۔ قِتَالٌ

(۲) جامد میں جیسے حِمَارٌ۔ کِتَابٌ

(۳) جمع میں جیسے رِجَالٌ جمع رَاجِلٌ کی۔ کِبَارٌ۔ نِصَارٌ

(۴) صفت مشبہ مفرد میں جیسے ہِجَانٌ۔ ہِجَانٌ مفرد جمع دونوں کے لیے آ سکتا ہے اسی طرح دِہَاقٌ (کَاْسًا دِہَاقًا) میں۔

(۵) صفت مشبہ جمع میں جیسے ہِجَانٌ۔ شِدَادٌ (عَلَیْہَا مَلَائِکَۃٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ)

(۶) جامد جمع جیسے رِجَالٌ جمع رَجُلٌ کی۔

تو لفظ ہِجَانٌ مفرد چوتھے نمبر کے تحت آئے گا اور جمع پانچویں نمبر کے تحت۔ اور یہ تقدیری فرق ہے کیونکہ اصل میں وزن فِعَالٌ ایک ہی ہے۔

وزن فُعْلٌ کے مقامات:

(۱) کبھی مفرد جامد کے لیے جیسے قُفْلٌ۔ فُلْکٌ

(۲) کبھی مصدر کے لیے جیسے شُرْبٌ۔ سُقْمٌ

(۳) جمع صفت مشبہ کے لیے جیسے حُمْرٌ۔ سُوْدٌ۔ جُوْفٌ

(۴) جمع کے لیے جیسے فُلْکٌ بروزن اُسْدٌ۔ اَسَدٌ کی جمع

(۵) صفت مشبہ مفرد جیسے صُلْبٌ سخت

تو لفظ فُلْکٌ دونوں صورتوں میں بروزن فُعْلٌ ہے لیکن بصورت مفرد پہلے نمبر کے تحت اور بصورت جمع چوتھے نمبر کے تحت ہے۔ یہ اس طرح ہے جیسے شُرْبٌ اور قُفْلٌ باوجود اتحاد وزن کے، فرق رکھتے ہیں۔

جمع تقدیری پر انسان کی مثال:

اِنْسَانٌ مفہوم کے اعتبار سے ایک مفرد لفظ ہے۔ لیکن اگر اسی لفظ کو دوسری ناحیت سے دیکھیں تو یہ جمع بن جائے گا جیسے ایک انسان باپ ہے بیٹے کے اعتبار سے، بھائی ہے بھائی کے اعتبار سے، بیٹا ہے باپ کے اعتبار سے، شوہر ہے بیوی کے اعتبار سے، دوست ہے دوست کے اعتبار سے۔ تو اسی طرح ایک ہی لفظ مفرد اور جمع بھی ہو سکتا ہے۔

سوال: جمع کی باعتبار سلامت و تکسیر قسموں کا نقشہ بنائیں اور یہ بھی بتائیں کہ فُلْکٌ جب جمع ہو تو یہ

جمع سالم ہوگی یا مکسر اور کیوں؟

جواب:

فُلْکٌ جمع مکسر ہے اس لیے کہ اس میں جمع سالم کی علامات نہیں پائی جاتیں:
جمع سالم کی نشانی یہ ہے کہ آخر میں واؤ ماقبل مضموم یا یاء ماقبل مکسور اور نون مفتوح ہو اور یا آخر میں الف اور تا ہو اور فُلْکٌ میں یہ نشانیاں نہیں پائی جاتی۔ اس لیے فُلُکٌ جمع مکسر ہے بروزن اُسُدٌ

سوال: صحیح، قائم مقام صحیح، اسم منقوص، اسم مقصور سے جمع سالم بنانے کا مختصر طریقہ بمع مثال ذکر کریں۔ نیز منقوص اور مقصور سے حذف کیوں کرتے ہیں؟

جواب: اسم صحیح اور قائم مقام صحیح سے جب جمع مذکر سالم بنانے کے لیے اس اسم کے آخر میں اگر اسم مذکر ذوی العقول میں سے ہو تو واؤ ماقبل مضموم یا یاء ماقبل مکسور اور نون مفتوح کا اضافہ کرتے ہیں جب اسم مذکر ہو اور اگر غیر ذوی العقول ہو تو الف اور تاء اس اسم کے آخر میں لے آتے ہیں جیسے صَادِقٌ سے صَادِقُوْنَ۔ کَاذِبٌ سے کَاذِبُوْنَ وغیرہ۔ مَرْفُوْعٌ سے مَرْفُوْعَاتٌ۔ مَجْرُوْرٌ سے مَجْرُوْرَاتٌ یہ دونوں لفظ اسم کی صفت ہیں اس لیے غیر ذوی العقول ہیں۔

اور اگر اسم مونث صحیح میں ہو تو اس کے آخر میں الف اور تاء کا اضافہ کرتے ہیں جیسے مُسْلِمَةٌ سے مُسْلِمَاتٌ وغیرہ۔ اس سے معلوم ہو گیا کہ ثلاثی مزید اور رباعی سے اسم ظرف کی جمع الف تاء کے ساتھ ہوگی، واؤ نون کے ساتھ نہ ہوگی۔ مُقَامٌ کی جمع مُقَامَاتٌ ہوگی نہ کہ مُقَامُوْنَ کیونکہ ظرف ذی عقل نہیں۔

اسم منقوص کی جمع مذکر بناتے وقت اس کے آخر سے یاء کو حذف کر دیتے ہیں جیسے قَاضٍ اصل میں

قَاضِیُ تھا اس سے قَاضُوْنَ بنا۔ اَلْقَاضِیُ سے اَلْقَاضُوْنَ۔ دَاعٍ سے دَاعُوْنَ اور اَلدَّاعِیُ سے اَلدَّاعُوْنَ اعلال کی تفصیل اگلے صفحے پر آ رہی ہے۔

اسم مقصور میں اسم کے آخر سے الف کو حذف کر دیتے ہیں اور الف سے ماقبل فتحہ کو برقرار رکھتے ہیں جو الف کے حذف ہونے پر دلالت کرتا ہے اور آخر میں واؤ نون یا یاء نون لگا دیتے ہیں جیسے مُصْطَفَوْنَ۔ مُصْطَفَیْنَ وغیرہ۔

اسم منقوص سے یاء کو حذف کرنے کی وجہ:

جب اسم منقوص کی جمع سالم لائیں گے تو اگر ذوی العقول کے لیے استعمال ہونے والا لفظ ہے تو واؤ ماقبل مضموم' نون آخر میں لگا دیتے ہیں مثلاً

(قَاضٍ + وْنَ = قَاضُوْنَ)

واؤ سے پہلے ضمہ دے دیتے ہیں۔ اسی طرح اَلْقَاضِیُ میں

(اَلْقَاضِیُ + وْنَ = اَلْقَاضِیُوْنَ)

اب اسم ناقص میں (ـِ یُ) کی حالت پائی گئی تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر ناقص کے آخر میں ہے تو اسکان' اگر درمیان میں ہے تو نقل حرکت۔ چونکہ یہاں یہ شکل ناقص کے درمیان میں پائی گئی اس لیے نقل حرکت کی تو یہ صورت بن گئی اَلْقَاضُیْوْنَ اب (ـُ یْ) ہو گئی' اس کا حکم یہ ہے کہ یاء کو واؤ سے بدل دیں۔ یاء کو واؤ سے بدلا تو اَلْقَاضُوْوْنَ ہو گیا۔ اب التقاء ساکنین سے اول مدہ کو گرا دیا تو اَلْقَاضُوْنَ ہو گیا۔ اسی طرح دوسری مثالوں میں بھی یہی حکم جاری ہو گا۔

جبکہ اسم مقصور میں الف کو حذف کرنے کی وجہ یہ ہے کہ دو ساکن اکٹھے ہو جاتے ہیں جن میں سے اول مدہ ہونے کی وجہ سے گر جاتا ہے جیسے

(اَلْمُصْطَفٰی + وْنَ = اَلْمُصْطَفَاوْنَ) اب واؤ اور الف دونوں ساکن اکٹھے آ گئے۔ اول مدہ ہونے کے سبب گرا دیا تو اَلْمُصْطَفَوْنَ رہ گیا۔ جب یہی حالت نصبی یا جری میں ہو گا تو اَلْمُصْطَفَیْنَ ہو گا۔ اس سے اکثر تثنیہ کے صیغے کا گمان کیا جاتا ہے لیکن چونکہ تثنیہ کی علامت آخر میں نون مکسور ہوتا ہے اور جمع میں مفتوح' اور یہ جمع ہے اس وجہ سے نون مفتوح آیا۔ اور اَلْمُصْطَفَوْنَ میں واؤ سے پہلے ضمہ اس لیے نہیں کہ یہ فتحہ ایک تو حذف شدہ حرف پر دلالت کرتا ہے۔ دوسرا یہ کہ ضمہ اس حرف پر تھا جسے التقاء ساکنین سے گرا دیا۔

سوال: ارشاد باری ہے انھم عندنا لَمِنَ الْمُصْطَفَیْنَ الْاَخْیَارِ اس میں نون تثنیہ پر فتحہ کیوں آیا؟

جواب: المصطفَیْنَ تثنیہ کا صیغہ نہیں بلکہ یہ تو جمع ہے اور جمع کے نون پر فتحہ ہی ہوتا ہے اس لیے آپ کا یہ سوال کہ 'تثنیہ پر فتحہ کیوں آیا' غلط ہے۔

المُصْطَفَیْنَ کی اصل المُصْطَفَوِیْنَ تھی۔ اب تیسری جگہ سے زائد واؤ متحرک ما قبل مفتوح کی وجہ سے واؤ کو یا سے پھر یاء کو الف سے بدل کر التقائے ساکنین کی وجہ سے گرا دیا تو المصطفین رہ گیا۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ اس کی صفت اَلْاَخْیَار' خَیِّرٌ کی جمع ہے جبکہ مثنی کی صفت مثنی ہوتی ہے۔ تیسری دلیل یہ ہے کہ مِنْ تبعیضیہ یہاں لگا ہوا ہے جبکہ اس سے قبل ھُمْ ضمیر جمع مذکر کی ہے اور جمع مذکر مثنی کا بعض نہیں ہو سکتا۔

اشکال: اگر یہ مثنی ہے تو جمع کس طرح آئے گا؟

جواب: یہ جمع ہے مثنی حالت رفع میں مُصْطَفَیَانِ اور نصب و جر میں مُصْطَفَیَیْنِ ہوگا۔ مثنی لام کلمہ نہ گرے گا۔ جمع کا وزن مُفْتَعَیْنَ اور مثنی کا مُفْتَعَلَیْنِ ہے۔

سوال: جامد اور مشتق سے جمع مذکر سالم کی شرائط ذکر کریں اور مثالیں بھی دیں۔

جواب: جامد سے جمع مذکر سالم کی شرائط:

اگر مفرد جامد ہو تو شرط یہ ہے کہ علم ہو اور مذکر عاقل ہو جیسے

(زیدٌ + زیدٌ + زیدٌ) = (زَیْدُوْنَ)

مشتق کے لیے مذکر سالم بنانے کی شرائط:

مشتق یعنی اسم فاعل' مفعول' صفت مشبہ وغیرہ کا صیغہ ہو تو شرائط یہ ہوں گی:

(۱) وہ صیغہ مونث کے ساتھ خاص نہ ہو جیسے حَائِضٌ۔ کَاعِبٌ

(۲) مذکر و مونث کے درمیان مشترک نہ ہو جیسے صَبُوْرٌ' جَرِیْحٌ' ھِجَانٌ۔

(۳) ایسا فَعْلَانُ نہ ہو جس کی مونث فَعْلٰی ہو جیسے سَکْرَانُ مونث سَکْرٰی۔

(۴) اَفْعَلُ صیغہ صفت مشبہ نہ ہو جیسے اَحْمَرُ البتہ جب اَفْعَلُ صیغہ اسم تفضیل ہو اور عاقل کی صفت ہو تو اس سے جمع مذکر سالم آئے گی۔ جیسے اَکْبَرُ سے اَکْبَرُوْنَ وغیرہ۔

(۵) وہ صیغہ مذکر عاقل کی صفت ہو۔ غیر ذوی العقول سے یہ صیغہ یعنی جمع مذکر سالم نہ آئے گا جیسے اسم مَرْفُوْعٌ غیر ذوی العقول میں سے ہے اس لیے اس کی جمع مذکر سالم نہیں آئے گی بلکہ مونث سالم آئے گی جیسے مَرْفُوْعَاتٌ

(۶) ہر وہ لفظ جس کے آخر سے حرف علت کو حذف کر کے اس عوض تاء لائی گئی ہو اور اس کی جمع تکسیر استعمال نہ ہوتی ہو تو اس کے لیے بھی جمع مذکر سالم لائیں گے جیسے سِنَةٌ سے سِنُوْنَ یا سِنِیْنَ۔ عِزَةٌ سے عِزِیْنَ یا عِزُوْنَ۔ عِضَةٌ سے عِضِیْنَ ان الفاظ کا استعمال قرآن پاک میں موجود ہے۔ سِنَةٌ کی اصل سنو۔ عزة کی اصل عزو اور عضة کی اصل عضو مانتے ہیں اور بعض ان کی اصل عزہ۔ عضہ اور سنہ مانتے ہیں۔ یاد رہے کہ ان کے لیے جمع مونث سالم بھی آ سکتی ہے جیسے سنة سے

سَنَوَاتٌ اور سَنَهَاتٌ۔ ثُبُوْنَ جمع ہے ثُبَةٌ کی۔ اس کی جمع ثُبَاتٌ بھی آتی ہے۔ قرآن مجید میں ہے
فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا ۔ ثُبَاتٌ، ثُبَةٌ کی جمع مونث سالم ہے ۔ ترکیب میں حال ہے اور
علامت نصب کسرہ ہے۔ (سنة وغیرہ کی اصل کے لئے دیکھو قطر الندی ص ۶۶)

سوال: سِنُوْنَ کے بارے میں قاعدہ ذکر کریں نیز بتائیں کہ ثُبَاتٌ کیا صیغہ ہے؟

جواب: اس کا قاعدہ اوپر بھی بیان ہو چکا ہے کہ جس لفظ کے آخر میں حرف علت کو حذف کر کے اس کے عوض میں تاء لائی گئی ہو اور اس کی جمع تکسیر استعمال نہ ہوگی ہو تو اس کی جمع مذکر سالم لے آتے ہیں جیسے سنة اصل میں سنو یا سنو تھا۔ بعض سنه مانتے ہیں۔ اس سے جمع سنون ہے۔ اس کی جمع مونث سالم بھی آسکتی ہے جیسے سَنَوَاتٌ اور سَنَهَاتٌ۔ ثبات، ثبة کی جمع مونث سالم ہے اور اس کی جمع مذکر سالم ثبون بھی آتی ہے۔

سوال: عِلِّيُّوْنَ اور غِسْلِيْنٌ بطور علم (نام) استعمال ہوئے ہیں، ان کا اعراب کیسے ہوگا؟

جواب: عِلِّيُّوْنَ کا اعراب حرفی ہوگا یعنی حالت رفع میں واؤ ماقبل مضموم اور حالت نصب وجر میں یاء ماقبل مکسور اور آخر میں نون مفتوحہ آئے گا۔
غِسْلِيْن، غِسْلِيْنًا اس کا اعراب حرکتی ہوگا جیسا کہ اِلَّا مِنْ غِسْلِيْنٍ سے ظاہر ہے۔ اس وقت نون سے ماقبل یاء ہوگی اور واؤ کا ہونا شاذ ہے۔
اسی طرح علم جب جمع مذکر سالم کے وزن پر ہو تو اس کا اعراب کبھی حرکتی ہوگا اور کبھی حرفی۔

سوال: مندرجہ ذیل الفاظ سے جمع مذکر سالم آئے گا یا نہیں اور کیوں؟
اَبُوْبَكْرٍ ۔ سِيْبُوَيْهِ۔ بَعْلَبَكَّ۔ عِزَةٌ۔ عِدَةٌ۔ اِقَامَةٌ۔ هِيَ عَرُوْبٌ۔ هِيَ كَاعِبٌ۔ حَامِلٌ۔ اَسْوَدُ۔ اَعْيَنُ ۔ اَجْوَفُ ۔ اَكْبَرُ ۔ اَصْغَرُ ۔ شَبْعَانُ ۔ قَتِيْلٌ (مقتول) شَرِيْفَةٌ ۔ ظَلُوْمٌ۔ جَهُوْلٌ۔ دِهَاقٌ۔ سَمَّاعٌ۔ كَذَّابٌ

جواب: اَبُوْبَكْرٍ کی جمع آبَاءُ بَكْرٍ ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ جمع بھی اَبُوْ بَكْرٍ ہو اس وقت مفرد اور جمع میں فرق یہ ہو گا کہ مفرد حالت نصبی میں اَبَا بَكْرٍ اور جمع اس حالت میں اَبِيْ بَكْرٍ ہو گا کیونکہ جمع مذکر سالم کی علامت نصب یاء ماقبل مکسور ہے ۔ سِيْبُوَيْهِ اور بَعْلَبَكَّ کی جمع نہیں آئے گی۔
عِزَةٌ کی جمع عِزُوْنَ۔ عِدَةٌ سے جمع مذکر سالم نہیں آئے گی کیونکہ فا کلمہ گرا ہوا ہے نہ کہ لام۔ قاعدہ یہ ہے کہ لام کلمہ (حرف علت) گرا ہو اور اس کے عوض میں تاء لائی گئی ہو اور اس کی جمع تکسیر نہ آئے تو جمع مذکر سالم لا سکتے ہیں لیکن عدة میں یہ شرائط نہیں پائی جاتیں ۔
اِقَامَةٌ۔ عَرُوْبٌ اور كَاعِبٌ سے بھی جمع مذکر سالم نہیں آئے گی کیونکہ اِقَامَةٌ مونث کا صیغہ ہے، اس سے جمع مونث سالم آئے گی۔ نیز اس میں عین کلمہ گرا ہوا ہے اور عَرُوْبٌ اور كَاعِبٌ عورتوں

کے لیے مخصوص صفت ہیں اس لیے ان سے بھی جمع مذکر سالم نہیں آئے گی۔
حَامِلٌ اگر عورتوں کی خاص صفت ہو تو جمع مذکر سالم نہ لائیں گے لیکن اگر ، بمعنی بوجھ اٹھانے والا ہو تو حَامِلُوْنَ جمع مذکر سالم لائیں گے۔
شَرِیْفٌ سے جمع مذکر سالم لائیں گے اَسْوَدُ۔ اَعْیَنُ۔ اَجْوَفُ سے بھی جمع مذکر سالم نہ آئے گی کیونکہ یہ اَفْعَلُ کے وزن پر صفت مشبہ کے صیغے ہیں۔
شَبْعَانُ سے جمع مذکر سالم نہ آئے گی کیونکہ یہ صفت مشبہ ہے فَعْلَانُ کے وزن پر اور اس کی مؤنث فَعْلٰی ہے۔
دِهَاقٌ سے جمع مذکر سالم نہ آئے گی کیونکہ یہ صفت مشبہ ہے بروزن فِعَالٌ یہ مذکر مؤنث دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اَکْبَرُ سے اَکْبَرُوْنَ اور اَصْغَرُ سے اَصْغَرُوْنَ
ظَلُوْمٌ اور جَهُوْلٌ سے جمع مذکر سالم اس وجہ سے نہیں آئے گی کہ یہ الفاظ مذکر و مؤنث دونوں پر بولے جاتے ہیں۔ سَمَّاعٌ سے سَمَّاعُوْنَ اور کَذَّابٌ سے کَذَّابُوْنَ آئے گی۔

سوال: جمع مونث سالم کی شروط مع مثال ذکر کریں۔ نیز یہ بتائیں کہ سَکْرَانُ۔ اَحْمَرُ۔ صَبُوْرٌ وغیرہ کلمات کی نہ جمع مذکر سالم آتی ہے نہ مونث سالم تو ان کی جمع کس طرح لائیں گے؟

جواب: جمع مونث سالم وہ اسم ہے جس کے آخر میں الف اور تاء لاحق کیے گئے ہوں جیسے مُسْلِمَاتٌ

جمع مونث سالم کی شرائط:

جمع مونث سالم یعنی الف اور تاء کے ساتھ جمع لانے کی شرط یہ ہے کہ اگر صیغہ صفت کا ہو تو اس کا مذکر بھی ہو اور اس مذکر کی جمع واؤ نون کے ساتھ آتی ہو جیسے مُسْلِمَةٌ اسم صفت ہے اور اس کا مذکر بھی موجود ہے اور وہ مُسْلِمٌ ہے اور اس کی جمع واؤ نون کے ساتھ آتی ہے یعنی مُسْلِمُوْنَ تو اب مُسْلِمَةٌ صیغہ صفت میں جمع مونث سالم لانے کی ساری شرائط پوری ہیں اس لیے اس کا جمع مونث سالم لانا صحیح ہے چنانچہ (مُسْلِمَةٌ + مُسْلِمَةٌ + مُسْلِمَةٌ) = (مُسْلِمَاتٌ)

یہ تو بیان تھا صیغہ صفت کا جس کا مذکر آتا ہو۔ اور اگر ایسا اسم ہو جس کا مذکر موجود نہ ہو تو اس کی شرط یہ ہے کہ وہ تاء سے خالی نہ ہو۔ اگر اس کے آخر میں تاء ہوگی تو جمع مونث سالم آئے گی ورنہ نہیں جیسے حَائِضٌ مونث کا صیغہ ہے اور اس کا مذکر نہیں اور یہ خالی عن التاء ہے اس لیے اس کی جمع مونث سالم نہیں لائیں گے۔ اسی طرح کَاعِبٌ کی جمع مونث سالم نہ لائیں گے۔ اگر اسم مونث ایسا اسم ہو جو صفت کا صیغہ نہ ہو تو اس کی جمع الف تاء کے ساتھ یعنی جمع مونث سالم ہی آئے گی جیسے هِنْدٌ سے هِنْدَاتٌ۔ زَیْنَبُ سے زَیْنَبَاتٌ۔ عَائِشَةُ سے عَائِشَاتٌ اور خَالِدَةُ سے خَالِدَاتٌ وغیرہ۔ سَکْرَانُ کی جمع سَکَارٰی۔ سُکَارٰی۔ سِکَارٌ آتی ہے۔

اَحْمَرُ کی جمع حُمْرٌ بروزن فُعْلٌ آتی ہے۔

اور صَبُوْرٌ کی جمع صُبُرٌ آتی ہے۔

سوال: جمع قلت کے کتنے وزن ہیں نیز کیا جمع قلت ہمیشہ دس سے کم کیلئے استعمال ہوتی ہے ؟

جواب: جمع مکسر سے قلت کے لئے چار اوزان مقرر ہیں:

(۱) اَفْعُلٌ جیسے اَعْیُنٌ (۲) اَفْعَالٌ جیسے اَثَرٌ کی جمع آثَارٌ اصل میں تھاءْ ث ارٌ ۔ (۳) اَفْعِلَةٌ جیسے اِلٰهٌ کی جمع آلِهَةٌ اصل میں تھاءْ لِ هَ ةٌ ۔(۴) فِعْلَةٌ جیسے فِتْيَةٌ جمع ہے فَتًى کی۔

جمع سالم بغیر الف لام کے جمع قلت ہوتی ہے

جمع قلت وہ جمع ہے جو تین سے دس تک کے لئے استعمال ہوتی ہے لیکن جمع قلت کے یہ اوزان ہمیشہ دس سے کم کے لئے استعمال نہیں ہوتے بلکہ کبھی دس سے زیادہ کے لئے بھی آ جاتے ہیں

مثلاً قُفْلٌ کی جمع اَقْفَالٌ بروزن اَفْعَالٌ ہے اور یہ وزن جمع قلت میں پایا جاتا ہے لیکن اَقْفَالٌ کا استعمال جمع کثرت پر کیا جاتا ہے۔ اسی طرح دَوَاءٌ کی جمع اَدْوِيَةٌ آتی ہے اور یہ وزن جمع قلت میں پایا جاتا ہے لیکن اس کا استعمال عام طور پر جمع کثرت کے لیے ہوتا ہے اس لیے یہ کہا جا سکتا ہے کہ جمع قلت کے اوزان ہمیشہ جمع قلت کے لیے ہی استعمال نہیں ہوتے۔ بعض الفاظ کے لئے جمع قلت اور کثرت دونوں آتی ہیں جیسے فَلْسٌ سے اَفْلُسٌ۔ فُلُوْسٌ اور بعض سے صرف جمع قلت آتی ہے جیسے رِجْلٌ کی جمع اَرْجُلٌ اور بعض سے صرف جمع کثرت آتی ہے جیسے رَجُلٌ کی جمع رِجَالٌ۔ مَسْجِدٌ سے مَسَاجِدُ جب صرف ایک ہی لفظ استعمال ہوگا تو وہی قلت وکثرت کے لیے آ جائے گا۔ جب دونوں آئیں گے تو پھر بھی کبھی ایک دوسرے کی جگہ استعمال ہو جاتے ہیں جیسے قرآن پاک میں ہے ثَلٰثَةَ قُرُوْءٍ یہاں تین کیلئے جمع کثرت کا وزن استعمال ہوا ہے حالانکہ اَقْرَاءٌ کا لفظ بھی مستعمل ہے۔

سوال: مندرجہ ذیل کی گردان کریں۔

جواب:

لفظ:	گردان
عروب:	عَرُوْبٌ۔ عَرُوْبَانِ۔ عُرُبٌ
ذلول:	ذَلُوْلٌ۔ ذَلُوْلَانِ۔ ذُلُلٌ
غریق:	غَرِيْقٌ۔ غَرِيْقَانِ۔ غَرْقٰى
اعین:	اَعْيَنُ۔ اَعْيَنَانِ۔ عِيْنٌ۔ عَيْنَانٌ۔ عَيْنَاءُ۔ عَيْنَاوَانِ۔ عِيْنٌ
اَجْوَفُ:	اَجْوَفُ۔ اَجْوَفَانِ۔ جُوْفٌ۔ جُوْفَانٌ۔ جَوْفَاءُ۔ جَوْفَاوَانِ۔ جُوْفٌ
اَهْيَمُ:	اَهْيَمُ۔ اَهْيَمَانِ۔ هِيْمٌ۔ هِيْمَانٌ۔ هَيْمَاءُ۔ هَيْمَاوَانِ۔ هِيْمٌ
اغن:	اَغَنُّ۔ اَغَنَّانِ۔ غُنٌّ۔ غُنَّانٌ۔ غَنَّاءُ۔ غَنَّاوَانِ۔ غُنٌّ

اصغر: اَصْغَرُ۔ اَصْغَرَان۔ اَصْغَرُوْنَ۔ اَصَاغِرُ۔ صُغْرَیٰ۔ صُغْرَیَانِ۔ صُغْرَیَاتٌ۔ صُغَرٌ

حصان: حِصَانٌ۔ حِصَانَانِ۔ حُصُنٌ

ھِجَانٌ: واحد، تثنیہ جمع اور مذکر و مونث سب کے لیے یہی بولا جاتا ہے۔ بعض علماء مثنی کے لیے ھِجَانَانِ استعمال کرتے ہیں

سَمَاعٌ: سَمَاعٌ۔ سَمَاعَانِ۔ سَمَاعُوْنَ

حَائِضٌ: حَائِضٌ۔ حَائِضَانِ۔ حَوَائِضُ و حُيَّضٌ

عشراء: عُشَرَاءُ۔ عُشَرَاوَانِ۔ عُشَرَاوَاتٌ و عِشَارٌ

حاملۃ: حَامِلَةٌ۔ حَامِلَتَانِ۔ حَامِلَاتٌ و حَوَامِلُ

رجل حامل: حَامِلٌ۔ حَامِلَانِ۔ حَامِلُوْنَ۔ حَمَلَةٌ۔ حُمَّالٌ الخ (حَامِلٌ بمعنی بوجھ اٹھانے والا

مُرْضِعٌ: مُرْضِعٌ۔ مُرْضِعَانِ۔ مَرَاضِعُ

محول: مُحْوِلٌ۔ مُحْوِلَانِ۔ مَحَاوِلُ اگر یہ لفظ مذکر ہو تو اس کی جمع محولون ہوگی۔

حَائِلٌ: حَائِلٌ۔ حَائِلَانِ۔ حُوْلٌ و حُوَّلٌ۔ حِيَالٌ و حَوَائِلُ

(حائل کا معنی وہ مادہ جو حاملہ نہ ہوتی ہو)

سوال: مندرجہ ذیل الفاظ کا مفرد بتائیں۔

جواب:

جمع	مفرد	جمع	مفرد
ھِیْمٌ	اَھْیَمُ ھَیْمَاءُ	شِیْبٌ	اَشْیَبُ شَیْبَاءُ
عِیْنٌ	اَعْیَنُ عَیْنَاءُ	ذُلُلًا	ذَلُوْلٌ
کَوَاعِبُ	کَاعِبٌ	بِیْضٌ	اَبْیَضُ بَیْضَاءُ
حُوْرٌ	اَحْوَرُ حَوْرَاءُ	صُفْرٌ	اَصْفَرُ صَفْرَاءُ
کُسَالیٰ	کَسْلَانُ	عُمْیَانٌ	اَعْمیٰ
مَرْضیٰ	مَرِیْضٌ	صَرْعیٰ	صَرِیْعٌ
سُکَارٰی	سَکْرَانُ سَکْریٰ	عُرُبٌ	عَرُوْبٌ

سوال: الصَّافَّات کی تفسیر ملائکہ سے کرتے ہیں جو کہ جمع مذکر ہے، پھر اس کی صفت جمع مونث کیوں لائی گئی؟

جواب: اَلصَّافَّاتُ جمع ہے اَلصَّافَّةُ کی اور یہ یہاں اَلْجَمَاعَةِ کی صفت بن رہی ہے یعنی اَلْجَمَاعَاتِ الصَّافَّاتِ یعنی صفیں باندھ کر کھڑی ہونے والی فرشتوں کی جماعت تو اَلْجَمَاعَةِ کی مناسبت سے اس کی صفت جمع مونث لائے نہ کہ مَلَائِکَة کی وجہ سے۔

اور کبھی الف تاء جمع مذکر کے لیے بھی آتا ہے جیسے مَرْفُوْعٌ سے مَرْفُوْعَاتٌ اس میں شرط یہ ہوتی ہے کہ مذکر غیر ذوی العقول ہو تو اس کی جمع الف تاء سے لائی جاتی ہے۔ اسی طرح مجرورٌ سے مجروراتٌ وغیرہ۔

سوال: رافع، سکران، احمر، اسود، ابیض، افضل، اغنٰ، مسجد، مفتاح کی تصغیر نکال کر مکمل گردان تحریر کریں۔

جواب: تصغیر کے لئے جمع مکسر نہیں آتی اب ذیل میں ان کی تصغیر اور اس کی گردان ملاحظہ کریں۔

مکبر	مصغر	گردان
رَافِعٌ	رُوَيْفِعٌ	رُوَيْفِعٌ رُوَيْفِعَانِ رُوَيْفِعُوْنَ رُوَيْفِعَةٌ رُوَيْفِعَتَانِ رُوَيْفِعَاتٌ
سکران	سُكَيْرَانٌ	سُكَيْرَانٌ سُكَيْرَانَانِ سُكَيْرَانُوْنَ سُكَيْرٰى سُكَيْرَيَانِ سُكَيْرَيَاتٌ
اَحْمَرُ	اُحَيْمِرُ	اُحَيْمِرُ اُحَيْمِرَانِ اُحَيْمِرُوْنَ حُمَيْرَاءُ حُمَيْرَاوَانِ حُمَيْرَاوَاتٌ
اَسْوَدُ	اُسَيْوِدُ	اُسَيْوِدُ اُسَيْوِدَانِ اُسَيْوِدُوْنَ سُوَيْدَاءُ سُوَيْدَاوَانِ سُوَيْدَاوَاتٌ

مذکر میں ادغام کے بعد یوں بھی جائز اُسَيِّدُ اُسَيِّدَانِ اُسَيِّدُوْنَ

مکبر	مصغر	گردان
اَبْيَضُ	اُبَيِّضُ	اُبَيِّضُ اُبَيِّضَانِ اُبَيِّضُوْنَ بُيَيْضَاءُ بُيَيْضَاوَانِ بُيَيْضَاوَاتٌ
افضل	اُفَيْضِلُ	اُفَيْضِلُ اُفَيْضِلَانِ اُفَيْضِلُوْنَ فُضَيْلٰى فُضَيْلَيَانِ فُضَيْلَيَاتٌ
اَغْنٰى	اُغَيْنٰى	اُغَيْنٰى اُغَيْنَيَانِ اُغَيْنُوْنَ غُنَيْنَاءُ غُنَيْنَاوَانِ غُنَيْنَاوَاتٌ
مَسْجِدٌ	مُسَيْجِدٌ	مُسَيْجِدٌ مُسَيْجِدَانِ مُسَيْجِدَاتٌ
مفتاح	مُفَيْتِيْحٌ	مُفَيْتِيْحٌ مُفَيْتِيْحَانِ مُفَيْتِيْحَاتٌ

جمع مونث سالم

- **اسم میں**
  علم ہو یا غیر علم ہو۔ دونوں صورتوں میں آئے گی۔ جیسے زینب، زینبات، رسالۃ سے رسالاتٌ
- **صفت میں**
  - **خاص بالمونث ہو**
    تا مقدرہ ہو تو الف تاء کے ساتھ جمع نہ آئے گی جیسے حائض سے حوائض آئیگا۔ نہ کہ حائضات۔ اور تا ظاہر ہو تو الف تاء کے ساتھ جمع آئے گی جیسے حائضۃ سے حائضاتٌ۔
  - **غیر خاص بالمونث:**
    اس سے مؤنث سالم اس شرط کے ساتھ آسکتی ہے کہ مذکر کی جمع الف نون کے ساتھ آتی ہو۔ جیسے مسلمۃ سے مسلماتٌ نیز اگر مذکر غیر ذوی العقول کی صفت ہو تو اسکی جمع تاء کے ساتھ آتی ہے۔
    مثال:۔ مرفوع کی جمع مرفوعات
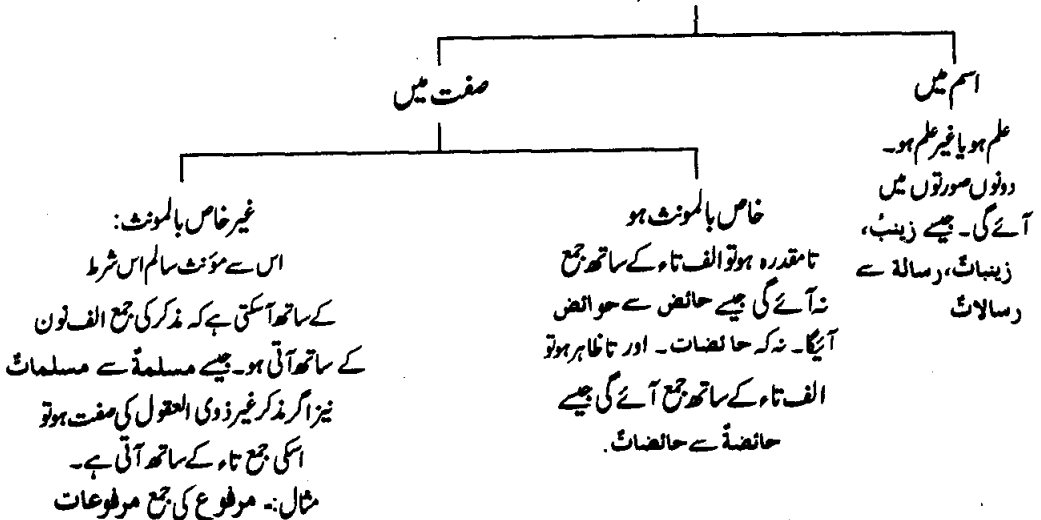
فصل : المصدر اسم يدل على الحدث فقط و يشتق منه الأفعال كالضرب و النصر مثلا و أبنيته من الثلاثي المجرد غير مضبوطة تعرف بالسماع و من غيره قياسية كالافعال و الانفعال والاستفعال و الفعللة و التفعلل مثلا .

فالمصدر ان لم يكن مفعولا مطلقا يعمل عمل فعله أعني يرفع الفاعل ان كان لازما نحو أعجبني قيام زيد و ينصب مفعولا أيضا ان كان متعديا نحو أعجبني ضرب زيد عمرا ولايجوز تقديم معمول المصدر عليه فلا يقال أعجبني زيد ضرب عمرا ولا عمرا ضرب زيد .

و يجوز اضافته الى الفاعل نحو كرهت ضرب زيد عمرا و الى المفعول به نحو كرهت ضرب عمرو زيد . وأما ان كان مفعولا مطلقا فالعمل للفعل الذى قبله نحو ضربت ضربا عمرا فعمرو منصوب بضربت .

ترجمہ :فصل: مصدر وہ اسم ہے جو محض کام کے ہونے پر دلالت کرے اور اس سے فعلوں کو نکالا جاتا ہو جیسے الضرب اورالنصر مثلا۔ اور اس کے اوزان ثلاثی مجرد سے متعین نہیں ہیں ان کا علم سماع سے ہوتا ہے۔ اور ثلاثی مجرد کے علاوہ سے مصدر کے اوزان قیاسی ہیں جیسے افعال' انفعال' استفعال' فعللۃ اور تفعلل مثلا۔

پھر مصدر اگر مفعول مطلق نہ ہو تو اپنے فعل کا عمل کرتاہے یعنی فاعل کو رفع دیتا ہے اگر لازم ہو جیسے اعجبنی قیام زید اور مفعول بہ کو نصب بھی دیتا ہے اگر متعدی ہو جیسے اعجبنی ضرب زید عمرا اور نہیں جائز مصدر کے معمول کو اس پر مقدم کرنا لہٰذا نہ کہا جائے گا اعجبنی زید ضرب عمرا اور نہ اعجبنی عمرا ضرب زید۔

اور جائز ہے اس کی اضافت فاعل کی طرف جیسے کرھت ضرب زید عمرا یا مفعول بہ کی طرف جیسے کرھت ضرب عمرو زید اور جب مفعول مطلق ہو تو عمل اس فعل کا ہوگا جب اس سے پہلے ہو جیسے ضربت ضربا عمرا تو عمرو منصوب ہے ضربت کی وجہ سے۔

سوالات

سوال: مصدر کی تعریف کرکے یہ بتائیں کہ فعل اصل ہے یا مصدر؟ مع دلیل

سوال: ثلاثی مجرد اور مزید کے اوزان مصادر کا کیا طریقہ ہے نیز عبارت ذیل کی وضاحت کریں۔

وابنيته من الثلاثى المجرد غير مضبوطة تعرف بالسماع۔

سوال: مصدر کی اقسام کا نقشہ بنا کر ہر قسم کی مثال ذکر کریں۔

سوال: مصدر متعدی کے پانچ استعمال مع مثال ذکر کریں۔

سوال: مصدر جب مفعول مطلق ہو تو عمل کیوں نہیں کرتا؟

سوال: اسم مصدر، مصدر مؤول، مصدر میمی مع طریقہ، مصدر مرۃ مع طریقہ، مصدر نوع مع طریقہ، مصدر صناعی اور علم مصدر کی تعریف کریں اور مثال ذکر کریں۔

سوال: مصدر معروف اور مصدر مجہول کی تعریف کر کے ان کے معنی ذکر کریں نیز ان کو عربی میں ادا کرنے کا طریقہ ذکر کریں اور یہ بتائیں کہ یہ دونوں کس طرح استعمال ہوتے ہیں؟

سوال: حاصل بالمصدر کے دو معنی تحریر کریں نیز یہ بتائیں کہ اس کا ترجمہ کیسے کریں گے؟

سوال: عربی اور اردو میں حاصل بالمصدر الگ الگ الفاظ ہیں یا ایک ہی؟

سوال: کتاب میں علامات اسم کی بحث میں ہے وعلامته صحة الاخبار عنه نحو زيد قائم والاضافة نحو غلام زيد ودخول لام التعريف والجر والتنوين نحو بزيد والتثنية والجمع والنعت والتصغير والنداء اس سے مصدر معروف اور مجہول کو جدا جدا کریں۔ نیز ان سب کو درج ذیل مثال کی طرح حل کریں۔

مصدر معروف صریح، مصدر مؤول بان فقط، بان يكون، بصورت مصدر فعل ناقص، مصدر صناعی، ترجمہ مصدر، ترجمہ حاصل بالمصدر

مصدر مجہول صریح، مصدر مؤول بان، بان يكون، بصورت مصدر فعل ناقص، مصدر صناعی، ترجمہ مصدر، ترجمہ حاصل بالمصدر

حل سوالات

سوال: مصدر کی تعریف کر کے یہ بتائیں کہ فعل اصل ہے یا مصدر؟ مع دلیل

جواب: مصدر وہ اسم ہے جو صرف کام پر دلالت کرے مثلاً آنا، کھانا، دھونا وغیرہ۔ ضَرْبٌ، نَصْرٌ وغیرہ۔

اس بارے میں کہ اصل فعل ہے یا مصدر؟ بصریوں اور کوفیوں کا اختلاف ہے۔ بصریوں کے نزدیک اصل مصدر ہے اور کوفیوں کے نزدیک اصل فعل ہے۔

بصری امر معنوی سے استدلال کرتے ہیں کہ معنی مصدری تمام افعال واسمائے مشتقہ کا مادہ اور اصل ہے لہٰذا لفظ مصدر ہی تمام افعال واسمائے مُشْتَقَّات کی اصل ہے کیونکہ اس کے معانی تمام مشتقات میں پائے جاتے ہیں جیسے ضَرْبٌ مصدر ہے، اس کا معنی "مارنا" ہے اور یہ معنی اس کے تمام مشتقات مثلاً اسم فاعل، مفعول، اسم آلہ، اسم تفضیل فعل ماضی، مضارع اور امر ونہی میں پایا جاتا ہے۔ چنانچہ

(ضَارِبٌ) = (معنی مصدری + ذات) = (مارنا + والا) = (مارنے والا)

(مَضْرُوبٌ) = (معنی مصدری + ذات) = (مارنا + جس کو مارا گیا) = (مارا جانے والا) اور
(مِضْرَبٌ) = (معنی مصدری + آلہ) = (مارنا + آلہ) = (جس کے ساتھ مارا جائے)
(ضَرَبَ) = (معنی مصدری + زمانہ + نسبت الی الفاعل) = (مارنا + زمانہ ماضی + نسبت الی الفاعل) = (مارا)

اسی طرح دوسرے تمام مشتقات میں بھی معنی مصدری پایا جاتا ہے۔

جبکہ کوفی امور لفظیہ سے استدلال کرتے ہیں مثلا یہ کہ اکثر مصدر اعلال میں فعل کے تابع ہوتا ہے اور اعلال امور لفظیہ میں سے ہے لہٰذا مصدر کو فعل کا تابع اور اس کا مشتق ہونا چاہیے۔

علم الصیغہ میں ہے کہ اشتقاق امور لفظیہ میں سے ہے اگرچہ معنی سے بھی تعلق رکھتا ہے لیکن فعل ماضی اور مصدر کے لفظ میں غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ مادہ اور اصل ہونے کی لیاقت فعل میں پائی جاتی ہے نہ کہ مصدر میں کیونکہ وہ تمام حروف جو فعل ماضی میں پائے جاتے ہیں' وہ مصدر میں ضرور پائے جاتے ہیں لیکن اس کا عکس نہیں ہوتا کہ مصدر کے تمام حروف ہمیشہ فعل ماضی میں پائے جاتے ہوں۔ اسی بناء پر صاحب علم صیغہ کے استاد نے بھی کوفیوں کے مذہب کو اختیار کیا ہے کہ اصل اور مادہ فعل ہے' مصدر اور دوسرے مشتقات فعل سے بنائے جاتے ہیں۔ کیونکہ ان تمام مشتقات میں فعل ماضی کے تمام حروف پائے جاتے ہیں۔

جمہور علماء مصدر ہی کو اصل مانتے ہیں۔ صاحب شذا العرف نے تمام صرفیوں کا یہی مذہب بتایا ہے۔ (ص ۶۸) مزید تفصیل کے لیے ابن عقیل اور اوضح المسالک بحث مفعول مطلق کے حواشی ملاحظہ کریں۔

سوال: ثلاثی مجرد اور مزید کے اوزان مصادر کا کیا طریقہ ہے نیز عبارت ذیل کی وضاحت کریں۔

وابنیته من الثلاثی المجرد غیر مضبوطة تعرف بالسماع

جواب: ثلاثی مجرد سے مصدر کے اوزان کا کوئی خاص قاعدہ نہیں ہے بلکہ یہ سماع سے تعلق رکھتے ہیں۔ اگر کلام عرب میں اس کا مصدر مل جائے تو بہت اچھا ورنہ لغت کی کتابوں میں تلاش کریں گے جبکہ ثلاثی مجرد کے علاوہ مصدر کے اوزان قیاسی ہیں۔ ثلاثی مجرد کے علاوہ سے مراد ثلاثی مزید فیہ' رباعی مجرد و مزید فیہ ہے۔ ثلاثی مزید فیہ غیر ملحق سے مصدر کے اوازن یہ ہیں:

اِفْعَالٌ۔ تَفْعِيل۔ مُفَاعَلَة۔ اِفْتِعَال۔ اِنْفِعَال۔ اِفْعِلَال۔ تَفَعُّل۔ تَفَاعُل۔ اِسْتِفْعَال۔ اِفْعِيلَال ۔ اِفْعِيعَال۔ اِفْعِوَّال

رباعی مجرد کا مصدر فَعْلَلَة کے وزن پر آتا ہے۔

اور رباعی مزید فیہ کے مصادر کے اوزان یہ ہیں: تَفَعْلُل۔ اِفْعِنْلَال اور اِفْعِلَّال ملحقات کے مصادر

کے اوزان ملحق بہ کے مصادر کے اوزان سے ملتے جلتے ہیں

صاحب علم الصیغہ کے استاذ محترم نے اَقَامَ کے مصدر کی اصل اِقْوَمَۃٌ اوراِسْتَقَامَ کے مصدر کی اصل اِسْتَقْوَمَۃٌ بتائی ہے جبکہ جمہور کے ہاں ان کی اصل اِقْوَامٌ اور اِسْتِقْوَامٌ ہے واؤ کی حرکت ما قبل کو دی پھر واؤ کو الف سے بدل کر التقاء ساکنین سے گرا دیا اور عوض میں تا زیادہ کر دی

جمہور کی بات راجح معلوم ہوتی ہے ایک وجہ تو یہ ہے کہ تعلیل شدہ کی اصل صحیح کی طرح نکالی جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ اَقَامَ کی اصل اَقْوَمَ مانتے ہیں لہٰذا اِقَامَۃٌ کی اصل اِخْرَاجٌ کی طرح اِقْوَامٌ ہوئی

دوسری وجہ یہ ہے کہ جس فعل کے شروع میں ہمزہ زائد ہو اس کے مصدر میں آخر سے پہلے الف زائد ہوتا ہے جیسے اَخْرَجَ اِخْرَاجًا اِجْتَنَبَ اِجْتِنَابًا وغیرہ اور اقامۃ کی اصل اقومۃ ماننے میں آخر سے پہلے الف نہ رہے گا

تیسری وجہ یہ ہے کہ چھ حرفی ماضی جس باب سے بھی ہو اس کا مصدر اس شکل پر ہوگا (ـِ ـْ ـِ ـَ ـْ اـٌ) جیسے ادھیمام اخشیشان اجلواذ اقشعرار احرنجام اکوھداد وغیرہ اوراستقامۃ کی اصل استقومۃ نکالنے میں یہ شکل باقی نہیں رہتی۔

چوتھی وجہ یہ ہے کہ عِدَۃٌ اور اِقَامَۃٌ دونوں کی تاء اضافت میں گر جاتی ہے جیسے وَ اَخْلَفُوْکَ عِدَ الْاَمْرِ الَّذِیْ وَعَدُوْا رِجَالٌ لَا تُلْھِیْھِمْ تِجَارَۃٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ وَ اِقَامِ الصَّلٰوۃِ اور عِدَۃٌ کی واؤ بالاتفاق عوض میں ہے تو اِقَامَۃٌ کی تاء بھی عوض میں ہونی چاہیے

عبارت کا ترجمہ: "اور اس (مصدر) کے اوزان ثلاثی مجرد سے غیر مقرر یا غیر محصور ہیں اور یہ سماع سے پہچانے جاتے ہیں۔"

وضاحت: مصنفؒ فرما رہے ہیں کہ ثلاثی مجرد کے اوزان قیاسی نہیں اور نہ ان کی تعداد متعین ہے بلکہ سماع سے تعلق رکھتے ہیں۔ بعض نے اس کے ۵۰ اور بعض نے ۶۵ اور بعض نے ۱۰۰ سے بھی زائد اوزان گنوائے ہیں۔ لیکن پھر بھی یہ کہا ہے کہ اس سے زیادہ بھی ہو سکتے ہیں۔ اس لیے اپنی کوشش سے معلوم کرے کہ اہل عرب نے کس کس وزن پر مصادر استعمال کیے ہیں ذیل میں ثلاثی مجرد کے مشہور اوزان اور ان کی مثالوں کو ایسی ترتیب سے دیا جا رہا ہے کہ یاد کرنے میں آسانی رہے۔ مزید تفصیل مفتاح الصرف میں ملاحظہ کریں۔

مصادر تین حرفی

(تین حرفی کی مناسبت سے اور بھی اوزان دیئے گئے ہیں)

فعل - فعلة - فعلی - فعلاء - فعلان (بفتح الفاء وسکون اللام)

جیسے نصر رحمة دعوی سراء لیان

فعل فعلة فعلان (بفتحتین) جیسے طلب غلبة نزوان شنآن

غلبة۔ نزوان' شنآن

فَعِلٌ۔ فَعِلَةٌ جیسے خَنِقٌ۔ سَرِقَةٌ (بفتح الفاء وکسر العین)

فِعْلٌ۔ فِعْلَةٌ۔ فِعْلیٰ۔ فِعْلَانٌ جیسے فِسْقٌ۔ نِشْدَةٌ۔ ذِکْریٰ۔ حِرْمَانٌ (بکسر الفاء وسکون العین)

فِعَلٌ جیسے صِغَرٌ (بکسر الفاء وفتح العین)

فُعْلٌ۔ فُعْلَةٌ۔ فُعْلیٰ۔ فُعْلَانٌ (بضم الفاء وسکون العین جیسے شُغْلٌ۔ کُدْرَةٌ۔ بُشْریٰ۔ غُفْرَانٌ

فُعَلٌ جیسے هُدًی (بضم الفاء وفتح العین)

مصادر چار حرفی اور ان کی مثالیں شروع میں زیادتی فاء یا تاء کی

تُفْعُلٌ' تُدْرأٌ' تُفْعُلَةٌ' تُهْلُکَةٌ

مَفْعَلٌ' مَدْخَلٌ۔ مَفْعَلَةٌ' مَسْعَاةٌ۔ مَفْعِلٌ' مَرْجِعٌ۔ مَفْعِلَةٌ' مَحْمِدَةٌ۔ مَفْعُلٌ' مَکْرُمٌ

زیادتی فاء کلمہ کے بعد

فَاعِلٌ' قَائِمٌ۔ فَاعِلَةٌ' دَاخِلَةٌ

زیادتی عین کلمہ کے بعد الف کی یا واؤ کی یا یا کی

۔ فَعَالٌ' ذَهَابٌ۔ فَعَالَةٌ' زَهَادَةٌ۔ فِعَالٌ' صِرَافٌ۔ فِعَالَةٌ' دِرَایَةٌ۔ فُعَالٌ' سُؤَالٌ:۔ فُعَالَةٌ' بُغَایَةٌ

فَعُوْلٌ' قَبُوْلٌ۔ فُعُوْلٌ' دُخُوْلٌ۔ فُعُوْلَةٌ' صُعُوْبَةٌ۔ فَعِیْلٌ' وَجِیْفٌ۔ فَعِیْلَةٌ' قَطِیْعَةٌ۔

زیادتی لام کے بعد

فُعْلَلٌ' سُوْدَدٌ۔ فُعْلُلٌ' سُوْدُدٌ۔

مصادر پانچ حرفی

زیادتی فاء سے پہلے

مَفْعُوْلٌ' مَکْتُوْبٌ۔ مَفْعُوْلَةٌ' مَکْتُوْبَةٌ۔ مُفَاعِلَةٌ' مُسَائِیَةٌ۔ تَفْعَالٌ' تَجْوَالٌ۔ تِفِعَّالٌ' تِقِطَّاعٌ۔

زیادتی فاء کے بعد

فَاعُوْلَةٌ' ضَارُوْرَةٌ۔ فَیْعَلُوْلَةٌ' کَیْنُوْنَةٌ (اصله کَیْوُنُوْنَةٌ)

زیادتی عین کے بعد

فَعُوْلَةٌ' جَبُوْرَةٌ۔ فِعِّیْلیٰ' رِمِّیَا۔ فَعَالِیَةٌ' کَرَاهِیَةٌ۔ فُعُوْلِیَةٌ' اَلْوُهِیَةٌ

زیادتی لام کے بعد حرف مکرر زائد یا نون یا حرف علت

فُعُلَّةٌ' غُلُبَّةٌ۔ فُعُلّیٰ' غُلُبّیٰ۔ فَعْلُوْلَةٌ' شَیْخُوْخَةٌ۔ فُعْلُنِیَةٌ' بُلْهُنِیَةٌ۔ فُعْلِیَةٌ' شُبِیَّةٌ۔ فَعْلُوَةٌ'

جَبْرُوَّةٌ۔ فِعْلِيَاءُ 'كِبْرِيَاءُ۔ فَعَلُوْتٌ' جَبَرُوْتٌ۔ فَعْلُوْنَى' رَغَبُوْتَى'

فائدہ: صاحب علم الصیغہ کے نے اجوف و ناقص کے قواعد میں لکھا ہے کہ کَیْنُوْنَۃٌ کا وزن فَعْلُوْلَۃٌ اور اس کی اصل کَوْنُوْنَۃٌ بروزن فَعْلُوْلَۃٌ ہے واؤ ساکن ماقبل مفتوح کو اس میں یا سے بدل دیا۔ جبکہ جمہور نحوی اس کی اصل کَیْوَنُوْنَۃٌ بروزن فَیْعَلُوْلَۃٌ مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ واؤ کو یا بدل کر ادغام کر دیا کَیَّنُوْنَۃٌ ہوگیا پھر پہلی یاء کو گرا دیا تو کَیْنُوْنَۃٌ ہوگیا صاحب علم الصیغہ نے اپنے استاذ محترم کی اوزان مصادر پر جو نظم نقل کی اس میں بھی اس کا وزن جمہور کے مطابق ہی بیان ہوا ہے چنانچہ وہ فرماتے ہیں

فَیْعَلُوْلَہ ہم فَعَالَہ ہم فَعَال نحو کَیْنُوْنَہ' شَہَادَہ ہم کَمَال

دلائل کی رو سے یہاں بھی جمہور کی بات وزنی معلوم ہوتی ہے کیونکہ واؤ ساکن ماقبل مفتوح اجوف میں برقرار ہی رکھتے ہیں جیسے قَوْلٌ جبکہ یا مشدد سے پہلی یا کو گرادینا سَیِّدٌ وغیرہ میں پایا جاتا ہے - رہا یہ کہ یہاں قانون وجوبی کیوں ہے تو اس کی مثال موجود ہے وہ یہ کہ یَسْأَلُ میں نقل حرکت کر کے ہمزہ کو گرانا جائز ہے جبکہ یَرْأَیُ وغیرہ میں نقل حرکت کے کر کے ہمزہ کو گرانا واجب ہے اسی طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ سَیِّدٌ کو سَیْدٌ پڑھنا جائز ہے جبکہ کَیَّنُوْنَۃٌ سے کَیْنُوْنَۃٌ پڑھنا واجب ہے واللہ اعلم۔

سوال: مصدر کی اقسام کا نقشہ بنا کر ہر قسم کی مثال ذکر کریں۔

جواب:

(۱) مصدر

- لازم: صرف فاعل کو رفع دیتا ہے۔ یا اس کی طرف مضاف بن جاتا ہے۔ جیسے اعجبنی قیام زید اعجبنی قیام زید
- متعدی
  - متعدی بحرف (جر): اس کا استعمال حرف جر کے ساتھ درست ہے۔ جیسے وانا علیٰ ذھاب بہ لقادرون.
  - متعدی بنفسہ: فاعل کو رفع مفعول کو نصب دیتا ہے۔ نیز اس کو نائب فاعل کی طرف مضاف کیا جاسکتا ہے۔

(۲) مصدر

مصدر معروف	مصدر مجہول	مصدر صناعی	مصدر اسم مرہ	اسم مصدر	اسم نوع	مصدر میمی	علم مصدر
جیسے خروج (نکلنا) ضرب (مارنا) نصر (مدد کرنا)	جیسے ضرب (مارا جانا) نصر (مدد کیا جانا)	جیسے حریة، ضاربیة، مضروبیة	جیسے ضربة	جیسے قبلة نبات، عطاء	جیسے صیغة، جلسة.	جیسے مضرب.	سبحان، فجار۔

سوال: مصدر متعدی کے پانچ استعمال مع مثال ذکر کریں۔
جواب: (ا) فاعل مرفوع، مفعول بہ منصوب ہو جیسے اَعْجَبَنِیْ ضَرْبُ زَیْدٍ عَمْرًا ۔
(۲) مصدر فاعل کی طرف مضاف ہو اور مفعول بہ منصوب ہو جیسے وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰہِ النَّاسَ۔
(۳) مصدر مفعول کی طرف مضاف ہو اور فاعل حذف ہو جیسے لا یَسْاَمُ الانسانُ مِنْ دعاءِ الخیرِ اصل میں ہے مِنْ دُعَائِہِ الْخَیْرَ۔
(۴) فاعل کی طرف مضاف اور مفعول حذف ہو جیسے رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ (اصلہ: دُعَائِیْ)
(۵) نائب فاعل کی طرف مضاف ہو اور یہ صرف مصدر مجہول میں ہوگا جیسے وَھُمْ مِنْ بَعْدِ غَلَبِھِمْ سَیَغْلِبُوْنَ (اور وہ اپنے مغلوب ہونے کے بعد غالب ہوں گے)۔
سوال: مصدر جب مفعول مطلق ہو تو عمل کیوں نہیں کرتا؟
جواب: مصدر جب مفعول مطلق ہو تو اس سے پہلے فعل ہوتا ہے اور یہ فعل اسے عمل کرنے سے روک دیتا ہے اور خود عمل کرتا ہے۔ اور مصدر کے بعد والا فاعل یا مفعول اس فعل کا معمول ہو جاتا ہے جیسے ضَرَبَ ضربًا شدیدًا زیدٌ عمرًا اس مثال میں۔ زید کو ضَرَبَ کا معمول کہیں گے اور اس کا فاعل بنائیں گے نہ کہ مصدر کا۔ اسی طرح عمرًا کو بھی ضَرَبَ کا مفعول بنائیں گے اس پر مصدر کا عمل نہیں ہوگا۔
فائدہ: فعل پر اس کے مفعول کو مقدم کر سکتے ہیں لیکن مصدر پر اس کے معمول کو مقدم کرنا صحیح نہیں مگر یہ کہ وہ جار مجرور ہو لہٰذا اَعْجَبَنِیْ زیدٌ ضربُ عمرًا کہنا صحیح نہیں ہوگا۔
سوال: اسم مصدر، مصدر مووّل، مصدر میمی مع طریقہ، مصدر مرۃ مع طریقہ، مصدر نوع مع طریقہ، مصدر صناعی اور علم مصدر کی تعریف کریں اور مثال ذکر کریں۔
جواب: اسم مصدر: کوئی لفظ مصدر کا معنی دے لیکن اس کے حروف مصدر قیاسی کے حروف سے کم ہوں جیسے اَعْطٰی کا مصدر اعطاءً قیاسی ہے اور یہی معنی عَطَاءٌ بھی معنی دیتا ہے۔ قَبَّلَ بمعنی بوسہ دینا اس کا مصدر قیاسی تَقْبِیْل ہے لیکن قُبْلَۃٌ یہی معنی دیتا ہے۔ لہٰذا عَطَاءٌ اور قُبْلَۃٌ اسم مصدر ہیں۔
اسم مصدر کے لیے یہ شرط ہے کہ حرف حذف کر کے اس کے عوض میں کوئی دوسرا حرف نہ لایا گیا ہو جیسے عِدَۃً۔ اِقَامَۃٌ میں تاء عوض میں لائی گئی ہے۔ اس لیے یہ دونوں اسم مصدر نہیں ہیں۔
ہاں اِطْمِئْنَانٌ سے طُمَانِیْنَۃٌ اور اِقْشِعْرَارٌ سے قُشَعْرِیْرَۃٌ اسم مصدر ہے۔
اگر کسی لفظ میں مصدر قیاسی سے کم حروف ہوں اور وہ مصدری معنی پر دلالت بھی کرتا ہو مگر وہ لفظ اصل کلام میں ثابت ہو تو اسے بھی اسم مصدر نہ کہیں گے، صرف تخفیف کے لیے محذوف مانیں

گے جیسے قَاتَلَ سے قِتَالٌ مصدر بھی آتا ہے حالانکہ مشہور مُقَاتَلَۃٌ ہے تو قِتَالٌ کا استعمال کلام عرب میں بطور مصدر ثابت ہے اس لیے اسے اسم مصدر نہ کہیں گے اور یہ بھی مُقَاتَلَۃٌ کی طرح قَاتَلَ کا مصدر ہے۔ علم الصیغہ میں ہے کہ قِتَالٌ کی اصل قِیْتَالٌ ہے۔

مصدر مؤوّل: مؤوّل کا لفظ تاویل سے ہے۔ تاویل لغت میں تفسیر اور رجوع کرنے کو کہتے ہیں۔ اہل قواعد کے ہاں حرف مصدر کے بعد واقع فعل کو مصدریت کی طرف لوٹا دینا تاویل کہلاتا ہے۔

۔ مصدر مؤوّل عموماً لفظوں میں جملہ فعلیہ کی صورت میں آتا ہے' اس طرح کہ حرف مصدر' پھر فعل اور فاعل وغیرہ ان سب کو ملا کر مصدر شمار کیا جاتا ہے۔ یہ مصدر بننے کے بعد کلام میں تمام مفرد اسماء کی طرح مرفوع' منصوب اور مجرور واقع ہوتا ہے۔ جیسے اَنْ تَصُوْمُوا خَیْرٌ لَکُمْ میں ان حرف مصدر' تصوموا فعل مضارع مع ضمیر فاعل' یہ سارا جملہ بتاویل مصدر صِیَامُکُمْ کے معنی میں ہے۔ اور اب صِیَامُکُمْ جملے میں مبتدا اور خیرٌ لکمْ اس کی خبر ہے۔

مصدر مؤوّل حروف مصدریہ کے بغیر نہیں آتا۔ حروف مصدریہ یہ ہیں: اَنْ ۔ اَنَّ ۔ کَیْ ۔ لَوْ ۔ مَا ان حروف کو موصولات حرفیہ بھی کہتے ہیں' کیونکہ یہ فعل کو اپنے ساتھ جوڑتے ہیں۔ ان کا تفصیلی بیان ان شاء اللہ حروف مصدریہ کی بحث میں ہوگا۔

مصدر میمی: وہ مصدر جس کے شروع میں میم زائدہ ہو (مفاعلہ کے علاوہ) اور عام مصدر کی طرح حدث (کام) پر کسی زمانے کے بغیر دلالت کرے' مصدر میمی کہلاتا ہے۔ جیسے وَعَدَ سے مَوْعِدٌ۔ نَظَرَ سے مَنْظَرٌ ۔

مصدر میمی چونکہ عام مصدر کے معنی میں ہوتا اس لیے اس کو حذف کر کے اس کی جگہ عام مصدر کو استعمال کرنا بھی درست ہے جیسے کُنْتُ عَلٰی مَوْعِدٍ مَعَ الْاُسْتَاذِ کی جگہ کُنْتُ عَلٰی وَعْدٍ مَعَ الاستاذِ کہنا بھی درست ہے۔

مصدر میمی بنانے کا طریقہ کار: ثلاثی فعل سے مصدر میمی بنانے کے دو وزن ہیں۔ (۱) مفعَلٌ (۲) مفعِلٌ

مفعِل: فعل ثلاثی کا فا کلمہ حرف علت اور لام کلمہ صحیح ہو تو مصدر میمی مَفْعِلٌ کے وزن پر ہوگا جیسے وَعَدَ سے مَوْعِدٌ

مندرجہ ذیل صورتوں میں ثلاثی سے مصدر میمی مفعَل کے وزن پر آتا ہے۔

(۱) فعل ثلاثی کا فاء کلمہ اور لام کلمہ حرف صحیح ہوں جیسے ھَلَکَ سے مَھْلَکٌ۔ ضَرَبَ سے مَضْرَبٌ وغیرہ۔

(۲) فعل ثلاثی کا لام کلمہ حرف علت ہو۔ اس کی دو صورتیں ہیں۔

(الف) فاکلمہ صحیح ہو جیسے رَاٰی سے مصدر میمی مَرْاٰیً آتا ہے۔
(ب) لام کلمہ کے ساتھ ساتھ فاکلمہ بھی حرف علت ہو جیسے وَقیٰ سے مصدر میمی مَوْقیً آتا ہے۔
فعل غیر ثلاثی سے مصدر میمی بنانے کا طریقہ :
فعل غیر ثلاثی سے مصدر میمی لانے کے لیے فعل مضارع کے شروع میں میم مضموم اور آخر سے ماقبل کو فتحہ دے دیں جیسے اَقَامَ یُقِیْمُ سے مصدر میمی مُقَامٌ آتا ہے لہٰذا مُقَامٌ میں چار احتمال ہیں : ۱۔ اسم مفعول، ۲۔ اسم ظرف زمان، ۳۔ اسم ظرف مکان، ۴۔ مصدر میمی (رضی شرح شافیہ ج۱ ص۱۸۶)
مصدر مرۃ :
وہ مصدر جو کسی کام (حدث) کے ایک بار واقع ہونے کو بتائے۔
بنانے کا طریقہ :
اسم مرۃ بنانے کے مندرجہ ذیل طریقے ہیں۔
(۱) ثلاثی فعل سے اسم مرۃ فَعْلَۃٌ کے وزن پر آتا ہے جیسے ضَرَبَ سے ضَرْبَۃٌ۔ نَفَخَ سے نَفْخَۃٌ وغیرہ۔
(۲) غیر ثلاثی فعل سے اسم مرہ، مصدر عام کے آخر میں تاء تانیث لگا دینے سے بن جاتا ہے جیسے انطلقت انطلاقۃ میں ایک مرتبہ چلا
(۳) مصدر عام کے آخر میں اگر تائے تانیث پہلے سے موجود ہے تو اسم مرہ بنانے کے لیے مصدر کے بعد ایسے کلمہ کو لانا ضروری ہے جو وحدت پر دلالت کرتا ہو تا کہ عام مصدر سے التباس نہ ہو سکے جیسے رَحِمْتُہٗ رَحْمَۃً وَاحِدَۃً میں نے اس پر ایک مرتبہ مہربانی کی۔ یا رحمتہ رحمۃ لا غیر میں نے اس پر ایک مرتبہ مہربانی کی نہ اس کے علاوہ۔ یہ تو فعل ثلاثی کی مثالیں ہیں۔ اور فعل غیر ثلاثی کی مثال : اِسْتَشَارَنِیْ اسْتِشَارَۃً وَاحِدَۃً اس نے مجھ سے ایک مرتبہ مشورہ کیا۔ یا مَا اسْتَشَارَنِیْ غَیْرَ اسْتِشَارَۃٍ اس نے ایک مرتبہ کے سواء مجھ سے مشورہ نہ کیا۔
مصدر نوع : وہ مصدر جو وقوع کے وقت فعل کی ہیئت کو بتائے، اسم نوع کہلاتا ہے۔ اس کے بنانے کے مندرجہ ذیل تین طریقے ہیں۔
(۱) فعل ثلاثی سے اسم نوع فِعْلَۃٌ کے وزن پر آتا ہے جیسے وَثَبْتُ وِثْبَۃَ الْاَسَدِ۔ جَلَسْتُ جِلْسَۃَ الْقَارِیْ۔ وِثْبَۃٌ اور جِلْسَۃٌ، فِعْلَۃٌ کے وزن پر اسم نوع ہیں۔ ترجمہ یہ ہے میں شیر کی طرح کودا، میں پڑھنے والے کی طرح بیٹھا۔
(۲) غیر ثلاثی فعل سے اسم نوع (مصدر نوع) بنانے کے لیے، مصدر عام کے آخر میں تائے تانیث لگا دیں جیسے اِنْطَلَقْتُ انْطِلَاقَۃَ الْاَسَدِ میں اِنْطِلَاقَۃٌ اسم نوع ہے جو اِنْطِلَاقٌ بروزن اِنْفِعَالٌ کے

آخر میں تاء تانیث لگانے سے بنایا گیا ہے۔ ترجمہ میں شیر کی طرح چلا۔

(۳) مصدر کا آخری حرف اگر پہلے سے ہی تاء ہے تو اسم نوع کے لیے مصدر کے بعد ایسا لفظ لگاتے ہیں جو ہیئت ونوعیت پر دلالت کرے تاکہ عام مصدر سے التباس نہ ہو جیسے خَبَرْتُهُ خِبْرَةً حَكِيْمَةً اس مثال میں خِبْرَةً مصدر عام ہے۔ اب نوعیت فعل بتانے کے لیے حَكِيْمَةً کو بطور صفت ذکر کر دیا۔ اسی طرح کبھی مصدر نوع کو صفت یا اضافت کے ذریعے بھی متعین کیا جاتا ہے جیسے دخلتُ دُخُوْلاً سَرِيْعًا ۔ مَكَرُوْا مَكْرَهُمْ ۔ مکر کی اضافت کی گئی ہے هُمْ ضمیر کی طرف۔

لفظ صِيْغَةً بھی مصدر نوع ہے اس کی اصل صِوْغَةً بروزن فِعْلَةً ہے اس کا ترجمہ (بناوٹ) حاصل بالمصدر کا ہے۔ جب ہم کسی سے پوچھتے ہیں کہ ضَرَبَ کیا صیغہ ہے تو مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس کی بناوٹ اور ہیئت کیسی ہے؟ یا کس نوع سے تعلق رکھتا ہے؟ تو جواب: میں بتایا جاتا ہے کہ ضَرَبَ فعل ماضی برائے واحد مذکر غائب یعنی اس کی نوع متعلق کر دی اور اس کی ہیئت بتا دی۔ اسی طرح لفظ فِطْرَةً اور صِبْغَةً جو قرآن پاک میں استعمال ہوئے مصدر برائے نوع ہیں

مصدر صناعی وہ اسم منسوب ہے جس کے آخر میں یائے مشدد اور تائے مربوطہ ہو اور وہ مصدر عام کے معنی میں آئے۔

مصدر صناعی اسم مشتق یا جامد یا مصدر سے بنایا جاتا ہے۔

مثالیں مصدر صناعی اسم فاعل سے جیسے عَالِمٌ سے عَالِمِيَّةً = كَوْنُهُ عَالِمًا (اسم فاعل کے آخر میں یاء مشدد اور تاء لگانے سے بن گیا)

اسم مفعول سے جیسے مَعْذُوْرٌ سے مَعْذُوْرِيَّةً = كَوْنُهُ مَعْذُوْرًا

اسم تفضیل سے جیسے اَسْبَقُ سے اَسْبَقِيَّةً = كَوْنُهُ اَسْبَقَ

اسم جامد سے جیسے اِنْسَانٌ سے اِنْسَانِيَّةً = كَوْنُهُ اِنْسَانًا

اسم علم سے جیسے عُثْمَانُ سے عُثْمَانِيَّةً = كَوْنُهُ عُثْمَانًا

مصدر عام سے جیسے اِكْرَامٌ سے اِكْرَامِيَّةً = كَوْنُهُ مُكْرِمًا ۔

اسم ظرف سے جیسے مَصْدَرٌ سے مَصْدَرِيَّةً = كَوْنُهُ مَصْدَرًا

مصدر صناعی کی مذکورہ تمام صورتوں میں یہ امر ضروری ہے کہ اس کے ساتھ کوئی موصوف نہ مذکور ہو اور نہ مقدر مانا جائے۔ اگر کسی موصوف کو مذکور یا مقدر کیا گیا تو وہ مصدر صناعی نہیں بلکہ اسم منسوب صفت بن جائے گا۔

مصدر صناعی کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ مصدر عام کے معروف اور مجہول ہونے کو واضح کر دیتا ہے۔ مثلاً ضَرَبَ يَضْرِبُ ضَرْبًا سے ضَارِبِيَّةً اور ضُرِبَ يُضْرَبُ ضَرْبًا سے مَضْرُوْبِيَّةً آتا ہے۔ ضاربية

سے مصدر معروف اور مضروبِیّۃ سے مصدر مجہول کا پتہ چلتا ہے۔

علم مصدر: کوئی لفظ معنی مصدر کے دیتا ہو اور بوجہ ایک سبب کے غیر منصرف ہو تو دوسرا سبب علم مصدر ہونا ہوگا جیسے سُبْحَان اس میں ایک سبب الف نون زائدتان اور دوسرا سبب علمیت ہے۔ اسی طرح بَرَّۃُ میں ایک سبب تانیث اور دوسرا سبب علم مصدر ہے۔

یا کوئی لفظ معنی مصدر کے دیتا ہو اور اس کی صفت معرف باللام ہو جیسے فَجَرْتِ فَجَارِ الشَّدِیْدَۃَ میں فَجَارِ علم مصدر ہے۔ اس کی صفت علمیت کی وجہ سے معرفہ لائی گئی ہے۔ فَعَال کے وزن پر آنے والا ایسا مصدر اسم معرف باللام کی طرح معرفہ شمار ہوتا ہے۔

لفظ سُبْحَان چونکہ ہمیشہ مضاف استعمال ہوتا ہے اور فعل کے ذکر کیے بغیر ہوتا بھی منصوب ہے اس لیے اس کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعض اس کو تسبیح از باب تفعیل کا اسم مصدر مانتے ہیں غفران مصدر طرح اور بعض اس کو تسبیح کے لیے علم مصدر مانتے ہیں۔ عُثْمَان کی طرح جو علم ہے اس کی تفصیلات سلم العلوم کی شروح کے بالکل ابتداء میں موجود ہیں۔

سوال: مصدر معروف اور مصدر مجہول کی تعریف کر کے ان کے معنی ذکر کریں نیز ان کو عربی میں ادا کرنے کا طریقہ ذکر کریں اور یہ بتائیں کہ یہ دونوں کس طرح استعمال ہوتے ہیں؟

جواب: مصدر معرف ایسے مصدر کو کہتے ہیں جس سے فعل معروف' اسم فاعل' اسم تفضیل وغیرہ مشتق ہوں اور یہ مصدر اپنے فاعل کو رفع دیتا ہے اگر لازم ہو جیسے اور فاعل کو رفع اور مفعول کو نصب دیتا ہے اگر متعدی ہو جیسے اَعْجَبَنِیْ ضربُ زیدٍ عمرًا۔ ضَرْب مصدر معروف ہے (زید کے عمر کو مارنے نے مجھے تعجب میں ڈالا)

مصدر مجہول ایسا مصدر ہے جس سے فعل مجہول' اسم مفعول کو مشتق کیا جائے۔ مصدر مجہول کے لیے نائب فاعل ہوتا ہے جو حقیقت میں مفعول اول ہوتا ہے۔ اس کا عمل فعل مجہول جیسا ہوتا ہے۔ جیسے وَهُمْ مِنْ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ میں غَلَبِهِمْ میں هِمْ ضمیر نائب فاعل بن رہی ہے اور غَلَب مصدر مجہول ہے اَیْ وَهُمْ مِنْ بَعْدِ كَوْنِهِمْ مَغْلُوْبِيْنَ سَيَغْلِبُوْنَ

یا وَهُمْ مِنْ بَعْدِ مَا غُلِبُوْا سَيَغْلِبُوْنَ

واضح رہے کہ کبھی کبھار اسم تفضیل کو بھی فعل مجہول سے مشتق کیا جاتا ہے جیسے اَشْهَرُ زیادہ مشہور اور اَعْرَفُ زیادہ معروف

فائدہ ضَرَبَ يَضْرِبُ ضَرْبًا فَهُوَ ضَارِبٌ اس میں ضَرْبًا مصدر معروف ہے اس کا معنی ہے "مارنا"

ضُرِبَ يُضْرَبُ ضَرْبًا فَهُوَ مَضْرُوْبٌ اس میں ضربا مصدر مجہول ہے اس کا معنی ہے "مارا جانا"

فائدہ مصدر معروف کو مصدر مبنی للفاعل اور مصدر مجہول کو مصدر مبنی للمفعول بھی کہتے ہیں

مصدر معروف اور مصدر مجہول کے ادا کرنے کے طریقے:

مصدر معروف کو ادا کرنے کے طریقے حسب ذیل ہیں۔

(۱) مصدر مؤول کے ساتھ جیسے ان یضرب یعنی مصدر ضرب سے فعل مضارع نکال کر اس پر ان داخل کریں۔ اس کی تفصیل ان شاء اللہ حروف مصدریہ میں آئے گی۔

(۲) مصدر سے اسم فاعل نکال کر یاء مصدریہ اور تاء زیادہ کردیں جیسے اَلضَّارِبِيَّةُ۔ ضَارِبِيَّةً فعل کا فاعل خواہ واحد ہو یا تثنیہ یا جمع ہو، مصدر اسی طرح رہے گا یعنی ضَرَبْتُ ضَرْبًا ضَرَبَا ضَرْبًا اور ضَرَبُوْا ضَرْبًا تینوں مثالوں سے مصدر اَلضَّارِبِيَّةُ ہی ہوگا۔ فرق کرنے کے لیے مضاف الیہ لایا جا سکتا ہے یعنی ضَارِبِيَّتِیْ۔ ضَارِبِيَّتُهُمَا۔ ضَارِبِيَّتُهُمْ۔

(۳) کَانَ سے مصدر نکال کر اسم فاعل کو خبر بنائیں جیسے كَوْنُهٗ ضَارِبًا اس صورت میں لفظ بدلتا رہے گا جیسے ضَرَبْتُ ضَرْبًا سے كَوْنِیْ ضَارِبًا۔ ضَرَبُوْا ضَرْبًا سے كَوْنُهُمْ ضَارِبِيْنَ۔ ضَرَبَتْ ضَرْبًا سے كَوْنُهَا ضَارِبَةً وغیرہ۔

(۴) کَانَ سے مصدر مؤول بنائیں جیسے اَنْ یَّكُوْنَ ضَارِبًا۔ اَنْ یَّكُوْنَا ضَارِبَيْنِ۔ اَنْ اَكُوْنَ ضَارِبَةً (قَالَتْ هِنْدٌ ضَرَبْتُ ضَرْبًا) سے، اَنْ نَكُوْنَ ضَارِبِيْنَ وغیرہ۔

مصدر مجہول کو عربی میں ادا کرنے کے طریقے:

مصدر مجہول وہ مصدر جس سے فعل مجہول نکلتا ہے۔ اس کو ادا کرنے کے لیے مندرجہ بالا طریقہ کار ہی استعمال کریں گے۔ فرق صرف یہ ہے کہ یہاں مصدر مجہول سے فعل مجہول اور اسم مفعول وغیرہ نکالیں گے جیسے

(۱) مصدر مؤول کے ساتھ جیسے اَنْ یُّضْرَبَ

(۲) مصدر سے اسم فاعل نکال کر یاء مصدریہ اور تاء زیادہ کرنے سے اَلْمَضْرُوْبِيَّةُ۔ مَضْرُوْبِيَّةً۔

(۳) کَانَ سے مصدر نکال کر كَوْنُهٗ مَضْرُوْبًا۔ كَوْنُهُمْ مَضْرُوْبِيْنَ۔

(۴) کان سے مصدر مؤول بنا کر جیسے اَنْ یَّكُوْنَ مَضْرُوْبًا۔ اَنْ یَّكُوْنُوْا مَضْرُوْبِيْنَ۔ اَنْ اَكُوْنَ مَضْرُوْبًا

مصدر مجہول یا تو فعل مجہول کی تاکید کرتا ہے یا نائب فاعل کی طرف مضاف ہوتا ہے جبکہ مصدر معروف فاعل یا مفعول کی طرف مضاف ہوتا ہے اور فعل معروف کی تائید کرتا ہے جیسے نُزِّلَ الْمَلَائِكَةُ تَنْزِيْلًا میں تنزیلا کا معنی اگر مصدر معروف کا کریں یعنی اتارنا تو تقدیر عبارت یوں ہوگی وَنُزِّلَ الْمَلَائِكَةُ نَزَّلَهُمُ اللّٰهُ تَنْزِيْلًا اس وقت یہ مصدر نائب عن الفعل ہوگا۔

سوال: حاصل بالمصدر کے دو معنی تحریر کریں نیز یہ بتائیں اس کا ترجمہ کیسے کریں گے؟

جواب: حاصل بالمصدر کے دو معنی ہیں۔

(۱) مصدر کا خلاصہ جیسے ضَرْبًا کا معنی "مارنا" اور اس کا حاصل ہے "مار" اَلْحَمْدُ کا معنی "تعریف کرنا" اور اس کا حاصل بالمصدر "تعریف"

قرآن پاک کے ترجمہ میں مصدر کا ترجمہ عموماً "حاصل بالمصدر سے کیا جاتا ہے جیسے اَلْحَمْدُ "تمام تعریفیں" "تمام" الف لام کا معنی ہے اور "تعریف" حاصل بالمصدر ہے۔

حاصل بالمصدر، مصدر معروف اور مجہول سے ایک ہی طرح آتا ہے جیسے مارنا سے "مار" اور مارا جانا سے بھی "مار" عربی میں حاصل بالمصدر کے لیے الگ لفظ نہیں ہوتا، اردو اور فارسی میں اس کے لئے الگ لفظ استعمال ہوتے ہیں۔ تعریف اور تعریف کرنا دونوں کا ترجمہ عربی میں حَمْد ہی ہوگا۔

(۲) حاصل بالمصدر کے دوسرے معنی یہ ہیں کہ پہلے کام سے جو اثر ہو، وہ حاصل کہلاتا ہے جیسے ضَرْبٌ کا حاصل اَلَمٌ ہے اور سَبٌّ کا حاصل قِتَالٌ یا اَذیً ہے۔ شرح وقایہ اور فیض الباری میں اس کا ذکر موجود ہے۔

سوال: عربی اور اردو میں حاصل بالمصدر الگ الگ الفاظ ہیں یا ایک ہی ہیں؟

جواب: عربی میں مصدر اور حاصل بالمصدر دونوں کے لیے ایک ہی لفظ استعمال ہوتا ہے۔ صرف معنی کبھی حاصل مصدر کا کر دیتے ہیں۔ جبکہ اردو میں مصدر اور حاصل بالمصدر الگ الگ ہوتے ہیں۔ مصدر کی علامت اردو میں لفظ کے آخر میں "نا" کا ہونا ہے جیسے کھانا، پینا، دوڑنا، اٹھنا، بیٹھنا وغیرہ البتہ درج ذیل الفاظ اس میں شامل نہیں ہیں: سونا جس سے زیور بنتے ہیں، "نانا" بابا، ننھا نانا گنا وغیرہ۔

اردو میں حاصل بالمصدر کبھی "نا" ہٹانے سے بن جاتا ہے اور کبھی دوسرے طریقوں سے۔ مثلاً مارنا سے "مار" مار سے امر کا صیغہ جب مراد نہ لیا جائے تو پھر یہ حاصل مصدر ہوگا یعنی جب مطلق "مار" کا تصور کیا جائے۔

بنانا سے "بناوٹ" ۔ سجانا سے "سجاوٹ" ۔ رہنا سے "رہائش" ۔ سینا سے "سلائی" کبھی مصدر اور حاصل بالمصدر کیلئے ایک ہی لفظ استعمال ہوتا ہے جیسے رونا کھانا

سوال: کتاب میں علامات اسم کی بحث میں ہے وعلامته صحة الاخبار عنه نحو زيد قائم والاضافة نحو غلام زيد ودخول لام التعريف والجر والتنوين نحو بزيد والتثنية والجمع والنعت والتصغير والنداء تو ان کے اندر مصدر معروف اور مجہول کو جدا جدا کریں۔ نیز ان سب کو درج ذیل مثال کی طرح حل کریں۔

مصدر معروف صریح: دخول ، مصدر مئول بان فقط: بان يدخل ، بان يكون: بان يكون داخلا ، بصورت مصدر فعل ناقص: كونه داخلا ، مصدر صناعی: داخلية ، ترجمہ مصدر: داخل ہونا ، ترجمہ حاصل بالمصدر: داخلہ

مصدر صریح مجہول، مؤول بِاَنْ بِاَنْ یَکُوْنَ، بصورت مصدر ناقص، صنائی، ترجمہ مصدر، ترجمہ حاصل بالمصدر

جواب: اس عبارت میں درج ذیل مصادر ہیں

صِحَّةُ اَلْاِخْبَارُ عَنْهُ۔ اَلْاِضَافَةُ۔ دُخُوْلُ اَلتَّعْرِيْفُ۔ اَلْجَرُّ۔ اَلتَّنْوِيْنُ۔ اَلتَّثْنِيَةُ۔ اَلْجَمْعُ۔ اَلنَّعْتُ۔ اَلتَّصْغِيْرُ۔ اَلنِّدَاءُ

ان تمام مصادر میں صحة اور دخول مصدر معروف ہے، باقی مصادر مجہول ہیں۔ ان کی تفصیل معروف اور مجہول کے اعتبار سے اوائیگی ذیل کے نقشے میں دی گئی ہے۔

	مصدر معروف صریح	مصدر مؤول باَن فقط	باَن یکون	بصورت فعل ناقص	صنائی	ترجمہ مصدر	ترجمہ حاصل بالمصدر
۱	صحة	ان یصح	ان یکون صحیحا	کونه صحیحا	صحیحية	درست ہونا	درستگی
۲	الاخبار	اَنْ یُخْبِرَ	اَنْ یَّکُوْنَ مُخْبِراً	کَوْنُهٗ مُخْبِراً	مُخْبِرِيَّةٌ	آگاہ کرنا یا خبر دینا	آگاہی، خبر
۳	الاضافة	اَنْ یُّضِیْفَ	اَنْ یَّکُوْنَ مُضِیْفاً	کَوْنُهٗ مُضِیْفاً	مُضِیْفِيَّةٌ	اضافت کرنا	اضافت
۴	دخولٌ	اَنْ تَدخُلَ (لام التعریف)	اَنْ یَّکُوْنَ دَاخِلَةً	کَوْنُهٗ دَاخِلَةً	دَاخِلِيَّةٌ	داخل ہونا	دخول، داخلہ
۵	التعریف	ان یعرف	ان یکون معرفا	کونه معرفا	معرفية	معرفہ بنانا	معرفہ بنانا
۶	اَلْجَرُّ	اَنْ یَّجُرَّ	اَنْ یَّکُوْنَ جَاراً	کَوْنُهٗ جَاراً	جَارِيَّةٌ	کھینچنا	کھچاؤ، کھچاوٹ
۷	التنوین	اَنْ یُّنَوِّ نَ	اَنْ یَّکُوْنَ مُنَوِّناً	کَوْنُهٗ مُنَوِّناً	مُنَوِّنِيَّةٌ	تنوین لکھنا	تنوین کی لکھائی
۸	اَلتَّثْنِيَةُ	اَنْ یُّثَنِّیَ	اَنْ یَّکُوْنَ مُثَنِّیاً	کَوْنُهٗ مُثَنِّیاً	مُثَنَّوِيَّةٌ (۱)	دو کی طرف نسبت کرنا	دو کی طرف نسبت
۹	الجمع	اَنْ یَّجْمَعَ	اَنْ یَّکُوْنَ جَامِعاً	کَوْنُهٗ جَامِعاً	جَامِعِيَّةٌ	جمع لانا	جمعیت
۱۰	النعت	اَنْ یَّنْعَتَ	اَنْ یَّکُوْنَ نَاعِتاً	کَوْنُهٗ نَاعِتاً	نَاعِتِيَّةٌ	صفت لانا	صفت
۱۱	التصغیر	اَنْ یُّصَغِّرَ	اَنْ یَّکُوْنَ مُصَغِّراً	کَوْنُهٗ مُصَغِّراً	مُصَغِّرِيَّةٌ	تصغیر کرنا	تصغیر
۱۲	النداء	اَنْ یُّنَادِیَ	اَنْ یَّکُوْنَ مُنَادِیاً	کَوْنُهٗ مُنَادِیاً	مُنَادِوِيَّةٌ (۲)	پکارنا	پکار

(۱) مُثَنَّوِيَّةٌ (۲) مُنَادِوِيَّةٌ قال فی شذاالعرف: یاء المنقوص خامسة کالمعتدی او سادسة کالمستعلی تقول فیھما المعتدی والمستعلی (بحذف الیاء) (شذاالعرف ص ۱۲۱)

	مصدر مجہول صریح	مصدر مؤول بأن فقط	بأن یکون	بصورت فعل ناقص	صناعی	ترجمہ مصدر	حاصل بالمصدر
۱	صحة	یہ لازم ہے اس سے مصدر مجہول نہ آئے گا					
۲	الاخبار	اَنْ یُخْبَرَ	ان یکون مخبراً	کَوْنَہٗ مُخْبَراً	مُخْبَرِیَّةٌ	آگاہ کیا جانا یا خبر دیا جانا	آگاہی خبر
۳	الاضافة	اَنْ یُضَافَ	ان یکون مضافاً	کَوْنَہٗ مُضَافاً	مُضَافِیَّةٌ	اضافت کیا جانا	اضافت
۴	دخول	یہ لازم ہے اس سے مصدر مجہول نہ آئے گا					
۵	التعریف	ان یعرف	ان یکون معرفا	کونہ معرفا	معرفیة	معرفہ بنایا جانا	معرفہ بنایا جانا
۶	الجرّ	اَنْ یُجَرَّ	ان یکون مَجْرُوْراً	کَوْنَہٗ مَجْرُوْراً	مَجْرُوْرِیَّةٌ	کھینچا جانا	کھچاؤ رکھچاوٹ
۷	التنوین	اَنْ یُنَوَّنَ	ان یکون مُنَوَّناً	کَوْنَہٗ مُنَوَّناً	مُنَوَّنِیَّةٌ	تنوین لکھا جانا	تنوین کی لکھائی
۸	التثنیة	اَنْ یُثَنّٰی	ان یکون مُثَنًّی	کَوْنَہٗ مُثَنًّی	مُثَنَّوِیَّةٌ(۱)	دو/۲ کی طرف نسبت کیا جانا	دو/۲ کی طرف نسبت
۹	الجمع	اَنْ یُجْمَعَ	ان یکون مَجْمُوْعاً	کَوْنَہٗ مَجْمُوْعاً	مَجْمُوْعِیَّةٌ	جمع کیا جانا	جمع رجمعیت
۱۰	النعت	اَنْ یُنْعَتَ	ان یکون مَنْعُوْتاً	کَوْنَہٗ مَنْعُوْتاً	مَنْعُوْتِیَّةٌ	صفت لایا جانا	صفت
۱۱	التصغیر	اَنْ یُصَغَّرَ	ان یکون مُصَغَّراً	کَوْنَہٗ مُصَغَّراً	مُصَغَّرِیَّةٌ	تصغیر کیا جانا	تصغیر
۱۲	النداءُ	اَنْ یُنَادٰی	ان یکون منادًی	کَوْنَہٗ منادًی	مُنَادَوِیَّةٌ(۲)	پکارا جانا	پکار

(۱)،(۲) الف گرے گا اور مُثَنَّیَةٌ اور مُنَادَیَةٌ ہوگا۔ الف پانچویں جگہ گر جاتا ہے۔(شذ العرف ص ۱۲۰) نیز دیکھیے علم النحو۔

فصل : اسم الفاعل اسم مشتق من فعل ليدل على من قام به الفعل بمعنى الحدوث و صيغته من الثلاثي المجرد على وزن فاعل كضارب و ناصر و من غيره على صيغة المضارع من ذلك الفعل بميم مضموم مكان حرف المضارعة و كسر ما قبل الآخر كمدخل و مستخرج . و هو يعمل عمل فعله المعروف ان كان بمعنى الحال أو الاستقبال و معتمدا على المبتدأ نحو زيد قائم أبوه أو ذى الحال نحو جاء نى زيد ضاربا ابوه عمرا أو موصول نحو مررت بالضارب أبوه عمرا أو موصوف نحو عندى رجل صارب أبوه عمرا أو همزة الاستفهام نحو أقائم زيد اوحرف النفى نحو ما قائم زيد .

فان كان بمعنى الماضى وجبت الاضافة معنى نحو زيد ضارب عمرو أمس هذا اذا كان منكرا أما اذا كان معرفا باللام يستوى فيه جميع الأزمنة نحو زيد الضارب أبوه عمرا الآن أو غدا أو أمس.

ترجمہ : اسم فاعل وہ اسم ہے جسے فعل سے مشتق کیا جائے تاکہ دلالت کرے اس ذات پر جس کے ساتھ فعل قائم ہے حدوث کے معنی میں ۔ اور ثلاثی مجرد سے اس کا صیغہ فاعل کے وزن پر ہوتا ہے جیسے ضارب (مارنے والا) اور ناصر (مدد کرنے والا) اور اس کے علاوہ سے اس فعل کے مضارع کے وزن پر علامت مضارع کی جگہ میم مضموم کے ساتھ اور آخر سے ماقبل کے کسرہ کے ساتھ جیسے مدخل (داخل کرنے والا) اور مستخرج (نکالنے والا) اور وہ اپنے فعل معروف کا عمل کرتا ہے اگر حال یا استقبال کے معنی میں ہو اور اعتماد کرنے والا ہو مبتدا پر جیسے زید قائم ابوہ (زید کھڑا ہونے والا ہے اس کا باپ) یا ذو الحال پر جیسے جاء نی زید ضاربا ابوہ عمرا (آیا میرے پاس زید اس حال میں کہ اس کا باپ عمرو کو مارنے والا تھا) یا موصول پر جیسے مررت بالضارب ابوہ عمرا (میں اس آدمی کے پاس سے گزرا جس کا باپ عمرو کو مارنے والا ہے) یا موصوف پر جیسے عندی رجل ضارب ابوہ عمرا (میرے پاس وہ آدمی ہے جس کا باپ عمرو کو مارنے والا ہے) یا ہمزۂ استفہام پر جیسے اقائم زید (کیا زید مارنے والا ہے) یا حرف نفی پر جیسے ما قائم زید (کھڑے ہونے والا زید نہیں ہے)۔

پھر اگر وہ ماضی کے معنی میں ہو تو واجب ہے اضافت معنوی جیسے زید ضارب عمرو امس (زید عمرو کو کل مارنے والا ہے) اور یہ اس وقت جب وہ نکرہ ہے پھر جب وہ معرف باللام ہو تو اس میں تمام زمانے برابر ہیں جیسے زید الضارب ابوہ عمرا الآن او غدا او امس (زید وہ ہے جس کا باپ عمرو کو مارنے والا ہے)۔

سوالات

سوال: مشتق کی ایسی تعریف کریں جس سے منسوب اور مصغر نکل جائیں۔

سوال: اسم فاعل کی تعریف کر کے فاعل اور اسم فاعل کا فرق بیان کریں نیز مفعول' اسم مفعول' ظرف' اسم ظرف وغیرہ کا فرق بھی واضح کریں۔

سوال: اسم فاعل کو اسم فاعل کیوں کہتے ہیں؟ کیا اسم فاعل ہمیشہ فاعل ہوتا ہے؟

سوال: اسم فاعل کا عمل کیا ہوتا ہے اور اس کے عمل کی شرطوں کو نقشہ میں ذکر کریں۔

سوال: اسم فاعل' مثنی' جمع اور مبالغہ کے صیغے عمل کرتے ہیں یا نہیں؟ مع مثال ذکر کریں۔

سوال: اسم فاعل کے مفعول کو کب مضاف الیہ بنانا جائز ہے اور کب نہیں؟

سوال: مندرجہ ذیل میں اسم فاعل کا عمل واضح کریں۔

اقائم الرجلان - اراغب انت عن آلھتی - انی جاعل فی الارض خلیفۃ - انی فاعل ذلک غدا - انی خالق بشرا - انہ آثم قلبہ - من ھذہ القریۃ الظالم اھلھا - الذاکرین اللہ کثیرا -

حل سوالات

سوال: مشتق کی ایسی تعریف کریں جس سے منسوب اور مصغر نکل جائیں۔

جواب: مشتق کے لغوی معنی "نکلا ہوا" یعنی "وہ لفظ جو کسی دوسرے لفظ سے بنایا گیا ہو" "وہ صیغہ جو مصدر سے بنا ہو"

مشتق کے اصطلاحی معنی ایسا اسم جو مصدر سے بنایا جائے اس طور پر کہ مصدر کے معنی اور مادہ اس میں باقی رہے۔ اسے مندرجہ ذیل شکلوں میں ظاہر کیا جا سکتا ہے۔

(مصدر) = (وصف / کام)

(مشتق) = (ذات + وصف) = (نام + کام)
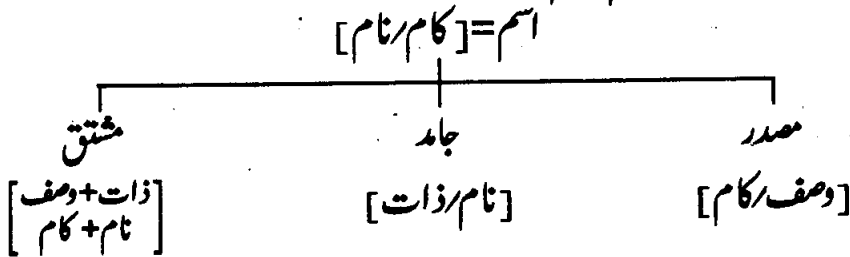
(مشتق) = (معنی مصدری + ذات) مثلا الضربُ سے ضَارِبٌ وغیرہ۔

اسم منسوب اور تصغیر مصدری معنی نہ پائے جانے کی وجہ سے مشتق میں داخل نہیں۔

اس کو یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ مشتق میں اسم منسوب داخل نہیں کیونکہ
(اسم منسوب)= (اسم منسوب الیہ + یاء نسبت)
اسی طرح اسم تصغیر بھی مشتق سے خارج ہو جاتا ہے کیونکہ
(اسم تصغیر) = (مکبر کا معنی چھوٹائی کے ساتھ)
ان دونوں میں معنی مصدری کا لحاظ نہیں ہوتا ہاں البتہ اسم منسوب اسم فاعل اور اسم مفعول کی طرح عمل کرتا ہے مثلا مَحْمُوْدٌ اِسْلَامِیَّۃٌ صُوْرَتُہٗ اس کے دو معنی ہو سکتے ہیں
(ا) مَحْمُوْدٌ مَنْسُوْبَۃٌ اِلَی الْاِسْلَامِ صُوْرَتُہٗ اس صورت میں اسم منسوب اسم مفعول کا عمل کرتا ہے' صورتہ نائب فاعل ہوگا۔ ترجمہ یہ ہے محمود اسلام کی طرف نسبت کی ہوئی ہے اس کی صورت
(۲) مَحْمُوْدٌ مُنْتَسِبَۃٌ اِلَی الْاِسْلَامِ صُوْرَتُہٗ اس صورت میں یہ اسم فاعل کا عمل کرتا ہے' صُوْرَتُہٗ' مُنْتَسِبَۃٌ کا فاعل بنتا ہے ترجمہ یہ ہے محمود اسلام کی طرف نسبت ہے اس کی صورت کی۔ فرق کی وجہ یہ ہے کہ نَسِبَ ثلاثی مجرد متعدی ہے اور اِنْتَسَبَ باب افتعال لازم ہے۔

سوال : اسم فاعل کی تعریف کر کے فاعل اور اسم فاعل کا فرق بیان کریں نیز مفعول' اسم مفعول' ظرف' اسم ظرف وغیرہ کا فرق بھی واضح کریں۔

جواب : اسم فاعل : ایسا اسم جس میں کام اور اس کے کرنے والے کا معنی اکٹھے پائے جائیں جیسے ضارب مارنے والا۔ اس میں مارنا کے معنی بھی ہیں جو کام پر دلالت کرتے ہیں اور ذات کے معنی لفظ "والا" سے سمجھے جاتے ہیں۔ اسے یوں بھی ظاہر کر سکتے ہیں
(اسم فاعل)= (کام + کرنے والا) اسے ذات مع الوصف بھی کہتے ہیں۔

فاعل اور اسم فاعل میں درج ذیل فرق ہیں۔
ا۔ فاعل ہمیشہ مرفوع ہوتا ہے جبکہ اسم فاعل کا اعراب عامل کے مطابق ہوتا ہے۔
۲۔ اسم فاعل ہمیشہ مشتق ہوتا ہے جبکہ فاعل مصدر' جامد' مشتق ہر طرح کا ہوتا ہے۔
۳ ۔ فاعل بحیثیت فاعل ہونے کے معمول ہوتا ہے اس لئے اس کو مرفوعات میں شمار کرتے ہیں جبکہ اسم فاعل بحیثیت اسم فاعل ہونے کے عامل ہوتا ہے اپنے فاعل کو رفع اور مفعول بہ کو نصب دیتا ہے اور بحیثیت اسم فاعل ہونے کے معمول نہیں ہوتا ہاں اگر کوئی لفظ فاعل بھی ہو اور اسم فاعل بھی تو ایک لحاظ سے عامل ہوگا دوسرے لحاظ سے معمول جیسے رَبَّنَا اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا اس مثال میں الظالم حرف جار کا معمول ہے اور اهل کے لئے عامل ہے۔
فائدہ : کبھی کبھی اسم فاعل اور فعل ایک ہی مصدر سے مشتق ہوتے ہیں جیسے سَأَلَ سَائِلٌ۔ قَالَ قَائِلٌ ۔اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ۔ اَزِفَتِ الْاٰزِفَةُ ان سب مثالوں میں فعل اور اسم فاعل کا مصدر ایک ہے مثلا

سَاَلَ اور سَائِلٌ کا مصدر سُوَالٌ: اور قَالَ قَائِلٌ کا مصدر قَوْلٌ۔ وَقَعَتِ الْوَاقِعَۃُ کا وُقُوْعًا وغیرہ۔
۴۔ فاعل سے پہلے فعل کا پایا جانا ضروری ہے۔ فاعل صرف "کرنے والے" کو کہتے ہیں جبکہ اسم فاعل میں جو کام کیا جاتا ہے' اس کا ذکر بھی ہوتا ہے۔
فاعل کی مثال: جَاءَ زَیْدٌ۔ ضَرَبَ عُمَرُ۔ صَہَلَ الْحِصَانُ۔
اسم فاعل کی مثالیں: اِسْتَقْبَلَنِیْ طَالِبٌ سَامِعٌ اَخُوْہُ الْقُرْآنَ فِی التَّرَاوِیْحِ میرا استقبال اس طالب علم نے کیا جس کا بھائی تراویح میں قرآن سننے والا ہے قَالَ قَائِلٌ کہا ایک کہنے والے نے۔
پہلی مثال میں سَامِعٌ اسم فاعل ہے جو اپنے فاعل کو رفع اور مفعول بہ کو نصب دے رہا ہے۔ دوسری مثال میں قَائِلٌ اسم فاعل بھی ہے اور قال کا فاعل بھی۔
۵۔ اسم فاعل فعل معروف سے بنائے جاتے ہیں جبکہ فاعل کبھی جامد کبھی مصدر اور کبھی مشتق ہوتا ہے لہٰذا ان دونوں کے درمیان عموم خصوص من وجہ کی نسبت ہے جیسا کہ ان دائروں سے ظاہر ہے۔
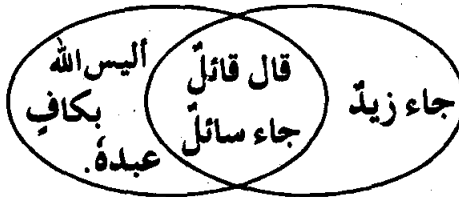
مفعول: ایسے اسم کو کہا جاتا ہے جس پر فعل کا اثر واقع ہو جیسے ضربتُ زیدًا۔ رایت السیارۃَ۔ اکل الطالبُ الکمثریٰ ان تینوں مثالوں میں زیدًا۔ السیارۃَ اور الکمثریٰ مفعول ہیں کیونکہ ان پر فعل کا اثر واقع ہوا ہے۔
اسم مفعول: ایسے اسم کو کہتے ہیں جو اپنی ذات کو بھی بتائے اور جس فعل کا اس پر اثر واقع ہوا ہے' اس کو بھی بتائے جیسے مَضْرُوْبٌ "مارا جانے والا" مَاْکُوْلٌ "کھایا جانے والا"
"مارا جانے والا" میں مار کے معنی بھی ہیں جو اس اسم پر واقع ہوئی ہے اور لفظ "والا" اس اسم کی ذات کو بتا رہا ہے جس پر مار واقع ہوئی ہے۔ اس طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ
(اسم مفعول) = (ذات + وصف)
یا = (ذات + کام جو اس پر واقع ہوا)
یا = (ذات + معنی مصدر مجہول کا) کیونکہ اسم مفعول فعل مجہول سے بنتا ہے۔
ظرف: یا صرف جگہ کو بتاتا ہے جیسے بَیْتٌ۔ اَلرَّصِیْفُ۔ اَلسُّوْقُ وغیرہ۔
یا صرف وقت کو بتاتا ہے جیسے حِیْنٌ۔ دَھْرٌ۔ یَوْمٌ۔ لَیْلَۃٌ وغیرہ۔ جبکہ اسم ظرف میں جگہ یا وقت کے

ساتھ کام بھی ہوتا ہے ہم کہہ سکتے ہیں کہ

(ظرف) = (جگہ / وقت)

(اسم ظرف) : (کام + جگہ / وقت)

تو اسم ظرف ایسا اسم ہے جو معنی مصدری (کام / وصف) کے علاوہ جگہ یا وقت کے معنی بھی دے جیسے مَضْرِبٌ۔ مَسْجِدٌ۔ مَدْرَسَةٌ

مَضْرِبٌ کے معنی مارنے کی جگہ یا مارنے کا وقت۔ دوسرے لفظوں میں اسے اس طرح بھی لکھ سکتے ہیں۔ (اسم ظرف) = (کام + ظرف) جبکہ (ظرف) = (جگہ / وقت)

مَدْرَسَةٌ میں کام اور جگہ کے معنی اکٹھے پائے جاتے ہیں۔ ایک معنی جو معنی مصدری یا کام پر دلالت کرتا ہے' وہ پڑھائی ہے اور دوسرا معنی جو جگہ پر دلالت کرتا ہے یعنی پڑھائی کی جگہ پر۔ پڑھائی پڑھانا سے یا پڑھنا سے حاصل مصدر ہے۔

کبھی اسم ظرف سے وصفی معنی ختم کر کے اس کو بطور اسم استعمال کر لیا جاتا ہے جیسے مَسْجِدٌ۔ مَدْرَسَةٌ خواہ پڑھائی ہوتی ہو یا نہ۔

کبھی اسم ظرف' ظرف بھی استعمال ہوتا ہے جیسے وَاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ (اگر مُخْرَجُ ظرف ہو) وَاَنَّا کُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ نیز اَنْزِلُوا النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ

الغرض ظرف' اسم ظرف' مفعول' اسم مفعول کے مابین بھی عموم و خصوص من وجہ کی نسبت پائی جاتی ہے۔

سوال: اسم فاعل کو اسم فاعل کیوں کہتے ہیں؟ کیا اسم فاعل ہمیشہ فاعل ہوتا ہے؟

جواب: اسم فاعل کو اس لیے اسم فاعل کہتے ہیں کہ یہ فاعل کا وصفی نام ہوتا ہے اور اس نے جو کام کیا ہے' اس کو بتاتا ہے جیسے

(اسم فاعل) = (فاعل کا نام + کام)

اس کی مثال ایک جس کا نام سعید ہے اس نے چوری کرلی تو ہم نے کہا سَرَقَ سَعِیْدٌ چونکہ وہ چوری کرنے والا ہے اس لئے اس عمل کی وجہ سے ہم کہہ سکتے ہیں سَعِیْدٌ سَارِقٌ اور اگر کسی کو اس کا نام پتہ نہیں مگر اس کے کام کا پتہ ہے وہ اس کے افعال کو سَارِقٌ کے ساتھ ہی بتائے گا مثلاً دَخَلَ السَّارِقُ فِی السجن۔ تو دیکھا آپ نے کہ لفظ اس کام کرنے والے کا نام پڑگیا اس لئے اس کو اسم فاعل یعنی کام کرنے والے کا نام کہتے ہیں۔ (اس کی مزید وضاحت علم الصیغہ کی شرح میں ملاحظہ فرمائیں)

فائدہ: عربی میں قَارِئٌ قراءت کرنے والے کو کہتے ہیں اور حضرت نبی کریم ﷺ نے نماز باجماعت میں قَارِی امام ہی کو کہا ہے اس سے معلوم ہوا کہ نماز باجماعت میں قراءت کرنا صرف امام ہی کا کام ہے

اور حدیث بالکل صحیح ہے حضرت ابو ہریرہ ؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا اِذَا اَمَّنَ الْقَارِئُ فَاَمِّنُوْا (بخاری ج۲ ص ۹۴۷ کتاب الدعوات باب التامین) مزید تفصیل کے لئے اساس المنطق ج۲ ص ۷۷ کا مطالعہ فرمائیں۔

سوال: اسم فاعل کے بنانے کا طریقہ ذکر کریں اور مندرجہ ذیل الفاظ سے اسم فاعل بنائیں۔ ضمیر بھی ساتھ رہے۔

خرجتم۔ استکبرت۔ دعوت۔ هم یدعون۔ انت تدعین۔ نادوا۔ تلقیت۔ اقمتن۔ قالت هند اختترت۔ قال رجلان قلنا۔ مددنا۔ قالت المراتان مددنا۔

جواب: ثلاثی مجرد سے اسم فاعل فَاعِلٌ کے وزن پر آتا ہے جیسے ناصر وغیرہ

ثلاثی مجرد کے علاوہ یعنی ثلاثی مزید، رباعی مجرد و مزید سے اسم فاعل بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ فعل مضارع معلوم سے علامت مضارع کو حذف کر کے میم مضموم لگا دو اور آخری حرف سے ماقبل کو کسرہ دے دو اگر کسرہ نہ ہو اور آخری حرف کو تنوین دے دو جیسے یُکْرِمُ سے مُکْرِمٌ۔ یَنْقَبِلُ سے مُنْقَبِلٌ وغیرہ۔

مندرجہ بالا افعال سے اسم فاعل ضمیر سمیت بالترتیب یوں بنے گا

خَرَجْتُمْ سے اَنْتُمْ خَارِجُوْنَ۔ اِسْتَکْبَرْتَ سے اَنْتَ مُسْتَکْبِرٌ۔ دَعَوْتُ سے اَنَا دَاعٍ۔ هُمْ یَدْعُوْنَ سے هُمْ دَاعُوْنَ۔ اَنْتِ تَدْعِیْنَ سے اَنْتِ دَاعِیَةٌ۔ هُمْ نَادَوْا سے هُمْ مُنَادُوْنَ۔ تَلَقَّیْتَ سے اَنْتَ مُتَلَقٍّ۔ اَقَمْتُنَّ سے اَنْتُنَّ مُقِیْمَاتٌ۔ اِخْتَرْتُ (واحد مؤنث متکلم سے اَنَا مُخْتَارَةٌ۔ قَالَ الرَّجُلَانِ سے اَلرَّجُلَانِ قَائِلَانِ۔ مَدَّنَا سے هُمَا مَادَّتَانِ۔ قُلْنَا (تثنیہ مذکر سے) نَحْنُ قَائِلَانِ۔ مَدَدْنَا (تثنیہ مؤنث متکلم سے نحن مادتان

سوال: جب اسم فاعل بمعنی ماضی ہو تو کیا کریں گے؟

جواب: اسم فاعل جب بمعنی ماضی ہو اور بغیر الف لام کے ہو تو اس کی اضافت معنوی کرنا ضروری ہوتا ہے جیسے زیدٌ ضاربُ عمرٍو اَمْسِ۔

جب معرف باللام ہو تو اس میں تینوں زمانے برابر ہیں جیسے زید الضاربُ ابوہُ عمرًا الآنَ او غدًا او اَمْسِ۔

سوال: اسم فاعل کا عمل کیا ہوتا ہے اور اس کے عمل کی شرطوں کو نقشہ میں ذکر کریں۔

جواب: اسم فاعل اپنے فعل معروف کا عمل کرتا ہے۔ فاعل کو رفع اور مفعول بہ کو نصب دیتا ہے۔ اس کے عمل کرنے کی شرائط یہ ہیں۔

(۱) اسم فاعل بمعنی حال یا استقبال ہو۔ اگر ماضی کے معنی میں ہو تو عمل نہیں کرے گا۔

اس سے پہلے ان چھ چیزوں میں سے ایک ہو (۱) مبتدا اس سے پہلے ہو۔(۲) اس سے پہلے ذو الحال ہو

(۳) موصوف ہو۔(۴) اسم موصول ہو۔(۵) استفہام ہو(۶) حرف نفی ہو۔اس کے عمل کی شرائط کو نقشے میں یوں ظاہر کریں گے۔

اسم فاعل

معرف باللام

مطلقا عمل کرے گا۔جیسے الضارب .الف لام بمعنی الذی۔

غیر معرف باللام

بمعنی حال یا استقبال

اعتماد کے بعد عمل کرے گا۔یعنی
(۱) مبتدا مرفوع یا منصوب اس سے قبل ہو۔
(۲) موصوف، ذوالحال، نفی، استفہام میں سے کوئی ایک اس سے پہلے ہو۔

بمعنی ماضی
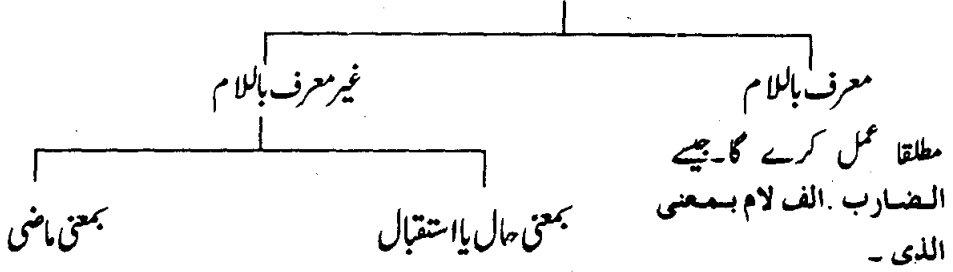
مضاف ہوسکتا ہے نصب نہ کرے گا۔
جیسے زید ضارب عمر و امس

ان شرائط کے پورا ہونے کے بعد اسم فاعل عمل کرے گا ان میں سے کوئی ایک بھی نہ پائے جاتے تو محذوف نکال کر اسے عمل دے سکتے ہیں۔

ایسی مثالیں جن میں محذوف مان کر عمل دیتے ہیں:

(ا) مبتدا کی مثال: مَنْ اَنْتَ کے جواب: میں کہا جائے کَاتِبٌ دَرْسًا تقدیر یوں ہوگی اَنَا کَاتِبٌ دَرْسًا ۔اَنَا مبتدا محذوف ہے۔

(۲) جب موصوف حذف ہو یَا طَالِعًا جَبَلًا ۔تقدیرہ یَا رَجُلًا طَالِعًا جَبَلًا

(۳) ہمزۂ استفہام کی مثال ضَارِبٌ زَیْدًا جب کہ نیت میں استفہام ہو۔ ہمزہ استفہام کی طرح ھل غیر وغیرہ کے بعد بھی اسم فاعل اور اسم مفعول عمل کرتے ہیں۔

مبتدا سے مراد یہاں مسند الیہ اسم ہے خواہ مَا کا اسم ہو یا کَانَ کا جیسے مَا زَیْدٌ ضَارِبًا عَمْرًا اس جملہ میں زیدٌ مبتدا اور ضاربًا عمرًا خبر ہے۔

چھ شرائط پائے جانے کی مثالیں:

مبتدا کی مثال: زیدٌ قَائِمٌ اَبُوْہٗ ‘ذو الحال کی مثال: جاءنی زیدٌ ضاربًا ابوہٗ عمرًا ‘موصول کی مثال: مررتُ بالضاربِ ابوہٗ عمرًا ‘موصوف کی مثال: عندی رجلٌ ضاربٌ ابوہٗ عمرًا ‘ہمزۂ استفہام کی مثال: اَقَائِمٌ زیدٌ ‘حدیث پاک میں ہے آپ نے ایک آدمی سے جس نے جہاد کی اجازت مانگی تھی یہ پوچھا تھا اَحَیٌّ اَبَوَاکَ ؟ کیا تیرے ماں باپ زندہ ہیں ؟ اس میں صفت مشبہ ہمزہ استفہام کے بعد واقع

ہے اس نے فاعل کو رفع دیا ہے۔ علامت رفع الف ہے کیونکہ تثنی ہے۔
حرف نفی کی مثال: ما قائمٌ زیدٌ۔

سوال: اسم فاعل، تثنی، جمع اور مبالغہ کے صیغے عمل کرتے ہیں یا نہیں؟ مع مثال ذکر کریں۔

جواب: اسم فاعل مفرد کی طرح تثنی، جمع (سالم ومکسر) بھی عمل کرتے ہیں۔ جیسے ارشاد باری تعالیٰ والذاکرینَ اللّٰہَ کثیرًا والذاکراتِ اسم الجلالہ مفعول بہ ہونے کی بنا پر منصوب ہے۔ اسی طرح اِنّاَ لَجَاعِلُوْنَ مَا عَلَیْھَا صَعِیْدًا جرزا اس میں جَاعِلُوْنَ اسم فاعل جمع ہے اور مَاعَلَیْھَا مفعول بہ اول محل نصب میں ہے اور صَعِیْدًاجُرُزًا بھی مفعول ثانی ہونے کی بنا پر منصوب ہے۔
تثنیہ کی مثال: ھُمَا ضَارِبَانِ رَجُلَیْنِ
صیغہ مبالغہ بھی اسم فاعل کی طرح عمل کرتا ہے جیسے ھُوَضَرَّابٌ عَمْرًا
فائدہ: ضاربٌ، ضَارِبَانِ میں ضمیر ہی نکلے گی، ضَارِبَانِ کا الف ضمیر نہیں۔ اس کی دو وجہیں ہیں:
۱۔ نصب وجر میں الف یاء ہو جاتا ہے جبکہ ضمیر مبنی برقرار رہا کرتی ہے، ۲۔ ضمیر غائب حاضر کے لیے بدلتی ہے اور یہ تینوں کے لیے ایک ہی رہتا ہے جیسے ھُمَا ضَارِبَانِ۔ اَنْتُمَا ضَارِبَانِ۔ نَحْنُ ضَارِبَانِ اور ہر صورت میں ضمیر غائب ہی مستتر مانی جاتی ہے (حاشیہ خضری علی شرح ابن عقیل ج ۱ ص ۱۵۱)

سوال: اسم فاعل کے مفعول کو کب مضاف الیہ بنانا جائز ہے اور کب نہیں؟

جواب: اسم فاعل کے مفعول بہ کو مضاف الیہ بنانا جائز ہے جب متصل ہو جیسے جَاعِلِ الْمَلَائِکَۃِ اور اگر منفصل ہو تو منصوب ہی ہوگا جیسے اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً

سوال: مندرجہ ذیل میں اسم فاعل کا عمل واضح کریں۔

اقائم الرجلان۔ اراغب انت عن آلھتی۔ انی جاعل فی الارض خلیفۃ۔ انی فاعل ذلک غدا۔ انی خالق بشرا۔ انہ آثم قلبہ۔ من ھذہ القریۃ الظالم اھلھا۔ الذاکرین اللّٰہ کثیرا۔

جواب: اَقَائِمٌ الرَّجُلَانِ: قَائِمٌ اسم فاعل نے الرجُلَانِ کو فاعل ہونے کی بنا پر رفع دیا ہے۔
اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِھَتِیْ: رَاغِبٌ اسم فاعل، انت اس کا فاعل ہونے کی وجہ سے محل رفع میں ہے۔
اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً: جَاعِلٌ صیغہ اسم فاعل نے، خلیفۃً کو مفعول بہ ہونے کی وجہ سے نصب دیا۔
اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِکَ غَدًا: فَاعِلٌ اسم فاعل اور ذٰلِکَ اسم فاعل کا مفعول بہ محلاً منصوب ہے اور غَدًا اس کا مفعول فیہ منصوب ہے۔
اِنِّیْ خَالِقٌ بَشَرًا: خَالِقٌ اسم فاعل، بَشَرًا اس کا مفعول بہ ہونے کی بنا پر منصوب ہے۔

اِنَّہٗ آثِمٌ قَلْبُہٗ: آثِمٌ اسم فاعل' قَلْبُ فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے۔

مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا : الظالمِ اسم فاعل اور اھلُھا اس کا فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے۔

الذَّاكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا : الذاكِرِيْنَ صیغہ اسم فاعل' اسم الجلالہ اس کا مفعول بہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

فصل : اسم المفعول اسم مشتق من فعل متعد ليدل على من وقع عليه الفعل و صيغته من مجرد الثلاثي على وزن مفعول لفظا كمضروب أو تقديرا كمقول و مرمي و من غيره كاسم الفاعل بفتح ما قبل الآخر كمدخل و مستخرج و يعمل عمل فعله المجهول بالشرائط المذكورة في اسم الفاعل نحو زيد مضروب غلامه الآن أو غدا أو أمس .

ترجمہ : اسم مفعول وہ اسم ہے جو فعل متعدی سے مشتق ہو تاکہ اس ذات پر دلالت کرے جس پر فعل واقع ہو اور اس کا صیغہ ثلاثی مجرد سے مفعول کے وزن پر ہوتا ہے لفظاً" جیسے مضروب (مارا ہوا) یاتقدیراً" جیسے مقول (کہا ہوا) اور مرمی (پھینکاہوا)اور اس کے علاوہ سے اسم فاعل کی طرح آخر سے ماقبل کے فتحہ کے ساتھ جیسے مدخل (داخل کیاہوا) اور مستخرج (نکلا ہوا) اور وہ اپنے فعل مجہول کا عمل کرتا ہے ان شرائط کے ساتھ جو اسم فاعل میں ذکر کی گئیں جیسے زید مضروب غلامہ الآن او غدا او امس ۔ (زید مارا جانے والا ہے اس کاغلام اب یا کل آئندہ یا کل گذشتہ)۔

سوالات

سوال : اسم مفعول کی تعریف کر کے اس کے بنانے کا طریقہ ذکر کریں نیز یہ بھی بتائیں کیا ثلاثی سے مفعول کے علاوہ اور وزن پر بھی اسم مفعول آتا ہے؟ مع مثال۔

سوال : فعل متعدی بحرف جر سے اسم مفعول کیسے بنے گا اور کون سا لفظ گردان میں بدلے گا؟

سوال : اسم فاعل اور اسم مفعول کے عمل میں ایک فرق ہے۔ ذکر کریں۔

سوال : جب اسم مفعول کے بعد دو تین مفعول ہوں تو نائب فاعل کے علاوہ کا کیا اعراب ہوگا؟ مع مثال ذکر کریں۔

سوال : مندرجہ ذیل جمل فعلیہ سے جمل اسمیہ بنائیں۔

ضرب بالعصا ۔ غضب على اليهود ۔ قيل في حقه الخير ۔ دعى الطلاب ۔ هديتما يا بنتان ۔ هديتما يا رجلان ۔ اصطفين ۔ دعوا ۔ اعطيت ۔ اصطفيا ۔

حل سوالات

سوال: اسم مفعول کی تعریف کر کے اس کے بنانے کا طریقہ ذکر کریں نیز یہ بھی بتائیں کیا ثلاثی سے مفعول کے علاوہ اور وزن پر بھی اسم مفعول آتا ہے؟ مع مثال

جواب: اسم مفعول ایسے اسم کو کہتے ہیں جو ایسی ذات کو بتائے جس پر فاعل کا فعل واقع ہوا ہے۔ اور جو لفظ اس ذات پر دلالت کرے، اسی سے وہ فعل بھی سمجھا جاتا ہو جیسے مَنْصُوْرٌ۔ یہ ایسا اسم ہے جو مصدری معنی (نَصْرٌ) پر بھی دلالت کرتا ہے اور اس ذات کو بھی بتاتا ہے جس پر یہ فعل واقع ہوا ہے۔ اس طرح اسم مفعول "معنی مصدری اور ذات" کے مجموعے پر بولا جانے والا اسم ہے۔ ہم کہہ سکتے ہیں (مَنْصُوْرٌ = (نَصْرٌ + کیا ہوا)

فائدہ: مفعول اور اسم مفعول میں ایسے ہی فرق ہیں جیسے فاعل اور اسم فاعل میں ہیں اس کی وجہ تسمیہ بھی اسم فاعل کی وجہ تسمیہ کی طرح ہے۔

اسم مفعول ثلاثی مجرد سے مفعولٌ کے وزن پر آتا ہے اور اس کے بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ فعل مضارع مجہول سے علامت مضارع حذف کر کے میم مفتوح لگا دو اور عین کلمہ کے بعد واؤ ساکن ماقبل (عین کلمہ) مضموم لگا دو اور آخر کو تنوین دے دو جیسے یُطْلَبُ سے مَطْلُوْبٌ

ثلاثی مجرد کے علاوہ سے اسم مفعول بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ مضارع مجہول سے علامت مضارع کو حذف کر کے اس کی جگہ میم مضموم لگا دو اور آخری حرف کو تنوین دے دو جیسے یُکْرَمُ سے مُکْرَمٌ، یُجْتَنَبُ سے مُجْتَنَبٌ وغیرہ۔

کبھی اسم مفعول ثلاثی مجرد سے تقدیراً" مَفْعُوْلٌ کے وزن پر آتا ہے جیسے مَقُوْلٌ اصل میں مَقْوُوْلٌ ہے اور مَرْمِیٌّ اصل میں مَرْمُوْیٌ تھا۔

ان کی تعلیل تو صرف کی کتابوں میں مل جاتی ہے مگر مَقُوْلٌ مَرْمِیٌّ وغیرہ تعلیل شدہ کی اصل نکالنے کے طریقے آپ کو ان شاء اللہ تعالی مفتاح الصرف اور شرح علم الصیغہ میں تفصیل سے ملیں گے۔ ثلاثی مجرد سے اسم مفعول کبھی کبھی درج ذیل اوزان پر بھی آجاتا ہے جیسے

(۱) فَعُوْلٌ جیسے قَتُوْلٌ مارا ہوا

(۲) فَعِیْلٌ جیسے جَرِیْحٌ زخمی کیا ہوا

(۳) فُعْلَةٌ جیسے ضُحْکَةٌ جس پر ہنسی کی گئی

(۴) فَعَلٌ جیسے قَبَضٌ پکڑا ہوا

(۵) فِعْلٌ جیسے ذِبْحٌ ذبح کیا ہوا (۶) فَاعِلٌ جیسے کَاتِمٌ چھپایا ہوا

ایسے ہی فُعَالٌ، مفعولٌ کے معنی میں آتا ہے جیسے دُقَاقٌ، بمعنی مَدْقُوْقٌ کوٹا ہوا

اسم مفعول ہمیشہ فعل متعدی سے بنایا جاتا ہے اور یہ اپنے نائب فاعل کو رفع دیتا ہے۔ اسم مفعول، فعل مجہول جیسا عمل کرتا ہے۔ اس کے عمل کرنے کی شرائط بھی وہی ہیں جو پیچھے اسم فاعل کے لیے گزر چکی ہیں مثلاً زَيْدٌ مُعْطًى غُلَامُهُ دِرْهَمًا ۔ زَيْدٌ هُوَ الْمَضْرُوْبُ غُلَامُهُ الْآنَ اَوْ غَدًا اَوْ اَمْسِ

سوال: فعل متعدی بحرف جر سے اسم مفعول کیسے بنے گا اور کون سا لفظ گردان میں بدلے گا؟

جواب: فعل متعدی سے اسم مفعول بغیر واسطہ حرف جر کے بنتا ہے جبکہ فعل لازم سے اسم مفعول لانے کے لیے حرف جر لانا پڑتا ہے جیسے مَجْلُوْسٌ بِهٖ یا مَقُوْمٌ بِهٖ ۔ مَذْهُوْبٌ بِهٖ

جب اسم مفعول بواسطہ حرف جر کی گردان کریں گے تو صرف ضمیر بدلے گی نہ کہ اسم مفعول جیسے مَجْلُوْسٌ بِهٖ ۔ مَجْلُوْسٌ بِهِمَا ۔ مَجْلُوْسٌ بِهِمْ ۔ مَجْلُوْسٌ بِهَا ۔ مَجْلُوْسٌ بِهِمَا ۔ مَجْلُوْسٌ بِهِنَّ مَدْخُوْلٌ بِهَا مَدْخُوْلٌ بِهِمَا مَدْخُوْلٌ بِهِنَّ

سوال: اسم فاعل اور اسم مفعول کے عمل میں ایک فرق ہے۔ ذکر کریں۔

جواب: اسم فاعل اپنے مرفوع کی طرف مضاف نہیں ہو سکتا جبکہ اسم مفعول اپنے مرفوع کی طرف مضاف ہو سکتا ہے جیسے زیدٌ ضاربٌ ابوہُ۔ بکرٌ مضروبٌ اَخُوہُ ان میں بکرٌ مضروبُ الاخ کہہ سکتے ہیں لیکن زید ضاربُ الابِ نہیں کہہ سکتے۔ ہاں اسم فاعل اپنے مفعول بہ کی طرف مضاف ہو سکتا ہے جبکہ مفعول بہ متصل ہو جیسے جَاعِلِ الْمَلَائِكَةِ اور جب اسم فاعل کا مفعول بہ منفصل ہو تو پھر نہیں جیسے جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً

سوال: جب اسم مفعول کے بعد دو تین مفعول ہوں تو نائب فاعل کے علاوہ کا کیا اعراب ہوگا؟ بمع مثال ذکر کریں۔

جواب: جب اسم مفعول کے بعد دو یا تین مفعول ہوں تو جو نائب فاعل ہوگا' اسے رفع دیں گے اور اس کے علاوہ کو نصب دیں گے۔ عام طور پر پہلے مفعول کو ہی نائب فاعل بناتے ہیں' اس کے علاوہ کو نصب ہی دیا جاتا ہے جیسے زَيْدٌ مُعْطًى غُلَامُهُ دِرْهَمًا ۔ (زید دیا جانے والا اس کا غلام ایک درہم) خالدٌ مُعَلَّمٌ ابنُہٗ عَمْرًا طَبِيْبًا (خالد بتایا جانے والا ہے اس کا بیٹا کہ عمرو طبیب ہے) وغیرہ۔

سوال: مندرجہ ذیل جمل فعلیہ سے جمل اسمیہ بنائیں۔

ضُرِبَ بِالْعَصَا ۔ غُضِبَ عَلَى الْيَهُوْدِ ۔ قِيْلَ فِيْ حَقِّهِ الْخَيْرُ ۔ دُعِيَ الطُّلَّابُ ۔ هُدِيْتُمَا يَا بِنْتَانِ ۔ هُدِيْتُمَا يَا رَجُلَانِ ۔ اُصْطُفِيْنَ ۔ دُعُوْا ۔ اُعْطِيْتُ ۔ اُصْطُفِيَا ۔

جواب: مندرجہ بالا جمل فعلیہ سے جمل اسمیہ بالترتیب یوں بنیں گے

اَلْعَصَا مَضْرُوْبٌ بِهَا ۔ اَلْيَهُوْدُ مَغْضُوْبٌ عَلَيْهِمْ ۔ اَلْخَيْرُ مَقُوْلٌ فِيْ حَقِّهِ ۔ اَلطُّلَّابُ مَدْعُوْوْنَ ۔ اَنْتُمَا مَهْدِيَّتَانِ ۔ اَنْتُمَا مَهْدِيَّانِ ۔ هُنَّ مُصْطَفَيَاتٌ ۔ هُمْ مَدْعُوْوْنَ ۔ اَنَا مُعْطًى ۔ هُمَا مُصْطَفَيَانِ

فصل : الصفة لمشبهة اسم مشتق من فعل لازم ليدل على من قام به الفعل بمعنى الثبوت و صيغتها على خلاف صيغة اسم الفاعل و المفعول . انما تعرف بالسماع كحسن و صعب و ظريف . و هي تعمل عمل فعلها مطلقا بشرط الاعتماد المذكور و مسائلها ثمانية عشر لأن الصفة اما باللام أو مجردة عنها و معمول كل واحد منها اما مضاف أو باللام أو مجرد عنها فهذه ستة و معمول كل منها اما مرفوع أو منصوب أو مجرور فذلک ثمانية عشر و تفصيلها نحو جاء ني زيد الحسن وجهه ثلاثة أوجه و كذلک الحسن الوجه و الحسن وجه و حسن وجهه وحسن الوجه و حسن وجه . و هي على خمسة أقسام منها ممتنع الحسن وجه و الحسن وجهه و مختلف فيه حسن وجهه و البواقي أحسن ان كان فيه ضمير واحد و حسن ان كان فيه ضميران و قبيح ان لم يكن فيه ضمير و الضابطة أنک متى رفعت بها معمولها فلا ضمير في الصفة و نصبت أو جررت ففيها ضمير الموصوف نحو زيد حسن وجهه .

ترجمہ : فصل : صفت مشبہ وہ اسم ہے جو فعل لازم سے مشتق ہو تاکہ دلالت کرے اس ذات پر جس کے ساتھ فعل قائم ہے ثبوت کے معنی میں اور اس کا صیغہ اسم فاعل اور اسم مفعول کے صیغے کے بر خلاف ہوتا ہے ۔ اور اس کو سماع ہی سے پہچانا جاتا ہے ۔ اور یہ اپنے فعل کو عمل کرتی ہے ہر حال میں اس اعتماد کی شرط سے جس کا ذکر ہوا ۔ اور اس کے مسائل اٹھارہ ہیں کیونکہ صفت یا لام کے ساتھ ہوگی یا اس سے خالی اور ان میں سے ہر ایک کا معمول یا مضاف ہوگا یا لام کے ساتھ یا ان دونوں سے خالی تو یہ چھ ہیں اور ان میں سے ہر ایک کا معمول یا مرفوع ہے یا منصوب یا مجرور تو یہ اٹھارہ ہیں ۔ اور ان کی تفصیل جیسے جاء نی زید الحسن وجهه تین طرح اور اسی طرح الحسن الوجه اور الحسن وجه اور حسن وجهه اور حسن الوجه اور حسن وجه اور یہ پانچ قسمیں ہیں کچھ ان میں سے ممتنع ہیں الحسن وجه اور الحسن وجهه اور اس میں اختلاف ہے حسن وجهه اور باقی احسن ہے اگر اس میں ایک ضمیر ہو اور حسن ہے اگر اس میں دو ضمیریں ہوں اور قبیح ہے اگر اس میں کوئی ضمیر نہ ہو ۔ اور ضابطہ یہ ہے کہ جب تو اس کے ساتھ اس کے معمول کو رفع دے تو صفت میں کوئی ضمیر نہیں اور جب نصب یا جر دے تو اس میں موصوف کی ضمیر ہے جیسے زید حسن وجهه ۔

سوالات

سوال : صفت مشبہ کو صفت اور مشبہ کیوں کہتے ہیں؟ نیز یہ بتائیں کہ کیا اس کا مشتق ہونا ضروری ہے؟

سوال: مصنف کے اس قول کا ترجمہ و تشریح کریں۔

اسم مشتق من فعل لازم لیدل علی من قام به الفعل بمعنی الثبوت

اور یہ بتائیں کہ فعل متعدی سے صفت مشبہ کا استعمال کیونکر ہوتا ہے جیسے رحم سے رحیم۔ نکر سے نکر مستعمل ہیں

سوال: صفت مشبہ بروزن افعل کا ضابطہ تحریر کریں۔

سوال: اسم فاعل اور صفت مشبہ کا فرق ذکر کریں۔

سوال : صفت مشبہ کے استعمال کی ممکنہ صورتیں نقشہ میں ذکر کریں مع امثلہ۔ نیز ھدایة النحو اور ابن عقیل کا اس بارے میں فرق واضح کریں۔

سوال: اضافت لفظی میں مضاف پر الف لام کب داخل ہو سکتا ہے؟ مع امثلہ تحریر کریں۔

سوال: صفت مشبہ میں ضمیر کب مستتر ہوگی اور کب مستتر نہ ہوگی؟ مع امثلہ تحریر کریں۔

سوال: صفت مشبہ کے بعد رفع، نصب، جر کی وجوہات کا ذکر کریں۔

سوال: ھدایة النحو کے مطابق صفت مشبہ کے مسائل کی تعداد امثلہ اور احکام ذکر کریں

سوال : کیا صفت مشبہ کا معمول مرفوع، منصوب اور مجرور ہو سکتا ہے اور کس صورت میں صیغہ صفت حسن یا حسنة ہی ہوگا اور کس صورت میں بدلتا رہے گا؟

سوال: الحسن وجه، الحسن وجهه کب جائز ہوگا اور کیوں؟

سوال: مندرجہ ذیل صورتوں میں تصحیح کریں اور وجہ بیان کریں۔

(۱) جاء رجلان الحسن الوجه (۲) جاء رجلان الحسن الوجهان (۳) جاءت زینب حسنة الوجه (۴) جاءت طالبات حسنات وجوههن ۔

حل سوالات

سوال : صفت مشبہ کو صفت اور مشبہ کیوں کہتے ہیں؟ نیز یہ بتائیں کہ کیا اس کا مشتق ہونا ضروری ہے؟

جواب : اس کو صفت اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہ دوسرے اسم کی حالت یا کیفیت کو بیان کرتا ہے مثلاً اچھا، برا، چھوٹا، بڑا، لمبا، چوڑا وغیرہ۔

مشبہ اس لیے کہتے ہیں کہ یہ معنی کے لحاظ سے اسم فاعل کے مشابہ ہوتا ہے۔ فرق صرف یہ ہوتا ہے کہ اسم فاعل میں حدوث کے معنی پائے جاتے ہیں اور صفت مشبہ میں دوام کے۔ مثلاً اسم فاعل ضَارِبٌ جب تک مارنے والا مارے گا' یہ اس معنی پر دلالت کرے گا' ہمیشہ نہیں۔ مارنے کا فعل کسی خاص وقت کے لیے ہے۔

ضَائِقٌ اسم فاعل ہے اس میں وقتی تنگی کا معنی ہے جیسے ضَائِقٌ اسم فاعل ہے اس میں وقتی تنگی کے معنی ہیں ارشاد باری ہے فَلَعَلَّكَ تَارِكٌ بَعْضَ مَا يُوْحٰى اِلَيْكَ وَ ضَائِقٌ بِهٖ صَدْرُكَ اَنْ يَّقُوْلُوْا لَوْلَا اُنْزِلَ عَلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ جَاءَ مَعَهٗ مَلَكٌ (ھود : ۱۲) ترجمہ :" تو شاید آپ چھوڑ دینے والے ہیں بعض ان حکموں کو جو آپ کی طرف وحی کئے جاتے ہیں اور تنگ ہونے والا ہے آپ کا سینہ اس سے تنگ ہوتا ہے اس وجہ سے کہ وہ کہتے ہیں کہ کون نہ اتارا گیا اس پر کوئی خزانہ یا اس کے ساتھ کوئی فرشتہ کیوں نہ آیا "نبی ﷺ کا تنگ دل ہونا وقتی بات تھی اس لئے اس کے لئے ضَائِقٌ لایا گیا اور ضَیِّقٌ صفت مشبہ ہے اس میں دائمی تنگی کا معنی ہے جیسے ارشاد فرمایا وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا (الانعام : ۱۲۵) ترجمہ :" اور اللہ جس کو بے راہ رکھنا چاہتا ہے اس کے سینے کو تنگ کردیتا ہے " کافر جب تک کافر ہے اس کا سینہ دین کے بارے میں ہمیشہ تنگ ہی رہتا ہے مگر یہ کہ اللہ اسے ایمان کی دولت عطا فرمادے۔ نیز فرمایا وَاِذَا اُلْقُوْا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِيْنَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُوْرًا (الفرقان :۱۳) ترجمہ :" اور جب وہ دوزخ کی کسی تنگ جگہ میں ہاتھ پاؤں جکڑ کر ڈال دیئے جائیں گے تو وہاں موت موت پکاریں گے "۔ دوزخ کی اس جگہ کی تنگی دائمی ہے کبھی کشادہ نہ ہوگی۔ جَبَانٌ۔ شُجَاعٌ بزدلی اور بہادری کی صفت دائمی صفات ہیں۔ یہ نہیں کہ بزدل آدمی کو بندوق دے دی جائے تو وہ بہادر بن جائے گا یا بہادر آدمی کو قید کر دیا جائے تو وہ بزدل ہو جائے بلکہ یہ اور اس جیسی دوسری صفات جو دائمی ہوتی ہیں' صفات مشبہ کہلاتی ہیں۔

صفت مشبہ کے تقریباً ۲۴۳ اوزان شرح اصول میں مذکور ہیں اور اس سے بھی زیادہ امام سیوطی رحمہ اللہ کی کتاب المزھر میں ہیں صفت مشبہ کو پہچاننے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ جو لفظ جملہ کے اندر دوسرے اسم کی صفت واقع ہو سکتا ہو اور اس کے اندر ثبوت کے معنی ہوں' وہ صفت مشبہ ہوگا' خواہ مشتق ہو یا جامد' ثلاثی ہو یا رباعی یا خماسی' مجرد ہو یا مزید فیہ۔ بشرطیکہ اس کے اندر مبالغہ مفعولیت اور تفضیل کے معنی نہ پائے جاتے ہوں جیسے صَعْبٌ۔ شَيْخٌ۔ نَكِدٌ۔ حُرٌّ۔ سَيِّدٌ۔ مَيِّتٌ۔ سَكْرَانُ۔ حَيَوَانٌ۔ قُذَعْمِلٌ وغیرہ۔

صفت مشبہ کا مشتق ہونا لازمی نہیں بلکہ کبھی جامد سے بھی صفت مشبہ آتی ہے جیسے بلز۔
جمہور کے نزدیک صفت مشبہ کے اندر دوام واستمرار کے معنی ہوتے ہیں جبکہ اسم فاعل کے اندر

یہ معنی نہیں ہوتے بلکہ وہ تینوں زمانوں میں سے کسی ایک کے ساتھ مقید ہوتا ہے۔ دوام سے یہ مراد ہے کہ اس میں وقتی معنی کا ذکر نہیں ہوتا۔ رہا نفس الامر کا اعتبار تو شذا العرف میں ہے کہ صفت مشبہ کا معنی کبھی جلد زائل ہو جاتا ہے جیسے فَرِحٌ اور کبھی دیر سے زائل ہوتا ہے جیسے شَبْعَانُ۔ رَیَّانُ اور کبھی دوام ہوتا ہے جبکہ لون، عیب یا حلیہ پر دلالت کرے جیسے اَحْمَرُ۔ اَعْمٰی۔ اَعْیَنُ (بڑی آنکھ والا)۔

سوال: مصنف کے اس قول کا ترجمہ و تشریح کریں۔

اسم مشتق من فعل لازم لیدل علی من قام بہ الفعل بمعنی الثبوت۔

اور یہ بتائیں کہ فعل متعدی سے صفت مشبہ کا استعمال کیونکر ہوتا ہے جیسے رحم سے رحیم۔ نکر سے نکر مستعمل ہیں۔

جواب: ترجمہ: "وہ اسم ہے جو فعل لازم سے مشتق ہو تاکہ دلالت کرے اس ذات پر جس کے ساتھ فعل قائم ہے ثبوت کے معنی میں"

تشریح: صفت مشبہ کو فعل لازم سے بنایا جاتا ہے اور اس صفت پر دلالت کرتا ہے جو ذات کے ساتھ ثابت ہوگی اور حادث نہ ہوگی یعنی صفت مشبہ وقتی حالت پر دلالت نہیں کرتی دیکھئے زید کریم میں زید کے لیے کرم کی صفت دوام کے ساتھ ہے کسی زمانے کے ساتھ خاص نہیں ہے۔ صفت مشبہ میں وصف ذاتی ہوتا ہے جو اس ذات سے، جس میں یہ وصف موجود ہے، جدا نہیں ہوتا۔

عربی زبان میں خدا کی صفات کے لئے صفت مشبہ کے وزن استعمال ہوتے ہیں لیکن یہ بات ضروری نہیں ہے کہ صفت مشبہ کے لیے موصوف بھی قدیم ہو جیسے انسان کو بھی حسین وجمیل وغیرہ کہتے ہیں۔ جس شخص کو حسین وجمیل کہتے ہیں، اس میں حسن وجمال اس کی ذات سے لگا ہوتا ہے جو موصوف کے موجود ہوتے ہوئے اس کے ساتھ دائمی طور پر پائی جاتی ہے جبکہ اسم فاعل میں صفت اختیاری بات ہوتی ہے جو عارضی ہوتی ہے۔

صفت مشبہ کا ماخذ فعل لازم ہے اور اگر فعل متعدی ہو تو اس کو باب فَعُلَ میں لے جا کر صفت بناتے ہیں جیسے رَحِمَ متعدی ہے۔ اس سے صفت مشبہ بنانے کے لیے اس کو باب کَرُمَ میں لے جائیں گے۔ اس طرح رَحِمَ سے رَحُمَ ہوگا اور اب اس سے رَحِیْمٌ بنا دیا۔

فعل متعدی کو باب کَرُمَ میں اس لیے لے جاتے ہیں تاکہ اس بات پر دلالت کرے کہ یہ صفت اس میں پیدائشی ہے جیسے نَکِرَ متعدی سے نَکُرَ لازمی بنایا پھر اس سے صفت مشبہ نُکُرٌ بنائی۔ نَکِرَ کے متعدی ہونے کی دلیل نَکِرَھُمْ ہے جس کا معنی ہے "ان کو نہ پہچانا" اور یہ قرآن پاک میں موجود ہے۔ اور شَیْءٍ نُکُرٍ جو قرآن پاک میں ہے اس میں نُکُرٍ صفت مشبہ ہے۔ اسے

نَکرُ سے بنایا گیا ہے۔ نَکرُ بمعنی مشکل ہونا یا انجان یا ناواقف ہونا ہے ۔اس لیے ہم کہیں گے کہ جو صفت مشبہ فعل متعدی سے آئے، وہ دراصل فعل متعدی سے نہیں بلکہ اسی فعل کے مادے کو باب کَرُمَ میں لے جاکر لازم کر کے بناتے ہیں۔

صفت مشبہ کے فعل لازمی کا عمل کرنے کے لیے ایک شرط یہ ہے کہ وہ پانچ چیزوں میں سے کسی ایک پر اعتماد کر رہی ہو۔(۱) اس سے پہلے مبتدا ہو اور یہ خبر بن رہی ہو جیسے زَیْدٌ حَسَنٌ غلامُہٗ (۲) اس سے پہلے ذو الحال ہو اور یہ حال بن رہی ہو جیسے جاء زیدٌ حَسَنًا غلامُہٗ (۳) اس سے قبل موصوف ہو اور یہ صفت بن رہی ہو جیسے جاءنی رجلٌ حسنٌ غُلَامُہٗ (۴) اس سے پہلے حرف استفہام ہو جیسے اَحَسَنٌ زَیدٌ (۵) اس سے پہلے حرف نفی ہو جیسے مَا حَسَنٌ زَیدٌ

سوال: صفت مشبہ بروزن اَفعَلُ کا ضابطہ تحریر کریں۔

جواب: لون، عیب، حلیہ کے معنی کے الفاظ سے صیغہ صفت مشبہ اَفعَلُ کے وزن پر ہوگا جیسے اَجْوَفُ بمعنی خالی پیٹ، اَعوَرُ بمعنی کانا۔ یہ عیب کے معنی ہیں۔ اَعْیَنُ بمعنی بڑی آنکھ والا۔ یہ حلیہ کی مثال ہے۔ اَزرَقُ بمعنی نیلا اور اَسْوَدُ بمعنی کالا وغیرہ۔ یہ رنگ کے معنی والے الفاظ ہیں۔ یہ تمام صفت مشبہ ہیں۔

سوال: اسم فاعل اور صفت مشبہ کا فرق ذکر کریں۔

جواب: اسم فاعل اس ذات پر دلالت کرتا ہے جس کے ساتھ فعل قائم ہے حدوث کے معنی میں۔ یعنی تین زمانوں میں سے کسی ایک زمانے کے ساتھ جبکہ صفت مشبہ اس ذات پر دلالت کرتی ہے جس کے ساتھ فعل قائم ہے ثبوت کے معنی میں، نہ کہ حدوث پر۔

اسم فاعل میں صفت عارضی ہوتی ہے اور صفت مشبہ میں دائمی۔

اسم فاعل میں صفت اختیاری ہوتی ہے جبکہ صفت مشبہ میں غیر اختیاری ہوتی ہے اور ذاتی ہوتی ہے۔

اسم فاعل میں صفت فعل کے وقوع پر منحصر ہے جبکہ صفت مشبہ میں یہ صفت پیدائشی ہوتی ہے۔

اسم فاعل میں صفت ذات سے جدا ہو سکتی ہے جبکہ صفت مشبہ میں یہ صفت ذات سے جدا نہیں ہو سکتی۔

اسم فاعل کی مثال: مارنے والا، لڑنے والا۔ صفت مشبہ کی مثال: لڑاکا۔

عربی میں اس کی مثالیں: ضَائِقٌ۔ ضَیِّقٌ

سوال: صفت مشبہ کے استعمال کی ممکنہ صورتیں نقشہ میں ذکر کریں مع امثلہ۔ نیز ھدایۃ النحو اور ابن عقیل کا اس بارے میں فرق واضح کریں۔

جواب:

الصفة المشبة
معرفہ
نکرہ
معمول کے حالات
معمول کے حالات
معرف باللام
مضاف
نکرہ
معرف باللام
مضاف
نکرہ
معمول مضاف الی ضمیر جیسے (وجهه)
تین صورتیں
الحسن وجهه
الحسن وجهه
الحسن وجهه (ممتنع)
معمول مضاف الی مضاف الی ضمیر جیسے (وجه اخيه)
تین صورتیں
الحسن وجه اخيه
الحسن وجه اخيه
الحسن وجه اخيه
معمول نکرہ مفردہ جیسے (وجه)
تین صورتیں
الحسن وجه (قبیح)
الحسن وجها (احسن)
الحسن وجه (ممتنع)
معمول نکرہ مضافۃ الی نکرہ جیسے (وجه اخ)
الحسن وجه اخ
الحسن وجه اخ
الحسن وجه اخ
معمول مضاف الی ضمیر جیسے (وجهه)
تین صورتیں
حسن وجهه
حسن وجهه
حسن وجهه
معمول مضاف الی مضاف الی ضمیر جیسے (وجه اخيه)
تین صورتیں
حسن وجه اخيه
حسن وجه اخيه
حسن وجه اخيه
معمول نکرہ مفردہ جیسے (وجه)
تین صورتیں
الحسن وجه
الحسن وجها
الحسن وجه
معمول نکرہ مضافۃ الی نکرہ جیسے (وجه اخ)
تین صورتیں
حسن وجه اخ
حسن وجه اخ
حسن وجه اخ
معمول معرف باللام جیسے (الوجه)
تین صورتیں
الحسن الوجه
الحسن الوجه
الحسن الوجه
معمول مضاف الی معرف باللام جیسے (وجه الاخ)
تین صورتیں
الحسن وجه الاخ
الحسن وجه الاخ
الحسن وجه الاخ
معمول معرف باللام جیسے (الوجه)
تین صورتیں
حسن الوجه
حسن الوجه
حسن الوجه
معمول مضاف الی معرف باللام
تین صورتیں
جیسے حسن وجه الاخ
حسن وجه الاخ
حسن وجه الاخ

ھدایۃ میں صفت مشبہ کی اٹھارہ صورتیں بیان کی گئی ہیں جبکہ ابن عقیل میں اس کی چھتیس صورتیں ذکر کی گئی ہیں۔

ہدایہ النحو میں اٹھارہ صورتیں بیان کرنے کی وجہ یہ ہے کہ صفت کا صیغہ الف لام کے ساتھ ہوگا یا نہیں۔ پھر ان دونوں کا معمول یا نکرہ مفردہ ہوگا یا معرف باللام ہوگا اور یا ضمیر کی طرف مضاف ہوگا دو کو تین سے ضرب دے کر چھ صورتیں ہوگئیں مثالیں حسب ذیل ہیں:

(۱) حَسَنُ وَجْه (۲) حَسَنُ الوَجْه (۳) حَسَنُ وَجْهه (۴) اَلْحَسَنُ وَجْه (۵) اَلْحَسَنُ الْوَجْه (۶) اَلْحَسَن وَجْهه

پھر ان چھ صورتوں کے معمول کو مرفوع، منصوب اور مجرور پڑھیں گے تو ہر ایک کی اس طرح تین صورتیں ہوئیں۔ اور چھ کو تین سے ضرب دیں تو کل اٹھارہ صورتیں بنتی ہیں۔

(۱) حَسن وجه غلام (۲) حسن وجه الغلام (۳) حسن وجه غلامه (۴) الحسن وجه غلام

(۵) الحسن وجه الغلام (۶) الحسن وجه غلامه
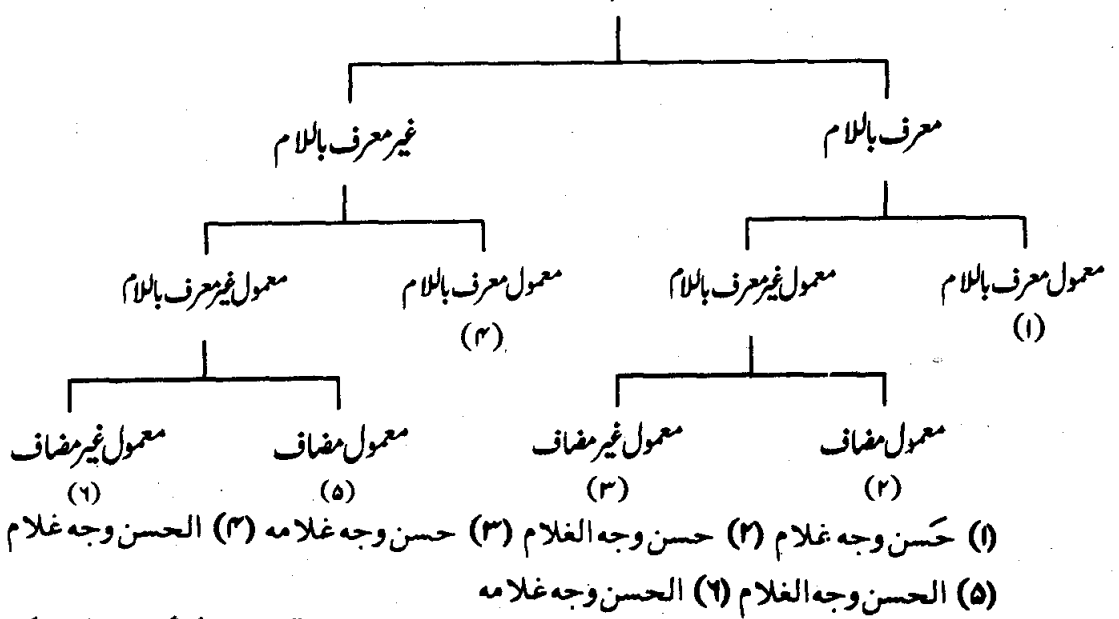
ان چھ کو رفع نصب جر سے پڑھا جائے تو یہ بھی اٹھارہ صورتیں بن جاتی ہیں ان کو گذشتہ اٹھارہ کے ساتھ ملایا تو کل چھتیس صورتیں ہوگئیں۔

چھتیس صورتیں پیچھے نقشے میں گزر چکا ہے۔ اس میں ہدایہ النحور والی اٹھارہ اشکال بھی آجاتی ہیں۔

سوال: اضافت لفظی میں مضاف پر الف لام کب داخل ہو سکتا ہے؟ مع امثلہ تحریر کریں۔

جواب: مندرجہ ذیل صورتوں میں اضافت لفظی میں مضاف پر الف لام داخل ہو سکتا ہے۔

(۱) مضاف مثنی ہو جیسے اَلضَّارِبَا زید (۱) مضاف جمع مذکر سالم ہو جیسے اَلضَّارِبُوْ زَیْدٍ (۳) دونوں

معرف باللام ہوں جیسے اَلْجَمِیْلُ الْخَطِّ (۴) معمول' مضاف الی المعرف باللام ہو جیسے اَلضَّارِبُ رَأْسِ الرَّجُلِ (۵) معمول مضاف الیٰ ضمیر ہو اور وہ ضمیر الف لام کی طرف راجع ہو جیسے مررتُ بالرجلِ الضَّارِبِ غلامِہٖ۔ غلامِہٖ میں ہا ضمیر' الضَّارِبِ کے الف لام کی طرف راجع ہے۔

اضافت لفظی میں ضمیر کی طرف اضافت بھی درست ہے جیسے اَلضَّارِبِیْ (مجھے مارنے والا) اَلضَّارِبَایَ (مجھے دو مارنے والے) الضَّارِبِیَّ (مجھے سب مارنے والے) بلکہ اس کے بعد مفعول بہ بھی آ سکتا ہے جیسے اَلضَّارِبَا الرجُلِ (دو مارنے والے آدمی کو)۔ تثنیہ جمع کے اندر اضافت اس لیے درست ہے کہ نون کے گرنے سے تخفیف حاصل ہوتی ہے۔ اِلضَّارِبِی اصل میں اِلضَّارِبُ اِیَّایَ تھا اضافت سے تخفیف ہو گئی۔ اَلْحَسَنُ الْوَجْہِ کی اصل اَلْحَسَنُ وَجْہُہٗ مانتے ہیں ضمیر کے گرنے سے تخفیف ہوگئی اَلضَّارِبُ الرَّجُلِ میں اگرچہ تخفیف نہیں ہوتی لیکن اس کو بھی اَلْحَسَنُ الْوَجْہِ پر محمول کرتے ہیں۔

سوال: صفت مشبہ میں کب ضمیر مستتر ہوگی اور کب مستتر نہ ہوگی؟ مع امثلہ تحریر کریں۔

جواب: جب صفت مشبہ اپنے معمول کو رفع دے تو اس میں کوئی ضمیر نہ ہوگی لیکن جب صفت مشبہ کے ذریعے سے اس کے معمول کو نصب یا جر دیا جائے تو اس میں موصوف کی ضمیر ہوگی جیسے

خَالِدٌ حَسَنٌ وَجْہُہٗ۔ وَجْہُ فاعل ہے لہٰذا حَسَنٌ میں کوئی ضمیر نہیں۔

زَیْدٌ حَسَنٌ وَجْہَہٗ۔ زَیْدٌ حَسَنُ وَجْہِہٖ لفظ حسن کے اندر ھو ضمیر فاعل ہے۔

سوال: صفت مشبہ کے بعد رفع' نصب' جر کی وجوہات کا ذکر کریں۔

جواب: صفت مشبہ کے بعد معمول بوجہ فاعلیت کے مرفوع ہوتا ہے اور بوجہ اضافت کے مجرور ہوتا ہے اگر معمول تمیز منصوب نکرہ ہو تو کوفیوں اور بصریوں دونوں کے نزدیک تمیز عن النسبۃ ہوتی ہے جیسے ھٰذَا جَمِیْلٌ خَطًّا اور اگر معرفہ ہو تو کوفیوں کے نزدیک تمیز اور بصریوں کے نزدیک مشابہ مفعول ہوگی

فائدہ: صرف اس مقام پر اسم کو منصوب بوجہ مفعول کی مشابہت کے مانا جاتا ہے اور کہیں نہیں۔

سوال: ھدایۃ النحو کے مطابق صفت مشبہ کے مسائل کی تعداد امثلہ اور احکام ذکر کریں

جواب: صفت مشبہ کے مسائل کی اٹھارہ صورتیں ہیں جو مع امثلہ و احکام درج ذیل ہیں۔

(۱) حَسَنُ الْوَجْہُ — جائز ہے (قبیح) کوئی ضمیر نہیں بوجہ مرفوع ہونے کے

(۲) حَسَنُ الْوَجْہَ — جائز ہے (احسن) ایک ضمیر ہے مستتر

(۳) حَسَنُ الْوَجْہِ — جائز ہے (احسن) ایک ضمیر ہے مستتر

(۴) حَسَنُ وَجْہُہٗ — جائز ہے (احسن) ایک ضمیر ہے مستتر

(۵) حَسَنٌ وَجْهَهُ	جائز ہے (حسن) دو ضمیریں ہیں ایک مستتر اور ایک مضاف الیہ
(۶) حَسَنٌ وُجْهِهٖ	مختلف فیہ ہے
(۷) حَسَنٌ وَجْهٌ	جائز ہے (قبیح) کوئی ضمیر نہیں
(۸) حَسَنٌ وَجْهًا	جائز ہے (احسن) ایک ضمیر ہے مستتر
(۹) حَسَنٌ وُجْهٍ	جائز ہے (احسن) ایک ضمیر ہے مستتر
(۱۰) اَلْحَسَنُ الْوَجْهُ	جائز ہے (قبیح) کوئی ضمیر نہیں
(۱۱) اَلْحَسَنُ الْوَجْهَ	جائز ہے (احسن) ایک ضمیر ہے مستتر
(۱۲) اَلْحَسَنُ الْوَجْهِ	جائز ہے (احسن) ایک ضمیر ہے مستتر
(۱۳) اَلْحَسَنُ وَجْهُهٗ	جائز ہے (احسن) ایک ضمیر ہے مضاف الیہ
(۱۴) اَلْحَسَنُ وَجْهَهٗ	جائز ہے (حسن) دو ضمیریں ایک مستتر ایک مضاف الیہ
(۱۵) اَلْحَسَنُ وَجْهِهٖ	ناجائز ہے (ممتنع) مضاف معرف باللام اور مضاف الیہ بغیر لام کے
(۱۶) اَلْحَسَنُ وَجْهٌ	جائز ہے (قبیح) کوئی ضمیر نہیں
(۱۷) اَلْحَسَنُ وَجْهًا	جائز ہے (احسن) ایک ضمیر ہے مستتر
(۱۸) اَلْحَسَنُ وَجْهٍ	ناجائز ہے (ممتنع) مضاف معرف باللام اور مضاف الیہ بغیر لام کے

سوال: کیا صفت مشبہ کا معمول مرفوع، منصوب اور مجرور ہو سکتا ہے اور کس صورت میں صیغہ صفت حَسَنٌ یا حَسَنَۃٌ ہی ہوگا اور کس صورت میں بدلتا رہے گا؟

جواب: جی ہاں، صفت مشبہ کا معمول مرفوع، منصوب اور مجرور ہو سکتا ہے۔

مرفوع کی مثال: جَاءَ زَیْدٌ الْحَسَنُ وَجْهُهٗ

منصوب کی مثال: جَاءَ زَیْدٌ الْحَسَنُ وَجْهَهٗ

مجرور کی مثال: جَاءَ زَیْدٌ حَسَنُ وَجْهٍ

صیغہ صفت اس صورت میں حَسَنٌ یا حَسَنَۃٌ ہی ہوگا جب اس کا فاعل ظاہر ہو جیسے

جَاءَ رَجُلٌ حَسَنٌ وَجْهُهٗ

جَاءَ رِجَالٌ حَسَنٌ وُجُوهُهُمْ

جَاءَ امْرَاَۃٌ حَسَنٌ وَجْهُهَا

جَاءَ امْرَاَۃٌ جَمِیْلَۃٌ سَاعَتُهَا

جَاءَ نِسَاءٌ جَمِیْلَۃٌ سَاعَاتُهُنَّ

فاعل ظاہر نہ ہونے کی صورت میں صیغہ صفت مشبہ بدلتا رہتا ہے اور جب صفت مشبہ کا فاعل ظاہر نہ

ہو تو ضمیر لانا پڑتی ہے جیسے
جَاءَ رَجُلٌ حَسَنُ الْوَجْہِ
جَاءَ رَجُلَانِ حَسَنَا الْوَجْھَیْنِ
جَاءَ رِجَالٌ حَسَنُوا الْوُجُوْہِ
جَاءَتِ امْرَأَۃٌ حَسَنَۃٌ وَجْھًا
جَاءَتِ امْرَأتَانِ حَسَنَتَانِ وَجْھًا
جَاءَتْ نِسَاءٌ حَسَنَاتٌ وَجْھًا

سوال: اَلْحَسَنُ وَجْہٍ، اَلْحَسَنُ وَجْھِہٖ کب جائز ہوگا اور کیوں؟

جواب: یہ دونوں صورتیں ممتنع ہیں۔ پہلی مثال اَلْحَسَنُ وَجْہٍ میں اضافت لفظیہ ہے اور اضافت لفظیہ میں تخفیف کا فائدہ پایا جائے تو صحیح ہوتی ہے اور یہاں تخفیف نہیں پائی جا رہی اس لیے یہ صورت ناجائز ہے۔ دوسرا اس لیے کہ مضاف معرف باللام ہے اور مضاف الیہ نکرہ ہے اور یہ بھی ناجائز ہے۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ مضاف الیہ بھی معرف باللام ہو اور مضاف بھی، تو یہ اضافت لفظیہ میں بعض دفعہ جائز ہوتا ہے لیکن مطلقاً" مضاف کا معرف باللام اور مضاف الیہ کا نکرہ ہونا ناجائز ہے۔
دوسری صورت اَلْحَسَنُ وَجْھِہٖ میں بھی تخفیف کا فائدہ نہیں حاصل ہو رہا کیونکہ اَلْحَسَنُ پر تنوین نہ ہونے کی وجہ الف لام کا ہونا ہے اور وَجْہِ پر تنوین کا نہ ہونا اس کا اضافت معنوی ہونے کی وجہ سے ہے۔ اس لیے اضافت لفظیہ کی صورت میں تخفیف حاصل نہ ہونے کی وجہ سے یہ صورت بھی ناجائز ہے۔ البتہ اگر مضاف صیغہ صفت تثنیہ یا جمع مذکر سالم ہو تو جائز ہے جیسے اَلْحَسَنَا وَجْہٍ، اَلْحَسَنُوْ وَجْہٍ کیونکہ نون کے گرنے سے تخفیف حاصل ہوتی ہے۔

سوال: مندرجہ ذیل صورتوں میں تصحیح کریں اور وجہ بیان کریں۔
(۱) جَاءَ رَجُلَانِ الْحَسَنُ الْوَجْہِ (۲) جَاءَ رَجُلَانِ الْحَسَنُ الْوَجْھَانِ (۳) جَاءَتْ زَیْنَبُ حَسَنَۃُ الْوَجْہُ (۴) جَاءَتْ طَالِبَاتٌ حَسَنَاتٌ وُجُوْھُھُنَّ

جواب: (۱) پہلا جملہ تصحیح کے بعد یوں ہوگا جَاءَ رَجُلَانِ حَسَنَا الْوَجْھَیْنِ
وجہ: اَلْحَسَنُ الْوَجْہِ، رَجُلَانِ کی صفت بن رہی ہے اس لیے موصوف کا لحاظ کرتے ہوئے حَسَنَانِ نکرہ لائے اور حَسَنَانِ کی اضافت اَلْوَجْھَیْنِ کی طرف ہونے کی وجہ سے نون تثنیہ گر گیا اور حَسَنَا میں ضمیر اس وجہ سے لائے کہ اس کا فاعل ظاہر نہیں۔ ترکیب یوں کریں گے: جَاءَ رَجُلَانِ حَسَنَا الْوَجْھَیْنِ۔ جَاءَ فعل، رَجُلَانِ موصوف، حَسَنَا مضاف، ھُمَا ضمیر فاعل اَلْوَجْھَیْنِ مضاف الیہ۔ صفت مشبہ اپنے فاعل اور مضاف الیہ سے مل کر صفت، موصوف صفت مل

کر فاعل، فعل فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(۲) دوسری مثال تصحیح کے بعد یوں ہوگی جَاءَ رَجُلَانِ حَسَنُ الْوَجْهَانِ: حَسَنٌ اس لیے الف لام کے بغیر لائے کہ اس سے پہلے موصوف نکرہ ہے لہٰذا یہ بھی نکرہ ہونا چاہیے۔ حَسَنٌ مفرد اس لیے لائے کہ اس کا فاعل ظاہر ہے۔ ترکیب یوں ہوگی: جَاءَ فعل' رَجُلَانِ موصوف' حَسَنٌ صیغہ صفت مشبہ' اَلْوَجْهَانِ فاعل' صفت مشبہ اپنے فاعل سے مل کر صفت' موصوف صفت مل کر فاعل' فعل فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(۳) تیسری مثال تصحیح کے بعد یوں ہوگی جَاءَتْ زَيْنَبُ الْحَسَنُ الْوَجْهُ: حَسَن مذکر اس لیے لائے کہ اَلْوَجْهُ مذکر ہے اور اس کا فاعل ہے اور جب فاعل مذکر ہو تو فعل بھی مذکر لایا جاتا ہے اور صفت مشبہ بھی اپنے فعل کا عمل کرتی ہے لہٰذا اَلْوَجْهُ کی مناسبت سے اَلْحَسَنُ مذکر لائے۔

جَاءَتْ فعل' تاء تانیث کی' زَيْنَبُ موصوف' اَلْحَسَنُ صیغہ صفت مشبہ جو عمل کرتا ہے فعل کا' اَلْوَجْهُ فاعل صفت مشبہ اپنے فاعل سے مل کر صفت' موصوف صفت مل کر فاعل' فعل فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(۴) چوتھی مثال تصحیح کے بعد یوں ہوگی جَاءَتْ طَالِبَاتٌ حَسَنٌ وُجُوهُهُنَّ: جَاءَتْ فعل مونث اس لیے لائے کہ اسم ظاہر جمع مونث ہے اور حَسَنٌ اس لیے مفرد لائے کہ اس کا فاعل ظاہر ہے۔ البتہ اس کی جگہ حَسَنَةٌ کہنا بھی درست ہے اگر جَاءَتْ طَالِبَاتٌ حَسَنَاتٌ وُجُوهِهِنَّ ہو تو اس صورت میں حَسَنَاتٌ کا فاعل ضمیر ہونے کی وجہ سے جمع لائے اور طَالِبَاتٌ موصوف کی مناسبت سے نکرہ لائے۔ پہلے کی ترکیب یوں ہوگی: جَاءَتْ طَالِبَاتٌ حَسَنٌ وُجُوهُهُنَّ: جَاءَتْ فعل' تاء تانیث کی' طَالِبَاتٌ موصوف' حَسَنٌ صیغہ صفت مشبہ اور وُجُوهُهُنَّ مضاف مضاف الیہ مل کر اس کا فاعل' صیغہ صفت اپنے فاعل سے مل کر صفت' موصوف صفت مل کر فاعل' فعل فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

جَاءَتْ طَالِبَاتٌ حَسَنَاتُ وُجُوهِهِنَّ کی ترکیب یوں ہوگی: جَاءَتْ فعل' طَالِبَاتٌ موصوف' حَسَنَاتُ مضاف' هُنَّ ضمیر مستتر فاعل وُجُوهِهِنَّ مضاف مضاف الیہ مل کر مضاف الیہ' مضاف مضاف الیہ مل کر صفت' موصوف صفت مل کر فاعل' فعل فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ وُجُوهَ منصوب ہو بوجہ مفعول کی مشابہت کے یا بوجہ تمیز کے

فائدہ: خطبہ جمعہ جو عام مساجد میں دیا جاتا ہے اس میں کثرت سے اضافت لفظیہ کی مثالیں موجود ہیں مثلاً عَلِيِّ الذَّاتِ' عَظِيمِ الصِّفَاتِ' كَبِيرِ الشَّانِ' جَلِيلِ الْقَدْرِ' رَفِيعِ الذِّكْرِ' مُطَاعِ الْأَمْرِ' جَلِيِّ الْبُرْهَانِ۔

فصل : اسم التفضيل اسم مشتق من فعل ليدل على الموصوف بزيادة على غيره و صيغته أفعل فلا يبنى الا من الثلاثي المجرد الذى ليس بلون و لا عيب نحو زيد أفضل الناس فان كان زائدا على الثلاثي أو كان لونا او عيبا يجب أن يكوّن أفعل من ثلاثي مجرد ليدل على مبالغة و شدة و كثرة ثم يذكر بعده مصدر ذلك الفعل منصوبا على التمييز كما تقول هو أشد استخراجا وأقوى حمرة و أقبح عرجا .

و قياسه أن يكون للفاعل كما مر و قد جاء للمفعول قليلا نحو أعذر و أشغل و أشهر .و استعماله على ثلاثة أوجه اما مضاف كزيد أفضل القوم أو معرف باللام نحو زيد الأفضل أو بمن نحو زيد أفضل من عمرو .

و يجوز في الأول الافراد و مطابقة اسم التفضيل للموصوف نحو زيد أفضل القوم و الزيدان أفضل القوم و أفضلا القوم والزيدون أفضل القوم و أفضلو القوم و في الثانى يجب المطابقة نحو زيد الأفضل و الزيدان الأفضلان و الزيدون الأفضلون و في الثالث يجب كونه مفردا مذكرا نحو زيد و هند و الزيدان و الهندان و الزيدون و الهندات أفضل من عمرو . وعلى الأوجه الثلاثة يضمر فيه الفاعل وهو يعمل في ذلك المضمر و لا يعمل في المظهر اصلا الا في مثل قولهم ما رأيت رجلا أحسن في عينه الكحل منه في عين زيد فان الكحل فاعل لأحسن و ههنا بحث .

ترجمہ : فصل : اسم تفضیل وہ اسم ہے جو فعل سے مشتق کیا جائے تاکہ اس پر دلالت کرے جو دوسرے پر زیادتی کے ساتھ موصوف ہو۔ اور اس کا صیغہ افعل ہے اس لئے نہ بنایا جائے گا مگر اس ثلاثی مجرد سے جو نہ لون ہو اور نہ عیب جیسے زید افضل الناس تو اگر وہ تین حرفی سے زائد ہو یا لون یا عیب ہو تو واجب ہے کہ بنایا جائے افعل ثلاثی مجرد سے تاکہ دلالت کرے مبالغہ یا شدت یا کثرت پر پھر اس کے بعد اس فعل کا مصدر تمیز کی بنا پر منصوب ذکر کیا جائے جیسے تو کہے هو اشد استخراجا و اقوی حمرة و اقبح عرجا -

اور اس کا قیاس یہ ہے کہ وہ فاعل کے لئے ہو جیسا کہ گزرا اور کبھی کبھار مفعول کے لئے بھی آیا ہے جیسے اعذر ' اشغل اور اشهر - اور اس کا استعمال تین طرح پر ہے یا مضاف ہو جیسے زید افضل القوم یا معرف باللام ہو جیسے زید الافضل یا من کے ساتھ ہو جیسے زید افضل من عمرو -

اور جائز ہے پہلے میں مفرد لانا اور اسم تفضیل کا موصوف کے مطابق ہونا جیسے زید افضل القوم اور الزیدان افضل القوم و افضلا القوم اور الزیدون افضل القوم و افضلو القوم ۔ اور دوسرے میں واجب ہے مطابقت جیسے زید الافضل اور الزیدان الافضلان اور الزیدون الافضلون اور تیسری میں واجب ہے اس کا مفرد مذکر ہونا ہمیشہ جیسے زید و ھند الزیدان و الھندان و الزیدون والھندات افضل من عمرو اور تینوں صورتوں میں اس میں فاعل ضمیر مستتر ہوگا اور یہ اسم تفضیل اس ضمیر میں عمل کرتا ہے اور اسم ظاہر میں بالکل عمل نہیں کرتا مگر ان کے اس جیسے قول میں مارایت رجلا احسن فی عینہ الکحل منہ فی عین زید (نہیں دیکھا میں نے کوئی آدمی جس کی آنکھ میں سرمہ زیادہ اچھا لگتا ہو اس سے جب وہ زید کی آنکھ میں ہو) تو الکحل فاعل ہے احسن کے لئے اور یہاں کچھ بحث ہے۔

سوالات

سوال : اسم تفضیل کی تعریف کر کے اس کی شرائط مع مثالوں کے ذکر کریں۔ نیز ان کے نہ پائے جانے کی صورت میں اسم تفضیل کا معنی کس طرح حاصل کریں گے؟

سوال : اسم تفضیل کی شاذ مثالیں ذکر کریں۔

سوال : مندرجہ ذیل عبارتوں میں خط کشیدہ سے اسم تفضیل والا جملہ بنائیں۔

خالد یکتب ۔ محمود لا یکتب ۔ الدرس کتب ولم یشرح ۔ احمر وجہ حامد ۔ عمی کاتب ۔ استفھمت ولکن الاستاذ لم یشرح ۔ انت تحبین زوجک ۔ الاخوات یجتنبن المحرمات ۔ مات فلان ۔ کان الطالب الکسول راسبا ۔ عسی عارف ینجح ۔ ھذا عثمان

سوال : اسم تفضیل کے استعمال کی صورتوں کا نقشہ مع احکام ذکر کریں۔

سوال : اسم تفضیل کا عمل عموماً کس میں ہوتا ہے؟ ظاہر میں یا ضمیر میں؟ نیز اسم ظاہر میں کب عمل کرتا ہے؟ مع مثال تحریر کریں۔

سوال : کیا اسم تفضیل کبھی بغیر معنی تفضیل کے بھی استعمال ہوتا ہے؟ مع مثال ذکر کریں۔

سوال : لفظ خیر اور شر کب اسم تفضیل بنتے ہیں اور کب نہیں؟ مع مثال ذکر کریں۔

سوال : درج ذیل مثالوں میں اسم تفضیل کو مفرد یا غیر مفرد لانے کی وجہ ذکر کریں۔

لیوسف واخوہ احب الی ابینا ۔ کنتم خیر امۃ ۔ قل ان کان آباؤکم وابناءکم وازواجکم..... احب الیکم ۔ وللاخرۃ خیر وابقی ۔ الزیدان افضل رجلین ۔ ولا تکونوا اول کافر بہ ۔ الذین ھم اراذلنا ۔ ولتجدنھم احرص الناس علی حیوۃ ۔ الطلاب الاولون حاضرون

سوال: فضل وغیرہ سے اسم تفضیل لا کر خالی جگہیں پر کریں۔

زید ----- من عمرو

الطلاب ----- من التجار

حفصة ----- طالبة

جاءت خالدنان -----

انها لاحدی الأیات -----

حل سوالات

سوال: اسم تفضیل کی تعریف کر کے اس کی شرائط مع مثالوں کے ذکر کریں۔ نیز ان کے نہ پائے جانے کی صورت میں اسم تفضیل کا معنی کس طرح حاصل کریں گے؟

جواب: اسم التفضیل اسم مشتق من فعل لیدل علی الموصوف بزیادة علی غیرہ

اسم تفضیل وہ اسم ہے جو فعل سے مشتق ہو تا کہ موصوف پر دلالت کرے کچھ زیادتی پر اپنے غیر کے مقابلے میں۔

اسم تفضیل کے آنے کی شرائط:

(۱) فعل ثلاثی مجرد ہو اور بعض نحاۃ کے نزدیک باب افعال سے بھی آ سکتا ہے جیسے أَعْطٰی (زیادہ دینے والا)

(۲) فعل معروف ہو۔ مجہول سے بواسطہ مصدر مؤول آئے گا جیسے ضُرِبَ زَیْدٌ سے زَیْدٌ اَحْسَنُ اَنْ یُضْرَبَ ہو گا۔

(۳) فعل مثبت ہو۔ منفی سے بواسطہ مصدر مؤول آئے گا جیسے اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ کُفْرًا ونفاقًا وَاَجْدَرُ اَنْ لَا یَعْلَمُوْا حُدُوْدَ مَا اَنْزَلَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ تو لَا یَعْلَمُوْنَ سے اسم تفضیل اَجْدَرُ اَنْ لَا یَعْلَمُوْا ہوا۔

(۴) فعل تام ہو' ناقص نہ ہو چنانچہ کَانَ زَیْدٌ عَالِمًا سے اسم تفضیل نہ آئے گا البتہ مصدر مؤول کے ساتھ ممکن ہے جیسے کَانَ زَیْدٌ عَالِمًا سے زَیْدٌ اَحْسَنُ اَنْ یَکُوْنَ عَالِمًا۔

(۵) فعل متصرف ہو' جلد سے نہ آئے گا مگر تاویل کے ساتھ جیسے نِعْمَ الرَّجُلُ زَیْدٌ سے زَیْدٌ اَحَقُّ اَنْ یُقَالَ فِیْ حَقِّہٖ نِعْمَ الرَّجُلُ

(۶) لون یا عیب کے لیے نہ ہو۔ اس وقت اسم تفضیل ثلاثی مزید اور رباعی کی طرح مصدر صریح کے ساتھ آئے گا جیسے حَمِرَ زَیْدٌ سے زَیْدٌ اَشَدُّ حُمْرَۃً ثلاثی مزید اور رباعی سے بھی اَشَدُّ وغیرہ کے بعد

مصدر صریح لگانے سے بنا دیتے ہیں جیسے اِسْتَخْرَجَ سے اَشَدُّ اِسْتِخْرَاجًا۔
(۷) وہ فعل کمی بیشی کو قبول کرتا ہو چنانچہ مَاتَ اور فَنِيَ سے اسم تفضیل نہ آئے گا۔
(۸) اس کا فعل ہو، غیر فعل سے شاذ ہے جیسے اَوَّلُ اس کا مادہ وَوَل مانا جاتا ہے اور اُوْلٰی کی اصل وُوْلٰی اَوَائِلُ کی اصل اَوَاوِلُ اور اَوَّلُ کی اصل وَوَلُ مانتے ہیں۔ یہ مادہ فعل میں غیر مستعمل ہے۔ واؤ کو ہمزہ سے بدلنے کے قاعدے رضی کے حوالے سے مفتاح الصرف میں دیکھے جاسکتے ہیں۔
جب اسم تفضیل بنانے کے لیے مندرجہ بالا شرائط نہ پائی جائیں تو بعض صورتوں میں مصدر صریح یا مؤوّل کو اَشَدُّ وغیرہ کے بعد لائیں گے جیسا کہ گزرا اور بعض صورتوں میں بالکل نہ آئے گا جیسے مَاتَ، فَنِيَ اور عَسٰی وغیرہ۔

سوال: اسم تفضیل کی شاذ مثالیں ذکر کریں۔

جواب: اَوَّلُ کا مادہ وَوَل ہے اور یہ فعل میں مستعمل نہیں اَخْصَرُ بمعنی زیادہ مختصر غیر ثلاثی اور مجہول ہے۔ اَعْذَرُ، اَشْغَلُ، اَحَبُّ، اَبْغَضُ وغیرہ مفعولیت کے لیے ہیں نیز اَبْيَضُ ایک حدیث میں زیادہ سفید کے معنی میں آیا ہے۔ یہ مثالیں بھی شاذ ہیں۔ وہ حدیث حوض کوثر کے بارے میں ہے حضرت عبد اللہ بن عمرو فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا حَوْضِيْ مَسِيْرَةُ شَهْرٍ، مَاؤُهٗ اَبْيَضُ مِنَ اللَّبَنِ (بخاری بتحقیق فؤاد عبد الباقی ج ۴ ص ۲۰۵ وانظر مشکوۃ ص ۴۸۷) ترجمہ: "میرا حوض ایک ماہ کی مسافت کا ہے، اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے"۔

سوال: مندرجہ ذیل عبارتوں میں خط کشیدہ سے اسم تفضیل والا جملہ بنائیں۔

خَالِدٌ يَكْتُبُ۔ مَحْمُوْدٌ لَا يَكْتُبُ۔ اَلدَّرْسُ كُتِبَ وَلَمْ يُشْرَحْ۔ اِحْمَرَّ وَجْهُ حَامِدٍ۔ عَمِيَ كَاتِبٌ۔ اِسْتَفْهَمْتُ وَلٰكِنَّ الْاُسْتَاذَ لَمْ يَشْرَحْ۔ اَنْتِ تُحِبِّيْنَ زَوْجَكِ۔ اَلْاَخَوَاتُ يَجْتَنِبْنَ الْمُحَرَّمَاتِ۔ مَاتَ فُلَانٌ۔ كَانَ الطَّالِبُ الْكَسُوْلُ رَاسِبًا۔ عَسٰى عَارِفٌ يَنْجَحُ۔ هٰذَا عُثْمَانُ۔

جواب: مطلوبہ جملے حسب ذیل ہیں خَالِدٌ اَكْتَبُ۔ مَحْمُوْدٌ اَجْدَرُ اَنْ لَا يَكْتُبَ۔ اَلدَّرْسُ اَجْدَرُ اَنْ يُكْتَبَ۔ اَجْدَرُ اَنْ لَمْ يُشْرَحْ۔ وَجْهُ حَامِدٍ اَشَدُّ حُمْرَةً۔ كَاتِبٌ اَشَدُّ عَمًى۔ اَنَا اَشَدُّ اسْتِفْهَامًا وَلٰكِنَّ الْاُسْتَاذَ اَحَقُّ اَنْ لَا يَشْرَحَ۔ اَنْتِ اَشَدُّ حُبًّا لِزَوْجِكِ۔ اَلْاَخَوَاتُ اَشَدُّ اجْتِنَابًا مِنَ الْمُحَرَّمَاتِ۔ مَاتَ فُلَانٌ سے اسم تفضیل نہیں آتا کیونکہ مَاتَ فعل کمی بیشی کو قبول نہیں کرتا۔ یہ نہیں کہہ سکتے کہ ایک کو موت دوسرے کے مقابلے میں زیادہ آئی بلکہ موت ہر ایک کے لیے موت ہوتی ہے۔

البتہ موت کی کیفیت اور اس کے اثرات میں فرق ممکن ہے عام انسان کا جسم مرنے کے بعد خراب ہونا شروع ہو جاتا ہے جبکہ انبیاء کرام کے اجسام بالکل درست رہتے ہیں حضرت تھانوی رحمہ اللہ اور

مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مرنے کے بعد ہر شخص کو برزخی حیات حاصل ہے مگر شہداء کی قوی اور انبیاء کی حیات شہداء سے بھی زیادہ قوی ہے حتی کہ بعد موت ظاہری کے سلامت جسد کے ساتھ ایک اثر اس حیات کا اس عالم کے احکام میں یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ مثل ازواج احیاء کے ان کی ازواج سے کسی کو نکاح جائز نہیں ہوتا اور ان کا مال میراث میں تقسیم نہیں ہوتا پس اس حیات میں سب سے قوی تر انبیاء علیہم السلام ہیں پھر شہداء پھر اور معمولی مردے۔ (انظر بیان القرآن ج ا ص ۸۸ ' معارف القرآن ج ا ص ۳۹۷ مزید دیکھئے اشرف الجواب ج ا ص ۱۵۷ تا ۱۵۹ اور ج ا ص ۲۳۵ تا ۲۳۹)

بقیہ جملے: اَلطَّالِبُ الْکَسُوْلُ اَجْدَرُ اَنْ یَکُوْنَ رَاسِبًا۔ عَسٰی عَارِفٌ یَنْجَحُ میں عَسٰی فعل غیر متصرف ہے۔ ھٰذَا عُثْمَانُ اس جملے میں کوئی فعل نہیں بلکہ اسماء ہیں اس لیے ان سے بھی اسم تفضیل نہیں لا سکتے۔

سوال: اسم تفضیل کے استعمال کی صورتوں کا نقشہ مع احکام ذکر کریں۔

جواب:
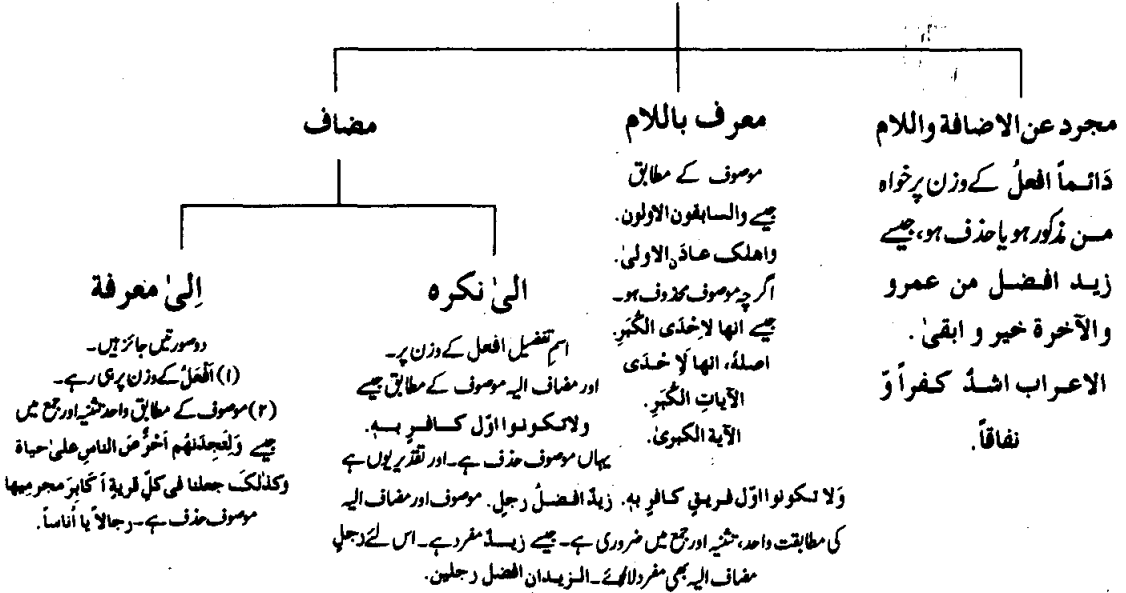
سوال: اسم تفضیل کب لازماً موصوف کے مطابق ہوگا اور کب لازماً مفرد مذکر ہوگا اور کب دونوں وجہیں جائز ہیں؟

جواب: جب اسم تفضیل معرف باللام ہو تو موصوف کے مطابق (واحد ' تثنیہ اور جمع) ہوگا اور یہ لازم ہے۔ جیسے زَیْدُ الْاَفْضَلُ۔ اَلزَّیْدَانِ الْاَفْضَلَانِ۔ اَلزَّیْدُوْنَ الْاَفْضَلُوْنَ۔

اور جب اسم تفضیل من کے ساتھ ہو تو اس کو مفرد مذکر لانا لازم ہے' خواہ موصوف مفرد ہو یا تثنیہ یا جمع' مذکر ہو یا مونث۔ جیسے

زَیْدٌ اَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو - اَلزَّیْدَانِ اَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو - اَلزَّیْدُوْنَ اَفْضَلُ مِنْ بَکْرٍ

ھِنْدٌ اَفْضَلُ مِنْ زَیْنَبَ - اَلْھِنْدَانِ اَفْضَلُ مِنْ ثُرَیَّا - اَلْھِنْدَاتُ اَفْضَلُ مِنْ صُغْرٰی

اور جب اسم تفضیل مضاف ہو تو دونوں وجہیں جائز ہیں۔

(۱) افعل کے وزن پر' خواہ موصوف مفرد ہو یا تثنیہ یا جمع' مذکر ہو یا مونث جیسے

زَیْدٌ اَفْضَلُ الْقَوْمِ - اَلزَّیْدَانِ اَفْضَلُ الْقَوْمِ - اَلزَّیْدُوْنَ اَفْضَلُ الْقَوْمِ

ھِندٌ افضلُ القومِ - الھندانِ افضلُ القومِ - الھنداتُ افضلُ القومِ

(۲) موصوف کے مطابق ہو (واحد' تثنیہ جمع اور مذکر' مونث ہونے میں) جیسے

زیدٌ افضلُ القومِ - الزیدانِ افضلَا القومِ - الزیدونَ افضلُوا القومِ

ھِنْدٌ فُضْلَی الْقَوْمِ - اِلْھِنْدَانِ فُضْلَیَا الْقَوْمِ - اَلْھِنْدَاتُ فُضْلَیَاتُ الْقَومِ

سوال: اسم تفضیل کا عمل عموماً" کس میں ہوتا ہے؟ ظاہر میں یا ضمیر میں؟ نیز اسم ظاہر میں کب عمل کرتا ہے؟ مع مثال تحریر کریں۔

جواب: اسم تفضیل کا عمل عموماً" ضمیر میں ہوتا ہے' ظاہر میں نہیں ہوتا اس میں ھو ضمیر نکال کر اسے فاعل بناتے ہیں

اسم تفضیل بعض اوقات ظاہر میں بھی عمل کرتا ہے مگر ظاہر میں عمل کرنے کی شرط یہ ہے کہ اس کا موصوف ایک اعتبار سے مفضل اور دوسرے اعتبار سے مفضل علیہ ہو۔ جیسے مَا رَاَیْتُ رَجُلًا اَحْسَنَ فِیْ عَیْنِہِ الْکُحْلُ مِنْہُ فِی عَیْنِ زَیْدٍ اس مثال میں الکحلُ اَحْسَنُ اسم تفضیل کا فاعل بن رہا ہے اور اَلْکُحْلُ کی دو حیثیتیں ہیں۔

(۱) اَلْکُحْلُ کا زید کی آنکھ میں ہونا۔

(۲) غیر کی آنکھ میں ہونا۔

پہلے لحاظ سے الکحل مفضل ہے اور دوسرے لحاظ سے مفضل علیہ ہے۔ اس صورت میں کلام بھی غیر موجب ہوگا۔

اس مثال کو مختصر صورت میں یوں بھی بیان کیا جا سکتا ہے مَا رَاَیْتُ کَعَیْنِ زَیْدٍ اَحْسَنَ فِیْھَا الْکُحْلُ اس میں لفظ عین کو اسم تفضیل پر مقدم ذکر کیا گیا اور مِنْ کا ذکر نہیں کیا گیا۔

حدیث نبوی سے مثالیں: نبی کریم ﷺ نے ایک موقعہ پر فرمایا مَا اَحَدٌ اَحَبَّ اِلَیْہِ الْمَدْحُ مِنَ اللّٰہِ دوسری حدیث میں ہے وَلَا اَحَدٌ اَحَبَّ اِلَیْہِ الْعُذْرُ مِنَ اللّٰہِ وَمِنْ اَجْلِ ذٰلِکَ بَعَثَ الْمُنْذِرِیْنَ وَ

الْمُبَشِّرِينَ ' وَلَا اَحَدٌ اَحَبَّ اِلَيْهِ الْمِدْحَةُ مِنَ اللهِ ایک روایت میں ہے وَلَا شَخْصَ اَحَبَّ اِلَيْهِ الْعُذْرُ ' وَلَا شَخْصَ اَحَبَّ اِلَيْهِ الْمِدْحَةُ ان روایات میں یہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ کسی کو اپنی تعریف پسند نہیں اور اللہ تعالیٰ سے زیادہ کوئی دوسرے سے عذر کو پسند نہیں کرتا۔ ان روایات میں اسم تفضیل کا عمل اسم ظاہر میں ہورہا ہے نہ کہ اسم ضمیر میں۔ یہ سب شرح السنہ ج۹ ص۲۶۷ تا ص۲۶۹ میں مل جائیں گی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ما رایت رجلا اشد علیہ الوجع من رسول اللہ ﷺ (مسلم شریف طبع دیوبند ج۲ص۳۱۸و طبع بیروت بتحقیق فئواد عبد الباقی ج۴ص۱۹۹۰)اس میں الوجع اسم ظاہر فاعل ہے اسم تفضیل اشد کا معنی یہ ہے کہ میں نے کوئی آدمی ایسانہ دیکھا جس کی بیماری نبی کریم ﷺ کی بیماری سے زیادہ شدید ہو

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد آپ کی چارپائی کے پاس آکر کچھ باتیں کہیں ایک بات یہ فرمائی ما خلفت احدا احب الی ان القی اللہ بمثل عملہ منک (مسلم شریف طبع ۲۷۴)دیوبند ج۲ص و طبع بیروت بتحقیق فئواد عبد الباقی ج۴ص۱۸۵۹) اس میں احب اسم تفضیل کا فاعل مصدر موول ان القی اللہ ہے۔ معنی یہ کہ آپ نے اپنے بعد کوئی ایسا شخص نہ چھوڑا کہ مجھے آپ سے زیادہ اس جیسے عمل کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے ملنا زیادہ پسند ہو یعنی آپ نے اپنے بعد اپنی مثال نہ چھوڑی۔

فائدہ: جب اسم تفضیل میں ضمیر ایک ہی وزن افعل کے لیے آئے تو یا ضمیر مفرد ہی نکال کر کل واحد کی تاویل میں کریں گے جیسے الزیدان افضل من عمرو میں تقدیر یوں ہوگی الزیدان افضل ھو (کل واحد منھما) من عمرو اور یا یہ کہ افعل کو اس وقت تمام صیغوں کے اندر مشترک مانا جائے اور ہر ایک کے مطابق ضمیر مستتر مانی جائے۔ کبھی ھو کبھی ھما وغیرہ۔

سوال: کیا اسم تفضیل کبھی بغیر معنی تفضیل کے بھی استعمال ہوتا ہے؟ مع مثال ذکر کریں۔

جواب: اسم تفضیل کبھی معنی تفضیل کے بغیر بھی استعمال ہوتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کی صفات کے لیے ربکم اعلم بکم یعنی تمہارا رب جانتا ہے۔ یہ نہیں کہ مقابلے کے لیے کہا جائے کہ زیادہ جانتا ہے تم سے۔اسی طرح وھو اھون علیہ معنی یہ ہے کہ اللہ کے لئے دوبارہ پیدا کرنا آسان ہے یہ مطلب نہیں کہ پہلی دفعہ سے زیادہ آسان ہے کیونکہ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ پہلی دفعہ پیدا کرنا ذرا مشکل تھا اور یہ بالکل غلط ہے۔

سوال: لفظ خیر اور شر کب اسم تفضیل بنتے ہیں اور کب نہیں؟ مع مثال ذکر کریں۔

جواب: لفظ خیر کے تین معنی ہیں: (۱) بھلائی ' مال (۲) بھلا (۳) زیادہ اچھا۔ یہ تیسرا معنی اسم تفضیل

کے لیے ہے۔ لفظ خیر اخیر سے مخفف ہے۔ اس معنی کی پہچان یہ ہے کہ اس کے بعد من ہوتا ہے۔ اگر من نہیں ہوگا تو وہ اسم تفضیل نہیں ہوگا جیسے بخیر من ذلکم
اسی طرح لفظ شر اسم تفضیل کے بعد بھی من آتا ہے ارشاد باری ہے قل ھل انبئکم بشر من ذلکم النار (الحج:۷۲) ترجمہ:" آپ کہہ دیجئے کیا میں تم کو اس کے ناگوار چیز بتلادوں آگ ہے"
لفظ خیر، خیر صفت مشبہ سے مخفف ہو تو اس کی جمع اخیار آتی ہے جیسے لمن المصطفین الاخیار اس صورت میں یہ اسم تفضیل نہ ہوگا۔ اسی طرح انہ لحب الخیر لشدید یہاں الخیر سے مراد مال ہے اور والآخرۃ خیر وابقی میں من حذف ہے یعنی اصل یوں ہے خیر من الدنیا وابقی منہا ۔ (مزید دیکھئے مختار الصحاح ص ۱۹۴، ۳۳۴)
دراصل اسم تفضیل یا دوسرے احتمالات کا اندازہ سیاق وسباق سے ہی ہوتا ہے ورنہ مطلق ایک صیغے میں کئی احتمال ہو سکتے ہیں جیسے ابقی ماضی کا صیغہ بھی ہو سکتا ہے جیسے وثمود فما ابقی اور ابقی مضارع متکلم کا صیغہ بھی ہو سکتا ہے، اسی طرح اسم تفضیل بھی ہو سکتا ہے۔ جیسے واللہ خیر و ابقی۔

سوال: درج ذیل مثالوں میں اسم تفضیل کو مفرد یا غیر مفرد لانے کی وجہ ذکر کریں۔
لیوسف واخوہ احب الی ابینا ۔ کنتم خیر امۃ ۔ قل ان کان آباؤکم وابناء کم واخوانکم وازواجکم و عشیرتکم و اموال اقترفتموھا و تجارۃ تخشون کسادھا و مساکن ترضونہا احب الیکم من اللہ ورسولہ الآیۃ ۔ وللاخرۃ خیر وابقی ۔ الزیدان افضل رجلین ۔ ولا تکونوا اول کافر بہ ۔ الذین ھم اراذلنا ۔ ولتجدنھم احرص الناس علی حیوۃ ۔ الطلاب الاولون حاضرون ۔

جواب: اَحَبُّ اس لیے مفرد لائے کہ اس کے بعد مِنْ آ رہا ہے یعنی لَیُوْسُفُ وَاَخُوْہُ اَحَبُّ اِلٰی اَبِیْنَا مِنَّا اور مِنْ کے ساتھ اسم تفضیل ہمیشہ مفرد مذکر آتا ہے۔
کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ: خَیْرَ، اَخْیَرَ سے مخفف ہے اس کی اضافت اُمَّۃٍ کی طرف ہو رہی ہے۔ اور نکرہ کی طرف اضافت کی صورت میں اسم تفضیل کو مفرد لانا واجب ہے اس لئے یہاں مفرد لائے۔
اَلزَّیْدَانِ اَفْضَلُ رَجُلَیْنِ: یہاں اسم تفضیل کی اضافت رَجُلَیْنِ کی طرف ہو رہی ہے اور اضافت میں مفرد کا لانا بھی ضروری ہوتا ہے لہذا یہاں اسم تفضیل مفرد آیا کیونکہ مضاف الیہ نکرہ ہے۔
قُلْ اِنْ کَانَ آبَاؤُکُمْ وَاَبْنَاؤُکُمْ وَ اِخْوَانُکُمْ وَاَزْوَاجُکُمْ وَ اَمْوَالُ اقْتَرَفْتُمُوْھَا وَ تِجَارَۃٌ تَخْشَوْنَ کَسَادَھَا وَ مَسَاکِنُ تَرْضَوْنَہَا اَحَبَّ اِلَیْکُمْ مِنَ اللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ الآیۃ اَحَبَّ مفرد مذکر لایا گیا ہے کیونکہ اسم تفضیل ہے اور اس کے بعد مِنْ ہے اور مِنْ کے ساتھ اسم تفضیل مفرد ہی

آتا ہے خواہ مِنْ ظاہر ہو یا مقدر۔
وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ: خَيْرٌ اور اَبْقٰی دونوں اسم تفضیل مفرد مذکر کے صیغے ہیں، ان کے بعد مِنْ محذوف ہے۔ اصل یوں ہے خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَأَبْقَىٰ مِنْهَا من کے ساتھ ہونے کی وجہ سے اسم تفضیل مفرد مذکر آیا ہے۔
وَلَا تَكُونُوا أَوَّلَ كَافِرٍ بِهِ: اَوَّلَ اسم تفضیل نکرہ کی طرف مضاف ہے۔ تقدیر عبارت یوں ہے وَلَا تَكُونُوا أَوَّلَ فَرِيقٍ كَافِرٍ بِهِ۔ فریق اسم جمع ہے جس کی صفت مفرد ہے۔
اَلَّذِيْنَ هُمْ أَرَاذِلُنَا : اسم تفضیل معرفہ کی طرف مضاف ہے اس صورت میں اس کو موصوف کے مطابق لایا جا سکتا ہے
وَلَتَجِدَنَّهُمْ أَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰى حَيٰوةٍ: اَحْرَص مضاف ہے، اضافة الی المعرفة کے وقت اسے مفرد لانا بھی جائز ہوتا ہے اور موصوف کے مطابق بھی اور یہاں مفرد ہی لایا گیا ہے۔
اَلطُّلَّابُ الْأَوَّلُوْنَ حَاضِرُوْنَ: اَلْاَوَّلُوْنَ اسم تفضیل معرف باللام ہے اور معرف باللام ہو تو اسے موصوف کے مطابق لانا ضروری ہوتا ہے۔ یہاں پر اَلْاَوَّلُوْنَ جمع اس لیے لائے کہ اس کا موصوف اَلطُّلَّاب ہے جو جمع ہے۔ اس طرح موصوف، صفت میں مطابقت ہو گئی ہے۔

سوال: فَضُلَ وغیرہ سے اسم تفضیل لا کر خالی جگہیں پر کریں۔

زید ----- من عمرو

الطلاب ----- من التجار

حفصة ----- طالبة

جاءت خالدتان -----

انها لاحدی الایات -----

جواب: زَيْدٌ أَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو
اَلطُّلَّابُ أَفْضَلُ مِنَ التُّجَّارِ
حَفْصَةُ أَفْضَلُ طَالِبَةٍ
جَاءَتْ خَالِدَتَانِ الْفُضْلَيَانِ
إِنَّهَا لَإِحْدَى الْآيَاتِ الْفُضْلِ، الْكُبَرِ

فائدہ ارشاد باری ہے وَلَتَجِدَنَّهُمْ أَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰى حَيَاةٍ وَمِنَ الَّذِيْنَ أَشْرَكُوا اس میں مِنَ الَّذِيْنَ سے پہلے لفظ اَحْرَصَ مقدر ہے۔

القسم الثانی فی الفعل

و قد سبق تعریفه و اقسامه ثلاثة ماض و مضارع و أمر. الأول الماضی و هو فعل دل علی زمان قبل زمانک وهو مبنی علی الفتح ان لم یکن معه ضمیر مرفوع متحرک و لا واو کضرب و مع الضمیر المرفوع المتحرک علی السکون کضربت و علی الضم مع الواو کضربوا .

دوسری قسم فعل کے بیان میں

اور اس کی تعریف گزر چکی ہے اور اس کی تین قسمیں ہیں ماضی' مضارع اور امر۔ پہلی قسم ماضی ہے اور وہ وہ فعل ہے جو دلالت کرے اس زمانے پر جو تیرے زمانے سے پہلے ہے۔ اور وہ فتحہ پر مبنی ہوتا ہے اگر نہ ہو اس کے ساتھ ضمیر مرفوع متحرک اور نہ واؤ جیسے ضرب اور ضمیر مرفوع متحرک کے ساتھ سکون پر مبنی ہوتا ہے جیسے ضربت اور واؤ کے ساتھ ضمہ پر مبنی ہوتا ہے جیسے ضربوا

سوالات

سوال فعل کی تعریف کر کے اس کی قسمیں بیان کریں نیز یہ بتائیں کہ نہی فعل کی مستقل قسم ہے یا نہیں اور کیوں؟

سوال ماضی کی تعریف کر کے اس کی شکلیں ذکر کریں اور یہ بتائیں کہ هیهات ۔ شتان ۔ سرعان ۔ لیس ۔ نعم ۔ بئس ۔ کان اور انفک فعل ماضی ہیں یا نہیں؟ کیا یہ ان شکلوں میں داخل ہیں یا نہیں؟

سوال ماضی معرب ہے یا مبنی؟ مبنی ہے تو کس پر؟ نیز مندرجہ ذیل جملوں کی لمبی ترکیب کریں۔
جاء هذا ۔ الرجال اتوا ۔ انتم رضیتم ۔ هٰؤلاء رضوا ۔ دعانی حامد

حل سوالات

سوال فعل کی تعریف کر کے اس کی قسمیں بیان کریں نیز یہ بتائیں کہ نہی فعل کی مستقل قسم ہے یا نہیں اور کیوں؟

جواب فعل ایسے کلمہ کو کہتے ہیں جو معنی مصدری پر دلالت کرے اور اس معنی کے ساتھ ساتھ تین زمانوں میں سے کوئی ایک زمانہ اور فاعل سے تعلق بھی اس سے سمجھ میں آتا ہو مثلاً "مارا" فعل ہے' اس میں "مارنا" معنی مصدری ہے اس کے ساتھ ساتھ زمانہ ماضی اور فاعل سے تعلق بھی سمجھ میں آتا ہے اس لیے یہ فعل ہے۔ اسی طرح "مارتا ہے" میں "مارنا" معنی مصدری اور زمانہ حال پایا جاتا ہے اور فاعل سے تعلق بھی سمجھ آرہا ہے اور "مارے گا" میں "مارنا" معنی مصدری ہے اور زمانہ مستقبل کا پایا

جاتا ہے اور معنی مصدری بھی سمجھ آرہا ہے لہٰذا "مارا" مارتا ہے' مارے گا" فعل ہیں کیونکہ ان میں معنی مصدری نسبت الی الفاعل اور کوئی ایک زمانہ بھی پایا جاتا ہے نسبت الی الفاعل کی دلیل یہ ہے کہ "مارا" = " زمانہ ماضی میں مارنا" نہیں ہے بلکہ کسی کو فاعل کے طور پر ساتھ ذکر کریں گے تو ہی بات سمجھ آئے گی۔ اس لئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ

(فعل) = (معنی مستقل + کوئی ایک زمانہ + نسبت الی الفاعل) یا

(فعل) = (معنی مصدری + تینوں زمانوں میں سے کوئی ایک زمانہ + نسبت الی الفاعل)

(مارا) = (مارنا + زمانہ ماضی + نسبت الی الفاعل)

(مارتا ہے) = (مارنا + زمانہ حال + نسبت الی الفاعل)

(مارے گا) = (مارنا + زمانہ مستقبل + نسبت الی الفاعل)

فعل کی تین قسمیں ہیں: ماضی مضارع امر

ماضی وہ فعل ہے جو گزرے ہوئے زمانے پر دلالت کرے جیسے کھایا' گیا' پہنا' دھویا' کھلایا تھا وغیرہ

فعل مضارع وہ فعل ہے جو حال یا استقبال پر دلالت کرے جیسے مارتا ہے' کھاتا ہے' کھائے گا' مارے گا وغیرہ

(۳) فعل امر وہ فعل ہے جس میں کسی کام کے کرنے کا حکم دیا جائے جیسے کھا' دوڑ' پہن' چل وغیرہ۔

نہی فعل کی مستقل قسم نہیں۔ کیونکہ نہی میں علامت مضارع باقی رہتی ہے اس لئے لَمْ تَضْرِبْ کی طرح اسے مضارع میں شامل کرتے ہیں۔ جیسے لَا تَضْرِبْ۔ لَا تَقُلْ۔ لَا تَخَفْ۔ لَا تَذَرْ۔ تَضْرِبُ' تَقُوْلُ اور تَخَافُ وغیرہ کے شروع میں تاء علامت مضارع ہے جس کی وجہ سے اسے مضارع میں شامل کیا گیا ہے۔

سوال ماضی کی تعریف کر کے اس کی شکلیں ذکر کریں اور یہ بتائیں کہ هَيْهَاتَ۔ شَتَّانَ۔ سَرْعَانَ۔ لَيْسَ۔ نِعْمَ۔ بِئْسَ۔ كَانَ اور اِنْفَكَّ فعل ماضی ہیں یا نہیں؟ کیا یہ ان شکلوں میں داخل ہیں یا نہیں؟

جواب فعل ماضی وہ فعل ہے جس کے ایک ہی لفظ سے کام زمانہ گزرا ہوا سمجھ آئیں گویا

(فعل ماضی) = (کام + زمانہ ماضی) جیسے آیا گیا کھلایا تھا وغیرہ فعل ماضی ہمیشہ مندرجہ ذیل پانچ شکلوں میں سے کسی ایک پر آتا ہے۔

(۱) ـَـ ـَـ ـَـ تین حرفی جیسے (نَصَرَ۔ ضَرَبَ۔ فَتَحَ۔ سَمِعَ۔ كَرُمَ۔ حَسِبَ)

(۲) ـَـ ـَـ ـَـ ـَـ چار حرفی جیسے (اَكْرَمَ۔ صَرَّفَ۔ قَاتَلَ۔ دَحْرَجَ)

(۳) ـَـ ـَـ ـُـ ـَـ ـَـ پانچ حرفی تاء والی جیسے (تَقَبَّلَ۔ تَقَابَلَ۔ تَدَحْرَجَ)

(۴) ـِ ـْ ـَ ـَ ـَ ـَ پانچ حرفی بغیر تاء کے جیسے (اِجْتَنَبَ ۔ اِنْفَطَرَ ۔ اِحْمَرَّ)
(۵) ـِ ـْ ـَ ـْ ـَ ـَ ـَ چھ حرفی جیسے (اِسْتَنْصَرَ ۔ اِحْلَوْدَبَ ۔ اِدْهَامَّ ۔ اِجْلَوَّذَ ۔ اِقْشَعَرَّ ۔ اِبْرَنْشَقَ)
هَيْهَاتَ ۔ شَتَّانَ ۔ سَرْعَانَ کو اسم فعل کہا جاتا ہے چونکہ یہ فعل کی مذکورہ بالا اشکال میں سے کسی پر فٹ نہیں آتے اس لیے انہیں اسم کہتے ہیں اور معنی چونکہ فعل کا دیتے ہیں اس لیے انہیں فعل کہتے ہیں۔ هَيْهَاتَ چونکہ بَعُدَ کے معنی میں ہے تو گویا اہل عرب نے بَعُدَ جو فعل ہے کا نام هَيْهَاتَ رکھ دیا ہے اور نام کی عربی اسم ہے اس لئے یہ اسمائے افعال کہلاتے ہیں
كَانَ اصل میں كَوَنَ تھا اور تعلیل کے بعد كَانَ ہو گیا۔ لہٰذا اصل کا اعتبار کرتے ہوئے اسے ماضی کی شکل ـَ ـَ ـَ میں شامل کرتے ہیں اس لیے یہ فعل ہے۔
اسی طرح لَيْسَ ۔ نِعْمَ اور بِئْسَ اصل میں لَيِسَ ۔ نَعِمَ اور بَئِسَ تھے۔ اصل کا اعتبار کرتے ہوئے انہیں ماضی کی شکل ـَ ـِ ـَ میں شمار کیا جاتا ہے لہٰذا یہ بھی افعال ہیں۔
اِنْفَكَّ ماضی کی شکل ـِ ـْ ـَ ـَ ـَ پر آتا ہے۔ چونکہ اصل میں اِنْفَكَكَ تھا' بعد میں ادغام کر دیا گیا۔
اس طرح ان اشکال کے ذریعے سے کسی فعل کی اصل معلوم کرنا بھی آسان ہو جاتا ہے۔ (ان شکلوں سے اصل معلوم کرنے کے ضابطے نہایت تفصیل کے ساتھ علم الصیغہ کی شرح میں ان شاء اللہ آئیں گے) لہٰذا كَانَ' لَيْسَ' نِعْمَ' بِئْسَ اور اِنْفَكَّ فعل ماضی ہیں کیونکہ ماضی کی مقررہ اقسام پر فٹ آتے ہیں۔

سوال ماضی معرب ہے یا مبنی؟ مبنی ہے تو کس پر؟ نیز مندرجہ ذیل جملوں کی لمبی ترکیب کریں۔
جَاءَ هٰذَا ۔ اَلرِّجَالُ اَتَوْا ۔ اَنْتُمْ رَضِيْتُمْ ۔ هٰؤُلَاءِ رَضُوْا ۔ دَعَانِیْ حَامِدٌ

جواب ماضی مبنی ہے اور مبنی علی الفتح ہے اگر اس کے ساتھ ضمیر مرفوع متحرک اور واؤ جمع نہ ملی ہوئی ہو جیسے ضَرَبَ ۔ ضَرَبَا ۔ ضَرَبَتْ ۔ ضَرَبَتَا اور یہ فتحہ کبھی مقدر ہوتا ہے جیسے دعا ۔ رعی
اگر ضمیر مرفوع متحرک ساتھ ملی ہوئی ہو تو ماضی مبنی علی السکون ہوتا ہے جیسے ضَرَبْتِ ۔ ضَرَبْنَ ۔ ضَرَبْتُنَّ ۔ ضَرَبْتُمْ ۔ ضَرَبْتُمَا
اور اگر ضمیر مرفوع واؤ ہو تو مبنی علی الضم ہوتی ہے جیسے ضَرَبُوْا اور یہ ضمہ کبھی مقدر ہوتا ہے جیسے اَتَوْا ۔ دَعَوْا

جملوں کی ترکیب:

(۱) جَاءَ هٰذَا : جَاءَ فعل ماضی مبنی علی الفتح لا محل لہ من الاعراب۔ هَا حرف تنبیہ لا محل لہ من الاعراب۔ ذَا اسم اشارہ مبنی علی السکون محلاً مرفوع ہے کیونکہ فاعل ہے۔

(۲) اَلرِّجَالُ اَتَوْا : اَلرِّجَالُ مرفوع ہے کیونکہ مبتدا ہے۔ اَتیٰ فعل ماضی مبنی علی الضم ہے کیونکہ واوٗ ضمیر سے متصل ہے اور وہ ضمہ اس حرف پر تھا جس کو الف سے بدل کر گرا دیا۔ واوٗ ضمیر محلاً" مرفوع ہے کیونکہ فاعل ہے مبنی علی السکون ہے۔ اَتَوْا جملہ فعلیہ محلاً" مرفوع ہے کیونکہ خبر ہے مبتدا کی۔

(۳) اَنْتُمْ رَضِیْتُمْ : اَنْتُمْ ضمیر مرفوع منفصل محلاً" مرفوع ہے کیونکہ مبتدا ہے' مبنی علی السکون ہے۔ رَضِیَ فعل ماضی' مبنی علی السکون کیونکہ ضمیر مرفوع متحرک سے ملی ہوئی ہے' تُمْ ضمیر جو رَضِیَ کے ساتھ ملی ہوئی ہے محلاً" مرفوع ہے کیونکہ خبر ہے مبتدا کی' مبنی علی السکون ہے۔

(۴) هٰؤُلاءِ رَضُوْا : هؤلاء محلاً" مرفوع ہے کیونکہ مبتدا ہے مبنی علی الکسر۔ رَضِیَ فعل ماضی مبنی علی الضم ہے کیونکہ واوٗ ضمیر متصل سے ملی ہوئی ہے۔ واوٗ ضمیر محلاً" مرفوع ہے کیونکہ فاعل ہے' مبنی علی السکون ہے جملہ فعلیہ محلا مرفوع ہے کیونکہ خبر ہے مبتدا کی۔ (نحوی کو موجودہ حرکت ضمہ کافی ہے اس لیے اصل نہ نکالیں گے البتہ دَعَوْا کے اندر ضمہ چونکہ نظر نہیں آتا اس لیے تفصیل کریں گے)

(۵) دَعَانِیْ حَامِدٌ : دَعَا فعل ماضی' مبنی علی الفتحۃ المقدرۃ لا محل لہ من الاعراب۔ اصل میں دعو تھا' فعل ناقص میں تیسری جگہ واوٗ متحرک ماقبل فتحہ ہے اس لیے اسے الف سے بدل دیا گیا۔ نون وقایہ مبنی علی الکسر ہے لا محل لہ من الاعراب یاء ضمیر متکلم منصوب مبنی علی السکون ہے۔ حامد مرفوع ہے کیونکہ فاعل ہے' علامت رفع ضمہ ہے کیونکہ اسم مفرد منصرف صحیح ہے۔

فائدہ: دَعَانِیْ میں ایک دوسرا احتمال ہے کہ اس کی اصل ہو اِوْدَعَانِیْ بروزن اِفْعَلَانِیْ اس وقت یہ وَدَعَ سے امر تثنیہ مذکر حاضر کا صیغہ ہوگا۔ مشکوۃ کتاب الرؤیا کی پہلی فصل کے آخر میں بخاری کے حوالے سے جو حدیث ہے اس میں یہ صیغہ مستعمل ہے الفاظ یہ ہیں فَقُلْتُ دَعَانِیْ اَدْخُلُ مَنْزِلِیْ (میں نے ان دونوں سے کہا کہ تم دونوں مجھے چھوڑ دو میں اپنے گھر چلا جاؤں)۔

و الثانی المضارع وهو فعل يشبه الاسم باحدى حروف أتين في أوله لفظا فى اتفاق الحركات و السكنات نحو يضرب و يستخرج كضارب و مستخرج و فى دخول لام التأكيد فى أولها تقول ان زيدا ليقوم كما تقول ان زيدا لقائم و فى تساويها فى عدد الحروف و معنى فى أنه مشترک بين الحال و الاستقبال كاسم الفاعل و لذلک سموه مضارعا و السين و سوف يخصصه بالاستقبال نحو سيضرب و سوف يضرب و اللام المفتوحة بالحال نحو ليضرب .

و حروف المضارعة مضمومة فى الرباعى نحو يدحرج و يخرج لأن أصله يؤخرج و مفتوحة فى ما عداه كيضرب و يستخرج .

وانما أعربوه مع أن أصل الفعل البناء لمضارعته أى مشابهته الاسم فى ما عرفت و أصل الاسم الاعراب وذلك اذا لم يتصل به نون تأكيد و لا نون جمع المؤنث و اعرابه ثلاثة انواع رفع و نصب و جزم نحو هو يضرب و لن يضرب و لم يضرب .

ترجمہ :دوسری قسم مضارع ہے اور وہ فعل ہے جو مشابہت رکھتا ہے اسم کے ساتھ (لفظاً" اور معنیً") لفظاً" (پہلی مشابہت تو) حرکات و سکنات میں ایک دوسرے سے موافق ہونے میں اپنے شروع میں حروف اتین میں سے کسی ایک کے ساتھ جیسے یضرب اور یستخرج' ضارب اور مستخرج کی طرح ہیں اور (لفظاً" دوسری مشابہت) دونوں (اسم اور فعل مضارع) میں لام تاکید کے داخل ہونے میں تو کہے ان زیدا لیقوم جیسا کہ تو کہے ان زیدا لقائم اور (تیسری لفظی مشابہت) تعداد حروف کے برابر ہونے میں اور معنوی طور پر (مشابہت) اس میں کہ یہ مشترک ہے حال اور استقبال میں اسم فاعل کی طرح اور اسی لیے اس کا نام مضارع رکھا اور سین اور سوف اس کا استقبال کے ساتھ خاص کرتے ہیں جیسے سیضرب اور سوف یضرب اور لام مفتوحہ حال کے ساتھ جیسے لیضرب ۔

اور علامات مضارع چار حرفی میں مضموم ہوتے ہیں جیسے یدحرج اور یخرج کیونکہ اس کی اصل ہے یؤخرج اور اس کے علاوہ میں مفتوح جیسے یضرب اور یستخرج ۔

اور اہل عرب نے اس کو معرب بنایا باوجودیکہ فعل میں اصل مبنی ہونا ہے اس کے اسم کے مضارع یعنی اسم کے مشابہ ہونے کی وجہ سے ان چیزوں میں جن کو تو نے جان لیا اور اصل اسم میں معرب ہونا ہے ۔ اور یہ اس وقت جب نہ اس کے ساتھ نون تاکید ہو اور نہ نون جمع مؤنث ۔ اور اس کا اعراب تین قسم پر ہے رفع اور نصب اور جزم جیسے یضرب اور لن یضربَ اور لم یضربْ ۔

سوالات

سوال : مضارع کی تعریف کریں اور اس کے بنانے کا طریقہ ذکر کر کے مندرجہ ذیل ماضی سے مضارع بنائیں۔

ضربوا ۔ قاتلتم ۔ استخرجتما ۔ أکرمت ۔ احمررن ۔ امددنا ۔ اقشعررت

سوال : فعل مضارع اسم کے ساتھ لفظاً" اور معنیً" کن کن چیزوں میں مشابہت رکھتا ہے؟ مثال سے واضح کریں۔

سوال : فعل مضارع کب معرب اور کب مبنی ہوتا ہے؟ نیز مندرجہ ذیل مثالوں سے فعل معرب اور مبنی کو جدا جدا کریں۔

له اصحاب یدعونه - احب الی مما یدعوننی الیه - لن ندعو - واذا مرضت فهو یشفین - ان قومی کذبون - والذی یطعمنی ویسقین - لئن لم ینته لنسفعا بالناصیة - ولا تتبعان - لا تقتلوا اولادکم - ولا تخافی ولا تحزنی - ای وربی لتبعثن ثم لتنبؤن

حل سوالات

سوال : مضارع کی تعریف کریں اور اس کے بنانے کا طریقہ ذکر کر کے مندرجہ ذیل ماضی سے مضارع بنائیں۔

ضَرَبُوْا - قَاتَلْتُمْ - اِسْتَخْرَجْتُمَا - اَکْرَمْتُ - اِحْمَرَرْنَ - اَمْدَدْنَا - اِقْشَعْرَرْتِ

جواب : مضارع کے لغوی معنی مشابہ کے ہیں اور اصطلاحی معنی یہ ہیں کہ ایسا فعل جو حال اور استقبال میں سے کسی ایک زمانے پر دلالت کرے جیسے یَضْرِبُ اس کا معنی یا تو ہے مارتا ہے اور یا ہے مارے گا۔

مضارع کو مضارع اس لیے کہتے ہیں کہ یہ اسم کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے۔ اس کے بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ چار حرف الف' تاء' یاء اور نون میں سے کوئی حرف اس کے شروع میں لگا دیا جائے اور تین حرفی ماضی کا پہلا حرف ساکن کردیا جائے جیسے ضَرَبَ سے یَضْرِبُ

اگر ماضی چار حرفی ہے تو اس کے مضارع میں علامت مضارع مضموم ہوگی جیسے دَحْرَجَ سے یُدَحْرِجُ - اَکْرَمَ سے یُکْرِمُ - جَادَلَ سے یُجَادِلُ - صَرَّفَ سے یُصَرِّفُ

اور اگر ماضی چار حرفی نہ ہو تو علامت مضارع مفتوح ہوگی جیسے اِجْتَنَبَ سے یَجْتَنِبُ - اِنْفَطَرَ سے یَنْفَطِرُ - اِحْمَرَّ سے یَحْمَرُّ - تَقَبَّلَ سے یَتَقَبَّلُ - اِدْهَامَّ سے یَدْهَامُّ - اِجْلَوَّذَ سے یَجْلَوِّذُ - اِقْشَعَرَّ سے یَقْشَعِرُّ اور اِبْرَنْشَقَ سے یَبْرَنْشِقُ وغیرہ۔

نیز یہ کہ ماضی کے آخری حرف پر فتحہ ہوتا ہے جبکہ مضارع کے آخری حرف کو ضمہ دیں گے اور جن الفاظ کے ماضی کے شروع میں تاء ہو' اس کے آخر سے ماقبل کو فتحہ دیں گے ورنہ کسرہ دیں گے جیسے تَقَبَّلَ سے یَتَقَبَّلُ - تَقَابَلَ سے یَتَقَابَلُ اور تَدَحْرَجَ سے یَتَدَحْرَجُ ہمزۂ وصل مضارع میں گر جاتا ہے اور چار حرفی کا ہمزۂ قطعی مضارع میں گرتا ہے مگر امر میں واپس آجاتا ہے۔

دیئے ہوئے الفاظ کے مضارع یوں ہوگا : یَضْرِبُوْنَ - تُقَاتِلُوْنَ - تَسْتَخْرِجَانِ - اُکْرِمُ - یَحْمَرِرْنَ - نُمِدُّ - تَقْشَعِرِّیْنَ -

سوال : فعل مضارع اسم کے ساتھ لفظاً" اور معنیً" کن کن چیزوں میں مشابہت رکھتا ہے؟ مثال سے واضح کریں۔

جواب: فعل مضارع لفظاً تین چیزوں میں مشابہت رکھتا ہے۔

(۱) وزن عروضی میں جیسے یَضْرِبُ اور ضَارِبٌ۔ یَسْتَخْرِجُ اور مُسْتَخْرِجٌ یعنی ساکن' ساکن کے مقابلے میں آ رہا ہے اور متحرک' متحرک کے مقابلے میں لہٰذا فعل مضارع کی اسم کے ساتھ وزن عروضی میں مشابہت پائی گئی۔

(۲) تعداد حروف میں جیسے یَسْتَنْصِرُ میں چھ حروف ہیں: یاء' سین' تاء' نون' صاد اور راء۔ اور مُسْتَخْرِجٌ یا مُسْتَنْصِرٌ میں بھی چھ حروف پائے جاتے ہیں۔ اس طرح تعداد حروف میں بھی مشابہت پائی گئی۔

(۳) لام تاکید کے لحاظ سے۔ لام تاکید اسم پر بھی داخل ہوتا ہے اور فعل مضارع پر بھی جیسے اِنَّ زَیْدًا لَقَائِمٌ۔ اِنَّ زَیْدًا لَیَضْرِبُ

فعل مضارع معنیً بھی اسم کے مشابہ ہوتا ہے جیسے اسم فاعل کے اندر حال یا استقبال کے معنی پائے جاتے ہیں اور فعل مضارع کے شروع میں سوف یا سین لگانے کی وجہ سے استقبال کے معنی میں ہو جاتا ہے اور لام مفتوحہ لگانے سے حال کے ساتھ خاص ہو جاتا ہے' اس طرح معنی کے اعتبار سے بھی فعل مضارع اسم کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے جیسے سَوْفَ یَضْرِبُ۔ سَیَضْرِبُ۔ لَیَضْرِبُ وغیرہ۔

صاحب ھدایہؒ کے نزدیک فعل مضارع حقیقۃً حال کے لئے ہوتا ہے اور استقبال کا معنی کسی قرینہ سے لیاجائے گا چنانچہ کتاب الایمان میں فرماتے ہیں ولو قال اقسم او اقسم باللّٰہ اواحلف اواحلف باللّٰہ او اشھد او اشھد باللّٰہ فھو حالف لان ھذہ الالفاظ مستعملۃ فی الحلف و ھذہ الصیغۃ للحال حقیقۃ و تستعمل للاستقبال لقرینۃ فجعل حالفا فی الحال (ہدایہ ج۲ص ۴۸۰) دوسرے مقام پر کتاب العتق میں فرماتے ہیں لان قولہ املکہ للحال یقال انا املک کذا و کذا و یراد بہ الحال و کذا یستعمل لہ من غیر قرینۃ وللاستقبال بقرینۃ سین و سوف فیکون مطلقہ للحال (ہدایہ ج۲ ص ۴۷۰ طبع مکتبہ شرکت علمیہ ملتان)

سوال: فعل مضارع کب معرب اور کب مبنی ہوتا ہے؟ نیز مندرجہ ذیل مثالوں سے فعل معرب اور مبنی کو جدا جدا کریں۔

لہ اصحاب یدعونہ ۔ احب الی مما یدعوننی الیہ ۔ لن ندعو ۔ واذا مرضت فھو یشفین ۔ ان قومی کذبون ۔ والذی یطعمنی ویسقین ۔ لئن لم ینتہ لنسفعا بالناصیۃ ۔ ولا تتبعان ۔ لا تقتلوا اولادکم ۔ ولا تخافی ولا تحزنی ۔ ای وربی لتبعثن ثم لتنبؤن

جواب: فعل مضارع کے ساتھ جب نون توکید اور نون جمع مونث نہ ملا ہو تو یہ معرب ہوتا ہے اور جب نون تاکید یا نون جمع مونث ملا ہوا ہو تو مبنی ہوتا ہے جیسے یضربُ ۔ لن یضربَ ۔ لم یضربْ

(معرب ہے) اور لَیَضْرِبْنَ۔ یَضْرِبْنَ۔ تَضْرِبْنَ (مبنی ہیں)

لَهٗ اَصْحَابٌ یَدْعُوْنَهٗ: یَدْعُوْنَ فعل مضارع معرب ہے۔ یَدْعُوْنَ مرفوع ہے کیونکہ ناصب وجازم سے خالی ہے۔ علامت رفع ثبوت نون ہے کیونکہ افعال خمسہ میں سے ہے۔

اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدْعُوْنَنِیْ اِلَیْهِ: یَدْعُوْنَ مبنی ہے کیونکہ جمع مونث کا نون ملا ہوا ہے مبنی علی السکون ہے۔

لَنْ نَدْعُوَ معرب ہے اور منصوب ہے کیونکہ حرف جزم کے بعد ہے۔ علامت نصب فتحہ ہے کیونکہ ناقص ہے۔

وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ یَشْفِیْنِ: یَشْفِیْ معرب ہے مرفوع ہے کیونکہ ناصب وجازم سے خالی ہے' علامت رفع ضمہ مقدرہ ہے کیونکہ ناقص ہے۔ یَشْفِیْنِ کے آخر میں نون وقایہ ہے اور اس کے بعد یاء متکلم گر گئی ہے۔ اصل یوں تھا یَشْفِیْنِیْ

اِنَّ قَوْمِیْ کَذَّبُوْنِ: کَذَّبَ فعل ماضی ہے مبنی علی الضم ہے کیونکہ واؤ جمع ساتھ ملی ہوئی ہے۔ کَذَّبُوْنِ کے آخر میں نون وقایہ ہے اور آخر سے یائے متکلم تخفیف کی غرض سے گر گئی ہے۔

وَالَّذِیْ یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِ: یُطْعِمُ اور یَسْقِیْ معرب ہیں۔ دونوں مرفوع ہیں کیونکہ نواصب اور جوازم سے خالی ہیں۔ یُطْعِمُ کی علامت رفع ضمہ ہے کیونکہ مفرد صحیح ہے اور یَسْقِیْ کی علامت رفع ضمہ مقدرہ ہے کیونکہ معتل یائی ہے۔

لَئِنْ لَّمْ یَنْتَهِ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِیَةِ: یَنْتَهِ فعل مضارع معرب ہے اور مجزوم ہے کیونکہ حرف جزم کے بعد ہے۔ علامت جزم حذف لام کلمہ ہے کیونکہ معتل یائی ہے۔ اصل میں یَنْتَهِیْ تھا۔ حرف جزم کے داخل ہونے کے بعد یَنْتَهِ رہ گیا۔

لَنَسْفَعًا مبنی علی الفتح ہے کیونکہ نون تاکید خفیفہ ساتھ ملا ہوا ہے۔ اصل یوں ہے لَنَسْفَعَنْ وقف کی صورت میں یوں لکھا جاتا ہے لَنَسْفَعًا لا محل لہ من الاعراب۔

وَلَا تَتَّبِعَانِّ: معرب ہے اور مجزوم ہے کیونکہ لَا نہی کا لگا ہوا ہے۔ علامت جزم حذف نون ہے کیونکہ افعال خمسہ میں سے ہے۔ الف ضمیر مرفوع متصل اس کا فاعل ہے مبنی علی السکون۔ نون تاکید مبنی علی الکسر' لا محل لہ من الاعراب۔

لَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَکُمْ: تَقْتُلُوْا معرب ہے' مجزوم ہے کیونکہ لام نہی کے بعد ہے۔ علامت جزم حذف نون اعرابی ہے کیونکہ افعال خمسہ میں سے ہیں۔

وَلَا تَخَافِیْ وَلَا تَحْزَنِیْ: تَخَافِیْ اور تَحْزَنِیْ معرب ہیں اور مجزوم ہیں کیونکہ حرف جزم' لائے نہی کے بعد ہیں۔ علامت جزم حذف نون ہے کیونکہ افعال خمسہ میں سے ہے۔

اِیْ وَرَبِّیْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ: لَتُبْعَثُنَّ اور لَتُنَبَّؤُنَّ معرب ہیں اور دونوں مرفوع ہیں کیونکہ نواصب وجوازم سے خالی ہیں۔ علامت رفع ثبوت نون ہے کیونکہ افعل خمسہ میں سے ہے اور وہ نون توالی امثال کے باعث گر گیا ہے۔ ان کے آخر میں نون تاکید لگا ہوا ہے مبنی علی الفتح لا محل لہ من الاعراب۔ البتہ ان کے ساتھ لام امر یا لائے نہی لگ جائے تو مجزوم ہوں گے جیسے لِیَضْرِبَانِّ۔ لَا یَضْرِبَانِّ دونوں مجزوم ہیں، علامت جزم حذف نون ہے جبکہ لا یضربن جب لا برائے نہی ہو تب بھی مبنی علی الفتح ہوگا اور لَا یَضْرِبُنَّ کے اندر فاعل واؤ بوجہ التقاء ساکین حذف ہو گیا۔

فصل : فی أصناف اعراب الفعل وهی أربعة :

الأول أن یکون الرفع بالضمة و النصب بالفتحة و الجزم بالسکون و یختص بالمفرد الصحیح غیر المخاطبة تقول هو یضرب و لن یضرب و لم یضرب .

والثانی أن یکون الرفع بثبوت النون و النصب و الجزم بحذفها و یختص بالتثنیة و جمع المذکر و المفردة المخاطبة صحیحا کان أو غیره تقول هما یفعلان و هم یفعلون و أنت تفعلین و لن یفعلا ولن یفعلوا و لن تفعلی ولم تفعلا ولم تفعلوا و لم تفعلی .

والثالث أن یکون الرفع بتقدیر الضمة و النصب و الجزم بحذف اللام و یختص بالناقص الیائی و الواوی غیر تثنیة و جمع و مخاطبة تقول هو یرمی و یغزو و لن یرمی و یغزو و لم یرم و یغز .

و الرابع أن یکون الرفع بتقدیر الضمة والنصب بتقدیر الفتحة و الجزم بحذف اللام و یختص بالناقص الألفی غیر تثنیة و جمع و مخاطبة نحو هو یسعی و لن یسعی و لم یسع .

فصل : المرفوع عامله معنوی وهو تجرده عن الناصب و الجازم نحو هو یضرب و یغزو یرمی و یسعی .

ترجمہ :فصل فعل کے اعراب کی قسموں کے بیان میں : اور وہ چار ہیں
پہلی یہ کہ رفع ہو ساتھ ضمہ کے اور نصب ہو ساتھ فتحہ کے اور جزم ہو ساتھ سکون کے اور خاص کیا گیا اس کو ساتھ مفرد مؤنث غیر مخاطبہ کے ساتھ تو کہے ھو یضرب اور لن یضرب اور لم یضرب -

اور دوسری یہ کہ رفع ہو ثبوت نون کے ساتھ اور نصب اور جزم حذف نون کے ساتھ اور خاص کیا گیا اس کو تثنیہ ،جمع مذکر اور واحد مؤنث مخاطب کے ساتھ صحیح ہو یا اس کے علاوہ تو کہے ھم یفعلا ن ، ھم یفعلون اور انت تفعلین اورلن یفعلا ،لن یفعلوا اور لن تفعلی اور لم تفعلا ،لم تفعلوا اور لم تفعلی -

اور تیسری یہ کہ رفع ہو تقدیر ضمہ کے ساتھ اور نصب فتحہ کے ساتھ لفظا اور جزم ہو حذف لام کے ساتھ اور خاص کیا گیا اس کو ناقص یائی اور واوی کے ساتھ علاوہ تثنیہ اور جمع اور واحد مؤنث کے تو کہے ھو یرمی و یغزو اور لن یرمی و یغزو اور لم یرم و یغز -

اور چوتھے یہ کہ رفع ہو تقدیر ضمہ کے ساتھ اور نصب ہو تقدیر فتحہ کے ساتھ اور جزم ہو حذف لام کے ساتھ اور خاص کیا گیا اس کو ناقص الفی کے ساتھ علاوہ تثنیہ ،جمع اور واحد مؤنث مخاطب کے جیسے ھو یسعی،

لن یسعی اور لم یسع ۔

فصل: (مضارع) مرفوع اس کا عامل معنوی ہے اور وہ خالی ہونا ہے اس کا ناصب اور جازم سے جیسے هو یضرب و یغزو ویرمی و یسعی۔

سوالات

سوال: فعل مضارع کے اعراب کی قسموں کا نقشہ مع امثلہ ذکر کریں۔

سوال: فعل واحد اور افعال خمسہ سے کیا مراد ہے؟

سوال: لیضربن ۔ لیضربان ۔ لیضربنان میں سے کون سا معرب اور کون سا مبنی ہے اور کس پر مبنی ہے؟

سوال: خالی جگہیں پر کریں ر درست جواب لکھیں۔

مثالیں	جواب اول	جواب دوم
یضرب + لم ر ان		
یدعو + ان ر لم		
یخشی + لم ر ان		
هم یدعون + ان ر ان		
هن یدعون + ان ر ان		
انتن تاتین + ان ر ان		
فهو یشفین + لم ر ان		
یسقین + ان ر لم		
ان قومی کذبون + لم ر لن		

سوال: مندرجہ ذیل میں علامت اعراب ذکر کریں۔

لم یقصص ۔ لم یهد ۔ لن ترضی ۔ ان یخشی ۔ لم یستعد ۔ ان یستعفف ۔ لم یمد ۔ لم ینالوا ۔ فهو یشفین ۔ لم یرضین ۔ لن تدعون

سوال: مضارع کب مرفوع ہوتا ہے اور اس کا رافع کیا ہوتا ہے؟ نیز مندرجہ ذیل سوالوں کو حل کریں۔

لم یضرب -- لم' لم یکن -- لم' لن ترضی -- لن' لا تقربا -- لا' لم ینالوا -- لم' لم تخافی -- لم' لا تخافی -- لا' لا تدع -- لا

حل سوالات

سوال: فعل مضارع کے اعراب کی قسموں کا نقشہ مع امثلہ ذکر کریں۔

جواب:

فعلِ مضارع
فعل واحد
افعالِ خمسہ
ہمیشہ معرب ہیں۔ علامت رفع ثبوت نون۔ علامت نصب و جزم حذفِ نون جیسے ھم یَضرِبُونَ ،ھُم یَدعُونَ، اَنتِ تَاْتِینَ ھُم یَاْتُونَ ،ھم یَظُنُّونَ، اَنتم تَضرِبُوْنَ، اَنتِ تَدعِیْنَ، ھُمَا یَضرِبَانِ، اَنتُمَا تَضرِبَانِ، ھُما لَیَضرِبَانِّ، ھُمْ لَیَضرِبُنَّ، اَنتِ لَتَضرِبِنَّ. نون ثقیلہ کے ساتھ حالت رفع میں نون توالی امثال کے باعث گر گیا۔ مگر یہ کہ عامل داخل ہو جیسے لِیَضرِبَانِّ (امر) لا یَضرِبَانِّ (نہی) اما ترین اور لتبلون میں یاء اور واؤ پر حرکت التقاء ساکنین سے آ گئی ہے۔ اور پہلا ساکن لین ہے۔
جمع مونث
فعل ہمیشہ مبنی علی السکون ہے۔ جیسے یَضرِبْنَ ،اَنتُنَّ لن تضربْنَ، اَنتُنَّ لم تَاْتِینَ، ھُنَّ یَدعُوْنَ، ھُنَّ یَمْدُدْنَ، ھُنَّ لَیَضرِبْنَانِّ، اَنتُنَّ لَتَضرِبْنَانِّ.
مؤکد بانون
مبنی ہے۔ جیسے لَیَضرِبَنَّ
امّا یَاْتِیَنَّکُم، لَیَکُوْنَنْ، لِیَضرِبَنَّ (امر)
لا یَضرِبَنَّ (نہی)
غیر مؤکد
مفرد صحیح
حالت رفع میں ضمہ، حالتِ نصب میں فتحہ، اور حالتِ جزم میں سکون، جیسے ھو یضرب ، لن یضرب لم یضرِبْ، البتہ سکون کبھی مقدر ہوتا ہے۔ جیسے لم یَمُدُّ، لم یَمُدِّ، لم یَمْدُدْ. اور لم یَمْدُدْ میں سکون ظاہر ہے۔
مفرد معتل واوی / یائی
علامت رفع ضمہ تقدیری ، علامت نصب فتحہ لفظی علامت جزم حذف حرف علت جیسے ھو یدعُوْ ،لَنْ یَّدعُوَ، لم یَدعُ، ھُوَ یَرمِیْ، لن یَرْمِیَ لم یرمِ ، وَاِذا مَرِضتُ فَھُوَ یَشفِیْنِ، نیز الذی یُطعِمنی و یَسقِین۔ ان کے اندر یشفی اور یسقی بھی اسی قسم میں داخل ہیں۔
مفرد معتل الفی
علامت رفع ضمہ تقدیری، علامت نصب فتحہ تقدیری، علامت جزم حذف حرف علت، جیسے ھُوَ یَخشٰی ،لن یخشٰی ، لم یخشَ ،ھُوَ یَسعٰی ،لن یسعٰی ،لم یَسْعَ.

سوال: فعل واحد اور افعال خمسہ سے کیا مراد ہے؟

جواب: فعل واحد سے مراد ایسا فعل ہے جو نون اعرابی اور نون جمع مونث سے خالی ہو یعنی اس کے ساتھ نون اعرابی نہ آ سکتا ہے اور نہ نون جمع مونث کا جیسے هُوَ يَضْرِبُ۔ هِيَ تَضْرِبُ۔ أَنْتَ تَضْرِبُ۔ أَنَا أَضْرِبُ۔ نَحْنُ نَضْرِبُ ان پانچ افعال کو فعل واحد یا مفرد صحیح کہتے ہیں۔ ان کا اعراب حالت رفع میں ضمہ' حالت نصب میں فتحہ اور حالت جزم میں سکون ہوتا ہے جیسے هُوَ يَضْرِبُ۔ لَنْ يَضْرِبَ۔ لَمْ يَضْرِبْ

افعال خمسہ ان افعال کو کہا جاتا ہے جن کے ساتھ نون اعرابی لگ سکتا ہے جیسے هُمَا يَضْرِبَانِ۔ هم يَضْرِبُوْنَ۔ انتم تَضْرِبُوْنَ۔ انتِ تَضْرِبِيْنَ۔ انتما تَضْرِبَانِ یہ کل سات بنتے ہیں۔ چار تثنیہ کے اور دو جمع مذکر کے اور ایک واحد مونث حاضر کا۔ ان کا اعراب حالت رفع میں ثبوت نون اور حالت نصب و جر میں حذف نون ہوتا ہے جیسے

هُمَا يَضْرِبَانِ۔ أَنْتُمَا تَضْرِبَانِ۔ هُمْ يَضْرِبُوْنَ۔ أَنْتُمْ تَضْرِبُوْنَ۔ أَنْتِ تَضْرِبِيْنَ

لَنْ يَضْرِبَا۔ لَنْ تَضْرِبَا۔ لَنْ يَضْرِبُوْا۔ لَنْ تَضْرِبُوْا۔ لَنْ تَضْرِبِيْ۔

لَمْ يَضْرِبَا۔ لَمْ تَضْرِبَا۔ لَنْ تَضْرِبُوْا۔ لَمْ تَضْرِبِيْ۔

فائدہ: ضَرَبْتِ کو یا واحد مؤنث حاضر کہا جائے گا اور یا مخاطبہ کہا جائے گا۔ ایک مرتبہ ایک طالب علم نے اس کو یوں کہا واحدہ مؤنثہ مخاطبہ۔ اس عاجز کو بڑا تعجب ہوا اور اس طالب علم کو سمجھایا کہ مؤنث کا لفظ بغیر تاء کے استعمال ہوتا ہے اس کی مناسبت سے دوسرے الفاظ بھی بغیر تاء کے ہی رہیں گے۔ اور اگر تو یہ کہے کہ مذکر میں واحد یہاں واحدہ اور مذکر میں مخاطب یہاں مخاطبہ ہونا چاہیئے تو پھر تیسرے لفظ کے ساتھ بھی ایسا ہی سلوک کرو اَنْتَ ضَرَبْتَ کو مذکر کہتے ہو تو اَنْتِ ضَرَبْتِ کو مذکرہ کہو' اَنْتِ ضَرَبْتِ کو واحدہ مؤنثہ مخاطبہ کہا تو اَنْتَ ضَرَبْتَ کو واحد مؤنث مخاطب کیوں نہیں کہہ دیتے؟

سوال: لَيَضْرِبَنَّ۔ لَيَضْرِبَانِّ۔ لَيَضْرِبْنَانِّ میں سے کون سا معرب اور کون سا مبنی ہے اور کس پر مبنی ہے؟

جواب: (۱) لَيَضْرِبَنَّ مبنی علی الفتح ہے کیونکہ فعل واحد نون تاکید کے ساتھ ملا ہوا ہے۔

(۲) لَيَضْرِبَانِّ معرب ہے' حالت رفع میں ہے کیونکہ نواصب وجوازم سے خالی ہے' علامت رفع ثبوت نون اعرابی ہے کیونکہ افعال خمسہ میں سے ہے اور وہ نون توالی امثال کی وجہ سے گر گیا ہے۔

الف فاعل ہے مبنی علی السکون اور آخر میں نون تاکید مبنی علی الکسر ہے لا محل لہ من الاعراب۔

(۳) لَيَضْرِبْنَانِّ مبنی علی السکون ہے کیونکہ نون جمع مونث سے ملا ہوا ہے

نون جمع مونث محلاً مرفوع ہے کیونکہ فاعل ہے مبنی علی الفتح ہے

الف فصل کی علامت ہے مبنی علی السکون لا محل لہ من الاعراب۔

سوال: خالی جگہوں میں درست جواب لکھیں۔

مثالیں	جواب اول	جواب دوم
یضرب + لم/ان		
یدعو + ان/لم		
یخشی + لم/ان		
هم یدعون + ان/ان		
هن یدعون + ان/ان		
انتن تاتین + ان/ان		
فهو یشفین + لم/ان		
یسقین + ان/لم		
ان قومی کذبون + لم/لن		

جواب:

مثالیں	جواب اول	جواب دوم
یَضْرِبُ + لَمْ/اَنْ	لَمْ یَضْرِبْ	اَنْ یَضْرِبَ
یَدْعُوْ + اَنْ/لَمْ	اَنْ یَدْعُوَ	لَمْ یَدْعُ
یَخْشٰی + لَمْ/اَنْ	لَمْ یَخْشَ/اَنْ یَخْشٰی	
هُمْ یَدْعُوْنَ + اَنْ/اِنْ	اَنْ یَدْعُوْا	اِنْ یَدْعُوْا
هُنَّ یَدْعُوْنَ + اِنْ/اَنْ	اِنْ یَدْعُوْنَ	اَنْ یَدْعُوْنَ
اَنْتُنَّ تَأْتِیْنَ + اِنْ/اَنْ	اِنْ تَأْتِیْنَ	اَنْ تَأْتِیْنَ
فَهُوَ یَشْفِیْنِ + لَمْ/لَنْ	فَهُوَ لَمْ یَشْفِنِیْ	فَهُوَ لَنْ یَشْفِیَنِیْ
یَسْقِیْنِ + اَنْ/لَمْ	اَنْ یَسْقِیَنِیْ	لَمْ یَسْقِنِیْ
اِنَّ قَوْمِیْ کَذَّبُوْنِ + لَمْ/لَنْ	کَذَّبُوْنِ ماضی ہے لَمْ نہیں آتا	کَذَّبُوْنِ ماضی پر لَنْ داخل نہیں ہوتا

سوال: مندرجہ ذیل میں علامت اعراب ذکر کریں۔

لم یقصص ۔ لم یهد ۔ لن ترضی ۔ ان یخشی ۔ لم یستعد ۔ ان یستعفف ۔ لم یمد ۔ لم ینالوا ۔ فهو یشفین ۔ لم یرضین ۔ لن تدعون

جواب: لَمْ یَقْصُصْ : یَقْصُصْ مجزوم ہے کیونکہ حرف جزم کے بعد ہے۔ علامت جزم سکون ہے کیونکہ فعل مفرد صحیح ہے۔

لَمْ یَھْدِ : یَھْدِ مجزوم ہے کیونکہ حرف جزم کے بعد ہے۔ علامت جزم حذف حرف علت ہے کیونکہ معتل یائی ہے۔
لَنْ تَرْضٰی : تَرْضٰی منصوب ہے کیونکہ حرف نصب کے بعد ہے۔ علامت نصب فتحہ تقدیری ہے کیونکہ ناقص الفی ہے۔
اَنْ یَخْشٰی : یَخْشٰی منصوب ہے کیونکہ حرف نصب کے بعد ہے۔ علامت نصب فتحہ مقدرہ ہے کیونکہ معتل الفی ہے۔
لَمْ یَسْتَعِدَّ : یَسْتَعِدَّ مجزوم ہے کیونکہ حرف جزم کے بعد ہے۔ علامت جزم سکون ہے کیونکہ فعل صحیح مفرد ہے اور سکون اس وجہ سے ظاہر نہیں ہوا کہ ادغام ہو گیا ہے۔
اِنْ یَسْتَعِفَّ : یَسْتَعِفَّ فعل مجزوم ہے کیونکہ حرف جزم کے بعد ہے۔ علامت جزم سکون ہے کیونکہ فعل مفرد صحیح ہے اور وہ سکون ادغام کے باعث ظاہر نہیں ہوا۔
لَمْ یَمُدَّ : یَمُدَّ فعل مجزوم ہے کیونکہ حرف جزم کے بعد واقع ہے۔ علامت جزم سکون ہے کیونکہ مفرد صحیح ہے اور وہ سکون ادغام کے باعث ظاہر نہیں ہو سکا۔
لَمْ یَنَالُوْا : یَنَالُوْا مجزوم ہے کیونکہ حرف جزم کے بعد آیا ہے۔ علامت جزم حذف نون ہے کیونکہ افعال خمسہ میں سے ہے۔
ھُنَّ یَشْفِیْنَ : یَشْفِیْنَ مبنی علی السکون ہے کیونکہ نون جمع مونث ساتھ ملا ہوا ہے۔ محلاً مرفوع ہے کیونکہ ناصب وجازم سے خالی ہے۔
لَمْ یَرْضَیْنَ : مبنی علی السکون ہے کیونکہ جمع مونث کے نون کے ساتھ ملا ہوا ہے۔ محلاً مجزوم ہے کیونکہ حرف جزم کے بعد واقع ہے۔
لَنْ تَدْعُوْنَ : تَدْعُوْنَ مبنی علی السکون ہے کیونکہ نون جمع مونث ساتھ ملا ہوا ہے۔ محلاً منصوب ہے کیونکہ حرف نصب کے بعد واقع ہے۔

سوال : مضارع کب مرفوع ہوتا ہے اور اس کا رافع کیا ہوتا ہے؟ نیز مندرجہ ذیل سوالوں کو حل کریں۔

لم یضرب - لم، لم یکن - لم، لن ترضی - لن، لا تقربا - لا، لم ینالوا - لم، لم تخافی - لم، لا تخافی - لا، لا تدع - لا

جواب : مضارع جب نواصب وجوازم سے خالی ہو تو مرفوع ہوتا ہے۔ اس کا رافع (رفع دینے والا عامل) معنوی ہے اور وہ یہ ہے کہ ناصب وجازم سے خالی ہو جیسے ھُوَ یَضْرِبُ - یَغْزُوْ - یَرْضٰی ناصب سے مراد وہ حروف ہیں جو فعل مضارع کو نصب دیتے ہیں اور وہ چار ہیں: اَنْ - لَنْ - کَیْ - اِذَنْ جوازم سے مراد وہ حروف ہیں جو مضارع کو جزم دیتے ہیں اور وہ پانچ ہیں: لام امر، لام نہی، لَمْ، لَمَّا، اِنْ

جب مضارع ان حروف سے خالی ہو تو مرفوع ہوگا۔

لَمْ یَضْرِبْ - لَمْ = یَضْرِبُ

لَمْ یَکُنْ - لَمْ = یَکُوْنُ ضمہ لگنے کی وجہ سے التقائے ساکنین نہ رہا اور حذف شدہ واؤ واپس آگیا۔

لَنْ تَرْضٰی - لَنْ = تَرْضٰی پہلے فتحہ تقدیری تھا' اب ضمہ تقدیری ہوگا

لَا تَقْرَبَا - لَا = تَقْرَبَانِ گرا ہوا نون اعرابی واپس آگیا

لَمْ یَنَالُوْا - لَمْ = یَنَالُوْنَ " " "

لَمْ تَخَافِیْ - لَمْ = تَخَافِیْنَ " " "

لَا تَدْعُ - لَمْ = تَدْعُوْ حذف شدہ حرف علت واپس آگیا

فصل : المنصوب عامله خمسة أحرف ان و لن و كى و اذن و أن المقدرة نحو أريد أن تحسن الى و أنا لن أضربک و أسلمت كى أدخل الجنة و اذن يغفر الله لک . و تقدر أن فى سبعة مواضع بعد حتى نحو أسلمت حتى أدخل ا لجنة و لام كى نحو قام زيد ليذهب و لام الجحد نحو ما كان الله ليعذبهم و الفاء الواقعة فى جواب الأمر و النهى و الاستفهام و النفى و التمنى و العرض نحو أسلم فتسلم و لا تعص فتعذب و هل تعلم فتنجو و ما تزورنا فنكرمک و ليت لى مالا فانفقه و ألا تنزل بنا فتصيب خيرا و بعد الواو الواقعة فى جواب هذه المواضع كذلک نحو أسلم و تسلم الى آخره و بعد أو بمعنى الى أن و الا أن نحو لأحبسنک أو تعطينى حقى و واو العطف اذا كان المعطوف عليه اسما صريحا نحو أعجبنى قيامک و أن تخرج و يجوز اظهار أن مع لام كى نحو أسلمت لأن أدخل الجنة و مع واو العطف نحو أعجبنى قيامک وأن تخرج و يجب اظهار أن فى لام كى اذا اتصلت بلا النافية نحو لئلا يعلم .

واعلم أن أن الواقعة بعد العلم ليست هى الناصبة للفعل المضارع و انما هى المخففة من المثقلة نحو علمت أن سيقوم قال الله تعالى علم أن سيكون منكم مرضى وأن الواقعة بعد الظن جاز فيه الوجهان النصب بها و أن تجعلها كالواقعة بعد العلم نحو ظننت أن سيقوم .

ترجمہ: فصل: (مضارع) منصوب اس کے عامل پانچ حروف ہیں ان' لن' کی' اذن اور ان مقدرہ جیسے ارید ان تحسن الی اور انا لن اضربک اور اسلمت کی ادخل الجنۃ اور اذن یغفر اللہ لک۔ اور مقدر ہوتا ہے ان سات جگہوں میں بعد حتی کے جیسے اسلمت حتی ادخل الجنۃ اور (بعد) لام کی کے جیسے قام زید لیذھب اور (بعد) لام جحد کے جیسے ما کان اللہ لیعذبھم اور (بعد) فاء کے جو واقع ہو امر' نہی' استفہام' نفی' تمنی اور عرض کے جواب میں جیسے اسلم فتسلم اور لا تعض فتعذب اور ھل تعلم فتنجو اور ما تزوزنا فنکرمک اور لیت لی مالا فانفقہ اور الا تنزل بنا فتصیب خیرا اور بعد واؤ کے جو ان مقلات کے جواب میں واقع ہو اسی طرح جیسے اسلم و تسلم الخ اور بعد او کے جو معنی میں الی ان یا الا ان کے ہو جیسے لاحبسنک او تعطینی حقی اور (بعد) عطف کے جب کہ معطوف علیہ اسم صریح ہو جیسے اعجبنی قیامک و تخرج اور جائز ہے ظاہر کرنا ان کا لام کی کے ساتھ جیسے اسلمت لادخل الجنۃ اور واؤ عطف کے ساتھ جیسے اعجبنی قیامک و ان تخرج۔ اور واجب ہے ظاہر کرنا ان کو جب مل جائے لا نافیہ کے ساتھ جیسے لئلا یعلم۔

اور جان لے کہ وہ ان جو واقع ہو علم کے بعد وہ فعل مضارع کو نصب دینے والا نہیں اور وہ تو صرف مخففہ من المثقلہ ہوتا ہے جیسے علمت ان سیقوم اللہ تعالیٰ نے فرمایا علم ان سیکون منکم مرضی اور وہ ان جو واقع ہو ظن کے بعد اس میں دو وجہیں جائز ہیں اس کے ساتھ نصب دینا اور یہ کہ بنائے تو اس کو اس کی طرح جو واقع ہے علم کے بعد جیسے ظننت ان سیقوم۔

سوالات

سوال: مضارع کے ناصب حروف کون کون سے ہیں؟ مع مثال ذکر کریں۔

سوال: ان ناصبہ کتنی جگہوں میں مقدر ہوتا ہے؟ مع مثال ذکر کریں۔

سوال: کیا تمنی کے لیے لیت کے علاوہ اور کس حرف کے بعد ان مقدر ہوتا ہے؟ مع مثال ذکر کریں۔

سوال: ولا تقربا ھذہ الشجرۃ فتکونا من الظالمین کے اندر فتکونا کے اعراب میں کتنے احتمال ہیں اور کیوں؟

سوال: واؤ اور او کے بعد ان کے مقدر ہونے کی کیا شرائط ہیں؟ مع مثال ذکر کریں۔

سوال: لام کی اور لام جحد میں کیا فرق ہے؟ کس کے ساتھ ان کو ظاہر کرنا جائز ہے؟

سوال: درج ذیل آیات میں مضارع کا اعراب اور اس کا سبب ذکر کریں۔

قالوا یا لیتنا نرد ولا نکذب بآیات ربنا۔ وما کان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا او من وراء حجاب او یرسل رسولا فیوحی باذنہ ما یشاء۔

سوال: خط کشیدہ الفاظ کا معطوف علیہ ذکر کریں نیز مضارع کا اعراب اور سبب اعراب ذکر کریں۔

قالوا اجئتنا لنعبد اللہ وحدہ و نذر ما کان یعبد آباؤنا ۔ اصلاتک تامرک ان نترک ما کان یعبد آباؤنا او ان نفعل فی اموالنا ما نشاء ۔ ولا یقضی علیھم فیموتوا ۔ لولا ارسلت الینا رسولا فنتبع آیاتک ونکون من المومنین ۔ لو ان لنا کرۃ فنتبرا منھم ۔ یا لیتنی کنت معھم فافوز فوزا عظیما ۔ لعلی ابلغ الاسباب اسباب السموات فاطلع ۔ ولا تطرد الذین یدعون ربھم بالغداۃ والعشی یریدون وجھہ ما علیک من حسابھم من شیء وما من حسابک علیھم من شیء فنطردھم فتکون من الظالمین ۔ لیس لک من الامر شیء او یتوب علیھم ۔ ولا تلبسوا الحق بالباطل وتکتموا الحق وانتم تعلمون

سوال : لام جحود کہاں آتا ہے اور اس کے جملے کی ترکیب کیسے کریں گے؟ نیز مندرجہ ذیل جملوں کے لام کا فرق بتائیں۔

ما کان للنبی ان یکون لہ اسری ۔ ما کان لکم ان تنبتوا شجرھا ۔ ما کان للنبی ان یغل ۔ ما کان اللہ لیعذبھم ۔ انما انا رسول ربک لاھب لک غلاما زکیا

سوال : واؤ، فاء اور او کے بعد جب ان مقدر ہو تو مابعد کو ماقبل سے کس طرح ملاتے ہیں؟ مثلا یا لیتنا نرد ولا نکذب بآیات ربنا ۔ لالزمنک او تعطینی حقی ۔ لو ان لنا کرۃ فنکون ۔ ما کان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا او من وراء حجاب او یرسل رسولا

سوال : کی کے کل حالات مع امثلہ ذکر کریں۔

سوال : اَنْ ناصبہ اور اَنْ مخففہ من المثقلہ کا ترکیب میں کیا فرق ہے؟ جبکہ دونوں مابعد کو مصدر مووّل بناتے ہیں۔ اس کے بعد ان کی اقسام بھی ذکر کریں

سوال : مندرجہ ذیل شعر میں خط کشیدہ کا اعراب اور عامل بتائیں نیز ترجمہ کریں۔

الا ایھذا اللائمی احضر الوغی
وان اشھد اللذات ھل انت مخلدی

حل سوالات

سوال : مضارع کے ناصب حروف کون کون سے ہیں؟ مع مثال ذکر کریں۔

جواب : فعل مضارع کے ناصب اَنْ ۔ لَنْ ۔ کَیْ ۔ اِذَنْ اور اَنْ مقدرہ ہیں۔

مثالیں : اُرِیْدُ اَنْ تُحْسِنَ اِلَیَّ ، اَنَا لَنْ اَضْرِبَکَ ، اَسْلَمْتُ کَیْ اَدْخُلَ الْجَنَّۃَ ، اِذَنْ یَغْفِرَ اللّٰہُ لَکَ ، قَامَ زَیْدٌ لِیَذْھَبَ لام کے بعد ان مقدر ہے تقدیر ہے قَامَ زَیْدٌ لِاَنْ یَذْھَبَ۔

اَنْ سات جگہوں میں مقدر ہوتا ہے جن کا بیان آگے آرہا ہے۔

سوال : اَنْ ناصبہ کتنی جگہوں میں مقدر ہوتا ہے؟ مع مثال ذکر کریں۔

جواب : اَنْ ناصبہ سات مقامات میں مقدر ہوتا ہے ۔(۱) حتی کے بعد جیسے اَسْلَمْتُ حَتّٰی اَدْخُلَ الْجَنَّۃَ ای اَسْلَمْتُ حَتّٰی اَنْ اَدْخُلَ الْجَنَّۃَ (میں اسلام لایا تاکہ میں جنت میں داخل ہو جاؤں) (۲) لام کَیْ کے بعد جیسے قَامَ زَیْدٌ لِیَذْھَبَ ای لِاَنْ یَذْھَبَ (زید کھڑا ہوا تاکہ جائے)(۳) لام جحد کے بعد جیسے مَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَھُمْ ای لِاَنْ یُعَذِّبَھُمْ (نہیں اللہ کہ ان کو عذاب دے)(۴) فاء کے بعد جو امر' نہی' استفہام' نفی' تمنی اور عرض کے جواب : میں واقع ہو جیسے اَسْلِمْ فَتَسْلَمَ۔ وَلَا تَعْصِ فَتُعَذَّبَ۔ ھَلْ تَعَلَّمَ فَتَنْجُوَ۔ مَا تَزُوْرُنَا فَنُکْرِمَکَ۔ لَیْتَ لِیْ مَالاً فَاُنْفِقَہٗ۔ اَلَا تَنْزِلُ بِنَا فَتُصِیْبَ خَیْرًا ان کے ترجمے یوں ہوں گے اسلام لا کہ سلامت رہے ' اور نافرمانی نہ کر کہ عذاب دیا جائے ' کیا تو سیکھے گا کہ نجات پائے ' کیا تو ہم سے ملاقات نہیں کرتا کہ ہم تیری عزت کریں ' کاش میرے پاس مال ہو کہ میں اسے خرچ کروں ' کیا تو ہمارے پاس نہیں اترتا کہ پائے تو بھلائی کو)

(۵) واؤ کے بعد جو مقامات مذکورہ بالا کے جواب : میں ہو جیسے اَسْلِمْ وَتَسْلَمَ۔ وَلَا تَعْصِ وَتُعَذَّبَ۔ ھَلْ تَعَلَّمَ وَتَنْجُوَ۔ مَا تَزُوْرُنَا وَنُکْرِمَکَ۔ لَیْتَ لِیْ مَالاً وَاُنْفِقَہٗ۔ اَلَا تَنْزِلُ بِنَا وَتُصِیْبَ خَیْرًا ان سب جملوں میں واؤ کے بعد ان مقدر ہے۔

(۶) اَوْ کے بعد جو اِلٰی اَنْ یا اِلَّا اَنْ کے معنی میں ہو جیسے لَاَحْبِسَنَّکَ اَوْ تُعْطِیَنِیْ حَقِّیْ ای اِلٰی اَنْ تُعْطِیَنِیْ حَقِّیْ (میں تجھے پکڑے رکھوں گا یہاں تک کہ تو میرا حق دے دے ۔

(۷) واؤ عطف کے بعد جبکہ معطوف علیہ اسم صریح ہو جیسے اَعْجَبَنِیْ قِیَامُکَ وَتَخْرُجَ ای وَاَنْ تَخْرُجَ (اچھا لگا مجھے تیرا کھڑا ہونا اور تیرا نکلنا۔

مندرجہ بالا سات مقامات میں ان مقدر ہوتا ہے۔

نوٹ : فاء کے بعد اَنْ کے مقدر ہونے کی شرط یہ ہے کہ فاء عاطفہ نہ ہو بلکہ سببیت کے لیے ہو اور کبھی دونوں صورتیں جائز ہوتی ہیں جیسے وَلَا تَقْرَبَا ھٰذِہِ الشَّجَرَۃَ فَتَکُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِیْنَ کیونکہ تکونا کی علامت نصب وعلامت جزم حذف نون ہے۔ اگر عطف ہو تو مجزوم ہے' اگر اَنْ مقدر ہو تو منصوب ہوگا۔

سببیت کی مثال : اَلَمْ تَکُنْ اَرْضُ اللّٰہِ وَاسِعَۃً فَتُھَاجِرُوْا فِیْھَا (کیا اللہ کی زمین وسیع نہیں کہ تم اس میں ہجرت کرو)

سوال : کیا تمنی کے لیے لَیْتَ کے علاوہ اور کس حرف کے بعد اَنْ مقدر ہوتا ہے؟ مع مثال ذکر کریں۔

جواب : تمنی کے لیے لَیْتَ کی طرح لَوْ کے بعد بھی اگر فاء ہو تو ان مقدر ہوتا ہے جیسے لَوْ اَنَّ لَنَا کَرَّۃً فَنَتَبَرَّاَ مِنْھُمْ۔ لَوْ اَنَّ لِیْ کَرَّۃً فَاَکُوْنَ مِنَ الْمُحْسِنِیْنَ

اسی طرح ترجی لَعَلَّ کے بعد بھی اَنْ مقدر ہوتا ہے جیسے لَعَلِّیْ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ اَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ فَاَطَّلِعَ اِلٰی اِلٰہِ مُوْسٰی اس مثال میں بھی لَعَلَّ کے بعد فاء واقع ہے' اس کے بعد اَنْ مقدر ہے۔
لَوْلَا کے بعد بھی اَنْ مقدر ہوتا ہے جیسے لَوْلَا اَرْسَلْتَ اِلَیْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ آیَاتِکَ وَنَکُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ۔

سوال: وَلَا تَقْرَبَا ھٰذِہِ الشَّجَرَۃَ فَتَکُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِیْنَ کے اندر فَتَکُوْنَا کے اعراب میں کتنے احتمال ہیں اور کیوں؟

جواب: اس کے اندر دو احتمال ہیں۔ ایک تو یہ کہ فاء عاطفہ ہو' اس صورت میں تَقْرَبَا پر عطف ہے۔ تقربا فعل لام نہی کے بعد لہٰذا مجزوم ہے اور تَکُوْنَا تَقْرَبَا پر معطوف ہے اس لیے یہ بھی مجزوم ہے۔ ترجمہ اس صورت میں یہ ہوگا "نہ قریب جاؤ تم دونوں اس درخت کے پس نہ ہو جاؤ ظالموں میں سے"
دوسرا احتمال یہ ہے کہ فَتَکُوْنَا کے فاء کے بعد اَنْ مقدر ہے۔ اس صورت میں تَکُوْنَا منصوب ہے۔ پھر ترجمہ یوں ہوگا "اور نہ قریب جاؤ تم (دونوں) اس درخت کے کہ ہو جاؤ گے تم ظالموں میں سے"

سوال: واؤ اور اَوْ کے بعد اَنْ کے مقدر ہونے کی کیا شرائط ہیں؟ مع مثال ذکر کریں۔

جواب: واؤ کے بعد اَنْ کے مقدر ہونے کی شرط یہ ہے کہ واؤ معیت کے لیے ہو جیسے یَا لَیْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُکَذِّبَ بِآیَاتِ رَبِّنَا معنی یہ ہیں: یَا لَیْتَنَا نُرَدُّ مَعَ عَدَمِ التَّکْذِیْبِ۔ لَا تَنْہَ عَنْ خُلُقٍ وَتَاْتِیَ مِثْلَہٗ اَیْ مَعَ اِتْیَانِکَ مِثْلَہٗ
اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس شعر میں واؤ حالیہ ہے اور مصدر مؤوّل مبتدا ہو اس کی خبر محذوف ہو معنی یوں ہو لَا تَنْہَ عَنْ خُلُقٍ وَاِتْیَانُکَ مِثْلَہٗ مَوْجُوْدٌ
اَوْ کے بعد اَنْ کے مقدر ہونے کی شرط یہ ہے کہ اَوْ اِلٰی اَنْ یا اِلَّا اَنْ کے معنی میں ہو جیسے لَاَحْبِسَنَّکَ اَوْ تُعْطِیَنِیْ حَقِّیْ معنی یا یہ ہے کہ میں تجھے بند رکھوں گا یہاں تک کہ تو مجھے میرا حق دے دے اور یا یہ معنی ہے میں تجھے بند رکھوں گا مگر یہ کہ تو مجھے میرا حق دے دے۔

سوال: لام کی اور لام جحد میں کیا فرق ہے؟ کس کے ساتھ ان کو ظاہر کرنا جائز ہے؟

جواب: لام کی سے مراد وہ لام ہے جو کَیْ کا معنی دے جیسے جَاءَ زَیْدٌ لِیَدْرُسَ
لام جحد سے مراد وہ لام ہے جو مَا کَانَ یا لَمْ یَکُنْ کی نفی کی تاکید کے لیے آتا ہے جیسے مَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَھُمْ۔ لَمْ یَکُنِ اللّٰہُ لِیَغْفِرَ لَھُمْ وَلَا لِیَھْدِیَھُمْ سَبِیْلًا۔ مَا کَانُوْا لِیُؤْمِنُوْا
لام کَیْ کے ساتھ ان کو ظاہر کرنا جائز ہے جیسے جَاءَ زَیْدٌ لِاَنْ یَدْرُسَ۔ اسلمتُ لِاَنْ اَدْخُلَ الْجَنَّۃَ وغیرہ۔ لیکن لام جحد کے بعد اَنْ کو ظاہر کرنا جائز نہیں ہے۔

سوال: درج ذیل آیات میں مضارع کا اعراب اور اس کا سبب ذکر کریں۔
قالوا یا لیتنا نُرَدُّ وَلَا نُکَذِّبَ بآیات ربنا ۔ وما کان لبشر ان یکلمه الله الا وحیا او من وراء حجاب او یُرْسِلَ رَسُوْلاً فَیُوْحِیَ باذنه ما یشاء ۔

جواب: نُرَدُّ فعل مضارع مرفوع ہے کیونکہ نواصب وجوازم سے خالی ہے۔
نُکَذِّبَ فعل مضارع منصوب ہے' واؤ کے بعد ان مقدر ہے۔
اَنْ یُکَلِّمَ فعل مضارع منصوب ہے کیونکہ حرف نصب کے بعد ہے۔
یُرْسِلَ منصوب ہے کیونکہ مستثنٰی وحیا پر عطف ہے۔
فائدہ: لفظ یُرْسِلَ کا معطوف علیہ اسم صریح ہے اس لیے یہ منصوب ہے۔ یہاں اَنْ مقدر ہے تاکہ اسم کا اسم پر عطف ہو سکے۔
فَیُوْحِیَ منصوب ہے کیونکہ یُرْسِلَ مضارع منصوب پر معطوف ہے

سوال: خط کشیدہ الفاظ کا معطوف علیہ ذکر کریں نیز مضارع کا اعراب اور سبب اعراب ذکر کریں۔
قَالُوْا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَ نَذَرَ مَا کَانَ یَعْبُدُ آبَاؤُنَا ۔ اَصَلاتُکَ تَاْمُرُکَ اَنْ نَتْرُکَ مَا کَانَ یَعْبُدُ آبَاؤُنَا اَوْ اَنْ نَفْعَلَ فِیْ اَمْوَالِنَا مَا نَشَاءُ ۔ وَلَا یُقْضٰی عَلَیْهِمْ فَیَمُوْتُوْا ۔ لَوْلَا اَرْسَلْتَ اِلَیْنَا رَسُوْلاً فَنَتَّبِعَ آیَاتِکَ وَنَکُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ۔ لَوْ اَنَّ لَنَا کَرَّةً فَنَتَبَرَّاَ مِنْهُمْ ۔ یَا لَیْتَنِیْ کُنْتُ مَعَهُمْ فَاَفُوْزَ فَوْزًا عَظِیْمًا ۔ لَعَلِّیْ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ اَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ فَاَطَّلِعَ ۔ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ مَا عَلَیْکَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِنْ شَیْءٍ وَمَا مِنْ حِسَابِکَ عَلَیْهِمْ مِنْ شَیْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَکُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۔ لَیْسَ لَکَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ اَوْ یَتُوْبَ عَلَیْهِمْ ۔ وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَکْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ

جواب: لِنَعْبُدَ منصوب ہے کیونکہ لام کی کے بعد ان ناصبہ مقدر ہے
نَذَرَ منصوب ہے کیونکہ فعل منصوب پر عطف ہے۔ یہ مضارع ہے اس کی اصل نَوْذَرُ ہے
اَنْ نَتْرُکَ فعل مضارع منصوب ہے کیونکہ ان ناصبہ کے بعد ہے
یَعْبُدُ فعل مضارع مرفوع ہے کیونکہ نواصب وجوازم سے خالی ہے
اَنْ نَفْعَلَ منصوب ہے کیونکہ ان ناصبہ کے بعد ہے
نَشَاءُ مرفوع ہے کیونکہ عوامل لفظیہ سے خالی ہے
یُقْضٰی مرفوع ہے کیونکہ عوامل لفظیہ سے خالی ہے
فَیَمُوْتُوْا منصوب ہے کیونکہ نفی کے بعد فاء مضارع پر داخل ہے اور اس کے بعد اَنْ مقدر ہوتا ہے
فَنَتَّبِعَ منصوب ہے کیونکہ لولا کے بعد فاء ہے اس کے بعد بھی اَنْ مقدر ہے جو نصب دے رہا ہے

وَنَکُوْنَ منصوب ہے کیونکہ منصوب پر معطوف ہے

فَنَتَبَرَّأَ۔ لَوْ تمنی کے بعد فاء ہے اس کے بعد بھی اَنْ مقدر ہوتا ہے۔ اسی کی وجہ سے منصوب ہے

فَأَفُوْزَ منصوب ہے کیونکہ تمنی کے بعد مضارع پر فاء داخل ہے اس کے بعد اَنْ مقدر ہوتا ہے

اَبْلُغُ مرفوع ہے کیونکہ عوامل لفظیہ سے خالی ہے

فَاَطَّلِعَ۔ لَعَلِّیْ کے بعد فاء فعل مضارع پر داخل ہے یہاں بھی اَنْ مقدر مانا جاتا ہے اسی کی وجہ سے منصوب ہے

لَا تَطْرُدْ مجزوم ہے کیونکہ حرف جزم کے بعد ہے

یَدْعُوْنَ مرفوع ہے کیونکہ عوامل لفظیہ سے خالی ہے

یُرِیْدُوْنَ مرفوع ہے کیونکہ عوامل لفظیہ سے خالی ہے

فَتَطْرُدَ منصوب ہے کیونکہ ان مقدرہ کے بعد ہے

فَتَکُوْنَ منصوب ہے کیونکہ ان مقدرہ کے بعد ہے

اَوْ یَتُوْبَ منصوب ہے کیونکہ او کے بعد واقع ہے جو الی ان کے معنی میں ہے

لَا تَلْبِسُوْا مجزوم ہے کیونکہ حرف جزم کے بعد ہے

وَتَکْتُمُوْا مجزوم ہے کیونکہ حرف جزم پر معطوف ہے

تَعْلَمُوْنَ مرفوع ہے کیونکہ عوامل لفظیہ سے خالی ہے

خط کشیدہ الفاظ اَنْ نَفْعَلَ فِیْ اَمْوَالِنَا مَا نَشَاءُ کا معطوف علیہ مَا کَانَ یَعْبُدُ ہے یعنی مصدر مؤول کا معطوف علیہ مَا اسم موصول ہے، مصدر مؤول اَنْ نَتْرُکَ نہیں ہے۔

فائدہ: وَتَکْتُمُوْا میں دو احتمال ہیں۔ واؤ عاطفہ ہو تو لائے نہی کی وجہ سے مجزوم ہے اور اگر واؤ معیت ہو تو اَنْ مقدرہ کی وجہ سے منصوب ہے۔

فائدہ: فَتَطْرُدَ کی فاء نفی کے بعد ہے کیونکہ اس سے پہلے ہے وَمَا مِنْ حِسَابِکَ عَلَیْهِمْ مِنْ شَیْءٍ اور فَتَکُوْنَ مِنَ الظَّالِمِیْنَ کی فاء نہی کے بعد ہے کیونکہ اس کا تعلق وَلَا تَطْرُدِ الَّذِیْنَ کے ساتھ ہے۔

سوال: لام جحود کہاں آتا ہے اور اس کے جملے کی ترکیب کیسے کریں گے؟ نیز مندرجہ ذیل جملوں کے لام کا فرق بتائیں۔

مَا کَانَ لِلنَّبِیِّ اَنْ یَکُوْنَ لَهٗ اَسْرٰی۔ مَا کَانَ لَکُمْ اَنْ تُنْبِتُوْا شَجَرَهَا۔ مَا کَانَ لِنَبِیٍّ اَنْ یَغُلَّ۔ مَا کَانَ اللّٰهُ لِیُعَذِّبَهُمْ۔ اِنَّمَا اَنَا رَسُوْلُ رَبِّکِ لِاَهَبَ لَکِ غُلَامًا زَکِیًّا۔

جواب: لام جحد کان کی نفی کے بعد لایا جاتا ہے۔ اور کان کی خبر پر داخل ہوتا ہے اور شرط یہ

بھی ہے کہ وہ خبر کَانَ کے اسم پر مقدم نہ ہو جیسے مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ ۔
لام جحد کے جملے کی ترکیب: جیسے لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ بعض نحویوں کے نزدیک یہ لام حرف جر ہے اور مصدر مؤول کے ساتھ مل کر محذوف سے متعلق ہے جو کان کی خبر ہے۔ تقدیر یوں ہے لم یکن اللّٰهُ حَقِيقًا لِاَنْ يَغْفِرَ لَهُمْ
اکثر نحاۃ کے نزدیک یہ لام زائد ہے اور مصدر مؤول کَانَ کی خبر بنتا ہے۔
یہاں پر ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ مصدر' ذات کی خبر کس طرح ہوگا؟ کیونکہ لفظ اللہ مبتدا ذات ہے اور مصدر مؤول خبر ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مسند الیہ کی جانب صفت یا مسند کی جانب لفظ ذا محذوف نکالیں گے اور یا مصدر مؤول بمعنی اسم فاعل ہوگا۔ تقدیر یوں ہوگی لَمْ يَكُنْ صِفَةُ اللّٰهِ مَغْفِرَتَهُمْ ۔

یا لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ ذَا مَغْفِرَتِهِمْ   یا لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ غَافِرًا لَهُمْ ۔
فائدہ: سوال کے میں پہلے جملے میں لِنَبِيٍّ کا لام جارہ ہے کیونکہ خبر' اسم پر مقدم ہے اور لام کَیْ کے بعد خبر پر آتا ہے۔
دوسرے جملے میں بھی لکم پر لام جارہ ہے۔
اسی طرح تیسرے جملے میں بھی لِنَبِيٍّ پر لام جارہ ہے۔
البتہ چوتھے جملے میں لام جحد ہے کیونکہ لام جحد کی تمام شرائط پائی جا رہی ہیں۔ یہ کہ کَانَ منفی کے بعد واقع ہے اور کَانَ کی خبر پر داخل ہے اس حال میں کہ خبر' اسم کے بعد واقع ہے۔
پانچویں جملے میں لِاَهَبَ پر لام کَیْ داخل ہے۔

سوال: واؤ' فاء اور او کے بعد جب ان مقدر ہو تو مابعد کو ماقبل سے کس طرح ملاتے ہیں؟ مثلاً يَا لَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِآيَاتِ رَبِّنَا ۔ لَاَلْزَمَنَّكَ اَوْ تُعْطِيَنِي حَقِّيْ ۔ لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُوْنَ ۔ مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا ۔

جواب: واؤ' فا اور او کے بعد جب ان مقدر ہو تو اس کا مابعد مصدر مؤول بنتا ہے۔ اس مصدر مؤول کو ماقبل سے ملانے کے لیے یوں تاویل کی جاتی ہے کہ ماقبل عبارت سے جو جلد یا مصدر سمجھ میں آرہا ہے' اسے معطوف علیہ اور مصدر مؤول کو معطوف بنایا جاتا ہے اور اس کے لیے کہتے ہیں کہ مصدر مؤول کا معطوف علیہ موہوم ہے جیسے وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ اس کی تقدیر یوں ہوگی لَا يَكُنْ مِنْكُمَا قُرْبُ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ فَكَوْنُكُمَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ۔

اَلَا تَنْزِلُ بِنَا فَتُصِيْبَ خَيْرًا کی تقدیر یوں ہوگی اَلَا يَكُوْنُ مِنْكَ النُّزُوْلُ بِنَا فَاِصَابَةُ خَيْرٍ ۔ لَاَلْزَمَنَّكَ اَوْ تُعْطِيَنِي حَقِّيْ میں یوں ہوگا لَيَكُنْ مِنِّيْ لُزُوْمُكَ اَوْ اِعْطَاءٌ مِنْكَ لِحَقِّيْ ۔

سوال میں دی گئی مثالوں میں واوٗ فاء اور او کے مابعد کو ماقبل سے ملانے کے لیے واوٗ فاء وغیرہ سے ماقبل سے جو مصدر سمجھ آ رہا ہے' بنائیں گے۔ پھر اس مصدر پر فاء' واوٗ وغیرہ کے بعد والے مصدر مؤوّل کو معطوف کریں گے اور پہلا مصدر معطوف علیہ ہوگا جیسے یَا لَیتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُکَذِّبَ بِآیَاتِ رَبِّنَا یعنی لِیَکُنْ مِنَّا رَدٌّ وَعَدَمُ التَّکْذِیبِ بِآیَاتِ رَبِّنَا ۔

یا یَا لَیْتَ لَنَا ثُبُوْتُ الرَّدِّ مَعَ عَدَمِ التکذیبِ بِآیَاتِ رَبِّنَا

لا لزمنک او تعطینی حقی ای لِیَکُنْ مِنِّیْ لُزُومُکَ اَوْ اِعْطَاءُ مِنْکَ لِحَقِّیْ

لو ان لنا کرۃ فنکونَ من المومنینَ اَیْ لَوْ ثَبَتَ لَنَا کَرَّۃٌ فَکَوْنُنَا مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ۔

قولہ ما کان لبشر ان یکلّمَہُ اللّٰہُ الا وحیًا او من وراءِ حجابٍ او یُرْسِلَ اس میں یُرْسِلَ کا معطوف علیہ اسم صریح ہے معنی یوں ہے اِلَّا وَحْیًا اَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ اَوْ اِرْسَالَ رَسُوْلٍ ۔

سوال: کَیْ کے کل حالات مع امثلہ ذکر کریں۔

جواب: کَیْ کی تین صورتیں ہیں۔

(۱) جب اس سے پہلے لام ہو تو یہ ان کے معنی میں ہوگا جیسے لِکَیْ لَا یَعْلَمَ۔ لِکَیْ لَا تَاْسَوْا اور خود ناصب ہوگا

(۲) اگر کَیْ کے بعد اَنْ مذکور ہو تو یہ حرف جر ہے ٭بمعنی لام کے جیسے کَیْمَا اَنْ تَغُرَّ وَتَخْدَعَا (تاکہ تو فریب دے اور دھوکہ کرے) کَیْ کے بعد مَا زائدہ ہے اور معنی یہ ہوا لِاَنْ تَغُرَّ اس وقت یہ مصدر مؤوّل کو جر دے گا' فعل کا ناصب اَنْ مصدریہ ہوگا۔

(۳) اگر اس سے پہلے لام نہ ہو یا اس کے بعد اَنْ نہ ہو تو دو احتمال ہیں۔ جیسے کَیْلَا یَکُوْنَ دُوْلَۃً بَیْنَ الْاَغْنِیَاءِ مِنْکُمْ اگر کَیْ ٭بمعنی اَنْ ہو تو لام مقدر ہوگا اور اگر کَیْ ٭بمعنی لام ہو تو اَنْ مقدر ہوگا۔

سوال: اَنْ ناصبہ اور اَنْ مخففہ من المثقلہ کا ترکیب میں کیا فرق ہے؟ جبکہ دونوں مابعد کو مصدر مؤوّل بناتے ہیں۔ اس کے بعد اَنْ کی اقسام بھی ذکر کریں۔

جواب: اَنْ ناصبہ کے بعد جو مصدر مؤوّل بنتا ہے' وہ ایک مفعول کے قائم مقام ہوتا ہے جبکہ اَنْ مخففہ کا مصدر مؤوّل دو مفعولوں کے قائم مقام ہوتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اَنْ مخففہ عَلِمَ یا حَسِبَ جیسے افعال کے بعد آتا ہے اور یہ افعال دو مفعولوں کو چاہتے ہیں۔ اس لیے یہ مصدر مؤوّل دو مفعولوں کے قائم مقام ہوتا ہے جبکہ اَنْ ناصبہ میں ایسا نہیں ہے۔

نیز اَنْ ناصبہ کے بعد فعل ہوتا ہے جبکہ اَنْ مخففہ کے بعد ضمیر شان یا قصہ محذوف اس کا اسم ہوتا ہے اور جملہ مذکورہ اَنْ کی خبر بنتا ہے اور اَنْ مخففہ اپنے اسم وخبر سے مل کر مصدر مؤوّل ہوتا ہے۔

نیز ان ناصبہ شروع میں آکر مبتدا بنا سکتا ہے جیسے وان تصوموا خیرٌ لکمْ جبکہ اَنْ شروع جملے میں نہیں آسکتا درمیان میں آسکتا ہے جیسے عندی انک قائم۔

اَنْ کی اقسام: (۱) مصدریہ جیسے اُرِیْدُ اَنْ اَخْرُجَ (۲) تفسیریہ جیسے وَنَادَیْنَاہُ اَنْ یَا اِبْرَاهِیْمُ (۳) زائدہ جیسے فَلَمَّا اَنْ جَاءَ الْبَشِیْرُ () اَنْ مخففہ من المثقلہ جیسے عَلِمَ اَنْ سَیَکُوْنُ مِنْکُمْ مَرْضٰی۔ عَلِمَ اَنْ لَنْ تُحْصُوْہُ اس کے بعد اس کا اسم ضمیر شان محذوف ہے اور اگلا جملہ محلا مرفوع ہے جو اس کی خبر ہے۔ اور مصدر مؤوّل عَلِمَ کے دو مفعولوں کے قائم مقام ہے۔ اصل عبارت یوں ہے عَلِمَ اَنَّہٗ سَیَکُوْنُ مِنْکُمْ مَرْضٰی اسی طرح حَسِبُوْا اَنْ لَا تَکُوْنُ فتنۃٌ ای حَسِبُوْا اَنَّهَا لَا تَکُوْنُ فتنۃٌ۔

فائدہ: اَنْ تفسیریہ سے پہلے اور بعد میں دو الگ الگ جملے ہوتے ہیں' یہ مصدر مؤوّل نہیں بناتا۔

سوال: مندرجہ ذیل شعر میں خط کشیدہ کا اعراب اور عامل بتائیں نیز ترجمہ کریں۔

اَلَا اَیُّهٰذَا اللَّائِمِیْ اَحْضُرَ الْوَغٰی
وَاَنْ اَشْهَدَ اللَّذَّاتِ هَلْ اَنْتَ مُخْلِدِیْ

جواب: اَحْضُرَ فعل مضارع منصوب ہے اور اس سے پہلے اَنْ ناصبہ محذوف ہے جو اس کا عامل ہے۔ ترجمہ یہ ہے: "خبردار! اے مجھے ملامت کرنے والے کہ میں جنگ میں حاضر ہوں اور یہ کہ میں لذات (خواہشات) کے پاس رہوں' کیا تو مجھے ہمیشہ رہنے کی گارنٹی دیتا ہے؟"

اَنْ اَشْهَدَ کا عطف بھی اَنْ اَحْضُرَ مصدر مؤوّل پر ہو رہا ہے۔ اس سے پہلے حرف جر محذوف ہے۔ اَللَّائِم کے بعد ضمیر متکلم معنی میں مفعول ہے اور یہاں مضاف الیہ ہے اور صیغہ صفت معرف باللام کی اضافت ضمیر کی طرف درست ہے۔ تقدیر عبارت یوں ہے اَلَا اَیُّهٰذَا الرَّجُلُ الَّذِیْ یَلُوْمُنِیْ عَلٰی اَنْ اَحْضُرُ الْحَرْبَ وَعَلٰی اَنْ اَتْرُکَ اللَّذَّاتِ هَلْ اَنْتَ مُخْلِدِیْ؟

فصل: المجزوم عامله لم لما و لام الامر و لاالنهی و کلم المجازات و هی ان و مهما و اذ ما و حیثما و أین و متی و ما و من و أی وأنی و ان المقدرة نحو لم یضرب و لما یضرب و لیضرب و لا تضرب و ان تضرب اضرب آه .

واعلم أن لم تقلب المضارع ماضیا منفیا و لما کذلک الا أن فیها توقعا بعده و دواما قبله نحو قام الامیر لما یرکب و ایضا یجوز حذف الفعل بعد لما خاصة تقول ندم زید و لما أی و لما ینفعه الندم و لا تقول ندم زید و لم .

و اما کلم المجازات حرفا کانت أو اسما فهی تدخل علی الجملتین لتدل علی أن الأولی

سبب للثانية و تسمى الأولى شرطا و الثانية جزاء ثم ان كان الشرط و الجزاء مضارعين يجب الجزم فيهما لفظا نحو ان تكرمنى أكرمک و ان كانا ماضيين لم تعمل فيهما لفظا نحو ان ضربت ضربت و ان كان الجزاء وحده ماضيا يجب الجزم فى الشرط نحو ان تضربنى ضربتک وان كان الشرط وحده ماضيا جاز فى الجزاء الوجهان نحو ان جئتنى أكرمک .

واعلم أنه اذا كان الجزاء ماضيا بغير قد لم يجز الفاء فيه نحو ان أكرمتنى أكرمتک قال الله تعالى : و من دخله كان آمنا و ان كان مضارعا مثبتا أو منفيا بلا جاز فيه الوجهان نحو ان تضربنى أضربک أو فأضربک و ان تشتمنى لا أضربک أو فلا أضربک . وان لم يكن الجزاء أحد القسمين المذكورين فيجب الفاء فيه و ذلک فى أربع صور الأولى أن يكون الجزاء ماضيا مع قد كقوله تعالى : ان يسرق فقد سرق أخ له من قبل و الثانية ان يكون مضارعا منفيا بغير لا كقوله تعالى : و من يبتغ غير الاسلام دينا فلن يقبل منه و الثالثة أن يكون جملة اسمية كقوله تعالى من جاء بالحسنة فله عشر أمثالها و الرابعة أن يكون جملة انشائية اما أمرا كقوله تعالى : قل ان كنتم تحبون الله فاتبعونى و اما نهيا كقوله تعالى : فان علمتموهن مؤمنات فلا ترجعوهن الى الكفار . و قد يقع اذا مع الجملة الاسمية موضع الفاء كقوله تعالى : و ان تصبهم سيئة بما قدمت أيديهم اذا هم يقنطون .

وانما يقدر ان بعد الافعال الخمسة التى هى الأمر نحو تعلم تنج و النهى نحو لا تكذب يكن خيرا لک و الاستفهام نحو هل تزورنا نكرمک و التمنى نحو ليتک عندى اخدمک و العرض نحو ألا تنزل بنا تصب خيرا و بعد النفى فى بعض المواضع نحو لا تفعل شرا يكن خيرا لک و ذلک اذا قصد أن الأول سبب للثانى كما رأيت فى الأمثلة فان معنى قولنا تعلم تنج هو ان تتعلم تنج و كذلک البواقى فلذلک امتنع قولک لا تكفر تدخل النار لامتناع السببية اذ لا يصح أن يقال ان لا تكفر تدخل النار .

ترجمہ :فصل: (مضارع) مجزوم اس کا عامل ہے لم 'لما' لام امر' لائے نہی اور کلم مجازاۃ اور وہ (کلم مجازاۃ) ہیں ان' مہما' اذما' حیثما' این' متی' ما' من' ای' انی اور ان مقدرہ جیسے لم یضرب' لما یضرب' لیضرب' لا تضرب اور ان تضرب اضرب الخ۔

اور جان لے کہ لم مضارع کو ماضی منفی سے بدل دیتا ہے اور لما اسی طرح ہے مگر اس میں اس کے بعد (ہونے کی) توقع اور اس سے پہلے (نہ ہونے کا) دوام ہوتا ہے جیسے قام الامیر لما یرکب (امیر کھڑا ہوا اور ابھی تک نہیں بیٹھا) نیز جائز ہے فعل کو حذف کرنا لما کے بعد خاص طور پر تو کہے ندم زید و لما یعنی ولما ینفعہ الندم (اسے ابھی تک ندامت نے فائدہ نہ دیا) اور نہیں کہہ سکتا تو ندم زید و لم۔

اور کلم مجازاۃ حرف ہوں یا اسم تو وہ داخل ہوتے ہیں دو جملوں پر تاکہ اس بات پر دلالت کریں کہ پہلا دوسرے کے لئے سبب ہے۔ اور پہلے کا نام شرط اور دوسرے کا نام جزاء رکھا جاتا ہے۔ پھر اگر شرط اور جزاء (دونوں فعل) مضارع ہوں تو واجب ہے ان دونوں میں جزم لفظا جیسے ان تکرمنی اکرمک اور اگر دونوں ماضی ہوں تو (کلم مجازاۃ) ان میں لفظا عمل نہ کریں گے جیسے ان ضربت ضربت۔ اور اگر صرف جزاء فعل ماضی ہو تو واجب ہے جزم شرط میں جیسے ان تضربنی ضربتک اور اگر صرف شرط فعل ماضی ہو تو جزاء میں دو وجہیں جائز ہیں جیسے ان جئتنی اکرمک۔

اور جان لے کہ جب جزاء ماضی ہو بغیر قد کے اس میں فاء جائز نہیں ہے جیسے ان اکرمتنی اکرمتک ارشاد باری تعالیٰ ہے ومن دخلہ کان آمنا اور اگر مضارع مثبت ہو یا منفی (حرف) لا کے ساتھ ہو اس میں دو وجہیں جائز ہیں جیسے ان تضربنی اضربک اور فاضربک اور ان تشتمنی لا اضربک اور فلا اضربک اور اگر جزاء ان دو ذکر کردہ قسموں میں سے نہ ہو تو اس میں فاء کا ہونا واجب ہے اور یہ چار صورتوں میں ہے پہلی یہ کہ جزاء ماضی ہو قد کے ساتھ جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے وان یسرق فقد سرق اخ لہ من قبل اور دوسری (صورت) یہ کہ مضارع منفی ہو لا کے علاوہ کے ساتھ جیسے اللہ تعالیٰ کا قول ہے ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ اور تیسری (صورت) یہ کہ (جزاء) جملہ اسمیہ ہو جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالہا اور چوتھی (صورت) یہ کہ (جزاء) جملہ انشائیہ ہو یا امر جیسے اللہ تعالیٰ کا قول قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی اور یا نہی جیسے اللہ تعالیٰ کا قول فان علمتموھن مؤمنات فلا ترجعوھن الی الکفار اور کبھی واقع ہوتا ہے اذا جملہ اسمیہ کے ساتھ فاء کی جگہ جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد وان تصبہم سیئۃ بما قدمت ایدیہم اذاھم یقنطون۔

اور ان مقدر ہوتا ہے ان پانچ فعلوں کے بعد امر جیسے تعلم تنج اور نہی جیسے لا تکذب تکن خیرا لک اور استفہام جیسے ھل تزورنا نکرمک اور تمنی جیسے لیتک عندی اخدمک اور عرض جیسے الا تنزل بنا تصب خیرا اور نفی کے بعد بعض جگہوں میں جیسے لا تفعل شرا یکن خیرا لک اور یہ اس وقت جب

(متکلم) اس بات کا ارادہ کرے کہ پہلا دوسرے کے لئے سبب ہے جیسے دیکھا تو نے مثالوں میں کیونکہ معنی ہمارے اس قول "تعلم تنج" کا یہ ہے" ان تتعلم تنج" اور اسی طرح باقی ہیں اسی وجہ سے منع ہے تیرا یہ قول لا تکفر تدخل النار سببیت کے محال ہونے کی وجہ سے کیونکہ درست نہیں کہ کہا جائے ان لا تکفر تدخل النار (اگر تو کفر نہ کرے تو دوزخ میں جائے گا)۔

سوالات

سوال: لم اور لما کا فرق مع مثال بتائیں اور لما کی اقسام مع مثال بتائیں۔

سوال: مصنفؒ نے جزم دینے والے الفاظ کو کلم المجازاۃ کیوں کہا؟

سوال: کلم المجازاۃ کا جدول بنائیں نیز ہر ایک کا اعراب بمع مثال ذکر کریں۔

سوال: کس جازم کے بعد دو فعل اور کس کے بعد ایک فعل ہوتا ہے؟

سوال: یضرب۔ تضرب اور اضرب میں لام امر کہاں آئے گا اور کہاں نہیں؟

سوال: جزاء کی جملہ صورتوں کو جدول میں ذکر کریں اور یہ بتائیں کہ کب جزاء پر فاء داخل ہوتی ہے اور کب نہیں؟ قاعدہ تحریر کریں۔

سوال: فا جزائیہ کی جگہ اور کون سا حرف آسکتا ہے؟ مع مثال ذکر کریں۔

سوال: ان جازمہ کب مقدر ہوتا ہے؟ نیز نہی کے بعد مقدر ہونے کی کیا شرط ہے؟

حل سوالات

سوال: لَمْ اور لَمَّا کا فرق مع مثال بتائیں اور لما کی اقسام مع مثال بتائیں۔

جواب: لَمْ اور لَمَّا کا فرق:

لَمْ	لَمَّا
(۱) ماضی بناتا ہے	(۱) ماضی بناتا ہے
(۲) ماضی منفی میں دوام ضروری نہیں	(۲) ماضی منفی میں دوام ہوتا ہے
(۳) مستقبل میں توقع ضروری نہیں	(۳) مستقبل میں توقع ہوتی ہے
(۴) معمول حذف نہیں ہوتا	(۴) معمول حذف ہو سکتا ہے جیسے نَدِمَ زَیْدٌ وَلَمَّا .... اَیْ وَلَمَّا یَنْفَعُهُ النَّدَمُ
(۵) اِنْ شرطیہ داخل نہیں ہو سکتا۔	(۵) اِنْ شرطیہ داخل ہو سکتا ہے

لَمَّا کی اقسام:

(۱) لَمَّا نافیہ جیسے کَلَّا لَمَّا یَقْضِ مَا اَمَرَہٗ

(۲) لَمَّا بمعنیٰ اِلَّا جیسے اِنْ کُلُّ نَفْسٍ لَمَّا عَلَیْھَا حَافِظٌ۔ عَزَمْتُ عَلَیْکَ لَمَّا فَعَلْتَ کَذَا یعنی مَا اَطْلُبُ مِنْکَ اِلَّا فِعْلَ کَذَا

(۳) لَمَّا شرطیہ جیسے لَمَّا تَجْلِسُ اَجْلِسُ ۔ اس کو بعض ظرف بناتے ہیں اور بعض حرف شرط معنی اِنْ ۔ اگر معنی "جب" کے ساتھ کریں گے تو ظرف بنے گا جیسے "جب تو بیٹھے گا میں بیٹھوں گا" اس صورت میں ظرف مابعد فعل شرط سے متعلق ہے۔ لَمَّا تَجْلِس فعل فاعل اور ظرف مل کر جملہ شرط اور اَجْلِس فعل فاعل مل کر جملہ جزا۔ شرط وجزا مل کر جملہ شرطیہ ہوگا۔ اگر معنی "اگر" کریں تو ان کے معنی میں حرف شرط ہوگا جیسے "اگر تو بیٹھے گا تو میں بیٹھوں گا"

قرآن پاک میں ہے: وَاِنَّ کُلًّا لَمَّا لَیُوَفِّیَنَّھُمْ رَبُّکَ اَعْمَالَھُمْ۔ یہاں بھی اکثر لَمَّا کے بعد معمول حذف مانتے ہیں۔ تقدیر اس کی یوں نکالتے ہیں: اِنَّ کُلًّا لَمَّا یُوَفَّوْا اَعْمَالَھُمْ لَیُوَفِّیَنَّھُمْ رَبُّکَ اَعْمَالَھُمْ معنی یہ کہ بے شک یہ سارے کے سارے اپنے اعمال کا ابھی تک بدلہ نہیں دیئے گئے ان کا پروردگار ان کا ان کے اعمال کا بدلہ ضرور دے گا۔ حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ نے اس کا ترجمہ یوں فرمایا ہے اور جتنے لوگ ہیں جب وقت آئے گا پورا دے گا رب تیرا ان کو ان کے اعمال (تفسیر عثمانی سورہ ھود ۱۱۱) اس کے مطابق لَمَّا نافیہ نہیں بلکہ ظرفیہ ہے اس کے بعد شرط محذوف ہے تقدیر یوں ہے وَاِنَّ کُلًّا لَمَّا جَاءَ وَقْتُھُمْ لَیُوَفِّیَنَّھُمْ رَبُّکَ اَعْمَالَھُمْ اور یہ سب سے عمدہ اور آسان توجیہ معلوم ہوتی ہے رہا یہ کہ لَمَّا کے بعد حذف کا نہ ہونا تو وہ لما حرف نفی میں ہوتا ہے اور یہ لَمَّا شرطیہ ظرفیہ ہے۔ واللہ اعلم۔

سوال: مصنفؒ نے جزم دینے والے الفاظ کو کَلِمُ الْمُجَازَاۃ کیوں کہا؟

جواب: مصنفؒ نے جزم دینے والے الفاظ کو مجازات کے کلمات اس لیے کہا کہ ان الفاظ کے بعد دو جملے ہوتے ہیں، ایک شرط اور دوسرا جزا بنتا ہے۔ اسی جزا کے سبب سے ان الفاظ کو کلم المجازاۃ کہا۔ یعنی وہ کلمات جنہیں جزاء کی ضرورت ہوتی ہے۔ کَلِم کا لفظ اس لیے استعمال کیا تاکہ اسماء اور حروف دونوں کو شامل ہو جائے کیونکہ جزم دینے والے شرط کے بعض کلمات اسم ہیں جیسے مَتیٰ مَنْ مَا اور بعض حرف جیسے اِنْ۔

سوال: کلم المجازاۃ کا جدول بنائیں نیز ہر ایک کا اعراب مع مثال ذکر کریں۔
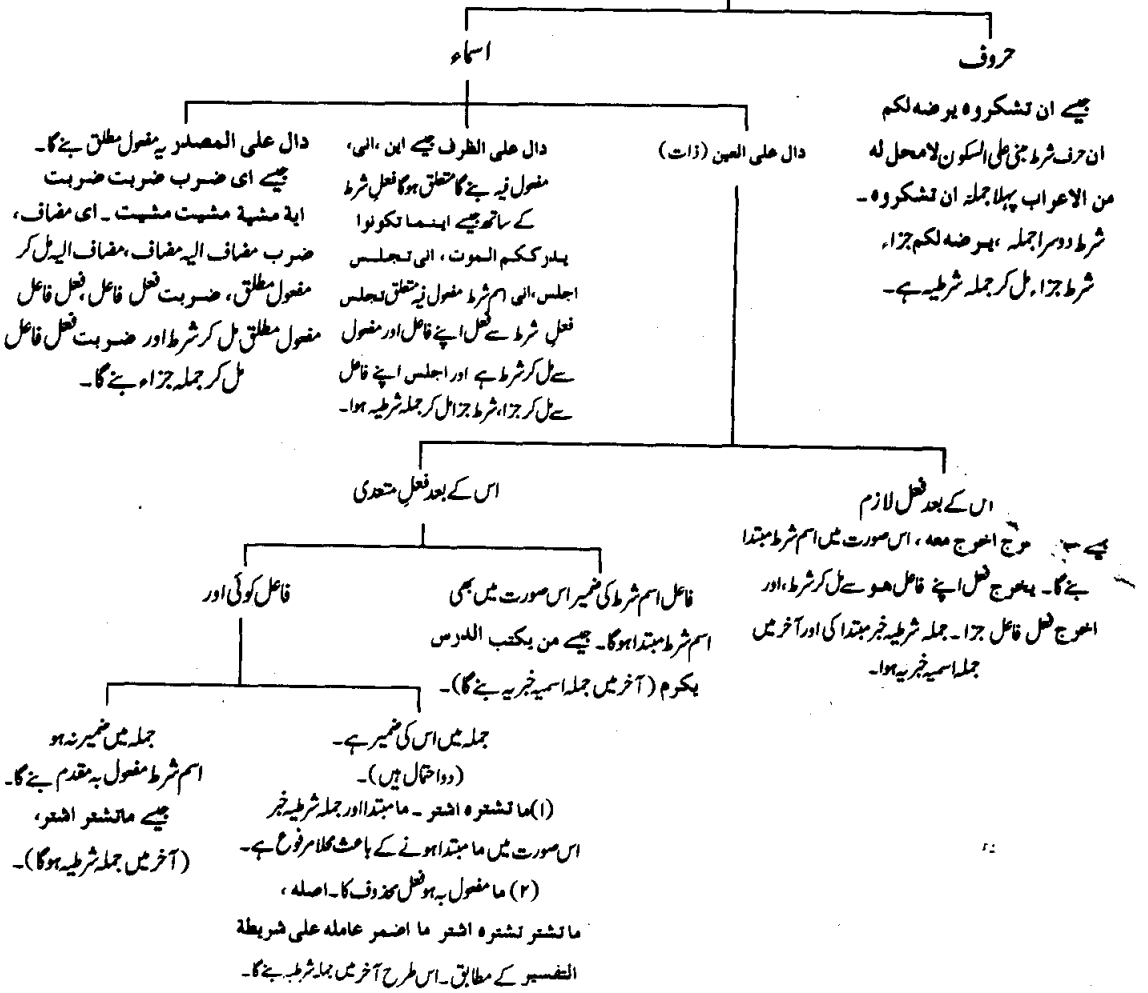
جواب:

سوال: کس جازم کے بعد دو فعل اور کس کے بعد ایک فعل ہوتا ہے؟

جواب: ایسے جوازم جو شرط کے لیے آئیں' ان کے بعد دو فعل ہوتے ہیں جیسے اِنْ ۔ مَهْمَا ۔ اَنّیٰ ۔ مَتٰی وغیرہ۔ اور وہ جوازم جو شرط کے لیے نہ ہوں' ان کے بعد ایک فعل ہوگا جس میں وہ عمل کریں گے جیسے لائے ناہیہ' لام امر' لَمْ لَمَّا۔ مثلاً لَا تَضْرِبْ ا لُقِطَّ۔ لَمْ تَرِضْ عَنْکَ ا لْیَهُوْدُ ۔

سوال: یَضْرِبُ۔ تَضْرِبُ اور اَضْرِبُ میں لام امر کہاں آئے گا اور کہاں نہیں؟

جواب: یَضْرِبُ کے ساتھ لام امر آئے گا جیسے لِیَضْرِبْ

تَضْرِبُ اگر واحد مونث غائب کا صیغہ ہو تو لام امر آئے گا جیسے لِتَضْرِبْ اس کی مثال تَاْتِیْ ہے۔ مئونث غائب کے لیے لام زیادہ کریں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے وَلْتَاْتِ طَائِفَةٌ اُخْریٰ اور مذکر حاضر

کے لیے بغیر لام کے جیسے فَأْتِ بِهٖ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِيْنَ۔
اَضْرِبُ کے ساتھ بھی لام امر آئے گا جیسے لِاَضْرِبْ ۔
فائدہ: لام امر کبھی حذف کر دیا جاتا ہے جیسے قُلْ لِعِبَادِيْ يَقُوْلُوا الَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ بعض علماء کے نزدیک يَقُوْلُوْا کی اصل لِيَقُوْلُوْا ہے۔

سوال: جزاء کی جملہ صورتوں کو جدول میں ذکر کریں اور یہ بتائیں کہ کب جزاء پر فاء داخل ہوتی ہے اور کب نہیں؟ قاعدہ تحریر کریں۔

جواب:

جزا کی صورتیں

- جملہ خبریہ
  - اسمیہ
    فاء کالانا ضروری ہے
    جیسے من جاء بالحسنة فله عشرة امثالها.
  - فعلیہ
    - ماضی
      - قد کے ساتھ فاء کالانا ضروری ہے
        جیسے ان یسرق فقد سرق، اخ له من قبل وان یکذبوک فقد کذبت رسل من قبلک.
      - بغیر قد کے
        فاء کالانا جائز ہے
        جیسے ان عدتم عدنا
        وان کان قمیصه قد من دبر فکذبت
    - مضارع
      - مثبت
        فاء کالانا یانہ لانا دونوں وجہیں جائز ہیں
        جیسے ان تبدوا مافی انفسکم او تخفوه یحاسبکم به اللّٰہ اوران تضربنی فاضربک او اضربک۔
        ومن عاد فینتقم اللّٰہ منه (المائدة: ۹۵)
      - منفی
        - منفی بلا
          فاء کالانا نہ لانا دونوں جائز ہیں
          جیسے وان یظهروا علیکم لا یرقبوا فیکم،
          ان تشمتنی لا اضربک او فلا اضربک۔
        - منفی بلم، بما، بلن
          فاء کالانا ضروری ہے جیسے
          ومن یتبغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منه۔
- جملہ انشائیہ
  جیسے (۱) قل ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی (۲) فان علمتموهن مومنات فلا ترجعوهن الی الکفار.
  (جزا پر فاء داخل ہوگی)

قاعدہ: جب جزاء ایسا جملہ ہو جس کو شرط نہیں بنایا جا سکتا تو اس پر فاء کا لانا ضروری ہے جیسے جملہ اسمیہ، انشائیہ، مضارع منفی بلم، بلن، بما، ماضی بقد

فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَمَا اَسَالُكُمْ مِنْ اَجْرٍ (منفی بما)
وَاِنْ يَخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِیْ يَنْصُرُكُمْ مِنْ بَعْدِهٖ۔ مَنْ استفہامیہ ہو یا اسمیہ، فاء کا لانا ضروری ہے۔
یا فعل جامد ہو یا سوف ہو، تب بھی فاء کا لانا ضروری ہے جیسے اِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيْكُمُ اللّٰهُ۔ اِنْ تَرَنِ اَنَا اَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَّوَلَدًا فَعَسٰى رَبِّیْ (اوضح المسالک ج ص)

سوال: فاجزائیہ کی جگہ اور کون سا حرف آسکتا ہے؟ مع مثال ذکر کریں۔

جواب: کبھی فاء جزائیہ کی جگہ اِذَا بھی آجاتا ہے جبکہ جملہ اسمیہ کے ساتھ ہو جیسے وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ اِذَا هُمْ يَقْنَطُوْنَ (الروم :۳۶) ترجمہ :"اور اگر ان کے اعمال کے بدلے جو پہلے اپنے ہاتھوں کرچکے ہیں ان پر کوئی مصیبت آپڑتی ہے تو بس وہ لوگ نا امید ہوجاتے ہیں" فائدہ : بسا شرط اور جزاء دونوں کے ساتھ اِذَا آجاتا ہے جیسے ارشاد باری ہے فَاِذَا اَصَابَ بِهٖ مَنْ يَّشَاءُ مِنْ عِبَادِهٖ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ (الروم :۴۸) نیز فرمایا وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ (الزمر:۴۵) ترجمہ :"اور جب تنہا اللہ کو یاد کیا جائے تو رک جاتے ہیں دل ان کے جو یقین نہیں رکھتے آخرت پر اور جب یاد کیا جائے اس کے سواء اوروں کو تو اس وقت وہ خوش ہو جاتے ہیں"۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ نے اس آیت کی تفسیر میں بہت قیمتی بات ارشاد فرمائی۔ لکھتے ہیں :" مشرک کا خاصہ ہے کہ گو بعض وقت زبان سے اللہ کی عظمت و محبت کا اعتراف کرتا ہے لیکن اس کا دل اکیلے خدا کے ذکر اور حمد و ثناء سے خوش نہیں ہوتا ہاں دوسرے دیوتاؤں یا جھوٹے معبودوں کی تعریف کی جائے تو مارے خوشی کے اچھلنے لگتا ہے جس کے آثار اس کے چہرے پر نمایاں ہوتے ہیں افسوس یہی حال آج بہت سے نام نہاد مسلمانوں کا دیکھا جاتا ہے کہ خدائے واحد کی قدرت و عظمت اور اس کے علم کی لا محدود وسعت کا بیان ہو تو چہروں پر انقباض کے آثار ظاہر ہوتے ہیں مگر کسی پیر فقیر کا ذکر آجائے اور جھوٹی سچی کرامات اناپ شناپ بیان کردی جائیں تو چہرے کھل پڑتے اور دلوں میں جذبات مسرت و انبساط جوش مارنے لگتے ہیں بلکہ بسا اوقات توحید خالص کا بیان کرنے والا ان کے نزدیک منکر اولیاء سمجھا جاتا ہے فالی اللّٰہ المشتکی و ھو المستعان۔(تفسیر عثمانی ص۶۱۷)

اس عاجز کے نزدیک اس کی وجہ یہ ہے کہ ایسے لوگوں کے دل حقیقت میں خدا تعالی کی محبت سے خالی ہیں اللہ کے ماسوا کسی سے مدد مانگی جائے تو برداشت ہے پھر کیا وجہ ہے کہ " یا اللہ مدد " ان کو ناقابل برداشت ہے۔ مزید تفصیل کے لئے اساس المنطق شرح تیسیر المنطق کا مطالعہ کریں۔

سوال: اِنْ جازمہ کب مقدر ہوتا ہے؟ نیز نہی کے بعد مقدر ہونے کی کیا شرط ہے؟

جواب : اِنْ پانچ مقامات پر مقدر ہوتا ہے جبکہ متکلم کلام کے پہلے جزء سے سبب اور دوسرے سے اس کے مسبب ہونے کا ارادہ کرے ۔

(۱) امر: جیسے تَعَلَّمْ تَنْجُ ۔ اصلہ: اِنْ تَتَعَلَّمْ تَنْجُ اسی طرح تَعَالَوْا اَتْلُ اَیْ اِنْ تَتَعَالَوْا اَتْلُ ۔ مَکَانَکِ تُحْمَدِیْ ای اِنْ تَسْتَقِرِّیْ مَکَانَکِ تُحْمَدِیْ اور اگر مضارع امر کا معنی دے تو اس کے بعد ان مقدر ہو سکتا ہے جیسے هَلْ اَدُلُّکُمْ عَلٰی تِجَارَةٍ تُنْجِیْکُمْ مِنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ..... یَغْفِرْ لَکُمْ مِنْ ذُنُوْبِکُمْ (سورہ صف) یغفر کے جزم کی دو وجہیں ہیں: ۱۔ تُؤْمِنُوْنَ معنی آمِنُوْا ہے۔ ۲۔ تُؤْمِنُوْنَ تو اَنْ محذوفہ کی وجہ سے مصدر ہے لیکن اس کلام سے اِنْ تُؤْمِنُوْا سمجھ آتا ہے یا اس کا وہم ہوتا ہے اس وجہ سے مجزوم ہو گیا ہے۔ واللہ اعلم

(۲) نہی: جیسے لَا تَکْذِبْ یَکُنْ خَیْرًا لَکَ ۔ اصلہ: اِنْ لَا تَکْذِبْ یَکُنْ خَیْرًا لَکَ

(۳) استفہام: جیسے هَلْ تَزُوْرُنَا نُکْرِمْکَ ۔ ای اِنْ تَزُرْنَا نُکْرِمْکَ

(۴) تمنی: جیسے لَیْتَکَ عِنْدِیْ اَخْدِمْکَ ای اِنْ تَکُنْ عِنْدِیْ اَخْدِمْکَ

(۵) عرض: جیسے اَلَا تَنْزِلُ بِنَا تُصِبْ خَیْرًا ای اِنْ تَنْزِلْ بِنَا تُصِبْ خَیْرًا

و الثالث الأمر وهو صيغة يطلب بها الفعل من الفاعل المخاطب بان تحذف من المضارع حرف المضارعة ثم تنظر فان كان ما بعد حرف المضارعة ساكنا زدت همزة الوصل مضمومة ان انضم ثالثه نحو انصر و مكسورة ان انفتح كاعلم واضرب واستخرج وان كان متحركا فلاحاجة الى الهمزة نحو عد و حاسب و الأمر من باب الافعال من القسم الثانی . وهو مبنی علی علامة الجزم كاضرب و اغز و ارم و اسع و اضربا و اضربوا و اضربی .

ترجمہ : فصل : تیسرے امر ہے اور وہ وہ صیغہ ہے جس کے ساتھ فاعل مخاطب سے فعل کو طلب کیا جائے اس طرح کی حذف کرے مضارع سے علامت مضارع کو پھر غور کرے تو اگر وہ حرف جو علامت مضارع کے بعد ہے ساکن ہو تو زیادہ کرے تو ہمزہ وصل مضموم اگر اس کا تیسرا حرف مضموم ہو جیسے انصر اور (ہمزہ وصل) مکسور (زیادہ کرے) اگر (تیسرا حرف) مفتوح یا مکسور ہو جیسے اعلم' اضرب اور استخرج اور اگر (علامت مضارع کے ساتھ والا حرف) متحرک ہو تو ہمزہ کی کوئی ضرورت نہیں جیس عد اور حاسب ۔ اور امر باب افعال کا وہ دوسری قسم سے ہے اور وہ (امر) مبنی ہوتا ہے علامت جزم پر جیسے اضرب' اغز' ارم' اسع' اضربا' اضربوا اور اضربی ۔

سوالات

سوال : امر بنانے کا طریقہ ذکر کریں نیز اس کی شکلیں لکھ کر مثالیں ذکر کریں یہ بھی بتائیں کہ حرف اصلی امر میں بوجہ التقائے ساکنین کب حذف ہوتا ہے اور اس کے بغیر کب ہوتا ہے؟ مع امثلہ تحریر کریں

سوال : جزاء کو یا شرط وجزائہ دونوں جملوں کو کب حذف کرتے ہیں؟ کب وجوباً اور کب جوازاً؟

سوال : خلاف قیاس حذف ان کی مثالیں ذکر کریں اور ترجمہ کریں۔ نیز مندرجہ ذیل شعر میں معطوف علیہ ذکر کریں۔

لن ما رایت ابا یزید مقاتلا
ادع القتال واشهد الهیجاء

سوال : آپ نے کہا کہ ان وصلیہ کے بعد جزاء وجوبا حذف ہوتی ہے حالانکہ حماسہ کے اس شعر میں ان وصلیہ کی جزاء مذکور ہے شعر یہ ہے

وان قومی وان كانوا ذوی عدد
لیسوا من الشر فی شی ء وان هانا

(میری قوم اگرچہ بڑی تعداد والی ہے جنگ میں کسی کام کی نہیں اگرچہ جنگ تھوڑی ہو)

سوال: شرط وجزاء کے مجزوم ہونے کا نقشہ بنائیں۔

سوال: اسم شرط اور حرف شرط اسی طرح اسم استفہام اور حرف استفہام کے درمیان فرق اور ان کی پہچان ذکر کریں۔

سوال: ومن یدع مع اللہ الھا آخر لا برھان لہ بہ فانما حسابہ عند ربہ میں جزاء لا برھان لہ بہ ہے جو جملہ اسمیہ ہے تو اس پر فاء جزائیہ کیوں نہیں آیا؟

سوال: اگر فاء یا واؤ کے بعد نون اعرابی گرا ہو تو کتنے احتمالات ہیں؟

سوال: امر اور نہی کے آخر میں ایک جیسی تبدیلی ہے' پھر امر مبنی اور نہی مجزوم کیوں ہے؟

سوال: اغز ' لم یعلم ' اعلم ' لم یعلموا ' اعلموا ' لا تخافی ' خافی ' لا تدع ' لا تخافن ' خافن ' خافوا ' خافن ' خفن کی لمبی ترکیب کریں۔

حل سوالات

سوال: امر بنانے کا طریقہ ذکر کریں نیز اس کی شکلیں لکھ کر مثالیں ذکر کریں یہ بھی بتائیں کہ حرف اصلی امر میں بوجہ التقائے ساکنین کب حذف ہوتا ہے اور اس کے بغیر کب ہوتا ہے؟ مع امثلہ تحریر کریں

جواب: امر سے مراد وہ فعل ہے جس کے ذریعے سے فاعل حاضر سے فعل کو طلب کیا جائے۔

امر بنانے کا طریقہ:

مضارع سے علامت مضارع کو حذف کر دیں۔ اس کے بعد دیکھیں کہ اس کے بعد والا حرف ہے' متحرک ہے یا ساکن۔ اگر ساکن ہے تو ہمزہ وصل اس کے شروع میں لگا دو۔ اگر تیسرا حرف مضموم ہو تو ہمزہ وصلی مضموم ہوگا جیسے تَنْصُرُ سے اُنْصُرْ اگر تیسرا کلمہ مفتوح یا مکسور ہو تو ہمزہ وصل مکسور ہوگا جیسے تَعْلَمُ سے اِعْلَمْ۔ تَضْرِبُ سے اِضْرِبْ اور آخری حرف ساکن کر دیں۔

تثنیہ ' جمع' واحد مونث حاضر کے صیغوں میں نون اعرابی حذف کر دیا جاتا ہے جیسے اِضْرِبْ۔ اِضْرِبَا ۔اِضْرِبُوْا ۔اِضْرِبِیْ

امر کی شکلیں:

(۱) ثلاثی کے امر کی شکل (عُ۔ـْـُـْ) جیسے اُنْصُرْ ۔اِضْرِبْ ۔اِسْمَعْ ۔اِفْتَحْ ۔اُكْرُمْ ۔اِحْسِبْ

(۲) چار حرفی کے امر کی شکل (ـَـْـِـْ) جیسے اَكْرِمْ۔ قَاتِلْ۔ صَرِّفْ

(۳) پانچ حرفی تا والی شکل (ـَـَـْـَـْ) جیسے تَقَبَّلْ۔ تَدَحْرَجْ۔ تَقَابَلْ

(۴) پانچ حرفی همزہ والی کی شکل (ـِـْـَـِـْ) جیسے اِجْتَنِبْ - اِنْفَطِرْ - اِحْمَرِرْ - اِحْمَرَّ
(۵) چھ حرفی کے امر کی شکل (ـِـْـَـْـِـْ) جیسے اِسْتَخْرِجْ - اِخْشَوْشِنْ - اِدْھَامِمْ - اِدْھَامَّ - اِحْرَنْجِمْ - اِقْشَعْرِرْ

عِدْ ' هَبْ (مثال) كُلْ ' خُذْ ' مُرْ (مہموز الفاء) سَلْ (مہموز العین) رَهْ (مہموز العین وناقص) قِ ' اِرْمِ (معتل اللام) سے بغیر التقاء ساکنین کے حرف علت یا ہمزہ کو حذف کر دیا جاتا ہے جبکہ قُلْ ' بِعْ ' خَفْ ' اَقِمْ ' اِسْتَقِمْ ' اِخْتَرْ وغیرہ اجوف سے بوجہ التقائے ساکنین حذف کرتے ہیں۔ اس لیے آخری حرف کے متحرک ہونے کے وقت حرف علت واپس آ جاتا ہے۔

سوال: جزاء کو یا شرط وجزاء دونوں جملوں کو کب حذف کرتے ہیں؟ کب وجوباً" اور کب جوازاً"؟

جواب: کبھی اداۃ شرط کے بعد دونوں جملے یعنی شرط وجزائے حذف کر دیے جاتے ہیں اور کبھی صرف شرط حذف کر دیتے ہیں اور کبھی صرف جزائے کو حذف کر دیتے ہیں اور پھر جزاء کو حذف کر کے کبھی کسی جملے کو اس کا قائم مقام کر دیتے ہیں اور کبھی نہیں۔

شرط یا شرط وجزاء دونوں کے حذف کی مثالیں:

قَالَتْ بَنَاتُ الْعَمِّ يَا سَلْمٰى وَاِنْنْ
كَانَ فَقِيْرًا مُعْدِمًا قَالَتْ وَاِنْنْ

اِنْنْ اصل میں اِنْ ہے۔ دوسرا نون تنوین کا ہے جس کو ضرورت شعری کے لئے لایا گیا ہے۔ پہلے شرط کی جزاء حذف ہے جبکہ دوسرے ان کے بعد شرط اور جزاء دونوں حذف ہیں۔ قصہ یہ کہ ایک لڑکی نکاح میں راغب تھی اس کی سہیلیوں سے اس کی گفتگو کا یہاں ذکر ہے مفہوم یہ ہے "کہا چچا کی بیٹیوں نے اے سلمیٰ اگرچہ غریب ہو پاس کوئی پیسہ نہ ہو تو اس نے کہا اگرچہ ایسا ہو"۔

جزاء کے حذف کی مثال: اَيًّا مَا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى ای اَيًّا مَا تَدْعُوْا فَهُوَ حَسَنٌ فَلَهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى (تفسیر جلالین)

اسی طرح اَيْنَمَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ ای وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ جزاء محذوف ہے۔

ایسے مقام پر جب "اگرچہ" کا ترجمہ کریں تو اِنْ یا لَوْ کو وصلیہ کہیں گے اس کے بعد جزاء وجوباً" حذف ہوتی ہے۔

صرف شرط کو عام طور پر اِلَّا کے بعد حذف کرتے ہیں جبکہ اِلَّا اصل میں اِنْ لَا ہو جیسے اِنْ فَعَلَ فَحَسَنٌ وَاِلَّا فَلَا حَرَجَ یعنی وَاِنْ لَا تَفْعَلْ فَلَا حَرَجَ اور اگر وَاِلَّا فَلَا ہو تو اِنْ لَا کے بعد جملہ شرط اور فَلَا کے بعد جملہ جزاء محذوف ہوتا ہے۔ نکاح کی ترغیب کے بیان میں ارشاد نبوی ہے اِلَّا

تَفْعَلُوْهُ تَکُنْ فِتْنَۃٌ فِی الْاَرْضِ وَفَسَادٌ کَبِیْرٌ اس کے اندر شرط اور جزاء دونوں مذکور ہیں۔
بعض کتابوں میں یہ جملہ آتا ہے وَاِلَّا فَبِھَا اس کی اصل ہے وَاِلَّا = وَاِنْ لَا یَکُنِ الْاَمْرُ کَذٰلِکَ،
فَبِھَا = فَھِیَ مُتَلَبِّسَۃٌ بِالْخَصْلَۃِ الْحَسَنَۃِ ترجمہ یہ ہے ورنہ یہ ملی ہوئی ہے اچھی عادت کے ساتھ۔
یعنی معاملہ ٹھیک ہے۔

سوال: آپ نے کہا کہ اِنْ وصلیہ کے بعد جزاء وجوبا حذف ہوتی ہے حالانکہ حماسہ کے اس شعر میں اِنْ وصلیہ کی جزاء مذکور ہے شعر یہ ہے

وَاِنَّ قَوْمِیْ وَاِنْ کَانُوْا ذَوِیْ عَدَدٍ
لَیْسُوْا مِنَ الشَّرِّ فِیْ شَیْءٍ وَاِنْ ھَانَا

(میری قوم اگرچہ بڑی تعداد والی ہے جنگ میں کسی کام کی نہیں اگرچہ جنگ تھوڑی ہو)

جواب: لَیْسُوْا مِنَ الشَّرِّ فِیْ شَیْءٍ شرط کی جزاء نہیں بلکہ یہ اِنَّ کی خبر ہے اور شرط کی جزاء محذوف ہے جس پر یہ جملہ دلالت کرتا ہے۔

سوال: خلاف قیاس حذف اَنْ کی مثالیں ذکر کریں اور ترجمہ کریں۔ نیز مندرجہ ذیل شعر میں معطوف علیہ ذکر کریں۔

لَنْ مَا رَاَیْتُ اَبَا یَزِیْدَ مُقَاتِلًا
اَدَعَ الْقِتَالَ وَاَشْھَدَ الْھَیْجَاءَ

جواب: اشھدَ الھیجاءَ کا معطوف علیہ القتالَ مصدر صریح ہے اور جب مصدر صریح پر عطف ہو تو اَنْ مقدر ہوتا ہے۔
شعر کا ترجمہ یوں ہے جب تک ابو یزید کو لڑائی کرتے ہوئے دیکھوں گا نہ لڑائی کو چھوڑوں گا نہ میدان جنگ میں حاضر ہونے کو
فائدہ لَنْ مَا کو ادغام کرکے لَمَّا پڑھا جاتا ہے اگر کتابت میں لَمَّا ہو جائے تو مغالطہ پڑ جاتا ہے اور طالب علم لَمَّا کا جواب تلاش کرنے لگ جاتا ہے (انظر المغنی ج۱ص۲۸۳) خلاف قیاس حذف اَنْ کی مثال درج ذیل شعر میں بھی ملتی ہے۔

الا ایھذا اللائمی احضرَ الوغٰی
وَاَنْ اشھدَ اللذاتِ ھل انتَ مخلدِیْ

اصل اَنْ اَحْضُرَ ہے، ان کو خلاف قیاس حذف کر دیا ہے جبکہ

تَسْمَعُ بالمعیدی خیرٌ مِنْ تراہ

اس مصرعہ میں اصل میں اَنْ تَسْمَعَ تھا، ان کو خلاف قیاس حذف کرکے تَسْمَعُ کو ضمہ دے دیا۔

نَسْمَعُ بِالمعیدی بتاویل مصدر مبتدا ہے۔ اسی طرح قرآن مجید میں ہے یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا هَلْ اَدُلُّکُمْ عَلٰی تِجَارَةٍ تُنْجِیْکُمْ مِنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ اس کے اندر بھی تُؤْمِنُوْنَ سے پہلے اَنْ مانتے ہیں اور اسے حذف کر کے نون اعرابی کو لایا گیا ہے۔ مندرجہ بالا تینوں مقامات میں اَنْ خلاف قیاس حذف ہوا ہے۔

سوال: شرط وجزاء کے مجزوم ہونے کا نقشہ بنائیں۔

جواب:

جملہ شرطیہ

شرط و جزاء ماضی	دونوں مضارع	شرط مضارع جزاء	شرط ماضی
ہوں۔ اعراب محلا ہوگا۔ جیسے ان عدتم عدنا۔ دونوں جز محلا مجزوم ہیں۔	ہوں۔ دونوں مجزوم ہوں گے۔ جیسے وان تشکروہ یرضہ لکم۔	ماضی ہو۔ شرط مجزوم ہوگی اور جزاء محلا مجزوم ہوگی جیسے من یطع الرسول فقد اطاع اللہ۔	اور جزاء مضارع ہو مضارع پردواعراب جزم اور رفع جائز ہیں جیسے ان جئتنی اکرمک، ان جئتنی اکرمک ماضی محلا مجزوم ہے۔

سوال: اسم شرط اور حرف شرط اسی طرح اسم استفہام اور حرف استفہام کے درمیان فرق اور ان کی پہچان ذکر کریں۔

جواب: اسم شرط اور حرف شرط پہچاننے کا طریقہ:

اگر شرط وجزاء دونوں جملے اپنی حالت پر رہیں اور کلم مجازاۃ صرف درمیان میں ربط پیدا کرے تو وہ حرف ہے اگرچہ لفظاً عمل کرے جیسے ان

اور اگر کلمہ شرط کے اندر شرط کے ساتھ ساتھ ذات، زمان یا مکان وغیرہ کا معنی ہو تو اسم شرط ہوگا جیسے اَیْنَ۔ مَتٰی وغیرہ۔

(حرف شرط) = (صرف شرط)

(اسم شرط) = (شرط + ذات / مکان / زمان)

اسی طرح حرف استفہام جب جملے پر داخل ہوتا ہے تو جملہ برقرار رہتا ہے اور اگر اس کو جملے سے ہٹایا جائے تو بھی جملے کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا

جَاءَ زَیْدٌ ایک جملہ ہے۔ اس پر حرف استفہام لائیں تو اَجَاءَ زَیْدٌ بن جاتا ہے۔ مفہوم میں اگرچہ فرق پڑتا ہے لیکن لفظاً اس کے لانے سے یا اسے جملے سے ہٹا دینے سے جملہ برقرار رہتا ہے تو

(حرف استفہام) = (صرف استفہام)

جبکہ اسم استفہام جملے کا جز بنتا ہے اور اگر اس کو جملے سے ہٹا دیا جائے تو یا تو جملہ ہی برقرار نہیں رہے

گا یا جتنا جملہ اس اسم کے ساتھ تھا' اس سے کم ہوگا۔ اس طرح لفظاً" اور معناً" فرق پڑے گا جیسے اَیْنَ کُنْتَ ءِمَتٰی جِئْتَ تو

(اسم استفہام) = (استفہام + ذات ر مکان ر زمان)

اسم استفہام میں استفہام کے ساتھ ساتھ ذات یا مکان یا زمان کے معنی بھی پائے جاتے ہیں جبکہ حرف میں یہ نہیں ہوتا۔ یہی حرف اور اسم کا بڑا فرق ہے۔

سوال : وَمَنْ یَدْعُ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا آخَرَ لَا بُرْھَانَ لَہٗ بِہٖ فَاِنَّمَا حِسَابُہٗ عِنْدَ رَبِّہٖ میں جزاء لَا بُرْھَانَ لَہٗ بہ ہے جو جملہ اسمیہ ہے تو اس پر فاء جزائیہ کیوں نہیں آیا؟

جواب : اس جملے میں لَا بُرْھَانَ لَہٗ بِہٖ جملہ اسمیہ جزاء نہیں بلکہ یہ تو اِلٰھًا موصوف کی صفت ہے' جزاء تو فَاِنَّمَا حِسَابُہٗ عِنْدَ رَبِّہٖ ہے جو جملہ اسمیہ ہے اور اس پر فاء جزائیہ داخل ہے لہٰذا یہ اعتراض درست نہیں۔

اور لَا بُرْھَانَ لَہٗ کی قید اتفاقی ہے' احترازی نہیں کیونکہ سوائے خدا کے اور کوئی معبود ہو ہی نہیں سکتا اور نہ کسی اور معبود کے ہونے کی کوئی دلیل ہے۔

سوال : اگر فاء یا واؤ کے بعد نون اعرابی گرا ہو تو کتنے احتمالات ہیں؟

جواب : فاء اور واؤ کے بعد نون اعرابی جب گرا ہو تو کئی احتمال ہو سکتے ہیں لیکن موقع محل کے مطابق احتمال نکالیں گے جیسے

(ا) جزاء جب جملہ انشائیہ (امر) ہو تو بھی نون اعرابی گر جاتا ہے (فاء کے بعد) جیسے اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ لیکن اس کا عامل کوئی نہیں بلکہ اس کی بناوٹ ہی یوں ہے اس لیے اس وقت اس کو مبنی علی حذف النون کہیں گے۔

اس طرح لَا تَقْرَبَا ھٰذِہِ الشَّجَرَۃَ فَتَکُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِیْنَ میں دو احتمال ہیں۔ فَتَکُوْنَا کے فاء کے بعد تَکُوْنَ کا نون اعرابی گرا ہوا ہے۔ ایک احتمال تو یہ ہے کہ فاء کے بعد اَنْ مقدر مانا جائے۔ اس صورت میں مصدر مؤوّل بن جائے گا۔ دوسرا احتمال یہ ہے کہ لَا تَقْرَبَا میں لائے ناہیہ تَکُوْنَا میں عمل کرے تو اس صورت میں تَکُوْنَا کے مجزوم ہونے کی وجہ سے نون اعرابی گر گیا یعنی فَلَا تَکُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِیْنَ یعنی نصب اور جزم دونوں کا احتمال ہے۔

واؤ کے بعد کی مثالیں :

فَاِنْ لَمْ یَعْتَزِلُوْکُمْ وَیُلْقُوْا اِلَیْکُمُ السَّلَمَ اس جملہ میں یُلْقُوْا سے قبل واؤ عاطفہ ہے اور یُلْقُوْا کا عطف یَعْتَزِلُوْا پر ہے۔ اس طرح یُلْقُوْا کے مجزوم ہونے کے باعث نون اعرابی گر گیا

اسی طرح اَوْ جَاءُوْکُمْ حَصِرَتْ صُدُوْرُھُمْ اَنْ یُقَاتِلُوْکُمْ اَوْ یُقَاتِلُوْا قَوْمَھُمْ یہاں اَوْ حرف

عطف ہے اور یُقَاتِلُوْا فعل منصوب پر عطف ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ نون اعرابی گر گیا ہے۔ اسی طرح دیگر مقامات پر بھی موقع محل کے مطابق دیکھا جائے گا۔

اگر فاء یا واوٗ یا او کے بعد مضارع مفتوح ہو تو مندرجہ ذیل احتمال ہیں:

۱۔ اَنْ مقدر ہو جیسے لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا آخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَخْذُوْلًا۔

۲۔ اس کا مضارع منصوب پر عطف ہو جیسے یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُبَیِّنَ لَکُمْ وَیَھْدِیَکُمْ اسی طرح اِلَّا اَنْ یَعْفُوْنَ اَوْ یَعْفُوَ الَّذِیْ بِیَدِہٖ عُقْدَۃُ النِّکَاحِ

اگر فاء یا واوٗ یا او کے بعد مضارع کے آخر میں الف غیر ضمیر ہو تو مندرجہ ذیل احتمال ہیں۔

۱۔ مضارع مرفوع ہو بوجہ عطف علی المرفوع جیسے لَا یَضِلُّ رَبِّیْ وَلَا یَنْسٰی

۲۔ واوٗ کے بعد نیا جملہ ہو' مرفوع پر عطف نہ ہو جیسے کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ وَیَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ

۳۔ ان حروف کے بعد اَنْ مقدر ہو جیسے وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا آخَرَ فَتُلْقٰی فِی جَھَنَّمَ مَلُوْمًا مَدْحُوْرًا

۴۔ مضارع منصوب پر عطف کی وجہ سے منصوب ہو جیسے اِنَّ لَکَ اَنْ لَا تَجُوْعَ فِیْھَا وَلَا تَعْرٰی نیز ارشاد ہے وَقَالُوْا لَنْ نُؤْمِنَ لَکَ حَتّٰی تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ یَنْبُوْعًا ..... اَوْ تَرْقٰی فِی السَّمَاءِ (بنی اسرائیل) تَرْقٰی کا معطوف علیہ حَتّٰی کے بعد والا مضارع ہے۔

سوال: امر اور نہی کے آخر میں ایک جیسی تبدیلی ہے' پھر امر مبنی اور نہی مجزوم کیوں ہے؟

جواب: فرق یہ ہے کہ امر میں عامل کوئی نہیں ہوتا۔ اور نہی پر عامل (جازم) لائے نہی داخل ہوتا ہے جس کے سبب فعل مجزوم ہوتا ہے۔ جب اس جازم (عامل) کو دور کریں گے تو فعل اپنی اصلی حالت میں لوٹ آئے گا جبکہ امر میں کوئی ایسا عامل نہیں جو لفظوں میں موجود ہو بلکہ اس کی وضع اور بناوٹ ہی ایسی ہوتی ہے۔ الغرض مجزوم کے لیے عامل کا ہونا ضروری ہے جبکہ مبنی کے لیے عامل کوئی نہیں ہوتا۔

سوال: اغز' لم یعلم' اعلم' لم یعلموا' اعلموا' لا تخافی' خافی' لا تدع' لا تخافن' خافن' خافوا' خافن' خفن کی لمبی ترکیب کریں۔

جواب: اُغْزُ فعل امر مبنی علی حذف حرف علت لا محل لہ من الاعراب

لَمْ یَعْلَمْ فعل مضارع مجزوم ہے کیونکہ لم جازمہ کے بعد ہے۔ علامت جزم سکون ہے کیونکہ فعل مفرد صحیح ہے

اِعْلَمْ فعل امر مبنی علی السکون لا محل لہ من الاعراب کیونکہ مبنی الاصل ہے

لَمْ یَعْلَمُوْا فعل مضارع مجزوم ہے کیونکہ حرف جزم کے بعد ہے۔ علامت جزم حذف نون اعرابی ہے کیونکہ افعال خمسہ میں سے ہے

اِعْلَمُوْا مبنی علیٰ حذف النون ہے لا محل لہ من الاعراب کیونکہ فعل امر مبنی الاصل ہے
لَا تَخَافِیْ فعل مضارع مجزوم ہے کیونکہ حرف جزم کے بعد ہے۔ علامت جزم حذف نون ہے کیونکہ افعال خمسہ میں سے ہے
خَافِیْ فعل امر مبنی علیٰ حذف النون ہے کیونکہ افعال خمسہ میں سے ہے۔ لا محل لہ من الاعراب کیونکہ مبنی الاصل ہے
لَا تَدَعْ فعل مضارع مجزوم ہے کیونکہ حرف جزم کے بعد ہے۔ علامت جزم حذف حرف علت ہے کیونکہ ناقص ہے۔
لَا تَخَافَنَّ فعل مضارع محلاً" مجزوم ہے کیونکہ لا ناہیہ کے بعد ہے۔ مشابہ مبنی ہے کیونکہ نون ثقیلہ ساتھ ملا ہوا ہے
خَافَنَّ فعل امر مبنی علی الفتح ہے کیونکہ نون تاکید سے ملا ہوا ہے۔ لا محل لہ من الاعراب کیونکہ فعل امر مبنی الاصل ہے
خَافُوْا فعل امر مبنی علیٰ حذف النون کیونکہ افعال خمسہ میں سے ہے۔ لا محل لہ من الاعراب کیونکہ امر مبنی الاصل ہے
خَافُنَّ فعل امر مبنی علیٰ حذف النون ہے کیونکہ افعال خمسہ میں سے ہے۔ لا محل لہ من الاعراب کیونکہ فعل امر مبنی الاصل ہے واوٗ التقاء ساکنین سے حذف ہوا ہے
خَفْنَ فعل امر مبنی علی السکون ہے کیونکہ ضمیر نون کے ساتھ ملا ہوا ہے۔ لا محل لہ من الاعراب کیونکہ مبنی الاصل ہے

فصل : فعل ما لم يسم فاعله هو فعل حذف فاعله و أقيم المفعول مقامه و يختص بالمتعدى و علامته فى الماضى أن يكون اوله مضموما فقط و ما قبل آخره مكسورا فى الأبواب التى ليست فى أوائلها همزة وصل و لا تاء زائدة. نحو ضرب و دحرج و أكرم وأن يكون أوله و ثانيه مضموما و ما قبل آخره كذلك فيما فى أوله تاء زائدة نحو تضورب و أن يكون أوله و ثالثه مضموما و ما قبل آخره كذلك فيما فى أوله همزة وصل نحو استخرج و اقتدر و الهمزة تتبع المضموم ان لم تدرج . و فى المضارع أن يكون حرف المضارعة مضموما و ماقبل آخره مفتوحا نحو يضرب و يستخرج الا فى باب المفاعلة و الافعال و التفعيل و الفعللة و ملحقاتها الثمانية فان العلامة فيها فتح ما قبل الآخر نحو يحاسب و يدحرج و فى الأجوف ماضيه قيل و بيع و بالاشمام قيل و بيع و بالواو قول و بوع و كذلك باب اختير و انقيد دون استخير و أقيم لفقد فعل فيهما و فى مضارعه تقلب العين ألفا نحو يقال و يباع كما عرفت فى التصريف مستقصى .

ترجمہ : فصل : فعل ما لم يسم فاعله وہ فعل ہے جس کے فاعل کو حذف کیا گیا ہو اور مفعول کو اس کے قائم مقام کیا گیا ہو اور خاص ہے یہ متعدی کے ساتھ اور اس کی علامت ماضی میں یہ کہ اس کا صرف پہلا حرف مضموم ہو اور آخر سے ماقبل مکسور ہو ان ابواب میں جن کے شروع میں ہمزہ وصل اور تاء زائدہ نہیں ہے جیسے ضرب' دحرج اور اکرم اور یہ کہ اس کا پہلا اور دوسرا حرف مضموم ہو اور آخر سے ماقبل بھی اسی طرح ان میں جن کے شروع میں تاء زائدہ ہو جیسے تفضل اور تضورب اور یہ کہ اس کا پہلا اور تیسرا حرف مضموم ہو اور آخر سے ماقبل اسی طرح اس میں جس کے شروع میں ہمزہ وصل ہو جیسے استخرج اور اقتدر اور ہمزہ مضموم کے تابع ہوتا ہے ان درمیان میں (آکر گر) نہ آجائے اور مضارع میں یہ کہ حرف مضارع مضموم ہو اور اس کا آخر سے ماقبل حرف مفتوح ہو جیسے یضرب اوریستخرج مگر باب مفاعلہ افعال تفعیل' فعللہ اور اس کے آٹھوں ملحقات میں کیونکہ ان میں علامت آخر سے ماقبل کا مفتوح ہونا ہے جیسے یحاسب اوریدحرج اور اجوف میں اس کی ماضی قیل اور بیع اور اشمام کے ساتھ قیل اور بیع اور واؤ کے ساتھ قول اور بوع ہے اور اسی طرح اختیر اور انقید کا باب ہے نہ کہ استخیر اور اقیم ان دونوں میں فعل کے نہ پائے جانے کی وجہ سے ۔ اور اس کے مضارع میں عین کو الف سے بدلا جاتا ہے جیسے یقال' یباع جیسا کہ تو نے پہچان لیا فن صرف میں کامل طور پر ۔

سوالات

سوال : فعل ما لم یسم فاعله کا لفظی معنی کیا ہے؟ فاعله کی ضمیر کا مرجع کیا ہے؟ نیز لفظ یسم کا اعراب ذکر کریں۔

سوال : فعل ما لم یسم فاعله کا دوسرا نام ذکر کریں۔ نیز ماضی' مضارع اور امر مجہول بنانے کا طریقہ ذکر کریں۔

سوال: ضرب کو لفظاً" کس سے بنایا گیا ہے اور حقیقة کس سے ؟

سوال: فعل لازم سے مجہول کیسے بناتے ہیں؟ مع مثال

سوال: قال۔ اختار ۔ اقام۔ استقام سے مجہول کس طرح بنے گا اور کیوں؟

سوال: قیل + هن کو کتنی طرح سے پڑھ سکتے ہیں اور کیوں؟

سوال: اختار اور استخار کے مجہول کا کیا فرق ہے اور کیوں؟

سوال: مندرجہ ذیل سے مجہول بنائیں۔

قالوا قلتم یقولون هم یدعون هن یدعون انت ترمین انتن ترمین ارم ادعن ارمن ان این۔

سوال : لو لا اخرتنی الی اجل قریب فاصدق واکن من الصالحین کے اندر اکن مضارع کیوں مجزوم ہے؟ اس کا عامل ذکر کریں نیز یا ایها الذین آمنوا هل ادلکم علی تجارة تنجیکم من عذاب الیم تومنون باللّٰه ورسوله وتجاهدون فی سبیل اللّٰه باموالکم وانفسکم ذلکم خیر لکم ان کنتم تعلمون یغفر لکم ذنوبکم ویدخلکم جنت کے اندر یغفر فعل مضارع مجزوم کا عامل ذکر کریں۔

حل سوالات

سوال : فِعْلُ مَالَمْ یُسَمَّ فَاعِلُهٗ کا لفظی معنی کیا ہے؟ فَاعِلُهٗ کی ضمیر کا مرجع کیا ہے؟ نیز لفظ یُسَمَّ کا اعراب ذکر کریں۔

جواب: فِعْلُ مَا لَمْ یُسَمَّ فَاعِلُهٗ کا لفظی معنی: اس کا فعل جس کا فاعل مذکور نہیں۔

فاعلهٗ کی ضمیر راجع بسوئے مَا ہے جو کہ موصوف ہے اور آگے جملہ لَمْ یُسَمَّ فَاعِلُهٗ اس کی صفت ہے

لَمْ یُسَمَّ: یُسَمَّ فعل مضارع مجہول' مجزوم ہے کیونکہ حرف جزم کے بعد ہے۔ علامت جزم حذف حرف علت ہے کیونکہ معتل الفی ہے

سوال : فعل مالم یسم فاعلہ کا دوسرا نام ذکر کریں۔ نیز ماضی، مضارع اور امر مجہول بنانے کا طریقہ ذکر کریں۔

جواب : فعل مالم یسم فاعلہ کا دوسرا نام فعل مجہول ہے۔

ماضی میں فعل مجہول بنانے کے لیے اس کے پہلے حرف کو مضموم کریں گے اور آخر سے ماقبل کسرہ دیں گے اور یہ صرف ان ابواب میں کریں گے جن کے شروع میں ہمزہ وصلی اور تاء زائدہ نہ ہو جیسے ضُرِبَ - سُمِعَ - اُکْرِمَ - دُحْرِجَ

جن ابواب کے شروع میں تاء زائدہ ہے، ان میں پہلے اور دوسرے حرف کو ضمہ دیں گے اور آخر سے پہلے حرف کو کسرہ دیں گے جیسے تُقُبِّلَ - تُدُحْرِجَ - تُفُوْعِلَ - تُضُوْرِبَ

اور جن ابواب کے شروع میں ہمزہ وصل ہے، ان میں پہلے اور تیسرے حرف کو ضمہ دیں گے اور ماقبل آخر کو کسرہ دیں گے جیسے اُسْتُخْرِجَ - اُقْتُدِرَ - اُنْفُطِرَ - اُوْتُمِنَ

فعل مضارع مجہول بنانے کا طریقہ :

فعل مضارع معروف سے مجہول بنانے کے لیے حرف اول کو ضمہ دیں گے اور ماقبل آخر کو فتحہ دیں گے بشرطیکہ وہ باب افعال، مفاعلہ، تفعیل، اور فعللة اور ان کے ملحقات میں سے نہ ہو۔ جیسے یُضْرَبُ - یُسْتَخْرَجُ - یُنْفَطَرُ

اگر مضارع باب افعال، تفعیل، مفاعلہ، فعللہ اور ان کے ملحقات میں سے ہو تو صرف ماقبل آخر کو فتحہ دیں گے جیسے یُکْرَمُ - یُقَتَّلُ - یُحَاسَبُ - یُدَحْرَجُ - یُجَوْرَبُ

اگر فعل اجوف ہو تو اس کی ماضی مجہول بنانے کے تین طریقے ہیں۔

پہلا یہ کہ عین کلمہ کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو دیں اور اس طرح پڑھیں : قِیْلَ - بِیْعَ (اصلھما قُوِلَ - بُیِعَ)

دوسرا یہ کہ اشمام کر کے پڑھیں کہ کسرہ کو واؤ کی جانب مائل کر کے پڑھیں۔ قِیْلَ اور بِیْعَ

تیسرا یہ کہ عین کلمہ کو ساکن کر کے پڑھیں جیسے قُوْلَ - بُوْعَ

باب افتعال اور انفعال کے اندر بھی جب اجوف ہو تو یہ تینوں صورتیں جائز ہیں جیسے اُخْتِیْرَ - اُخْتُوْرَ اشمام والی اِنْقِیْدَ - اُنْقُوْدَ - اِنْقِیْدَ اشمام کے ساتھ

اجوف باب افتعال اور انفعال کے علاوہ ثلاثی مزید کے ابواب میں ماضی مجہول صرف ایک ہی صورت جائز ہوگی یعنی نقل حرکت کریں گے جیسے اُسْتُخْیِرَ سے اُسْتُخِیْرَ - اُقْوِمَ سے اُقِیْمَ، فُعِلَ کے فقدان کی وجہ سے۔ کیونکہ جب (ےُ ـِ) یعنی حرف علت مکسور ماقبل مضموم ہو تو نقل حرکت اور حرف علت کو ساکن کر دینا دونوں جائز ہیں لیکن اُسْتُخْیِرَ اُقْوِمَ میں (ـُ ـِ) حرف علت متحرک ماقبل ساکن

ہے جس کا صرف ایک ہی قاعدہ ہے کہ نقل حرکت کریں گے' اس طرح اُسْتُخِيْرَ ہو گیا۔
اجوف مضارع میں عین کلمہ کو الف سے بدل دیں گے جیسے یُقَالُ۔ یُبَاعُ۔ یُسْتَخَارُ۔ یُنْقَادُ۔ یُخْتَارُ

ماضی' مضارع سے مجہول بنانے کے یہ طریقے صاحب کتاب نے ذکر کیے ہیں۔ اس کے علاوہ دو طریقے اور بھی ہیں۔

(۱) کتاب علم الصرف میں مذکور ہے کہ آخر سے ماقبل کو کسرہ دے دیں اور آخری حرف اپنی حالت پر رہے۔ باقی جتنے بھی متحرک حرف ہوں' ان کو ضمہ دے دو جیسے ضَرَبَ سے ضُرِبَ۔ اَکْرَمَ سے اُکْرِمَ۔ قَاتَلَ سے قُوْتِلَ۔ تَقَبَّلَ سے تُقُبِّلَ۔ تَدَحْرَجَ سے تُدُحْرِجَ۔ اِسْتَخْرَجَ سے اُسْتُخْرِجَ

مضارع بنانے کے لیے ماقبل آخر کو فتحہ دیں گے اگر پہلے سے موجود نہ ہو۔ اور پہلے حرف کو ضمہ دیں گے اگر پہلے سے موجود نہ ہو جیسے یُفْعَلُ۔ یُضْرَبُ۔ یُکْرَمُ۔ یُدَحْرَجُ۔ یُتَقَبَّلُ۔ یُتَدَحْرَجُ۔ یُخْتَارَ میں اصل یُخْتَیَرُ ہے۔ اعلال کے بعد یُخْتَارُ ہو گیا۔ اسی طرح یُسْتَخْرَجُ وغیرہ۔

پہلے اصلی شکل کے اعتبار سے حرکت دیں گے پھر اگر اعلال و ادغام وغیرہ کے قوانین چلتے ہوں تو ان کو چلائیں گے۔

(۲) دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اگر ماضی کے اندر تین حرکتیں ہوں تو اول کو ضمہ' دوسری کو کسرہ دے دو اگر کسرہ پہلے سے موجود نہ ہو جیسے ضَرَبَ سے ضُرِبَ۔ حَسِبَ سے حُسِبَ۔ اَعَدَّ سے اُعِدَّ۔ اَکْرَمَ سے اُکْرِمَ

اور اگر چار حرکتیں ہوں تو پہلی اور دوسری کو ضمہ اور تیسری کو کسرہ دیں گے جیسے تَقَابَلَ سے تُقُوْبِلَ۔ تَقَبَّلَ سے تُقُبِّلَ۔ اِسْتَعَدَّ سے اُسْتُعِدَّ۔ اِجْتَنَبَ سے اُجْتُنِبَ۔ اِسْتَخْرَجَ سے اُسْتُخْرِجَ

فائدہ: اگر کسی حرف کو ادغام کرتے وقت ساکن کر دیا جائے تو وہ ساکن ہی رہے گا جیسے حَادَّ۔ مَدَّ۔ تَحَادَّ اور اِشْتَدَّ سے حُوْدَّ۔ مُدَّ۔ تُحُوْدَّ اور اُشْتُدَّ ہوگا۔

اگر مجہول کے اندر تیسرا حرف مکسور ہو جائے تو ہمزہ وصل بھی مکسور ہوگا جیسے اِخْتِیْرَ سے نقل حرکت کے بعد اِخْتِیْرَ تیسرا حرف مکسور ہونے کے باعث ہمزہ وصلی بھی مکسور ہو گیا۔

اگر چار حرفی کے اندر آخر سے ماقبل سلب حرکت ہو تو معروف مجہول کا ایک ہی لفظ ہوگا جیسے یُضَارُّ۔ اصلہ یُضَارِرُ او یُضَارَرُ

سوال: ضُرِبَ کو لفظاً کس سے بنایا گیا ہے اور حقیقۃً کس سے؟

جواب: ضُرِبَ لفظاً تو ضَرَبَ سے بنا ہے لیکن حقیقتاً مصدر مجہول سے بنا ہے جو صرف صغیر میں مجہول کے بعد آتا ہے جیسے ضُرِبَ یُضْرَبُ ضَرْبًا جس کے معنی مارا جانا کے ہیں جبکہ مصدر معروف

جو صرف صغیر میں ضَرَبَ یَضْرِبُ کے بعد آتا ہے' اس کے معنی مارنا کے ہیں' اس سے ضُرِبَ معروف بنتا ہے۔ واللہ اعلم

سوال: فعل لازم سے مجہول کیسے بناتے ہیں؟ مع مثال

جواب: فعل لازم سے براہ راست مجہول نہیں بنایا جاتا لیکن اگر بنانا ہی ہے تو حرف جر کے واسطے سے ہوگا جیسے غَضِبَ عَلَیْهِ سے غُضِبَ عَلَیْهِ نیز جُلِسَ بِهٖ۔ جِیْءَ بِهٖ وغیرہ

سوال: قال۔ اختار۔ اقام۔ استقام سے مجہول کس طرح بنے گا اور کیوں؟

جواب: قَالَ سے تین طرح جائز ہے۔ قِیْلَ۔ قُوْلَ۔ قِیْلَ (بلااشام)

اِخْتَارَ سے بھی تین طرح جائز ہے۔ اِخْتِیْرَ۔ اُخْتُوْرَ۔ اِخْتِیْرَ (بلااشام)

اَقَامَ سے اُقِیْمَ اصل میں اَقْوَمَ اور اُقْوِمَ تھا۔ نقل حرکت کے بعد اَقَامَ اور اُقِیْمَ ہوگیا۔ اُقِیْمَ میں صرف نقل حرکت ہی ہوگی' نہ کہ اسکان اور اشام کیونکہ اس میں (ــْ ــِ) یعنی حرف علت متحرک ماقبل ساکن ہے۔ اس کا حکم نقل حرکت ہے جبکہ (ــُ ــِ) یعنی حرف علت مکسور ماقبل مضموم میں نقل حرکت' اسکان اور اشام تینوں جائز ہیں جیسا کہ قُوْلَ اور اُخْتِیْرَ میں گزرا۔

اِسْتَقَامَ سے اُسْتُقِیْمَ ہوگا کیونکہ یہاں بھی صرف نقل حرکت ہی ہوگی اس لیے کہ اس میں حرف علت متحرک ماقبل ساکن ہے۔

سوال: قِیْلَ + هُنَّ کو کتنی طرح سے پڑھ سکتے ہیں اور کیوں؟

جواب: آسان جواب تو یہ ہے کہ قِیْلَ + هُنَّ = قِلْنَ دودو طرح سے پڑھ سکتے ہیں (۱) قُلْنَ (۲) قِلْنَ ۔ اس لیے کہ جب قُوِلْنَ میں اسکان کریں گے تو قُوْلْنَ ہو جائے گا۔ التقاء ساکنین سے واؤ گر ے گی تو قُلْنَ ہو جائے گا۔ جبکہ نقل حرکت کی صورت میں قُوِلْنَ سے قِوْلْنَ بنے گا۔ اب (ــِ وْ) یعنی واؤ ساکن ماقبل کسرہ ہے۔ واؤ کو یاء سے بدل کر التقاء ساکنین سے گرا دیں گے تو قِلْنَ ہو جائے گا۔

تحقیقی بات یہ ہے کہ قال کے مجہول کی گردان تین طرح ہوگی

قِیْلَ۔ قِیْلَا ۔ قِیْلُوْا ۔ قِیْلَتْ۔ قِیْلَتَا ۔ قِلْنَ۔ قِلْتَ۔ قِلْتُمَا ۔ قِلْتُمْ.......

قُوْلَ۔ قُوْلَا ۔ قُوْلُوْا ۔ قُوْلَتْ۔ قُوْلَتَا ۔ قُلْنَ۔ قُلْتَ۔ قُلْتُمَا ۔ قُلْتُمْ.......

اشام کے ساتھ قِیْلَ۔ قِیْلَا ۔ قِیْلُوْا ۔ قِیْلَتْ قِیْلَتَا ۔ قِلْنَ۔ قِلْتَ۔ قِلْتُمَا ۔ قِلْتُمْ.......

ہمارے ہاں صرف کی متداول کتابوں میں قِیْلَ کی گردان یوں کرتے ہیں

قِیْلَ۔ قِیْلَا ۔قِیْلُوْا ۔ قِیْلَتْ ۔ قِیْلَتَا۔ قُلْنَ ۔ قُلْتَ الخ بہتر یہ ہے کہ قِیْلَ سے قِلْنَ اور قُوْلَ سے قُلْنَ ہی کہا جائے سیبویہ لکھتے ہیں۔

فاذا قلت فعلت او فعلن من هذه الاشياء ففيها لغات : اما من قال قد بیع و زین و هیب و خیف فانه یقول خفنا و بعنا و خفن و بعن و هبت یدع الکسرة علی حالها و یحذف الیاء لانه التقی الساکنان۔

واما من ضم باشمام اذا قال فعل فانه یقول قد بعنا و قد رعن و قد زدت و کذلک جمیع هذا یمیل الفاء لیعلم ان الیاء قد حذفت فیضم و امال کما ضموا و بعدها الیاء لانه ابین لفعل۔

واما الذین یقولون بوع و قول و خوف و هوب فانهم یقولون بعنا و خفنا و هبنا و زدنا لا یزیدون علی الضم و الحذف کما لم یزد الذین قالوا رعن و بعن علی الکسر و الحذف۔
کتاب سیبویہ (ج ۴ ص ۳۴۳)

ترجمہ : جب تو ان چیزوں سے فعلت یا فعلن یا فعلنا کہے گا (یعنی ان سے ماضی مجہول ضمیر متحرک کے ساتھ کہے گا تو اس میں کئی لغات ہیں تو جس نے کہا بِیْعَ زِیْنَ هِیْبَ خِیْفَ تو وہ کہتا ہے خِفْنَا بِعْنَا اور خِفْنَ بِعْنَ اور هِبْتَ کسرے کو اس کی حالت پر رکھ کر یاء کو حذف کرتا ہے کیونکہ دو ساکن جمع ہوجاتے ہیں۔

اور جس نے اشمام کے ساتھ ضمہ دیا جب وہ فُعِلَ کہتا ہے (ماضی مجہول کو اشمام کے ساتھ پڑھتا ہے) تو وہ کہتا ہے قد بعنا قد رعن قد زدت کسرے کو ضمہ کی بو دے کر) اور اسی طرح یہ سب فاء میں امالہ کرتے ہیں تاکہ معلوم ہوجائے کہ یاء کو حذف کرکے ضمہ دیا گیا ہے اور امالہ کیا جیسا کہ انہوں نے ضمہ دیا اور اس کے بعد یاء ہے کیونکہ یہ فعل کو زیادہ واضح کرنے والا ہے۔

اور جو کہتے ہیں بُوْعَ قُوْلَ خُوْفَ هُوْبَ وہ کہتے ہیں بُعْنَا خُفْنَا هُبْنَا زُدْنَا وہ صرف ضمہ دے کر حذف کرتے ہیں اور کچھ نہیں کرتے جیسا کہ نہیں زیادتی کرتے کسرہ دے کر حذف کرنے پر وہ جو کہتے ہیں رِعْنَ بِعْنَ۔

سوال : اختار اور استخار کے مجہول کا کیا فرق ہے اور کیوں؟

جواب : اِخْتَارَ کا مجہول اِخْتِیْرَ یا اُخْتُوْرَ آتا ہے جبکہ اِسْتَخَارَ کا مجہول صرف اُسْتُخِیْرَ ہی آئے گا۔ وجہ یہ ہے کہ پہلے میں (ـُـ ـِـ) یعنی مکسور ماقبل مضموم ہے اور اس کا حکم نقل حرکت یا اسکان ہے جس کے باعث ہم دو طرح سے پڑھ سکتے ہیں۔ اِخْتِیْرَ اور اُخْتُوْرَ جبکہ دوسرے میں (ـْـ ـِـ) متحرک ماقبل ساکن ہے۔ اس کا حکم صرف نقل حرکت ہے تو نقل حرکت کرنے کے بعد صرف اُسْتُخِیْرَ ہی ہوگا نہ کہ اُسْتُخُوْرَ۔

سوال: مندرجہ ذیل سے مجہول بنائیں۔

قالوا قلتم یقولون ہم یدعون ہن یدعون انت ترمین انتن ترمین ارم ادعن ارمن ان این

جواب:

معروف	مجہول	معروف	مجہول
قَالُوْا	قِيْلُوْا،قُوْلُوْا	اَنْتُنَّ تَرْمِيْنَ	اُنْتُنَّ تُرْمَيْنَ
قُلْتُمْ	قِلْتُمْ،قُلْتُمْ	اِرْمِ	لِتُرْمَ
يَقُوْلُوْنَ	يُقَالُوْنَ	اُدْعُنَّ	لِتُدْعَوْنَ
هُمْ يَدْعُوْنَ	هُمْ يُدْعَوْنَ	اِرْمِنَّ	لِتُرْمَيِنَّ
هُنَّ يَدْعُوْنَ	هُنَّ يُدْعَيْنَ	اِنَّ	لِتُوْأَيْنَ
اَنْتِ تَرْمِيْنَ	اَنْتِ تُرْمَيْنَ	اِيْنَ	لِتُوْأَيْنَ

سوال: لَوْ لَا اَخَّرْتَنِیْ اِلٰی اَجَلٍ قَرِیْبٍ فَاَصَّدَّقَ وَاَکُنْ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ کے اندر اَکُنْ مضارع کیوں مجزوم ہے؟ اس کا عامل ذکر کریں نیز یا ایها الذین آمنوا هل ادلکم علی تجارة تنجیکم من عذاب الیم تومنون باللّٰه ورسوله وتجاهد ون فی سبیل اللّٰه باموالکم وانفسکم ذلکم خیر لکم ان کنتم تعلمون یغفر لکم ذنوبکم ویدخلکم جنت کے اندر یغفر فعل مضارع مجزوم کا عامل ذکر کریں۔

جواب: لو لا اخرتنی الی اجل قریب سے شرط سمجھ آ رہی ہے جو اگلے جملے کے لیے سبب بنتی ہے اور اس کے بعد والا جملہ فَاَصَّدَّقَ وَاَکُنْ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ مسبب یا جزا بنتا ہے۔ اس طرح پہلا جملہ شرطیہ ہوگا جس کی تقدیر یوں ہوگی اِنْ اَخَّرْتَنِیْ اِلٰی اَجَلٍ قریب اَصَّدَّقْ وَاَکُنْ مِنَ الصّٰلحینَ یعنی اَصَّدَّقَ اس طرح محلاً" مجزوم ہے اور اَکُنْ کا اس کے محل پر عطف ہے اگرچہ لفظاً" اَصَّدَّقَ منصوب ہے کیونکہ لو لا کے بعد فاء ہو تو اَنْ مقدر ہوتا ہے۔

یَغْفِرْ کا عامل اس کے ماقبل جملے تومنون باللّٰه سے سمجھ آ رہا ہے کہ اِنْ تؤمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ..... یَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ۔ ان شرطیہ کے باعث یَغْفِرْ مجزوم ہے۔

فصل : الفعل اما متعد وهو ما يتوقف فهم معناه على متعلق غير الفاعل كضرب و اما لازم وهو ما بخلافه كقعد و قام و المتعدى قد يكون الى مفعول واحد كضرب زيد عمرا و الى مفعولين كأعطى زيد عمرا درهما و يجوز فيه الاقتصار على أحد مفعوليه كأعطيت زيدا أو أعطيت درهما بخلاف باب علمت و الى ثلاثة مفاعيل نحو أعلم الله زيدا عمرا فاضلا و منه أرى و أنبأ و نبأ و أخبر و خبر و حدث و هذه السبعة مفعولها الأول مع الأخيرين كمفعولى أعطيت فى جواز الاقتصار على أحدهما تقول أعلم الله زيدا و الثانى مع الثالث كمفعولى علمت فى عدم جواز الاقتصار على أحدهما فلا تقول أعلمت زيدا خير الناس بل تقول أعلمت زيدا عمرا خير الناس .

ترجمہ :فصل: فعل یا متعدی ہوتا ہے اور وہ وہ ہے جس کے معنی کو سمجھنا فاعل کے علاوہ کسی اور تعلق رکھنے والے پر موقوف ہو جیسے ضرب اور یا لازم ہوتا ہے اور وہ اس کے بر خلاف ہے جیسے قعد اورقام اور متعدی ایک مفعول کی طرف ہوتا ہے جیسے ضرب زید عمرا اور یا دو مفعولوں کی طرف جیسے اعطی زید درھما اور جائز ہے اس میں اکتفاء کرنا اس کے دو مفعولوں میں سے ایک پر جیسے اعطیت زیدا اور اعطیت درھما برخلاف علمت کے باب کے ۔ اور یا تین مفعولوں کی طرف ہوگا جیسے اعلم اللہ زیدا عمرا فاضلا اور اسی میں سے ہے اری اورانبا اور نبا اور اخبر اورخبر اورحدث اور یہ ساتوں فعل ان کا مفعول اول دوسرے دو کے ساتھ اعطیت کے دومفعولوں کی طرح ہے ان دو میں سے ایک پر اکتفاء کے جائز ہونے میں تو کہے اعلم اللہ زیدا اور دوسرا تیسرے کے ساتھ علمت کے دو مفعولوں کی طرح ہے دونوں میں سے ایک کے اوپر اکتفاء کے جائز نہ ہونے میں ۔ پس تو نہ کہے گا اعلمت زیدا خیر الناس (میں نے بتایا زید کو بہترین آدمی) بلکہ تو کہے گا اعلمت زیدا عمرا خیر الناس (میں نے زید کو بتایا کہ عمرو بہترین آدمی ہے)

سوالات

سوال : فعل لازم اور متعدی کی تعریف اور اس کی علامت ذکر کر کے فعل کی اقسام کا مفصل نقشہ لکھیں

سوال : فعل لازم سے متعدی بنانے کا طریقہ بتائیں نیز لازم سے مختص ابواب مع مثال ذکر کریں۔

سوال : شھد اللہ انہ لا الہ الا ھو ۔ بل عجبوا ان جاء ھم ۔ ترغبون ان تنکحوھن ۔ واختار موسی قومہ سبعین رجلا میں فعل لازم کے بعد مفعول کیوں ہے اور اصل کیا ہے؟

سوال : حذف مفعول بہ کی چند مثالیں ذکر کریں اور یہ بتائیں کہ حدیث عائشہؓ ما رای منی ولا رایت منہ سے عقیدہ کا کون سا مسئلہ حل ہوتا ہے؟

حل سوالات

سوال : فعل لازم اور متعدی کی تعریف اور اس کی علامت ذکر کر کے فعل کی اقسام کا مفصل نقشہ لکھو

جواب: فعل لازم ایسا فعل تام ہے جس کے معنی تنہا فاعل پر پورے ہو جائیں اور متعلق کا محتاج نہ ہو یعنی مفعول بہ کی ضرورت نہ ہو جیسے قَعَدَ وہ بیٹھ گیا۔ قَامَ وہ کھڑا ہوا۔ جِئْتُ میں آیا۔ جَلَسَ عَمْرٌو عمرو بیٹھا فعل متعدی وہ فعل تام ہے جس کے معنی کا سمجھنا ایسے متعلق پر موقوف ہو جو فاعل کے علاوہ ہو یا ایسا فعل جو صرف فاعل پر پورا نہ ہو بلکہ تکمیل معنی کے لیے مفعول کا محتاج ہو جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًا

فعل لازم کی علامات (۱) فعل لازم کیلئے مفعول بہ نہیں ہوتا البتہ مفعول مطلق آ سکتا ہے جیسے الخروجُ خَرَجَہٗ زیدٌ ہاء ضمیر راجع بسوئے الخروجُ ہے جو مفعول مطلق ہے۔ (۲) لازم سے مجہول یا مفعول کا صیغہ نہیں آتا مگر حرف جر کے ساتھ جیسے المغضوبِ عَلَیْہِمْ۔ فلما سُقِطَ فِی اَیْدِیْہِمْ

فعل متعدی کی علامات:

فعل متعدی کیلئے مفعول بہ ہوتا ہے اور اس کا مفعول اور مجہول بغیر حرف جر کے آ سکتا ہے جیسے ضرب زیدٌ عمرًا

فعل

- لالازم ولامتعدی: نحو کان اخواتھا (افعال ناقصہ) کا د واخواتھا۔ (افعال مقاربہ)
- لازم: اس کا دوسرا نام قاصر ہے یہ فعل تام ہوتا ہے۔ نحو قعد، قام کان بمعنی ثبت۔
- متعدی: یہ بھی فعل تام ہے۔
  - متعدی بیک مفعول: اخرج۔
  - متعدی بدو مفعول
    - افعال قلوب: مفعول مبتدا خبر ہوں گے یعنی یہ افعال مبتدا خبر پر داخل ہو کر ان کو مفعول بنائیں گے۔ جیسے علمت (اس کا نقشہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ کیجئے)
    - افعال تصییر: مفعول، مبتدا خبر ہوں گے یعنی یہ افعال مبتدا خبر پر داخل ہو کر ان کو مفعول بنائیں گے جیسے فجعلناہ ھباءً منثوراً۔ ان افعال میں مفعول ثانی اول کے لئے صفت ہوتا ہے۔ یعنی ثانی وصف ہے اول کے لئے۔ اسی طرح جاعل الملئکۃ رسلاً۔ لو یردونکم من بعد ایمانکم کفارا۔ ترکنا بعضھم یومئذ یموج فی بعض۔
    - غیر افعال قلوب و افعال تصییر: جن میں دو مفعول آپس میں مبتدا خبر نہ ہوں گے۔ جیسے احضرت زیدا نھرا۔ اعطیت زیدا درھما۔ ان کے اندر زید اور نھر اسی طرح زید اور درھم مبتدا خبر نہیں بن سکتے ان کے اندر قرینہ کے پائے جانے کے ساتھ ایک مفعول کو حذف کرنا بھی جائز ہے۔ اور دونوں کو بھی حذف کر سکتے ہیں جیسے۔ فاما من اعطی واتقی (دونوں حذف ہیں) اٰتوا الزکٰوۃ۔ کے اندر ایک مفعول (مفعول اول) حذف ہے۔
  - متعدی بہ سہ مفعول: اریٰ، اعلم، انبأ، خبر، نحو ینبئکم اذا مزقتم کل ممزق انکم لفی خلق جدید۔ رب ارنی کیف تحیی الموتیٰ۔ یا ضمیر متکلم مفعول اول اور جملہ انشائیہ قائم مقام مفعول ثانی وثالث۔ اسی طرح وما ادراک ما ھی۔ وما یدریک لعلہ یزکیٰ۔ جملہ انشائیہ قائم مقام ثانی وثالث کے ہے۔ اذ یریکھم اللہ فی منامک قلیلا۔ کاف ضمیر مفعول اول ھم ضمیر مفعول ثانی اور قلیلا مفعول ثالث ہے۔ ولو اراکھم کثیرا۔ کاف ضمیر مفعول اول ھم ضمیر مفعول ثانی کثیرا مفعول ثالث ہے۔

فائدہ: تَعَلَّمْ اور ھَبْ فعل جامد ہیں، صرف امر کے لیے افعال قلوب بنتے ہیں۔ اس کا ماضی مضارع نہیں ہوتا۔

فائدہ: رَاٰی جب متعدی بدو مفعول ہو تو اس سے باب افعال متعدی بسہ مفعول ہوگا جیسے کَذٰلِکَ یُرِیْھِمُ اللّٰہُ اَعْمَالَھُمْ حَسَرَاتٍ عَلَیْھِمْ ۔ اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا اور اِذْ یُرِیْکَھُمُ اللّٰہُ فِیْ مَنَامِکَ قَلِیْلًا وَلَوْ اَرَاکَھُمْ کَثِیْرًا ۔

اور اگر رَاٰی متعدی بہ یک مفعول ہو تو باب افعال میں متعدی بدو مفعول ہوگا جیسے وَیُرِیْکُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَطَمَعًا ۔ رَبَّنَا اَرِنَا الَّذَیْنِ اَضَلّٰنَا ۔ پہلی مثال میں خَوْفًا وطَمَعًا مفعول ثالث نہیں بلکہ مفعول لہ ہے۔ خَوْفًا اِخَافَۃً کے معنی میں ہے اور طَمَعًا اِطْمَاعًا کے معنی میں یعنی ثلاثی مزید کیلئے مجرد کا مصدر استعمال کرلیا گیا ہے۔

سوال: فعل لازم سے متعدی بنانے کا طریقہ بتائیں نیز لازم سے مختص ابواب مع مثال ذکر کریں۔

جواب: فعل لازم سے متعدی بنانے کے طریقے:

(ا) فعل لازم کو متعدی بنانے کے لیے باب افعال، تفعیل، مفاعلہ اور کبھی باب اسفعال میں لے جاتے ہیں جیسے

خَرَجَ سے اَخْرَجَ ۔ اِسْتَخْرَجَ

کَرُمَ سے کَرَّمَ ۔ بَعُدَ سے بَاعَدَ

(۲) کبھی فعل لازم کو حرف جر کے واسطہ سے متعدی بناتے ہیں جیسے ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ بمعنی اَذْهَبَ اللّٰهُ نُوْرَهُمْ
اسی طرح فعل لازم کے مصدر کو حرف جر کے ساتھ متعدی بناتے ہیں جیسے وَاِنَّا عَلٰی ذهَابٍ بِهٖ لَقَادِرُوْنَ اور مشتقات کو بھی جیسے مَدْخُوْلٌ بِهَا۔
(۳) کبھی حرف جر کو سماعاً حذف کر کے منصوب بنزع خافض پڑھتے ہیں جیسے شکرتُ لَهٗ سے شکرتُهٗ۔ نصحت لَهٗ سے نَصَحْتُهٗ البتہ مصدر مؤول جس کے شروع میں اَنْ یا اَنَّ ہو' اس سے حرف جر حذف کرنا قیاسی ہے۔ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ۔ تقدیره: شَهِدَ اللّٰهُ عَلٰی اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ
اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ تقدیره: اَشْهَدُ عَلٰی اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ ان مخففه من المثقله ہے۔
اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَاءَكُمْ ذِكْرٌ مِنْ رَبِّكُمْ۔ تقدیره: اَوَعَجِبْتُمْ مِنْ اَنْ جَاءَكُمْ ذِكْرٌ مِنْ رَبِّكُمْ
وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ۔ تقدیره: وَتَرْغَبُوْنَ فِيْ ، عَنْ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ اس کے اندر یا تو فِيْ محذوف ہے یا عَنْ۔ فِيْ کی صورت میں شوق اور عَنْ کی صورت میں اعراض کا معنی ہوگا۔
وَاخْتَارَ مُوْسٰی قَوْمَهٗ سَبْعِيْنَ رَجُلًا۔ تقدیره: وَاخْتَارَ مُوْسٰی مِنْ قَوْمِهٖ سَبْعِيْنَ رَجُلًا۔
کبھی فعل متعدی سے مفعول کو حذف کر دیتے ہیں جیسے مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰی ای مَا قَلَاكَ۔
فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا ای فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا هٰذَا الْفِعْلَ ای الْاِتْيَانَ بِسُوْرَةٍ مِثْلِهٖ
كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ ای لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيَ الْكَافِرِيْنَ
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا فرمان ہے۔
ما رای منی ولا رایت منه (مرقاۃ شرح مشکوۃ ج۶ص ۲۰۳)ای ما رای العورة منی ولا رایت العورة منه۔

فعل لازم سے مختص ابواب:

درج ذیل ابواب ہمیشہ لازم ہوتے ہیں

(۱) كَرُمَ (۲) اِنْفِعَال (۳) اِفْعِلَال (۴) اِفْعِيْلَال (۵) تَفَعْلُل (۶) اِفْعِنْلَال (۷) اِفْعِلَّال اور ان کے ملحقات بھی لازم ہوتے ہیں۔ جیسے
شَرُفَ۔ اِنْفَطَرَ۔ اِحْمَرَّ۔ اِدْهَامَّ۔ تَدَحْرَجَ۔ اِحْرَنْجَمَ۔ اِقْشَعَرَّ
ملحقات کی مثالیں تَجَوْرَبَ۔ اِقْعَنْسَسَ۔ اِكْوَهَدَّ
ان کے علاوہ دوسرے ابواب کبھی لازم ہوتے ہیں اور کبھی متعدی

فائدہ : فَعَلَ ' فَعَّلَ ' فَاعَلَ تاء کی زیادتی سے عموماً لازم بن جاتے ہیں۔ بَاعَدَ ' تَبَاعَدَ ۔ هَدَّىٰ اِهْتَدَىٰ ۔ نَبَّهَ ' تَنَبَّهَ شذا العرف میں ہے عَدَلْتُهُ فَاعْتَدَلَ (میں نے اس کو درست کیا تو وہ درست ہو گیا) كَسَّرْتُهُ فَتَكَسَّرَ (میں نے اس کو توڑا پس وہ ٹوٹ گیا) بَاعَدْتُهُ فَتَبَاعَدَ (میں نے اس کو دور کیا پس وہ دور ہو گیا) (ص ۴۳ ' ۴۴) سَلْقَيْتُهُ فَاسْتَلْقَىٰ (میں نے اس کو چت لٹایا پس وہ چت لیٹ گیا) یہ باب استفعال نہیں بلکہ باب افنعلاء ہے جو ملحق برباعی ہوتا ہے (المنجد ص ۳۴۷) کتب فقہ ابواب صلاۃ المریض میں اس کے صیغے پائے جاتے ہیں

اسی طرح نون انفعال اور نون افعنلال ہے۔ جیسے كَسَرْتُهُ فَانْكَسَرَ (میں نے اس کو توڑا پس وہ ٹوٹ گیا)

سَلْقَيْتُهُ فَاسْلَنْقَىٰ (میں نے اس کو چت لٹایا پس وہ چت لیٹ گیا)

سوال : فعل لازم کا اثر مفعول تک کس طرح لے جاتے ہیں؟ نیز اس واسطے کو حذف کرنے کے دونوں طریقے مع امثلہ ذکر کریں۔

جواب : فعل لازم کا اثر مفعول تک پہنچانے کے لیے حرف جر کے سہارا لینا پڑتا ہے جیسے ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ۔ كَتَبْتُ بِالْقَلَمِ

حرف جر کو حذف کرنے کے دو طریقے ہیں۔ یعنی فعل لازم کا اثر بھی مفعول تک پہنچ جائے اور حرف جر کا سہارا بھی نہ لینا پڑے۔

(۱) فعل لازم کو باب افعال ' تفعیل ' مفاعلہ یا استفعال میں لے جائیں۔ اس طرح فعل لازم متعدی ہو جائے گا اور حرف جر کا سہارا نہیں لینا پڑے گا جیسے ذَهَبَ زَيْدٌ بِعَمْرٍو سے اَذْهَبَ زَيْدٌ عَمْرًا

(۲) حرف جر کو حذف کر کے مجرور کو نزع خافض کے ساتھ منصوب پڑھا جائے۔ اس طرح بھی حرف جر کے واسطے کو حذف کر دیا جاتا ہے جیسے وَاخْتَارَ مُوسٰى قَوْمَهٗ سَبْعِيْنَ رَجُلًا ۔ ای اختارَ موسٰی من قومه سَبْعِيْنَ رَجُلًا اور حرف جر کو حذف کرنا کبھی سماعاً ہوتا ہے جیسے مذکورہ مثال میں اور کبھی قیاساً ہوتا ہے کہ اَنَّ اور اَنْ سے پہلے عموماً حذف کر دیتے ہیں جیسے وترغبون ان تنكحوهن

سوال : شهد الله انه لا اله الا هو ۔ بل عجبوا ان جاء هم ۔ ترغبون ان تنكحوهن ۔ واختار موسى قومه سبعين رجلا میں فعل لازم کے بعد مفعول کیوں ہے اور اصل کیا ہے؟

جواب : ان تمام مثالوں میں فعل لازم کے بعد مفعول ہے جو منصوب بنزع خافض ہے اور فعل لازم کے لیے مفعول کا اس طرح لانا جائز ہے۔

ان مثالوں کی اصل یوں ہے :

(۱) شَهِدَ اللّٰهُ انه لا اله الا هو اصل میں ہے شَهِدَ اللّٰهُ عَلٰى اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اور مصدر مؤوّل سے

حرف جر کو حذف کر دینا نحوی قاعدے سے جائز ہے

(۲) بَلْ عَجِبُوْا اَنْ جَاءَهُمْ یہاں بھی حرف جر من داخل تھا جسے دور مصدر مؤول بمحلا" منصوب ہوگیاہے اور یہ حذف قیاسی ہے۔

(۳) ترغبون ان تنکحوهن یہاں فی یا عن جارہ مصدر مؤول سے قبل حذف ہے اور یہ حذف قیاسی ہے۔

(۴) واختار موسی قومه سبعين رجلا یہاں من جارہ حذف کر کے قومہ کو منصوب کر دیا گیا ہے۔ اسے منصوب بنزع خافض کہتے ہیں اور یہ حذف مصدر مؤول سے پہلے نہیں بلکہ اسم صریح سے پہلے ہے اس لیے یہ سماعی ہے۔

سوال: حذف مفعول بہ کی چند مثالیں ذکر کریں اور یہ بتائیں کہ حدیث عائشہؓ مَا رَاٰى مِنِّیْ وَلَا رَاَیْتُ مِنْهُ سے عقیدہ کا کون سا مسئلہ حل ہوتا ہے؟

جواب: حذف مفعول بہ کی چند مثالیں:

مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَمَا قَلٰی ای قَلَاکَ۔ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی۔ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا۔ کَتَبَ اللّٰهُ لَاَ غْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ

جب کوئی کہے تو نے کس کو مارا؟ تو اس صورت میں مفعول بہ کا ذکر کرنا واجب ہے جیسے' مَنْ ضَرَبْتَ؟ کے جواب میں کہا جائے زَیْدًا ای ضربتَ زیدًا۔

حدیث عائشہؓ سے عقیدہ حاضر ناظر کا مسئلہ حل ہوتا ہے وہ اس طرح کہ بعض جاہل کہتے ہیں کہ نبی ﷺ ساری کائنات کا علم محیط رکھتے ہیں اور وہ ہر ہر انسان کو ہر وقت ہر جگہ اور ہر حالت میں دیکھتے ہیں یعنی ہر آدمی ہر وقت ان کے سامنے ہے۔ ان سے کائنات کی کوئی شے پوشیدہ نہیں ہے۔ اس عقیدے کی شناعت اس حدیث سے واضح ہو جاتی ہے کیونکہ عائشہؓ جن سے آپ ﷺ کو ازواج مطہرات میں سب سے زیادہ محبت تھی وہ فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے میرے ستر کو نہیں دیکھا اور نہ میں نے آپ کے ستر کو دیکھا بھلا جس ہستی نے اپنی بیوی کا پورا جسم نہ دیکھا ہو' ان کے بارے میں یہ جاہل کہتے ہیں کہ معاذ اللہ پوری دنیا کے مرد عورتوں کا ظاہر باہر ہر وقت ان کے سامنے ہیں معاذ اللہ تعالیٰ ہمیں تو وہی عقیدہ پسند ہے جو جو آپ کی ازواج مطہرت رضی اللہ تعالی عنهن کا تھا۔

فصل : أفعال القلوب علمت و ظننت و حسبت و خلت و رأيت و وجدت و زعمت وهي أفعال تدخل على المبتدأ و الخبر فتنصبهما على المفعولية نحو علمت زيدا عالما .

و اعلم أن لهذه الأفعال خواص منها أن لا تقتصر على أحد مفعوليها بخلاف باب أعطيت فلا تقول علمت زيدا . و منها جواز الالغاء اذا توسطت نحو زيد ظننت قائم او تأخرت نحو زيد قائم ظننت . و منها انها تعلق اذا وقعت قبل الاستفهام نحو علمت أزيد عندك أم عمرو و قبل النفي نحو علمت ما زيد في الدار و قبل لام الابتداء نحو علمت لزيد منطلق . و منها أنها يجوز أن يكون فاعلها و مفعولها ضميرين لشيء واحد نحو علمتني منطلقا و ظننتك فاضلا .

و اعلم انه قد يكون ظننت بمعنى اتهمت و علمت بمعنى عرفت و رأيت بمعنى أبصرت و وجدت بمعنى أصبت الضالة فتنصب مفعولا واحدا فلا يكون حينئذ من أفعال القلوب .

ترجمہ : **فصل : افعال قلوب** علمت ، ظننت ، حسبت ، خلت ، رایت ، وجدت اور زعمت ہیں اور یہ ایسے افعال ہیں جو مبتدا اور خبر پر داخل ہوکر ان کو مفعولیت کی بناء پر نصب دیتے ہیں جیسے علمت زیدا عالما ۔

اور جان لے کہ ان فعلوں کے کچھ خواص ہیں ان میں سے ایک یہ کہ نہیں اکتفاء کیا جا سکتا اس کے دو مفعولوں میں سے ایک پر بر خلاف اعطیت کے باب کے لہذا تو نہ کہے گا علمت زیدا ۔

اور ان میں سے ایک جائز ہونا ہے الغاء کا جب یہ افعال درمیان میں آجائیں جیسے زید ظننت قائم یا بعد میں چلے جائیں جیسے زید قائم ظننت ۔

اور ان میں ایک یہ کہ معلق ہوجاتے ہیں جب جب واقع ہوں استفہام سے پہلے جیسے علمت ازید عندک ام عمرو اور نفی سے پہلے جیسے علمت ما زید فی الدار اور لام سے پہلے جیسے علمت لزید منطلق ۔

اور ان میں سے ایک یہ کہ جائز ہے کہ اس کا فاعل اور مفعول دو ضمیریں ہوں ایک چیز کے لئے جیسے علمتنی منطلقا اور ظننتک فاضلا ۔

اور جان لے کہ کبھی ہوتا ہے ظننت اتہمت (تہمت لگائی) کے معنی میں اور علمت عرفت (میں نے پہچانا) کے معنی میں اور رایت ابصرت کے معنی میں اور وجدت اصبت الضالۃ (میں نے گم شدہ چیز کو پالیا) کے معنی میں تو نصب دیتا ہے ایک مفعول کو صرف اور اس وقت نہیں ہوتا یہ افعال قلوب سے ۔

سوالات

سوال : افعال قلوب اور افعال تصییر کا فرق اور معنی ذکر کریں۔ نیز اعطی ۔ صیر اور علم کا فرق ذکر کریں اور یہ بھی بتائیں کہ یہ کس چیز میں مشترک ہیں؟

سوال: حذف مفاعیل کے بارے میں علمت۔ اعطیت۔ اعلمت۔ عرفت کے احکام ذکر کریں۔
سوال: تعلیق اور الغاء کا فرق کر کے ان کے مواضع مع مثال ذکر کریں۔
سوال: تعلیق اور الغاء کے علاوہ افعال قلوب کے دیگر خاصے ذکر کریں۔
سوال: افعال قلوب کے کلمات کب متعدی بیک مفعول ہوتے ہیں؟
سوال: رؤیت کی اقسام مع احکام ذکر کریں اور الم تر سے بریلویوں کے سفسطی استدلال کا جواب دیں۔
سوال: رای کے استعمال کی ایسی مثال دیں جس میں دوسرے اور تیسرے مفعول میں تعلیق ہو نیز اری متعدی بدو مفعول کب ہوتا ہے؟
سوال: ان نقول الا اعتراک میں ان نے جزم کیوں نہ دیا؟ کوئی اور مثال بھی ذکر کریں۔
سوال: لام امر اور لام کی کا واؤ ر فاء کے بعد کیا فرق ہوتا ہے؟
سوال: لام کے بعد مضارع کا نون اعرابی گرا ہو تو کتنے احتمالات ہیں؟ مع مثال ذکر کریں۔

حل سوالات

سوال: افعال قلوب اور افعال تصییر کا فرق اور معنی ذکر کریں۔ نیز اعطی۔ صَیَّرَ اور عَلِمَ کا فرق ذکر کریں اور یہ بھی بتائیں کہ یہ کس چیز میں مشترک ہیں؟

جواب: وہ افعال جن کا تعلق دل سے ہو' افعال قلوب کہلاتے ہیں۔ یہ مبتدا خبر پر آتے ہیں جیسے علمت۔ ظننت وغیرہ۔ اس وقت یہ متعدی بہ دو مفعول ہوتے ہیں اور دونوں مفعولوں کا ذکر کرنا ضروری ہوتا ہے۔ ایک کو حذف اور ایک کو ذکر کرنا درست نہیں ہے۔ یا دونوں مذکور ہوں یا دونوں حذف ہوں جیسے عَلِمْتُ عَمْرًا عَادِلًا۔

افعال تصییر بھی مبتدا خبر پر داخل ہوتے ہیں لیکن ان کا تعلق دل سے نہیں ہوتا بلکہ ان کا کام یہ ہوتا ہے کہ مفعول اول کو مفعول ثانی کے ساتھ موصوف کر دیتے ہیں یعنی مفعول اول کو ثانی سے موصوف کرنا ان کا کام ہے جیسے فَجَعَلْنَا کو هُوَ هَبَاءٌ مَّنْثُوْرٌ سے ملائیں تو بنے گا فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مَّنْثُوْرًا اسی طرح اَلْمَلَائِكَةُ رُسُلٌ پر جَاعِل کو داخل کریں تو بنے گا جَاعِلِ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا
ان دونوں مثالوں میں مفعول اول' مفعول ثانی سے موصوف ہو گیا ہے یعنی الملائکۃ رسلٌ سے کہ (فرشتوں کا قاصد بنا دیا) جبکہ اَعْطٰی وغیرہ جن دو اسموں پر داخل ہوتے ہیں' وہ اصل میں مبتدا خبر نہیں ہوتے۔

رَدَّ کی مثال: لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِنْ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا ۔ تَرَكَ کی مثال: تَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَمُوْجُ فِيْ بَعْضٍ افعال قلوب کے معنی "دل کے افعال" اور افعال تصییر کا معنی "کر دینے والے افعال"

ہے۔

افعال قلوب اور افعال قلوب اس لحاظ سے مشترک ہیں کہ دونوں مبتدا خبر پر داخل ہوتے ہیں۔ دوسرا یہ کہ دونوں متعدی بدو مفعول ہیں اور یہ تینوں فعل (اَعْطیٰ عَلِمَ صَیَّرَ) اس چیز میں مشترک ہیں کہ ان کے دو دو مفعول ہوتے ہیں۔

سوال: حذف مفاعیل کے بارے میں علمتُ۔ اعطیتُ۔ اعلمتُ۔ عرفتُ کے احکام ذکر کریں۔

جواب: عَلِمَ: دو مفعول چاہتا ہے یعنی متعدی بہ دو مفعول ہے۔ اس کے ایک مفعول پر اکتفار کرنا جائز نہیں۔ جب ایک ذکر کیا تو دوسرا بھی ذکر کرنا پڑے گا۔ یا تو دونوں کو ایک ساتھ حذف کریں گے یا دونوں کو ذکر کریں گے جیسے۔(۱) دونوں ذکر ہوں: علمتُ زیدًا حَاکِمًا

(۲) دونوں حذف ہوں: علمت ارشاد باری ہے وَاللّٰہُ یعلمُ وانتُم لَا تَعْلَمُوْنَ۔

اَعْطَیْتُ: اَعْطیٰ بھی دو مفعولوں کی جانب متعدی ہے۔ اس کے مفاعیل کو حذف اور ذکر کرنے کی چار صورتیں ہیں (۱) دونوں مفعول ذکر ہوں جیسے اعطیتُ زیدًا دِرْھَمًا ۔

(۲) دونوں مفعول حذف ہوں جیسے اعطیتُ ۔

(۳) اول ذکر ثانی حذف جیسے اعطیتُ زیدً ا ۔

(۴) اول حذف ثانی ذکر ہو جیسے اعطیتُ درھمًا۔

اعلمت: اعلم فعل تین مفعولوں کی جانب متعدی ہوتا ہے۔ اسے متعدی بہ سہ مفعول کہتے ہیں۔ اس کے مفاعیل کے حذف کی مندرجہ ذیل صورتیں ہیں۔

۱) تینوں ذکر ہوں جیسے اعلمتُ زیدًا عمرًا فاضلًا ۔

(۲) پہلا ذکر ہو اور دوسرا تیسرا حذف ہو جیسے اَعْلَمْتُ زیدًا۔

(۳) پہلا حذف اور دوسرا تیسرا ذکر ہو جیسے اَعْلَمْتُ عَمْرًا فَاضِلًا ۔

دوسرا اور تیسرا مفعول چونکہ مبتدا خبر ہیں اس لیے یا دونوں ذکر یا دونوں حذف ہوں گے' کسی ایک پر اکتفا نہیں کر سکتے۔

عَرَفْتُ: عَرَفَ بھی افعال قلوب میں سے ہے لیکن متعدی بیک مفعول ہے۔ اس کے مفعول کو حذف کرنا اور ذکر کرنا دونوں جائز ہیں جیسے عرفتُ زیدًا یا عرفتُ

سوال: تعلیق اور الغاء کا فرق کر کے ان کے مواضع مع مثال ذکر کریں۔

جواب: تعلیق: افعال قلوب کا اپنے معمول میں لفظاً" عمل کرنے سے رک جانا تعلیق کہلاتا ہے اس وقت معنیً" اپنے معمول میں عمل کر رہے ہوں گے۔ اس کی صورت یہ ہوگی کہ جب افعال قلوب کے معمول پر عطف کریں گے تو معطوف کا عطف معطوف علیہ کے محل پر ہوگا یعنی معطوف میں افعال

قلوب لفظاً" عمل کریں گے۔ افعال قلوب کے معلق ہونے کی تین صورتیں ہیں۔
(۱) جب استفہام سے پہلے واقع ہوں جیسے عَلِمْتُ اَزَیْدٌ عِنْدَکَ اَمْ عَمْرٌو استفہام خواہ ہمزہ کے ساتھ ہو یا اسم کے ذریعے دونوں صورتوں میں افعال قلوب کا عمل رک جاتا ہے (لفظاً") جیسے اَیُّ الْحِزْبَیْنِ اَحْصٰی ثُمَّ بَعَثْنَاهُمْ لِنَعْلَمَ اَیُّ الْحِزْبَیْنِ اَحْصٰی لِمَا لَبِثُوْا اَمَدًا میں عَلِمْتُ اَیْنَ زَیْدٌ جَالِسٌ وَعَمْرًا قائما ۔ (۲) جب نفی سے پہلے واقع ہوں جیسے عَلِمْتُ مَا زَیْدٌ فِی الدَّارِ ۔(۳) لام ابتداء (لام تاکید) سے پہلے واقع ہو جیسے عَلِمْتُ لَزَیْدٌ مُنْطَلِقٌ ۔ تعلیق کا حکم مندرجہ بالا تین مقامات میں وجوبی ہے۔

الغاء : افعال قلوب کو اپنے معمول میں عمل کرنے سے روک دینا اس طرح کہ نہ لفظاً" عمل کریں اور نہ ہی معنیٰ"۔ اس کی صورت یوں معلوم ہوگی کہ جب افعال قلوب کے معمول پر عطف کریں گے تو معطوف معطوف علیہ کے مطابق اعراب دیا جائے گا۔ اس کی دو صورتیں ہیں ۔(۱) جب افعال قلوب مبتدا اور خبر کے درمیان واقع ہو جیسے زَیْدٌ ظَنَنْتُ عالِمٌ۔ عمرٌو علمتُ حاکمٌ وارشدُ قاضٍ
(۲) جب افعال قلوب جملے کے آخر میں واقع ہو جیسے زیدٌ عالمٌ ظننتُ۔ بکرٌ خطیبٌ علمتُ۔ منصورٌ طالبٌ علمتُ و عمرٌو استاذٌ
الغاء کا حکم جوازی ہے نہ کہ تعلیق کی طرح وجوبی لہٰذا یوں بھی کہہ سکتے ہیں۔ زیدًا علمتُ عالمًا۔ بکرٌ خطیبٌ ظننتُ یا بکرًا خطیبًا ظَنَنْتُ دونوں طرح سے درست ہے۔

مختصر یہ کہ تعلیق اور الغاء میں فرق یہ ہے کہ تعلیق کا حکم وجوبی ہے جبکہ الغاء جوازی ہے۔ تعلیق میں عطف معمول کے محل پر ہوگا جبکہ الغاء میں معمول کی موجودہ حالت پر۔ تعلیق میں افعال قلوب لفظاً" عمل نہیں کرتے، معنیٰ" عمل کرتے ہیں۔ جبکہ الغاء میں نہ لفظاً" عمل کرتے ہیں نہ معنیٰ"۔ تعلیق اور الغاء دونوں افعال قلوب کے ساتھ خاص ہیں، باقی فعلوں میں نہیں۔ البتہ اِلَّا یا لائے نفی ملغی ہو سکتے ہیں۔

سوال : تعلیق اور الغاء کے علاوہ افعال قلوب کے دیگر خاصے ذکر کریں۔

جواب : تعلیق اور الغاء کے علاوہ افعال قلوب کا ایک خاصہ یہ بھی ہے کہ ان کا فاعل اور مفعول ایک ہی چیز کی دو ضمیریں ہو سکتی ہیں جیسے عَلِمْتُنِیْ مُنْطَلِقًا ۔ ظَنَنْتُکَ فَاضِلًا پہلی مثال میں عَلِمْتُنِیْ میں تاء ضمیر متکلم فاعل کی ہے اور یاء ضمیر متکلم مفعول بہ کی۔ یعنی فاعل اور مفعول کی دونوں ضمیریں ایک ہی شخص کے لیے ہیں۔ اسی طرح ظَنَنْتُکَ میں تاء ضمیر مخاطب فاعل کی اور کاف ضمیر مخاطب مفعول کی ایک ہی شخص کے لیے ہیں۔ مُنْطَلِقًا اور فَاضِلًا دونوں مثالوں میں مفعول بہ ثانی اسم ظاہر ہیں۔

افعال قلوب کے علاوہ دوسرے افعال سے بھی فاعل اور مفعول کی ضمیر ایک ہی شخص کے لیے آ سکتی ہے لیکن اس صورت میں ضمیر مفعول بہ کی منفصل ہوگی جیسے اِیَّاکَ ضَرَبْتَ۔ ضَرَبْتُکَ کہنا درست نہیں کیونکہ یہ افعال قلوب میں ہی اکٹھی آ سکتی ہیں جیسے عَلِمْتُنِی فَاضِلاً میں۔ دیگر افعال میں فاعل اور مفعول کی ضمیر کے درمیان نَفْس یا اَنْفُس کا فصل لائیں گے جیسے رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّی ظَلَمْتُ نَفْسِی۔

سوال: افعال قلوب کے کلمات کب متعدی بیک مفعول ہوتے ہیں؟

جواب: افعال قلوب کے کلمات سے جب قلبی حالت مراد نہ لی جائے بلکہ ظاہری حالت مراد ہو تو یہ متعدی بیک مفعول ہوتے ہیں جیسے ظَنَنْتُ جب اِتَّهَمْتُ کے معنی میں ہو۔ ظننتُ زیدًا ای اِتَّهَمْتُ زیدًا اور علمتُ بمعنی عرفتُ ہو۔ علمتُ خَالِدًا یعنی عرفتُ خَالِدًا اور رَاَیْتُ بمعنی اَبْصَرْتُہ ہو یعنی ظاہرا" دیکھنا مراد ہو جیسے رایتُ العصفورَ ای اَبْصَرْتُ العصفورَ اور وجدتُ بمعنی اصبتُ الضالۃَ ہو، یعنی گمشدہ کو پایا۔

لہٰذا ایسی صورت میں صرف ایک مفعول کو نصب دیں گے۔ اس وقت انہیں افعال قلوب نہیں کہیں گے اور اگر وَجَدَ، غَضِبَ کے معنی میں ہو تو لازم ہوگا۔

سوال: رؤیت کی اقسام مع احکام ذکر کریں اور الم تر سے بریلویوں کے سفسطی استدلال کا جواب دیں۔

جواب:

فائدہ: لفظ رُؤیا کبھی خواب کے لیے، کبھی آنکھوں سے دیکھنے کے لیے (بیداری کی حالت میں) آتا ہے جیسے وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِیْ اَرَيْنَاكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ۔ رُؤیا سے مراد یہاں دکھلاوا ہے لہٰذا مرزائیوں کا یہ کہنا باطل ہے کہ معراج منامی تھا۔

اَلَمْ تَرَ میں بریلویوں نے ایک غلط استدلال کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس سے مراد رؤیت بصری ہے جیسے

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحَابِ الْفِيْلِ حالانکہ اس سے رویت قلبی مراد ہے اور بعض جاہل یوں کہتے ہیں کہ اَلَمْ تَرَ کا معنی ہے "کیا تو نے نہ دیکھا" یعنی دیکھا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ حضور علیہ السلام اصحاب فیل کے واقعہ کو دیکھتے تھے حالانکہ یہ واقعہ آپ کی پیدائش سے پہلے کا ہے جس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ اس وقت بھی حاضر ناظر تھے۔ معاذ اللہ۔ اگر وہ رویت بصری ہی مراد لیتے ہیں تو پھر اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا میں بتائیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے سات آسمان پیدا فرمائے تو یہ لوگ آنکھوں سے دیکھ رہے تھے؟ حالانکہ یہ قوم نوح کو خطاب ہے۔ اس سے تو مراد یہ ہے کہ اپنی عقل سے سوچو۔ اس سے اللہ کی قدرت کی عظمت اور بڑائی پر غور کرنا مراد ہے نہ کہ رویت بصری۔ اسی طرح اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحَابِ الْفِيْلِ میں بھی رویت سے رویت قلبی مراد ہے۔ بمعنی اَلَمْ تَعْلَمْ لہٰذا اہل بدعت کا اس سے یہ استدلال کرنا کہ آپ ﷺ اول و آخر کے تمام واقعات اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں اور ہر ہر چیز کا علم انہیں ہے' غلط ہے۔

سوال: رَاٰی کے استعمال کی ایسی مثال دیں جس میں دوسرے اور تیسرے مفعول میں تعلیق ہو نیز اَرٰی متعدی بدو مفعول کب ہوتا ہے؟

جواب: تعلیق کی مثال جبکہ دوسرے اور تیسرے مفعول میں ہو: رَبِّ اَرِنِیْ كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى۔ اَرِنِیْ میں متکلم مفعول بہ اول ہے اور كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى جملہ قائم مقام ہے مفعول ثانی اور ثالث کے۔ استفہام کے باعث دوسرے اور تیسرے مفعول میں تعلیق ہے۔

جب اَرٰی سے مراد رویت بصری ہو تو متعدی بدو مفعول ہوگا اس وقت اس کا مجرد متعدی بیک مفعول ہو جیسے اَرِنَا مَنَاسِكَنَا۔ اَرِنَا الَّذَيْنِ اَضَلّٰنَا

سوال: اِنْ نَقُوْلُ اِلَّا اعْتَرَاكَ میں اِنْ نے جزم کیوں نہ دیا؟ کوئی اور مثال بھی ذکر کریں۔

جواب: اِنْ دو قسم کا ہوتا ہے (۱) شرطیہ (۲) نافیہ۔ اِنْ شرطیہ فعل کو جزم دیتا ہے جبکہ نافیہ عمل نہیں کرتا۔ اِنْ نافیہ کی پہچان یہ ہے کہ اس کے بعد اِلَّا یا استفہام تنکیری ہوتا ہے۔ جیسے اِنْ اَدْرِیْ اَقَرِيْبٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ مذکورہ عبارت اِنْ نَقُوْلُ اِلَّا اعْتَرَاكَ میں بھی اِنْ نافیہ ہے۔

سوال: لام امر اور لام کئی کا واؤ، فاء کے بعد کیا فرق ہوتا ہے؟

جواب: لام امر سے قبل واؤ آ جائے تو لام امر ساکن کر دیا جاتا ہے وجوباً" جیسے وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ۔ وَلْيَكْتُبْ ۔ وَلْتَاْتِ طَائِفَةٌ۔ وَلْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ۔ ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ

اور جب لام امر فاء کے بعد آئے تو جوازاً" ساکن ہو جاتا ہے جیسے فَلْيُنْفِقْ مِمَّا آتَاهُ اللّٰهُ۔ فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ۔ فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ

لام کَیْ سے قبل واوَ یا فاء آ جائے تو لام کَیْ ساکن نہیں ہوتا بلکہ اپنی حالت پر رہتا ہے جیسے وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۔ وَلِيَقُوْلَ الَّذِيْنَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ

سوال: لام کے بعد مضارع کا نون اعرابی گرا ہو تو کتنے احتمالات ہیں؟ مع مثال ذکر کریں۔

جواب: اس وقت درج ذیل احتمالات ہیں

(۱) لام امر ہو جیسے وليطوفوا بالبيت العتيق

(۲) لام کی ہو جیسے ولتكملوا العدة ولتكبروا الله على ما هداكم

(۳) لام جحد ہو جیسے ۔ و ما كانوا ليومنوا

فصل : الأفعال الناقصة هي أفعال وضعت لتقرير الفاعل على صفة غير صفة مصدرها وهي كان وصار و ظل و بات الى آخرها تدخل على الجملة الاسميه لافادة نسبتها حكم معناها فترفع الأول و تنصب الثاني فتقول كان زيد قائما .

و"كان "على ثلاثة أقسام : ناقصة وهي تدل على ثبوت خبرها لفاعلها في الماضي امادائما نحو كان الله عليما حكيما أو منقطعا نحو كان زيد شابا و تامة بمعنى ثبت وحصل نحو كا ن القتال أى حصل القتال و زائدة لا يتغير باسقاطها معنى الجملة كقول الشاعر شعر

: جياد ابني ابى بكر تسامى على كان المسومة العراب أى على المسومة

و" صار" للانتقال نحو صار زيد غنيا و أصبح و أمسى و أضحى تدل على اقتران مضمون الجملة بتلك الأوقات نحو أصبح زيد ذاكرا أى كان ذاكرا في وقت الصبح و بمعنى صار نحو أصبح زيد غنيا و تامة بمعنى دخل في الصباح و الضحى و المساء . و ظل و بات يدلان على اقتران مضمون الجملة بوقتيهما نحو ظل زيد كاتبا و بمعنى صار و ما زال وما فتى و ما برح و ما انفك تدل على استمرار ثبوت خبرها لفاعلها مذ قبله نحو مازال زيد اميرا و يلزمها حرف النفي و "مادام "يدل على توقيت أمر بمدة ثبوت خبرها لفاعلها نحو أقوم ما دام الامير جالسا و" ليس" يدل على نفي معنى الجملة حالا و قيل مطلقا وقد عرفت بقية أحكامها في القسم الأول فلا نعيدها .

فصل : افعال ناقصہ وہ افعال ہیں جو وضع کئے گئے ہیں فاعل کو ثابت کرنے کے لیے کسی صفت پر علاوہ اس کے مصدر کی صفت کے اور وہ ہیں کان، صار، ظل اور بات الخ ۔ داخل ہوتے ہیں یہ جملہ اسمیہ پر اس کی نسبت کو اس کے حکم کے معنی کا فائدہ دینے کے لئے پھر یہ رفع دیتے ہیں پہلے کو اور نصب دیتے ہیں دوسرے کو تو تو کہے گا کان زید قائما ۔

اور کان تین قسم پر ہے (پہلی قسم) ناقصہ اور وہ دلالت کرتا ہے اس کے فاعل کے لئے اس کی خبر کے ثابت ہونے پر یا تو ہمیشہ رہنے والی جیسے کان اللہ علیما حکیما یا منقطع ہو جانے والی جیسے کان زید شابا اور (دوسری قسم) تامہ جو ثبت اور حصل کے معنی میں ہو جیسے کان القتال یعنی حصل القتال اور (تیسری قسم) زائدہ جس کو گرا دینے سے جملے کا معنی تبدیل نہیں ہوتا جیسے شاعر کا قول

جیاد ابنی ابی بکر تسامی علی کان المسومة العراب یعنی علی المسومة

ترجمہ : میرے بیٹے ابی بکر کے عمدہ گھوڑے فوقیت رکھتے ہیں نشان لگائے ہوئے عربی گھوڑوں پر ۔

اور صار حالت کے بدلنے کے لئے ہوتا ہے جیسے صار زید غنیا اور اصبح اور امسی اور اضحی دلالت کرتے ہیں ان اوقات کے ساتھ مضمون جملہ کے مل جانے پر جیسے اصبح زید ذاکرا یعنی کان ذاکرا فی وقت الصبح (صبح کے وقت ذکر کرنے والا ہوگیا) اور صار کے معنی میں ہوتا ہے جیسے اصبح زید غنیا (زید صبح کے وقت مالدار ہوگیا) اور تامہ ہوتا ہے دخل فی الصباح و الضحی و المساء کے معنی میں (صبح اور چاشت کے وقت اور شام کے وقت میں داخل ہوا) ۔ اور ظل اور بات دلالت کرتے ہیں مضمون جملہ کو ان کے وقتوں کے ساتھ ملانے پر جیسے ظل زید کاتبا (زید دن بھر لکھنے والا رہا) اور صار کے معنی میں اور مازال، ما فتی، مابرح اور ما انفک دلالت کرتے ہیں ان کی خبروں کو ہمیشہ ثابت پر ان کے فاعل کے لئے جس سے اس نے اسے قبول کیا جیسے مازال زید امیرا (زید ہمیشہ حاکم رہا) اور لازم ہے اس کو حرف نفی ۔ اور مادام دلالت کرتا ہے کسی چیز کو محدود کرنے پر اس کی خبر کو اس کے فاعل کے لئے ثابت کرنے کی مدت پر جیسے اقوم ما دام الامیر جالسا (میں کھڑا رہوں گا جب تک کہ امیر بیٹھا ہے) اور لیس دلالت کرتا ہے فی الحال جملہ کے معنی نفی پر اور کہا گیا ہے کہ مطلقا اور تو نے اس کے بقیہ احکام قسم اول میں پہچان لئے ہیں اس لئے ہم ان کو دہراتے نہیں ۔

سوالات

سوال: فعل ناقص کی تعریف کر کے بتائیں کہ اس کا مرفوع کیا کہلاتا ہے؟

سوال: فعل ناقص کی باعتبار استعمال کے اقسام کا نقشہ مع الفاظ لکھیں۔

سوال: فعل ناقص کا نقشہ باعتبار تصرف کے ذکر کریں۔

سوال: کان کی اقسام مع امثلہ ذکر کریں۔

سوال: مندرجہ ذیل شعر کی دونوں روایتیں مع ترجمہ لکھیں اور یہ بتائیں کہ یہ شعر کس مقصد کے لیے ذکر کیا ہے؟

جیاد ابنی ابی بکر تسامی   علی کان المسومۃ العراب

سوال: ظل کا معنی اور مثال ذکر کریں۔ نیز اس کی خصوصیت ذکر کریں مع مثال۔

سوال: زال کی تینوں صورتیں مع فرق ذکر کریں۔

سوال: کان کی خصوصیات ذکر کر کے الناس مجزیون باعمالھم - ان خیرا فخیر وان شرا فشر کی وجوہ اعراب ذکر کریں۔

حل سوالات

سوال: فعل ناقص کی تعریف کر کے بتائیں کہ اس کا مرفوع کیا کہلاتا ہے؟

جواب: فعل ناقص وہ فعل ہے جو اپنے مرفوع کو ایسی صفت پر ثابت کرتا ہے جو اس کے معنی مصدری کے علاوہ ہو (کیونکہ اپنے معنی مصدری کو تو ہر فعل تام اپنے مرفوع کے لئے ثابت کرتا ہے) جیسے کَانَ - صَارَ - اَصْبَحَ - اَمْسٰی - مَا زَالَ - مَا انْفَکَّ - مَا دَامَ وغیرہ۔

فعل ناقص کا مرفوع اسم کَانَ کہلاتا ہے لیکن صاحب کافیہ اس کو فاعل ہی شمار کرتے ہیں اس لیے وہ مرفوعات میں کَانَ کا اسم شامل نہیں کرتے بلکہ اس کو فاعل ہی کہتے ہیں البتہ کَانَ کی خبر کو منصوبات میں الگ قسم مانتے ہیں۔ جمہور نحویوں کے نزدیک کَانَ کا اسم مرفوعات میں الگ قسم ہے اور اس قسم میں افعال مقاربہ کا اسم بھی داخل ہے کیونکہ افعال مقاربہ کَادَ وغیرہ کو ناقص مانتے ہیں۔ جبکہ بعض نحوی کَادَ کے اسم کو مرفوعات کی الگ قسم مانتے ہیں۔

افعال ناقصہ یہ ہیں: کَانَ - صَارَ - اَصْبَحَ - اَمْسٰی - اَضْحٰی - ظَلَّ - بَاتَ - رَاحَ - آضَ - عَادَ - غَدَا - مَازَالَ - مَا بَرِحَ - مَا فَتِئَ - مَا انْفَکَّ - مَا دَامَ - لَیْسَ -

اور کبھی کبھی مندرجہ ذیل الفاظ بھی افعال ناقصہ کے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔

آلَ - رَجَعَ - حَانَ - اِسْتَحَانَ - تَحَوَّلَ - اِنْقَلَبَ - اِرْتَدَّ - (فَارْتَدَّ بَصِیْرًا) - وَقَعَ - بَقِیَ - جَاءَ - قَعَدَ -

افعال ناقصہ جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں جملے کی نسبت کو اپنے معنی کا حکم دینے کے لیے جیسے خالدٌ طالبٌ سے کَانَ خالدٌ طالبًا فعل ناقص کے بغیر بھی خالدٌ کے لئے طالبٌ ثابت تھا اس نے آکر ان دونوں کے درمیان کی نسبت کو زمانہ ماضی کے ساتھ جوڑ دیا۔

سوال: فعل ناقص کی باعتبار استعمال کے اقسام کا نقشہ مع الفاظ لکھیں۔

جواب:

فعل ناقص

مایعمل مطلقا

نحو۔ کان ،صار،
اصبح ،اضحی،
امسیٰ ،ظل ،بات،
راح ،أض ،عاد ،غدا.

ما یعمل بشرط نفی او دعاء

نحو۔ ما زال، مابرح،
مافتیٔ ،ماانفک (مافتیٔ از باب سمع
المصباح المنیر ج ص)
نفی کی مثال:-ولا یزالون مختلفین۔
لن نبرح علیه عاکفین۔
نہی کی مثال:-لا تزل ذاکرا للموت ۔
دعا کی مثال:-لا زال مؤمنا (ہمیشہ مومن
رہے) دعا/ بدعا کے لئے ماضی کے شروع
میں لا آتا ہے۔ ان افعال کے شروع سے
کبھی حرف نفی کو حذف کرتے ہیں لیکن معنیٰ
دیتا ہے۔جیسے۔ تالله تفتؤ تذکر
یوسف بمعنی لاتفتؤ ۔چونکہ یہ افعال نفی
کے لئے ہیں اس لئے دوام کے معنیٰ کیلئے نفی
پر نفی لانا ضروری ہے تا کہ نفی کا نفی اثبات
ہو سکے۔

مایعمل بشرط ما الظرفیة المصدریة

نحو۔ مادام یہ فعل جامد ہے۔یعنی صرف ماضی
استعمال ہوتا ہے۔قال الله تعالیٰ:- ومنهم
من ان تامنه بدینار لا یؤده الیک الامادمت
علیه قائما. انالن ندخلها ابداً ماداموا فیها
واوصانی بالصلوٰۃ والزکاۃ مادمت حیاً.
ترکیب کے اندر ما مصدریہ مابعد سے مل
کر مصدر مؤول ہے اور مصدر مؤول یہاں
قائم مقام ظرف ہے یعنی مادمت علیه
قائما کا معنیٰ ہے مدۃ دوام قیامک
علیه . کبھی مادام تامه ہوتا ہے۔جیسے
خالدین فیها مادامت السموات
والارض۔یہاں السموات دام کا فاعل
ہے۔اور جب دام ما کے بغیر ہوگا تو تامہ ہی ہوگا۔

سوال: فعل ناقص کا نقشہ باعتبار تصرف کے ذکر کریں۔

جواب:

فعل ناقص

کامل التصرف

اس قسم سے ماضی مضارع۔امر۔مصدر۔اسم فاعل،
اسم مفعول وغیرہ سب آتے ہیں۔جیسے کان .اصبح .
امسی .ظل بات ،وغیرہ جیسے کان الله علیما حکیما
یکون الرسول علیکم شهیدًا کونوا حجارة اوحدیدًا
کان کا مصدر الکون اور الکینونة دوطرح آتے ہیں خبر کان کو مقدم
کرنا جائز ہے مگر جب کوئی رکاوٹ ہو وما کان صلاتهم عند البیت
الامکاء وتصدیة اس کے اندر خبر الا کے بعد ہے اس لئے مقدم کرنے
سے معنی تبدیل ہوجاتے ہیں لہذا تاخیر واجب ہے
کیف کان عذابی ونذر کے اندر خبر اسم استفہام ہے اس لئے تقدیم واجب ہے

ناقص التصرف

اس قسم سے صرف ماضی
اور مضارع آتے ہیں
جیسے برِح ،زال ،
فتیء، انفک

جامد

اس قسم سے فعل کی صرف
ایک ہی نوع آتی ہے
جیسے لیس ،دام یہ دونوں
صرف ماضی استعمال ہوتے ہیں
لیس کی اصل صرف لیس ہے
کتف کے قاعدہ سے یا کو ساکن کیا ہے
لیس اس لئے نہیں کہ فرس کے عین کی
ساکن نہیں کرتے اور لیس اس لئے
نہیں کہ فعل سے اجوف یائی نہیں آتا۔

سوال: کان کی اقسام مع امثلہ ذکر کریں۔

جواب: کَانَ تین قسموں پر ہے۔ (۱) ناقصہ (۲) تامہ (۳) زائدہ

(۱) ناقصہ ۔ مبتدا خبر پر داخل ہوتا ہے جیسے کان زیدٌ طالبًا اس کا اسم کبھی ضمیر شان ہوتا ہے جیسے کَانَ زیدٌ عالمٌ۔ اس جملے میں کَانَ فعل ناقص اس میں ھُوَ ضمیر شان اس کا اسم محلا مرفوع اور زیدٌ عَالِمٌ جملہ اسمیہ محلا منصوب فعل ناقص کی خبر ہے۔

جب کسی چیز کا وجود معلوم ہو اور اس کی ذات کے لیے کسی صفت کو ذکر کرنا ہو تو کَانَ ناقصہ لایا جاتا ہے اور اگر وجود ہی بتانا مقصود ہو کَانَ تامہ لایا جاتا ہے۔

(۲) کَانَ تامہ ۔ صرف فاعل پر داخل ہوتا ہے جیسے وَاِنْ کَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ۔ ذُوْ عُسْرَةٍ، کَانَ کا فاعل ہے۔ اسی طرح اِنَّمَا اَمْرُهٗ اِذَا اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَهٗ کُنْ فَیَکُوْنُ اس جملہ میں کُنْ اور پھر فَیَکُوْنُ دونوں تامہ ہیں۔

(۳) کَانَ زائدہ ۔ عموماً غیر عامل ہوتا ہے۔ زائدہ کی مثال : مَا کَانَ اَحْسَنَ زَیْدًا لیکن جار مجرور کے درمیان اس کا زائد ہونا شاذ ہے جیسے عَلٰی کَانَ الْمُسَوَّمَةِ الْعِرَابِ البتہ بعض نحوی مندرجہ ذیل آیت میں اس کو زائد مانتے ہیں کَیْفَ نُکَلِّمُ مَنْ کَانَ فِی الْمَهْدِ صَبِیًّا معنی یہ ہیں کہ کَیْفَ نُکَلِّمُ مَنْ هُوَ فِی الْمَهْدِ صَبِیٌّ اس لیے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام لوگوں کے اس کہنے کے وقت بچے تھے، ان کا بچہ ہونا اس وقت کے لحاظ سے زمانہ ماضی میں نہ تھا۔

سوال: مندرجہ ذیل شعر کی دونوں روایتیں مع ترجمہ لکھیں اور یہ بتائیں کہ یہ شعر کس مقصد کے لیے ذکر کیا ہے؟

جِیَادُ بَنِیْ اَبِیْ بَکْرٍ تَسَامٰی   عَلٰی کَانَ الْمُسَوَّمَةِ الْعِرَابِ

جواب : ایک روایت تو یہی ہے جو ذکر ہے۔ اس کا معنی یہ ہوگا کہ "ابوبکر (خاندان) کی اولاد کے گھوڑے بلندی والے ہیں، نشان لگائے ہوئے عربی گھوڑوں پر"

دوسری روایت کے مطابق شعر یوں ہے۔

سُرَاةُ بَنِیْ اَبِیْ بَکْرٍ تَسَامٰی   عَلٰی کَانَ الْمُسَوَّمَةِ الْعِرَابِ

ترجمہ : "ابی بکر کی اولاد کے سردار عرب کے نشان لگائے ہوئے گھوڑوں پر سوار ہوتے ہیں"

سُرَاةُ سردار۔ یہ جمع ہے سَرِیٌّ کی محمد بن ابی بکر بن عبد القادر رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں و جمع السری سَرَاة وَهُوَ جَمْعٌ عَزِیْزٌ اَنْ یُّجْمَعَ فَعِیْلٌ عَلٰی فَعَلَةٍ وَلَا یُعْرَفُ غَیْرُهٗ (مختار الصحاح ص۲۹۷ وانظر ایضا حاشیہ شرح مفصل ج ۷ ص ۹۹) ترجمہ (اور سَرِیٌّ کی جمع سَرَاةٌ ہے اور وہ نادر جمع ہے کہ فَعِیْلٌ کی جمع لائی جائے فعلۃ کے وزن پر اور اس کے علاوہ کوئی اور لفظ ایسا معلوم نہیں)۔ تَسَامٰی بلند

ہونا یا سوار ہونا۔ اصل میں ہے تَتَسَامٰی مضارع سے ایک تاء کو حذف کیا ہوا ہے اَلْمُسَوَّمَۃِ نشان لگائے ہوئے۔ جِیَاد گھوڑے۔

اس شعر کے لانے کا مقصد یہ بتانا ہے کہ کَانَ یہاں زائدہ ہے۔ اس کو شعر سے نکال کر ترجمہ کریں تو ترجمہ میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اصل یوں ہے عَلَی الْمُسَوَّمَۃِ الْعِرَابِ۔ (دیکھیئے شرح مفصل لابن یعیش ج ۷ ص ۹۸، ۹۹)

فائدہ: مفصل ص ۲۶۵ شرح مفصل ج ۷ ص ۹۸ اور درایۃ النحو ص ۱۸۵ میں "جِیَادُ بَنِیْ اَبِیْ بَکْرٍ تَسَامٰی" ہے جس کا ترجمہ گزر چکا ہے جبکہ ھدایۃ النحو کے مطبوعہ نسخوں میں "جِیَادُ ابْنَیْ اَبِیْ بَکْرٍ تَسَامٰی" ہے جس کا ترجمہ ہے "میرے بیٹے ابو بکر کے عمدہ گھوڑے فوقیت رکھتے ہیں"

فائدہ: مفصل ص ۲۶۵ اور شرح مفصل ج ۷ ص ۹۹ کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ اس بیت کا قائل معلوم نہیں ہو سکا۔

شعر کی ترکیب:

جِیَادُ بَنِیْ اَبِیْ بَکْرٍ تَسَامٰی   عَلٰی کَانَ الْمُسَوَّمَۃِ الْعِرَابِ

جِیَادُ مضاف بَنِیْ مضاف الیہ مضاف اَبِیْ مضاف الیہ مضاف بَکْرٍ مضاف الیہ۔ مضاف مضاف الیہ مل کر مضاف الیہ ہوا بَنِیْ کا مضاف مضاف الیہ مل کر مضاف الیہ ہوا جِیَاد کا مضاف مضاف الیہ مل کر مبتدا تَسَامٰی فعل مضارع اصل میں تَتَسَامٰی تھا ایک تاء کو تخفیف کی غرض سے گرایا ہوا ہے اس میں ھِیَ ضمیر مُسْتَتِر اس کا فاعل علی حرف جار کَانَ فعل زائد اَلْمُسَوَّمَۃِ موصوف اَلْعِرَابِ صفت موصوف صفت مل کر مجرور جار مجرور مل کر متعلق فعل کے فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

اور اگر یوں پڑھا جائے جِیَادُ ابْنَیْ اَبِیْ بَکْرٍ الخ جیسا کہ کتاب کے مطبوعہ نسخوں میں ہے تو اِبْنَیْ مضاف مضاف الیہ مل کر مبدل منہ اور اَبِیْ بَکْرٍ اس سے بدل الکل ہو گا مبدل منہ اپنے بدل سے مل کر مضاف الیہ ہو گا باقی ترکیب اسی طرح رہے گی۔

بڑی ترکیب میں کہیں گے تَسَامٰی فعل مضارع مرفوع ہے کیونکہ ناصب و جازم سے خالی ہے علامت رفع فتحہ مقدرہ ہے کیونکہ ناقص الفی ہے اس میں ھِیَ ضمیر مستتر محلا مرفوع فاعل ہے اور جملہ فعلیہ محلا مرفوع ہے کیونکہ مبتدا کی خبر ہے۔ کَانَ فعل ماضی زائد مبنی علی الفتح لا محل لہ من الاعراب چونکہ یہ زائد ہے اس لئے اس کے لئے کوئی فاعل یا اسم نہ ہو گا۔ اَلْمُسَوَّمَۃِ مجرور ہے کیونکہ حرف جار کے بعد ہے علامت جر کسرہ ہے کیونکہ مفرد منصرف صحیح ہے۔

سوال: ظَلَّ کا معنی اور مثال ذکر کریں۔ نیز اس کی خصوصیت ذکر کریں مع مثال۔

جواب: ظَلَّ کا لغوی معنی ہے "دن بھر رہا"۔ یہ باب سَمِعَ سے ہے اور افعال ناقصہ میں یہ "پورے دن کے وقت" کا معنی دیتا ہے جیسے ظَلَّ زَیْدٌ کَاتِبًا یعنی زید سارا دن کتابت کرتا رہا۔ اس کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کی ماضی سے ضمیر متحرک کے لگنے کے بعد ایک لام کو حذف بھی کر سکتے ہیں جوازا" جیسے ظَلِلْتَ، ظَلِلْتُمْ سے ظَلْتَ ظَلْتُمْ اور ظِلْتَ ظِلْتُمْ دونوں طرح پڑھ سکتے ہیں۔ پہلی صورت میں لام اول کو حذف کیا گیا ہے اور دوسری صورت میں لام ثانی کو حذف کر کے لام اول کا کسرہ ماقبل کو دے دیا گیا ہے۔ قرآن پاک میں ظَلْتَ اور ظَلْتُمْ کا استعمال ہوا ہے ارشاد فرمایا "وَانْظُرْ اِلٰی اِلٰهِکَ الَّذِیْ ظَلْتَ عَلَیْهِ عَاکِفًا" (طٰہ: ۹۷) ترجمہ: "اور دیکھ تو اے سامری اپنے اس معبود کو جس پر کہ تو جما بیٹھا تھا" نیز فرمایا فَظَلْتُمْ تَفَکَّهُوْنَ اِنَّا لَمُغْرَمُوْنَ (الواقعۃ: ۶۵) ترجمہ: "تو تم متعجب ہو کر رہ جاؤ" قرآن پاک میں اس کا مضارع بھی استعمال ہوا ہے ارشاد فرمایا: "اِنْ یَّشَاْ یُسْکِنِ الرِّیْحَ فَیَظْلَلْنَ رَوَاکِدَ عَلٰی ظَهْرِهٖ" (الشوریٰ: ۳۳) ترجمہ: "اگر چاہے تو ہوا کو ٹھہرا دے تو وہ (بحری جہاز سمندر کی سطح پر کھڑے کے کھڑے رہ جائیں"۔

سوال: زَالَ کی تینوں صورتیں مع فرق ذکر کریں۔

جواب: زَالَ تین بابوں سے آتا ہے۔ (۱) باب سَمِعَ سے زَالَ یَزَالُ اس طرح اس کی اصل زَوِلَ یَزْوَلُ ہوگی۔ تعلیل کے بعد زَالَ یَزَالُ بن گیا۔ اس صورت میں یہ فعلِ ناقص ہے۔ مثالیں وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰی خَائِنَةٍ۔ لَا تَزَلْ ذَاکِرًا لِلْمَوْتِ وغیرہ۔

(۲) باب ضَرَبَ سے۔ زَالَ یَزِیْلُ معنی جدا ہونا۔ اس صورت میں یہ تامہ ہوتا ہے۔

(۳) باب نَصَرَ سے۔ زَالَ یَزُوْلُ معنی دور ہونا یا زائل ہونا۔ اس صورت میں بھی یہ تامہ ہے۔

مطلب یہ ہے کہ جب زَالَ باب سمع سے ہوگا تو ناقص ہوگا ورنہ تامہ ہوگا تامہ کی مثال اِنَّ اللّٰهَ یُمْسِکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا وَلَئِنْ زَالَتَا اِنْ اَمْسَکَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ بَعْدِهٖ (بے شک اللہ تعالیٰ تھامے ہوئے ہے زمین و آسمان کو اس سے کہ وہ ٹل جائیں اور اگر وہ ٹل جائیں تو اس کے بعد ان کو کوئی نہ تھامے گا)

سوال: کَانَ کی خصوصیات ذکر کر کے اَلنَّاسُ مَجْزِیُّوْنَ بِاَعْمَالِهِمْ۔ اِنْ خَیْرًا فَخَیْرٌ وَاِنْ شَرًّا فَشَرٌّ کی وجوہ اعراب ذکر کریں۔

جواب: کَانَ کی خصوصیات:

(۱) کَانَ زائدہ بھی ہو جاتا ہے جیسے مَا کَانَ اَحْسَنَ زَیْدًا جار مجرور کے درمیان زائد ہونا شاذ ہے جیسے عَلٰی کَانَ المسومةِ العرابِ

(۲) کبھی کَانَ کو اسم سمیت حذف کرتے ہیں اور اس کی خبر منصوب رہتی ہے جیسے اِلْتَمِسْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِیْدٍ یعنی وَلَوْ کَانَ خَاتَمًا مِنْ حَدِیْدٍ
(۳) حذف لام کلمہ: کَانَ کے مضارع (یَکُوْنُ) سے نون کا حذف حالت جزم میں جائز ہے جبکہ اس کے بعد ساکن یا ضمیر منصوب نہ ہو جیسے لَمْ نَکُ مِنَ الْمُصَلِّیْنَ جب ساکن یا ضمیر منصوب اس کے بعد ہو تو حذف نہ ہوگا جیسے لَمْ یَکُنِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اور اِنْ یَکُنْہُ۔

صاحب علم الصیغہ نے اس کو شذوذ سے نکالنے کے لئے یہ قاعدہ بیان کیا کہ فعل ناقص کا لام کلمہ نون ہو تو اس کو حالت جزمی میں حذف کرنا جائز ہے مگر یہ محض تکلف ہے اس لئے کہ اس طرح شاذ جزئی سے بچنے کے لئے شاذ قاعدے کا قائل ہونا پڑے گا آخر ۲۸ حروف میں سے نون کی کیا خصوصیت کہ اس کا حذف جائز ہوا۔ دوسری بات یہ ہے کہ شرح جامی کے مطابق افعال ناقصہ غیر محصور ہیں کافیہ کے حواشی میں حَانَ اور اِسْتَحَانَ کو بھی افعال ناقصہ سے شمار کیا ہے اور ان دونوں سے حالت جزمی میں نون کو حذف کرنا منقول نہیں۔
(۴) کبھی کَانَ کو حذف کر کے اس کے عوض مَا لاتے ہیں اور اسم وخبر دونوں مذکور ہوتے ہیں جیسے اَمَّا اَنْتَ مُنْطَلِقًا اِنْطَلَقْتُ ای اَنْ مَا اَنْتَ مُنْطَلِقًا انطَلَقْتُ ای لِاَنْ کُنْتَ مُنْطَلِقًا اِنْطَلَقْتُ اصل جملہ یوں تھا۔ لِاَنْ کُنْتَ مُنْطَلِقًا اِنْطَلَقْتُ۔ کَانَ کو حذف کر کے عوض میں مَا لے آئے اور لام جارہ کو حذف کرنا قیاساً جائز ہے تو اَنْ مَا ر اَمَّا اَنْتَ مُنْطَلِقًا اِنْطَلَقْتُ ہو گیا۔

الناس مجزیون باعمالهم ان خیرا فخیر وان شرا فشر میں چار صورتیں جائز ہیں۔
(۱) اِنْ خَیْرًا فَخَیْرٌ وَاِنْ شَرًّا فَشَرٌّ - تقدیرہ: اِنْ کَانَ عَمَلُهُمْ خَیْرًا فجزاؤُهُمْ خَیْرٌ - او - فَکَانَ فِیْ جَزَائِهِمْ خَیْرٌ وَاِنْ کَانَ عَمَلُهُمْ شَرًّا فَجزاؤُهُمْ شَرٌّ -
(۲) اِنْ خَیْرٌ فَخَیْرًا وَاِنْ شَرٌّ فَشَرًّا - تقدیرہ: اِنْ کَانَ فِیْ عَمَلِهِمْ خَیْرٌ فَکَانَ جَزاؤُهُمْ خَیْرًا وَاِنْ کَانَ فِیْ عَمَلِهِمْ شَرٌّ فَکَانَ جَزاؤُهُمْ شَرًّا -
(۳) اِنْ خَیْرًا فَخَیْرًا وَاِنْ شَرًّا فَشَرًّا - ای اِنْ کَانَ عَمَلُهُمْ خَیْرًا فَکَانَ جَزاؤُهُمْ خَیْرًا وَاِنْ کَانَ عَمَلُهُمْ شَرًّا فَکَانَ جَزاؤُهُمْ شَرًّا -
(۴) اِنْ خَیْرٌ فَخَیْرٌ وَاِنْ شَرٌّ فَشَرٌّ - ای اِنْ کَانَ فِیْ اَعْمَالِهِمْ خَیْرٌ فَکَانَ فِیْ جَزَائِهِمْ خَیْرٌ وَاِنْ کَانَ فِیْ اَعْمَالِهِمْ شَرٌّ فَکَانَ فِیْ جَزَائِهِمْ شَرٌّ یا اِنْ کَانَ فِیْ اَعْمَالِهِمْ خَیْرٌ فَجَزَاؤُهُمْ خَیْرٌ وَاِنْ کَانَ فِیْ اَعْمَالِهِمْ شَرٌّ فَجزاؤُهُمْ شَرٌّ -

فصل : أفعال المقاربة هي أفعال وضعت للدلالة على دنو الخبر لفاعلها و هي ثلاثة أقسام الأول للرجاء و هو عسى و هو فعل جامد لا يستعمل منه غير الماضي و هو في العمل مثل كاد الا ان خبره فعل مضارع مع أن نحو عسى زيد أن يقوم و يجوز تقديم الخبر على اسمه نحو عسى أن يقوم زيد و قد يحذف أن نحو عسى زيد يقوم والثاني للحصول وهو كاد و خبرها مضارع دون أن نحو كاد زيد يقوم وقد تدخل أن نحو كاد زيد أن يقوم . و الثالث للأخذ و الشروع في الفعل وهو طفق و جعل و كرب و أخذ و استعمالها مثل كاد نحو طفق زيد يكتب و أوشک و استعمالها مثل عسى و كاد .

ترجمہ : فصل: افعال مقاربہ وہ افعال ہیں جن کو وضع کیا گیا ہے تاکہ دلالت کریں خبر کے قریب ہونے پر اس کے فاعل کے لئے اور وہ تین قسموں پر ہے پہلا امید کیلئے اور وہ عسی ہے اور وہ فعل جامد ہے اس سے صرف ماضی ہی استعمال ہوتی ہے اور وہ عمل میں کاد کی طرح ہے مگر یہ کہ اس کی خبر فعل مضارع ہوتی ہے ان کے ساتھ جیسے عسی زید ان یقوم اور جائز ہے خبر کو اس کے اسم پر مقدم کرنا جیسے عسی ان یقوم زید اور کبھی حذف کردیا جاتا ہے ان کو جیسے عسی زید یقوم۔ اور دوسرا حصول کے لئے ہے اور وہ کاد ہے اور اس کی خبر مضارع ہوتی ہے بغیر ان کے جیسے کاد زید یقوم اور کبھی ان داخل ہوجاتا ہے جیسے کاد زید ان یقوم اور تیسرا کام کا لینے اور شروع کرنے کے لیے ہے اور وہ طفق' جعل 'کرب اور اخذ ہے اور ان کا استعمال کاد کی طرح ہے جیسے طفق زید یکتب اور اوشک اور اس کا استعمال عسی اور کاد کی طرح ہے۔

سوالات

سوال: افعال مقاربہ کا نقشہ بنائیں نیز یہ بتائیں کہ کون سا فعل جامد ہے؟ نیز جب ان کی خبر میں ان ہوگا تو حمل کیسے درست ہوگا؟

سوال: عسی ان یقوم زید کی دونوں ترکیبیں ذکر کر کے بتائیں کہ راجح کون سی ہے؟

سوال: افعال مقاربہ میں سے کس کی خبر کے ساتھ ان کا ہونا بہتر ہے اور کس کے ساتھ نہیں؟

سوال: مندرجہ ذیل کی مختصر ترکیب کریں۔

عسی ان یکون قریبا فسبحان اللہ حین تمسون وحین تصبحون اصبح لیل وما کاد وا یفعلون لقد کدت ترکن الیھم شیئا قلیلا اھولاء ایاکم کانوا یعبدون وانفسھم کانوا یظلمون الا یوم یاتیھم لیس مصروفا عنھم ولا یزالون مختلفین وانظر الی الھک الذی ظلت علیہ عاکفا فیظللن رواکد علی ظھرہ فظلتم تفکھون لن نبرح علیہ عاکفین حتی

يرجع الينا موسى انا لن ندخلها ابد ا ما د اموا فيها خالدين فيها ما دامت السموات والارض كن فيكون كونوا قردة خاسئين

سوال: عسی کے استعمال کی صورتیں ذکر کریں۔

حل سوالات

سوال: افعال مقاربہ کا نقشہ بنائیں نیز یہ بتائیں کہ کون سا فعل جامد ہے؟ نیز جب ان کی خبر میں ان ہوگا تو حمل کیسے درست ہوگا؟

جواب:

افعال مقاربہ

التی تدل علی قرب الخبر	التی تدل علی رجاء الخبر	التی تدل علی الشروع
کاد ،اوشک ،کرب.	عسیٰ ،احلولق ، حریٰ.	انشأ،طفق، اخد ،علق ،جعل.

عَسیٰ فعل جامد ہے کیونکہ اس سے مضارع' امر' مصدر وغیرہ نہیں آتے۔ صرف ماضی آتا ہے۔ البتہ ماضی میں صیغے بدل سکتے ہیں۔ عَسیٰ۔ عَسَیَا۔ عَسَوْا۔ عَسَتْ۔ عَسَتَا۔ عَسَیْنَ وغیرہ۔

اَنْشَأَ۔ اَخَذَ۔ عَلِقَ۔ اِخْلَوْلَقَ۔ حَریٰ۔ کَرَبَ۔ عَسیٰ سب ہمیشہ ماضی ہوتے ہیں تو یہ الفاظ جب افعال مقاربہ ہوں گے جامد ہوں گے۔

افعال مقاربہ کی خبر میں جب اَنْ مصدریہ ہوگا تو اس کا حمل کرنے کے دو طریقے ہیں جیسے عَسیٰ زَیْدٌ اَنْ یَقُوْمَ میں

(۱) ذَا محذوف مانیں تو تقدیر یہ ہوگی عَسیٰ زیدٌ ذَا اَنْ یَقُوْمَ۔

(۲) دوسرا یہ کہ اسم سے پہلے صفة کا لفظ مضاف محذوف مانیں تو تقدیر یوں ہوگی عَسیٰ صِفَةُ زیدٍ اَنْ یَقُوْمَ۔

چونکہ ان جیسی مثالوں میں خبر مصدر مئوّل ہے جبکہ اسم ذات ہے اور مصدر کا حمل ذات پر نہیں ہو سکتا اس لیے ایسے لفظ کو محذوف مان کر حمل کیا جاتا ہے۔ (شرح جامی)

سوال: عَسیٰ اَنْ یَقُوْمَ زَیْدٌ کی دونوں ترکیبیں ذکر کر کے بتائیں کہ راجح کون سی ہے؟

جواب: عَسیٰ اَنْ یَقُوْمَ زَیْدٌ کی ترکیب کی دو صورتیں ہیں۔

(۱) ایک یہ کہ عَسیٰ فعل تام' اَنْ مصدریہ' یَقُوْمَ فعل' زیدٌ اس کا فاعل' فعل فاعل مل کر جملہ فعلیہ ہو کر بتاویل مصدر ہو کر فاعل عَسیٰ فعل تام کا۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

اس صورت میں فعل ہمیشہ مفرد آئے گا کیونکہ فعل کا فاعل ظاہر ہے جیسے عَسٰی اَنْ یَقُوْمَ زَیْدٌ۔ عَسٰی اَنْ یَقُوْمَ الزَّیْدَانِ۔ عَسٰی اَنْ یَقُوْمَ الزَّیْدُوْنَ اور ترکیب کی یہی صورت راجح ہے۔

(۲) دوسری صورت یہ ہے کہ عَسٰی فعل ناقص' اَنْ مصدریہ' یَقُوْمَ فعل' ھُوَ ضمیر اس میں مستتر فاعل' فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر بتاویل مصدر خبر مقدم اور زیدٌ اسم موخر۔ عَسٰی اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ اس صورت میں فعل میں فاعل کی ضمیر بدلتی رہے گی کیونکہ اس کا فاعل اسم ظاہر نہیں جیسے عَسٰی ان یقوم زیدٌ۔ عسٰی اَنْ یقوما الزیدانِ۔ عسٰی اَنْ یقوموا الزَّیْدُوْنَ۔

سوال: افعال مقاربہ میں سے کس کی خبر کے ساتھ ان کا ہونا بہتر ہے اور کس کے ساتھ نہیں؟

جواب: افعال مقاربہ میں سے عَسٰی کی خبر کے ساتھ ان کا لانا بہتر ہے اور کَادَ کی خبر کے ساتھ نہ لانا بہتر ہے جیسے عَسَی اللّٰهُ اَنْ یَجْعَلَ بَیْنَکُمْ اور یَکَادُ الْبَرْقُ یَخْطَفُ اَبْصَارَھُمْ

سوال: مندرجہ ذیل کی مختصر ترکیب کریں۔

عسی ان یکون قریبا فسبحان اللہ حین تمسون وحین تصبحون اصبح لیل وما کادوا یفعلون لقد کدت ترکن الیھم شیئا قلیلا اھؤلاء ایاکم کانوا یعبدون وانفسھم کانوا یظلمون الا یوم یاتیھم لیس مصروفا عنھم ولا یزالون مختلفین وانظر الی الھک الذی ظلت علیہ عاکفا فیظللن رواکد علی ظھرہ فظلتم تفکھون لن نبرح علیہ عاکفین حتی یرجع الینا موسی انا لن ندخلھا ابدا ما داموا فیھا خالدین فیھا ما دامت السموات والارض کن فیکون کونوا قردۃ خاسئین۔

جواب: عسی ان یکون قریبا۔ عسی فعل تام' ان حرف مصدر یکون فعل ناقص ھو ضمیر مستتر اس کا اسم' قریبا خبر یکون اپنے اسم اور خبر سے مل کر ان کی وجہ سے مصدر موول ہو کر فاعل ہوا عسی کا عسی فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہوا۔

فَسُبْحَانَ اللّٰهِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَحِیْنَ تُصْبِحُوْنَ فاء عاطفہ' سبحان مفعول مطلق فعل محذوف اُسَبِّحُ کا ' اسم الجلالہ اُسَبِّحُ فعل کا مفعول بہ کیونکہ تقدیر یوں ہے اُسَبِّحُ اللّٰهَ سُبْحَانًا حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَحِیْنَ تُصْبِحُوْنَ۔ حین اسم ظرف مضاف تمسون فعل تام فاعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ مل کر معطوف علیہ' واؤ عاطفہ' حین اسم ظرف مضاف تصبحون فعل تام اپنے فاعل مل کر جملہ فعلیہ ہو کر مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ مل کر معطوف' معطوف علیہ معطوف مل کر متعلق فعل کے۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

اَصۡبِحۡ لیلُ - اَصۡبِحۡ فعل، اس میں اَنۡتَ ضمیر مستتر اس کا فاعل، فعل بافاعل جملہ انشائیہ ہوا۔ لَیۡلُ منادیٰ ہے، یَا حرف نداء محذوف ہے، تقدیر یوں ہے یَالَیۡلُ اس کا ترجمہ ہے "اے رات، صبح ہو جا" یہاں اَصۡبِحۡ تامہ ہے۔

وَمَا کَادُوۡا یَفۡعَلُوۡنَ واؤ عاطفہ، ما نافیہ، کَادَ فعل مقارب، واؤ ضمیر اس کا اسم، یَفۡعَلُوۡنَ جملہ اس کی خبر، فعل مقارب اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

لَقَدۡ کِدۡتَ تَرۡکَنُ اِلَیۡھِمۡ شَیۡئًا قَلِیۡلًا لام تاکید کا، قَدۡ حرف تحقیق، کِدۡتَ فعل مقارب، تاء ضمیر اس کا اسم، ترکنُ فعل، اَنۡتَ مستتر فاعل، اِلَیۡھِمۡ جار مجرور متعلق فعل تَرۡکَنُ کے، شیئًا قلیلاً موصوف صفت مل کر مفعول مطلق تَرۡکَنُ فعل کا، فعل اپنے فاعل اور مفعول مطلق اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر خبر کَادَ فعل مقارب کی، کاد اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ فعلیہ ہوا۔

اَھٰؤُلَاءِ ایاکُمۡ کَانُوۡا یَعۡبُدُوۡنَ ہمزہ حرف استفہام، ھٰؤُلَاءِ اسم اشارہ مبتدا، اِیَّاکُمۡ ضمیر منفصل مفعول بہ فعل یَعۡبُدُوۡنَ کے لئے، کَانُوۡا فعل ناقص مع واؤ ضمیر اسم کے، یعبدُوۡنَ جملہ اس کی خبر، کَانَ اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔

وَاَنۡفُسَھُمۡ کَانُوۡا یَظۡلِمُوۡنَ واؤ عاطفہ، انفسھم مفعول بہ مابعد فعل یظلم کا، کان فعل ناقص، واؤ ضمیر اس کا اسم، یظلمون فعل بافاعل اپنے مفعول بہٖ سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر خبر کان کی، کان اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

اَلَا یَوۡمَ یَاۡتِیۡھِمۡ لیسَ مصروفًا عَنۡھُمۡ - اَلَا حرف تنبیہ، یومَ مضاف، یاتیھم فعل فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ ہو کر مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ مل کر متعلق ہوا مصروفًا کے، لَیۡسَ فعل ناقص، ھو ضمیر اس کا اسم، مصروفا اس کی خبر، عنھم جار مجرور متعلق مصروفًا کے، لیس اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

وَلَا یَزَالُوۡنَ مُخۡتَلِفِیۡنَ - لَا نافیہ، یَزَالُ فعل ناقص، واؤ ضمیر اس کا اسم، مُخۡتَلِفِیۡنَ خبر، فعل ناقص اسم وخبر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

وَانۡظُرۡ اِلٰی اِلٰھِکَ الَّذِیۡ ظَلۡتَ عَلَیۡہِ عَاکِفًا - اُنۡظُرۡ فعل، انتَ ضمیر فاعل، اِلٰی جارہ، اِلٰھِکَ موصوف، الذی موصول، ظَلَّ فعل ناقص، تاء ضمیر اس کا اسم، علیہ جار مجرور متعلق عَاکِفًا کے، عَاکِفًا، ظَلَّ فعل ناقص کی خبر، فعل ناقص اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ، موصول صلہ مل کر صفت، موصوف صفت مل کر مجرور، جار مجرور متعلق فعل کے، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ ظَلۡتَ اصل میں ظَلِلۡتَ تھا۔

فَیَظۡلَلۡنَ رَوَاکِدَ عَلٰی ظَھۡرِہٖ فاء عاطفہ، یَظَلُّ فعل ناقص، نون ضمیر اس کا اسم، رواکد اس کی خبر،

علی ظھرہ جار مجرور متعلق رواکد کے، فعل ناقص اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔
فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُوْنَ فاء عاطفہ، ظَلَّ فعل ناقص، تُمْ ضمیر اس کا اسم، تَفَكَّهُوْنَ فعل فاعل مل کر جملہ اس کی خبر، فعل ناقص اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ظَلْتُمْ اصل میں ظَلِلْتُمْ تھا۔
لَنْ نَبْرَحَ عَلَيْهِ عَاكِفِيْنَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْنَا مُوْسٰى۔ لَنْ ناصبہ، نبرحَ فعل ناقص، نحنُ ضمیر اس کا اسم، عَلَيْهِ جار مجرور متعلق عَاكِفِيْنَ کے، عاکفین خبر فعل ناقص کی، حَتّٰى جارہ، اس کے بعد اَنْ مصدریہ مقدر ہے، يَرْجِعَ فعل، اِلَيْنَا متعلق فعل کے، مُوْسٰى فاعل، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر بتاویل مصدر مجرور، جار مجرور متعلق عَاكِفِيْنَ کے، فعل ناقص اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔
اِنَّا لَنْ نَدْخُلَهَا اَبَدًا مَا دَامُوْا فِيْهَا ۔ اِنَّ حرف مشبہ بالفعل، نَا ضمیر متکلم اس کا اسم، لَنْ ناصبہ، ندخُلَ فعل، نحنُ ضمیر اس میں فاعل مستتر، ھَا ضمیر مفعول بہ، ابدًا مفعول فیہ، مَا مصدریہ ظرفیہ، دَامَ فعل ناقص، واوُ ضمیر اس کا اسم، فِيْهَا جار مجرور متعلق سے مل کر خبر، فعل ناقص اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ بتاویل مصدر ہو کر ظرف۔ معنی یہ ہے (مُدَّةَ دَوَامِهِمْ فِيْهَا) فعل اپنے فاعل اور ظرف سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر ان کی۔ ان اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔
خَالِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ والارضُ۔ مَا مصدریہ ظرفیہ، دَامَتْ فعل تام، تاء تانیث کی، السَّمٰوٰتُ معطوف علیہ، واوُ عاطفہ، الارضُ معطوف، معطوف معطوف علیہ مل کر فاعل دَامَ فعل کا، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر بتاویل مصدر قائم مقام ظرف ہوا۔ یہ ظرف خَالِدِيْنَ صیغہ اسم فاعل سے متعلق ہے۔
كُنْ فيكونُ۔ كُنْ فعل امر، اَنْتَ ضمیر اس کا فاعل، فعل فاعل مل کر جملہ انشائیہ ہوا۔ فَيَكُوْنُ فاء عاطفہ، يَكُوْنُ فعل فاعل مل کر جملہ خبریہ ہوا۔ بعض علماء اس کی اصل فَهُوَ يَكُوْنَ نکالتے ہیں۔ تاکہ یہ اعتراض لازم نہ آئے کہ مضارع جب جزاء ہو مجزوم ہوتا ہے۔
كُوْنُوْا قِرَدَةً خَاسِئِيْنَ ۔ كُنْ فعل ناقص، واوُ ضمیر اس کا اسم، قردةً موصوف، خَاسِئِيْنَ صفت موصوف مل کر كُنْ کی خبر، كُنْ اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

سوال: عَسٰى کے استعمال کی صورتیں ذکر کریں۔

جواب: عَسٰى کے استعمال کی صورتیں یہ ہیں۔
(۱) فعل تام ہو جیسے عَسٰى اَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُوْدًا ۔
(۲) فعل ناقص (فعل مقارب) ہو۔ اس وقت اس کے کئی استعمال ہیں۔
(الف) اس کے بعد اس کا اسم ہو پھر خبر اَنْ کے ساتھ یا بغیر اَنْ کے جیسے لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِنْ قَوْمٍ

عَسیٰ اَنْ یَکُوْنُوْا خَیْرًا مِنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِنْ نِسَاءٍ عَسیٰ اَنْ یَکُنَّ خَیْرًا مِنْهُنَّ
(ب) عَسیٰ سے پہلے مبتدا ہو جیسے زیدٌ عسیٰ ان یقومَ اس جملہ میں بعض نحوی عسیٰ کو تام مانتے ہیں اور بعض ناقص۔ اور عسی میں بعض کے نزدیک ضمیر لائیں گے جو مبتدا کی طرف لوٹتی ہو جیسے الزیدانِ عَسَیَا اَنْ یَقُوْمَا اور بعض کے نزدیک بلا ضمیر کے جیسے اَلرَّجُلَانِ عَسیٰ اَنْ یَقُوْمَا
(ج) عَسیٰ کبھی لَعَلَّ کی طرح عمل کرتا ہے۔ اس وقت اس کو حرف مشبہ بالفعل کہتے ہیں جیسے عَسَاکَ لَا تَذْهَبُ۔

فصل : فعلا التعجب ما وضع لانشاء التعجب و له صيغتان ما أفعله نحو ما أحسن زيدا أى أى شىء أحسن زيدا و فى أحسن ضمير وهو فاعله و أفعل به نحو أحسن بزيد . ولا يبنيان الا مما يبنى منه أفعل التفضيل و يتوصل فى الممتنع بمثل ما أشد استخراجه فى الأول و أشدد باستخراجه فى الثانى كما عرفت فى اسم التفضيل و لا يجوز التصرف فيهما بتقديم و لا تأخير و لا فصل و المازنى أجاز الفصل بالظرف نحو ما أحسن اليوم زيدا .

فصل : أفعال المدح و الذم ما وضع لانشاء مدح أو ذم اما المدح فله فعلا ن نعم و فاعله اسم معرف باللام نحو نعم الرجل زيد أو مضاف الى المعرف باللام نحو نعم غلام الرجل زيد و قد يكون فاعله مضمرا و يجب تمييزه بنكرة منصوبة نحو نعم رجلا زيد أو بما نحو قوله تعالى فنعما هى أى نعم شيئا هى .

و زيد يسمى المخصوص بالمدح و حبذا نحو حبذا زيد " حب " فعل المدح و فاعله " ذا " و المخصوص بالمدح زيد و يجوز ان يقع قبل مخصوص أو بعده تمييز نحو حبذا رجلا زيد و حبذا زيد رجلا أو حال نحو حبذا راكبا زيد و حبذا زيد راكبا و أما الذم فله فعلان أيضا بئس نحو بئس الرجل عمرو و بئس غلام الرجل عمرو و بئس رجلا عمرو و ساء نحو ساء الرجل زيد و ساء غلام الرجل زيد و ساء رجلا زيد و ساء مثل بئس فى سائر الاحكام .

فصل : فعل تعجب وہ ہے جس کو تعجب پیدا کرنے کے لئے وضع کیا گیا ہو اور اس کے لئے دو صیغے ہیں ما افعله جیسے ما احسن زیدا یعنی کس چیز نے زید کو حسین کردیا ہے اور احسن میں ضمیر ہے اور وہ اس کا فاعل ہے اور افعل به جیسے احسن بزید دونوں کا معنی یہ ہے کہ زید کتنا اچھا ہے یا کتنا خوبصورت ہے۔ اور ان کو نہیں بنایا جاتا

مگراس سے جس سے افعل التفضیل بنایا جائے اور جس سے نہ بن سے اس میں اس تک پہنچا جاتا ہے ما اشد استخراجہ جیسے کے ساتھ پہلے میں اور اشدد باستخراجہ جیسے کے ساتھ دوسرے میں جیسا کہ تو نے پہچانا ہے اسم تفضیل میں اور نہیں جائز ان میں رد وبدل کرنا تقدیم و تاخیر کے ساتھ اور نہ فاصلے کے ساتھ ۔ اور مازنی نے جائز رکھا ہے فاصلہ ظرف کے ساتھ جیسے ما احسنَ الیومَ زیدًا زید آج کتنا اچھا ہے ۔

فصل : افعال مدح و ذم وہ جس کو وضع کیا گیا ہو مدح یا ذم کو پیدا کرنے کے لئے پھر مدح تو اس کے لئے دو فعل ہیں نعم اور اس کا فاعل وہ اسم ہے جو معرف باللام ہو جیسے نعم الرجل زید (کتنا اچھا آدمی ہے زید) یا معرف باللام کی طرف مضاف ہو جیسے نعم غلام الرجل زید (کتنا اچھا آدمی کا غلام ہے زید) اور کبھی اس کا فاعل ضمیر ہوتا ہے اور واجب ہے اس کی تمیز نکرہ منصوبہ کے ساتھ لانا جیسے نعم رجلا زید (کتنا اچھا آدمی ہے زید) یاما کے ساتھ جیسے اللہ تعالیٰ کا قول فنعما ھی یعنی نعم شیئا ھی (یہ بات بہت اچھی ہے)۔

اور زید کا نام مخصوص بالمدح رکھا جاتا ہے اور حبذا جیسے حبذا زید(کیا خوب ہے وہ زید) اس میں حب فعل مدح ہے اور ذا اس کا فاعل ہے اور مخصوص بالمدح زید ہے اور جائز ہے کہ واقع ہو تمیز مخصوص سے پہلے یا اس کے بعد جیسے حبذا رجلا زید (کیا خوب آدمی ہے زید) اور حبذا زید رجلا (کیا خوب آدمی ہے زید) یا حال جیسے حبذا راکبا زید(کیا خوب ہے سواری کی حالت میں زید) اور حبذا زید راکبا (کیا خوب ہے وہ زید سوار ہو کر) اور پھر ذم تو اس کے لئے بھی دو فعل ہیں بئس جیسے بئس الرجل عمرو (کتنا برا آدمی ہے عمرو) اوربئس غلام الرجل عمرو کتنا برا آدمی کا غلام ہے عمرو) اوربئس رجلا عمرو (کتنا برا آدمی ہے عمرو) اور ساء جیسے ساء الرجل زید (کتنا برا آدمی ہے زید) اور ساء الرجل زید اور ساء غلام الرجل زید (کتنا برا ہے آدمی کا غلام زید) اور ساء رجلا زید اور ساء بئس کی طرح ہے تمام قسموں میں

سوالات

سوال تعجب کے سماعی اور قیاسی چند طریقے ذکر کریں مع مثال۔

سوال فعل تعجب سے جملہ انشائیہ بنتا ہے یا خبریہ اور کیوں؟ نیز ان دونوں کی گردان کیسے ہوگی؟

سوال افعال مدح وذم جامد ہیں یا مشتق نیز ان سے کون سا جملہ بنے گا؟ اسمیہ یا فعلیہ' خبریہ یا انشائیہ

سوال ضرب ۔ نصر ۔ فتح وغیرہ کو اظہار تعجب کے لیے بنانے کا کیا طریقہ ہے؟ مع مثال

سوال ان تبد وا الصد قات فنعما ھی ۔ ان اللہ نعما یعظکم بہ میں نعما کی اصل بتائیں۔ نیز ترکیب کریں۔

سوال فعل تام صرف فاعل کو رفع دیتا ہے جبکہ فعل مدح وذم کے بعد وہ اسم مرفوع ہوتے ہیں کیوں؟ نیز صرف بئس الرجل اور بئس ابو لھب جائز ہے یا نہیں اور کیوں؟

سوال افعال مدح وذم کا فاعل کتنی طرح ہوتا ہے؟

سوال : افعال تعجب کی شرائط مع امثلہ ذکر کریں اور یہ بتائیں کہ شروط کے نہ پائے جانے کی صورت میں تعجب کا معنی کیسے لیں گے؟

سوال: ناقص' اجوف' مضاعف کے لیے تعجب کا صیغہ کس طرح آئے گا؟

سوال: ما احسن زیدا اور احسن بہ میں احسن اور احسن میں کون سا خاصہ پایا جاتا ہے؟

سوال: جعل کے معانی ذکر کریں۔

سوال : مختصر ترکیب کریں -فنعما ھی - ان اللہ نعما یعظکم بہ - لا حبذا خالد - بئس للظالمین بدلا -

حل سوالات

سوال تعجب کے سماعی اور قیاسی چند طریقے ذکر کریں مع مثال۔

جواب تعجب کے قیاسی اوزان:

(۱) مَا اَفْعَلَہٗ جیسے مَا اَحْسَنَ زَیْدًا (۲) اَفْعِلْ بِہٖ جیسے اَحْسِنْ بِزَیْدٍ (اَفْعِلْ وزن امر کا ہے لیکن معنی ماضی کے دیتا ہے)۔(۳) فَعُلَ جیسے حَسُنَ زَیْدٌ -

تعجب ہے نفس کا متاثر ہونا کسی چیز کے معلوم ہونے کے وقت جبکہ اس کا سبب مخفی ہو تو اظہار تعجب کا معنی ہے حیرانگی ظاہر کرنا۔

مصنف نے فرمایا فِعْلَا التعجب مَا وُضِعَ لِاِنْشَاءِ التَّعَجُّبِ یعنی تعجب کے دونوں فعل وہ ہیں جو وضع کیے گئے ہوں انشاء تعجب (تعجب کا معنی پیدا کرنے) کے لیے۔ اس تعریف کی رو سے عَجِبْتُ اور تَعَجَّبْتُ وغیرہ فعل تعجب سے خارج ہو گئے کیونکہ ان میں تعجب کی خبر دی گئی ہے' تعجب پیدا نہیں کیا گیا۔

ان کے علاوہ تعجب کے لئے آنے والے اسلوب قیاسی نہیں سماعی ہیں۔ جیسے کَیْفَ تَکْفُرُوْنَ بِاللّٰہِ۔ " تم کیسے کفر کرتے ہو اللہ کے ساتھ "(یہاں صرف اظہار تعجب مقصود ہے ان سے جواب مطلوب نہیں کہ وہ بتائیں کہ ہم فلاں فلاں طریقے سے کفر کرتے ہیں) سُبْحَانَ اللّٰہِ اِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا یَنْجُسُ۔ " سبحان اللہ مؤمن ناپاک نہیں ہوتا " یعنی ایسا ناپاک نہیں ہوتا کہ مصافحہ یا سلام بھی نہ کرسکے - قل سُبْحَانَ رَبِّیْ هَلْ کُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَسُوْلًا - " آپ فرمادیجئے کہ میں بجز اس کے کہ ایک آدمی پیغمبر ہوں اور کیا ہوں " لِلّٰہِ دَرُّ الْمُصَنِّفِ (اللہ ہی کی طرف سے ہے مصنف کی خوبی)

واضح رہے کہ نحو کی کتابوں میں عموماً مَا اَفْعَلَہٗ - اَفْعِلْ بِہٖ کو ذکر کرتے ہیں کیونکہ نِعْمَ بِئْسَ کی طرح یہ دونوں فعل جامد ہیں جبکہ فَعُلَ کو افعال مدح و ذم میں شامل سمجھ لیا جاتا ہے شذا العرف میں ہے کہ ہر

فعل ثلاثی کو باب کَرُمَ کی طرف پھیرا جا سکتا ہے تاکہ دلالت کرے کہ یہ اس کے لئے قدرتی صفت کی طرح ہے اور کبھی اس باب میں لے جانے سے اس میں تعجب کا معنی پیدا ہو جاتا ہے علامہ ابن ہشام رحمہ اللہ فرماتے ہیں وَلِهٰذَا يَتَحَوَّلُ الْمُتَعَدِّيْ قَاصِرًا اِذَا حُوِّلَ وَزْنُهٗ اِلٰى فَعُلَ لِغَرَضِ الْمُبَالَغَةِ وَ التَّعَجُّبِ نحو ضَرُبَ الرَّجُلُ و فَهُمَ بمعنی مَا اَضْرَبَهٗ وَ مَا اَفْهَمَهٗ (مغنی اللبیب ج ۲ ص ۵۱۹، ۵۲۰ وانظر شرح الشافیۃ للرضی ج ۱ ص ۷۶)۔

مولانا غلام حسن سابق مدرس دار العلوم دیوبند فرماتے ہیں

فعل تعجب: مَا اَحْسَنَ زَيْدًا۔ مَا نکرہ ہے جو شَيْءٌ کے معنی میں ہے اور ترکیب میں مبتدا واقع ہے اور وہ جملہ جو اس کے بعد مذکور ہے، وہ جملہ فعلیہ ہے اور خبر ہونے کی وجہ سے محلاً مرفوع ہے۔

مَا اخفش کے نزدیک موصولہ ہے اور بعد والا جملہ اس کا صلہ ہے اور اعراب کا محل نہیں ہے۔ موصول صلہ مل کر مبتدا اور خبر وجوباً حذف کر دی گئی ہے۔ مَا اَحْسَنَ زَيْدًا کی اصل اَلَّذِيْ اَحْسَنَ زَيْدًا شَيْءٌ عَظِيْمٌ ہے۔ مگر بصریین اول کے قائل ہیں مگر اخفش نے دونوں کو جائز کہا ہے۔ اور فراء سے منقول ہے کہ ما احسنَ کا مَا استفہامیہ ہے اور اس کا مابعد اس کی خبر ہے۔ رضی نحوی کا قول ہے کہ باعتبار معنی یہی ترکیب قوی ہے اس لیے کہ متکلم زید کے حسن کے سبب سے ناواقف ہے اور مخاطب سے دریافت کرتا ہے اور استفہام سے تعجب کے معنی مستفاد ہوتے ہیں جیسے وَمَا اَدْرَاكَ مَا يَوْمُ الدِّيْن (ماخوذ از تیسیر النحو شرح ہدایہ النحو، مصنفہ غلام حسن صاحب سابق استاد دیوبند)

سوال فعل تعجب سے جملہ انشائیہ بنتا ہے یا خبریہ اور کیوں؟ نیز ان دونوں کی گردان کیسے ہوگی؟

جواب اگر خبر دینا مقصود ہو تو جملہ خبریہ ہوگا جیسے عَجِبْتُ مِنْ نَجَاحِكَ جملہ خبریہ ہے، انشائیہ نہیں کیونکہ خبر دی جا رہی ہے نہ کہ تعجب پیدا کیا جا رہا ہے۔ اگر انشاء تعجب مقصد ہو تو جملہ انشائیہ جیسے مَا اَفْعَلَهٗ۔ اَفْعِلْ بِهٖ۔ فَعُلَ یہ تینوں انشائیہ ہیں۔ اسی طرح مَا اَحْسَنَكَ مَا اَجْمَلَكَ جملہ انشائیہ ہیں جبکہ وَاَحْسَنَ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنِيْ جملہ خبریہ ہے۔ فعل تعجب کے پہلے دو وزنوں کی گردان ضمیر نصب و جر کے بدلنے سے ہوگی فعل تعجب نہیں بدلے گا جیسے

مَا اَضْرَبَهٗ ،مَا اَضْرَبَهُمَا ، مَا اَضْرَبَهُمْ ، مَا اَضْرَبَهَا ، مَا اَضْرَبَهُمَا ، مَا اَضْرَبَهُنَّ ، مَا اَضْرَبَكَ ، مَا اَضْرَبَكُمَا ، مَا اَضْرَبَكُمْ ، مَا اَضْرَبَكِ ، مَا اَضْرَبَكُمَا ، مَا اَضْرَبَكُنَّ ، مَا اَضْرَبَنِيْ ، مَا اَضْرَبَنَا ۔

اَضْرِبْ بِهٖ ، اَضْرِبْ بِهِمَا ، اَضْرِبْ بِهِمْ ، اَضْرِبْ بِهَا ، اَضْرِبْ بِهِمَا ، اَضْرِبْ بِهِنَّ ، اَضْرِبْ بِكَ ، اَضْرِبْ بِكُمَا ، اَضْرِبْ بِكُمْ ، اَضْرِبْ بِكِ ، اَضْرِبْ بِكُمَا ، اَضْرِبْ بِكُنَّ ، اَضْرِبْ بِيْ ، اَضْرِبْ بِنَا

البتہ فَعُلَ (ضَرُبَ) سے صرف دو صیغے استعمال ہوتے ہیں فَعُلَ، فَعُلَتْ کیونکہ اس کا فاعل یا ظاہر ہوگا یا ایسی ضمیر غائب جس کی تمیز نکرہ منصوبہ لائی جائے جیسا کہ آگے آئے گا جب کسی فعل کو تعجب کے

لیے فعل کے وزن پر لے جاسکتے ہیں۔ تو وہ لازم ہو جاتا ہے جیسے ساء یسوء متعدی از باب نصر ہے لیکن اس کو باب کَرُمَ میں تعجب کے لیے لے گئے اور لازم بن گیا۔ اب صرف ماضی استعمال ہوگا کیونکہ جامد ہو گیا ہے۔ نصر کی مثال اِذَا سَرَّتْکَ حَسَنَتُکَ وَسَاءَتْکَ سَیِّئَتُکَ فَاَنْتَ مُؤْمِنٌ (جب تجھے اپنی نیکی اچھی لگے اور اپنی برائی بری لگے تو تو مؤمن ہے) نیز اِنْ تُبْدَ لَکُمْ تَسُؤْکُمْ (اگر ان کو ظاہر کردیا جائے تو تمہیں پریشان کریں)

سوال فعل تعجب اور اس کے معمول کے درمیان فصل کرنا کیسا ہے؟

جواب فعل تعجب اور اس کے معمول کے درمیان فصل کرنا جائز نہیں۔ البتہ امام مازنیؒ کے نزدیک ظرف کے ساتھ فصل جائز ہے جیسے مَا اَحْسَنَ الْیَوْمَ زَیْدًا یعنی کیا ہی عمدہ ہے وہ چیز جس نے آج زید کو حسین بنایا یا آج زید کتنا اچھا ہے۔

سوال افعال مدح وذم جامد ہیں یا مشتق نیز ان سے کون سا جملہ بنے گا؟ اسمیہ یا فعلیہ' خبریہ یا انشائیہ

جواب افعال مدح وذم جامد ہیں اور وہ یہ ہیں۔

نِعْمَ۔ بِئْسَ۔ سَاءَ۔ حَبَّ

ان کی اصل یہ ہے۔ نَعِمَ۔ بَئِسَ۔ سَوُءَ اور حَبُبَ۔ حَبَّذَا میں ذَا اس کا فاعل ہے۔ سَاءَ باب نصر سے بھی آتا ہے' سَاءَ یَسُوْءُ لیکن جب افعال مدح وذم کے اندر داخل ہوا تو اب یہ باب کَرُمَ میں چلا گیا اور لازم ہوگیا۔ باب کَرُمَ میں لانے سے یہ انشاء کے لیے ہو گیا اب یہ جامد ہے اس سے مضارع یا امر نہ آئے گا۔

افعال مدح وذم کے لیے ان کے فاعل اور مخصوص بالذم وبالمدح دونوں کا ہونا ضروری ہوتا ہے لیکن کبھی قرینے کے پائے جانے کی صورت میں مخصوص بالمدح یا مخصوص بالذم کا حذف کرنا بھی جائز ہے وہ مثال جس میں فاعل اور مخصوص بالمدح مذکور ہے۔ نِعْمَ الطَّالِبُ خَالِدٌ اور وہ مثال جس میں فاعل مذکور ہے اور مخصوص بالمدح ر بالذم محذوف ہے جیسے بِئْسَ الشرابُ وَسَاءَتْ مُرْتَفَقًا' ای بئس الشرابُ شرابُ جَهَنَّمَ وساءَتْ مُرْتَفَقًا جهنمُ ۔اسی طرح ونعمَ دارُ المتقِیْنَ ۔ فَلَبِئْسَ مَثْوَی الظّالِمِیْنَ ای ونعمَ دارُ المتقینَ الجنةُ فلبئسَ مثوی الظالِمِیْنَ جهنمُ ۔

افعال مدح وذم سے جملہ فعلیہ انشائیہ بنتا ہے جیسے زیدٌ نعمَ الرجلُ (نعمَ الرجلُ جملہ فعلیہ انشائیہ ہے) زید مبتدا مخصوص بالمدح' نعم فعل مدح' الرجل اس کا فاعل۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ انشائیہ ہو کر خبر۔ مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا کیونکہ نعم سے یہاں انشاء کے معنی مراد ہیں نہ کہ خبر کے۔

نعمَ الرجلُ زیدٌ میں نعمَ فعل مدح' الرجلُ اس کا فاعل' فعل فاع مل کر جملہ انشائیہ نبر

مقدم اور زیدٌ مبتدا موخر۔ مبتدا موخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔

بعض نحوی کہتے ہیں کہ نِعْمَ فعل مدح' الرجلُ اس کا فاعل' فعل فاعل مل کر جملہ انشائیہ ہوا۔ اور آگے الگ جملہ اسمیہ ہے۔ ھو مبتدا محذوف' زیدٌ خبر' مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

سوال ضَرَبَ۔ نَصَرَ۔ فَتَحَ وغیرہ کو اظہار تعجب کے لیے بنانیکا کیا طریقہ ہے؟ مع مثال

جواب ضرب۔ نصر۔ فتح وغیرہ کو اظہار تعجب کے لیے بنانا ہو تو انہیں باب کرم میں لے جاتے ہیں جیسے ضَرُبَ۔ نَصُرَ۔ فَتُحَ وغیرہ۔

فَعُلَ کے مضاعف میں دو وجہیں جائز ہیں۔ (۱) نقل حرکت (۲) اسکان جیسے حَبُبَ سے حُبَّ (نقل حرکت سے) اور حَبَّ (اسکان سے) یعنی عین کلمہ کی حرکت کو ماقبل نقل کریں گے یا ساکن کریں گے البتہ حَبَّذَا کے اندر صرف فتحہ ہی ہوگا۔ حَبَّذَا زَیْدٌ۔ حَبَّ فعل' ذَا فاعل اور زَیْدٌ مخصوص بالمدح ہے۔ ذَا واحد' تثنیہ جمع ہر کسی کے لیے ہوگا۔

فَعُلَ اجوف میں حرف علت الف سے بدلے گا اور ناقص میں یا واؤ سے بدلے گی۔ مَا اَفْعَلَهٗ کے ناقص میں حرف علت بدل از الف۔ اجوف میں برقرار۔ مضاعف میں ادغام۔

اَفْعِلْ بِهٖ میں اجوف برقرار۔ ناقص میں حذف لام اور مضاعف میں ادغام منع ہے جیسے سَوُءَ سے سَاءَ۔ رَمُیَ سے رَمُوَ۔ مَا اَقْضَیَهٗ سے مَا اَقْضَاهُ۔ اسی طرح مَا اَقْوٰی یَدَکَ مَا اَمْضٰی سَیْفَکَ مَا اَقْوَلَهٗ برقرار۔ مَا اَشْدَدَهٗ سے مَا اَشَدَّهٗ۔ اَقْوِلْ بِهٖ برقرار۔ ناقص میں اَرْمِ بِهٖ حذف یا کے ساتھ اور مضاعف میں۔ اَشْدِدْ بِهٖ برقرار

سوال اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقَاتِ فَنِعِمَّا هِیَ۔ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا یَعِظُکُمْ بِهٖ میں نِعِمَّا کی اصل بتائیں۔ نیز ترکیب کریں۔

جواب نِعِمَّا کی اصل نِعْمَ مَا ہے۔ اول میم کو ساکن کر کے ادغام کر دیا مگر عین اور میم دو ساکن ہو گئے تھے اس لیے عین کو الساکنُ اذا حُرِّکَ حُرِّکَ بِالْکَسْرِ کے قاعدے سے کسرہ دیا جیسے یَخِصِّمُوْنَ میں دیتے ہیں جو اصل میں یَخْتَصِمُوْنَ تھا۔ تاء کو صاد کیا اور صاد کا صاد میں ادغام کیا اور ماقبل کو کسرہ دیا تو یَخِصِّمُوْنَ ہو گیا۔ تراکیب درج ذیل ہیں

(۱) اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقَاتِ فَنِعِمَّا هِیَ۔ اِنْ شرطیہ' تُبْدُوْا فعل بافاعل' الصدقاتِ مفعول بہ' فعل بافاعل ومفعول بہ جملہ شرط ہوا' فَنِعِمَّا هِیَ جزاء ہے' فاء جزائیہ' نِعْمَ فعل مخصوص بالمدح' مَا معرفہ تامہ اس کا فاعل ہے معنی الشیء کے' ھی ضمیر مخصوص بالمدح مبتدا موخر ہے' نِعِمَّا فعل فاعل مل کر جملہ خبر مقدم' مبتدا موخر سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہو کر جزا ہے' شرط وجزا مل کر جملہ شرطیہ ہے۔

دوسری ترکیب یہ ہے کہ نِعْمَ فعل مدح' ھو ضمیر اس میں ممیز' مَا نکرہ تامہ معنی شیئًا کے تمیز' ممیز تمیز مل کر فاعل' فعل فاعل مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر خبر مقدم' ھی مبتدا موخر مخصوص بالمدح مبتدا خبر مل کر جزا' شرط وجزا مل کر جملہ شرطیہ ہے۔

(۲) ان اللّٰہ نِعِمَّا یَعِظُکُمْ بِہٖ۔ اِنَّ حرف مشبہ بالفعل' لفظ الجلالہ اس کا اسم' نِعْمَ فعل مدح' مَا موصولہ' یَعِظُکُمْ بِہٖ جملہ اس کا صلہ ہے' موصول صلہ مل کر فاعل نِعْمَ کا' نعم اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر خبر اِنَّ مشبہ بالفعل کی' ان اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

دوسری ترکیب یہ ہے کہ اِنَّ حرف مشبہ بالفعل' لفظ الجلالہ مخصوص بالمدح اس کا اسم' نعم فعل مدح' ھُوَ ضمیر اس میں ممیز' مَا نکرہ موصوفہ' آگے جملہ اس کی صفت ہے۔ موصوف صفت مل کر تمیز' ممیز تمیز مل کر فاعل نعم فعل مدح کا' فعل مدح اپنے فاعل سے مل کر جملہ انشائیہ ہو کر خبر ان مشبہ بالفعل کی۔ ان اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

سوال : فعل تام صرف فاعل کو رفع دیتا ہے جبکہ فعل مدح وذم کے بعد دو اسم مرفوع ہوتے ہیں کیوں؟ نیز صرف بِئْسَ الرَّجُلُ اور بِئْسَ اَبُوْ لَھَبٍ جائز ہے یا نہیں اور کیوں؟

جواب فعل مدح کے بعد دو اسموں کے مرفوع ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ایک اسم تو فعل مدح وذم کا فاعل ہوتا ہے اس لیے مرفوع ہوتا ہے جبکہ دوسرا مبتدا موخر ہونے کی وجہ سے مرفوع ہوتا ہے جیسے نعم الرجل زید

صرف بئس الرجلُ۔ بئس ابو لھبٍ کہنا جائز نہیں کیونکہ افعال مدح وذم میں فاعل اور مخصوص بالمدح والذم دونوں کا لانا ضروری ہے۔ وجہ یہ ہے کہ ہر مخلوق عام طور پر خیر وشر کا مجموعہ ہے ممکن ہے ایک آدمی علم کے اعتبار سے بہت اچھا ہو مگر صحت کے اعتبار سے اچھا نہ ہو افعال مدح و ذم کے استعمال کیلئے ضروری ہے کہ جس کی مدح و ذم ہے اس کو بھی ذکر کریں اور جس وجہ سے مدح و ذم ہے اس کو بھی ۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ ہمارا ممدوح کسی دوسرے اعتبار سے قابل مذمت ہو ایک آدمی زاہد جنگ کا شہسوار ہو مگر مال خرچ کرنے میں کنجوس مکھی چوس ہو تو صرف نِعْمَ زَاھِدٌ اور بِئْسَ زَاھِدٌ کہنا درست نہ ہوگا بلکہ یوں کہنا ہوگا نِعْمَ الْمُقَاتِلُ زَاھِدٌ اور بِئْسَ الْبَخِیْلُ زَاھِدٌ اسی طرح نِعْمَ الْمُقَاتِلُ یا بِئْسَ الْبَخِیْلُ کہنا بھی درست نہیں کیونکہ یہ پتہ نہ چلے گا کہ وہ مقاتل یا بخیل کون ہے ہاں قرینہ قائم ہو تو محذوف مان لیں گے

سوال : افعال مدح وذم کا فاعل کتنی طرح ہوتا ہے؟

جواب : افعال مدح وذم کا فاعل تین طرح سے ہوتا ہے۔

(۱) معرف باللام ہو جیسے نعم العبد ایوب (۲) معرف باللام کی طرف مضاف ہو جیسے نِعْمَ دارُ

المتقینَ الجنۃُ۔ بِئْسَ مَثْوَی الظالِمِیْنَ جھنمُ (۳) کبھی نعم۔ بئس۔ ساء کا فاعل مضمر (ضمیر) ہوتا ہے۔ اس صورت میں اس کی تمیز نکرہ منصوبہ لانا واجب ہے جیسے نعم رجلاً زیدٌ۔ بئسَ للظالمینَ بدلاً۔ ساءَ مثلاً القومُ الذینَ الآیۃ۔

اور مخصوص بالمدح سے پہلے یا اس کے بعد کوئی تمیز ذکر کرنا جائز ہے جیسے حبذا رجلاً زیدٌ او حبذا زیدٌ رجلاً اسی طرح حال کا لانا بھی جائز ہے جیسے حَبَّذا راکبًا زیدٌ۔ حَبَّذا زیدٌ راکِبًا۔

سوال: افعال تعجب کی شرائط مع امثلہ ذکر کریں اور یہ بتائیں کہ شروط کے نہ پائے جانے کی صورت میں تعجب کا معنی کیسے لیں گے؟

جواب: افعال تعجب کے بنانے کی آٹھ شروط ہیں۔(۱) فعل ہو' غیر فعل سے شاذ ہے غیر فعل کی مثال مَا اَذْرَعَ الْمَرْاَۃَ۔ اَذْرَعُ کا معنی جس کا ہاتھ کاتنے میں ہلکا ہو۔(۲) ثلاثی مجرد ہو' مزید سے شاذ ہے مزید کی مثال مَا اَعْطَاہُ لِلدَّرَاھِمِ۔ مَا اَخْصَرَہٗ کتنا مختصر ہے' اختصار ثلاثی مزید سے مشتق ہے اس لئے شاذ ہے۔

(۳) فعل متصرف ہو' لہٰذا نِعْمَ۔ بِئْسَ۔ عَسٰی سے نہ بنے گا۔

(۴) قابل تفاضل ہو' مَاتَ۔ فَنِیَ سے نہ آئے گا۔(۵) مبنی للفاعل ہو یعنی معروف ہو' مجہول سے شاذ ہے جیسے مَا اَخْصَرَہٗ۔ اُخْتُصِرَ سے شاذ ہے۔ اس کے اندر دو وجہیں شذوذ کی ہیں۔ ایک تو مجہول ہے' دوسرے مزید سے ہے۔(۶) فعل تام ہو' فعل ناقص نہ چنانچہ کَانَ وغیرہ سے فعل تعجب نہ آئیگا (۷) مثبت ہو' منفی نہ ہو۔(۸) لون وعیب نہ ہو۔

شروط کے پورا نہ ہونے کی صورت میں فعل تعجب کا معنی ادا کرنے کا طریقہ:

نعم۔ بئس۔ مات۔ فنی وغیرہ سے بالکل نہ آئے گا مگر یوں کہا جائے کہ محمودٌ مَا اَحْسَنَ ان یُقالَ فی حقہ نِعْمَ الرجلُ۔ بعض افعال سے مَا اَشَدَّ وغیرہ ذکر کر کے مصدر صریح یا مؤوّل بعد میں لائیں گے جیسے لَا یَضْرِبُ زیدٌ۔ سے۔ مَا اَحْسَنَ ان لَا یَضْرِبَ زیدٌ یا اَشْدِدْ بِاَنْ لَا یضربَ زیدٌ اور ضُرِبَ سے مَا اَحْسَنَ اَنْ یُضْرَبَ سَوِدَ سے مَا اَشَدَّ سَوَادَ زیدٍ یا اَشْدِدْ بِسَوادِ زیدٍ۔

فعل تعجب کی مزید مثالیں: مَا اَجْمَلَکَ۔ مَا اَحْسَنَکَ۔ مَا اَفْقَرَنِیْ اِلٰی رَحْمَۃِ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ۔

قرآن پاک سے مثالیں: قُتِلَ الانسانُ مَا اَکْفَرَہٗ۔ فَمَا اَصْبَرَھُمْ عَلَی النَّارِ۔ اَسْمِعْ بِھِمْ وَ اَبْصِرْ

سوال: ناقص' اجوف' مضاعف کے لیے تعجب کا صیغہ کس طرح آئے گا؟

جواب: فعل تعجب کے تین اوزان ہیں۔ مَا اَفْعَلَہٗ۔ اَفْعِلْ بِہٖ۔ فَعُلَ ناقص' اجوف اور مضاعف سے یہ تینوں وزن ہوں گے۔

(الف) ناقص کی مثال: (۱) مَا اَفْعَلَہٗ: مَا اَدْعَاہٗ۔ تقدیرہ: مَا اَدْعَوَہٗ۔ بعد الاعلال: مَا اَدْعَاہٗ۔

(۲) اَفْعِلْ بِہٖ: اَدْعِ بِہٖ۔ تقدیرہ: اَدْعِیْ بِہٖ ناقص میں امر کے وزن پر حرف علت حذف ہو جاتا ہے لہٰذا اَدْعِ بِہٖ رہ گیا۔(۳) دَعُوَ: یہ اپنی اصل شکل پر ہے۔ قَضُیَ سے قَضُوَ ہو جائے گا

(ب) اجوف: (۱) مَا اَقْوَلَہٗ اعلال نہیں ہوگا۔(۲) اَقْوِلْ بِہٖ اعلال نہیں ہوگا۔(۳) قَالَ: اصلہ قَوُلَ وبعد الاعلال: قَالَ جیسے سَاءَ فعل ذم کی اصل سَوُأَ مانتے ہیں۔

(ج) مضاعف کی مثالیں: (۱) مَا اَحَبَّہٗ ادغام ہوگا۔(۲) اَحْبِبْ بِہٖ ادغام نہ ہوگا۔(۳) حَبَّ، حَبُبَ ادغام ہوا ہے۔

فائدہ: مَا اَفْعَلَہٗ اور اَفْعِلْ بِہٖ دونوں کے اجوف میں نقل حرکت کے ساتھ اعلال نہ ہوگا۔ مَا اَفْعَلَہٗ کے مضاعف میں ادغام ہوگا۔ اَفْعِلْ بِہٖ میں ادغام منع ہے مثالیں: مَا اَقْوَلَہٗ۔ اَقْوِلْ بِہٖ۔ قَالَ۔ مَا اَشَدَّ اسْتِخْرَاجَہٗ۔ اَشْدِدْ بِاسْتِخْرَاجِہٖ۔ مَا اَقْضَاہُ۔ اَقْضِ بِہٖ۔ قَضُوَ۔

فائدہ: اَفْعِلْ بِہٖ کے فاعل کو قرینہ کے وقت حذف کرنا جائز ہے جیسے اَسْمِعْ بِہِمْ وَاَبْصِرْ۔ فائدہ: اہل عرب کبھی کبھی مَا اَفْعَلَہٗ کی تصغیر بھی لے آتے ہیں جیسے مَا اُحَیْسِنَہٗ۔

سوال: مَا اَحْسَنَ زَیْدًا اور اَحْسِنْ بِہٖ میں اَحْسَنَ اور اَحْسِنْ میں کون سا خاصہ پایا جاتا ہے؟

جواب: اَحْسَنُ میں خاصہ تصییر کا معنی ہے۔ بمعنی اَیُّ شَیْءٍ صَیَّرَ زَیْدًا ذَا حُسْنٍ جیسے اَشْرَکْتُ النَّعْلَ۔ بمعنی صَیَّرْتُ النَّعْلَ ذَا شِرَاکٍ۔

اَحْسِنْ میں صیرورت کا خاصہ ہے۔ اَحْسِنْ اگرچہ فعل صیغہ امر ہے لیکن یہ اَحْسَنَ کے معنی میں ہے جو کہ صَارَ ذَا حُسْنٍ کا مفہوم ادا کرتا ہے یعنی اس کے اندر خاصہ صیرورت پایا جاتا ہے۔ جیسے اَطْفَلَتْ ہِنْدٌ۔ بمعنی صَارَتْ ہِنْدٌ ذَاتَ طِفْلٍ۔ بِزَیْدٍ میں باء زائدہ ہے' زید کو فاعل بنائیں گے۔

سوال: جَعَلَ کے معانی ذکر کریں۔

جواب: جَعَلَ کئی معانی میں استعمال ہوتا ہے۔(۱) بمعنی خَلَقَ یعنی بنانا' متعدی بیک مفعول' اس کو جعل بسیط کہتے ہیں جیسے وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ (۲) جَعَلَ بمعنی صَیَّرَ اس وقت یہ افعال تصییر سے متعدی بدو مفعول ہوتا ہے۔ اسے جعل مرکب یا جعل مؤلف کہتے ہیں جیسے وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا۔ رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ۔(۳) جَعَلَ از افعال قلوب۔ یہ بھی متعدی بدو مفعول ہوتا ہے جیسے جَعَلُوا الْمَلٰٓئِکَۃَ الَّذِیْنَ ہُمْ عِبَادُ الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا۔

(۴) جَعَلَ از افعال مقاربہ۔ اس وقت یہ نہ لازم ہے نہ متعدی بلکہ ناقص ہے یا ناقص کی طرح ہے جیسے جَعَلَ عَارِفٌ یَّسْکَرُ۔

سوال: مختصر ترکیب کریں یا متعلق بتائیں۔

فنعما ھی ۔ ان اللہ نعما یعظکم بہ ۔ لا حبذا خالد ۔ بئس للظالمین بدلا ۔

جواب : فَنِعِمَّا هِیَ : نِعْمَ فعل مدح، مَا معرفہ تامہ بمعنی الشَّیْءُ کے، یہ فاعل ہے نِعْمَ کا۔ فعل فاعل مل کر جملہ خبر مقدم اور هِیَ مخصوص بالمدح مبتدا موخر ہے۔ مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔ یا نِعْمَ فعل، هُوَ ضمیر اس میں ممیز، مَا نکرہ تامہ بمعنی شَیْئًا کے تمیز، ممیز تمیز مل کر فاعل ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا یَعِظُکُمْ بِهٖ : اِنَّ حرف مشبہ بالفعل، لفظ الجلالہ مخصوص بالمدح اِنَّ کا اسم، نِعْمَ فعل مدح، مَا اسم موصول، آگے جملہ اس کا صلہ، موصول صلہ مل کر نِعْمَ کا فاعل ہے۔ یا نِعْمَ فعل مدح، ھو ضمیر ممیز، مَا نکرہ موصوفہ ہے، آگے جملہ اس کی صفت ہے، موصوف صفت مل کر تمیز، ممیز تمیز مل کر فاعل۔

لَا حَبَّذَا خَالِدٌ : لَا نافیہ، حَبَّ فعل، ذَا اس کا فاعل، فعل فاعل مل کر جملہ فعلیہ ہو کر خبر مقدم، خَالِدٌ مبتدا موخر، مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ لَا حَبَّذَا ذم کے لیے آتا ہے۔

بئس للظالمین بدلا : بئس فعل ذم، اس میں ھو ضمیر مستتر فاعل ہے اور ممیز ہے، للظالمین جار مجرور متعلق فعل ذم سے بدلا تمییز ہے اور مخصوص بالذم محذوف ہے وہ ہے جزاؤھم ۔

القسم الثالث في الحروف

و قد مضى تعريفه و أقسامه سبعة عشر: حروف الجر والحروف المشبهة بالفعل وحروف العطف و حروف التنبيه و حروف النداء و حروف الايجاب و حرف الزيادة و حرفا التفسير و حروف المصدر و حروف التحضيض و حرف التوقع و حرفا الاستفهام و حروف الشرط و حرف الردع و تاء التأنيث الساكنة و التنوين و نونا التأكيد .

فصل : حروف الجر حروف وضعت لافضاء الفعل و شبهه أو معنى الفعل الى ماتليه نحو مررت بزيد و أنا مار بزيد و هذا فى الدار ابوک أى أشير اليه فيها . و هى تسعة عشر حرفا من وهى لابتداء الغاية و علامته أن يصح فى مقابلته الانتهاء كما تقول سرت من البصرة الى الكوفة و للتبيين و علامته أن يصح وضع لفظ الذى مكانه كقوله تعالى فاجتنبوا الرجس من الاوثان و للتبعيض و علامته أن يصح وضع لفظ بعض مكانه نحو أخذت من الدراهم و زائدة و علامته أن لا يختل المعنى باسقاطها نحو ما جاء نى من احد . و لا تزاد " من " فى الكلام الموجب خلافا للكوفيين و أما قولهم : قد كان من مطر و شبهه متأول .

و الى وهى لانتهاء الغاية كما مر و بمعنى " مع " قليلا كقوله تعالى : فاغسلوا وجوهكم و أيديكم الى المرافق .

و حتى وهى مثل " الى " نحو نمت البارحة حتى الصباح وبمعنى مع كثيرا نحو قدم الحاج حتى المشاة ولا تدخل الا على الظاهر فلا يقال حتاه خلافا للمبرد و قول الشاعر شعر

فلا و الله لا يبقى أناس فتى حتاک ياابن أبى زياد شاذ

و فى وهى للظرفية نحو زيد فى الدار و الماء فى الكوز و بمعنى على قليلا نحو قوله تعالى: و لأصلبنكم فى جذوع النخل .

و الباء و هى للالصاق نحو مررت بزيد أى التصق مرورى بموضع يقرب منه زيد و للاستعانه نحو كتبت بالقلم و قد يكون للتعليل كقوله تعالى : انكم ظلمتم انفسكم باتخاذكم العجل و للمصاحبة كخرج زيد بعشيرته و للمقابلة كبعت هذا بذاک و للتعدية كذهبت بزيد و للظرفية كجلست بالمسجد و زائدة قياسا فى خبر النفى نحو ما زيد بقائم و فى الاستفهام نحو

هل زيد بقائم و سماعا في المرفوع نحو بحسبك زيد أي حسبك زيد و كفى بالله شهيدا أي كفى الله و في المنصوب نحو ألقى بيده أي ألقى يده .

و اللام و هي للاختصاص نحو الجل للفرس و المال لزيد و للتعليل كضربته للتأديب و زائدة كقوله تعالى ردف لكم أي ردفكم و بمعنى عن اذا استعمل مع القول كقوله تعالى:" قال الذين كفروا للذين آمنوا لو كان خيرا ما سبقونا اليه" و فيه نظر . و بمعنى الواو في القسم للتعجب كقول الهذلي شعر

لله يبقى على الأيام ذو حيد بمشمخر به الظيان و الآس

تیسری قسم حروف کے بیان میں

اور اس کی تعریف گزر چکی ہے اس کی سترہ قسمیں ہیں۔ حروف جر ' حروف مشبہ بالفعل ' حروف عطف ' حروف تنبیہ ' حروف نداء ' حروف ایجاب ' حروف زیادت ' تفسیر کے دو حرف ' حروف مصدر ' حروف تحضیض ' حرف توقع ' استفہام کے دو حرف ' حروف شرط ' حرف ردع ' تاء تانیث ساکنہ ' تنوین اور تاکید کے دو حرف

فصل : حروف جر وہ حروف ہیں جو وضع کئے گئے ہیں فعل یا شبہ فعل یا معنی فعل کو پہچانے کے لئے اس کی طرف جس سے یہ ملنے والے ہوں۔ جیسے مررت بزید اور انا مار بزید اور هذا فی الدار ابوک یعنی میں اشارہ کرتا ہوں اس کی طرف اس حال میں کہ یہ گھر میں ہے۔ اور وہ انیس حرف ہیں۔ من اور وہ مسافت کی ابتداء کے لئے ہوتا ہے اور اس کی علامت یہ ہے کہ اس کے مقابلے میں انتہاء کا ہونا درست ہو جیسے کہ تو کہے سرت من البصرة الی الکوفة چلا میں بصرہ سے کوفہ تک۔ اور بات کو کھول کر بیان کرنے کے لئے اور اس معنی کی علامت یہ ہے کہ الذی کا لفظ اس کی جگہ رکھنا صحیح ہو جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے فاجتنبوا الرجس من الاوثان اور تبعیض کے لئے اور اس کی علامت یہ ہے کہ لفظ بعض کو اس کی جگہ رکھنا صحیح ہو جیسے اخذت من الدراهم میں نے کچھ درہم لئے۔ اور من زائدہ ہوتا ہے اور اس کی علامت یہ ہے کہ اس کو ساقط کرنے سے معنی خراب نہیں ہوتا جیسے ماجاء نی من احد اور نہیں زیادہ کیاجاتا من کلام موجب میں برخلاف کوفیین کے اور ان کا قول قد کان من مطر اور اس جیسے الفاظ تو ان کی تاویل کی جاتی ہے

اور الی اور وہ مسافت کی انتہاء کیلئے ہوتا ہے جیسے کہ گزرا اور مع کے معنی میں ہوتا ہے کبھی کبھی جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے فاغسلوا وجوهکم و ایدیکم الی المرافق (دھوؤ تم اپنے چہروں کو اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں سمیت)

اور حتی اور وہ الی کی طرح ہے جیسے نمت البارحة حتی الصباح (میں رات کو سویا صبح تک) اور

مع کے معنی میں آتا ہے بہت جیسے قدم الحاج حتی المشاۃ (حاجی آگئے یہاں تک کہ پیدل چلنے والے بھی) اور نہیں داخل ہوتاحتی مگراسم ظاہر پر لہٰذا نہیں کہاجائے گا حتاہ بر خلاف مبرد کے اور شاعر کا قول

فلا واللہ لا یبقی اناس فتی حتاک یا ابن ابی زیاد شاذ ہے

اورفی ظرفیت کیلئے ہے جیسے زید فی الدار اورالماء فی الکوز اور علی کے معنی میں کبھی جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشادولا صلبنکم فی جذوع النخل۔

اور باء اور وہ الصاق یعنی ملا دینے کے لیے ہے جیسے مررت بزید یعنی التصق مروری بمکان یقرب منہ زید میراگزرنا اس جگہ کو ملا جس کے زید قریب تھا اور استعانت یعنی مدد لینے کے لئے جیسے کتبت بالقلم لکھا میں نے قلم کے ساتھ اور کبھی علت یعنی سبب بیان کرنے کے لئے ہوتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد انکم ظلمتم انفسکم باتخاذکم العجل تحقیق تم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا بچھڑے کو پکڑنے کی وجہ سے اور مصاحبت کے لئے جیسے خرج زید بعشیرتہ زید اپنی برادری سمیت نکلااور تبادلے کے لئے جیسے بعت ھذا بذاک میں نے اسکو اس کے بدلے میں بیچا اور تعدیہ یعنی متعدی بنانے کے لئے جیسے ذھبت بزید میں زید کو لے گیا اور ظرفیت کے لئے جیسے جسلت بالمسجد میں مسجد میں بیٹھا اور زائد ہوتا ہے قیاسا نفی کی خبرمیں جیسے ما زید بقائم اور استفہام میں جیسے ھل زید بقائم اور سماعا زائد ہوتا ہے مرفوع میں جیسے بحسبک زید یعنی حسبک زید اور کفی باللہ شھیدا یعنی کفی اللہ اللہ کافی ہے گواہ۔ اور منصوب میں زائد ہوتا ہے جیسے القی بیدہ یعنی القی یدہ

اور لام اختصاص کے لئے ہے جیسے الجل للفرس جھول گھوڑے کیلئے ہے اور المال لزید مال زید کے لئے ہے۔ اور علت بیان کرنے کے لئے جیسے ضربتہ للتادیب میں نے اس کو اصلاح کے لئے مارا۔ اور زائدہ ہوتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا قول ردف لکم یعنی ردفکم تمہارے پیچھے آیا اورعن کے معنی میں جب کہ قول کے ساتھ استعمال ہو جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد قال الذین کفروا للذین آمنوا لو کان خیرا ما سبقونا الیہ اور اس میں نظر ہے اور واؤ کے معنی میں قسم کے اندر جب کہ تعجب کے لئے ہو جیسے ہزلی کا قول ہے شعر

للہ یبقی علی الایام ذو حید بمشمخر بہ الظیان والآس۔

سوالات

سوال: حروف جر کی تعریف مع مثال ذکر کریں۔

سوال: جار مجرور کے متعلق کو تلاش کرنے کا طریقہ بتائیں نیز یہ بتائیں کہ اس کا متعلق کیا کچھ ہو سکتا ہے؟ مع مثال

سوال: جار مجرور کس وقت متعلق سے مستغنی ہوتا ہے؟

سوال: حذف متعلق کی چند مثالیں ذکر کریں۔

سوال: درج ذیل میں جار مجرور کا متعلق بتائیں۔

وھو الذی فی السماء الہ وفی الارض الہ ۔ لعل اللہ فضلکم علینا ۔ لولاک لھلکت ۔ ما احد اصبر علی اذی یسمعہ من اللہ ۔ ما انت بمجنون ۔ ھل من خالق غیر اللہ ۔ الیس اللہ بکاف عبدہ ۔ واللہ محیط بالکافرین ۔ وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ ۔ ذھب اللہ بنورھم ۔ فباء وا بغضب علی غضب ۔ وما یعلمان من احد ۔ وما ھم بضارین بہ من احد ۔ ومن اظلم ممن کتم شھادۃ عندہ من اللہ ۔ سیقول السفھاء من الناس ۔ لتکونوا شھداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شھیدا ۔

سوال: حروف جر انیس کس طرح ہیں اور شاذ حروف کتنے ہیں؟

سوال: کی کا حکم مع مثال ذکر کریں۔

سوال: من حرف جر میں من کا اعراب کیا ہے اور کیوں؟

سوال: وھی تسعۃ عشر حرفا ۔ من وھی لابتداء الغایۃ کی ترکیب کیسے کریں گے؟

سوال: من حرف جر کے معانی بمع امثلہ ذکر کر کے من تبعیضیہ، تبیینیہ کا فرق مع مثال واضح کریں۔ اور بتائیں کہ من بیانیہ ترکیب میں کیا ہوتا ہے؟

سوال: من کن مواقع پر زائد ہوتا ہے؟

سوال: قد کان من مطر اور ولقد جاءک من نبا المرسلین میں من کلام موجب میں زائدہ واقع ہو رہا ہے۔ اس کی تاویل ذکر کریں۔

سوال: وعد اللہ الذین آمنوا وعملوا الصلحت منھم مغفرۃ واجرا عظیما پر زندیقوں نے کیا کہا ہے اور اس کا کیا جواب ہے؟

سوال: الی کے معانی مع امثلہ تحریر کریں نیز الی کے غایہ کا حکم بمع امثلہ تحریر کریں۔

سوال: فی کے معانی مع امثلہ ذکر کریں۔

سوال: باء کے معانی مع مثال ذکر کریں اور ترکیب کریں۔

سوال: باء ثمن یا مبیع پر کس طرح داخل ہوتی ہے اور ولا تشتروا بایتی ثمنا قلیلا میں کس پر داخل ہے؟

سوال: لام کے معانی مع امثلہ ذکر کریں اور مندرجہ ذیل آیت کو ذکر کرنے کا مقصد بتائیں۔

وقال الذین کفروا للذین آمنوا لو کان خیرا ما سبقونا الیہ

سوال: لام تقویہ کیا ہوتا ہے اور کہاں آتا ہے؟ نیز اس کی شرط ذکر کریں۔

سوال: حتی کے استعمال کی صورتیں کتنی ہیں؟ ہر ایک کی مثال کے ساتھ تفصیل کریں۔

سوال: اکلت السمکة حتی راسها کے اندر تین ترکیبیں ر صورتیں ہیں۔ تینوں کی مختصر ترکیب کریں۔

سوال: اکلت السمکة حتی بطنها - مرض فلان حتی لا یرجوه صحیح ہیں یا غلط؟ اور کیوں؟

سوال: حتی اذا جاءوها وفتحت ابوابها میں حتی کون سا ہے؟

سوال: کتبت الی زید - کتبت حتی زید - هی الی مطلع الفجر - هی حتی مطلع الفجر - کان سیری حتی ادخلها (کان ناقصه) کان سیری حتی ادخلها (کان تامه) ان مثالوں میں سے کون سی ترکیب جائز ہے اور کون سی ناجائز؟ اور کیوں؟

حل سوالات

سوال: حروف جر کی تعریف مع مثال ذکر کریں۔

جواب: حروف جر وہ حروف ہیں جو فعل، شبہ فعل یا معنی فعل کو اس اسم تک پہنچانے کے لیے وضع کیے گئے ہوں، جو ان کے ساتھ ملا ہوا ہو۔

فعل کی مثال مررتُ بزیدٍ

شبہ فعل کی مثال اَنَا مَارٌّ بِزَیْدٍ

معنی فعل کی مثال هٰذَا فِی الدَّارِ اَبُوْکَ (یعنی اُشِیْرُ اِلَیْهِ فِیْهَا)

شبہ فعل سے مراد مصدر اور مشتقات (اسم فاعل، مفعول، صفت مشبہ، مبالغہ، تفضیل اور اسم منسوب) ہیں۔

اسم تفضیل کی مثال وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ کَذِبًا

اسم منسوب کی مثال اَنْتَ عَرَبِیٌّ فِی اللِّسَانِ

معنی فعل سے مراد وہ لفظ ہے جو فعل یا مصدر یا مشتق تو نہیں لیکن تاویل سے اس میں فعل کا معنی ہو جاتا ہے جیسے اسم اشارہ، حروف تنبیہ، حروف تشبیہ وغیرہ۔

مثال: مَا اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّکَ بِمَجْنُوْنٍ "نہیں ہے تو اپنے رب کی نعمت سے مجنون" اس میں بنعمة ربک کو بعض نحوی ما نافیہ سے متعلق کرتے ہیں جیسے ابن حاجب"۔ لیکن اکثر نحوی اس سے فعل کا معنی نکالتے ہیں یعنی اِنْتَفَی الْجُنُوْنُ عَنْکَ بِنِعْمَةِ رَبِّکَ ۔

سوال: جار مجرور کے متعلق کو تلاش کرنے کا طریقہ بتائیں، نیز یہ بتائیں کہ اس کا متعلق کیا کچھ ہو سکتا

ہے؟ مع مثال

جواب: جار مجرور کے متعلق کو تلاش کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے مجرور کا ترجمہ کریں گے، پھر حرف جر کا، پھر جس کو متعلق بنا رہے ہیں اس کا۔ اگر ترجمہ درست بن رہا ہے تو جار مجرور کو اس کے متعلق کر دیں گے۔ اور اگر صحیح نہیں ہے تو پھر کوئی اور متعلق ہوگا۔ پھر اسی طرح کسی اور سے متعلق کر کے دیکھیں گے یہاں تک کہ جار مجرور کا صحیح متعلق مل جائے۔ جیسے مَا اَحَدٌ اَصْبَرَ عَلٰی اَذًی یَسْمَعُہٗ مِنَ اللّٰہِ میں مِنَ اللّٰہِ کا متعلق تلاش کرنا ہے تو سب سے پہلے مجرور، پھر حرف جر پھر متعلق کا ترجمہ کریں گے۔ اگر اسے یَسْمَعُ فعل سے متعلق کریں تو ترجمہ یہ ہوگا "اللہ سے سنتا ہے" تو اب پورے جملے کا ترجمہ کریں تو یہ ہوگا "نہیں ہے کوئی زیادہ صبر کرنے والا تکلیف پر جس کو وہ اللہ سے سنتا ہے" اور یہ ترجمہ غلط ہے اس لیے یسمع اس کا متعلق نہیں ہو سکتا۔

اب اذیً مصدر کو لیں تو ترجمہ یوں ہوگا "نہیں ہے کوئی زیادہ صبر کرنے والا اللہ کی طرف سے تکلیف پر جس کو وہ سنتا ہے" یہ بھی غلط ہے۔ اب اَصْبَرَ اسم تفضیل رہ گیا ہے، اس سے متعلق کریں تو ترجمہ یہ ہوگا "نہیں ہے کوئی اللہ سے زیادہ صبر کرنے والا تکلیف پر جس کو وہ سنتا ہے" یہ ترجمہ صحیح ہے لہٰذا مِنَ اللّٰہِ جار مجرور اَصْبَرَ اسم تفضیل سے متعلق ہے۔

جار مجرور کے متعلقات حسب ذیل ہو سکتے ہیں۔(۱) فعل جیسے انعمتَ علیہِمْ (۲) شبہ فعل جیسے وَبِالْمُؤْمِنِیْنَ رَؤُوْفٌ رَّحِیْمٌ جار مجرور رَؤُوْفٌ سے متعلق ہے جو مبالغہ کا صیغہ ہے۔(۳) اسم جامد جس کی تاویل اسم مشتق سے کی جائے گی جیسے وَھُوَ الَّذِیْ فِی السَّمَاءِ اِلٰہٌ وَّفِی الْاَرْضِ اِلٰہٌ (الٰہ بمعنی معبود) الذی کے صلے میں ھُوَ ضمیر محذوف ہے، تقدیر یوں ہے وَھُوَ الَّذِیْ ھُوَ فِی السَّمَاءِ معبودٌ وَّفِی الْاَرْضِ معبودٌ نیز وَھُوَ اللّٰہُ فِی السَّمٰوٰتِ وفی الارض اس کا معنی یوں کرتے ہیں وَھُوَ المعبودُ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۔(۴) فعل ناقص بھی متعلق ہو سکتا ہے جیسے اَکَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَیْنَا یہاں لِلنَّاسِ کو کَانَ سے متعلق کرتے ہیں۔(۵) فعل جامد نِعْمَ، بِئْسَ بھی بعض نحویوں کے نزدیک متعلق ہو سکتے ہیں۔

سوال: جار مجرور کس وقت متعلق سے مستغنی ہوتا ہے؟

جواب: جار مجرور درج ذیل صورتوں میں کسی سے متعلق نہیں ہوتا

(۱) حروف زائدہ ہوں جیسے اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ۔ بِکَافٍ پر باء زائدہ ہے۔ ھَلْ مِنْ خَالِقٍ غَیْرُ اللّٰہِ۔ مِنْ زائدہ ہے۔

اس صورت میں جار مجرور کو نہ متعلق کہیں گے اور نہ اس کا ترجمہ کریں گے۔(۲) لَعَلَّ جارہ ہو جیسے لَعَلَّ اللّٰہِ فَضَّلَکُمْ عَلَیْنَا بِشَیْءٍ اِنَّ اُمَّکُمْ شَرِیْمٌ۔ لعل کو شبیہ بالزائد کہیں گے۔ اس وقت لعل کا

معنی ہوگا' جار مجرور کو متعلق نہ کریں گے۔(۳) لَوْلَا جس وقت جر دے جیسے لَوْلَاکَ لَھَلَکتُ جار مجرور کسی سے متعلق نہیں۔(۴) رُبَّ شبیہ بالزائد جیسے رُبَّ عَالِمٍ یَعْمَلُ بِعِلْمِہٖ۔ رُبَّ کا ترجمہ کریں گے مگر جار مجرور کو کسی سے متعلق نہیں کریں گے۔(۵) حرف تشبیہ ہو جیسے زیدٌ کالاَسَدِ جار مجرور متعلق نہیں ہوگا۔(۶) جو حروف جارہ استثناء کا معنی دیں جیسے خَلا ۔ عَدا ۔ حَاشَا وغیرہ۔ اس صورت میں بھی جار مجرور متعلق نہ ہوگا۔(۷) جب جار مجرور فعل مجہول یا اسم مفعول کا نائب فاعل بنے جیسے فَلَمَّا سُقِطَ فِی اَیْدِیْھِمْ اس میں فِی اَیْدِیْھِمْ فعل مجہول کا نائب فاعل ہے اور جیسے غیرِ المغضوبِ عَلَیْھِمْ اس میں جار مجرور فعل مجہول کا نائب فاعل بن رہا ہے۔

حروف جار

معنی دیں اور متعلق بھی ہو۔	معنی دیں متعلق نہ ہو۔	نہ معنی دیں اور نہ متعلق ہو۔
ان کو حروف جارہ مطلقہ کہتے ہیں جیسے کتبت بالقلم۔	ان کو حرف جر شبیہ بالزائد کہتے ہیں لولا ۔لعل رب، خلا، عدا، حاشا. وغیرہ جیسے (رب عالم یعمل بعلمہ	ان کو حرف جر زائد کہتے ہیں جیسے کفی باللہ شھیدا وما لھم بہ من علم۔

سوال: حذف متعلق کی چند مثالیں ذکر کریں۔

جواب: زیدٌ فی الدارِ ۔ بسمِ اللہِ الرحمٰنِ الرحِیْمِ ۔ لِلذینَ کفرُوا بربِّھِمْ عَذابُ جَھَنَّمَ ۔

سوال: درج ذیل میں جار مجرور کا متعلق بتائیں۔

وھو الذی فی السماء الہ وفی الارض الہ ۔ لعل اللہ فضلکم علینا ۔ لولاک لھلکت ۔ ما احد اصبر علی اذی یسمعہ من اللہ ۔ ما انت بمجنون ۔ ھل من خالق غیر اللہ ۔ الیس اللہ بکاف عبدہ ۔ واللہ محیط بالکافرین ۔ وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ ۔ ذھب اللہ بنورھم ۔ فباء وا بغضب علی غضب ۔ وما یعلمان من احد ۔ وما ھم بضارین بہ من احد ۔ ومن اظلم ممن کتم شھادۃ عندہ من اللہ ۔ سیقول السفھاء من الناس ۔ لتکونوا شھداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شھیدا ۔

جواب: وَھُوَ الَّذِیْ فِی السَّمَاءِ اِلٰہٌ وَّفِی الْاَرْضِ اِلٰہٌ: فِی السماءِ وَفِی الارضِ متعلق اِلٰہٌ بمعنی معبود کے ہوا اور صلہ کا مبتدا ھُوَ محذوف ہے جیسا کہ گزرا۔

لَعَلَّ اللّٰہِ فَضَّلَکُمْ عَلَیْنَا ۔ عَلَیْنَا جار مجرور متعلق فَضَّلَ فعل کے' لَعَلَّ شبیہ بالزائد ہے اس لیے متعلق نہیں ہوگا' صرف معنی دیتا ہے اور اسم الجلالہ محلاً" مرفوع ہے لَعَلَّ کی وجہ سے ضمہ ظاہر نہ ہوا۔

لَوْلَاکَ لَھَلَکْتُ: کاف ضمیر محلاً مرفوع مبتدا ہے، لیکن لَوْلَا کی وجہ سے بصورت مجرور محلا ہے اور خبر موجودٌ حذف ہے۔ لَوْلَا شبیہ بالزائد ہے، اس لیے متعلق نہ کریں گے۔ معنی یوں ہے: لو لا اَنْتَ موجودٌ لھلکتُ۔

مَا اَحَدٌ اَصْبَرَ عَلٰی اَذًی یَسْمَعُہٗ مِنَ اللّٰہِ۔ مِنَ اللّٰہِ جار مجرور متعلق اَصْبَرَ اسم تفضیل کے ہے

مَا اَنْتَ بِمَجْنُوْنٍ: بمجنونٍ پر باء زائدہ داخل ہے اس لیے جار مجرور متعلق نہ کہیں گے۔

ھَلْ مِنْ خَالِقٍ غیرُ اللّٰہِ: مِنْ زائدہ ہے اس کے لیے کوئی متعلق نہ ہوگا۔

الیسَ اللّٰہُ بِکافٍ عبدَہٗ: بِکافٍ پر باء زائدہ ہے اس لیے متعلق نہ کریں گے۔

لطیفہ: بعض طلبہ اس کاف کو حرف جر سمجھ کر پریشان ہو جاتے ہیں کہ باء حرف جر کاف حرف جر پر کیوں داخل ہوگیا؟ پھر اس کے بعد عبد پر کسرہ کیوں نہ آیا؟

واللّٰہُ مُحیطٌ بالکافِرِیْنَ: بِالکافرینَ جار مجرور متعلق ہے محیطٌ اسم فاعل کے۔

وَاِنْ کُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَۃٍ مِنْ مِثْلِہٖ: فِیْ رَیْبٍ جار مجرور کَانَ کے متعلق ہے جو فعل ناقص ہے یا محذوف سے متعلق ہو کر کَانَ کی خبر ہے۔ مِمَّا نَزَّلْنَا جار مجرور متعلق رَیْبٍ مصدر کے۔ عَلٰی عَبْدِنَا جار مجرور متعلق نَزَّلَ فعل کے۔ بِسورۃٍ جار مجرور متعلق ہے ایت فعل امر کے۔ مِنْ مِثْلِہٖ جار مجرور متعلق محذوف کے ہو کر سورۃٍ کی صفت ہے۔

ذَھَبَ اللّٰہُ بِنُوْرِھِمْ: بنورِھِمْ جار مجرور متعلق ذَھَبَ فعل کے۔ فَبَاءُوْا بِغَضَبٍ عَلٰی غَضَبٍ: بغضبٍ متعلق بَاءُوْا کے، عَلٰی غَضَبٍ متعلق محذوف کے ہو کر غَضَبٍ کی صفت ہے۔ وَمَا یُعَلِّمَانِ مِنْ اَحَدٍ: مِنْ زائدہ ہے۔ مَا ھُمْ بِضَارِّیْنَ بِہٖ مِنْ اَحَدٍ: بِضَارِّیْنَ پر باء زائدہ داخل ہے اور آگے مِنْ بھی زائدہ ہے۔ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ کَتَمَ شَھَادَۃً عِنْدَہٗ مِنَ اللّٰہِ: مِمَّنْ جار مجرور متعلق اَظْلَمُ اسم تفضیل کے۔ عِنْدَہٗ، ظرف متعلق فعل محذوف کے۔ اسی طرح مِنَ اللّٰہِ جار مجرور متعلق فعل محذوف کے۔ فعل محذوف اپنے دونوں متعلقوں سے مل کر صفت ہے شھادۃٌ کی۔

سیقولُ السفھاءُ مِنَ الناسِ: مِنَ النَّاسِ جار مجرور متعلق السفھاءُ جمع مکسر صفت مشبہ سے نہیں بلکہ محذوف سے متعلق ہے جو کہ ثَابِتِیْنَ ہے، اس کے اندر ضمیر نکال کر اس کو حال بنائیں گے اوریا اَلثَّابِتُوْنَ معرفہ نکال کر اَلسُّفَھَاءُ کی صفت بنائیں گے۔

لِتَکُوْنُوْا شُھَدَاءَ عَلَی النَّاسِ ویکونَ الرسولُ علیکم شھیدًا۔ عَلَی الناسِ جار مجرور متعلق شُھَدَاءَ کے۔ علیکم متعلق شَھِیْدًا کے۔ واضح رہے کہ نبی ﷺ قیامت کے دن صحابہ کرام کے حق میں گواہی دیں گے پھر صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنھم اجمعین دوسروں کے بارے میں۔ ان شاء

اللہ کسی اور کتاب میں اس پر مفصل کلام ہوگا بہر حال اس آیت سے نبی ﷺ کو حاضر ناظر کہنے والوں کے لئے کوئی دلیل نہیں ہے۔

سوال: حروف جر انیس کس طرح ہیں اور شاذ حروف کتنے ہیں؟

جواب: مشہور یہ ہے کہ حروف جر سترہ ہیں:

باءُ و تاء و کاف و لام واوٗ منذٗ مذٗ خلاٗ
ربٗ حاشاٗ منٗ عداٗ فیٗ عنٗ علیٗ حتیٗ الی

بعض واؤ نحوی رب اور باء القسم کو الگ شمار کرتے ہیں۔ حقیقت میں یہ بھی واؤ اور باء ہی ہوتے ہیں۔ اس طرح حروف جارہ کل انیس بنتے ہیں جیسا کہ ہدایۃ النحو میں ہے۔

ان کے علاوہ جو حروف جر دیتے ہیں' ان کا جر دینا شاذ ہے جیسے کَیْ ۔ لَوْلَا ۔ لَعَلَّ۔

کَیْ جارہ کی مثال: جِئْتُ کَیْ اَنْ تُکْرِمَنِیْ لولا جارہ کی مثال: لولاکَ لھلکتُ لعلَّ جارہ کی مثال : لَعَلَّ اللّٰہِ فَضَّلَکُمْ عَلَیْنَا بِشَیْءٍ

اوضح المسالک میں مَتیٰ کو بھی بعض مثالوں میں جارہ ذکر کیا ہے اور یہ سب شاذ ہیں۔

سوال: کَیْ کا حکم مع مثال ذکر کریں۔

جواب: کَیْ ، اَنْ مصدریہ سے پہلے لام کے معنی میں آتا ہے جیسے جِئْتُ کَیْ اَنْ تُکْرِمَنِیْ اور اگر کہا جائے جِئْتُ کَیْ تُکْرِمَنِیْ تو اس میں دو احتمال ہیں۔(۱) کَیْ بمعنی ان ہو اور اس سے قبل لام محذوف ہو یعنی جِئْتُ لِکَیْ تُکْرِمَنِیْ اور یہ راجح ہے۔(۲) کَیْ بمعنی لام ہو اور اس کے بعد ان مقدر ہو یعنی جِئْتُ کَیْ اَنْ تُکْرِمَنِیْ یہ بہتر نہیں ہے۔

کَیْ کو مَا استفہامیہ پر داخل کر کے کَیْمَہْ پڑھتے ہیں بمعنی "کس لیے؟" اور مَا استفہامیہ کا الف حالت جر میں گر جاتا ہے۔ اور یہ ھاء سکتہ کے لئے ہے۔

سوال: مِنْ حَرْفُ جَرٍّ میں من کا اعراب کیا ہے اور کیوں؟

جواب: مِنْ حَرْفُ جَرٍّ میں مِنْ محلاً مرفوع ہے کیونکہ مبتدا بن رہا ہے' مبنی علی السکون ہے اور قاعدہ ہے کہ جب حروف اور افعال مراد اللفظ ہوں تو ان پر اسماء کے احکام جاری ہوتے ہیں اور یہ اس وقت مسند الیہ' مفعول بہ' فاعل وغیرہ بن سکتے ہیں جیسے وَقَدْ تَقَعُ مِنْ زَائِدَۃً اس میں مِنْ مسند الیہ' فاعل بن رہا ہے۔ اور اُکْتُبْ من میں مفعول بہ بن رہا ہے۔ اور کبھی مضاف الیہ بھی بنتا ہے جیسے قَدْ تکونُ اللامُ بمعنیٰ عَنْ یہاں عَنْ مضاف الیہ بن رہا ہے۔ اسی طرح مِنْ حرفُ جَرٍّ میں بھی مِنْ مبتدا بن رہا ہے جو محلاً مرفوع ہے لیکن الباءُ حرفُ جرٍ میں الباءُ اسم معرب مرفوعٌ ہے کیونکہ یہ حرف نہیں ہے۔ حرف جار تو صرف "ب" ہے۔ الباءُ' التاءُ' الکاف وغیرہ کو اسماء الحروف کہا جاتا ہے۔

سوال: وَهِیَ تِسْعَةَ عَشَرَ حَرْفًا ۔ من وهی لا بتداء الغاية کی ترکیب کیسے کریں گے؟

جواب: وَهِیَ مبتدا' تِسْعَةَ عَشَرَ ممیز' حَرْفًا تمیز' ممیز تمیز مل کر مبدل منہ' مِنْ معطوف علیہ' آگے دوسرے حروف جو آ رہے ہیں مثلا واللام والباء وغیرہ مل کر بدل' مبدل منہ اور بدل مل کر خبر' مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

دوسری ترکیب هِیَ مبتدا تسعةَ عشرَ ممیز حرفًا تمیز ممیز تمیز مل کر خبر مبتدا خبرلک کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا

اور آگے جملہ مستانفہ ہے۔ جس کا مبتدا محذوف ہے تقدیر ہے اَحَدُهَا مِنْ اور مِنْ خبر بن رہا ہے مبتدا کی۔ یا مِنْ معطوف علیہ اور یہ اپنے معطوفوں سے مل کر خبر ہو مبتدا محذوف هِیَ کی۔ تقدیر یوں ہوگی هِیَ مِنْ وَاللامُ وَالباءُ ۔ یا مِنْ مبتدا مؤخر ہو اور اس کی خبر محذوف ہو۔ تقدیر یوں ہوگی مِنْهَا مِنْ ۔ مِنْهَا جار مجرور اپنے متعلق سے مل کر خبر مقدم ہے۔ اس کے بعد وَهِیَ لِاَبْتِدَاءِ الْغَايَةِ الگ جملہ ہے جو اپنے سے ماقبل جملہ سے جدا ہے۔ واؤ اعتراضیہ ' هِیَ مبتدا' لام جارہ' اِبْتِدَاءِ مضاف' الغايةِ مضاف الیہ' مضاف مضاف الیہ مل کر مجرور' جار مجرور اپنے متعلق ثابتةٌ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر ہے۔ مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ معترضہ ہوا۔

اور اگر بعد والے جار مجرور کو ساتھ رکھیں تو لِانْتِهاءِ الغايةِ معطوف علیہ' لِلتبيينِ' لِلتبعيضِ معطوف ہوں گے اور سب مل کر ثابتةٌ کے متعلق ہو کر خبر بنے گی۔ اور اگر زائدةٌ کو ملائیں تو اس کو ثابتةٌ محذوف پر معطوف کرنا ہوگا۔

فائدہ: جار مجرور جب متعلق ہو تو ظرف کی طرح محلاً" منصوب ہوگا ۔ اور اگر نائب فاعل ہو تو محلاً" مرفوع ہوگا۔

سوال: مِنْ حرف جر کے معانی مع امثلہ ذکر کر کے مِنْ تبعیضیہ' تبیینیہ کا فرق مع مثال واضح کریں۔ اور بتائیں کہ مِنْ بیانیہ ترکیب میں کیا ہوتا ہے؟

جواب: من حسب ذیل معانی کے لیے آتا ہے۔

(۱) للابتداء بہ: مسافت کی ابتداء بیان کرنے کے لیے اور اس کی علامت یہ ہے کہ اس کے مقابلے میں انتہا کا لانا صحیح ہو۔ تو مطلب یہ ہوا کہ مِنْ اس کے لیے آتا ہے جس کے لیے غایت اور نہایت ہو تو اس کی ابتدا بیان کرے جیسے سِرْتُ مِنَ الْبَصْرَةِ اِلَى الکوفةِ ۔(۲) للتبیین: مِنْ کبھی امر مبہم سے مراد کو ظاہر کرنے کے لیے آتا ہے اور اس کی جنس کو واضح کرتا ہے اور مِنْ کے بیانیہ ہونے کی پہچان یہ ہے کہ لفظ اَلَّذِیْ کو اس کی جگہ رکھنا درست ہو جیسے فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ یعنی فَاجْتَنِبُوا الرجسَ الَّذِیْ هُوَ الْاَوْثَانُ یعنی تم گندگی سے بچو' بتوں سے۔ یعنی وہ گندگی بت ہیں۔

اسی طرح وعدَ اللہُ الذینَ آمنوْا وَعملوا الصّٰلحٰتِ مِنھُمْ مغفرۃً وّاجرًا عظیمًا میں بھی منھم کا مِنْ بیانیہ ہے۔ مِنْ بیانیہ ترکیب میں متعلق سے مل کر حال واقع ہوتا ہے۔

ترکیب فاجتنبوا الرجس من الاوثان: اِجْتَنِبُ فعل امر' واوَ الجماعہ فاعل' الرجسَ ذو الحال' مِنَ الاوثانِ جار مجرور متعلق کَائِنًا کے ہو کر حال' ذو الحال حال مل کر مفعول بہ' فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا

اسی طرح اَلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ مِنْ بَعْدِ مَا اَصَابَھُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا مِنْھُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِیْمٌ اور وَاِنْ لَّمْ یَنْتَھُوْا عَمَّا یَقُوْلُوْنَ لَیَمَسَّنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْھُمْ عذابٌ الیمٌ ۔ (۳) ظرفیت کے لیے بمعنی فِیْ جیسے لِمَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الارضِ ام لھم شرکٌ فِی السَّمٰوٰتِ۔ اِذَا نُوْدِیَ لِلصلوٰۃِ مِنْ یومِ الجمعۃِ ای فِی یومِ الجمعۃِ یا بمعنی عند جیسے لَنْ تُغْنِیَ عَنْھُمْ اَمْوَالُھُمْ وَلَا اولادُھُمْ مِنَ اللّٰہِ شَیْئًا ای عندَ اللّٰہِ۔ (۴) للتبعیض: کبھی مِنْ تبعیض کے لیے آتا ہے اور اس کی علامت یہ ہے کہ لفظ بَعْض کو اس کی جگہ رکھنا صحیح ہو جیسے اخذتُ مِنَ الدراھمِ یعنی اَخَذْتُ بعضَ الدراھمِ میں نے دراہم میں سے لیا یعنی بعض دراہم لیے۔ اسی طرح مِنْھُمْ مَنْ کَلَّمَ اللّٰہُ وَرَفَعَ بَعْضَھُمْ دَرَجَاتٍ ۔(۵) عوض کے لیے جیسے اَرَضِیْتُمْ بِالْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا مِنَ الآخِرَۃِ (۶) زائدہ۔ من زائدہ بھی ہوتا ہے اور اس کی علامت یہ ہے کہ اگر اس کو کلام سے حذف کر دیں تو کلام کے معنی میں کوئی خرابی پیدا نہ ہو جیسے مَا جَاءَنِیْ مِنْ احدٍ۔ ھل مِنْ خالقٍ غیرُ اللّٰہِ۔ مَا لکم من الٰہٍ غیرُہٗ۔ مِنْ کلام موجب یعنی مثبت میں زائدہ نہیں ہوتا بلکہ کلام غیر موجب میں (یعنی اس کلام میں جس میں نفی' نہی یا استفہام ہو) زائدہ ہوتا ہے۔ اور قَدْ کَانَ مِنْ مَطَرٍ جملے کی تاویل کی گئی ہے جیسا کہ آگے آئے گا۔(۷) تعلیل کے لیے جیسے مِمَّا خَطِیْئَاتِھِمْ اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا ای من اجل خطیئاتھم ۔

سوال: من کن مواقع پر زائد ہوتا ہے؟

جواب: من کے زائد ہونے کی تین شرطیں ہیں۔

(۱) کلام غیر موجب ہو یعنی نفی' نہی یا استفہام کے بعد ہو۔(۲) مِنْ کا مابعد نکرہ ہو۔(۳) مِنْ کا مابعد فاعل یا مبتدا یا مفعول بہ اور بعض کے نزدیک مفعول مطلق بن رہا ہو۔ جیسے(الف) ھَلْ مِنْ خَالِقٍ غیرُ اللّٰہِ یہاں خالقٍ مبتدا بن رہا ہے' غیرُ اللّٰہ خبر ہے۔ اس سے آگے ایک جملہ ہے جو اس کی صفت بن رہا ہے۔(ب) مَا یَاْتِیْھِمْ مِنْ ذِکْرٍ مِنَ الرَّحْمٰنِ پہلا مِنْ زائدہ اور دوسرا ابتدائیہ ہے۔ یہاں ذِکْرٌ فاعل بن رہا ہے۔(۳) وَمَا ھُمْ بِضَارِّیْنَ بِہٖ مِنْ اَحَدٍ۔ اَحَد مفعول بن رہا ہے ۔ پہلی باء اور مِنْ دونوں زائدہ ہیں۔(۴) مَا فَرَّطْنَا فِی الْکِتَابِ مِنْ شَیْءٍ۔ شیءٍ یہاں مفعول مطلق بن رہا ہے۔ معنی یہ ہے کہ مَا فَرَّطْنَا فِی الکتابِ مِنْ تفریطٍ اور ایک قول کے مطابق مفعول بہ ہے' اس

وقت اس کا یہ معنی نہ ہوگا۔

سوال: قَدْ کَانَ مِنْ مَطَرٍ اور وَلَقَدْ جَاءَکَ مِنْ نَبَإِ الْمُرْسَلِیْنَ میں مِنْ کلام موجب میں زائدہ واقع ہو رہا ہے۔ اس کی تاویل ذکر کریں۔

جواب: ان دونوں جملوں کی تین تاویلیں کرتے ہیں۔

(۱) یہ سوال کا جواب ہے کہ سوال کیا گیا ہے هَلْ کَانَ مِنْ مَطَرٍ؟ تو جواب میں بھی اسی طرح مِنْ باقی رکھا گیا گویا من کا ذکر علیٰ سبیل الحکایۃ ہے۔

(۲) من مطر جار مجرور صفت ہے موصوف محذوف کی اور من تبعیضیہ ہے اصل میں ہے قد کان شیء من مطر۔

(۳) من تبعیضیہ اسمیہ ہے کیونکہ فاعل بن رہا ہے جیسے قد کان مِنْ مطرٍ اس کا معنی ہے قد کان بعضُ مطرٍ اسی طرح وَلَقَدْ جَاءَکَ بَعْضُ نَبَإِ الْمُرْسَلِیْنَ اور من تبعیضیہ کو بعض علماء اسم مانتے ہیں۔(انظر الحاوی للفتاوی ج۲ص۵۲۰)

سوال: وَعَدَ اللّٰهُ الذینَ آمَنُوْا وعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ منهم مغفرةً واجرًا عظیمًا پر زندیقوں نے کیا کہا ہے اور اس کا کیا جواب ہے؟

جواب: روافض یہ کہتے ہیں کہ اس آیت میں مِنْ تبعیضیہ ہے کیونکہ اس طرح یہ وعدہ صرف ان لوگوں کے لیے ہے جو ایمان والے تھے۔ تو معلوم ہوا کہ بعض صحابہؓ منافق تھے (نعوذ باللہ) ان کا یہ کہنا سراسر غلط ہے کیونکہ من یہاں بیانیہ ہے نہ کہ تبعیضیہ مغنی اللبیب (ج ۱ ص ۳۱۹) میں ہے کہ ابن انباری رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ یہ مِنْ بیانیہ ہے اور مِنْ کا مابعد' ماقبل سے ہی عبارت ہے یعنی جن ایمان والوں سے اللہ نے مغفرت کا وعدہ کا ہے' وہ یہی لوگ تھے۔ اس من کی قرآن میں دو مثالیں اور ہیں۔

اَلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْ بَعْدِ مَا اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِیْمٌ ۔(۲) وَاِنْ لَّمْ یَنْتَهُوْا عَمَّا یَقُوْلُوْنَ لَیَمَسَّنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ

رہا یہ سوال کہ مِنْ بیانیہ کا فائدہ کیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان حضرات کو ایک مرتبہ وصف عنوانی سے ذکر کرنے کے بعد ان کی ذات کو ذکر کرنا مقصد ہے اور یہ بتانا مقصود ہے کہ یہ لوگ کس وجہ سے اس حکم کے مستحق قرار پائے۔

سوال: اِلٰی کے معانی مع امثلہ تحریر کریں نیز الی کے غایہ کا حکم مع امثلہ تحریر کریں۔

جواب: اِلٰی کے معانی درج ذیل ہیں۔(۱) غایت (مسافت) کی انتہاء بتاتا ہے۔ کبھی مکان سے جیسے سرتُ من البصرةِ الی الکوفةِ اور کبھی زمان سے جیسے ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّیَامَ اِلَی الَّیْلِ (۲) بمعنی

مَعَ کے، اس معنی میں اس کا استعمال قلیل ہے جیسے فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ ای مَعَ الْمَرَافِقِ
(۴) کبھی ظرفیت کے معنی میں بھی آتا ہے جیسے لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ای عِنْدَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔

الی انتہاء کے لئے ہے لیکن غایہ کا مابعد کبھی مغیا یعنی الی کے ماقبل کے حکم میں داخل ہوتا ہے اور کبھی اس کے حکم میں داخل نہیں ہوتا مثلاً فاغسلوا وجوهکم و ایدیکم الی المرافق میں غایہ داخل ہے مغیا کے حکم میں اور ثم اتموا الصیام الی اللیل اس میں غایہ مغیا کے حکم میں داخل نہیں ہے مزید تفصیل فقہ اور اصول فقہ کی کتابوں میں ملاحظہ کریں۔

سوال: فِیْ کے معانی مع امثلہ ذکر کریں۔

جواب: (۱) فِیْ عام طور پر ظرفیت کے لیے آتا ہے جیسے زیدٌ فِی الدارِ۔ الماءُ فِی الکوزِ۔
ظرفیت کبھی مجازی بھی ہوا کرتی ہے جیسے لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (۲) بمعنی عَلٰی، اس کا استعمال قلیل ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد وَلَاُصَلِّبَنَّكُمْ فِيْ جُذُوْعِ النَّخْلِ ای علٰی جذوعِ النخلِ۔ فِیْ کے ظرف یا عَلٰی کے معنی میں ہونے کی علامت یہ ہے کہ جس جگہ استقرار، قرار پانے اور ٹھہرنے کے معنی پائے جاتے ہوں، وہاں فِیْ ظرفیت کے لیے ہوگا اور جس جگہ استعلاء کے معنی ہوں، وہاں بمعنی عَلٰی ہوگا اور جہاں دونوں معنی پائے جاتے ہوں، وہاں دونوں درست ہیں جیسے جلست علی الارضِ یا جلست فی الارضِ۔ (۳) فِیْ بمعنی مَعَ جیسے اُدْخُلُوْا فِيْ اُمَمٍ ای اُدْخُلُوْا مَعَ اُمَمٍ (۴) تعلیل کے لیے جیسے لَمَسَّكُمْ فِيْ مَا اَخَذْتُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ای لَمَسَّكُمْ لِمَا اَخَذْتُمْ عذابٌ اَلِيْمٌ اسی طرح دَخَلَتِ امراةٌ النارَ فِيْ هِرَّةٍ رَبَطَتْهَا فَلَا هِيَ اَطْعَمَتْهَا وَلَا هِيَ اَرْسَلَتْهَا تَاْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الارضِ حَتّٰى مَاتَتْ هَزْلًا (مسلم ج ۴ ص ۲۱۱۰ ورواه البخاری عن ابن عمر فی ج ۲ ص ۴۴۷) ترجمہ: "ایک بلی کی وجہ سے دوزخ میں داخل ہوئی اس نے بلی کو باندھ دیا نہ اس کو خود کھلایا اور نہ اس کو چھوڑا کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑوں سے کھا لے حتی کہ وہ بلی کمزور ہو کر مرگئی" بلی کو تڑپا تڑپا کر مارنے کی وجہ سے دوزخ گئی۔

نکتہ مہمہ: اس صحیح حدیث کو تو سب جانتے ہیں اب اگلی بات سمجھیں کہ جولوگ سلف صالحین کی اتباع سے ہٹاتے ہیں وہ مسلمانوں کے ساتھ اس سے بھی برا سلوک کرتے ہیں وہ اس طرح کہ مسلمان علماء سے پوچھ کر پورے دین پر عمل کرتے ہیں مثلاً وضوء، غسل اور نماز کے فرائض واجبات سنن مستحبات پھر مکروہات اور مفسدات سب قسم کے مسائل فقہ کی کتابوں میں مرتب ہوتے ہیں یہ لوگ ایک آدھ نام نہاد مسئلے کے پھندے میں پھنسا کر باقی نماز مسائل سے انسان کو محروم کردیتے ہیں نام نہاد مسئلہ اس لئے کہا کہ کسی اختلافی مسئلے کو یہ لوگ دیتے ہیں وہ اس حیثیت سے ثابت نہیں مانا کہ رکوع کے ساتھ

رفع یدین کا ذکر کتب حدیث میں ملتا ہے مگر ایک تو مسبوق کے رفع یدین کا ذکر کسی حدیث میں نہیں اور ان کا مسبوق رفع یدین کرتا ہے دوسرے یہ لوگ رفع یدین نہ کرنے والوں کو رفع یدین کا حکم دیتے ہیں اور نبی کریم ﷺ سے اس اختلافی رفع یدین کا حکم دینا کسی حدیث میں منقول نہیں صحیح حدیث سے یہ ثابت ہے کہ آپ نے درمیان نماز میں رفع یدین کرنے والوں کو ڈانٹا (سنن کبری ج۲ ص ۲۸۰) جبکہ نماز کے درمیان میں رفع یدین نہ کرنے والوں کو ڈانٹنا کسی روایت میں نہیں ملتا اس لئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ درمیان نماز میں رفع یدین کرنا نبی کریم ﷺ کے ہاں پسندیدہ عمل نہیں جب مسئلے کی حیثیت ہی بدل گئی تو اب اس کی اتباع مسئلہ کی اتباع نہ رہی بلکہ اپنی رائے کی اتباع ہوئی۔ اور تین طلاق کو ایک کہنا' فوت شدہ نمازوں کی قضاء کو واجب نہ کہنے میں اپنی خواہشات کی اتباع ہے اس طرح یہ اپنی رائے اور خواہشات کی اتباع کا پھندا مسلمان پر ڈال کر اس کو دین کے مسائل کا علم حاصل کرنے سے روک کر دین سے محروم کرتے ہیں غیر منصوص مسائل میں علماء سے مسائل دریافت کر کے اللہ کی بندگی کرنے والوں کو طعنہ دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ تقلید کا پھندا گلے میں ڈال لیا جبکہ خود اپنی رائے کے پھندے میں مسلمانوں کو پھنسا کر دین سے ایسا محروم کرتے ہیں کہ نہ تو وضوء غسل اور نماز کے مفصل مسائل خود بتاتے ہیں اور نہ ان کو دوسرے علماء سے پوچھنے دیتے ہیں بلی کو اس طرح مارنے کی وہ سزا تھی تو مسلمان کے ساتھ ایسا سلوک کرنے والے کی کیا سزا کیا ہوگی؟ اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا اللهم اَعِذْنَا

(۵) کبھی فی مقابلے کے لیے ہوتا ہے جیسے فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا قَلِيلٌ "پس نہیں ہے دنیا کی زندگی کا سامان بمقابلہ آخرت کے مگر تھوڑا" (۶) وجہ تشبیہ پر بھی داخل ہوتا ہے جیسے زَيْدٌ كَالْأَسَدِ فِي الشَّجَاعَةِ۔

سوال: باء کے معانی مع مثال ذکر کریں اور ترکیب کریں۔

جواب: باء کے معانی یہ ہیں۔(۱) الصاق کے لیے آتا ہے خواہ حقیقۃً ہو جیسے امسکتُ بزیدٍ خواہ مجازاً" جیسے مررت بزیدٍ یعنی میرا گزرنا اس جگہ سے ملا ہوا ہے جو زید کے قریب ہے۔(۲) استعانت کے لیے' اس کا مطلب یہ ہے کہ فاعل صدور فعل میں اپنے مجرور سے مدد لیتا ہے اور یہ باء کبھی آلہ پر داخل ہوتی ہے۔ اس وقت اس کا نام بائے آلہ بھی رکھا گیا ہے۔ اور بائے اداۃ بھی۔ اسے صلہ فعل اور تکملہ فعل بھی کہا جاتا ہے جیسے کتبتُ بالقَلَمِ یعنی متکلم جو فاعل ہے' مجرور کو صدور فعل یعنی کتابت کا ذریعہ بنا رہا ہے۔

یہاں یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ وَاسْتَعِينُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ میں نماز' روزے سے استعانت کا حکم ہے اس سے معلوم ہوا کہ غیر اللہ س استعانت جائز ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اصل عبارت یوں ہے وَاسْتَعِيْنُوا اللهَ بالصبرِ والصلوةِ تو مستعان منہ اللہ ہی ہے البتہ نماز روزہ اس کا ذریعہ بن

رہے ہیں یعنی صدور فعل یعنی استعانت کا ذریعہ ہیں۔(۳) مقابلے یعنی معاوضے کے لیے، جیسے ادخلوا الجنۃَ بِمَا کنتم تعمَلُوْنَ ابن مالک نحویؒ نے کہا ہے کہ یہی ثمن اور عوض پر بھی داخل ہوتا ہے اسی وجہ سے باء مقابلہ کا دوسرا نام بائے بدل اور بائے عوض بھی ہے جیسے بِعتُ القلم بِعَشْرَۃِ دَرَاھِمَ اسی طرح وَلاَ تشتَرُوا بِاٰیاتِیْ ثمناً قلیلاً نیز فرمایا وَشَرَوْہُ بِثَمَنٍ بَخْسٍ دَرَاھِمَ مَعْدُوْدَۃٍ

کبھی اس باء کو حذف بھی کیا جاتا ہے جیسے وَیَشْتَرُوْنَ الضلالۃَ ویرِیْدُوْنَ ان تَضِلُّوا السبیلَ۔ ای یشترون الضلالۃَ بالْھُدٰی۔

(۴) تعلیل کے لیے جیسے اِنَّکُمْ ظَلَمْتُمْ انفسَکُمْ بِاتِّخَاذِکُمُ الْعِجْلَ یعنی انکم ظلمتم انفسکم لِاَنکُمْ اتخذْتُمُ الْعِجلَ اِلٰھاً۔فَبِمَا نَقْضِھِم مِیثَاقَھُمْ لَعَنَّاھُمْ۔ مَا زائدہ ہے "ان کے اپنے پختہ عہد کو توڑنے کی وجہ سے ہم نے ان پر لعنت کی"(۵) مصاحبت کے لیے جیسے خرجَ زیدٌ بِعَشِیْرَتِہٖ اِی مَعَ عَشِیْرَتِہٖ (۶) تعدیہ کے لیے جیسے ذَھَبْتُ بزیدٍ۔ مررتُ بزیدٍ (۷) ظرفیت کے لیے جیسے جلستُ بالمسجِدِ ای فِی المسجِدِ اسی طرح نَجَّیْنَاھُمْ بِسَحَرٍ ای فِیْ سَحَرٍ (۸) اور دو طرح باء زائد ہوتی ہے

(ا) قیاساً" نفی یا استفہام کی خبر میں جیسے مَا زیدٌ بقائِمٍ۔ لستَ علیھم بِمُصَیْطِرٍ۔ الیسَ اللّٰہُ بکافٍ عبدَہٗ۔ اَوَلَمْ یَرَوْا ان اللّٰہَ الذِیْ خلقَ السَّمٰوٰاتِ والا رضَ وَلَمْ یَعْیَ بِخَلْقِھِنَّ بِقَادِرٍ علٰی اَنْ یحیِیَ المَوتیٰ۔ ھل زیدٌ بقائمٍ ؟ الیسَ ذلکَ بقادرٍ علٰی ان یُحیِیَ المَوْتیٰ ؟ وما انتَ بِمُسْمِعٍ مَنْ فِی القُبُوْرِ۔ ما انتَ بھادِ العُمْیِ عن ضَلَالَتِھِمْ

(۲) سماعاً" مرفوع میں۔ جیسے بحسبِکَ زیدٌ ای حسبُکَ زیدٌ۔ کفٰی باللّٰہِ شھیداً عام طور پر کفٰی کے فاعل پر زائد ہوتی ہے اور ضمیر کے ساتھ بھی زائد آجاتی ہے جیسے وَکَفٰی بِنَا حَاسِبِیْنَ۔ کفٰی بہٖ شھیدًا بیننَا وبینَکُمْ علامہ ابن ہشام رحمہ اللہ فرماتے ہیں وَلاَ تُزَادُ الباءُ فِی فاعلِ کفٰی الّتِیْ بمعنیٰ اَجْزَأَ و اَغْنیٰ ولا الّتِیْ بمعنیٰ وَقٰی پھر فرماتے ہیں کہ پہلا متعدی بیک مفعول ہے دوسرا متعدی بدو مفعول ہے (مغنی اللبیب ج۱ ص۱۰۷) الغرض کَفٰی جب لازم ہو تو اس کے فاعل پر باء آئے گی اس کے بعد اسم منصوب حال ہوگا اور اگر یہ متعدی بیک مفعول یا متعدی بدو مفعول ہو تو اس پر باء نہ آئے گی جیسے فَسَیَکْفِیْکَھُمُ اللّٰہُ اسم الجلالۃ فاعل ہے اس پر باء نہیں آئی کیونکہ یہ متعدی بدو مفعول ہے۔ اسی طرح وَکَفَی اللّٰہُ المومنِیْنَ الْقِتَالَ۔اِنَّا کَفَیْنَاکَ الْمُسْتَھْزِئِیْنَ ان سب مثالوں اس لیے باء نہیں آئی۔ کہ یہ متعدی ہے۔

اولم یکفھم ان انزلنا علیک الکتاب اس میں کفی متعدی بیک مفعول ہے اس لئے اس کے فاعل پر باء زائدہ نہیں آیا واللہ اعلم۔

باء سماعاً" منصوب میں بھی زائد ہوتی ہے جیسے القیٰ بیدہٖ ای القیٰ یدہٗ۔

اِنَّکُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَکُمْ بِاتِّخَاذِکُمُ الْعِجْلَ کی ترکیب:

اِنَّ حرف مشبہ بالفعل' کُمْ ضمیر اس کا اسم' ظَلَمْتُمْ فعل بافاعل' اَنْفُسَکُمْ مفعول بہ' باء حرف جر' اِتِّخَاذِ مصدر مضاف' کُمْ ضمیر مضاف' العجلَ مفعول بہ مصدر کا۔ مضاف اپنے مضاف الیہ اور مفعول بہ سے مل کر مجرور۔ جار مجرور مل کر متعلق فعل ظَلَمَ کے۔ فعل اپنے فاعل' مفعول بہ اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر اِنَّ کی۔ اِنَّ اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

سوال: باء ثمن یا مبیع پر کس طرح داخل ہوتی ہے اور وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰیٰتِیْ ثَمَنًا قَلِیْلًا میں کس پر داخل ہے؟

جواب: باء ثمن پر داخل ہوتی ہے اور آیت مذکورہ میں آیات ثمن بن رہی ہیں اور مبیع وہ چیز بنے گی جس کے بدلے میں انہیں فروخت کیا جائے گا۔ اس طرح یہاں بھی باء ثمن پر داخل ہے۔ اور مشتری کے لیے اصل ثمن نہیں ہوتا بلکہ مبیع ہوتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ آیات کے ساتھ ایسا سلوک نہ کرو کہ ان کے معانی غلط بتا کر مال کو اصل مقصد بنا لیا جائے۔ مال کے لیے جیسے چاہو' رد و بدل کرنے لگو۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص مسائل بالکل درست بتاتا ہے اور کسی کے لالچ یا تعلق کی وجہ سے مسئلہ تبدیل نہیں کرتا اور امامت' خطابت' تدریس کی تنخواہ لیتا ہے' اس کے بارے میں یہ آیت ہرگز نہیں ہے۔ کیونکہ اگر اس کو غلط مسئلہ بتانے پر مجبور کیا جائے تو وہ اپنی ملازمت ترک کر دے گا جس سے ثابت ہوا کہ اس نے آیات ہی کو اصل بنایا' مال کو نہیں۔

نکتہ: علماء اور وکلاء میں بڑا فرق ہے کہ وکلاء کو پیسے مل جائیں تو قاتل تک کا دفاع کرتے ہیں اور بے گناہوں کو تختۂ دار پر چڑھوا دیتے ہیں جبکہ علماء حق جان کی بازی لگا کر حق بیان کرتے ہیں دیکھئے علماء تقریر و تحریر میں عورتوں کو وراثت سے محروم رکھنے کو ظلم کہتے ہیں حالانکہ کسی کی بیٹی کو وراثت مل جانے سے علماء کرام کا کیا مفاد ہے مفاد تو کیا الٹا بہت سے لوگوں کی مخالفت کا سامنا کرنا پڑتا ہے مگر ان علماء کو دنیا کی مخالفت کی پرواہ نہیں ہوتی دنیا ایسی حق پرستی کی مثال کسی اور میں نہیں دکھا سکتی اس کے باوجود ہماری عوام کا یہ حال ہے کہ وکالت کو بڑا معزز پیشہ سمجھتے ہیں اور وکلاء کو (جن کا تعلیمی تعلق غیر مسلم پروفیسروں سے جڑتا ہے جو بلا واسطہ یا بالواسطہ یہودیوں یا عیسائیوں کے شاگرد ہوتے ہیں اور اس کی وجہ سے اسلام کے بارے میں شبہات کا شکار رہتے ہیں) بڑی خوشی سے بھاری بھاری فیسیں دے ڈالتے ہیں اور امامت و خطابت کو نظر حقارت سے دیکھتے ہیں اور ائمہ مساجد خطباء اور مدرسین کو (جن کا تعلیمی تعلق جناب نبی کریم ﷺ سے جا ملتا ہے اور جو اپنے اساتذہ کے واسطے سے آپ ﷺ کے شاگردوں کے شاگرد ہو چکے ہوتے ہیں اسی نسبت کی برکت سے جو دینی مدارس میں حاصل ہوتی ہے نہ

کہ سکول و کالج میں علماء کو دینی پختگی نصیب ہوتی ہے) کو قوت لایموت دینا بھی عوام کو دکھتا ہے فالی اللہ المشتکی

سوال: لام کے معانی مع امثلہ ذکر کریں اور مندرجہ ذیل آیت کو لانے کا مقصد بتائیں۔ وقال الذین کفروا للذین آمنوا لو کان خیرا ما سبقونا الیہ۔۔

جواب: لام کے معانی

(۱) اختصاص کے لیے جیسے اَلْجُلُّ لِلْفَرَسِ ۔ اَلْمَالُ لِزَیْدٍ (ملکیت کے لیے)اختصاص کے معنی یہ ہیں کہ ایک شے کو دوسرے کے لیے ثابت کرنا اور غیر سے نفی کرنا جیسے الحمدُ للہِ تمام تعریفیں اللہ کے ساتھ خاص ہیں۔(۲) تعلیل کے لیے جیسے وَاِنِّی لَتَعْرُوْنِی لِذِکْرَاکِ ھِزَّۃٌ مجھے تیری یاد کی وجہ سے اس طرح کپکپی آتی ہے جس طرح چڑیا پر پانی ڈال دیا جائے اور وہ ہلتی ہے' پر مارتی ہے۔(۳) زائدہ جیسے قُلْ عَسٰی اَن یکونَ رَدِفَ لکم بعضُ الذِیْ تَسْتَعْجِلُوْنَ ای رَدِفَکُمْ بعضُ الذی تستعجلونَ لام کا ترجمہ نہ ہوگا آیت کا ترجمہ یہ ہے: آپ کہہ دیجئے کہ عجب نہیں کہ جس عذاب کی تم جلدی مچا رہے ہو اس میں سے کچھ تمہارے پاس ہی آلگا ہو۔

(۴) بمعنی عَنْ جب قول کے ساتھ آیا ہو جیسے وَقَالَ الذِیْنَ کَفَرُوْا لِلَّذِیْنَ آمَنُوْا لَوْ کَانَ خَیْرًا مَا سَبَقُوْنَا اِلَیْہِ یعنی کافروں نے ایمان والوں کے بارے میں یہ بات کہی علامہ ابن حاجب اور اس کی موافقت میں مصنف نے اس کو عَنْ کے معنی میں فرمایا علامہ ابن ہشام رحمہ اللہ علامہ ابن حاجب رحمہ اللہ کی بات نقل کرکے فرماتے ہیں وقال ابن مالک و غیرہ ھی لام التعلیل ' وقیل ھی لام التبلیغ والتفت عن الخطاب الی الغیبۃ او یکون اسم المقول لھم محذوفا ای قالوا لطائفۃ من المؤمنین لما سمعوا باسلام طائفۃ اخری (مغنی اللبیب ج۱ص۲۱۳) ترجمہ: اور ابن مالک وغیرہ نے فرمایا کہ یہ لام تعلیل ہے اور کہا گیا ہے کہ یہ لام لام تبلیغ ہے (اور لام تبلیغ کے بارے میں علامہ ابن ہشام رحمہ اللہ اس صفحے میں لکھ چکے کہ وہ لام بات سننے والے کے نام پر داخل ہوتا ہے جیسے قلتُ لَہٗ' اَذِنْتُ لَہٗ' فَسَّرْتُ لَہٗ وغیرہ موصوف پھر اس کی دو توجیہیں ذکر کرتے ہیں ایک یہ کہ) خطاب سے غیب کی طرف التفات کیا گیا ہے (یعنی مخاطب کی جگہ غیب کا صیغہ لایا گیا تقدیر عبارت یوں ہے و قال الذین کفروا للذین آمنوا لو کان ای الایمانُ خیرًا مَا سَبَقْتُمُوْنَا اِلَیْہِ کہ اے ایمان والو اگر یہ ایمان خیر ہوتا تو تم غریب لوگ ہم سے پہلے ایمان قبول نہ کرتے بلکہ ہم آپ سے پہلے ایمان لے آتے تمہارا سبقت کرنا اس کے حق نہ ہونے کی دلیل ہے ۔ اساس المنطق کے قیاس سفسطی میں اس کی مفصل بحث ہے کہ یہ نرا جھوٹ اور سفسطہ ہے اس کے بعد دوسری توجیہ یوں بیان کرتے ہیں) یا جن سے بات کہی ان کا نام محذوف ہے (تقدیر یوں ہے قالوا لطائفۃٍ من المؤمنینَ) یعنی جب ان کافروں نے ایک اور جماعت کا اسلام لانا سنا تو مسلمانوں کی ایک جماعت سے یہ بات کہی (کہ اگر یہ ایمان خیر ہوتا تو

یہ جماعت ہم سے پہلے ایمان نہ لے آتی)
(۵) لام بمعنی واوٗ قسمیہ اس کو تعجب کے موقع پر قسم کے لیے استعمال کیا جاتا ہے ۔ تعجب سے امر عظیم مراد ہے جو تعجب کا مستحق ہو جیسے شاعر ہذلی کا شعر ہے۔

لِلّٰهِ يَبْقىٰ عَلَى الايامِ ذُوْ حِيَدٍ
بِمُشْمَخِرٍ بِهِ الظَّيَّانُ والآسُ

لام یہاں قسم کے لئے ہے یَبْقىٰ اصل میں تھا لا یَبْقىٰ حرف نفی التباس نہ ہونے کی وجہ سے حذف کردیا گیا جیسے اردو میں کہا جائے میری گھڑی جانے کہاں گم ہو گئی ہے کسی فاسق نے کہا جب ہم جواں ہوں گے جانیں کہاں ہوں گے ۔اس کا مقصد یہ ہے کہ نہ جانیں کہاں ہوں گے ۔ ذو حِيَدٍ فاعل ہے فعل کا حِيَد بروزن فِعَل جمع ہے حَيْدَة کی جیسے بِدَرٌ جمع ہے بَدْرَةٌ کی اور حَيْدَة پہاڑی بکرے کے سینگوں کی گرہ کو کہتے ہیں مُشْمَخِرٌ کا معنی ہے اونچا پہاڑ یہ اسم فاعل ہے رباعی مزید فیہ بے ہمزہ وصل کے باب اِفْعِلّال سے جیسے مُقْشَعِرٌ اور الظَّيَّان خوشبو دار پودہ جیسے یاسمین اور الآس کا معنی یا ریحان ہے اور یا شہد کے مکھی سے گرے ہوئے قطرے ۔ شعر کا مطلب یہ ہے : اللہ کی قسم نہ باقی رہے کا زمانے کے گزرنے کے ساتھ ساتھ سینگوں والا پہاڑی بکرا جو ایسے اونچے پہاڑ پر رہتا ہے (یعنی لوگوں سے بچا ہوا ہو) جس میں یاسمیں اور شہد کے قطرے ہوں یعنی (اتنی اچھی اس کی غذا ہو)

اس شعر کو اس مقصد کے لئے لایا گیا کہ تعجب کے موقع پر لام قسم کے لئے آجاتا ہے ترکیب یوں ہوگی ۔لِلّٰهِ جار مجرور متعلق اُقْسِمُ کے اس میں اَنَا ضمیر مستتر فاعل فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر قسم ۔ يَبْقىٰ اصل میں لَا يَبْقىٰ ہے تو لا حرف نفی يبقى فعل على الايام جس کا معنی ہے عَلىٰ مُرُوْرِ الايامِ اس کا متعلق ذُوْحِيَدٍ مضاف مضاف الیہ مل کر فاعل فعل کو به جار مجرور متعلق ثابتٌ محذوف کے ہوکر خبر مقدم الظَّيَّانُ والآسُ معطوف علیہ معطوف مل کر مبتدا مؤخر ۔ جملہ اسمیہ محلا مجرور صفت ہے مُشْمَخِرٌ کی جار مجرور متعلق فعل يبقىٰ کے فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ جواب قسم ہوا ۔(۶) لام عاقبت یعنی انجام کو لام کے بعد ذکر کیا جائے جیسے فَالْتَقَطَهُ آلُ فرعونَ ليكونَ لَهُمْ عَدُوًّا وحَزَنًا اس کو آل فرعون نے اٹھایا تا کہ ان کے لیے دشمن اور غم کا باعث بنے۔ اس کے اندر لام كَيْ یا لام جارہ کے بعد انجام کا ذکر ہوا ہے کہ انہوں نے اس کو اٹھایا جو اس کا باعث بن گیا کہ موسیٰ علیہ السلام ان کے دشمن بن گئے۔ یہ لام تعلیل نہیں ہے کیونکہ انہوں نے اس نیت سے تو نہ اٹھایا تھا کہ یہ ہمارا دشمن بن جائے۔(۷) لام مشافہہ' یہ اس پر آتا ہے جس سے کلام کیا جائے جیسے قُلْ لِلذينَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ وَتُحْشَرُوْنَ اِلىٰ جَهَنَّمَ آیت وَقَالَ الذِيْنَ كَفَرُوْا للذِيْنَ آمَنُوْا کے ذکر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ یہاں لِلَّذينَ پر لام عن

کے معنی میں بھی لیا گیا ہے۔ اس لام کے بارے میں تین تفسیریں ہیں۔(۱) لام تعلیل کے لیے ہے مطلب یہ ہے کہ ایمان والوں کی وجہ سے یعنی ان کی مالی کمزوری اور اپنی مالی برتری کی وجہ سے کفار نے یہ کہا۔(۲) ان ایمان والوں سے جن کو وہ ایمان والا نہ سمجھتے تھے' دوسرے مؤمنین کے بارے میں یوں کہا۔(۳) لام بمعنی عَنْ ہے یعنی کافروں نے تمام ایمان والوں کے بارے میں یہ بت کہی۔ کس کو مخاطب کرکے کہی اس کا یہاں ذکر نہیں۔

سوال: لام تقویہ کیا ہوتا ہے اور کہاں آتا ہے؟ نیز اس کی شرط ذکر کریں۔

جواب: لام کبھی عمل کو قوی کرنے کے لیے آتا ہے یعنی فعل متعدی سے اسم فاعل آتا ہو لیکن اسم فاعل کا عمل کمزور ہوتا ہے' اس کو لام کی وجہ سے قوت مل جاتی ہے جیسے فَعَّالٌ لِمَا یُرِیْدُ۔ مُصَدِّقٌ لِمَا بَیْنَ یَدَیْهِ اسی طرح کبھی عامل کے مؤخر ہونے کی وجہ سے عمل کمزور ہوتا ہے تو لام کو لاکر عمل قوی کیا جاتا ہے جیسے ان کنتم لِلرُّؤْیَا تَعْبُرُوْنَ۔ والذین هم لِلزکاۃِ فَاعِلُوْنَ

لام تقویہ کی شرط یہ ہے کہ فعل اور اسم فاعل دونوں پر لام نہ لگتا ہو۔ اگر فعل اور اس کے اسم فاعل دونوں پر لام آتا ہے تو تقویہ کا لام نہ ہوگا جیسے اَنُؤْمِنُ لَکَ۔ وَمَا اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَنَا ان دونوں کے لام کو لام تقویہ نہ کہا جائے گا۔

سوال: حَتّٰی کے استعمال کی صورتیں کتنی ہیں؟ ہر ایک کی مثال کے ساتھ تفصیل کریں۔

جواب: حتی کے استعمال کی چار صورتیں ہیں۔

پہلی صورت حرف جر بمعنی اِلیٰ ہو۔ یہ صرف اسم ظاہر پر آتا ہے' ضمیر پر نہیں آتا اور اگر اجزاء والا لفظ ہو تو آخری جز پر داخل ہوگا جیسے اکلتُ السَّمَکَةَ حتی رَاْسِهَا اس میں حَتّٰی بَطْنِهَا کہنا درست نہیں ہے۔ اسی طرح حَتّٰی مَطْلِعِ الْفَجْرِ اور کتبتُ الیٰ زیدٍ میں کتبتُ حتّٰی زیدٍ کہنا درست نہیں ہے کیونکہ حَتّٰی میں آہستہ آہستہ انتہا تک پہنچنا ہوتا ہے۔

دوسری صورت حَتّٰی مضارع پر اِلیٰ یا کَیْ کا معنی دیتا ہے اور اِلَّا کا معنی شاذ ہے جیسے وَلَا یزالُوْنَ یُقَاتِلُوْنَکُمْ حَتّٰی یَرُدُّوْکُمْ عَنْ دِیْنِکُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا۔ فَقَاتِلُوا الَّتِیْ تَبْغِیْ حَتّٰی تَفِیْءَ اِلٰی اَمْرِ اللّٰهِ۔ اَسْلِمْ حَتّٰی تَدْخُلَ الْجَنَّةَ۔ کُلُّ مولودٍ یُوْلَدُ عَلَی الْفِطْرَةِ حَتّٰی یکونَ ابواهُ اللذٰ انِ یُهَوِّدَانِهِ تقدیر اس کی یوں ہے کُلُّ مولودٍ یُوْلَدُ علی الفطرةِ فَیَسْتَمِرُّ کَوْنُهٗ عَلَی الْفِطْرَةِ حَتّٰی یکونَ اَبَوَاهُ اللَّذَانِ یُهَوِّدَانِهِ (مغنی اللبیب' ج ا' ص ۱۲۵)

حَتّٰی کے بعد مضارع کے منصوب ہونے کی شرطیں:

حتی کا مابعد اگر تکلم کے وقت زمانہ مستقبل ہو تو نصب واجب ہے جیسے بنی اسرائیل نے حضرت ہارون علیہ السلام سے کہا جب انہوں نے بچھڑے کی عبادت سے روکا لَنْ نَبْرَحَ عَلَیْهِ عاکفینَ حَتّٰی

يَرْجِعَ اِلَيْنَا مُوْسىٰ اور اگر ماضی کے اعتبار سے ہو تو نصب جائز ہے جیسے اَمْ حَسِبْتم ان تدخلوا الجنة وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَاءُ وَالضَّرَّاءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرسولُ والذينَ آمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نصرُ اللّٰهِ اس میں اگر حتی یقول ہو تو مَسَّتْهُمْ سے متعلق ہے جبکہ حَتّٰى يقولُ یہ جملہ مستانفہ ہوگا۔

حتیٰ کے بعد مضارع کے رفع کی شرائط:

(۱) حتی کا مابعد فضلہ ہو یعنی مبتدا' خبر وغیرہ نہ ہو۔ فضلہ سے مراد ایسے الفاظ جن کے نہ ہونے سے جملہ پورا ہوجائے جیسے حال' مفعول بہ وغیرہ کہ ان کے بغیر فعل فاعل سے جملہ پورا ہے ہاں فعل' فاعل مبتدا خبر یہ فضلہ نہیں ہیں۔(۲) زمانہ حال یا ماضی ہو' مستقبل نہ ہو۔

(۳) ماقبل' مابعد کے لیے سبب ہو جیسے سرتُ حتّٰى اَدْخُلُهَا (میں چلتا رہا یہاں تک کہ میں داخل ہو رہا ہوں) كَانَ سَيْرِىْ حَتّٰى اَدْخُلهَا اس مثال میں اگر كَانَ ناقصہ ہو تو رفع درست نہیں کیونکہ كَانَ بغیر خبر کے رہ جائے گا حالانکہ اس کے لیے خبر کی ضرورت ہے اور اگر كَانَ تامہ ہو تو رفع درست ہے کیونکہ وہ فاعل پر پورا ہو جائے گا۔ كَانَ ناقصہ کی صورت میں حَتّٰى جارہ اپنے مجرور سے مل کر ثابتًا کے متعلق ہوگا اور كَانَ کی خبر بنے گا۔ كَانَ تامہ کی صورت میں حَتّٰى ابتدائیہ ہوگا اور اگلا جملہ مستانفہ ہوگا۔

اسی طرح مَرِضَ فلانٌ حتّٰى لَا يَرْجُوْنَهٗ میں زمانہ مستقبل نہیں بلکہ حال ہے اس لیے نصب نہ آئے گا۔

تیسری صورت: حَتّٰى عاطفہ: حتی کبھی حرف عطف ہوتا ہے۔ اس کی شرط یہ ہے کہ

(۱) معطوف ظاہر ہو۔(۲) معطوف معطوف علیہ کا جزء ہو یا جزء کی طرح ہو یا بعض ہو۔(۳) معطوف علیہ جملہ نہ ہو۔ اگر معطوف علیہ جار مجرور ہے تو حرف جر لانا ہوگا اور یہ معطوف میں قوت یا ضعف کے معنی دیتا ہے جیسے قَدِمَ الحاجُّ حَتَّى المشاةُ۔ مات الناسُ حتی الانبیاءُ۔ اكلتُ السَّمَكَةَ حَتّٰى رَاْسَهَا۔ اَعْجَبَتْنِى الْجَارِيَةُ حتى كَلَامُهَا (معطوف' معطوف علیہ کے بعض کی طرح ہے) مررتُ بالقومِ حتی بزيدٍ

چوتھی صورت: جب حَتّٰى جارہ اور عاطفہ نہ ہو تو ابتدائیہ ہوتا ہے۔ اس کے بعد جملہ مستانفہ ہوتا ہے۔ کبھی فعلیہ کبھی اسمیہ اور کبھی شرطیہ۔ جیسے مَرِضَ فلانٌ حتى لَا يَرْجُوْنَهٗ۔ حَتّٰى عَفَوْا وَقَالُوْا۔ حَتّٰى اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ۔ اَكَلْتُ السمكةَ حَتّٰى راسُها اس کی خبر محذوف ہے۔ تقدیر یوں ہے حتی راسها ماکول

سوال: اکلت السمکةَ حتی راسها کے اندر تین ترکیبیں / صورتیں ہیں۔ تینوں کی مختصر ترکیب

کریں۔

جواب: (۱) حتی کو جارہ مانیں تو ترکیب یوں ہوگی۔ اَکَلَ فعل' تاء فاعل' السمکۃَ مفعول بہ' حتی جارہ' رَأسِہَا مضاف مضاف الیہ مل کر مجرور' جار مجرور مل کر متعلق فعل اَکَلَ کے' فعل اپنے فاعل' مفعول بہ اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ اس وقت رَاسِ مجرور بالکسرہ ہوگا۔

(۲) حتی کو عاطفہ مانیں تو ترکیب یوں ہوگی۔

اکلتُ فعل بافاعل' السمکۃَ معطوف علیہ' حَتیٰ حرف عطف' راسَہا مضاف مضاف الیہ مل کر معطوف' معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مفعول بہ' فعل فاعل مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ اس وقت راسَ منصوب بالفتحہ ہوگا۔

(۳) حتی ابتدائیہ ہو یعنی اس کے بعد الگ جملہ سمجھا جائے تو ترکیب یوں ہوگی۔

اکلتُ السمکۃَ جملہ فعلیہ خبریہ ہوا' حتی ابتدائیہ' راسُہا مضاف مضاف الیہ مل کر مبتدا' خبر اس کی محذوف ہے جو پہلے جملے سے سمجھی جا رہی ہے یعنی ماکولٌ مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔ اس وقت رَاُس مرفوع ہوگا۔ (انظر مغنی اللبیب ج ا' ص ۱۳۰)

سوال: اکلتُ السمکۃَ حتی بطنِہا ۔ مرض فلانٌ حتی لَا یرجُوْہُ صحیح ہیں یا غلط؟ اور کیوں؟

جواب: اکلت السمکۃَ حتی بَطنِہا اور مرض فلانٌ حتی لا یرجُوہُ کہنا درست نہیں ہے کیونکہ اگر لفظ اجزاء والا ہو تو حتی آخری جزء پر داخل ہوتا ہے اور پہلی مثال میں یہ شرط مفقود ہے یعنی بطن مچھلی کا آخری جزء نہیں لہٰذا یہ جملہ صحیح نہیں ہے۔ دوسری مثال میں فعل مستقبل کے لیے نہیں بلکہ حال کے لیے ہے۔ ترجمہ یہ ہے۔ فلاں آدمی بیمار ہوگیا حتیٰ کہ اس کے گھر والے ناامید ہوگئے۔ یہ ناامیدی بعد کی چیز نہیں بلکہ زمان تکلم یا اس سے پہلے کی ہے۔ نیز حتی یہاں لام کَیْ یا اِلیٰ کا معنی بھی نہیں دیتا۔ ناامیدی نہ تو بیماری کی حد ہے اور نہ بیماری کی غرض ہے۔

سوال: حتی اِذَا جَاءُوْهَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا میں حتی کون سا ہے؟

جواب: یہاں حتی ابتدائیہ ہے' کلام کے شروع میں ہے اور جملہ کی ابتداء ہو رہی ہے۔

سوال: کتبتُ الی زیدٍ ۔ کتبتُ حتی زیدٍ ۔ ھِیَ اِلیٰ مطلعِ الفجرِ ۔ ھِیَ حتّٰی مطلعِ الفجرِ ۔ کان سیری حتی ادخلھا (کان ناقصہ) کان سیری حتی ادخلھا (کان تامہ) ان مثالوں میں سے کون سی ترکیب جائز ہے اور کون سی ناجائز؟ اور کیوں؟

جواب: کتبتُ الی زیدٍ درست ہے اور کتبتُ حتی زیدٍ کہنا درست نہیں اس لیے کہ حتی میں آہستہ آہستہ انتہا کو جانا ہوتا ہے اور یہاں یہ مراد نہیں لیا جاتا۔

ھِیَ الی مطلعِ الفجرِ کہنا صحیح ہے اس لیے کہ اِلیٰ انتہاء کو بتاتا ہے' آہستہ آہستہ انتہاء کو پہنچنا

مقصود یا ایک دم جیسے ثم اتِمّوا الصِّیَامَ اِلَی اللیلِ کیونکہ روزے کی ابتداء سے رات تک آہستہ آہستہ پہنچنا ہوتا ہے

ھِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الفجرِ درست ہے کیونکہ حتی سے مقصود یعنی آہستہ آہستہ انتہاء کو پہنچنا مراد ہے۔ نیز مطلع الفجر آخری جزء ہے لیلتہ القدر کا۔

کَانَ سَیْرِیْ حَتّٰی اَدْخُلَھَا اگر کَانَ فعل ناقص ہو تو یہ ترکیب صحیح ہے۔ سَیْرِیْ کَانَ کا اسم اور حَتّٰی ادخلَھا متعلق ہو کر خبر ہوگی۔ اور اگر فعل تام یعنی کَانَ تامہ ہو تو پھر حَتّٰی حرف جر مابعد سے مل کر کَانَ سے متعلق ہوگا اور کَانَ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوگا۔

کَانَ سَیْرِیْ حَتّٰی اَدْخُلُھَا ۔ کَانَ تامہ کی صورت میں حَتّٰی اَدْخُلُھَا درست ہے۔ اس طرح دو جملے بنیں گے اور حَتّٰی ابتدائیہ ہوگا۔ اگر کَانَ ناقصہ لیں تو پھر یہ ترکیب صحیح نہیں رہتی کیونکہ فعل ناقص بغیر خبر کے رہ جاتا ہے۔

ورب وهی للتقلیل کما أن کم الخبریة للتکثیر و تستحق صدر الکلام و لا تدخل الا علی نکرة موصوفة نحو رب رجل کریم لقیته أو مضمر مبهم مفرد مذکر أبدا ممیز بنکرة منصوبة نحو ربه رجلا و ربه رجلین و ربه رجالا و ربه امرأة کذلک و عند الکوفیین یجب المطابقة نحو ربهما رجلین و ربهم رجالا و ربها امرأة .

و قد تلحقها ما الکافة فتدخل علی الجملتین نحو ربما قام زید و ربما زید قائم ولا بد لها من فعل ماض لان رب للتقلیل المحقق وهو لا یتحقق الا به و یحذف ذلک الفعل غالبا کقولک رب رجل أکرمنی فی جواب من قال هل لقیت من أکرمک ای رب رجل أکرمنی لقیته فأکرمنی صفة الرجل و لقیته فعلها وهو محذوف

و واو رب وهی الواو التی تبدأ بها فی أول الکلام کقول الشاعر شعر :

وبلدة لیس بها أنیس الا الیعافیر و الا العیس

وواو القسم وهی تختص بالظاهر نحو و الله و الرحمن لأضربن فلا یقال وک و تاء القسم وهی تختص بالله وحده فلا یقال تالرحمن و قولهم : ترب الکعبة شاذ .

وباء القسم و هی تدخل علی الظاهر و المضمر نحو بالله و بالرحمن و بک . و لا بد للقسم من الجواب و هو جملة تسمی المقسم علیها فان کانت موجبة یجب دخول اللام فی الاسمیة و الفعلیة نحو و الله ان زیدا لقائم وان کانت منفیة وجب دخول ما ولا نحو والله مازید بقائم و والله لا یقوم زید .

واعلم انه قد یحذف حرف النفی لزوال اللبس کقوله تعالی : "تالله تفتؤ تذکر یوسف" و یحذف جواب القسم ان تقدم ما یدل علیه نحو زید قائم و الله او توسط القسم نحو زید والله قائم .

و عن للمجاوزة نحو رمیت السهم عن القوس الی الصید و علی للاستعلاء نحو زید علی السطح و قد یکون عن و علی اسمین اذا دخل علیهما "من" کما تقول جلست من عن یمینه و نزلت من علی الفرس .

والکاف للتشبیه نحو زید کعمرو وزائدة کقوله تعالی : " لیس کمثله شیء " و قد تکون

اسما کقول الشاعر ع : یضحکن عن کالبرد المنهم

و مذ و منذ للزمان اما للابتداء فی الماضی کما تقول فی شعبان ما رأیته مذ رجب أو للظرفیة فی الحاضر نحو ما رأیته مذ شهرنا و مذ یومنا وأی فی شهرنا و فی یومنا و خلا و عدا وحاشا للاستثناء نحو جاء نی القوم خلا زید و حاشا عمرو و عدا بکر .

ترجمہ : اور رب تقلیل کے لئے ہوتا ہے جیسے کہ کم خبریہ تکثیر کے لئے ہے اور رب کلام کے شروع میں آنے کا حقدار ہے اور نہیں داخل ہوتا مگر نکرہ موصوفہ پر جیسے رب رجل کریم لقیتہ اور اس ضمیر پر جو ہمیشہ مفرد مذکر ہو اس کی تمیز نکرہ منصوبہ کے ساتھ لائی گئی ہو جیسے ربہ رجلا ' ربہ رجلین ' ربہ رجالا اور اسی طرح ہے ربہ امراۃ ۔ اور کوفیوں کے نزدیک مطابقت واجب ہے جیسے ربھما رجلین اورربھم رجالا اور ربھا امراۃ

اور کبھی اس سے ما کافہ مل جاتی ہے تو داخل ہو جاتی ہے دونوں جملوں پر جیسے ربما قام زید اورربما زید قائم اور ضروری ہے اس کے لئے فعل ماضی کیونکہ رب ثابت شدہ تقلیل کے لئے ہوتا ہے اور وہ نہیں پائی جاتی مگر اس ماضی کے ساتھ ۔اور اس فعل کو اکثر حذف کردیا جاتا ہے جیسےرب رجل اکرمنی اس کے جواب میں جو کہے ھل لقیت من اکرمک یعنی رب رجل اکرمنی لقیتہ تو "اکرمنی "صفت ہے رجل کی اور لقیتہ اس کا فعل ہے اور وہ محذوف ہے

اور واؤ رب اور وہ واؤ ہے جس کے ساتھ ابتداء کی جائے کلام کے شروع میں جیسے شاعر کا قول شعر

و بلدۃلیس بھا انیس الا الیعافیر والا العیس (بہت سے شہر جن میں کوئی ساتھی یا غمخوار نہیں سوائے ہرن کے بچوں اور سفید اونٹوں کے)

اور واؤ قسمیہ اور وہ خاص ہے اسم ظاہر کے ساتھ جیسے واللہ ' والرحمن لاضربن لہٰذا نہ کہا جائے گا " وک" اور تاء قسمیہ اور وہ خاص ہے اسم اللہ کے ساتھ صرف لہٰذا نہ کہاجائے گا تالرحمن اور ان کا قول ترب الکعبۃ شاذ ہے

اور باء قسمیہ اور وہ داخل ہوتی ہے ظاہر اور مضمر پر جیسے باللہ اور بالرحمن اوربک اور ضروری ہے قسم کے لئے جواب اور وہ جملہ ہے جس کا نام مقسم علیہا رکھا جاتاہے تو اگر وہ جملہ موجبہ ہو تو واجب ہے لام کا داخل ہونا اسمیہ میں اور فعلیہ میں جیسے واللہ لزید قائم اور واللہ لا فعلن کذا اور ان کا داخل ہونا جملہ اسمیہ میں جیسے واللہ ان زیدا لقائم اور اگر جملہ منفیہ ہو تو واجب ہے ما اورلا کا داخل ہوناجیسے واللہ ما زید بقائم اور واللہ لا یقوم زید

اور جان تو کہ بے شک کبھی حرف نفی کو حذف کردیا جاتاہے التباس کے زائل ہونے کی وجہ سے جیسے اللہ کا ارشاد تاللہ تفتؤ تذکر یوسف یعنی لا تفتؤ اور جواب قسم کو حذف کردیا جاتاہے اگر پہلے آئے وہ چیز جو جواب قسم پر دلالت کرے جیسے زید قائم واللہ یا قسم درمیان میں آجائے جیسے زید واللہ قائم

اور عن مجاوزت کے لئے ہے جیسے رمیت السہم عن القوس الی الصید اور علی استعلاء کے لئے ہے جیسے زید علی السطح (زید چھت پر ہے) اور کبھی عن اور علی اسم ہوتے ہیں جب ان پر من داخل ہو (کیونکہ حرف جر اسم پر داخل ہوتے ہیں) جیسے کہ تو کہے جلست من عن یمینه (میں اس کی دائیں جانب سے بیٹھا) اور نزلت من علی الفرس (میں گھوڑے کے اوپر سے اترا)

اور کاف تشبیہ کے لئے ہوتا ہے جیسے زید کعمرو (زید عمرو کی طرح ہے) اور زائدہ ہوتاہے جیسے اللہ تعالیٰ کا قول لیس کمثله شیء (اس جیسا کوئی نہیں) اور کبھی اسم ہوتاہے جیسے شاعر کا قول

یضحکن عن کالبرد المنهم (ہنستی ہیں وہ ان دانتوں سے جو پگھلے ہوئے اولوں کی طرح ہیں)

اور مذ اور منذ زمان کے لئے ہیں یا تو ماضی میں ابتداء کے لئے جیسے کہ تو شعبان میں کہے ما رایته مذ رجب (میں نے اس کو رجب سے نہیں دیکھا) اور ظرفیت کے لئے ہوتاہے زمان حال میں جیسے ما رایته مذ شهرنا و مذ یومنا یعنی فی شهرنا و فی یومنا (میں نے اس کو اس مہینے نہیں دیکھا اور آج نہیں دیکھا) اور خلا اور عدا اور حاشا استثناء کے لئے ہیں جیسے جاءنی القوم خلا زید و حاشا عمرو و عدا بکر۔

سوالات

سوال : رب حرف ہے یا اسم؟ نیز اس کا اعراب کیسے ہوتا ہے؟ اور اس کا عمل کس طرح رک جاتا ہے؟

سوال رب مبلغ اوعی له من سامع۔ ربه رجلا صالحا کی مختصر ترکیب کریں۔

سوال : مصنفؒ نے رب کے بارے میں کہا ولا بد لها من فعل ماض ویحذف ذلک الفعل غالبا اس کی وضاحت کریں اور اپنی رائے ذکر کریں۔

سوال: واوٗ رب عامل ہے یا نہیں نیز دیگر حروف رب مع مثال ذکر کریں۔

سوال : مذکورہ بالا شعر کا ترجمہ کریں۔ نیز اس کو ذکر کرنے کی وجہ لکھیں اور الا الیعافیر والا العیس کی وجوہ اعراب ذکر کریں۔

سوال: قسم کے بارے میں احکام ذکر کریں اور مندرجہ ذیل کا جواب قسم بتائیں۔

قل ای وربی لتبعثن۔ والفجر ولیال عشر ۔ واللہ یعلم انا الیکم لمرسلون

سوال: جواب قسم کے شروع میں کیا آتا ہے؟

سوال: جواب قسم کب حذف کر دیا جاتا ہے؟
سوال: قسم کا مقصد ذکر کریں۔ قرآن پاک کی قسموں کا فائدہ تحریر کریں۔
سوال: عن، علی، منذ ومذ کے معانی مع مثال ذکر کریں۔
سوال: کون سے حرف اسم بن سکتے ہیں اور کب؟ نیز یضحکن عن کالبرد المنهم کا ترجمہ لکھیں اور المنهم کا صیغہ اور معنی بتائیں۔
سوال: ربما یود الذین کفروا لو کانوا مسلمین میں رب کو اگر تکثیر کے معنی میں لیں تو ترجمہ کیا ہوگا اور تقلیل کے معنی میں ہو تو ترجمہ کیا ہوگا اور کیوں؟

حل سوالات

سوال: رُبَّ حرف ہے یا اسم؟ نیز اس کا اعراب کیسے ہوتا ہے؟ اور اس کا عمل کس طرح رک جاتا ہے؟

جواب: رُبَّ حرف شبیہ بالزائد ہے۔ اس کے پڑھنے میں اور بھی کئی لغات ہیں جیسے رب، رب، رب، رُبَّ وغیرہ پڑھنا بھی جائز ہے۔ رُبَّ کلام کے شروع میں آتا ہے، اس لیے اس کو محلاً مرفوع، منصوب کہہ سکتے ہیں لیکن اس کا متعلق نہیں نکالیں گے کیونکہ شبیہ بالزائد ہے اور شبیہ بالزائد کا متعلق نہیں ہوتا۔

رُبَّ کے ساتھ جب مَا کافہ لگ جائے تو رب کا عمل رک جاتا ہے یعنی اپنے مابعد کو جر نہیں دے سکتا۔ اسی طرح اس وقت یہ فعل پر بھی داخل ہو سکتا ہے جیسے رُبَمَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْ کَانُوْا مُسْلِمِیْنَ

رُبَّ کا ترجمہ ہوتا ہے اس لیے زائد نہیں ہے اور یہ فعل کا اثر مجرور تک نہیں لے جاتا اس لیے جار مجرور کسی سے متعلق نہ ہوگا۔ اگر رُبَّ کے بعد فعل نہ ہو یا فعل کی ضمیر رُبَّ کے مدخول کی طرف راجع ہو تو رُبَّ کا مدخول مبتدا ہوگا جیسے رُبَّ عَالِمٍ یَعْمَلُ بِعِلْمِهٖ ۔ رُبَّ کَاسِیَةٍ فِی الدُّنْیَا عَارِیَةٌ فِی الآخِرَةِ اور اگر رُبَّ کے بعد فعل کا مفعول ضمیر ہو تو رُبَّ کا مدخول مفعول ہو سکتا ہے۔ مثالیں آگے آ رہی ہے۔

سوال: رُبَّ مُبَلَّغٍ اوعیٰ لهٗ مِنْ سَامِعٍ ۔ رُبَّهٗ رَجُلًا صَالِحٌ کی مختصر ترکیب کریں۔

جواب: رُبَّ حرف جر شبیہ بالزائد، مُبَلَّغٍ مبتدا، اوعیٰ صیغہ اسم تفضیل هُوَ ضمیر اس کا فاعل، له جار مجرور متعلق اوعیٰ کے اور مِنْ سَامِعٍ جار مجرور، یہ بھی اَوْعیٰ کے متعلق ہے۔ اسم تفضیل اپنے فاعل اور دونوں متعلقوں سے مل کر خبر، مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔ کیونکہ رُبَّ انشاء

تقلیل کے لیے ہے۔ جیسے کوئی شخص اپنی تنخواہ کے بارے میں کہے' اتنی تھوڑی! یہ استفہام یا خبر نہیں بلکہ تقلیل کے معنی کا انشاء ہے۔ جواب یا رد کی ضرورت نہیں ہے۔

رُبَّہٗ رجلاً صَالِحٌ۔ رُبَّ حرف جر شبیہ بالزائد' ہا ضمیر ممیز' رَجُلاً تمیز' ممیز تمیز مل کر مبتدا' صَالِحٌ خبر' مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔

سوال : مصنفؒ نے رُبَّ کے بارے میں کہا وَلَا بُدَّ لَهَا مِنَ فِعْلٍ مَاضٍ وَيُحْذَفُ ذٰلِکَ الْفِعْلُ غَالِبًا اس کی وضاحت کریں اور اپنی رائے ذکر کریں۔

جواب : مصنفؒ فرما رہے ہیں کہ رب کے لیے فعل ماضی کا ہونا ضروری ہے جس کے ساتھ رب متعلق ہوتا ہے کیونکہ رُبَّ تحقیق قلت کو بیان کرتا ہے اور تحقیق قلت صرف ماضی میں ہو سکتی ہے اور اس فعل کو اکثر و بیشتر حذف کر دیا جاتا ہے۔

رب عموماً تقلیل اور کبھی تکثیر کے لیے بھی آتا ہے۔ یہ ہمیشہ شروع میں آتا ہے۔ بعض نحویوں کے نزدیک رُبَّ حرف نہیں بلکہ اسم ہے۔ لیکن جمہور اس کو حرف مانتے ہیں کیونکہ اس میں اسم کی علامات مثلاً دخول حرف جر وغیرہ نہیں پائی جاتیں۔ اس کا متعلق کافیہ' شرح جامی' ہدایہ النحو' شرح مائۃ عامل وغیرہ میں فعل ماضی محذوف یا مذکور بتایا گیا ہے اس کے بارے میں علامہ ابن ہشام کی تحقیق جو المغنی ج ۱ ص ۱۳۶ میں ہے وہ زیادہ وزنی معلوم ہوتی ہے اس لیے کہ رُبَّ فعل کا اثر مابعد تک نہیں لے جاتا نیز بعض جملوں میں فعل کا نکالنا ہی بے کار ہے۔ جیسے رُبَّ مُبَلَّغٍ اَوْعٰى لَهٗ مِنْ سَامِعٍ "کتنے ایسے آدمی جن کو بات پہنچائی جاتی ہے سننے والے سے زیادہ سمجھنے والے ہوتے ہیں" اور رُبَّ کَاسِيَةٍ فِی الدُّنْيَا عَارِيَةٌ فِی الْاٰخِرَةِ "کتنی عورتیں دنیا میں کپڑا پہننے والی ہیں آخرت میں برہنہ ہوں گی" یہاں رب تکثیر کے لیے استعمال ہوا ہے۔

صاحب کتاب یہ کہتے ہیں کہ رب نکرہ موصوفہ پر داخل ہوتا ہے۔ یہ بھی ضروری نہیں کیونکہ رُبَّ مُبَلَّغٍ میں رب کے بعد مفرد غیر موصوف ہے۔ اس لیے اس کو شبیہ بالزائد مانا جائے اور اس کا مدخول یا مبتدا ہو گا اور یا مفعول مقدم ہو گا فعل مذکور یا فعل محذوف کے لئے

مثالیں

رُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ غَيْرُ فَقِيْهٍ (یہ مبتدا کی مثال ہے

رُبَّ عَالِمٍ اَکْرَمْتُ۔ (یہ مفعول بہ کی مثال ہے)

رُبَّ عَالِمٍ اکرمْتُہٗ (اگر اس کو مبتدا بنائیں تو حذف نکالنے کی ضرورت نہیں اور مفعول بہ بنائیں تو ایک فعل محذوف نکالنا پڑے گا اور تقدیر یوں ہوگی رُبَّ عالمٍ اکرمتُ اکرمتُہٗ اسی کو کہتے ہیں اضمار علیٰ شریطۃ تفسیر۔

فائدہ رُبَّ مضاف لفظی پر داخل ہو سکتا ہے کیونکہ اضافت لفظی میں تعریف حاصل نہیں ہوتی گویا تو اس پر داخل ہونے والا حرف گویا نکرہ پر ہی داخل ہوتا ہے جیسے رُبَّ صَائِمِ رَمَضَانَ لَا يُصَلِّي
اسی طرح اگر مضاف الیہ نکرہ ہو یا نکرہ کی ضمیر ہو جیسے رُبَّ اَخِي رَجُلٍ يُحِبُّهُ اسی طرح شعر میں جیسے اِنِّي رُبَّ وَاحِدِ اُمِّهٖ اَجَرْتُ (میں نے بہت سے اکیلے ماں کے بچے کو پناہ دی ہے) اسی طرح رُبَّ شَاةٍ وَسَخْلَتِهَا۔

فائدہ: مَا کافہ لگنے سے رُبَّ عمل سے رک جاتا ہے جیسے رُبَّمَا زَيْدٌ قَائِمٌ۔

سوال: واؤ رب عامل ہے یا نہیں نیز دیگر حروف رُبَّ مع مثال ذکر کریں۔

جواب: اکثر نحاۃ کے نزدیک واؤ رُبَّ کے بعد رُبَّ کو حذف کرتے ہیں مگر اس کا عمل باقی رہتا ہے۔ اس طرح واؤ خود عامل نہیں ہوتی بلکہ عمل رُبَّ کا ہی ہوگا جو حذف ہوجاتا ہے۔ واؤ کی طرح فاء اور بل کے بعد بھی رُبَّ حذف ہو جاتا ہے جیسے شعر

فَمِثْلِكِ حُبْلٰى قَدْ طَرَقْتُ وَمُرْضِعٍ   فَاَلْهَيْتُهَا عَنْ ذِي تَمَائِمَ مُحْوِلِ

یہاں فاء کے بعد رب حذف ہے۔ اسی طرح دوسرا شعر

وَبَلْدَةٍ لَيْسَ بِهَا اَنِيْسٌ   اِلَّا الْيَعَافِيْرُ وَاِلَّا الْعِيْسُ

یہاں واؤ کے بعد رب حذف ہے۔ اسی واؤ کو واؤ رب کہتے ہیں۔

سوال: مذکورہ بالا شعر کا ترجمہ کریں۔ نیز اس کو ذکر کرنے کی وجہ لکھیں اور اِلَّا الْيَعَافِير واِلَّا العيس کی وجوہ اعراب ذکر کریں۔

جواب: یہ شعر عامر بن حارث کا ہے ترجمہ یہ ہے کہ "میں نے بہت سے مقامات ایسے بھی طے کیے ہیں کہ جہاں يَعَافِيْر اور عِيْس کے سوا دوسرا کوئی ساتھی یا غمخوار نہیں ملا" شاعر اپنی بہادر بتا رہا ہے کہ میں ایسے بے آباد علاقوں میں اکیلا گیا ہوا ہوں جن میں کوئی انسان نہ رہتا تھا يَعَافِير، يُعْفُوْر کی جمع ہے معنی ہرن کا بچہ۔ عِيْس، اَعْيَس کی جمع ہے معنی سفید اونٹ۔ اس کو یہاں ذکر کرنے سے یہ بتانا مقصود ہے کہ اس شعر میں واؤ رُبَّ کا استعمال ہوا ہے۔ وَبَلْدَةٍ = اَيْ رُبَّ بَلْدَةٍ

اِلَّا الْيَعَافِيْرُ والا الْعِيْس کی وجوہ اعراب:

اِلَّا حرف استثناء ہے اور الیعافیر معطوف علیہ ہے پھر واؤ عاطفہ ہے اِلَّا حرف استثناء ہے اور اَلْعِيْس معطوف ہے۔ معطوف علیہ اپنے معطوف علیہ سے مل کر مستثنٰی اور یہاں مستثنٰی کو رفع دیا گیا ہے کیونکہ اس سے پہلے کلام غیر موجب ہے اور مستثنٰی منہ مذکور ہے۔ جب ایسا ہو تو رفع ونصب دونوں جائز ہوتے ہیں۔ الا الیعافیرُ معطوف علیہ مرفوع ہے اور آگے الا العیسُ معطوف ہے اس لیے اس کو معطوف علیہ کا سا اعراب دیا گیا۔ اور اگر الا الیعافیرَ کو نصب دیں تو الا العیسَ کو

بھی معطوف ہونے کی بنا پر یہی اعراب دینا ہوگا۔

ترکیب: اگر اس کے آگے وطئتُ محذوف ہو تو پہلی عبارت اس کے لئے مفعول بہ مقدم بنے گی اور وطئتہا محذوف ہو تو اس کو خبر بنائیں گے تفصیل یوں ہے۔

جملہ: وبلدۃ لیس بہا انیس الا الیعافیر و الا العیس وَطِئتُ

واؤ حرف جر شبیہ بالزائد بلدۃٍ' لیس فعل ناقص بہا متعلق سے مل کر خبر مقدم انیسٌ الا الیعافیرُ والا العیسُ اسم مؤخر ہے لیس کے لئے لیس اپنے اسم خبر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ صفت موصوف صفت مل کر مفعول بہ مقدم وَطِئَ فعل تاء ضمیر رفع فاعل فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ ہوا۔

جملہ: وبلدۃ لیس بہا انیسٌ الا الیعافیرُ والا العیسُ وَطِئتُہَا

واؤ حرف جر شبیہ بالزائد بلدۃ موصوف لیس بہا انیس الا الیعافیر و الا العیس جملہ اس کی صفت موصوف مل کر مبتدا وَطِئتُہَا فعل فاعل مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ ہوا۔

سوال: قسم کے کچھ احکام ذکر کریں اور مندرجہ ذیل کا جواب قسم بتائیں۔
قُلْ اِیْ وَرَبِّیْ لَتُبْعَثُنَّ - والفجرِ ولیالٍ عشرٍ - وَاللّٰہُ یعلمُ اِنَّآ الیکم لَمُرْسَلُوْنَ -

جواب: اصل حرف قسم باء ہے جو ہر جگہ آتا ہے۔ پھر اس کے بعد واؤ کو لیا جو صرف اسم ظاہر پر داخل ہوتا ہے۔ پھر تاء ہے' وہ اسم الجلالہ اور کچھ الفاظ پر تعجب کے وقت داخل ہوتی ہے جیسے تَاللّٰہِ تَفْتَؤُ تذکرُ یوسفَ - تَاللّٰہِ لَاَکِیْدَنَّ اصنامَکُمْ - لام قسمیہ صرف اسم الجلالہ پر آتا ہے اور یہ بھی تعجب کے وقت بولا جاتا ہے۔

کبھی فعل قسم یا حرف قسم پر لا آتا ہے جیسے فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْ مَا شَجَرَ بَیْنَہُمْ- فَلَا اُقْسِمُ بِمَوَاقِعِ النجومِ وَاِنَّہٗ لَقَسَمٌ لَّو تعلمون عظیمٌ

اس لَا کے بارے میں علماء کے کئی اقوال ہیں ایک یہ کہ یہ لَا زائدہ ہے اس کا کوئی ترجمہ نہ ہوگا دوسرے یہ کہ لَا اُقْسِمُ اصل میں ہے لَاُقْسِمُ اشباع کرنے سے یعنی لام کے فتحہ کو کھینچنے سے لَا اُقْسِمُ بن گیا۔ تیسرے یہ کہ لَا نافیہ ہے اور معنی یہ ہے کہ میں قسم نہیں کھاتا کیونکہ قسم کی ضرورت نہیں۔ چوتھے یہ کہ اس لَا کے بعد فعل منفی محذوف ہے جس کے خلاف قسم کھائی گئی جیسے فلا اقسمُ بمواقع النجومِ میں یوں مانتے ہیں کہ فَلَا یَصِحُّ تکذیبُکُمْ اُقْسِمُ بِمَوَاقِعِ النجومِ وانہ لَوْ تعلمونَ عظیمٌ

کبھی جواب قسم میں حرف نفی کو حذف کردیا جاتا ہے جیسے اخوان یوسف نے ایک مرتبہ حضرت

یعقوب علیہ السلام سے کہہ دیا تھا تَاللّٰہِ تَفْتَؤُ تذکرُ یوسفَ (اللہ کی قسم تو یوسف کو ہمیشہ یاد کرتا رہتا ہے) اس کی اصل ہے تاللّٰہِ لَا تفتؤ تذکر یوسفَ کیونکہ لَا تَفْتَؤُ مضارع ہے فعل ناقص مَا فَتِیَٔ کا اور یہ ان افعال ناقصہ میں سے ہے جن کے ساتھ حرف نفی کا ہونا ضروری ہے اور یہی قرینہ ہے اس کی اصل معلوم کرنے کا۔

واوٴ قسمیہ کی مثالیں: والشمسِ۔ والضحیٰ۔ واللّٰہِ وغیرہ۔

باء قسمیہ کی مثالیں: بِاللّٰہِ لَاَ فْعَلَنَّ کَذَا۔ بِالرَّحْمٰنِ۔ بِکَ حدیث قدسی میں ہے فَبِیْ حَلَفْتُ اس میں تاء قسمیہ یاء متکلم پر داخل ہوئی ہے معنی یہ ہے "میں اپنی قسم کھاتاہوں"۔

کبھی قسم کے لیے کوئی اور اسلوب تاکید بھی استعمال کیا جاتا ہے جیسے

وَاللّٰہُ یعلمُ اِنَّکَ لرسولُہٗ۔ رَبُّنَا یعلمُ اِنَّا الیکم لَمُرْسَلُوْنَ۔ واذ اخذنَا میثاقکم لَا تَسْفِکُوْنَ دِمَاءَ کُمْ

ان میں تین جملے "واللّٰہُ یعلمُ رَبُّنَا یَعْلَمُ واذ اَخَذْنَا مِیْثَاقَکُمْ" تاکید میں قسم کے قائم مقام ہیں

کبھی قسم کو حذف کر دیا جاتا ہے جیسے

ثُمَّ لَتَرَوُنَّہَا عینَ الیقینِ ای ثم واللّٰہِ لترونّھا عینَ الیقینِ۔ کَلَّا لَئِنْ لَمْ یَنْتَہِ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِیَۃِ ای کلا واللّٰہِ لئن لم ینتہ لنسفعًا بالنَّاصِیَۃِ

طولِ کلام کے وقت جواب قسم میں ماضی کے ساتھ لَقَدْ کے بجائے صرف قَدْ آجاتا ہے جیسے والشمسِ وضُحَاھَا، والقَمَرِ اذَا تَلَاھَا۔ والنھارِ اِذَا جَلّٰھَا، واللیلِ اِذَا یَغْشَاھَا، والسماءِ وما بَنَاھَا، والارضِ وَمَا طَحَاھَا، ونفسٍ وما سَوّٰھَا، فالھَمَھَا فُجُوْرَھَا وَتَقْوٰھَا قَدْ افلحَ مَنْ زَکّٰھَا (لَقَدْ کے بجائے صرف قَدْ آیا ہوا ہے) قُلْ اِیْ وَرَبِّیْ لَتُبْعَثُنَّ۔ لَتُبْعَثُنَّ جواب قسم ہے۔

والفجرِ ولیالٍ عشرٍ والشفعِ والوترِ ان کاجواب قسم کئی جملوں کے بعد ہے وہ ہے ان ربک لبالمرصادِ۔ یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ جواب قسم محذوف ہے وہ ہے لَتُعَذَّبُنَّ۔ واللّٰہُ یعلمُ اِنَّا اِلیکم لَمُرْسَلُوْنَ۔ اِنَّا الیکم لَمُرْسَلُوْنَ جواب قسم ہے

سوال: جواب قسم کے شروع میں کیا آتا ہے؟

جواب: اگر جواب قسم مثبت ہو شروع تو لام تاکید آتا ہے خواہ جملہ فعلیہ ہو یا اسمیہ جیسے واللّٰہِ لزیدٌ قائمٌ۔ واللّٰہِ لَافعلَنَّ کذا

اور اِنَّ صرف جملہ اسمیہ پر جواب قسم میں جب کہ جواب قسم مثبت ہو، داخل ہوتا ہے جیسے واللّٰہِ اِنَّ زیدًا لَقَائمٌ

اگر جواب قسم منفی ہو تو جواب قسم میں مَا اور لَا میں سے کسی ایک کا داخل ہونا ضروری ہے جیسے

وَاللّٰہِ لا یقومُ زیدٌ۔ واللّٰہِ مَا زیدٌ بقائمٍ

سوال: جواب قسم کب حذف کر دیا جاتا ہے؟

جواب: جواب قسم اس وقت حذف کر دیا جاتا ہے جب کلام میں کوئی ایسا جملہ پہلے آجائے جو جواب قسم پر دلالت کرتا ہو یا آگے کوئی ایسا جملہ ہو۔ جیسے لَا اُقْسِمُ بِیَوْمِ القیامۃِ ولا اقسمُ بِالنَّفسِ اللَّوَّامۃِ تو جواب قسم محذوف ہے یعنی لَتُبْعَثُنَّ قرینہ اس کا اگلی آیت ہے اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ لَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَہٗ اسی طرح والفجرِ ۔ ولیالٍ عشرٍ ۔ والشفعِ والوترِ ۔ واللیلِ اِذَا یسرِ جواب قسم محذوف ہے یعنی یَا مُشْرِکِیْ اَھْلِ مکۃَ لَتُعَذَّبُنَّ اسی طرح قام زیدٌ واللّٰہِ اور زیدٌ قائمٌ واللّٰہِ پہلی مثال جملہ فعلیہ کی اور دوسری اسمیہ کی ہے۔ اسی طرح جب قسم کلام کے وسط میں واقع ہو تب بھی جواب قسم حذف کر دیا جاتا ہے جیسے زیدٌ واللّٰہِ قَائِمٌ اس کی ترکیب یوں کریں گے: زیدٌ قائمٌ جملہ دال بر جواب قسم، واللّٰہِ جملہ قسم، قسم دال بر جواب قسم سے مل کر جملہ قسمیہ ہوا۔

سوال: قسم کا مقصد ذکر کریں۔ قرآن پاک کی قسموں کا فائدہ تحریر کریں۔

جواب: قسم کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ انکار کرنے والے کے سامنے اللہ تعالیٰ کا نام لے کر بات کو پختہ کیا جائے۔ اسی لیے قسم غیر اللہ کی مکروہ ہے البتہ اللہ تعالیٰ اپنے کلام میں جس کی چاہے، قسم کھائے۔ نیز قرآن پاک کی قسموں کے اندر اعلیٰ درجہ کی بلاغت اور مناسبت ہوتی ہے۔ مقسم بہ اور مقسم علیہ کے درمیان مثلاً وَاللیلِ اِذَا یغشٰی ۔ والنھارِ اذَا تَجَلّٰی ۔ وَمَا خَلَقَ الذَّکَرَ والانثٰی ۔ اِنَّ سَعْیَکُمْ لَشَتّٰی

مقسم بہ کے حالات پر غور کرنے سے یہ بات سمجھ آتی ہے کہ ہماری کوشش مختلف ہے جیسے رات کی تاریکی اور دن کا اجالا مختلف ہے، جس طرح مذکر مونث میں اختلاف ہے، انسانوں کی کوشش بھی مختلف ہے۔ اس کے بعد مومن و کافر کا ذکر فرمایا، ان کے اندر رات دن کی طرح اختلاف ہے۔

سوال: عَنْ، عَلٰی، مُنْذُ و مُذْ کے معانی مع مثال ذکر کریں۔

جواب: عن کے معانی:

(۱) المجاوزۃ یعنی تجاوز کرنا اور گزر جانا جیسے رمیتُ السھمَ عن القوسِ الی الصیدِ میں نے تیر کو شکار کی طرف کمان سے پھینکا۔

(۲) البدل جب عَنْ مقام بدل میں واقع ہو جیسے وَاتَّقُوْا یَوْمًا لَا تَجْزِیْ نَفْسٌ عَنْ نَفْسٍ شَیْئًا یعنی نفس کے بدلے کوئی نفس بدلہ نہ دے گا۔

(۳) الاستعلاء جیسے وَمَنْ یَّبْخَلْ فَاِنَّمَا یَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِہٖ ای عَلٰی نَفْسِہٖ یعنی اپنے نفس پر بخل کرتا ہے۔

(۴) التعلیل جیسے وما نحنُ بتارِکِیْ آلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِکَ ای لِاَجْلِ قَوْلِکَ
(۵) البعدیة جیسے لَتَرْکَبُنَّ طَبَقاً عَنْ طَبَقٍ ای بَعْدَ طَبَقٍ یعنی حَالاً بَعْدَ حَالٍ

عَلیٰ کا معنیٰ:

الاستعلاء یعنی طلب علو (بلندی) کے لیے آتا ہے جیسے زیدٌ عَلَی السطح
کبھی کبھی عَنْ اور عَلیٰ دونوں اسم واقع ہو جاتے ہیں جب ان دونوں پر حرف مِنْ داخل ہو۔ جلستُ مِنْ عَنْ یمینِکَ۔ نزلتُ مِنْ عَلیَ الْفَرَسِ اس وقت یہ مبنی علی السکون اور محلاً مجرور ہوں گے۔

مذ، منذ درج ذیل معانی کے لئے آتے ہیں۔
(۱) ماضی میں فعل کی ابتداء بیان کرنے کے لیے جیسے کوئی شخص شعبان میں کہے کہ میں نے اس کو رجب سے نہیں دیکھا تو عربی میں یوں ہوگا ما رایتہٗ مُذْ رَجَبُ او مُنْذُ رَجَبُ
(۲) زمانہ حاضر میں ظرفیت کے لیے آتا ہے جیسے ما رایتہ مُذْ شهرِنَا منذُ یَوْمِنَا
مذ، منذ کا مابعد اگر مجرور تو حرف جر ہیں۔ اگر مابعد مرفوع ہو تو اسمائے ظروف میں سے ہیں۔
فائدہ: منذ، مذ کے بعد جب اسم مرفوع ہو تو یہ مبتدا بنتے ہیں اور وہ اسم مرفوع خبر جیسے ما رایتہ مذ یومانِ بمعنی جمیعُ مُدَّةِ عَدَمِ رؤیتِیْ اِیَّاہُ یَوْمَانِ اور اگر مجرور ہو تو یہ دونوں حرف جر ہوں گے جیسے ما رایتہٗ مُذْ یومَیْنِ جار مجرور رَای فعل سے متعلق ہیں۔

خَلَا۔ عَدَا۔ حَاشَا کا مابعد اگر مجرور ہو تو حرف جر ہیں اور اگر منصوب ہو تو فعل ہے جب فعل ہوں تو فاعل مفعول سے مل کر حال بنیں گے اور جب ان کے بعد جر ہو تو ان کو حرف جر شبیہ بالزائد کہیں گے اور ان کے مابعد کو مستثنیٰ کہیں گے دونوں صورتوں میں ان کا معنی استثناء کا ہوگا۔
کاف تشبیہ کے لیے ہوتا ہے جیسے زیدٌ کعمرٍو اور کبھی زائدہ ہوتا ہے جیسے لیسَ کمثلِہٖ شَیْءٌ اور کبھی کاف اسم ہوتا ہے مثل کے معنی میں جیسے اس شعر میں یَضْحَکْنَ عَنْ کَالْبَرَدِ الْمُنْهَمِّ اور کبھی تعلیل کے لیے ہوتا ہے جیسے وَاذْکُرُوْہُ کَمَا هَدَاکُمْ یعنی لِمَا هَدَاکُمْ (لِهِدَایَتِہٖ اِیَّاکم)۔ کما میں مَا مصدریہ ہے۔

سوال: کون سے حرف اسم بن سکتے ہیں اور کب؟ نیز یَضْحَکْنَ عَنْ کالبردِ الْمُنْهَمِّ کا ترجمہ لکھیں اور المنهم کا صیغہ اور معنی بتائیں۔

جواب: عَنْ اور عَلیٰ سے پہلے جب مِنْ آجائے تو اسم بن جاتے ہیں جیسے جلستُ مِنْ عَنْ یَمِیْنِہٖ ای جانبِ یمینِہٖ۔ نزلتُ مِنْ عَلَی الفرَسِ ای فوقِ الفرَسِ
اسی طرح کاف سے پہلے حرف جر آجائے تو اسم ہو جائے گا جیسے اس شعر میں ہے۔ شعر کا ترجمہ: وہ

ہنستی ہے ایسے دانتوں سے جو پگھلنے والے اولے کی طرح صاف ستھرے ہیں۔
اَلْمُنْهَمُّ اسم فاعل کا صیغہ ہے' باب انفعل سے۔ مصباح اللغات میں ہے انھم البرد پگھلنا گھلنا (مصباح اللغات ص)

شاعر کا نام عجاج ہے پورا شعر یوں ہے بِيْضٌ ثَلَاثٌ كَنِعَاجٍ جُمّ يَضْحَكْنَ عَنْ كَالْبَرَدِ الْمُنْهَمّ (حاشیہ مفصل ص ۲۸۹ و حاشیہ شرح مفصل ج ۸ ص ۴۴) ترجمہ: تین عورتیں وحشی گائے کی طرح جو بغیر سینگوں کے ہیں وہ ہنستی ہیں ایسے دانتوں سے جو پگھلنے والے اولوں کی طرح صاف ستھرے ہیں۔

ترکیب: بِيْضٌ (بیضاء کی جمع) موصوف ثَلَاثٌ صفت اول کاف حرف جار نِعَاجٍ (نَعْجَةٌ کی جمع بمعنی نیل گائے) موصوف جُمٌّ جَمَّاءُ کی جمع اس کا معنی وہ جس کے سینگ نہ ہوں) صفت موصوف صفت مل کر مجرور جار مجرور مل کر متعلق محذوف سے مل کر صفت ثانی' موصوف صفت مل کر مبتدا یضحکن فعل فاعل عن حرف جار کاف اسمیہ مضاف البرد موصوف المنھم صیغہ اسم فاعل از باب انفعل صفت موصوف صفت مل کر مجرور جار مجرور متعلق فعل کے فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

مذ' منذ کے بعد جب اسم مرفوع ہو تو یہ دونوں اسم ہوتے ہیں۔ خلا' عدا' حاشا کے بعد جب اسم منصوب ہو تو فعل ہیں' مجرور ہوں تو حرف جر۔

فائدہ: حَاشَ لِلّٰهِ میں حَاشَ اسم بمعنی بَرَاءَةٌ مبتدا واقع ہوتا ہے۔ یہ حرف جر یا حرف استثناء نہیں ہے (تفصیل کے لیے مغنی اللبیب ج ا' ص ۱۲۲) کا مطالعہ فرمائیں۔

سوال: رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ میں رب کو اگر تکثیر کے معنی میں لیں تو ترجمہ کیا ہوگا اور تقلیل کے معنی میں ہو تو ترجمہ کیا ہوگا اور کیوں؟

جواب: پہلی صورت میں ترجمہ یہ ہوگا۔
(ا) بہت مرتبہ کافر پسند کریں گے کاش وہ مسلمان ہوتے۔
(۲) دوسری صورت یعنی رب معنی تقلیل کے ہو تو معنی ہوگا "کبھی کبھی کافر اس بات کی تمنا کریں گے کہ کاش وہ مسلمان ہوتے"
اس لیے کہ اکثر شدت عذاب سے حواس گم رہیں گے' جب ہوش آئے گی تو اسلام کی تمنا کریں گے۔

فصل : الحروف المشبهة بالفعل ستة : ان و أن و كأن و لكن و ليت و لعل . هذه الحروف تدخل على الجملة الاسمية تنصب الاسم و ترفع الخبر كما عرفت نحو ان زيداقائم و قد يلحقها ما الكافة فتكفها عن العمل و حينئذ تدخل على الأفعال تقول انما قام زيد .

واعلم أن ان المكسورة الهمزة لا يغير معنى الجملة بل تؤكدها وأن المفتوحة الهمزة مع ما بعدها من الاسم و الخبر فى حكم المفرد و لذلک يجب الكسر اذا كان فى ابتداء الكلام نحو ان زيدا قائم و بعد القول كقوله تعالى : يقول انها بقرة ، و بعد الموصول نحو ما رأيت الذى انه فى المساجد و اذا كان فى خبرها اللام نحو ان زيدا لقائم .

و يجب الفتح حيث يقع فاعلا نحو بلغنى أن زيدا قائم و حيث يقع مفعولا نحو كرهت أنک قائم و حيث يقع مبتدأ نحو عندى أنک قائم و حيث يقع مضافا اليه نحو عجبت من طول أن بكرا قائم و حيث يقع مجرورا نحو عجبت من أن بكرا قائم و بعد لو نحو لو أنک عندنا لأكرمتک و بعد لولا نحو لولا أنه حاضر لغاب زيد و يجوز العطف على اسم ان المكسورة بالرفع و النصب باعتبار المحل واللفظ نحو ان زيدا قائم و عمرو و عمرا .

و اعلم أن ان المكسورة يجوز دخول اللام على خبرها و قد تخفف فيلزمها اللام كقوله تعالى وان كلا لما ليوفينهم و حينئذ يجوز الغاؤها كقوله تعالى : و ان كل لما جميع لدينا محضرون و يجوز دخولها على الأفعال على المبتدأ و الخبر نحو قوله تعالى : و ان كنت من قبله لمن الغافلين و ان نظنک لمن الكاذبين و كذلک أن المفتوحة قد تخفف فحينئذ يجب اعمالها فى ضمير شأن مقدر فتدخل على الجملة اسمية كانت نحو بلغنى أن زيد قائم او فعلية نحو بلغنى أن قد قام زيد .

و يجب دخول السين أو سوف أو قد أو حرف النفى على الفعل كقوله تعالى : علم أن سيكون منكم مرضى و الضمير المستتر اسم وأن و الجملة خبرها.

وكأن للتشبيه نحو كأن زيدا الاسد وهو مركب من كاف التشبيه وان المكسورة و انما فتحت لتقدم الكاف عليها تقديره ان زيدا كالاسد . قد تخفف فتلغى نحو كأن زيد اسد ولكن للاستدراک و يتوسط بين كلامين متغايرين فى المعنى نحو ما جاءنى القوم لكن عمرا جاء و

غاب زيد لكن بكرا حاضر و يجوز معها الواو نحو قام زيد و لكن عمرا قاعد و تخفف فتلغى نحو مشى زيد لكن بكرعندنا . و ليت للتمنى نحو ليت هندا عندنا و اجاز الفراء ليت زيدا قائما بمعنى اتمنى .

و لعل للترجي كقول الشاعر شعر :

احب الصالحين و لست منهم — لعل الله يرزقني صلاحا

و شذ الجر بها نحو لعل زيد قائم و في لعل لغات عل و عن و أن و لأن و لعن و عند المبرد أصله عل زيد فيه اللام و البواقي فروع .

ترجمہ : فصل : حروف مشبہ بالفعل چھ ہیں ان ' ان ' کان ' لکن ' لیت اور لعل یہ حروف جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں اسم کو نصب دیتے ہیں اور خبر کو رفع جیسا کہ تو جان چکا ہے مثلاً ان زیدا قائم اور کبھی اس پر ما کافہ داخل ہوتی ہے تو اس کو عمل سے روک دیتی ہے اور اس وقت یہ افعال پر بھی داخل ہوتے ہیں جیسے انما قام زید ۔

اور جان لے کہ ان ہمزہ مکسورہ والا جملے کے معنی کو تبدیل نہیں کرتا بلکہ اس کو پختہ کر دیتا ہے اور ان جس کا ہمزہ مفتوح ہو اپنے مابعد اسم اور خبر سے مل کر مفرد کے حکم میں ہوتا ہے اس لئے کسر واجب ہے جب کلام کی ابتداء میں ہو جیسے ان زیدا قائم اور قول کے بعد جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد یقول انہا بقرۃ اور موصول کے بعد جیسے ما رایت الذی انہ فی المساجد اور جب اس کی خبر میں لام ہو جیسے ان زیدا لقائم ۔

اور واجب ہے فتحہ جب واقع ہو فاعل جیسے بلغنی ان زیدا قائم اور جب مفعول واقع ہو جیسے کرھت انک قائم اور جب مبتدا واقع ہو جیسے عندی انک قائم اور جب مضاف الیہ واقع ہو جیسے عجبت من طول ان بکرا قائم اور جب مجرور واقع ہو جیسے عجبت من ان بکرا قائم اور لو کے بعد جیسے لو انک عندنا لاکرمتک اور لو لا کے بعد جیسے لولا انہ حاضر لغاب زید اور جائز ہے عطف ان مکسورہ کے اسم پر رفع اور نصب کے ساتھ محل اور لفظ کے اعتبار سے جیسے ان زیدا قائم و عمرو و عمرا ۔

اور جان تو کہ ان مکسورہ جائز ہے لام کا داخل ہونا ان کی خبر پر اور کبھی اس میں تخفیف کی جاتی ہے تو اس کو لام کا ہونا لازم ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد وان کلا لما لیوفینھم ربک اعمالھم اور اس وقت اس کو ملغی کرنا جائز ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد وان کل لما جمیع لدینا محضرون اور جائز ہے اس کا داخل ہونا ان افعال پر جو مبتدا اور خبر پر داخل ہوتے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد وان کنت من قبلہ لمن الغافلین اور ان نظنک لمن الکاذبین اور اسی ان مفتوحہ میں کبھی تخفیف کی جاتی ہے تو اس وقت واجب ہے اس کو عمل دینا ضمیر شان

مقدر میں تو داخل ہوتا ہے جملہ پر اسمیہ ہو جیسے بلغنی ان زید قائم یا فعلیہ ہو جیسے بلغنی ان قد قام زید اور واجب ہے داخل ہونا سین کا یا سوف کا یا قد کا یا حرف نفی کا فعل پر جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد علم ان سیکون منکم مرضی اور ضمیر مستتر ان کا اسم ہے اور جملہ اس کی خبر ہے

اور کان تشبیہ کے لئے ہے جیسے کان زیدا الاسد اور وہ مرکب ہے کاف تشبیہ اور ان مکسورہ سے اور فتحہ دیا گیا ہے اس پر کاف کے مقدم ہونے کی وجہ سے اس کی اصل ہے ان زیدا کالاسد اور لکن استدراک کے لئے ہے اور یہ دو ایسے کلاموں کے درمیان آتا ہے جو معنی میں ایک دوسرے سے جدا جدا ہوں جیسے ماجاء نی القوم لکن عمرا جاء اور غاب زید لکن بکرا حاضر اور جائز ہے اس کے ساتھ واؤ جیسے قام زید و لکن عمرا قاعد اور کبھی اس میں تخفیف کی جاتی ہے تو یہ ملغی ہوجاتا ہے جیسے مشی زید لکن بکرا عندنا اور لیت تمنی کے لئے ہوتا ہے جیسے لیت ھندا عندنا اور جائز رکھا فراء نے لیت زیدا قائما۔ اتمنی کے معنی میں۔

اور لعل ترجی کے لئے ہے جیسے شاعر کا قول شعر

احب الصالحین ولست منھم   لعل اللہ یرزقنی صلاحا

اور شاذ ہے جر دینا اس کے ساتھ جیسے لعل زید قائم اور لعل میں کئی لغات ہیں عل ' عن ' ان ' لان ' لعن اور مبرد کے نزدیک اس کی اصل عل ہے اس میں لام کو زیادہ کیا گیا اور باقی اس کی فروع ہیں۔

سوالات

سوال : کون سے حروف مسند الیہ کو نصب اور مسند کو رفع دیتے ہیں؟ نیز ان کو مشبہ بالفعل کیوں کہتے ہیں؟

سوال : ما کافہ کسے کہتے ہیں؟ اس کا لفظی ومعنوی اثر مع مثال تحریر کریں۔ نیز حصر کی اقسام مع امثلہ ذکر کر کے انما زید قائم کی ترکیب کریں۔

سوال : ان اور ان جملے میں کیا اثر کرتے ہیں؟ نیز ان کے مقامات مع مثال ذکر کریں۔

سوال : چند ایسے مقامات ذکر کریں جن میں ان اور ان دونوں آسکتے ہوں۔

سوال : ان کے اسم پر عطف کرنے کی شرطیں مع مثال ذکر کریں۔ نیز مندرجہ ذیل کی مختصر ترکیب کریں۔

انی وقیار بھا لغریب ۔ او تحلفی بربک انی ابو ذیالک الصبی ۔ ان لک ان لا تجوع فیھا ولا تعری ۔ وانک لا تظما فیھا ولا تضحی ۔ واعلموا انما غنمتم من شیء فانہ للہ خمسہ وللرسول ۔ انا لنحن الصافون

سوال : ان اور ان میں سے کس کے ساتھ لام تاکید آ سکتا ہے اور کہاں آتا ہے؟ اور اس کی شرائط کیا ہیں؟ مع مثال۔

سوال : مندرجہ ذیل میں خط کشیدہ کی خبر ذکر کریں۔

ان الذین آمنوا والذین ھادوا والصابئون والنصاری من آمن باللہ والیوم الاخر وعمل صالحا فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون۔ ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی۔ ان اللہ بری ء من المشرکین ورسولہ

سوال : لکن کس معنی کے لئے ہے درست اور غلط مثال دیں پھر یہ بتائیں کہ ارشاد باری تعالیٰ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین میں واقع خاتم النبیین کا معنی عام مسلمان کیا کرتے ہیں اور بانی دار العلوم دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے کیا معنی کیے ؟ آپ کو کونسا معنی بہتر معلوم ہوتا ہے اور کیوں ؟حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے عام مسلمانوں کی مخالفت کی یا ان کی بات کی تائید کی اور اس کی دلیل کیا ہے ؟

سوال : ان مخففہ کیا ہوتا ہے؟ کہاں داخل ہوتا ہے؟ اس کی کیا علامت ہے؟ عمل کرتا ہے یا نہیں؟ نیز مندرجہ ذیل جملوں کی مختصر ترکیب کریں۔

ان کل لما جمیع لدینا محضرون۔ ان کل لما جمیع لدینا محضرون۔ ان کلا لما لیوفینھم

سوال : ان مخففہ کیا ہوتا ہے، کس کو نصب دیتا ہے، اس کے بعد فعل مضارع کی کیا حالت ہوتی ہے؟

سوال : ترکیب کریں۔

ان قتلت لمسلما۔ ان قعد لزید۔ ان یزینک لنفسک۔ ان یشینک لھی۔ اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم وانی فضلتکم۔ اذ یعدکم اللہ احدی الطائفتین انھا لکم

حل سوالات

سوال : کون سے حروف مسند الیہ کو نصب اور مسند کو رفع دیتے ہیں؟ نیز ان کو مشبہ بالفعل کیوں کہتے ہیں؟

جواب : إِنَّ۔ أَنَّ۔ کَأَنَّ۔ لٰکِنَّ۔ لَعَلَّ اور لَیْتَ یہ چھ حروف مسند الیہ کو نصب اور مسند کو رفع دیتے ہیں۔ان کو مشبہ بالفعل کہتے کی دو وجہیں ہیں ایک تو یہ کہ فعل کا عمل رفع اور نصب جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًا اور ان کا عمل بھی رفع اور نصب ہے فرق یہ ہے کہ ان میں فعل کے برعکس نصب پہلے اور رفع دوسرے کو ہوتا ہے۔ دوسری وجہ یہ کہ ان سب کے اندر فعل کا معنی پایا جاتا ہے إِنَّ۔ أَنَّ کے معنی

حقیقت کَاَنَّ کا معنی شَبَّهْتُ (انشاء کے لیے۔ شرح جامی) لٰکِنَّ کے معنی اِسْتَدْرَکْتُ۔ لیتَ کے معنی تَمَنَّیْتُ (یہ انشاء کے لیے ہے) لَعَلَّ کے معنی تَرَجَّیْتُ (یہ انشاء کے لیے ہے)

اِنَّ اور لٰکِنَّ اپنے معمول سے مل کر جملہ خبریہ بنے گا۔ لَیْتَ، لَعَلَّ اور کَاَنَّ اپنے معمول سے مل کر جملہ انشائیہ بنے گا۔ اَنَّ اپنے معمول سے مل کر مصدر مؤول بنے گا۔

اِنَّ اور اَنَّ تاکید کے لیے ہیں۔ لٰکِنَّ استدراک کے لیے۔ یعنی ماقبل جملے سے جو وہم پیدا ہوتا ہے، اسے دور کرنے کے لیے لٰکِنَّ اور اس کا مابعد لایا جاتا ہے۔ لَیْتَ تمنی کے لیے ہے۔ اور تمنا بسااوقات ایسی چیز کی جاتی ہے جس کا ہونا محال ہو جیسے لیتَ الشبابَ یَعُوْدُ۔ لَعَلَّ ترجی یعنی امید کے لیے۔ اس کے ساتھ ایسی چیز کی امید کی جاتی ہے جس کا ہونا ممکن ہو۔ لَعَلَّ کبھی تعلیل کے لیے ہوتا ہے جیسے فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّیِّنًا لَّعَلَّهٗ یَتَذَکَّرُ اَوْ یَخْشٰی اس وقت اس کا معنی "تاکہ" ہوگا یعنی تم اس مقصد کے لے بات نرم کرو۔ یا اس کا معنی شاید ہوگا یعنی تم اس امید سے بات کرو شاید کہ وہ نصیحت پکڑے اور ڈرے۔ (انظر مغنی اللبیب ج ۱ ص ۲۸۸)۔ لعل میں اور بھی لغات جائز ہیں یعنی بعض عرب نے اس کو اور طرح بھی پڑھا ہے جیسے عَلَّ۔ عَنَّ۔ اَنَّ۔ لَاَنَّ۔ لَعَنَّ مبرد کے نزدیک اصل عَلَّ ہے، اس میں لام کا اضافہ کیا تو لَعَلَّ ہو گیا۔ باقی عَلَّ کی فروع ہیں یعنی اسی سے نکلے ہیں۔

سوال: مَا کافہ کسے کہتے ہیں؟ اس کا لفظی ومعنوی اثر مع مثال تحریر کریں۔ نیز حصر کی اقسام مع امثلہ ذکر کر کے اِنَّمَا زَیْدٌ قَائِمٌ کی ترکیب کریں۔

جواب: حروف مشبہ بالفعل کے بعد کبھی ما آ جاتا ہے جو ان کے عمل کو روک دیتا ہے۔ اس وقت اس مَا کو کافہ (عمل سے روک دینے والی) کہتے ہیں۔ مَا کافہ کی وجہ سے سوائے لَیْتَ کے باقی سب کا عمل باطل ہو جاتا ہے لیکن لیتَ میں دونوں وجہیں جائز ہیں۔ لیتَ کے علاوہ باقی حروف اس وقت اسم اور فعل دونوں پر داخل ہوتے ہیں جیسے قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحٰۤی اِلَیَّ اَنَّمَاۤ اِلٰهُکُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ۔ کَاَنَّمَا یُسَاقُوْنَ اِلَی الْمَوْتِ۔ لٰکِنَّمَا اَسْعٰی لِمَجْدٍ مُّؤَثَّلٍ لیکن یہ ضروری بھی نہیں کہ ان کے بعد جو بھی مَا ہو، وہ کافی ہی ہو بلکہ کبھی مَا موصولہ ہی ہوتی ہے۔ مَا موصولہ اسم ہے، اس کے بعد صلہ میں ایک ضمیر ہوتی ہے جو اس کی طرف لوٹتی ہے جبکہ مَا کافہ حرف ہے اور اس کو ضمیر کی ضرورت نہیں ہوتی جیسے اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَصَادِقٌ (مَا موصولہ ہے)

وَاللّٰهِ مَا فَارَقْتُکُمْ قَالِیًا لَکُمْ
وَلٰکِنَّمَا یُقْضٰی فَسَوْفَ یَکُوْنُ

ترجمہ: "اللہ کی قسم میں نے آپ کو ناراض ہو کر نہیں چھوڑا اور لیکن جو قسمت میں لکھا ہوا ہے وہ ہو کے رہتا ہے" اس میں لٰکِنَّ کے بعد مَا موصولہ ہے۔

ما کافہ کا لفظی اثر یہ ہوتا ہے کہ یہ حروف مشبہ بالفعل کے عمل کو روک دیتا ہے۔ معنوی اثر یہ ہوتا ہے کہ یہ کلام میں حصر کا معنی پیدا کرتا ہے جیسے اِنَّمَا زیدٌ قَائِمٌ بے شک زید ہی کھڑا ہے۔

حصر کی دو قسمیں ہیں (۱) حصر حقیقی یعنی حقیقۃ اور کسی کے لیے اس خبر کا ثبوت نہیں ہوتا جیسے اِنَّمَا اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ (۲) حصر اضافی جس میں مخاطب کی بات کی تردید کے لیے حصر کیا جاتا ہے یعنی تیرا گمان غلط ہے' اس کے بالمقابل یہی درست ہے جیسے اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ یعنی کفار جن چیزوں کو حرام کہتے تھے مثلاً" وصیلہ' حام وغیرہ' وہ حلال ہیں اور حرام تو یہ چیزیں ہیں۔ اسی طرح هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا میں عقیدہ الوہیت کی نفی ہے نہ کہ دوسرے کمالات مثلاً ختم نبوت وغیرہ کی۔

انما زیدٌ قائمٌ۔ اِنَّمَا کلمہ حصر' زیدٌ مبتدا اور قائمٌ خبر' مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔یا اِنَّ حرف مشبہ بالفعل' مَا کافہ عن العمل' زیدٌ مبتدا' قائمٌ خبر۔ مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

سوال: اِنَّ اور اَنَّ جملے میں کیا اثر کرتے ہیں؟ نیز ان کے مقامات مع مثال ذکر کریں۔

جواب: اِنَّ جملے کے معنی میں کوئی تبدیلی نہیں کرتا بلکہ اس کو مزید پختہ کرتا ہے اور مسند کو مسند الیہ کے لیے ثابت ہونا یقینی کر دیتا ہے۔ جبکہ اَنَّ جملے کو مصدر مؤول بنا دیتا ہے یعنی اپنے اسم و خبر سے مل کر مفرد کے حکم میں ہو جاتا ہے۔

اِنَّ کے مقامات

(۱) ابتدائے کلام میں ہو جیسے اِنَّ زیدًا قَائِمٌ۔ اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ فِىْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ۔ اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔(۲) قول کے بعد جیسے قرآن پاک میں ہے قال تعالیٰ: يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ (۳) اسم موصول کے بعد ہو جیسے مَا رَاَيْتُ الَّذِىْ اِنَّهٗ فِى الْمَسْجِدِ' وَآتَيْنَاهُ مِنَ الْكُنُوْزِ مَا اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْءُ بِالْعُصْبَةِ اُولِى الْقُوَّةِ' الذی اور مَا موصولہ کے بعد اِنَّ واقع ہوا ہے۔(۴) جب اس کی خبر میں لام ہو جیسے عَلِمْتُ اِنَّ زَيْدًا لَقَائِمٌ۔ واللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ لَكَاذِبُوْنَ (۵) ایسے اسماء کے بعد ہو جو جملے کی طرف مضاف ہوتے ہیں جیسے حيثُ۔ اِذْ وغیرہ۔ مثلاً جلستُ حيثُ اِنَّ زيدًا جَالِسٌ۔ جئتُ اِذْ اِنَّ زيدًا اَمِيْرٌ (۶) جواب قسم کے شروع میں ہو کیونکہ جواب قسم جملہ ہوتا ہے جیسے يٰسٓ وَالْقُرْآنِ الْحَكِيْمِ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ (اس کا ایک سبب بعد میں لام تاکید کا آجانا ہے)(۷) جب جملہ صفت واقع ہو اور اس کے شروع میں آئے جیسے مَرَرْتُ برجلٍ اِنَّهٗ كَرِيْمٌ (۸) جملہ حال ہو جیسے كَمَا اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكَارِهُوْنَ (یہ جملہ حال بھی ہے اور اس میں لام تاکید بھی داخل ہے)(۹) جب خبر جملہ ہو جیسے زيدٌ اِنَّهٗ جَالِسٌ (مبتدا جامد ہے' ذات ہے نہ مصدر)

ہاں اگر مبتدا مصدر ہو تو اس کی خبر کے ساتھ اَنَّ ہوگا جیسے وَاَذَانٌ مِنَ اللہِ وَرَسُوْلِہٖ اِلَی النَّاسِ اَنَّ اللہَ بَرِیْءٌ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ وَرَسُوْلُہٗ۔

اَنَّ کے مقامات:

(۱) جب فاعل واقع ہو جیسے بَلَغَنِیْ اَنَّ زَیْدًا قَائِمٌ ای بَلَغَنِیْ قِیَامُ زَیْدٍ۔ اَوَلَمْ یَکْفِھِمْ اَنَّا اَنْزَلْنَا (۲) جب مفعول واقع ہو جیسے کَرِھْتُ اَنَّکَ قَائِمٌ ای کَرِھْتُ قِیَامَکَ۔ وَلَا تَخَافُوْنَ اَنَّکُمْ اَشْرَکْتُمْ بِاللہِ ۔اِذْ یَعِدُکُمُ اللہُ اِحْدَی الطَّائِفَتَیْنِ اَنَّھَا لَکُمْ مصدر مؤول اِحْدٰی سے بدل ہے اور مفعول بہ ثانی ہے۔ اسی طرح اُذْکُرُوْا نِعْمَتِیَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتُ عَلَیْکُمْ وَاَنِّیْ فَضَّلْتُکُمْ عَلَی الْعَالَمِیْنَ مصدر مؤول نِعْمَتِیَ مفعول بہ پر معطوف ہے اور قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ انہ استمع نفر من الجن اس میں مصدر مؤول نائب فاعل ہے۔

(۳) جب مبتدا واقع ہو جیسے وَمِنْ آیَاتِہٖ اَنَّکَ تَرَی الْاَرْضَ ۔ عِنْدِیْ اَنَّکَ قَائِمٌ ای عِنْدِیْ قِیَامُکَ اس میں اگر ان کو مقدم کریں تو ان ہو جائے گا اور اس وقت یہ مبتدا نہ رہے گا عبارت یوں ہوگی اِنَّکَ قَائِمٌ عِنْدِیْ علاوہ نیز عِنْدِیْ اَنَّکَ قَائِمٌ کا مفہوم یہ ہے کہ متکلم کے علم میں ہے کہ مخاطب کھڑا ہے جبکہ عِنْدِیْ کو موخر کرنے کی صورت میں معنی یہ ہوگا کہ مخاطب، متکلم کے پاس کھڑا ہے۔ نیز عِنْدِیْ اَنَّکَ قَائِمٌ کی ترکیب یوں ہوگی کہ عِنْدِیْ اپنے متعلق سے مل کر خبر مقدم اور اَنَّکَ قَائِمٌ مصدر مؤول مبتدا موخر۔ اور اِنَّکَ قَائِمٌ عِنْدِیْ کی ترکیب یوں ہوگی۔ اِنَّ حرف مشبہ بالفعل، کاف ضمیر اس کا اسم، قائم صیغہ اسم فاعل، اس میں ھُوَ ضمیر مستتر اس کا فاعل عِنْدِیْ متعلق قَائِمٌ کے۔ قائم اپنے متعلق سے مل کر خبر۔ اِنَّ اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۴) مضاف الیہ واقع ہو جیسے عَجِبْتُ مِنْ طُوْلِ اَنَّ بَکْرًا قَائِمٌ ای عجبتُ مِنْ طولِ قیامِ بکرٍ ۔ انہٗ لحقٌّ مثلَ مَا انکم تَنْطِقُوْنَ۔ مَا زائدہ ہے اور اَنَّکُمْ تَنْطِقُوْنَ مصدر مؤول مثل مضاف کا مضاف الیہ ہے۔

(۵) جب مجرور ہو یعنی حرف جر کے بعد واقع ہو جیسے عَجِبْتُ مِنْ اَنَّ بکرًا قائمٌ۔ ذٰلِکَ بِاَنَّ اللہَ ھُوَ الْحَقُّ ۔

(۶) لَوْ کے بعد جیسے لَوْ اَنَّکَ عِنْدَنَا لَاَکْرَمْتُکَ یاد رہے کہ مصدر مؤول اس کا فاعل بنتا ہے جیسے لَوْ اَنَّ اللہَ ھَدَانِیْ لَکُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ اس کی تقدیر یہ ہے لَوْ ثَبَتَ اَنَّ اللہَ ھَدَانِیْ لَکُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ۔ امرؤ القیس کہتا ہے

وَلَوْ اَنَّمَا اَسْعٰی لِاَدْنٰی مَعِیْشَۃٍ ۔۔۔ کَفَانِیْ وَ لَمْ اَطْلُبْ قَلِیْلٌ مِنَ الْمَالِ
وَلٰکِنَّمَا اَسْعٰی لِمَجْدٍ مُؤَثَّلٍ ۔۔۔ وَقَدْ یُدْرِکُ الْمَجْدَ الْمُؤَثَّلَ اَمْثَالِیْ

ترجمہ: "اور اگر میں کوشش کرتا ادنی روزگار کی تو مجھے تھوڑا مال کافی ہوتا اور میں طلب نہ کرتا (حقیقی بزرگی) لیکن میں کوشش کرتا ہوں حقیقی بزرگی کے لئے اور کوئی شک نہیں کہ مجھ جیسے حقیقی بزرگی کو حاصل کرلیتے ہیں" یاد رہے کہ پہلے شعر کَفَانِیْ کا فاعل قلیلٌ من المالِ ہے اور لَمْ اَطْلُبْ کا مفعول بہ المَجْدَ الْمُؤَثَّلَ محذوف ہے ہم نے اس کے مطابق ترجمہ کیا ہے اس کا قرینہ اگلا شعر ہے ان دونوں فعلوں میں تنازع نہیں ہے۔

(۷) لَوْلَا کے بعد جیسے لَوْلَا اَنَّہٗ حَاضِرٌ لَغَابَ زَیْدٌ۔ لولا کے بعد مبتدا ہوتا ہے اور اس کی خبر محذوف ہوتی ہے۔ لَوْلَا اَنَّہٗ حَاضِرٌ لَغَابَ زَیْدٌ کی تقدیر یوں ہوگی لَوْلَا حُضُوْرُہٗ مَوْجُوْدٌ لَغَابَ زَیْدٌ یعنی اَنَّہٗ حَاضِرٌ مصدر مؤول حُضُوْرُہٗ لَوْلَا کا مبتدا بن گیا اور خبر اس کی محذوف موجودٌ نکلی۔ اسی طرح لَوْلَا اَنْ تَدَارَکَہٗ نِعْمَۃٌ مِّنْ رَّبِّہٖ لَنُبِذَ بِالْعَرَاءِ وَھُوَ مَذْمُوْمٌ۔ لَوْلَا عَلِیٌّ لَھَلَکَ عُمَرُ۔ لَوْلَا اَنَّہٗ کَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِیْنَ لَلَبِثَ فِیْ بَطْنِہٖ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ۔ لَوْلَا اَنْ مَّنَّ اللّٰہُ عَلَیْنَا لَخَسَفَ بِنَا۔

سوال: چند ایسے مقامات ذکر کریں جن میں اِنَّ اور اَنَّ دونوں آسکتے ہوں۔

جواب: ایسے چند مقامات درج ذیل ہیں۔

(۱) معطوف علیہ مفرد یا جملہ دونوں کا احتمال رکھے جیسے اِنَّ لَکَ اَنْ لَا تَجُوْعَ فِیْھَا وَلَا تَعْرٰی وَاَنَّکَ لَا تَظْمَأُ فِیْھَا وَلَا تَضْحٰی اگر جملہ کو جملہ پر معطوف کریں تو اِنَّکَ لَا تَظْمَأُ ہوگا اور اگر اس کا معطوف علیہ اَنْ لَا تَجُوْعَ فِیْھَا مصدر مؤول ہو تو ان بالفتح پڑھا جائے گا۔ ہماری قراءۃ میں دوسرا اَنَّ ہے۔ پہلا اِنَّ ہے کیونکہ شروع کلام میں واقع ہے۔

(۲) فا جزائیہ کے بعد جیسے وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰہِ خُمُسَہٗ۔ مَنْ عَمِلَ مِنْکُمْ سُوْٓءًا بِجَھَالَۃٍ ثُمَّ تَابَ مِنْ بَعْدِہٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّہٗ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ اگر اِنَّ ہو تو جملہ شرط کی جزاء یا موصول کی خبر ہے کیونکہ یہ پورا جملہ ہوا کرتے ہیں۔ اور اگر ان ہو تو مصدر مؤول مبتدا ہے اور خبر محذوف نکال کر جملہ کو جزاء یا خبر مانیں گے جیسے مذکورہ بالا مثالوں میں فَاَنَّ لِلّٰہِ خُمُسَہٗ کا معنی ہے فَکَوْنُ خُمُسِہٖ لِلّٰہِ ثَابِتٌ یہ اَنَّ کی خبر ہے کیونکہ مَا موصولہ اور جملہ فعلیہ اس کا صلہ ہے اور مَا موصولہ اَنَّ کا اسم فَاَنَّہٗ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ کا معنی ہے فالمغفرۃُ والرحمۃُ حَاصِلَانِ اگر من موصولہ ہو تو یہ جملہ اس سے خبر ہے اور درمیان والا حصہ اس کا صلہ ہے اور اگر مَنْ شرطیہ ہو تو عَمِلَ مِنْکُمْ جملہ شرط اور اِنَّ والا جملہ خبر ہوگی۔

(۳) اِذَا مفاجاتیہ کے بعد جیسے

کنتُ اُرٰی زیدًا کَمَا قِیْلَ سَیِّدًا
اِذَا اِنَّہٗ عبدُ الْقَفَا وَاللَّھَازِمِ

"میں زید کو سردار سمجھتا تھا جیسا کہ کہا گیا' اچانک وہ تو گدی اور جبڑے کی ہڈی والا ہے۔ مراد کمینہ ہے"
اُرِیٰ فعل مجہول ظن کا معنی دیتا ہے۔
اِنَّ ہو تو اِذَا کے بعد کامل جملہ موجود ہے اور اگر اَنَّ ہو تو مصدر مؤوّل مبتدا ہے اور خبر محذوف ہوگی۔ معنی یوں ہوگا فَاِذَا عُبُوْدِیَتُہٗ لِلْقَفَا وَاللَّھَازِمِ مَوْجُوْدَۃٌ یا اِذَا معنی فِی ذٰلِکَ الوقتِ ہو یعنی فِی ذٰلِکَ الوقت عبودیتہٗ موجودۃٌ

(۴) تعلیل کے وقت جیسے انا کنا من قبل ندعوہ انہ ھو البر الرحیم (الطور ۲۸) ان پڑھنے کی وجہ یہ ہے کہ علت بیان کرنے کے لئے جملہ مستانفہ لایا جاتا ہے جیسے فاذا اطماننتم فاقیموا الصلاۃ ان الصلاۃ کانت علی المؤمنین کتابا موقوتا (النساء ۱۰۳) اور اگر ان پڑھیں تو لام تعلیل مقدر ہوگا ای لانہ غفور رحیم کیونکہ ان سے پہلے اکثر حرف جر مقدر ہوتا ہے یاد رہے کہ ہماری قراءت میں ان ہی ہے۔

(۵) فعل قسم کے بعد جب بغیر لام تاکید کے ہو تو دونوں صورتیں جائز ہیں جیسے حلفتُ اِنَّ زیدًا قائمٌ۔ حلفتُ اَنَّ زیدًا قائمٌ پہلی صورت میں حلفتُ فعل بافاعل جملہ ہو کر قسم ہے اور مابعد جملہ اسمیہ جواب قسم ہے۔ دوسری صورت میں حلفتُ فعل بافاعل ہے اور مصدر مؤوّل سے پہلے علٰی محذوف ہے۔ جار مجرور ماقبل سے متعلق ہے۔

حرف قسم کے بعد صرف اِنَّ ہوگا۔ اسی طرح اگر فعل قسم کے بعد جملے میں لام تاکید ہو تو بھی صرف اِنَّ ہوگا جیسے وَاللّٰہِ اِنَّ زیدًا قائمٌ۔ حلفتُ اِنَّ زیدًا لَقَائمٌ۔

لتقعدن منی مقعد القصی　　منی ذی القاذورۃ المقلی

اوتحلفی بربک العلی　　انی ابو ذیالک الصبی

ذیالک تصغیر ہے ذلک کی معنی یہ ہے "تو مجھ سے دور رہنے والے گندے ناپسندیدہ کی جگہ بیٹھے گی یا تو قسم کھائے اپنے بلند و برتر رب کی کہ میں اس بچے کا باپ ہوں"۔ ایک اعرابی سفر سے آیا دیکھا تو اس کی بیوی نے بچہ جنا ہوا تھا اس کو شک گزرا تو اس نے شعر کہے تھے۔ اس شعر میں او' الی ان کے معنی میں ہے۔

اس کے اندر بھی دو روایتیں ہیں۔ اَنِّیْ اور اِنِّیْ۔ اَنِّیْ پڑھیں تو علٰی حرف جر محذوف ماننا پڑے گا اور جار مجرور فعل سے متعلق ہوگا۔ اور اگر اِنِّیْ پڑھیں تو جواب قسم ہوگا کیونکہ جواب قسم جملہ ہوتا ہے۔

فعل قسم کے بعد بھی جواب قسم آجاتا ہے جیسے وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰہِ جَھْدَ اَیْمَانِھِمْ لَا یَبْعَثُ اللّٰہُ مَنْ یَّمُوْتُ۔

سوال : ان کے اسم پر عطف کرنے کی شرطیں مع مثال ذکر کریں۔ نیز مندرجہ ذیل کی مختصر ترکیب

ولا تعری۔ وانک لا تظما فیها ولا تضحی۔ واعلموا انما غنمتم من شیء فانه للّٰه خمسه وللرسول۔ انا لنحن الصافون

جواب: اِنَّ کے اسم پر عطف کر کے رفع اور نصب دونوں طرح سے پڑھنا جائز ہے باعتبار محل کے رفع پڑھیں گے یعنی اصل میں مبتدا ہے۔ اور باعتبار موجودہ حالت کے یعنی اِنَّ کا اسم ہے، نصب پڑھیں گے۔ عطف کے درست ہونے کی شرط یہ ہے کہ خبر ذکر ہو۔ اگر خبر ذکر نہ ہو تو اِنَّ کی خبر یا مبتدا کی خبر محذوف نکال کر عطف ڈالتے ہیں۔ جیسے اِنَّ زَیْدًا قَائِمٌ وَعَمْرٌو اَوْ عَمْرًا۔

اِنَّ کے اسم کے محل پر عطف کی صورت میں معطوف کو رفع دیا جاتا ہے لیکن اوضح المسالک میں ہے کہ محققین کا مذہب یہ ہے کہ عمرٌو کا عطف قائمٌ کی هُوَ ضمیر پر ہے جبکہ معطوف اور معطوف علیہ کے درمیان فاصلہ ہو جیسے ان زیدًا قائمٌ فی الدارِ وعمرٌو یا یہ کہ عمرٌو کو مبتدا بنائیں۔ اس کی خبر محذوف نکال کر جملہ کا جملہ پر عطف کریں۔ تقدیر یوں ہے اِنَّ زیدًا قائمٌ وَعمرٌو قائمٌ پہلا جملہ معطوف علیہ، دوسرا معطوف ہے۔

ان کی خبر یا مبتدا کی خبر ذکر نہ ہو تو محذوف نکال کر عطف ڈالیں گے۔ مثال: اِنَّ الذینَ آمنُوا والذینَ هَادُوا وَالصَّابِئُوْنَ والنصاریٰ مَنْ آمنَ بِاللّٰهِ وَالیومِ الاٰخِرِ وعَمِلَ صالحًا فَلاَ خوفٌ علیهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ اگر مَنْ آمنَ باللّٰهِ والیوم الاٰخِرِ وعَمِلَ صَالِحًا فلا خوفٌ علیهِمْ ولا هُمْ یحزَنُوْنَ کو اِنَّ کی خبر بنائیں تو والصَّابِئُوْنَ والنَصاریٰ مبتدا کی خبر کَذٰلِکَ محذوف ہوگی اور اگر مَنْ آمنَ باللّٰهِ ...... وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ کو وَالصَّابِئُوْنَ والنصاریٰ مبتدا کی خبر بنائیں تو ان کے لیے اسی طرح کَذٰلِکَ محذوف ہوگی۔ جلالین کے اندر اس کو ترجیح دی ہے۔ عبارت یوں ہے خبرُ المبتدا دالٌّ علی خبر اِنَّ یعنی یہ مبتدا کی خبر ہے، اِنَّ کی خبر پر دلالت کرتی ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ مَنْ آمنَ منهم الخ مبتدا خبر مل کر اِنَّ کی خبر بنے

اِن اللّٰهَ وَمَلَائِکَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ بعض قراء ملائکتهُ بالضم پڑھتے ہیں۔ اس صورت میں اِنَّ کی خبر یُصَلِّیْ محذوف ہوگی۔ اسی طرح ایک شعر میں ہے۔

فَاِنِّیْ وَقَیَّارٌ بِهَا لَغَرِیْبٌ تقدیر یوں ہوگی فانی لغریبٌ وقیار بها لغریبٌ۔ قیارٌ شاعر کے گھوڑے یا گدھے کا نام ہے ترجمہ یہ ہے تو بے شک میں اور قیار اس میں یعنی اس شہر میں اجنبی ہیں۔

فائدہ: کبھی لام تاکید زائدہ ہوتا ہے جیسے اُمُّ الْحُلَیْسِ لَعَجُوْزٌ شَهْرَبَهْ۔ ام الحلیس بہت بڑھیا ہے۔ چونکہ مسند الیہ پر ان نہیں، اس لیے لام زائد مانا جاتا ہے۔ اسی طرح "یَدْعُوْ لَمَنْ ضَرُّهٗ اَقْرَبُ مِنْ نَفْعِهٖ" کے اندر لام زائد ہے۔

ترکیبیں: اِنِّی وقیارٌ بِهَا لغریبٌ۔ انی حرف مشبہ بالفعل، یائے متکلم اس کا اسم، واوٗ عاطفہ

قیاۂ مبتدا' خبراس کی محذوف ہے' لغریبٌ بِھَا جار مجرور متعلق لغریبٌ خبر محذوف کے' مبتدا خبر مل کر جملہ معطوفہ' لغریبٌ خبراِنَّ کی' اِنَّ اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ اسمیہ معطوف علیہ ہوا۔

اَوْ تَحْلِفِیْ بِرَبِّکِ اَنِّیْ اَبُوْ ذَیَّالِکِ الصَّبِیِّ۔ او حرف عطف' تحلفی فعل بافاعل صیغہ فعل مضارع واحد مونث حاضر منصوب بہ ان مقدرہ' بربک جار مجرور متعلق فعل کے' انی حرف مشبہ بالفعل اور یاء متکلم اس کا اسم' ابو مضاف' ذیالک موصوف' الصبیِّ صفت' موصوف صفت مل کر مضاف الیہ' مضاف مضاف الیہ مل کر خبر ان۔ ان اپنے اسم وخبر سے مل کر بتاویل مصدر مجرور ہوا علی حرف جار محذوف کا' جار مجرور مل کر متعلق فعل کے' فعل اپنے فاعل اور دونوں متعلقوں سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ اور اگر اِنَّ پڑھیں تو تَحْلِفِیْ بِرَبِّکِ قسم کے بمنزلہ ہوگا اور اِنّی ابو ذیالِکِ الصبی میں جواب قسم کی وجہ سے اِنَّ پڑھا جائے گا۔

اِنَّ لَکَ اَنْ لَا تَجُوْعَ فِیْهَا وَلَا تَعْرٰی۔ اِنَّ حرف مشبہ بالفعل' لک جار مجرور ثبت کے متعلق ہو کر خبرمقدم ان کی' ان ناصبہ' لا نافیہ' تجوع فعل انت ضمیر مستتراس کا فاعل' فیہا جار مجرور متعلق فعل کے' فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر معطوف علیہ' واؤ عاطفہ' لا نافیہ' تعری فعل' انت ضمیر مستتر اس کا فاعل' فعل بافاعل مل کر معطوف ہوا۔ معطوف معطوف علیہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ بتاویل مصدر اسم ہوا ان کا' ان اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

وَاِنَّکَ لَا تَظْمَأُ فِیْهَا وَلَا تَضْحٰی واؤ عاطفہ' ان حرف مشبہ بالفعل' کاف ضمیراس کا اسم' لا نافیہ' تظما فعل بافاعل' فیہا جار مجرور مل کر متعلق فعل کے' فعل فاعل متعلق مل کر جملہ معطوف علیہ' واؤ عاطفہ' لا نافیہ' تَضْحٰی فعل بافاعل مل کر جملہ معطوف' معطوف علیہ مل کر خبر اِنَّ کی' ان اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ اسمیہ ہوا اور اگر اَنَّکَ پڑھیں تو لَکَ اَنَّ کی خبر مقدم ہے اور اَنْ لَا تجوعَ فِیْهَا وَلَا تَعْرٰی مصدر مؤوّل معطوف علیہ اور اَنَّکَ لَا تَظْمَأُ فِیْهَا وَلَا تَضْحٰی مصدر مؤوّل معطوف ہے اور یہ دونوں مل کر اِنَّ کے لیے اسم موخر ہوگا۔

واعلموا انما غنمتم من شیء فان للہ خمسہ وللرسول۔ واؤ عاطفہ' اعلموا فعل بافاعل ان حرف مشبہ بالفعل ما اسم موصول غنمتم فعل فاعل ہے اور مفعول بہ ضمیر محذوف ہے تقدیر ہے غنمتموہ فعل فاعل مفعول بہ مل کر جملہ صلہ ہوا موصول صلہ مل کر ذو الحال من شیء جار مجرور متعلق ثابتا کے ہوکر حال ذو الحال حال مل کر ان کا اسم اور یہ متضمن ہے معنی شرط کو' فاء جزائیہ' ان حرف مشبہ بالفعل' للہ جار مجرور اپنے متعلق سے مل کر معطوف علیہ' خمسہ اسم مؤخر ہے ان کا' واؤ عاطفہ' للرسول جار مجرور اپنے متعلق سے مل کر معطوف' معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر متعلق محذوف سے ہو کر خبر مقدم ہے ان کی ان اپنے اسم و خبر سے مل کر مصدر مؤول ہوکر مبتدا اس کی خبر ثابت محذوف ہے مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ خبر ہے پہلے ان کی ان اپنے اسم و خبر سے مفعول بہ فعل کا فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

اِنَّا لَنَحْنُ الصَّافُّوْنَ- اِنَّ حرف مشبہ بالفعل' نَا ضمیر منصوب متصل اس کا اسم' لام حرف تاکید' نحنُ ضمیر فصل' الصافونَ خبراِنَّ کی' اِنَّ اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

سوال: اِنَّ اور اَنَّ میں سے کس کے ساتھ لام تاکید آ سکتا ہے اور کہاں آتا ہے؟ اور اس کی شرائط کیا ہیں؟ مع مثال۔

جواب: لام تاکید اِنَّ کے ساتھ آ سکتا ہے' اَنَّ کے ساتھ نہیں۔ لام تاکید اِنَّ کے اسم وخبر دونوں پر آ سکتا ہے۔ جو بھی بعد میں ہوگا' اس پر آئے گا جیسے اِنَّ اللّٰہَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ- اِنَّ فِیْ ھٰذَا لَبَلٰغًا لِقَوْمٍ عَابِدِیْنَ-

شرائط: (۱) ان کے بعد لام تاکید متصل نہیں آ سکتا بلکہ منفصل آئے گا جیسے انا لنحنُ الصافُّوْنَ- اِنکَ لانتَ یُوْسفُ (۲) مثبت کی تاکید کے لیے آتا ہے' منفی کی تاکید کیلئے لام نہیں آتا۔

اِنَّ کے بعد لام تاکید کے مقامات:

(۱) ضمیر فصل پر جیسے انکَ لانتَ یوسفُ- انا لنحن الصَّا فُّوْنَ (۲) اسم اِنَّ پر جب خبر مقدم ہو جیسے اِنَّ فِی ذٰلکَ لَعِبْرَةً (۳) خبراِنَّ پر بشرطیکہ ماضی نہ ہو اور منفی بھی نہ ہو جیسے اِنَّ رَبَّکَ لَیَعْلَمُ- اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ- اِنَّ رَبَّکَ لَبِالْمِرْصَادِ خبر ماضی ہو تو نہ آئے گا جیسے اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی آدَمَ ونوحًا فعل منفی پر بھی نہ آئے گا جیسے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَظْلِمُ النَّاسَ شَیْئًا خبر مقدم پر بھی نہیں آئے گا جیسے اِنَّ لَدَیْنَا اَنْکَالًا وَجَحِیْمًا

فائدہ: لَدَیْنَا میں جو لام ہے یہ نفس کلمہ کا لام ہے' لام تاکید نہیں ہے۔

سوال: مندرجہ ذیل میں خط کشیدہ کی خبر ذکر کریں۔

ان الذین آمنوا والذین ھادوا والصابِئُوْنَ والنصاری من آمن باللّٰہ والیوم الاخر وعمل صالحا فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون- ان اللّٰہ وملائکتہ یصلون علی النبی- ان اللّٰہ بریء من المشرکین ورسولہ-

جواب: اِنَّ الَّذِیْنَ آمَنُوْا وَالَّذِیْنَ ھَادُوْا یہاں تک ان حرف مشبہ بالفعل اور موصول صلہ اس کا اسم ہے' خبر اس کی یا تو مَنْ آمَنَ بِاللّٰہِ الخ مذکور ہے یا محذوف ہے۔ اسی طرح وَالصَّابِئُوْنَ وَالنَّصَارٰی مبتدا ہے' اگر اس کی خبر من آمن باللہ مذکور کو مانیں گے یا محذوف۔ اگر پہلے کے لیے خبر مذکور مانیں تو دوسرے کے لیے خبر محذوف ہوگی اور اگر پہلے کی خبر محذوف مانیں تو دوسرے کے لیے مذکور مانیں گے۔ اس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔

اِن اللّٰہَ وملائکۃ یُصَلُّوْنَ- ان اللہ حرف مشبہ بالفعل' اسم الجلالہ اس کا اسم ہے' اور خبر اس کی اگر محذوف مانیں تو یُصَلِّیْ ہوگی اور ملائکتُہ مبتدا اور آگے یُصَلُّوْنَ اس کی خبر ہے۔ دوسری

صورت یہ ہے کہ ملائکتہ کو معطوف بنائیں، اسم الجلالہ معطوف علیہ ہوگا اور یہ معطوف علیہ معطوف مل کر اِنَّ کا اسم ہوا، یُصَلُّوْنَ اِنَّ کی خبر ہے۔ اور مفرد کی جمع تعظیم کے لیے آسکتی ہے جیسے رَبِّ ارْجِعُوْنِ میں مسند جمع ہے۔ رضی میں ہے کہ اِرْجِعُوْنِ میں بار بار دنیا کی طرف لوٹانے کی دعاء ہے معنی یہ ہے اِرْجِعْنِیْ، اِرْجِعْنِیْ، اِرْجِعْنِیْ۔

ان اللّٰہَ برِیْءٌ مِنَ المشرکِیْنَ ورَسُوْلُہٗ۔ ان اللّٰہ بری ءٌ من المشرکین ورسولہٗ بری ءٌ یہ بھی ممکن ہے کہ رسولُہٗ کا عطف بری ءٌ میں ضمیر مستتر ھُوَ پر ہو۔ تقدیر یوں ہے ان اللّٰہَ برِیٌٔ ھُوَ مِنَ المشرکینَ ورَسُوْلُہٗ

فائدہ: اَن اللّٰہَ بری ءٌ۔ اَنَّ بالفتح ہے کیونکہ یہ خبر ہے مصدر کی۔ اس کا مبتدا اَذَانٌ ہے۔ واذان من اللّٰہ..... ان اللّٰہ بری ء (سورہ توبہ)

سوال: 'لٰکِنَّ کس معنی کے لئے ہے درست اور غلط مثال دیں پھر یہ بتائیں کہ ارشاد باری تعالیٰ مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِنْ رِجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَسُوْلَ اللّٰہِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ میں واقع خاتم النبیین کا معنی عام مسلمان کیا کرتے ہیں اور بانی دار العلوم دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے کیا معنی کیے؟ آپ کو کونسا معنی بہتر معلوم ہوتا ہے اور کیوں؟ حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے عام مسلمانوں کی مخالفت کی یا ان کی تائید کی اور اس کی دلیل کیا ہے؟

جواب: 'لٰکِنَّ استدراک یعنی پہلے کلام سے پیدا ہونے والے شبہ کو دور کرنے کے لئے ہوتا ہے اس سے پہلے نفی ہوتی ہے بعد میں اثبات اس کی درست مثال مَا حَفِظْتُ الدرسَ لٰکِنِّیْ کَتَبْتُہٗ (میں نے سبق کو حفظ نہیں کیا لیکن اس کو لکھا ہے) پہلے جملے سے شبہ پیدا ہوا کہ شاید اس نے اس کو لکھا بھی نہ ہو لکن کے ساتھ اس شبہ کو دور کیا گیا۔ اس کی غلط مثال یوں ہوگی مَا حَفِظْتُ الدرسَ لٰکِنِّیْ صُمْتُ (میں نے سبق یاد نہیں کیا لیکن میں نے روزہ رکھا) ان دونوں جملوں کا آپس میں تناسب نہیں

'لٰکِنَّ میں تخفیف بھی ہوجاتی ہے اس وقت وہ عمل نہیں کرتا اور جملہ اسمیہ فعلیہ دونوں پر آجاتا ہے جیسے وَمَا ظَلَمْنَاھُمْ وَلٰکِنْ کَانُوْا اَنْفُسَھُمْ یَظْلِمُوْنَ (اور ہم نے ان پر ظلم نہ کیا اور لیکن وہ اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے) ارشاد باری تعالیٰ ہے مَا کَانَ محمدٌ اَبَا اَحَدٍ مِنْ رِجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَسُوْلَ اللّٰہِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ (الاحزاب) علامہ ابن ہشام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کی اصل بعض علماء یوں نکالتے ہیں مَا کَانَ محمدٌ اَبَا اَحَدٍ مِنْ رِجَالِکُمْ وَلٰکِنْ کَانَ رَسُوْلَ اللّٰہِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ (المغنی ج۱ ص ۲۹۳) عام مسلمان یہاں خاتم النبیین کا معنی صرف آخری نبی کرتے ہیں جبکہ حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے دو وجوہات سے ایک اور معنی بیان کیا ہے ایک وجہ تو یہ کہ خاتم النبیین ہونا آپ کے اعلیٰ فضائل میں سے جبکہ محض تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں ہاں اس وجہ سے

فضیلت ہے کہ آخر میں ہونا اعلیٰ ہونے کی وجہ سے ہے حضرت فرماتے ہیں کہ خاتم النبیین کا معنی ایسا ہونا چاہئے جس میں بذات خود فضیلت ہو۔دوسری وجہ یہ ہے کہ محض آخری نبی کا مفہوم لینے سے استدراک کا معنی نہیں پایا جاتا جبکہ 'لکِنْ' استدراک کے لئے ہے تفصیل اس کی یہ ہے کہ پہلا جملہ ہے مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِنْ رِجَالِکُمْ اس کے بعد 'لکِنْ' کو لا کر اثبات کسی ایسی چیز کا ہو جس کی نفی کا وہم ہو اور وہ چیز موجود ہو مثلاً یہ کہ آپ ﷺ بچوں کے باپ ہیں یا عورتوں کے باپ ہیں ۔ حضرت فرماتے ہیں کہ کسی مرد کے باپ ہونے کی نفی کے بعد آپ ﷺ کی رسالت اور آخری نبی ہونے کا اثبات بظاہر ربط نہیں رکھتا حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے جو معنی بیان فرمایا اس میں بالذات بھی فضیلت ہے اور اس سے نبی ﷺ کا آخری نبی ہونا بھی ثابت ہوجاتا ہے اور کلام بھی مرتبط ہوجاتا ہے وہ ہے نبی کریم ﷺ کا آخری اور اعلیٰ نبی ہونا۔

حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے عام مسلمانوں کی مخالفت ہرگز نہیں کی بلکہ ان کی تائید ہی فرمائی ہے ایک آدمی کہے جَاءَ حَامِدٌ اور دوسرا کہے جَاءَ حَامِدٌ وَ خَالِدٌ تو دوسرے قائل نے پہلے قائل کی تردید تو نہیں کی بلکہ اس کی بات کی تکمیل کی ہے ۔ عیسائی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا کے نبی ہیں مسلمان کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام بھی خدا کے نبی اور حضرت محمد ﷺ بھی خدا کے نبی ۔ کیا تم لوگ اس عقیدے سے عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا انکار سمجھو گے ؟ غیر مقلد کہتے ہیں ہمارے دو اصول ہیں قرآن اور حدیث فقہ حنفی کے اصول چار ہیں قرآن حدیث اجماع اور قیاس ۔ اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ حنفی معاذ اللہ تعالیٰ قرآن و حدیث کی حجیت کا انکار کرتے ہیں ۔ الغرض حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے عام مسلمانوں کی تائید ہی کی ہے ان کی مخالفت تو نہیں کی اور یہی وجہ ان کے ذکر کردہ معنی کے راجح ہونے کی ہے

اس کی دلیل میں حضرت نانوتوی کا کلام پیش کیا جاتاہے البتہ بین القوسین تسہیل کے لیے کچھ الفاظ زیادہ کئے جائیں گے تحذیر الناس کے شروع میں لکھتے ہیں ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَ آلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ بعد حمد و صلوۃ کے قبل عرض جواب یہ گذارش ہے کہ اول معنی خاتم النبیین معلوم کرنے چاہئیں سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ ﷺ کا خاتم ہونا (صرف) بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں مگر (میرے نزدیک اس کا معنی یہ ہے کہ آپ ﷺ سب سے اعلیٰ اور آخری نبی ہیں آخر کے ساتھ اعلیٰ کا معنی اس لئے لیا ہے کہ) اہل ، فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں (مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ نہ فرمایا کہ تاخر زمانی میں کچھ فضیلت نہیں بلکہ یہ فرمایا کہ تاخر زمانی میں

بالذات کچھ فضیلت نہیں اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے اصول فقہ کی کتابوں میں ہے کہ جہاد حسن لذاتہ نہیں بلکہ حسن لغیرہ ہے (اصول الشاشی مع حاشیہ اردو ص ۴۸) اب اگر کوئی اس کا مطلب یہ نکالے کہ جہاد اچھا کام نہیں تو یہ اس کی بے وقوفی ہے اسی طرح مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت کا ترجمہ کوئی یوں کرے لَا فَضْلَ فِیْهِ کہ تاخر زمانی میں کچھ فضیلت نہیں تو اس کی جہالت یا تلبیس ہے۔ اگر تاخر زمانی میں بالذات فضیلت ہوتی تو ہر آنے والا نبی پہلے سے افضل ہوتا حتی کہ ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام سے افضل ہوتے۔ اگر کسی کو مولانا کی اس بات سے اتفاق نہیں تو اس کی نقیض پیش کر کے اس کو دلائل قطعیہ سے ثابت کردے۔ الغرض مولانا فرماتے ہیں کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات تو فضیلت نہیں ہاں اس وجہ سے ضرور فضیلت ہے کہ سب انبیاء کے آخر میں آنا سب سے افضل ہونے کی وجہ سے ہے۔ اس کے بعد حضرت اس مضمون کو مزید ثابت کرتے ہوئے فرماتے ہیں) پھر مقام مدح میں وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ فرمانا اس صورت میں (افضلیت سے قطع نظر کر کے محض تاخر زمانی کا معنی لے کر) کیونکر صحیح ہو سکتا ہے ہاں اگر اس وصف کو اوصاف مدح میں نہ کہیئے اور اس مقام کو (معاذ اللہ) مقام مدح قرار نہ دیجئے تو البتہ خاتمیت (افضلیت سے قطع نظر کرتے ہوئے صرف) باعتبار تاخر زمانی صحیح ہو سکتی ہے مگر میں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارا نہ ہوگی (کیونکہ اہل اسلام سب کے سب ختم نبوت کو آپ کے فضائل میں شمار کرتے ہیں اس کے علاوہ ایک بات یہ ہے) کہ اس میں ایک تو خدا کی جانب نعوذ باللہ زیادہ گوئی کا وہم ہے آخر اس وصف میں اور قد و قامت و شکل و رنگ و حسب و نسب و سکونت وغیرہ اوصاف میں جن کو نبوت یا اور فضائل میں کچھ دخل نہیں کیا فرق ہے؟ جو اس کو ذکر کیا اوروں کو ذکر نہ کیا (یعنی اس میں ترجیح بلا مرجح لازم آتی ہے کیونکہ یہ اوصاف بھی ایسے ہیں جن میں بالذات فضیلت نہیں کسی نیک بندے کی اولاد سے ہونا باعث شرف ہے مگر یہ شرف اس نیک بندے کی وجہ سے آیا ہے اس میں بالذات فضیلت نہ ہوئی بلکہ غیر کے سبب سے ہوئی مگر اللہ تعالیٰ نے ان تمام اوصاف کو یہاں ذکر نہ کیا اور خاتم النبیین کو ذکر کیا اس میں کوئی حکمت تو ضرور ہوگی اس کو حضرت خود ہی آگے ذکر فرمائیں گے اس کے بعد حضرت ایک اور وجہ ذکر فرماتے ہیں وہ یہ کہ) دوسرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب نقصان قدر کا احتمال کیونکہ اہل کمال کے کمالات ذکر کرتے ہیں اور ایسے ویسے لوگوں کے اس قسم کے احوال بیان کرتے ہیں اعتبار نہ ہو تو تاریخوں کو دیکھ لیجئے (تاریخ کی کتابوں میں ایسے ہی ہوتا ہے جس نے بڑے کارنامے سرانجام دیئے ہوں ان کو مؤرخین نمایاں ذکر کرتے ہیں اور جس کے نمایاں کارنامے نہیں ہوتے اول تو اس کا ذکر ہی تاریخ میں نہیں آتا اور آئے بھی تو نام و نسب تاریخ پیدائش و وفات وغیرہ کے ذکر پر اکتفاء کیا جاتا ہے اس نکتے کو پیش نظر رکھتے ہوئے بھی محبت ایمانی کا تقاضا یہی ہے کہ خاتم

النبیین کا معنی ایسا کیا جائے جس میں بالذات فضیلت ہو۔ اس کے بعد حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اس مقام پر ان اوصاف میں سے آخری نبی کے ذکر کی ایک وجہ ترجیح اور اس کا جواب ارشاد فرماتے ہوئے کہتے ہیں) باقی یہ احتمال کہ یہ دین آخری دین ہے (اور یہ بالکل حقیقت ہے) اس لئے (آپ کے آخری نبی ہونے کو ذکر کرکے سد باب اتباع مدعیان نبوت کیا ہے جو کل جھوٹے دعوے کرکے خلائق کو گمراہ کریں گے البتہ فی حد ذاتہ قابل لحاظ ہے (کیونکہ آپ ﷺ واقعی آخری نبی ہیں اس لئے اس کا ذکر ضروری تھا تاکہ مسلمان جھوٹے انبیاء کے دھوکے میں نہ آجائیں حضرت فرماتے ہیں یہ بات واقعی قابل لحاظ ہے) پر جملہ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ اور جملہ وَلٰكِنْ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ میں کیا تناسب تھا جو ایک کو دوسرے پر عطف کیا اور ایک کو مستدرک منہ اور دوسرے کو استدراک قرار دیا اور ظاہر ہے کہ اس قسم کی بے ربطی و بے ارتباطی خدا کے کلام معجز نظام میں متصور نہیں اگر سد باب مذکور منظور ہی تھا تو اس کے لئے اور بیسیوں مواقع تھے (یعنی ایک طرف کسی مرد کے باپ ہونے کی نفی اور دوسری طرف آپ کی رسالت اور ختم نبوت کے درمیان کوئی ربط نہیں بنتا ان وجوہات کی بنا پر حضرت فرماتے ہیں کہ بناء خاتمیت محض آخری ہونے پر نہیں) بلکہ بناء خاتمیت اور بات پر ہے جس سے تاخر زمانی اور سد باب مذکور خود بخود لازم آجاتا ہے اور فضیلت نبوی دوبالا ہوجاتی ہے

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ موصوف بالعرض کا قصہ موصوف بالذات پر ختم ہوجاتا ہے جیسے موصوف بالعرض کا وصف موصوف بالذات سے مکتسب ہوتا ہے موصوف بالذات کا وصف جس کا ذاتی ہونا اور غیر مکتسب من الغیر ہونا لفظ بالذات ہی سے مفہوم ہے کسی غیر سے مکتسب اور مستعار نہیں ہوتا مثال درکار ہو تو لیجئے زمین و کہسار اور در و دیوار کا نور اگر آفتاب کا فیض ہے تو آفتاب کا نور کسی اور کا فیض نہیں اور ہماری غرض وصف ذاتی ہونے سے اتنی ہی تھی (یعنی ذاتی کا مطلب اس مقام پر ایسا وصف ہے جو کسی اور مخلوق سے حاصل شدہ نہیں یہ مطلب نہیں کہ اللہ کے دیئے بغیر ہے کیونکہ مخلوق اور اس کے سب اوصاف اللہ تعالیٰ ہی کے دیئے ہوئے ہیں) بایں ہمہ یہ وصف اگر آفتاب کا ذاتی نہیں تو جس کا تم کہو وہی موصوف بالذات ہوگا اور اس کا نور ذاتی ہوگا کسی اور سے مکتسب اور کسی اور کا فیض نہ ہوگا

الغرض یہ بات بدیہی ہے کہ موصوف بالذات سے آگے سلسلہ ختم ہوجاتا ہے چنانچہ خدا کے لئے کسی اور خدا کے نہ ہونے کی وجہ اگر ہے تو یہی ہے یعنی ممکنات کا وجود اور کمالات وجود سب عرضی بمعنی بالعرض ہیں اور یہی وجہ ہے کہ کبھی معدوم کبھی صاحب کمال کبھی بے کمال رہتے ہیں اگر یہ امور مذکورہ ممکنات کے حق میں ذاتی ہوتے تو یہ انفصال اور اتصال نہ ہوا کرتا علی الدوام وجود اور کمالات وجود ذات ممکنات کو لازم ملازم رہتے۔

سو اسی طور رسول اللہ ﷺ کی خاتمیت کو تصور فرمائیے یعنی آپ ﷺ موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں اور سوا آپ ﷺ کے اور نبی موصوف بوصف نبوت بالعرض اوروں کی نبوت آپ ﷺ کا فیض ہے پر آپ ﷺ کی نبوت کسی اور کا فیض نہیں آپ ﷺ پر سلسلہ نبوت مختتم ہوجاتا ہے (تحذیر الناس ص ۴) حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی اس مفصل عبارت سے معلوم ہوا کہ عام مسلمانوں کے نزدیک

خاتم النبیین = آخری نبی

اور حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک

خاتم النبیین = افضل نبی + آخری نبی

اس کے باوجود اگر کوئی آپ کو ختم نبوت کا منکر کہہ کر مرزائیوں کو خوش کرے تو اس کی مرضی۔ شاید ان کے ہاں نبی کریم ﷺ کی عظمت کو بیان کرنا جرم ہو والی اللہ المشتکی۔

حضرت فرماتے ہیں کہ بناء خاتمیت اس چیز پر ہے کہ آپ ﷺ سب سے اعلیٰ نبی ہیں۔ دیگر انبیاء کرام اپنی امتوں کے لئے نبی تھے مطاع تھے مگر آپ ﷺ کے لئے وہ امتی ہیں اور مطیع۔ جبکہ آپ ﷺ امت کے لئے بھی نبی اور انبیاء کے لئے بھی نبی آپ نے فرمایا "جیسے آپ ﷺ نبی الامۃ ہیں ویسے ہی نبی الانبیاء بھی ہیں (تحذیر الناس ص ۴) جسطرح مقدمات میں بڑی عدالت کی طرف بعد میں جاتے ہیں اسی طرح افضل نبی کو سب انبیاء کے بعد بھیجا گیا آپ ﷺ کی شریعت سب کی ناسخ ہوئی اور آپ کی شریعت کو کوئی منسوخ نہیں کرسکتا۔ اگر بالفرض آپ ﷺ پہلے انبیاء کے زمانے میں ہوتے تو وہ آپ ﷺ کی پیروی کرتے اور اگر بالفرض آپ ﷺ کے زمانے میں کوئی نبی ہوتے تو وہ آپ ﷺ کے پیروکار ہوتے۔

اور حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ جملہ "جیسے آپ ﷺ نبی الامۃ ہیں ویسے ہی نبی الانبیاء بھی ہیں (تحذیر الناس ص ۴) پوری تحذیر الناس کا خلاصہ اور مرکزی نکتہ ہے ساری تحذیر الناس اسی جملے کے گرد گھومتی ہے کتاب کو غور سے پڑھیں تو ہماری اس بات کی تائید ہوجائے گی۔ تو جو شخص تحذیر الناس پر اعتراض کرتا ہے وہ اس مرکزی نکتے سے اختلاف رکھتا ہے اعاذنا اللہ من سوء الاعتقاد طلبہ سے التماس ہے کہ تحذیر الناس کو ضرور پڑھیں ساری کتاب کو پڑھیں بار بار پڑھیں عقیدت و محبت کے ساتھ پڑھیں اور کسی شرپسند کے پروپیگنڈہ سے متاثر ہوکر شان رسالت پر مشتمل ایسی عظیم کتاب سے محروم نہ ہوجائیں

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کی دو اور متنازع فیہ عبارات کا مفہوم عرض کردیا جائے ایک جگہ حضرت نے فرمایا

غرض اختتام اگر بایں معنی تجویز کیا جاوے جو میں نے عرض کیا تو آپ کا خاتم ہونا انبیاء گذشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے (تحذیر الناس ص ۱۴) حضرت کی عبارت کا مطلب تو یہ کہ ختم نبوت کا معنی اگر اعلی اور آخری نبی کے لئے جائیں تو پھر آپ صرف انبیاء سابقین ہی سے افضل نہ ہوں گے بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانے میں کوئی نبی ہوتا تو وہ بھی آپ کے مرتبے کو نہیں پا سکتا تھا مخالفین اس سے صرف خط کشیدہ الفاظ پیش کرتے ہیں پورا کلام تو شرط اور جزاء سے مرکب ہے جزاء یا اس کے ایک حصے کو تو کلام کہہ نہیں سکتے اور یہ اسی پر فتوے لگاتے پھرتے ہیں۔ اگر اس عبارت میں کوئی غلط بات ان کو نظر آتی تو اس طرح دھاندلی کر کے بدنامی لینے کیا ضرورت تھی۔

ایک اور مقام پر حضرت فرماتے ہیں ہاں اگر خاتمیت بہ معنی اتصاف ذاتی بوصف نبوت لیجئے جیسا کہ اس ہیچ مداں نے عرض کیا تو پھر سوائے رسول اللہ ﷺ اور کسی کو افراد مقصود بالخلق میں سے مماثل نبی ﷺ نہیں کہہ سکتے بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کے افراد خارجی ہی پر آپ کی فضیلت ثابت نہ ہوگی افراد مقدرہ پر بھی آپ کی فضیلت ثابت ہو جائے گی بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اس زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے (تحذیر الناس ص ۲۸) اساس المنطق جلد دوم متواترات اور قیاس جدلی کی ابحاث میں بھی ان عبارتوں کے بارے میں کچھ لکھا ہے تحذیر الناس کے موضوع پر اس عاجز کا ارادہ مفصل کام کرنے کا بھی ہے ان شاء اللہ مفصل کلام وہیں ہوگا۔ حضرت کی یہ عبارت بھی شرط جزاء سے مرکب ہے جیسا کہ آپ دیکھتے ہیں فریق مخالف کو اگر پوری عبارت میں کوئی خرابی نظر آتی تو اس سے صرف خط کشیدہ عبارت کو لے کر کفر کا فتوی لینے کی کیا ضرورت تھی پوری عبارت کا مطلب یہ ہے کہ خاتم النبیین کا معنی اگر افضل اور آخری نبی کیا جائے تو پھر یہ بھی ماننا پڑے گا کہ اگر بالفرض نبی ﷺ کے بعد کوئی نبی ہو تو وہ آپ کے مرتبے کو نہ پاسکے گا۔ روایات میں ہے لو کان بعدی نبی لکان عمر حضرت یہ فرماتے ہیں کہ اگر بالفرض حضرت عمر نبی بن جاتے تو بھی آپ کے امتی ہوتے اور آپ کے مرتبے تک نہیں پہنچ سکتے تھے۔ مخالفین اس مضمون کو کفر سمجھتے ہیں تو کھل کر بات کریں جھوٹے الزام لگا کر بدنام کیوں کرتے ہیں؟

حضرت ایک جگہ ختم نبوت زمانی کے منکر کو کافر کہنے کے فوراً بعد لکھتے ہیں "اب دیکھئے کہ اس صورت میں عطف بین الجملتین اور استدراک اور استثناء مذکور بھی بغایت درجہ چسپاں نظر آتا ہے اور خاتمیت بھی بوجہ احسن ثابت ہوتی ہے اور خاتمیت زمانی بھی ہاتھ سے نہیں جاتی" (تحذیر الناس ص ۱۰)

چند سطروں بعد لکھتے ہیں " حاصل مطلب آیت کریمہ کا اس صورت میں یہ ہوگا کہ ابوۃ معروفہ تو رسول اللہ ﷺ کو کسی مرد کی نسبت حاصل نہیں پر اُبوۃ معنوی امتیوں کی نسبت بھی حاصل ہے اور انبیاء کی نسبت بھی حاصل ہے "۔(ایضاص ۱۰) نیز فرماتے ہیں کہ " یہ بات اب ثابت ہوگئی کہ آپ والد معنوی ہیں اور انبیاء باقی آپ کے حق میں بمنزلہ اولاد معنوی "۔(ایضاص ۱۱)

سوال : اِنْ مخففہ کیا ہوتا ہے؟ کہاں داخل ہوتا ہے؟ اس کی کیا علامت ہے؟ عمل کرتا ہے یا نہیں؟ نیز مندرجہ ذیل جملوں کی مختصر ترکیب کریں۔

ان کل لما جمیع لدینا محضرون ۔ ان کلٌ لما جمیع لدینا محضرون ۔ ان کلا لما لیوفینهم

جواب : اِنَّ مشددہ کو کبھی تخفیف کر کے ایک نون گرا دیا جاتا ہے تو اِنْ مخففہ بن جاتا ہے۔ ان مشددہ صرف اسماء پر داخل ہوتا ہے لیکن اِنْ مخففہ اسماء اور افعال دونوں پر آ سکتا ہے۔ اِنْ مخففہ کی علامت یہ ہے کہ اس کے بعد لام تاکید لایا جاتا ہے۔ اِنْ مخففہ عموماً" عمل نہیں کرتا' اس لیے اس کا نصب دینا شاذ ہے۔ اِنْ مخففہ کے لیے ضمیر محذوف نہیں نکالی جاتی۔

ان کے عمل کی مثال :ایک قراءت میں ہے وان کلا لما لیوفینهم (المغنی ج۱ص ۲۴) ان مخففہ ' کلا اس کا اسم منصوب لام حرف تاکید اور ما زائدہ اس کے بعد جملہ فعلیہ ان کی خبر ہے ہماری قراءت میں ہے وان کلا لما لیوفینهم ربک مغنی اللبیب ج۱ص ۲۸۲ میں اس کی اصل یوں نکالی ہے

وان کلا لما یوفوا اعمالهم لیوفینهم ربک اعمالهم

یہ بات پہلے گزر چکی ہے کہ حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کے ترجمے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک یہ لما نافیہ ہے اور اس کے بعد فعل محذوف ہے ترجمہ یوں ہے " اور جتنے لوگ ہیں جب وقت آیا پورا دے گا رب تیرا ان کو ان کے اعمال " (تفسیر عثمانی ص ۳۰۹) اس طرح تقدیر عبارت یوں بنتی ہے وان کلا لما جاء اجلهم لیوفینهم ربک اعمالهم

اِنْ کے عمل نہ کرنے کی مثال : اِنْ کل لما جمیع لدینا محضرون اس میں دو قراءتیں ہیں۔

(۱) اِنْ کُلٌّ لَمَّا جَمِیْعٌ لَدَیْنَا مُحْضَرُوْنَ اس وقت اِنْ نافیہ اور لَمَّا معنی اِلَّا ہے یعنی مَا کُلٌّ اِلَّا جَمِیْعٌ لَدَیْنَا مُحْضَرُوْنَ

(۲) اِنْ کُلٌّ لَمَا جَمِیْعٌ لَدَیْنَا مُحْضَرُوْنَ اس وقت اِنْ مخففہ من المثقلہ ملغی عن العمل ہے اور کُلٌّ مبتدا ہے۔ لام حرف تاکید' مَا زائدہ' جمیعٌ مبتدا' لَدَیْنَا مُحْضَرُوْنَ خبر' مبتدا خبر مل کر جملہ خبر ہے مبتدا اول کی۔

اِنْ غیر عاملہ کے بعد لام تاکید ضروری ہے' اس وقت اِنْ عموماً" افعال ناقصہ ' افعال مقاربہ اور افعال

قلوب پر داخل ہوتا ہے جیسے وَاِنْ یَکَادُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَیُزْلِقُوْنَکَ بِاَبْصَارِھِمْ۔ وَاِنْ نَظُنُّکَ لَمِنَ الْکَاذِبِیْنَ۔ وَاِنْ کَانَتْ لَکَبِیْرَۃً۔ اِنْ کِدْتَّ لَتُرْدِیْنِ۔ وَاِنْ وَجَدْنَا اَکْثَرَھُمْ لَغَافِلِیْنَ

کبھی کبھار اِنْ مندرجہ بالا قسم کے افعال کے علاوہ اور فعل پر بھی شاذ طور پر داخل ہو جاتا ہے جیسے اِنْ قَتَلْتَ لَمُسْلِمًا۔ اِنْ قَعَدَ لَزَیْدٌ (فاعل پر لام) اِنْ یَزِیْنُکَ لَنَفْسُکَ وَاِنْ یَشِیْنُکَ لَھِیَ (تجھے تیرا نفس زینت بخشتا ہے اور وہی تجھے عیب دار بناتا ہے)

ان کا اسم عموماً ذکر ہوتا ہے، اس کو حذف کرنا شاذ ہے جیسے اس شعر میں

اِنَّ مَنْ یَدْخُلِ الکنیسۃ یوما

یلق فیھا جآذرا وظباء

جآذر گائے کے بچہ کو کہتے ہیں اور ظِباء، ظَبْی کی جمع ہے بمعنی ہرنیاں۔ اصل میں یوں ہے اِنَّہٗ مَنْ یَدْخُلِ۔ اِنَّ کے بعد والا ضمیر اس کا اسم محذوف ہے۔

فائدہ: مَنْ یَدْخُلِ کے مَنْ کو اِنَّ کا اسم نہیں بنا سکتے کیونکہ مَنْ شرطیہ کلام کی صدارت چاہتا ہے اور اِنَّ کے داخل ہونے سے صدارت فوت ہو جائے گی اس لیے ضمیر شان کو نکالا گیا ہے۔ ہدایہ میں بیشتر مقامات پر اِنَّ کا اسم مذکور نہیں ہوتا، وہاں بھی ضمیر شان کو نکالنا بہتر ہے۔

دخول لام کی شاذ مثالوں کی اصل یوں ہے اِنَّکَ قَتَلْتَ مُسْلِمًا۔ اِنَّہٗ قَعَدَ زَیْدٌ۔ اِنَّھَا تَزِیْنُکَ نَفْسُکَ وَاِنَّھَا تَشِیْنُکَ۔ اِنَّ کو مخففہ کر دیا اور ضمیر شان یا ضمیر مخاطب وغیرہ کو جو اِنَّ کا اسم ہے، حذف کر دیا، اب یہ ملغی ہو گیا۔ لام تاکید کو پہلی مثال کے مفعول اور دوسری مثال کے فاعل پر داخل کر دیا۔ اِنْ قَتَلْتَ لَمُسْلِمًا اور اِنْ قَعَدَ لَزَیْدٌ ہو گیا۔ اسی طرح تیسری مثال اِنْ یَزِیْنُکَ لَنَفْسُکَ بن گئی۔ چوتھی مثال میں ھِیَ ضمیر کو ظاہر کر کے پھر لام داخل کیا گیا۔ اس کو دو طرح پڑھ سکتے ہیں اِنْ تَشِیْنُکَ لَنَفْسُکَ اور اِنْ یَشِیْنُکَ لَنَفْسُکَ

سوال: اَنْ مخففہ کیا ہوتا ہے، کس کو نصب دیتا ہے، اس کے بعد فعل مضارع کی کیا حالت ہوتی ہے؟

جواب: اَنْ مخففہ اَنَّ مثقلہ سے ایک نون حذف کر کے بنایا جاتا ہے۔ یہ بالکل عمل نہیں کرتا مگر صرف ضمیر شان میں۔ لیکن جب اَنْ مخففہ ملغی ہو تو اس کے بعد ضمیر شان نہیں ہوتی۔

جب اَنْ مخففہ کی خبر جملہ اسمیہ یا فعلیہ، منفیہ یا دعائیہ نہ ہو تو سین، سَوْفَ، لَوْ، لَنْ وغیرہ شروع میں لانا ضروری ہیں۔ جیسے عَلِمَ اَنْ سَیَکُوْنُ مِنْکُمْ مَرْضٰی اور لِیَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسَالَاتِ رَبِّھِمْ

فعل مضارع اَنْ کے بعد مرفوع ہوتا ہے کیونکہ اَنْ مخففہ صرف ضمیر شان کو نصب دیتا ہے اس لیے اگر اس کے بعد فعل آئے تب بھی فعل مرفوع ہی ہوگا جیسے مثال میں گزرا۔

اَنْ مخففہ کے بعد جملہ اسمیہ پر داخل ہونے کی مثال: وَ آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۔ بَلَغَنِیْ اَنْ زَيْدٌ قَائِمٌ؟

فعلیہ پر داخل ہونے کی مثالیں: ان قد قام زيد ۔ ايحسب الانسان ان لن يقدر عليه احد ۔ ايحسب ان لم يره احد ۔ ان لو نشاء اصبناهم ۔ وان ليس للانسان الا ما سعی ۔ والخامسة ان غضب الله عليها (یہ دعائیہ کی مثال ہے اس لئے فعل سے پہلے قد وغیرہ نہیں آیا) ہماری قراءۃ میں یوں ہے والخامسة ان غضب الله عليها اس میں ان مثقلہ ہے ان مخففہ نہیں ہے۔

سوال: ترکیب کریں۔

ان قتلت لمسلما ۔ ان قعد لزيد ۔ ان يزينك لنفسك ۔ ان يشينك لهی ۔ اذكروا نعمتی التی انعمت عليكم وانی فضلتكم ۔ اذ يعدكم الله احدی الطائفتين انها لكم ۔

جواب: اِنْ قَتَلْتَ لَمُسْلِمًا ۔ ان مخففہ غیر عاملہ ملغی عن العمل' قتلت فعل بافاعل' لام حرف تاکید' مسلما مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

اِنْ قَعَدَ لَزَيْدٌ ۔ ان مخففہ غیر عاملہ ملغی عن العمل' قعد فعل' لام تاکید کا' زید فاعل' فعل فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

اِنْ يَزِيْنُكَ لَنَفْسُكَ ۔ ان مخففہ غیر عاملہ' یزین فعل' کاف ضمیر مفعول بہ' لام تاکید' نفسک مضاف مضاف الیہ مل کر فاعل' فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

اِنْ يَشِيْنُكَ لَهِيَ ۔ ان غیر عاملہ' یشین فعل' کاف ضمیر مفعول بہ' لام حرف تاکید' ھی ضمیر فاعل' فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

اُذْكُرُوا نِعْمَتِيَ الَّتِيْ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعَالَمِيْنَ ۔ اذکروا فعل بافاعل' نعمتی مضاف مضاف الیہ مل کر موصوف' التی موصول' انعمت فعل بافعل' علیکم جار مجرور متعلق فعل کے' فعل فاعل اور متعلق مل کر جملہ صلہ ہوا' موصول صلہ مل کر صفت ہوئی' موصوف صفت مل کر معطوف علیہ ہوا۔ واؤ عاطفہ' ان حرف مشبہ بالفعل' یاء ضمیر متکلم اس کا اسم' فضلتکم فعل فاعل مفعول بہ' علی العالمین جار مجرور مل کر متعلق فعل کے' فعل اپنے فاعل مفعول بہ اور متعلق سے مل کر خبر ہوئی ان کی' ان اپنے اسم وخبر سے مل کر بتاویل مصدر معطوف ہوا' معطوف علیہ معطوف مل کر مفعول بہ' فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

اِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ ۔ اذ اسم ظرف مضاف' یعد فعل' کم ضمیر مفعول بہ' اسم الجلالہ فاعل' احدی مضاف' الطائفتین مضاف الیہ' مضاف مضاف الیہ مل کر مبدل منہ' انها لكم' ان حرف مشبہ بالفعل' ہا ضمیر اس کا اسم' لکم جار مجرور متعلق ثبت سے ہو کر خبر' ان اپنے

اسم وخبر سے مل کر بتاویل مصدر بدل' مبدل منہ اپنے بدل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر مضاف الیہ اِذْ کا' مضاف مضاف الیہ مل کر مفعول بہ ہوا اُذْکُرْ فعل محذوف کا اور فعل فعل مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

فائدہ: اذ سے پہلے بہت سی جگہوں میں اُذْکُرْ محذوف مانتے ہیں کیونکہ بعض جگہوں میں اذکر موجود ہے۔ ارشاد باری ہے وَاذْكُرُوْا اِذْ كُنْتُمْ قَلِيْلًا فَكَثَّرَكُمْ

فصل : حروف العطف عشرة : الواو و الفاء و ثم و حتى و أو و اما و أم ولا وبل و لكن فالأربعة الأول للجمع مطلقا نحو جاء نی زید و عمرو سواء كان زید مقدما فی المجیء أو عمرو والفاء للترتیب بلا مهلة نحو قام زید فعمرو اذا كان زید متقدما و عمرو متاخرا بلا مهلة و ثم للترتیب بمهلة نحو دخل زید ثم عمرو اذا كان زید متقدما و بینهما مهلة و حتى كثم فی الترتیب و المهلة الا أن مهلتها أقل من مهلة ثم . و یشترط أن یكون معطوفها داخلا فی المعطوف علیه وهی تفید قوة فی المعطوف نحو مات الناس حتى الأنبیاء أو ضعفا نحو قدم الحاج حتى المشاة . و أو و أما و أم ثلاثتها لثبوت الحكم لأحد الأمرین مبهما لا بعینه نحو مررت برجل أو امرأة . و اما انما تكون حرف العطف اذا تقدمها اما أخرى نحو العدد اما زوج أو فرد و یجوز أن یتقدم اما على وأو نحو زید اما كاتب أو أمی . و أم على قسمین متصلة و هی ما یسأل بها عن تعیین أحد الأمرین و السائل بها یعلم ثبوت أحدهما مبهما بخلاف أو واما فان السائل بهما لا یعلم ثبوت احدهما اصلا و تستعمل بثلاثة شرائط الأول أن یقع قبلها همزة نحو أزید عندک أم عمرو و الثانی أن یلیهما لفظ مثل ما یلی الهمزة أعنی ان كان بعد الهمزة اسم فكذلک بعد أم كما مر و ان كان بعد الهمزة فعل فكذلک بعدها نحو أقام زید أم قعد فلا یقال أرأیت زیدا أم عمرا و الثالث أن یكون أحد الأمرین المستویین محققا و انما یكون الاستفهام عن التعیین فلذلک یجب أن یكون جواب أم بالتعیین دون نعم أو لا فاذا قیل أزید عندک أم عمرو فجوابه بتعیین أحدهما أما اذا سئل بأو واما فجوابه نعم أو لا .

و منقطعة وهی ما تكون بمعنی بل مع الهمزة كما اذا رأیت شبحا من بعید قلت انها لابل على سبیل القطع ثم حصل لک شک أنها شاة فقلت أم هی شاة تقصد الاعراض عن الاخبار الأول و الاستیناف بسؤال آخر معناه بل أهی شاة واعلم أن أم المنقطعة لا تستعمل الا فی الخبر كما مر وفی الاستفهام نحو أعندک زید أم عمرو . سألت أولا عن حصول زید ثم أضربت عن السؤال الأول و أخذت فی السؤال عن حصول عمرو .

ولا وبل ولكن جمیعها لثبوت الحكم لأحد الأمرین معینا أما لا فلنفی ما وجب للأول عن الثانی نحو جاء نی زید لا عمرو وبل للاضراب عن الأول و الاثبات للثانی نحو جاء نی زید

بل عمرو . معناه بل جاء نی عمرو ، و ما جاء بکر بل خالد معناه بل ما جاء خالد . ولکن للاستدراک و یلزمها النفی قبلها نحو ما جاء نی زید لکن عمرو جاء ' او بعدها نحو قام بکر لکن خالد لم یقم .

ترجمہ : **فصل :** حروف عطف دس ہیں واؤ ' فاء ' ثم' حتی ' او ' اما ' ام ' لا ' بل ' لکن تو پہلے چار جمع کے لئے ہیں پھر واؤ مطلقاً جمع کے لئے ہے جیسے جاء نی زید و عمرو خواہ زید آنے میں پہلے ہو یا عمرو اور فاء ترتیب بلا مہلت کے لئے ہے جیسے قام زید فعمرو جب زید پہلے ہو اور عمرو بعد میں بغیر وقفے کے ۔ اور ثم وقفے کے ساتھ مہلت کے لئے ہے جیسے دخل زید ثم عمرو جب کہ زید پہلے ہو اور ان کے درمیان مہلت ہو اور حتی ترتیب میں ثم کی طرح ہے مگر یہ کہ اس کی مہلت ثم کی مہلت سے کم ہے اور شرط ہے کہ اسکا معطوف معطوف علیہ میں داخل ہو اور وہ بتاتا ہے دیتا ہے معطوف علیہ میں قوت کو جیسے مات الناس حتی الانبیاء یا کمزوری کو جیسے قدم الحاج حتی المشاۃ اور او اور اما اورام تینوں کے تینوں حکم کو ثابت کرنے کے لئے ہیں مبہم نہ متعین جیسے مررت برجل او امراۃ اور اما حرف عطف اس وقت ہوتا ہے جب اس سے پہلے دوسرا اما ہو جیسے العدد اما زوج او فرد اور جائز ہے کہ اما او سے پہلے آجائے جیسے زید اما کاتب اوامی اورام دو قسموں پر ہے منصلہ اور وہ وہ ہے جس کے ساتھ سوال کیا جائے دو چیزوں میں سے ایک کو متعین کرنے کے بارے میں اور اس کے ساتھ سوال کرنے والا جانتا ہے ان میں سے ایک کے ثابت ہونے کو مبہم طور پر برخلاف او اوراما کے اس لئے کہ ان دونوں سوال کرنے والا ان میں سے کسی ایک کے ثبوت کو بالکل نہیں جانتا اور ام کا استعمال کئی شرطوں کے ساتھ ہوتا ہے اول یہ کہ اس سے پہلے ہمزہ ہو جیسے ازید عندک ام عمرو دوسرے یہ کہ اس کے ساتھ ایسا لفظ ہو جیسا ہمزہ کے ساتھ ہوتا ہے یعنی اگر ہمزہ کے بعد اسم ہے تو اسی طرح ام کے بعد ہو جیسا کہ گزرا اور اگر ہمزہ کے بعد فعل ہو تو اسی طرح اس کے بعد ہو جیسے اقام زید ام قعد لہٰذا نہ کہا جائے گا ارایت زیدا ام عمرا تیسرے یہ کہ دو برابر چیزوں سے ایک ثابت ہو اور سوال صرف متعین کرنے کے بارے میں ہو اس لئے واجب ہے کہ ام کا جواب متعین کرکے ہو نہ کہ نعم یالا کے ساتھ تو جب کہا جائے ازید عندک ام عمرو تو اس کا جواب ایک کو متعین کرکے ہوگا پھر جب سوال کیا جائے او یا اما کے ساتھ تو اس کا جواب نعم یالا ہوگا

اور منقطعہ اور وہ وہ ہے جو بل کے معنی میں ہو ہمزہ کے ساتھ جیسا کہ تو نے دور سے کوئی صورت دیکھی تو تو نے کہا انہا لا بل بے شک یہ تو اونٹ ہیں یقیناً پھر تجھ کو شک ہوا کہ یہ تو بکری ہے تو تو نے کہا بل ھی شاۃ تیرا مقصد پہلی خبر سے اعراض کرکے دوسرے سوال کو شروع کرنا ہے جس کا معنی ہے بل ھی شاۃ. اور جان تو کہ ام منقطعہ نہیں استعمال ہوتا مگر خبر میں جیسا کہ گزرا اور استفہام میں جیسے اعندک زید ام عمرو تو نے پہلے زید کے پائے جانے کے بارے میں سوال کیا پھر تو نے پہلے سوال سے گریز کیا اور عمرو کے پائے جانے کے بارے میں سوال

کو شروع کیا۔

اورلا اوربل اورلکن سارے کے سارے حکم کے ثابت ہونے کے لئے دو چیزوں میں سے ایک کے لیے متعین طور پر۔ لیکن لا تو دوسرے سے اس چیز کی نفی کے لئے جو پہلے کے لئے واجب ہے جیسے جاء نی زید لا عمرو اور بل پہلے سے گریز کرنے اور دوسرے کے لئے ثابت کرنے کے لئے ہوتا ہے جیسے جاء نی زید بل عمرو اس کا معنی ہے بل جاء نی عمرو اور ما جاء نی زید بل خالد اس کا معنی ہے بل ما جاء خالد اور لکن وہم دور کرنے کے لیے ہے اور لازم ہے اس کو نفی اس سے پہلے جیسے ما جاء نی زید لکن عمرو جاء یا اس کے بعد جیسے قام بکر لکن خالد لم یقم۔

سوالات

سوال: حروف عاطفہ کا نقشہ مع معانی ذکر کریں۔

سوال: واؤ عاطفہ کا تقاجا ترتیب کا ہے یا نہیں؟ مع امثلہ ذکر کریں نیز واؤ کی خصوصیت ذکر کریں۔

سوال: فاء کے معانی اور خصوصیت ذکر کریں مع مثال۔

سوال: الذی یغضب فیطیر زید الذباب میں معطوف کو معطوف علیہ کی جگہ کیوں نہیں لا سکتے؟

سوال: حتی اور ثم کے معانی ذکر کے حتی کی شروط ذکر کریں مع مثال۔ نیز یہ بتائیں کہ حتی کے اندر تاخر زمانی ضروری ہے یا نہیں۔

سوال: الذی اخرج المرعی فجعلہ غثاء احوی میں فاء کیوں لائی گئی ہے؟

سوال: او کے معانی ذکر کریں اور اما کے استعمال کا طریقہ نیز العدد اما زوج واما فرد کی مختصر ترکیب کریں۔

سوال: ام کی اقسام مع شروط اور مثالوں کے ذکر کر کے چند مثالیں دیں۔

سوال: ام کا جواب کس طرح ہوگا؟

سوال: ام منقطعہ ,منفصلہ کا مقام مع مثال ذکر کریں۔

سوال: لا ' بل ' لکن کا معنی اور مقام ذکر کریں اور ان کی شرطیں مع امثلہ ذکر کریں۔ نیز یہ بتائیں کہ بل کے بعد والا اسم بدل کی کس قسم سے ملتا ہے؟

سوال: اخذت فی السوال میں اخذ فعل لازم کیوں ہے؟

سوال: واؤ' فاء' ثم' بل' لکن کے بارے میں چند فقہی مسائل مع دلیل ذکر کریں۔

حل سوالات

سوال: حروف عاطفہ کا نقشہ مع معانی ذکر کریں۔

جواب: حروف عاطفہ (معطوف علیہ اور معطوف کے اعتبار سے)

حکم دونوں کے لئے

وہ یہ ہیں۔ واؤ، فاء، ثم، حتیٰ،

هذه الحروف للجمع۔ واؤ مطلقاً جمع کے لئے ہے۔ جیسے جاء زید وعمرو چاہے زید پہلے آیا ہو یا عمرو. فاء ترتیب کے لئے ہے۔ بلا مہلت کے جیسے قام زید فعمرو ۔ یہ جب ہی ہوگا جب زید پہلے کھڑا ہوا ہو اور عمرو بلا کسی وقفے اور مہلت کے اس کے فورا بعد کھڑا ہوا ہو۔
ثم ترتیب اور مہلت کے لئے ہے۔ دخل زید ثم عمرو جب ید متقدم ہو اور عمرو کچھ دیر بعد داخل ہوا ہو حتیٰ بھی ترتیب اور مہلت کے لئے ہے۔ لیکن اس میں مہلت ثم کے مقابلہ میں کم ہوئی ہے۔ اور ایک شرط یہ بھی ہے کہ اس کا معطوف، معطوف علیہ میں داخل ہو۔ یعنی معطوف علیہ کا بعض ہو یا بعض کی طرح ہو اور یہ معطوف میں قوۃ کے معنی دیتا ہے یا ضعف کے۔ جیسے
(۱) مات الناس حتی الانبیاء ۔ (۲) قدم الحجاج حتی المشاۃ.

حکم کسی ایک کے لئے

او ، اما ، ام متکلم معطوف معطوف علیہ دونوں میں سے کسی ایک کیلئے حکم کا ثبوت مبہم یعنی غیر متعین کرتا ہے۔
جیسے جاء نی خالد او سعید
میرے پاس خالد یا سعید آیا۔ متعین نہیں کیا کہ کون آیا ہو سکتا ہے کہ خالد آیا ہو ہو سکتا ہے سعید آیا ہو

حکم خاص ایک کیلئے

لا ، بل، لکن ، تینوں حروف حکم کے ثبوت کو معطوف معطوف علیہ دونوں میں سے خاص ایک کے لئے معین کرنے کے لئے ہیں۔
جیسے جاء حامد لا شاهد
حامد آیا نہ شاہد

سوال: واؤ عاطفہ کا تقاضا ترتیب کا ہے یا نہیں؟ مع امثلہ ذکر کریں نیز واؤ کی خصوصیت ذکر کریں۔

جواب: واؤ عاطفہ کا تقاضا ترتیب نہیں صرف حکم کا معطوف اور معطوف علیہ دونوں کے لئے پایا جانا ضروری ہے' خواہ ایک ساتھ ہو یا آگے پیچھے۔ جیسے وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا وَاِبْرَاهِيْمَ اس مثال میں نوحؑ اور ابراہیمؑ معطوف معطوف علیہ ہیں۔ ترتیب کے لحاظ سے دیکھیں تو نوحؑ پہلے تشریف لائے اور بعد میں ابراہیمؑ۔ ارسال کا حکم دونوں کے لیے ثابت ہے۔ دوسری جگہ فرمایا اَنْجَيْنَاهُ وَاَصْحَابَ السَّفِيْنَةِ یہاں نجات کا حکم دونوں کے لیے معاً ثابت ہے۔

واؤ کی خصوصیت: کبھی واؤ ایسی جگہ پر آتی ہے کہ اس کے معطوف علیہ پر اکتفا نہیں ہو سکتا جیسے اِخْتَصَمَ زَيْدٌ وَعَمْرٌو کیونکہ یہاں تشارک کا معنی ہے یعنی زید اور عمرو آپس میں جھگڑے۔ اگر صرف زید کہیں تو معنی پورا ادا نہیں ہوگا جیسے "زید آپس میں جھگڑا" یہ غلط ہے۔ اس لیے معطوف علیہ اور معطوف دونوں کا ذکر ضروری ہے۔ ہاں اگر تشارک کا دوسرا اسلوب اختیار کریں اور ایک کو مفعول بنا کر ذکر کریں یا دونوں کی طرف ایک ہی ضمیر راجع کی جائے تو واؤ نہ آئے گا جیسے خَاصَمَ زَيْدٌ عَمْرًا ۔ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ ۔

سوال: فاء کے معانی اور خصوصیت ذکر کریں مع مثال۔
جواب: فاء ترتیب بلا مہلت کے لیے آتی ہے جیسے قَامَ زیدٌ فَعَمْرٌو یعنی زید کے کھڑا ہونے کے فوراً بعد عمرو کھڑا ہو گیا بلا کسی تاخیر کے۔ یہ تب کہیں گے جب قیام کرنے میں زید مقدم ہو اور عمرو بلا کسی تاخیر اس کے بعد ہو۔

کبھی فاء سے قبل جملہ حذف کر دیا جاتا ہے جس کی وجہ سے تراخی معلوم ہوتی ہے۔ اس حذف شدہ جملے کے ذکر کرنے سے تراخی ختم ہو جاتی ہے جیسے وَالَّذِیْ اَخْرَجَ الْمَرْعٰی فَجَعَلَهٗ غُثَاءً اَحْوٰی (جس نے نکالا چارا پھر کر ڈالا اس کو کوڑا سیاہ) اصل یوں ہے والذی اخرجَ المَرْعٰی فَمَضَتْ مُدَّةٌ فَجَعَلَهٗ غُثَاءً اَحْوٰی ۔اسی طرح کبھی کسی کام میں ترتیب الٹ معلوم ہوتی ہے تو ایسے مقام پر بھی لفظ محذوف مانتے ہیں جیسے اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصلوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ ای اِذَا اَرَدتُم القِیَامَ اِلَی الصلوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ ۔ اسی طرح وَ كَمْ مِنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنَاهَا فَجَاءَهَا بَاْسُنَا ای اَرَدْنَا اِهْلَاكَهَا فَجَاءَهَا بَاْسُنَا ۔ اسی طرح تَوَضَّأَ فَغَسَلَ وَجْهَهٗ ای اَرَادَ الْوُضُوْءَ فَغَسَلَ وَجْهَهٗ (اور ممکن ان مثالوں میں فاء تراخی یا تعقیب کے لیے نہیں بلکہ تفصیل کے لیے ہے۔) فاء کی خصوصیت:
فاء کبھی علت اور کبھی معلول پر داخل ہوتی ہے جیسے وَذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰی تنفعُ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ ذَكِّرْ معلول ہے اور فانَّ الذكریٰ تنفعُ المومنینَ جملہ علت ہے اور علت پر فاء داخل ہے۔ اسی طرح کبھی معلول پر داخل ہوتی ہے جیسے اِذَا جَاءَ نصرُ اللّٰهِ والفتحُ ورایتَ النَّاسَ یدخلُوْنَ فِی دِینِ اللّٰهِ افواجًا فَسَبِّحْ بحمدِ ربّکَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا یہاں اذا جاءَ نصرُ اللّٰهِ والفتحُ جملہ علت بن رہا ہے تسبیح کے لیے اور فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ واستغفِرْهُ جملہ معلول ہے اور اس پر فاء داخل ہے۔اسی وجہ سے صلہ، صفت، حال یا خبر کے اوپر فاء کی وجہ سے ایسے جملے کا عطف درست ہو جاتا ہے جو معطوف علیہ کی جگہ نہ رکھا جا سکے۔ جیسے اَلذِیْ یَطِیْرُ فَیَغْضَبُ زیدٌ الذبابُ۔ الذی موصول ہے، یطیرُ فعل، هُوَ ضمیر اس کا فاعل ہے، فعل فاعل مل کر جملہ معطوف علیہ ہے۔ فاء عاطفہ ہے، یغضبُ فعل، زیدٌ اس کا فاعل، فعل فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوف ہوا۔ معطوف علیہ معطوف مل کر صلہ ہوا۔ موصول صلہ مل کر مبتدا ہوا اور الذبابُ خبر ہے۔ مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ یہاں بتانا یہ مقصود ہے کہ اَلَّذِیْ کے بعد یطیر جملہ معطوف علیہ ہے لیکن اس کے معطوف کو اس کی جگہ نہیں رکھ سکتے کیونکہ اگر معطوف کو اس جگہ رکھیں تو جملہ یوں بنے گا۔ اَلَّذِیْ یغضبُ زیدٌ تو اس صورت میں صلہ میں کوئی ضمیر نہیں جو موصول کی طرف لوٹ سکے لہٰذا یہ درست نہیں کہ معطوف کو معطوف کی جگہ رکھ سکیں چونکہ معلول اور علت دونوں پر فاء آ جاتا ہے۔ اس لیے اس کا عطف کرنا جائز ہے۔ بخلاف ایک دوسرے کے مقام رکھنے کے لیے۔ کیونکہ یہاں معطوف کو

معطوف علیہ کی جگہ نہیں رکھا جا سکتا۔ اسی طرح اَلذِیْ یقومُ اخواکَ فیغضبُ ھُوَ زیدٌ۔ اللذانِ یقومانِ فیغضبُ زیدٌ اخواکَ ۔اسی طرح الم تر ان اللّٰہ انزلَ مِنَ السماءِ ماءً فَتُصْبِحَ الْاَرْضُ مُخْضَرَۃً یہاں بھی معطوف کو معطوف علیہ کے مقام پر نہیں رکھ سکتے۔

اور کبھی رکھ بھی سکتے ہیں جیسے اَلَّذِیْ یَکْتُبُ فَیُصَلِّیْ ھُوَ حَامِدٌ تو یہ بھی کہہ سکتے ہیں اَلَّذِیْ یُصَلِّیْ فَیَکْتُبُ ھُوَ حَامِدٌ ۔

فاء جزاء پر بھی داخل ہوتی ہے اس وقت کبھی خبر کو حذف بھی کردیتے ہیں جیسے فَاِنْ لَمْ یُصِبْھَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ترجمہ " تو اگر اس کو بارش نہ پہنچے تو پھوار یعنی پھوار کافی ہے تو اصل میں ہے فَطَلٌّ یَکْفِیْہِ ۔

سوال: الذی یغضب فیطیرُ زید الذبابُ میں معطوف کو معطوف علیہ کی جگہ کیوں نہیں لا سکتے؟

جواب: معطوف کو معطوف علیہ کی جگہ اس لیے نہیں لا سکتے کہ معطوف کے اندر کوئی بھی ایسی ضمیر نہیں جو موصول کی طرف لوٹ سکے جبکہ معطوف علیہ یغضب میں ھو ضمیر مستتر ہے جو الذی اسم موصول کی طرف لوٹتی ہے۔ ہاں جب صلہ میں کوئی ضمیر ایسی ہو جو موصول کی طرف لوٹ سکے تو پھر درست ہوگا جیسے الذی یطیر فیغضب الذباب ھو زید اب درست ہے لیکن جملہ کا وہ معنی جو مقصود تھا' بدل گیا کیونکہ پہلے جملے کا ترجمہ ہے "وہ جو غصے ہوتی ہے پس زید اسے اڑاتا ہے' وہ مکھی ہے" جبکہ دوسرے جملے کا معنی ہے "وہ جو اڑاتا ہے پس غصے ہوتی ہے مکھی' وہ زید ہے" تو پہلی صورت میں الذ باب کی خبردی گئی ہے جبکہ دوسری صورت میں زید کی۔

سوال: حتی اور ثم کے معانی ذکر کے حتی کی شروط ذکر کریں مع مثال۔ نیز یہ بتائیں کہ حتی کے اندر تاخر زمانی ضروری ہے یا نہیں۔

جواب: حَتّٰی اور ثُمَّ دونوں ترتیب کے لیے ہیں مہلت کے ساتھ۔ دونوں میں فرق یہ ہے کہ حتی میں مہلت ثُمَّ کے مقابلے میں کم ہوتی ہے جیسے دخل زیدٌ ثُمَّ عمرٌو یہ اس صورت میں کہیں گے جب زید دخول میں مقدم ہو اور عمرو کے اور زید کے دخول کے درمیان مہلت یا فاصلہ ہو۔ حتی کی مثال قَدِمَ الْحَاجُّ حَتَّی الْمُشَاۃُ

حَتّٰی عاطفہ کی شرائط :(۱) معطوف اسم ہو' فعل یا جملہ نہ ہو (کیونکہ فعل ہوا تو حَتّٰی حرف جر ہوگا اور اگر جملہ ہوا تو حتی ابتدائیہ ہوگا) اور اگر مجرور کے بعد آئے تو حَتّٰی کے بعد حرف جر لانا ہوگا۔ مات الناسُ حتی الانبیاءُ (۲) ضمیر نہ ہو (حَتَّاکَ ۔ حَتَّاہُ وغیرہ کا استعمال جائز نہیں ۔)(۳) معطوف بعض یا بعض کی طرح ہو معطوف علیہ کے لیے جیسے اکلتُ السمکۃَ حتی رَاْسَھَا ۔(۴) معطوف میں حسی یا معنوی زیادتی یا کمی کی انتہا ہو' حَتّٰی میں تاخر زمانی ضروری نہیں بلکہ بعض اوقات

صرف رتبہ اور درجہ میں کمی بیشی ہوتی ہے۔

فائدہ : ثُمَّ کے اندر حقیقۃً تراخی ہوتی ہے جبکہ حَتّیٰ میں کبھی نفس الامر میں تراخی نہیں' صرف درجہ میں کمی بیشی ہوتی ہے جیسے مَاتَ النَّاسُ حَتَّی الانبیاءُ انبیاء کی وفات بعد میں نہیں بلکہ دیگر انسانوں کے ساتھ ہے۔ تو حتی یہاں درجہ کے لحاظ سے برتری حاصل ہونے کی وجہ سے معطوف میں قوت کا فائدہ دیتا ہے۔

سوال : الذی اخرجَ المرعیٰ فجعلہٗ غُثَاءً اَحْوٰی میں فاء کیوں لائی گئی ہے؟

جواب : فاء ترتیب بلا مہلت کے لیے ہوتی ہے یعنی معطوف علیہ کے لیے ثبوت حکم کے فوراً بعد معطوف کے لیے کسی حکم کا ثبوت ہوتا ہے اور فاء اس پر دال ہوتی ہے۔ کبھی فاء سے قبل جملہ حذف کر دیا جاتا ہے جس کے باعث ظاہر معطوف اور معطوف علیہ کے درمیان تراخی معلوم ہوتی ہے۔ اس حذف شدہ جملے کو ذکر کرنے سے تراخی ختم ہو جاتی ہے۔ اس لیے فاء کا جو اصل مقصد ترتیب بلا مہلت ہے' وہ برقرار رہتا ہے۔ تو مندرجہ بالا جملے میں بھی اسی طرح کی صورت پائی گئی ہے۔

الذی اخرجَ المرعیٰ فَجَعَلَہٗ غُثَاءً احویٰ یہاں الذی اخرجَ الْمَرْعیٰ اور فَجَعَلَہٗ غثاءً احویٰ کے درمیان ایک جملہ محذوف ہے۔ اور اصل یوں ہے الذی اخرجَ المرعیٰ فَمَضَتْ مُدَّۃٌ فجعلہٗ غثاءً احویٰ تو اس سے پتہ چلا کہ یہاں بھی فاء ترتیب بلا مہلت کے لیے لائی گئی ہے۔

سوال : او کے معانی ذکر کریں اور اما کے استعمال کا طریقہ نیز العدد اما زوج واما فرد کی مختصر ترکیب کریں۔

جواب : اَوْ کے معانی :(۱) تخییر لیے امر کے بعد جیسے تَزَوَّجْ زَیْنَبَ اَوْ اُخْتَہَا (صرف ایک جائز ہے)(۲) اباحت کے لیے یعنی دونوں جائز ہیں جیسے جالسِ العُلَمَاءَ او الزُّھَّادَ (۳) شک کے لیے جیسے لَبِثْنَا یومًا او بعضَ یومٍ (۴) ابہام (یعنی بات کو مجمل رکھنے)کے لئے جیسے اِنَّا اَوْ اِیَّاکُمْ لَعَلٰی ھُدًی او فِیْ ضَلَالٍ مُبِیْنٍ

(۵) تقسیم کے لیے جیسے اَلکلمۃُ اسْمٌ اَوْ فِعْلٌ او حَرْفٌ (۶) بمعنی اِلیٰ ان یا اِلَّا اَنْ لَاَلْزَمَنَّکَ اَوْ تُعْطِیَنِیْ حَقِّیْ اَوْ تَخْلِفَنِیْ بِرَبِّکِ ... (۷) کبھی جملہ نافیہ یا ناہیہ کے اندر او واوٗ کا معنی دیتا ہے جیسے وَلَا تُطِعْ مِنْھُمْ آثِمًا اَوْ کَفُوْرًا یعنی کسی کی اطاعت درست نہیں ہے۔

اِمَّا کے استعمال کا طریقہ : اِمَّا اس وقت حرف عطف ہوتا ہے جب اسے پہلے ایک اور اِمَّا یا اَوْ کا استعمال ہوا ہو جیسے ھٰذَا العَدَدُ اما زوجٌ واما فَرْدٌ اور اِمَّا کو اَوْ پر مقدم کرنا بھی جائز ہے جیسے زیدٌ اما کاتبٌ او اُمِّیٌّ ۔اِمَّا کو بعض نحوی حرف عطف نہیں مانتے۔ وہ کہتے ہیں کہ اِمَّا کے ساتھ واوٗ عاطفہ آ سکتا ہے جبکہ حرف عطف' حرف عطف پر داخل نہیں ہو سکتا۔ اس سے ثابت ہوا کہ اما

حرف عطف نہیں ہے بلکہ یہ حرف تردید ہے۔

ترکیب: العددُ اما زوجٌ واما فردٌ۔ العدد مبتدأ، اما حرف تردید، زوج معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، اما حرف تردید، فرد معطوف معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر خبر، مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

سوال: اَمْ کی اقسام مع شروط اور مثالوں کے ذکر کر کے چند مثالیں دیں۔

جواب: اَمْ کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) ام متصلہ (۲) ام منفصلہ

اَمْ متصلہ وہ حرف عطف ہے جس کے ذریعے کلام میں مذکور دو چیزوں میں سے ایک کی تعیین کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے اور اس کے ذریعے سوال کرنے والا شخص دونوں میں سے ایک کے ثبوت کو مبہم طور پر جانتا ہے، صرف اس کی تعیین کرانا چاہتا ہے۔ بخلاف اَوْ اور اِمَّا کے کہ ان کے ذریعے سوال کرنے والا شخص دونوں چیزوں میں سے کسی ایک کو بالکل نہیں جانتا۔

اَمْ متصلہ کے استعمال کی تین شرطیں ہیں۔

(۱) اَمْ متصلہ سے پہلے ہمزہ لفظوں میں مذکور ہو جیسے اَزَیْدٌ عِنْدَکَ اَمْ عَمْرٌو ہمزہ کی جگہ ھَلْ وغیرہ نہیں لا سکتے۔

(۲) دوسری شرط یہ ہے کہ اَمْ متصلہ سے ایسا لفظ ملا ہو جیسا ہمزہ کے ساتھ ملا ہوا ہے۔ یعنی اگر ہمزہ کے بعد اسم ہے تو ام کے بعد بھی اسم ہو اور اگر ہمزہ فعل سے ملا ہوا ہے تو ام سے بھی فعل ملا ہوا ہو جیسے

اَزَیْدٌ عِنْدَکَ اَمْ عَمْرٌو (دونوں اسم ہیں)

اَقَامَ زَیْدٌ اَمْ قَعَدَ (دونوں فعل ہیں)

تو اَرَاَیْتَ زَیْدًا اَمْ عَمْرًا کہنا غلط ہوگا کیونکہ اس میں شرط ثانی مفقود ہے اور ہمزہ کے بعد فعل مذکور ہے اور ام کے بعد اسم ہے اور یہ درست نہیں ہے۔

(۳) ام متصلہ کی تیسری شرط یہ ہے کہ احد الامرینِ (معطوف اور معطوف علیہ) متکلم کے نزدیک ثابت شدہ ہوں مبہم نہ ہوں اور ام کے ذریعے استفہام صرف تعیین کا کیا گیا ہو، اسی لیے ام کا جواب تعیین کے ساتھ دیا جاتا ہے جیسے ازیدٌ عندکَ ام عمرٌو تو اس کا جواب ہوگا زیدٌ یا عمرٌو دونوں میں سے کوئی ایک، نَعَمْ یا لَا نہیں لائیں گے۔ لیکن جب اَوْ یا اِمَّا کے ساتھ سوال کیا جائے تو جواب نَعَمْ یا لَا دیا جا سکتا ہے۔

ام منقطعہ: ام کی دوسری قسم ام منقطعہ ہے۔ یہ وہ حرف ہے جو بَلْ کے معنی میں ہو مع ہمزہ کے۔ یہ بصریوں اور ابن ہشام نحوی کے مذہب کے مطابق ہے۔ ام منقطعہ میں بل اور استفہام حقیقی یا انکاری کا معنی پایا جاتا ہے، اس لیے ہمزہ بھی نکالا جائے گا اگر ضرورت ہو جیسے اِنَّھَا لَاِبِلٌ اَمْ ھِیَ

شاۃٌ ای بل اَھِیَ شاۃٌ۔ اَمْ لَہُ البناتُ ولکمُ البنونَ۔ ام ھَلْ تستوِی الظلماتُ والنورُ۔ ام خُلِقوا مِنْ غَیرِ شیءٍ ام ھُمُ الخالِقُوْنَ

فائدہ: ام متصلہ کبھی ہمزہ تسویہ کے بعد آتا ہے' اس کے آگے پیچھے جملہ فعلیہ یا اسمیہ یا مختلف جملے ہو سکتے ہیں اور جملہ مفرد کی تاویل میں ہوگا جیسے

(۱) سواءٌ علیھم ااَنذرتَھُمْ ام لَمْ تُنذِرْھُمْ ای سواءٌ علیھِمْ انذارُکَ اِیّاھُمْ ام عَدَمُ انذارِکَ اِیّاھُمْ (۲)

سواء علیکم ادعوتموھم ام انتم صامتون ای سواء علیکم دعوتکم ایاھم و صماتکم۔

اَمْ متصلہ کا استعمال سوال کے اندر ذکر کردہ چیزوں میں سے کسی ایک کی تعیین کے لیے ہوتا ہے یعنی سائل ایک کو غیر متعین طور پر جانتا ہے' صرف تعیین مقصد ہے' اس کا جواب دو طرح سے ہوتا ہے۔(۱) کسی ایک کو متعین کر دیا جائے۔(۲) دونوں کا انکار کر دیا جائے اور مخاطب کا رد کر دیا جائے جیسے مختصر المعانی میں ہے اَقُصِرَتِ الصلاۃُ اَمْ نَسِیْتَ یَا رسولَ اللّٰہِ اس کے جواب میں فرمایا کُلُّ ذٰلِکَ لَمْ یَکُنْ

یا جیسے کوئی پوچھے' مرزا قادیانی نبی تھا یا مجدد؟ تو جواب میں کہا جائے کہ نہ نبی تھا نہ مجدد بلکہ کَانَ دَجَّالًا۔

ام متصلہ کی مثالیں: ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السماءُ بَنَاھَا۔ اِنْ اَدْرِیْ اَقریبٌ اَمْ بعیدٌ ما تُوْعدونَ پہلی مثال میں ہمزہ اور اَمْ کے درمیان جملہ کاملہ ہے۔ دوسری مثال میں ہمزہ اور ام کے درمیان مفرد ہے۔

سوال: اَمْ کا جواب کس طرح ہوگا؟

جواب: چونکہ اَمْ کے ذریعے استفہام صرف ایک کی تعیین کے لیے ہوتا ہے' اس لیے اس کا جواب بھی تعیین کے ساتھ دینا واجب ہے نہ کہ نَعَمْ اور لَا کے ساتھ۔ جیسے کوئی پوچھے ازیدٌ عِنْدَکَ اَمْ عَمْرٌو تو اس کے جواب میں ایک کی تعیین ضروری ہے' مثلاً کہا جائے عمرٌو ہاں اگر کوئی ایک تو دونوں کا انکار کر دیا جائے

سوال: ام منقطعہ، منفصلہ کا مقام مع مثال ذکر کریں۔

جواب: مصنفؒ فرماتے ہیں کہ اَمْ منقطعہ صرف خبر کے موقع پر مستعمل ہے جیسے انھا لابل ام ھی شاۃ یعنی پہلی خبر سے اعراض کر کے دوسری خبر شروع کر دی۔

ام منقطعہ کے استعمال کا دوسرا مقام استفہام ہے جیسے اَعِنْدَکَ زیدٌ ام عمرٌو کیا تیرے پاس زید موجود ہے یا عمرو؟ پہلے زید کے موجود ہونے کا سوال کیا پھر اس سے اعراض کر کے عمرو کے موجود ہونے کا سوال کیا یعنی تقدیر یوں ہوگی اعندک زیدٌ موجودٌ ام عمرٌو موجودٌ ام منقطعہ کی مثالیں سورۂ طور میں بہت زیادہ پائی جاتی ہیں۔

سوال : لا ، بل ، لکن کا معنی اور مقام ذکر کریں اور ان کی شرطیں مع امثلہ ذکر کریں۔ نیز یہ بتائیں کہ بل کے بعد والا اسم بدل کی کس قسم سے ملتا ہے؟

جواب : لَا ، بَلْ ، لٰکِنْ جملہ میں مذکور دو امور میں سے متعین طور پر ایک کے لیے حکم ثابت کرنے کے لیے آتے ہیں اور اس بات میں یہ تینوں مشترک ہیں۔

لَا اس حکم کی، جو پہلے کے لیے ثابت ہے، دوسرے سے نفی کرتا ہے۔ یعنی معطوف علیہ کے حکم کی معطوف سے نفی کرتا ہے اور اس طرح صرف معطوف علیہ کے لیے ہی وہ حکم ثابت ہوتا ہے جیسے جَاءَنِیْ زیدٌ لَا عمرٌو آیا میرے پاس زید نہ کہ عمرو۔

بَلْ پہلے جملے سے اعراض اور ثانی کے اثبات کے لیے آتا ہے جیسے جَاءَنِی عمرٌو بَلْ زیدٌ آیا میرے پاس عمرو، نہیں بلکہ زید آیا۔ مَا جَاءَ خَالِدٌ بل بکرٌ ای مَا جَاءَ بَکرٌ۔ بعض نحوی بل کے بعد والے اسم کو معطوف نہیں بلکہ بدل الغلط مانتے ہیں۔

بَلْ کی شرائط :(۱) معطوف مفرد ہو۔

(۲) اگر بل سے پہلے ایجاب یا امر ہو تو حکم ماقبل سے ختم ہو جائے گا اور مابعد کے لیے ثابت ہوگا جیسے جَاءَ زیدٌ بَلْ عَمرٌو ای جاءَ عمرٌو ۔ اِضْرِبْ زیدًا بل عمرًا

(۳) اگر پہلا جملہ نفی یا نہی ہو تو بل کے مابعد سے اس کی ضد ثابت ہوگی مثلا مَا جَاءَ خالدٌ بل عمرٌو ای عمرٌو جاء ۔ لا تضرِبْ خالِدًا بل محمودًا ای لا تضرِبْ خالدًا بل اضرِبْ محمودًا۔ لیکن مصنف کے نزدیک بَلْ کے مابعد سے نفی، نہی ہی مراد ہوگی۔

لٰکِنْ استدراک کے لیے آتا ہے۔ لکن کے لیے اس کے ماقبل کی نفی کرنا ضروری ہے یعنی جس جگہ عطف مفرد علی المفرد کیا گیا ہو، تو پہلے کی نفی کرنا لازمی ہوگی جیسے ما جاءَ زیدٌ لکنْ عمرٌو ای عمرٌو جاءَ۔ ما رایتُ احدًا الکن عمرًا ای عمرًا رایتُ

لٰکِنْ کی شرائط :

(۱) معطوف مفرد ہو۔(۲) نفی یا نہی کے بعد ہو۔(۳) اس کے ساتھ واؤ نہ ہو جیسے لَمْ یَقُمْ عمرٌو لٰکِنْ زیدٌ ای زیدٌ قَامَ کیونکہ لم یقم ماضی کے لیے ہے۔

معطوف اگر جملہ ہو یا لکن واؤ کے بعد واقع ہو تو یہ حرف ابتداء ہوگا مزید تفصیل مغنی اللبیب میں ملاحظہ کریں جیسے مَا کَانَ محمدٌ اَبَا احدٍ من رِجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ یہاں لکن کے بعد کَانَ محذوف نکلے گا ای وَلٰکِنْ کَانَ رسولَ اللّٰہِ وخاتمَ النبیینَ اگر لٰکِنْ سے پہلے نفی نہ ہو تب بھی لکن کو ابتدائیہ بناتے ہیں جیسے قام عمرٌو لکن زیدٌ (لَمْ یَقُمْ محذوف خبر ہے زید مبتدا کی)

سوال: اخذتُ فی السوالِ میں اَخَذَ فعل لازم کیوں ہے؟
جواب: اَخَذَ یہاں افعال شروع میں سے ہے اس لیے فعل لازم ہے۔
سوال: واوٗ فاءٗ ثُمَّ بَلْ لٰکِنْ کے بارے میں چند فقہی مسائل مع دلیل ذکر کریں۔
جواب: واوٗ: واوٗ ترتیب کے لیے ہے لیکن جملہ انشائیہ میں اگر محل باقی رہے تو انشاء ہوگا ورنہ لغو ہو جائے گا مثلاً مدخول بہا کو کہا جائے اَنْتِ طَالِقٌ وطَالِقٌ وطَالِقٌ تو تین واقع ہوں گی مگر یہ کہ وہ تین کا محل نہ ہو۔ مثلاً باندی ہو یا اس کو پہلے بھی طلاق ہو چکی ہو مثلاً ایک طلاق دے کر رجوع کر لیا پھر تین دے دیں تو دو واقع ہوں گی' تیسری لغو ہو جائے گی۔

اگر غیر مدخول بہا کو کہا انتِ طالقٌ طالقٌ طالقٌ یا انتِ طالِقٌ وطالِقٌ وطالِقٌ تو ایک ہی ہوگی کیونکہ دوسری تیسری کے وقت وہ محل طلاق نہ رہی۔ اسی طرح کوئی شرط لگا کر کہے تو اگر غیر مدخول بہا سے کہا انتِ طالقٌ وطالقٌ وطالقٌ ان دخلتِ الدارَ تو دخول دار پر تین واقع ہوں گی کیونکہ شرط کی وجہ سے سابقہ کلام سارا معلق ہو گیا' دخول دار کے بعد تینوں یک دم واقع ہوں گی۔ اگر یوں کہا کہ اِنْ دخلتِ الدارَ فانتِ طالقٌ وطالقٌ وطالقٌ تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک دخول دار پر ایک طلاق ہوگی۔ اسی طرح غلام سے کہا اَدِّ اِلَیَّ اَلفًا وَانتَ حُرٌّ تو یہاں واوٗ حالیہ ہے' ہزار دے گا تب آزاد ہوگا۔ لیکن اگر اسی طرح عورت خاوند سے کہے طَلِّقْنِیْ ثَلاَثًا وَلَکَ اَلفٌ یا خاوند عورت سے کہتا ہے انتِ طالقٌ وعلیکِ الفٌ دونوں صورتوں میں اگرچہ واوٗ حالیہ ہے مگر ہزار دے نہ ہوگا کیونکہ طلاق کے وقت پیسے نہیں لیے جاتے۔

فاء: فاء ترتیب بلا مہلت کا تقاضا کرتی ہے۔ جیسے ان دخلتِ هٰذهِ الدارَ فهٰذهِ الدارَ فانتِ طالقٌ جب ترتیب سے مذکورہ گھروں میں بلا مہلت داخل ہوگی' تب طلاق ہوگی۔

کبھی فاء علت پر داخل ہوتی ہے جیسے کسی نے دوسرے سے کہا بعتُکَ هذا العبدَ بدرهمٍ اس کے جواب میں مخاطب نے کہا فَهُوَ حُرٌّ تو یہ کہنے سے بیع ثابت ہو جائے گی اور غلام بھی آزاد ہو جائے گا۔ معنی یہ ہوں گے کہ میں نے خریدا پھر آزاد کیا۔ لیکن اگر جواب میں یہ کہا وَهُوَ حُرٌّ تو بیع نہیں ہوگی کیونکہ مطلب یہ بنے گا کہ وہ پہلے سے ہی آزاد ہے اور آزاد کی بیع نہیں ہوتی تو یہ جملہ بائع پر تنقید ہوگا۔

بَلْ: بَلْ خبر میں ہو تو پہلی بات سے اعراض کے لیے ہوتا ہے انشاء میں ہو تو دونوں باتیں ثابت ہو جاتی ہیں بشرطیکہ محل قائم ہو مثلاً اگر کہا انتِ طالقٌ واحدةً لا بَلْ ثِنْتَیْنِ اس صورت میں مدخول بہا کو تین اور غیر مدخول بہا کو ایک واقع ہوگی کیونکہ مدخول بہا کو ایک تو انتِ طَالِقٌ واحدةً کہنے پر ہو گئی جو واپس نہیں لی جا سکتی اور بَلْ ثِنْتَیْنِ کہنے پر دو اور پڑ گئیں۔ اس طرح تینوں واقع ہوں گی۔ جبکہ

اقرار میں پہلی بات سے رجوع ممکن ہے مثلاً کہا جائے لَهٗ عَلَیَّ اَلْفٌ بَلْ اَلْفَانِ تو اس صورت میں دو ہزار کا اقرار ہوگا کیونکہ اقرار خبر ہے اور خبر سے رجوع ہو سکتا ہے' انشاء سے نہیں۔

اس مقام پر ایک اور اہم مسئلہ سمجھ لیں ارشاد باری ہے وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْیَاءٌ اس کی تقدیر یوں ہے ولا تقولوا لِمَنْ یُقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ھُمْ اَموات بَلْ ھُمْ احیاءٌ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ شہید کی صرف روح زندہ ہے جسم نہیں یہ آیت ان کے خلاف دلیل ہے اس طرح کہ بل سے پہلے جس کے مردہ کہنے سے روکا گیا بَلْ کے بعد اسی کو زندہ فرمایا گیا ہے اور کہنے والوں نے شہداء کے جسم کو ہی مردہ کہا جسم ہی نظر آتا ہے روح کس کو نظر آتی ہے۔ مولانا محمد علی جالندھری رحمہ اللہ لکھتے ہیں " اس آیت شریفہ میں اسی وجود کو مردہ کہنے سے روکا گیا جس پر کہ فعل قتل وارد ہوتا ہے ظاہر ہے کہ قتل جسم پر ہی وارد ہوتا ہے پس زندہ وہی ابدان مقتولہ ہوں گے اور قرآنی حکم کے مطابق ہم انہیں کو زندہ ماننے کے مکلف ہیں مَنْ یُقْتَلُ میں ضمیر مَنْ کی طرف راجع ہے جو جسم و روح دونوں کا مجموعہ ہے اور مشاہدہ بھی مقتول جسم ہی کا ہوتا ہے اَمْوَاتٌ کا مبتدا ھُمْ اوراحیاء کا مبتدا ھم جو مقدر ہیں) یہ ضمیریں اس مَنْ کی طرف راجع ہوں گی جو مَنْ یُقْتَلُ میں مذکور ہے اور وہ جسم ہی تھا الخ (بحوالہ حیات انبیاء کرام ص ۲۸ تصنیف حضرت مولانا مفتی عبد الشکور ترمذی رحمہ اللہ)

یاد رہے کہ حیات انبیاء کے مسئلہ میں قرآن و حدیث میں ہرگز تعارض نہیں ہے ارشاد باری ہے اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّ اِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ اس میں یہ تو نہیں بتایا کہ وفات کے بعد حیات نہ ہوگی جبکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ فِیْ قبورِھِمْ یُصَلُّوْنَ (مسند ابی یعلی موصلی ج ۳ ص ۳۷۹) قرآن پاک میں کہاں ہے کہ انبیاء اپنی قبروں میں زندہ نہیں۔ ایمان کا تقاضا تو یہ ہے کہ وفات کا بھی اعتقاد ہو اور قبر مبارک میں حیاۃ کا۔ جو شخص قرآن پاک کی آیت سنا کر اس حدیث کا انکار کرے تو یاد رکھے کہ وہ اپنی رائے سے حدیث کا انکار کرتا ہے اسے قرآن پاک کا ایسا معنی لینے کی کیا مجبوری ہے جس سے حدیث شریف کا انکار ہی ہو اب آپ خود فیصلہ کریں کہ آپ نے اپنی رائے کو مقدم کرکے حدیث نبوی کا انکار کرنا ہے یا قرآن و حدیث دونوں پر ایمان رکھنا ہے۔

ایک اہم نکتہ : جب حیاۃ النبی کے انکار کا فتنہ شروع ہوا تو مجلس احرار کے رہنماؤں نے اس کی مخالفت کی تو یہ لوگ کہنے لگے کہ مولانا محمد علی جالندھری مولانا غلام غوث اور احرار نے مولانا غلام اللہ خان صاحب کا بڑھتا ہوا اقتدار برداشت نہیں کیا (حیاۃ انبیاء کرام ص ۱۸) اصل وجہ یہ ہے کہ مجلس احرار والے توحید اور شان رسالت دونوں پر کام کرتے تھے وہ فتنے سے بچ گئے اور ان لوگوں نے کبھی شان رسالت پر کام نہ کیا پھسل گئے۔ یہ مت سمجھو کہ مسئلہ توحید ہی سب کچھ ہے بلکہ پورے دین پر چلو ارشاد فرمایا یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَافَّۃً (اے ایمان والو ایمان میں پورے کے

پورے داخل ہو جاؤ) انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے ثابت شدہ فضائل کو تسلیم نہ کرنا یا ان کو بیان کرنے سے گریز کرنا اللہ جل شانہ کے ساتھ مقابلہ کرنے کے مترادف ہے اور حقیقت یہ ہے کہ جیسے کچھ لوگ اللہ کی شان کو بیان کرنے سے گھبراتے ہیں کچھ لوگوں کو شان رسالت یا آداب نبوی کا بیان کرنا شاق گزرتا ہے اہل علم جانتے ہیں کہ سورہ حجرات کے شروع میں نبی ﷺ کے آداب کا بیان ہے حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں "علماء نے تصریح فرمائی ہے کہ یہ آداب بعد حیات بھی باقی ہیں (نشر الطیب ص ۲۸۸ ' ۲۸۹) جبکہ ایک نام نہاد مفسر محمد امیر لکھتا ہے "قولہ یاایہا الذین آمنوا) سے لے کر (سمیع علیم) ادب اول کا بیان ہے پیغمبر علیہ السلام کے سامنے پیش دستی نہیں کرنی چاہیئے اس میں اپنے بادشاہوں کا حکم بھی اسی طرح سمجھ لیجئے" اس سے اگلے صفحے میں لکھا ہے (خلاصہ در خلاصہ) بادشاہوں سے اچھا برتاؤ رکھو تاکہ آپس میں اتفاق رہے اور متفق ہو کر مشرکوں سے جہاد کرو فتح ہوگی (الدر المنثورات فی ربط السور والآیات ص۱۸۱) دیکھا آپ نے کہ نبی ﷺ کے آداب کو بیان کرنا ان کے لئے کتنا مشکل ہے اگر کہیں کر ہی دیا تو بادشاہوں کو ساتھ ملا دیا جب اس سورت کی تفسیر میں شان رسالت اور آداب نبوی کا ذکر نہیں کرتے تو اور کہاں ذکر کریں گے۔

ثُمَّ: امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ثُمَّ تراخی حکم اور تراخی ذکر دونوں کے لیے ہوتا ہے یعنی یوں سمجھا جائے کہ انسان نے ثُمَّ کے بعد والا جملہ ذرا وقفے سے بولا ہے مثلاً غیر مدخول بہا کو کہا جائے اَنْتِ طَالِقٌ ثُمَّ طَالِقٌ ثُمَّ طَالِقٌ یوں سمجھا جائے گا کہ اس نے دوسرا اور تیسرا جملہ منٹ منٹ بعد بولا ہے۔ تو اس وقت پہلی طلاق فوراً" واقع ہو جائے گی' دوسری اور تیسری محل طلاق نہ ہونے کی وجہ لغو اور بے کار ہو جائے گی۔

لٰکِنْ: لٰکِنْ کے بعد جملہ ہو تو نیا کلام ہوگا' پہلے سے مرتبط نہ ہوگا جیسے کہا لَا اُجِیْزُ النِّکَاحَ بِاَلْفٍ لٰکِنْ اُجِیْزُہٗ بِاَلْفَیْنِ تو یہاں لکن سے پہلے جملہ کہنے سے ہزار پر نکاح باطل ہو گیا اور لٰکِنْ کے بعد نیا جملہ ہے کہ دو ہزار پر میں جائز قرار دیتا ہوں تو اس صورت میں اب اختیار ہے' چاہے تو دو ہزار پر دوبارہ نکاح کر لے اور چاہے تو نہ کرے کیونکہ پہلا نکاح باطل ہو گیا ہے۔

اگر یہ کہہ دے لَا اُجِیْزُ النِّکَاحَ بِاَلْفٍ لٰکِنْ بِاَلْفَیْنِ تو اب چونکہ لکن کے بعد جملہ نہیں ہے اس لیے یہ پہلے جملے کے ساتھ مرتبط رہے گا' اب نکاح باطل نہیں ہوا بلکہ صرف مہر ایک ہزار سے دو ہزار ہو گیا ہے۔ اب اختیار ہے کہ دو ہزار روپے دے دے ورنہ چھوڑے۔

اَوْ: تخییر کے لیے آتا ہے جیسے فَفِدْیَۃٌ مِّنْ صِیَامٍ اَوْ صَدَقَۃٍ اَوْ نُسُکٍ یعنی حج کے دوران بیماری کی وجہ سے حجامت کرانے سے تینوں میں سے ایک چیز ضروری ہوگی۔ یہ تخییر ہے۔

انشاء کے وقت بھی اختیار ہوگا مثلاً یوں کہا ھٰذَا الغلام اَوْ ھٰذَا حُرٌّ تو مالک کو ایک کے رکھنے اور ایک کے چھوڑنے کا اختیار ہوگا' دونوں کو اپنے پاس نہیں رکھ سکتا۔

فصل : حروف التنبيه ثلاثة ألا و أما و ها وضعت لتنبيه المخاطب لئلا يفوته شيء من الكلام فألا و أما لا يدخلان الا على الجملة اسمية كانت نحو قوله تعالى : الا انهم هم المفسدون و قول الشاعر شعر :

أما والذى أبكى و أضحك و الذى أمات و أحيا و الذى أمره الأمر

أو فعلية نحو أما لا تفعل و ألا لا تضرب و الثالث ها تدخل على الجملة الاسمية نحو ها زيد قائم و المفرد نحو هذا و هؤلاء .

فصل : حروف النداء خمسة يا و أيا وهيا وأى و الهمزة المفتوحة فأى و الهمزة للقريب و أيا و هيا للبعيد و يا لهما و للمتوسط و قد مر أحكام المنادى .

فصل : حروف الايجاب ستة نعم و بلى و أجل و ان و اى . أمانعم فلتقرير كلام سابق مثبتا كان أو منفيا نحو أجاء زيد قلت نعم وأما جاء زيد قلت نعم و بلى تختص بايجاب ما نفى استفهاما كقوله تعالى : ألست بربكم قالوا بلى ، أو خبرا كما يقال لم يقم زيد قلت بلى أى قد قام و اى للاثبات بعد الاستفهام و يلزمها القسم كما اذا قيل هل كان كذا قلت اى و الله . و أجل و جير و ان لتصديق الخبر كما اذا قيل جاء زيد قلت أجل أو جير أو ان أى أصدقک فى هذا الخبر .

فصل : حروف تنبیہ تین ہیں الا 'اما اور ھا ان کو وضع کیا گیا ہے مخاطب کو ہوشیار کرنے کے لئے تاکہ اس سے کلام کی جو چیز رہ نہ جائے پھر الا اوراما نہیں داخل ہوتے مگر جملہ پر اسمیہ ہو جیسے اللہ تعالیٰ کا قول الا انہم ہم المفسدون اور شاعر کا قول شعر

اما والذی ابکی و اضحک والذی اماتو احیا والذی امرہ الامر

یا فعلیہ جیسے اما لا تفعل اورالا لا تضرب اور تیسرے ھا داخل ہوتا ہے جملہ اسمیہ پر جیسے ھا زید قائم اور مفرد پر جیسے ھذا 'ھؤلاء۔

فصل : حروف نداء پانچ ہیں یا 'ایا 'ھیا 'ای اور ہمزہ مفتوحہ پھرای اور ہمزہ قریب کے لئے ہیں اور ایا ھیا بعید کے لئے ہیں اور یا ان دونوں کے لئے اور متوسط کے لئے اور تحقیق گزر چکے ہیں منادی کے احکام۔

فصل : حروف ایجاب چھ ہیں نعم 'بلی 'اجل 'جیر 'ان اور ای پھرنعم تو کلام سابق کو پختہ کرنے کے لئے ہے مثبت ہو یا منفی جیسے اجاء زید تو کہے نعم اور اما جاء زید تو کہے نعم اور بلی خاص ہے اس چیز کو ثابت کرنے کے لئے جس کی سوال میں نفی کی گئی ہو جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد الست بربکم قالوا بلی یا خبر میں نفی کی گئی ہو

جیسے کہاجائے لم یقم زید تو کہے بلی یعنی قد قام اور ای استفہام کے بعد ثابت کرنے کے لئے ہوتا ہے اور اس کو قسم لازم ہے جیسے جب کہا جائے ہل کان کذا ؟ تو کہے ای واللہ اور اجل' جیر اور ان خبر کی تصدیق کے لئے ہوتے ہیں جیساکہ جب کہا جائے اجاء زید تو کہے اجل یاجیر یاان معنی یہ ہوگا کہ میں اس خبر میں تیری تصدیق کرتا ہوں۔

سوالات

سوال : حروف تنبیہہ کون کون سے ہیں' ان کا مقصد ذکر کریں نیز کہاں کہاں داخل ہوتے ہیں اور الا کے چند معانی ذکر کرنے کے بعد الا فعلیہ کا معنی اور اصل ذکر کریں۔

سوال: حروف نداء کون سے ہیں' اور کیسے استعمال ہوتے ہیں ؟

سوال: حروف ایجاب ذکر کر کے نعم' بلی' ای' اجل کا مقصد کریں اور مثالیں دیں۔

سوال: ان حرف تاکید اور ان حرف ایجاب کا معنی ذکر کریں۔

حل سوالات

سوال : حروف تنبیہہ کون کون سے ہیں' ان کا مقصد ذکر کریں نیز کہاں کہاں داخل ہوتے ہیں اور اَلاَ کے چند معانی ذکر کرنے کے بعد الا فعلیہ کا معنی اور اصل ذکر کریں۔

جواب حروف تنبیہہ تین ہیں۔ اَلاَ 'اَمَا ' ھَا

ان کا مقصد مخاطب کو چوکنا اور ہوشیار کرنا ہوتا ہے تاکہ اس سے کلام کی کوئی چیز اوجھل نہ ہو جائے یعنی کلام کو پورے طور پر سننے کے لیے وہ تیار ہو جائے۔

اَلاَ اور اَمَا جملہ اسمیہ اور جملہ فعلیہ پر داخل ہوتے ہیں۔ اسمیہ کی مثال یہ کہ جن لوگوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو بے وقوف کہا اللہ تعالی نے ان کے بارے میں فرمایا اَلَآ اِنَّھُمْ ھُمُ السُّفَھَآءُ (خبردار یہی ہیں بے وقوف) اس سے معلوم ہوا کہ انسان صحابہ کی طرف جس برائی کی نسبت کرے گا وہ برائی نسبت کرنے والے میں آجائے گی۔

قسم کی مثالیں

اما والذی ابکی و اضحک والذی

امات واحیا والذی امرہ الامر

حاشیہ میں ہے کہ یہ شعر ابو الفتح مرلی کا ہے ترجمہ یہ ہے "قسم اس کی جو رلاتا ہے اور ہنساتا ہے اور جو مارتا ہے اور زندہ کرتا ہے اور جس کا حکم ہی اصل حکم ہے" شعر کو اس لئے لایا گیا کہ اس میں اَمَا

حرف تنبیہ قسم پر داخل ہے۔ قسم کا جواب ہمیں مل نہ سکا اگلے شعر میں ہوگا۔ جملہ فعلیہ کی مثال جیسے اَلَا لَا تَضْرِبْ۔ اَمَا لَا تَفْعَلُ خبردار تو نہ مار۔ خبردار تو نہ کر۔ ھَا صرف جملہ اسمیہ پر داخل ہوتا ہے جیسے ھَا زید قائم

اور مفرد جو اسمائے اشارہ ہوں، ان پر بھی داخل ہوتا ہے جیسے ذَا پر ھٰذَا۔ تَانِ سے ھَاتَانِ۔ ذِہٖ سے ھٰذِہٖ وغیرہ

اَلَا کے چند معانی:

(۱) اَلَا برائے تنبیہ جیسے اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ خبردار بے شک اللہ کے اولیاء ان پر کوئی خوف نہ ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

(۲) اَلَا برائے استفہام جیسے اَلَا طَالِبَ فِی الْفَصْلِ کیا درسگاہ میں کوئی طلب علم نہیں۔

(۳) اَلَا برائے عرض جیسے اَلَا تَنْزِلُ بِنَا فَتُصِیْبَ خَیْرًا۔ اَلَا تَاْکُلُوْنَ۔ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَغْفِرَ اللّٰہُ لَکُمْ۔ اَلَا تَجْتَھِدُ فَتَفُوْزَ کیا تو ہمارے پاس نہیں آتا کہ بھلائی کو پائے، کیا تم کھاتے نہیں، کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمہیں بخش دے، کیا تو محنت نہیں کرتا کہ کامیاب ہوجائے۔

ھا بھی کبھی اسم فعل بمعنی خذ ہوتا ہے۔ اس ھا میں اور بھی لغات ہیں جیسے ھاء۔ ھاء۔ ھاؤم جیسے ھَاؤُمُ اقْرَءُوْا کِتَابِیَہْ

بعض جگہ ھٰذَا کی تفسیر خُذْ ذَا سے کرتے ہیں۔ ھَا کو اسم فعل بمعنی خُذْ اور ذَا کو اسم اشارہ لیتے ہیں۔ اور یہ اس وقت جب ھٰذَا سے پہلے جملہ مکمل ہو اور اس کے بعد اور لفظ نہ ہو۔

اَلَا کبھی فعل ہوتا ہے مثل دَعَا کے اور اس وقت اس کے معنی کوتاہی کرنے یا کمی کرنے کے ہوتے ہیں۔ اس کا مضارع یَالُوْ ہے جیسے لا یَاْلُوْنَکُمْ خَبَالًا۔ لَمْ آلُ جُھْدًا میں نے کوشش میں کمی نہیں کی۔ اَلَا کی اصل اَلَوَ ہے، تعلیل کے بعد اَلَا ہو گیا۔

سوال: حروف نداء کون سے ہیں، اور کیسے استعمال ہوتے ہیں؟

جواب حروف نداء پانچ ہیں (۱) یَا (۲) اَیَا (۳) ھَیَا (۴) اَیْ (۵) ہمزہ مفتوحہ۔

اَیْ اور ہمزہ مفتوحہ قریب کے لیے ہیں اور اَیَا، ھَیَا بعید کے لیے۔ جبکہ یَا قریب اور بعید دونوں کے لیے مستعمل ہے۔ اسی طرح متوسط کے لیے بھی یعنی جو نہ قریب ہو اور نہ دور۔ عام طور پر یَا استعمال کیا جاتا ہے پھر ہمزہ مفتوحہ دوسرے الفاظ قلیل الاستعمال ہیں۔

سوال: حروف ایجاب ذکر کرکے نَعَمْ، بَلٰی، اِیْ، اَجَلْ کا مقصد کریں اور مثالیں دیں۔

جواب حروف ایجاب چھ ہیں۔ (۱) نَعَمْ (۲) بَلٰی (۳) اَجَلْ (۴) جَیْرِ (۵) اِنَّ (۶) اِیْ۔ حروف ایجاب کا دوسرا نام حروف تصدیق بھی ہے۔

نَعَمْ کلام سابق کی پختگی اور تصدیق کے لیے لایا جاتا ہے' خواہ کلام سابق مثبت ہو یا منفی جیسے اَجَاءَ زیدٌ تو جواب میں نَعَمْ کہا جائے تو اس کا مطلب یہ ہے ٹھیک یعنی جَاءَ زَیْدٌ اسی طرح اگر ہو اَمَا جَاءَ زیدٌ تو جواب میں نَعَمْ کہنے کا مطلب یہ ہوگا آپ ٹھیک کہتے ہیں مَا جَاءَ زَیْدٌ (عرف میں اگر نفی کے بعد نَعَمْ آئے تو اثبات ہی مراد ہوتا ہے۔ شرح جامی مگر قرآن میں ایسے نہیں)

بَلیٰ ایسے کلامْ کے ساتھ خاص ہے جس کی نفی بطور استفہام کی گی ہو یعنی کلام منفی ہو اور اس میں حرف استفہام داخل ہو جیسے اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ تو جواب دیا بَلیٰ اردو میں اس کا ترجمہ "کیوں نہیں" کیا جاتا ہے یعنی بَلیٰ جملہ استفہامیہ منفیہ کے ایجاب پر دال ہے۔

مفسرین نے اس موقع پر کہا کہ جواب میں بَلیٰ کے بجائے اگر نَعَمْ کہہ دیتے تو کافر ہو جاتے کیونکہ نَعَمْ تو کلام منفی کی تائید تصدیق کرتا ہے۔ الستُ بِرَبِّکُمْ کے جواب میں نَعَمْ کہنے کا مطلب یہ ہوتا کہ "بالکل تو ہمارا رب نہیں ہے" معاذ اللہ تعالیٰ علامہ ابن ہشام رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو حضرت ابن عباس کی طرف منسوب کیا ہے (مغنی ج ۱ ص ۱۱۳)

اِیْ استفہام کے بعد جواب پر بولا جاتا ہے اس کے لیے قسم ضروری ہے۔ بعض نحویوں کے نزدیک تصدیق خبر کے لیے بھی آتا ہے۔ ابن مالکؒ کے نزدیک نَعَمْ کے معنی میں آتا ہے مگر یہ رائے ابن حاجبؒ اور مصنفؒ کی رائے کے خلاف ہے جیسے اِیْ وَاللّٰہِ اور اِی اللّٰہِ بھی آیا ہے یعنی واؤ کے حذف کے ساتھ اور اسم الجلالہ کے نصب کے ساتھ۔ البتہ اگر ھا شروع میں آئے تو اسم الجلالہ مجرور ہوگا جیسے ھا اللہ اور جس جگہ ہائے تنبیہہ نہ ہو اس جگہ تین طرح پڑھنا جائز ہے۔

اول اِیْ سے یاء کا حذف التقاء ساکنین کی وجہ سے تو اِللّٰہِ پڑھا جائیگا

دوم یہ کہ ای کے یاء کو التقاء ساکنین کو رفع کرنے کے لیے فتحہ دیں۔ فتحہ کے اخف الحرکات ہونے پر تو ای واللہ پڑھا جائے گا

سوم یہ کہ دو ساکنوں کو جمع رکھنا تاکہ حرف ایجاب کا آخری حرف حذف نہ ہونے پائے ای اللہ

قرآن پاک میں بھی اس کا استعمال ہوا ہے ارشاد باری ہے ویستنبؤنک احق ھو قل ای وربی انہ لحق (یونس: ۵۳) ترجمہ:" اور آپ سے پوچھتے ہیں کیا یہ حق ہے آپ کہہ دیجئے ہاں قسم میرے رب کی بے شک یہ حق ہے"۔

اَجَلْ یہ بھی حرف ایجاب ہے' نَعَمْ کے معنی میں آتا ہے مثال اس کی جب کافر آپ ﷺ کو شہید کرنے کا منصوبہ بنانے کے لیے جمع ہوئے تو ابلیس ایک بوڑھے شخص کی صورت میں آکر کہنے کہ میں نجد سے آیا ہوں اس لیے آپ کہ آپ سے کوئی بات نہ رہ جائے یعنی کوئی عمدہ رائے۔ تو اس پر کافروں نے کہا اَجَلْ فَادْخُلْ فَدَخَلَ مَعَہٗ (السیرۃ النبویۃ لابن ہشام ج ۱ ص ۱۲۵) بہت اچھا اندر

آئیں ۔ اس میں اَجَلْ حرف ایجاب کا استعمال ہے مشکوۃ شریف ص ۴۴ اور ص ۸۲ میں بھی اَجَلْ حرف ایجاب استعمال ہوا ہے

اِنَّ یہ بھی حروف ایجاب میں سے ہے اور قلیل الاستعمال ہے جیسے شرح جامی میں ہے کہ حضرت ابن زبیرؓ سے کسی آدمی نے کہا لَعَنَ اللّٰہُ نَاقَۃً حَمَلَتْنِیْ اِلَیْکَ تو آپؓ نے جواب میں فرمایا اِنَّ وَرَاکِبَھَا اَیْ نَعَمْ وَلَعَنَ اللّٰہُ رَاکِبَھَا پہلے جملے کا ترجمہ "اللہ تعالیٰ اس اونٹنی پر لعنت کرے جو مجھ کو تیرے پاس اٹھالائی ہے" دوسرے کا ترجمہ "ہاں اور اس کے سوار پر بھی" یعنی اللہ تعالیٰ اونٹنی کے سوار یعنی تم پر بھی لعنت کرے۔ اس میں اِنَّ نَعَمْ کے معنی میں ہے۔

سوال: اِنَّ حرف تاکید اور اِنَّ حرف ایجاب کا معنی ذکر کریں۔

جواب: اِنَّ حرف تاکید کا معنی "بے شک" اور "تحقیق" یا "پختہ بات ہے" سے کرتے ہیں اور اِنَّ حرف ایجاب کے معنی "ہاں" اور "بے شک" کے ہیں۔ نیز اِنَّ حرف تاکید عامل ہوتا ہے، اس کا اسم وخبر ساتھ ذکر کرنا ضروری ہے جبکہ اِنَّ حرف ایجاب غیر عامل ہے اور اس کے بعد جملہ کا حذف درست ہے۔ اِنَّ حرف ایجاب کی مثال یوں سمجھیں جیسے فون پر انسان کسی سے بات کرتے ہوئے انسان کے اس کے جواب میں کہے ٹھیک، بہت اچھا، جی۔ اس قسم کے الفاظ حروف ایجاب کہلاتے ہیں۔

فصل : حروف الزيادة سبعة ان وأن و ما و لا و من و الباء و اللام ف"ان" تزاد مع ما النافية نحو ماان زيد قائم و مع ما المصدرية نحو انتظر ما ان يجلس الامير و مع لما نحو لما ان جلست جلست . و" أن " تزاد مع لما كقوله تعالى فلما أن جاء البشير و بين لو و القسم المتقدم عليها نحو و الله أن لو قمت قمت . و" ما" تزاد مع اذا و متى و أى و أنى و أين وان شرطيات كما تقول اذا ما صمت صمت و كذا البواقى . و تزاد ما بعد بعض حروف الجر نحو قوله تعالى : فبما رحمة من الله ، وعما قليل ليصبحن نادمين ، و مما خطيئاتهم أغرقوا فأدخلوا نارا ، و زيد صديقى كما أن عمرا أخى . و " لا " تزاد مع الواو بعد النفى نحو ما جاء نى زيد و لاعمرو و بعد أن المصدرية نحو قوله تعالى : ما منعک أن لا تسجد و قبل القسم نحو قوله تعالى : لا أقسم بهذا البلد بمعنى أقسم . أما من و الباء و اللام فقد مر ذكرها فى حروف الجر فلا نعيدها .

فصل : حرفا التفسير أی و أن فأی كقوله تعالى : واسأل القرية أی أهل القرية كأنک تفسره أهل القرية و أن انما يفسر بها فعل بمعنى القول كقوله تعالى و ناديناه أن يا ابراهيم فلا يقال قلت له أن اكتب اذ هو لفظ القول لا معناه .

فصل : حروف المصدر ثلاثة ما و أن و أن فالأ وليان للجملة الفعلية كقوله تعالى : و ضاقت عليهم الأرض بما رحبت ای برحبها و قول الشاعر :

شعر : يسر المرء ما ذهب الليالی و كان ذهابهن له ذهابا

و أن نحو قوله تعالى : فما كان جواب قومه الا أن قالوا أی قولهم وأن للجملة الاسمية نحو علمت أنک قائم أی قيامک .

ترجمہ : فصل : حروف زیادت سات ہیں ان' ان'ما 'لا 'من 'باء اور لام توان کو زیادہ کیا جاتا ہے ما نافیہ کے ساتھ جیسے ما ان زید قائم (زید کھڑا نہیں ہے) اور ما مصدریہ کے ساتھ جیسے انتظر ما ان یجلس الامیر (انتظار کر جب تک کہ امیر بیٹھا ہے) اور لما کے ساتھ جیسے لما ان جلست جلست (جب تو بیٹھے گا میں بیٹھوں گا) اور ان کو زیادہ کیا جاتا ہے لما کے ساتھ جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد فلما ان جاء البشیر (پھر جب آیا خوشخبری دینے والا) اور لو اور اس قسم کے درمیان جو اس پر مقدم ہو جیسے واللہ ان لو قمت قمت (اللہ کی قسم اگر تو کھڑا ہوگا میں کھڑا ہوں گا) اورما کو زیادہ کیاجاتا ہے اذا 'متی' ای' انی' این اور ان کیساتھ جب یہ شرطیہ ہوں جیسے کہ تو کہے اذا ما صمت صمت (جب تو روزہ رکھے گا میں روزہ رکھوں گا) اور اسی طرح باقی ہیں اور بعض حروف جر کے بعد جیسے اللہ تعالیٰ کا قول فبما رحمة من اللہ (تو اللہ کی رحمت ہی کی وجہ سے آپ ان کے لئے نرم رہے) اور عما قلیل لیصبحن نادمین (عنقریب یہ لوگ پشیمان ہوں گے) اورمما خطیئاتہم اغرقوا و ادخلوا نارا (اپنے گناہوں کی وجہ سے وہ ڈبوئے گئے پھر آگ میں داخل کئے گئے)اور زید صدیقی کما ان عمرا اخی (زید میرا دوست ہے جیسا کہ عمرو میرا بھائی ہے) اور لا کو زیادہ کیا جاتا ہے واؤ کے ساتھ جو نفی کے بعد ہو جیسےما جاءنی زید و لا عمرو (نہیں آیا زید اور نہ عمرو) اور ان مصدریہ کے بعد جیسے اللہ تعالیٰ کا قول ما منعک ان لا تسجد (تجھے کس چیز نے روکا سجدہ کرنے سے) اور قسم سے پہلے جیسے اللہ تعالیٰ کا قول لا اقسم بھذا البلد (مجھے قسم اس شہر کی) اور رہے من اور باء اور لام تو ان کا ذکر حروف جر میں گزر چکا ہے اس لئے ہم ان کا اعادہ نہیں کرتے

فصل : تفسیر کے دو حرف ای اور ان ہیں توای جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد واسال القریة ای اھل القریة گویا کہ تو اس کی تفسیر کرتا ہے اھل القریة (سوال کر بستی سے یعنی بستی والوں سے) گویا کہ تو اس کی تفسیر کرتا ہے بستی

ونوں کے ساتھ ۔اور ان اس کے ساتھ اس فعل کی تفسیر کی جاتی ہے جو قول کے معنی میں ہو جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد وَ نَادَیْنَاہُ اَنْ یَا اِبْرَاھِیْمُ (اور ہم نے انہیں آواز دی کہ اے ابراہیم) اس لئے نہ کہاجائے گا قُلْتُ لَہٗ اَنِ اکْتُبْ کیونکہ وہ لفظ قول ہے نہ کہ اس کا معنی۔

فصل : حروف مصدر تین ہیں مَا اوراَنْ اور اَنَّ تو پہلے دو جملہ فعلیہ کے لئے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ کا قول وَ ضَاقَتْ عَلَیْھِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ یعنی باوجود اس کے کشادہ ہونے کے (ترجمہ یوں ہے اور تنگ ہوگئی ان پر زمین باوجود کشادہ ہونے کے) اور شاعر کا قول

یَسُرُّ الْمَرْءَ مَا ذَھَبَ اللَّیَالِیْ　　　وَکَانَ ذَھَابُھُنَّ لَہٗ ذَھَابًا

(اچھا لگتا ہے آدمی کو کہ چلی گئیں راتیں حالانکہ ان کا چلے جانا اس انسان کا چلے جانا ہے) اور ان جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد فَمَا کَانَ جَوَابَ قَوْمِہٖ اِلَّا اَنْ قَالُوْا (العنکبوت ۲۹) (تو نہ ہوا اس کی قوم کا جواب مگر یہ کہ انہوں نے کہا) یعنی ان کا قول (اور وہ یہ کہ لے آ تو اللہ کے عذاب کو اگر سچوں میں سے ہے) ان جملہ اسمیہ کے لئے ہے جیسے عَلِمْتُ اَنَّکَ قَائِمٌ یعنی تیرا کھڑا ہونا (مجھے معلوم ہوا کہ تو کھڑا ہے)۔

سوالات

سوال : حروف زیادۃ کون کون سے ہیں اور کہاں کہاں زائد ہوتے ہیں؟ مع مثال ذکر کریں، نیز ان کا مقصد بتائیں۔

سوال : کیا حروف زیادت ہمیشہ زائد ہوتے ہیں؟

سوال : مندرجہ ذیل کی ترکیب کریں۔

فبما رحمة من اللہ لنت لھم ۔ ما منعک ان لا تسجد اذ امرتک ۔ عما قلیل لیصبحن نادمین ۔ مما خطیئاتھم اغرقوا فادخلوا نارا ۔ ما جاء نی زید ولا عمرو ۔ زید صدیقی کما ان عمرا اخی

سوال : حروف تفسیر کون سے ہیں؟ ان کا مقام ذکر کریں نیز یہ بتائیں کہ ای اور ان کے بعد والے کلمات کا کیا اعراب ہوگا؟ مع مثال

سوال : حروف مصدر کتنے ہیں اور کہاں کہاں آتے ہیں؟ مع امثلہ ذکر کریں۔

سوال : ان مخففہ، ان ناصبہ اور ان مشبہ بالفعل اور ان مفسرہ میں سے کون سے حرف مصدر ہے اور کون سا نہیں؟

سوال : مصدر صریح سے مصدر مؤوّل اور مصدر مؤوّل سے مصدر صریح بنانے کا طریقہ مع مثال ذکر کریں۔

سوال: مصدر مؤول اسم کی کس تقسیم میں مصدر صریح کی طرح استعمال ہوتا ہے؟

سوال: مندرجہ ذیل مثالوں میں مصدر مؤول کو مصدر صریح سے تعبیر کریں۔

علم اللہ انکم کنتم تختانون انفسکم ۔ علم ان سیکون منکم مرضی ۔ ودوا لو تدھن فیدھنون ۔ بل قالوا مثل ما قال الاولون ۔ فضاقت علیھم الارض بما رحبت ۔ آمنوا کما آمن الناس ۔ من بعد ما غلبوا

سوال: مندرجہ ذیل مثالوں میں مصدر صریح سے مصدر مؤول بنائیں وبالعکس

نزل الملائکۃ تنزیلا ۔ اخرجنی مخرج صدق ۔ واستکبروا استکبارا ۔ ولکن لیطمئن قلبی ۔ اعجزت ان اکون مثل ھذا الغراب فاواری سواۃ اخی ۔ لو لا ان تدارکہ نعمۃ من ربہ ۔ ضربتم ضربا

سوال: حروف مصدر میں مصنف کے ذکر کردہ شعر کا ترجمہ اور مقصد بیان کریں۔

حل سوالات

سوال: حروف زیادۃ کون کون سے ہیں اور کہاں کہاں زائد ہوتے ہیں؟ مع مثال ذکر کریں' نیز ان کا مقصد بتائیں۔

جواب: حروف زیادۃ سات ہیں۔ اِنْ' اَنْ' مَا' لَا' مِنْ' بَاء' لَام

صاحب کتاب نے یہی ذکر کیے ہیں البتہ دوسری کتابوں میں "کاف" بھی حروف زوائد میں شامل کیا جاتا ہے۔

اِنْ: (۱) ما نافیہ کے ساتھ زائد ہوتا ہے جیسے

مَا اِنْ زیدٌ قَائِمٌ (زید کھڑا نہیں ہے) اور

مَا اِنْ مَدَحْتُ مُحَمَّداً بِمَقَالَتِیْ لٰکِنْ مَدَحْتُ مَقَالَتِیْ بِمُحَمَّدٍ

(میں نے اپنے کلام کے ساتھ محمد ﷺ کی تعریف نہیں کی لیکن میں نے محمد ﷺ کے ساتھ اپنے کلام کو قابل تعریف بنا لیا ہے)

(۲) ما مصدریہ کے ساتھ جیسے اِنْتَظِرْ مَا اِنْ یَجْلِسُ الامیرُ امیر کے بیٹھنے تک تو انتظار کر۔ اِنْ زائدہ عامل نہیں ہے۔

(۳) لَمَّا کے ساتھ جیسے لَمَّا اِنْ جَلَسْتَ جَلَسْتُ

اَنْ: (۱) لَمَّا کے ساتھ زائد ہوتا ہے جیسے فَلَمَّا اَنْ جَاءَ الْبَشِیْرُ

(۲) لَوْ اور قسم متقدم کے درمیان بھی زائد ہوتا ہے جیسے وَاللّٰہِ اَنْ لَوْ قُمْتَ قُمْتُ

مَا : (۱) شرط اِذَا ' مَتیٰ ' اَیَ ' اَنّیٰ ' اَینَ ' اِنْ کے ساتھ زائد ہوتا ہے جیسے
حَتّٰی اِذَا مَا جَاءُوْھَا ۔ اَیُّمَا اِھَابٍ دُبِغَ فَقَدْ طَھُرَ ۔ اَیُّمَا امْرَاَۃٍ نَکَحَتْ بِغَیْرِ اِذْنِ وَلِیِّھَا فَنِکَاحُھَا بَاطِلٌ ۔ اِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ مِنِّیْ ھُدًی (اِمَّا اصلہ اِنْ مَا) ۔ اِمَّا تَرَیِنَّ (اِمَّا اصلہ اِنْ مَا)
(۲) حروف جر کے بعد جیسے فَبِمَا رَحْمَۃٍ مِنَ اللّٰہِ لِنْتَ لَھُمْ ۔ عَمَّا قَلِیْلٍ لَیُصْبِحُنَّ نَادِمِیْنَ (عَمَّا اصلہ عَنْ مَا) ۔ مِمَّا خَطِیْئَاتِھِمْ اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا (مِمَّا اصلہ مِنْ مَا) زیدٌ صَدِیْقِیْ کما اَنَّ عَمْرًا اَخِیْ ۔

لَا : بہت جگہوں میں زائد ہوتا ہے۔ تفصیل مغنی اللبیب میں موجود ہے۔ چند جگہیں یہ ہیں۔(۱) واؤ کے ساتھ نفی کے بعد زائد ہوتا ہے جیسے مَا جَاءَنِیْ زَیْدٌ وَلَا عَمْرٌو (۲) اَنْ مصدریہ کے بعد جیسے مَا مَنَعَکَ اَنْ لَا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُکَ (۳) فعل قسم سے پہلے جیسے لَا اُقْسِمُ بِھٰذَا الْبَلَدِ ۔ لَا اُقْسِمُ بِیَوْمِ الْقِیَامَۃِ ۔

مِنْ ' باء اور لام کے معانی حروف جر کی بحث میں گزر چکے ہیں۔

حروف زیادت کے کلام میں لانے کا مقصد تاکید ہوتا ہے۔ ان کے ساتھ کلام میں پختگی پیدا ہوتی ہے اور بعض اوقات اشعار کے اوزان برابر کرنے کے لیے بھی حروف زیادت کا استعمال کیا جاتا ہے۔

بعض نحوی ان حروف کا نام حروف زائدہ نہیں بلکہ حروف صلہ کہتے ہیں علماء بلاغہ نے ان کو تاکید کیلئے مانا ہے (دیکھئے مختصر المعانی) اس لئے یہ حروف معنی کے اعتبار سے ہرگز فالتو نہیں ہوتے عام نحوی ان کو اس لئے زائد کہہ دیتے ہیں کہ دوسرے حروف کی طرح ان کو ترکیب میں جوڑا نہیں جا سکتا۔

سوال : کیا حروف زیادت ہمیشہ زائد ہوتے ہیں؟

جواب : نہیں بلکہ جب ضرورت ہو' اس وقت یہ زائد لائے جا سکتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ جب بھی کسی زائد حرف کے لانے کی کلام میں ضرورت ہو یا کلام کے اندر جو بھی حرف زائد ہوگا' وہ ان میں سے ہی کوئی ایک ہوگا۔ اور یہ ضروری نہیں کہ کلام میں ضرور حرف زائد لایا گیا ہو اور نہ یہ ضروری ہے کہ جہاں بھی ان حروف میں سے کوئی حرف آئے' وہ لازماً زائد ہی ہوگا بلکہ سیاق وسباق کی دلالت سے ان کے زائد ہونے یا نہ ہونے کا فیصلہ کیا جائے گا۔

سوال : مندرجہ ذیل کی ترکیب کریں۔

فبما رحمۃ من اللہ لنت لھم ۔ ما منعک ان لا تسجد اذ امرتک ۔ عما قلیل لیصبحن نادمین ۔ مما خطیئاتھم اغرقوا فادخلوا نارا ۔ ما جاءنی زید ولا عمرو ۔ زید صدیقی کما ان عمرا اخی ۔

جواب : فَبِمَا رحمةٍ مِنَ اللهِ لِنْتَ لهم : فاء عاطفہ' باء جارہ' مَا زائدہ' رحمةٍ موصوف' من اللهِ جار مجرور متعلق سے مل کر صفت' موصوف صفت مل کر مجرور' جار مجرور مل کر متعلق فعل کے' لِنْتَ فعل فاعل' لَهُمْ جار مجرور متعلق فعل کے' فعل اپنے فاعل اور دونوں متعلقوں سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

مَا مَنَعَکَ اَنْ لَا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُکَ: مَا مبتدا' مَنَعَ فعل' هُوَ ضمیر اس میں فاعل' کاف ضمیر مفعول بہ' اَنْ مصدریہ' لَا زائدہ' تَسْجُدَ فعل' اَنْتَ ضمیر اس میں فاعل' اِذْ اسم ظرف مضاف امرتُ فعل بافاعل' کاف ضمیر مفعول بہ' فعل فاعل مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ مضاف الیہ ہوا' مضاف مضاف الیہ متعلق تَسْجُدَ کے' اَنْ لَا تَسْجُدَ بتاویل مصدر ہو کر مفعول بہ ثانی' فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر' مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا اور یا یہ کہ اَنْ لَا تَسْجُدَ سے پہلے مِنْ حرف جر محذوف ہو اور جار مجرور کو مَنَعَ فعل سے متعلق کیا جائے۔

عَمَّا قلیلٍ لیصبحُنَّ نَادِمِیْنَ: عَنْ حرف جر' مَا زائدہ' قلیلٍ مجرور' جار مجرور متعلق یصبحُ فعل کے' لام تاکید' یُصْبِحُ فعل ناقص' نون حرف تاکید' واؤ ضمیر اُس کا اسم' نَادِمِیْنَ فعل ناقص کی خبر' فعل ناقص اپنے اسم وخبر اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

مِمَّا خَطِیْئَاتِهِمْ اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا : مِنْ حرف جر' مَا زائدہ' خَطِیْئَاتِهِمْ مجرور' جار مجرور متعلق فعل اُغْرِقَ کے' اُغْرِقَ فعل مجهول واو الجماعہ نائب فاعل' فعل مجهول اپنے نائب فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا

فاء عاطفہ' اُدْخِلُوْا فعل مجهول با نائب فاعل' نَارًا مفعول فیہ' فعل اپنے نائب فعل اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معطوفہ ہوا۔

مَا جَاءَنِیْ زیدٌ ولا عَمْرٌو : ما نافیہ' جَاءَنِیْ فعل با مفعول بہ' زیدٌ معطوف علیہ' واؤ عاطفہ' لَا زائد' عمرٌو معطوف' معطوف معطوف علیہ مل کر فاعل' فعل فاعل اور مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

زیدٌ صَدِیْقِیْ کَمَا اَنَّ عَمْرًا اَخِیْ: زیدٌ مبتدا' صَدِیْقِیْ خبر' مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا' کاف جارہ ما زائدہ مصدر مئوول اس کا مجرور ہے جار مجرور متعلق محذوف کے ہے مفہوم یہ ہے ثبت کون زید صدیقی کما ثبت کون عمرو اخی

سوال : حروف تفسیر کون سے ہیں؟ ان کا مقام ذکر کریں نیز یہ بتائیں کہ ای اور ان کے بعد والے کلمات کا کیا اعراب ہوگا؟ مع مثال

جواب : حروف تفسیر اَنْ اور اَیْ ہیں۔ اَیْ کی مثال وَاسْئَلِ الْقَرْیَةَ اَیْ اَهْلَ الْقَرْیَةِ یہاں القریةَ کی تفسیر اَیْ لاکر اَهْلَ القریةِ کی گئی۔

اَنْ کے ذریعے اس فعل کی تفسیر کی جاتی ہے جو قول کے معنی میں ہو جیسے وَنَادَیْنَاهُ اَنْ یَا اِبْرَاهِیْمُ۔ اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَیْکُمْ یَا بَنِیْ آدَمَ اَنْ لَا تَعْبُدُوا الشَّیْطَانَ ۔ وَعَهِدْنَا اِلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ اَنْ طَهِّرَا بَیْتِیَ لِلطَّائِفِیْنَ وَ الْعَاکِفِیْنَ وَ الرُّکَّعِ السُّجُوْدِ۔ اَمَرَ اَنْ لَا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِیَّاهُ۔ وَ اَوْحَیْتُ اِلَی الْحَوَارِیِّیْنَ اَنْ آمِنُوْا بِیْ وَ بِرَسُوْلِیْ۔

اَیْ کے ما بعد کو بدل یا عطف بیان بناتے ہیں نہ کہ عطف نسق۔ مغنی اللبیب میں ہے وَمَابَعْدَهَا عطفُ بَیَانٍ عَلٰی مَاقَبْلَهَا او بدلٌ لا عطفُ نَسَق (ج ۱ ص ۷۶) مثلاً واسْئَلِ القریةَ ای اهلَ القریةِ۔ القریةَ مبدل منہ یا مبین ہے اور اهلَ القریةِ بدل یا عطف بیان ہے۔

اَنْ معنی قول کے بعد آتا ہے نہ کہ لفظ قول کے بعد اس لئے یوں کہنا قلتُ لہٗ اَنِ اُکْتُبْ غلط ہوگا کیونکہ اُکْتُبْ سے پہلے قول ہے نہ کہ معنی قول۔ قول کے بعد جملہ مفعول بہ بن جاتا ہے اس لیے ان وغیرہ کی ضرورت نہیں ہے۔

یہاں ایک اشکال ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے ما قلتُ لهم الا ما امرتَنِیْ بِہٖ ان اعْبُدُوا اللّٰہَ رَبِّیْ وَرَبَّکُمْ اس میں لفظ قول کے بعد ان آیا ہے۔

جواب یہ ہے کہ اَنْ کے ساتھ بِہٖ کی ضمیر مجرور کی تفسیر کی گئی ہے نہ کہ قول کی۔ قُلْتُ کا مفعول مَا اَمَرْتَنِیْ بِہٖ ہے کیونکہ وہ کلام سے عبارت ہے' واللہ اعلم (شرح جامی)

سوال: حروف مصدر کتنے ہیں اور کہاں کہاں آتے ہیں؟ مع امثلہ ذکر کریں۔

جواب: حروف مصدر کتاب میں تین ذکر کئے ہیں۔ مَا ' اَنْ اور اَنَّ ۔ بعض نحوی لَوْ اور کَیْ کو بھی مصدریہ شمار کرتے ہیں۔ لو عام طور پر وَدَّ یَوَدُّ کے بعد اَنْ کا معنی دیتا ہے جبکہ کَیْ سے پہلا لام آجائے یا مانا جائے تو مصدریہ ہوگا۔ وَدُّوا لَوْ تُدْهِنُ فَیُدْهِنُوْنَ۔ لِکَیْلَا یَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَیْئًا

مَا اور اَنْ جملہ فعلیہ کے لیے ہیں اور ان جملہ اسمیہ کے لیے جیسے وَضَاقَتْ علیهم الارضُ بِمَا رَحُبَتْ ای بِرُحْبِهَا

اسی طرح ایک شعر میں ہے

یَسُرُّ الْمَرْءَ مَا ذَهَبَ اللَّیَالِیْ　　　وَکَانَ ذَهَابُهُنَّ لَهٗ ذَهَابًا

اَنْ کی مثال : فَمَا کَانَ جَوَابَ قَوْمِہٖ اِلَّا اَنْ قَالُوْا ای قَوْلُهُمْ۔ اِنَّ لَکَ اَنْ لَا تَجُوْعَ فِیْهَا وَلَا تَعْرٰی

اَنَّ کی مثال : عَلِمْتُ اَنَّکَ قَائِمٌ ای علمتُ قِیَامَکَ

اَنَّ اپنے مابعد سے مل کر مصدر کے حکم میں ہوتا ہے۔

مَا مصدریہ عام طور پر نسں ماضی کے شروع میں آتا ہے اور اس کے بعد اس کی طرف کوئی ضمیر راجع نہیں ہوتی۔ اگر مَا کے بعد اس کی ضمیر ہو تو وہ مَا موصولہ یا موصوفہ ہوگی' خواہ ضمیر بارز ہو یا مستتر'

مذکور یا محذوف۔
اور کبھی کبھی مضارع پر بھی مَا مصدریہ آ جاتی ہے جیسے یَعْرِفُوْنَہٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَاءَھُمْ ای یَعْرِفُوْنَہٗ کَمَعْرِفَتِہِمْ اَبْنَاءَھُمْ ۔
بعض نحویوں کے نزدیک مَا مصدریہ کے بعد جملہ اسمیہ بھی آ سکتا ہے۔ جیسے از کتاب قواعد الاعراب
جب جانبین میں ایک جیسے فعل ہوں تو عموماً" مَا مصدریہ ہوتی ہے جیسے آمِنُوْا کَمَا اٰمَنَ النَّاسُ اَیْ آمِنُوْا اِیْمَانًا ثَابِتًا کَاِیْمَانِ النَّاسِ ۔ اُکْتُبْ کَمَا کَتَبَ محمودٌ ای اکتبْ کِتَابَۃً ثابتۃً کَکِتَابَۃِ محمودٍ ۔
فائدہ : کبھی فعل کے بعد مَا کافہ آ جاتی ہے جیسے قَلَّمَا یَنْجَحُ الکسولُ بعض نحوی اس کو مَا مصدریہ کہہ کر یہ معنی کرتے ہیں قَلَّ نجاحُ الکسولِ اور بعض کافہ کہہ کر قَلَّ کو بغیر فاعل کے مانتے ہیں۔ اس کی مثال ضَرَبَ ضَرَبَ بکرٌ سے دیتے ہیں۔ اس میں دوسرا ضَرَبَ تاکید کے لیے بغیر فاعل کے ہے۔
اس قسم کے تین فعل ہیں : (۱) کَثُرَ مَا (۲) طَالَمَا (۳) قَلَّمَا
ان کے بعد جملہ فعلیہ ہوتا ہے جیسے قَلَّمَا ینجحُ الکسولُ ۔ کَثُرَ مَا یَرْسُبُ الْکَسُوْلُ ۔ طَالَمَا انْتَظَرْتُکَ ۔

اَنْ مصدریہ :

اَنْ مصدریہ عام طور پر فعل مضارع پر داخل ہوتا ہے، اس کے بعد مضارع مثبت اور منفی بہ لا بھی آ جاتا ہے جیسے مَا مَنَعَکَ اَنْ لَا تسجُدَ اِذْ اَمَرْتُکَ ۔ وَمَا لَنَا اَنْ لَا نُقَاتِلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ۔
اَنْ مصدریہ منفی بہ لم، لن وغیرہ سے پہلے نہیں آتا، وہ اَنْ مخففہ من المثقلہ ہوگا۔

مَا مصدریہ کی مثالیں :

ولھم عذاب الیم بما کانوا یکذبون ۔ عزیز علیہ ما عنتم ۔ ودوا ما عنتم ۔ فذوقوا بما نسیتم لقاء یومکم ھذا ۔ لھم عذاب شدید بما نسوا یوم الحساب ۔ لیجزیک اجر ما سقیت لنا ۔
لو مصدریہ کی مثالیں : ودوا لو تدھن فیدھنون ای ود وا ادھانک فادھانھم
یود احدھم لو یعمر الف سنۃ ای یود احدھم تعمیر الف سنۃ
یود المجرم لو یفتدی من عذاب یومئذ ببنیہ ای یود المجرم افتداءہ من عذاب یومئذ ببنیہ ۔
کی کی مثالیں : لکیلا یعلم من بعد علم شیئا ۔ لکیلا تاسوا علی ما فاتکم ۔ اسلمت کی ادخل الجنۃ ای اسلمت لدخولی الجنۃ ۔

سوال : ان مخففہ، ان ناصبہ اور ان مشبہ بالفعل اور ان مفسرہ میں سے کون سے حرف مصدر ہے اور

کون سا نہیں؟

جواب : اَنْ ناصبہ اور اَنَّ مشبہ بالفعل حروف مصدر ہیں اسی طرح اسی طرح اَنْ مخففہ کیونکہ وہ بھی اصل میں ان ہے۔ اسی طرح اَنْ مخففہ اور ان مفسرہ حرف مصدر نہیں ہیں۔ اَنْ ناصبہ فعل مضارع کو نصب دیتا ہے اور ان اپنے اسم کو۔ یہ دونوں مابعد سے مل کر بتاویل مفرد مصدر مؤول کہلاتے ہیں۔

سوال : مصدر صریح سے مصدر مؤوّل اور مصدر مؤوّل سے مصدر صریح بنانے کا طریقہ مع مثال ذکر کریں۔

جواب : اگر فعل مجہول ہو تو نائب فعل کو جدا کر کے حرف مصدر اور فعل سے مصدر بنا کر نائب فاعل کو خواہ ظاہر ہو یا ضمیر' مضاف الیہ بنا دیا جاتا ہے اور مفعول ثانی وغیرہ کو بعد میں منصوب ظاہر کیا جاتا ہے۔ اور اگر فعل معروف ہے تو فاعل کو مضاف الیہ بنا کر مفاعیل کو بعد میں منصوب ہی لایا جاتا ہے۔ ہاں البتہ کبھی کبھی مصدر کے بعد لام اس کے عمل کی تقویت کے لیے مفعول پر بڑھایا جاتا ہے۔ جس طرح اسم فاعل کے بعد آ سکتا ہے۔

مثالیں : (۱) وَلَهُمْ عذابٌ الِيمٌ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ (۲) آمنوا كما آمن الناس (۳) ان ينزل الله (۴) من بعد ما بيناه للناس (۵) من بعد ما غلبوا (۶) ان تصوموا (۷) ان تسترضعوا

مصدر مؤوّل	مصدر صریح
(۱) بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ	بِكَوْنِهِمْ يَكْذِبُوْنَ / بِكَذِبِهِمْ
(۲) كَمَا آمَنَ النَّاسُ	كَإِيْمَانِ النَّاسِ
(۳) اَنْ يُنَزِّلَ اللّٰهُ	تَنْزِيْلُ اللّٰهِ
(۴) مَا بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ	تَبْيِيْنُنَا اِيَّاهُ لِلنَّاسِ
(۵) مَا غَلَبُوْا	غَلَبِهِمْ
(۶) اَنْ تَصُوْمُوْا	صِيَامُكُمْ
(۷) اَنْ تَسْتَرْضِعُوْا	اِسْتِرْضَاعُكُمْ

جب اَنَّ سے مصدر بنانا ہو تو دیکھا جائے کہ اس کی خبر میں فعل یا مشتق ہے یا نہیں؟ اگر فعل یا مشتق ہو تو اس سے مصدر نکال کر اَنَّ کے اسم کی طرف مضاف کر دیا جائے اور یا لفظ کَوْن کو اسم کی طرف مضاف کر کے اَنَّ کی خبر کو کَانَ کی خبر بنا دیا جائے۔ اگر اَنَّ کی خبر میں فعل یا مشتق نہیں ہے تو پھر لفظ کَوْن ہی لانا ہوگا۔

مثالیں :

(۱) وَبَشِّرِ الذينَ آمَنُوْا وعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ ای بِكَوْنِ جَنَّاتٍ لَهُمْ۔

(۲) ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْحَقُّ ای بِکَوْنِ اللّٰہِ ھُوَ الْحَقّ۔
(۳) بَلٰی وَلٰکِن لِیَطْمَئِنَّ قَلْبِی اَیْ وَلٰکِنْ لِاطْمِئْنَانِ قَلْبِی۔
(۴) وَاَنَّکَ لَا تَظْمَأُ فِیْھَا وَلَا تَضْحیٰ اَیْ وَعَدَمَ ظَمَئِکَ فِیْھَا وَعَدَمَ ضَحَائِکَ۔
(۵) علمتُ اَنَّ خالدًا فِی الفصلِ ای علمتُ کونَ خالدٍ فِی الفَصْلِ۔
(۶) رایتُ اَنَّ سعیدًا یخطبُ ای رایتُ خُطْبَةَ سَعِیْدٍ۔
(۷) علمتُ اَنَّ محمودًا غائبٌ ای علمتُ غیابَ محمودٍ۔
(۸) علمتُ اَنَّ زیدًا اسدٌ ای علمتُ کونَ زیدٍ اسدًا

مصدر صریح سے مصدر مؤوّل بنانے کا طریقہ:

جب مصدر صریح سے مصدر مؤوّل بنانا ہو تو پہلے جملے میں اس کا معنی" فاعل یا نائب فاعل متعین کریں گے پھر اس مصدر صریح سے فعل ماضی یا مضارع نکال کر اس فاعل یا نائب فاعل کی طرف مسند کریں گے۔ ضمیر ہے تو ضمیر' ظاہر ہے تو ظاہر لائیں گے اور اس فعل پر حرف مصدر اَنْ' مَا' کَیْ' لو جو مناسب ہو' لاسکتے ہیں۔ اور اگر ان داخل کرنا ہو تو مصدر کے فاعل یا نائب فاعل کو ان کی خبر بنا کر اس کے مناسب اسم لگایا جائے گا۔

مثالیں:

(۱) ضربتُ ضربًا: ضَرْبًا سے اَنْ اَضْرِبَ یا مَا ضَرَبْتُ۔ مَا کے بعد کبھی فعل مضارع بھی آجاتا ہے۔
(۲) کَذٰلِکَ قَالَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ مِثْلَ قَوْلِھِمْ۔ قَوْلِھِمْ سے اَنْ یَقُوْلُوْا یا مَا قَالُوْا
(۳) یُحِبُّوْنَھُمْ کَحُبِّ اللّٰہِ۔ حُبِّ سے اَنْ یُحِبُّوْا یا مَا اَحَبُّوْا
(۴) ضُرِبْتُمْ ضَرْبًا۔ ضَرْبًا سے اَنْ تُضْرَبُوْا یا مَا ضُرِبْتُمْ
(۵) ضُرِبْنَا ضَرْبًا۔ ضَرْبًا سے اَنْ تُضْرَبُوْا یا مَا ضُرِبْنَا
(۶) عَلِمْتُ نَجَاحَکَ سے عَلِمْتُ مَا نَجَحْتَ او عَلِمْتُ اَنَّکَ نَاجِحٌ۔

اَنَّ کی مثال: اِسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ۔ اَلصَّبْرِ سے اِسْتَعِیْنُوْا بِاَنَّکُمْ صَابِرُوْنَ اَوْ بِاَنَّکُمْ تَصْبِرُوْنَ او بِاَنَّکُمْ صَبَرْتُمْ او بِاَنْ تَصْبِرُوْا۔

افعال عامہ کو ان کے بعد حذف کر سکتے ہیں جیسے علمتُ کونَکَ نَاجِحًا سے علمتُ بِاَنَّکَ نَاجِحٌ

سوال: مصدر مؤوّل اسم کی کس تقسیم میں مصدر صریح کی طرح استعمال ہوتا ہے؟

جواب: **مصدر مؤوّل کے احکام:**

مصدر مؤوّل جملہ نہیں بلکہ دوسرے اسمائے مفردہ کی طرح مرفوع' منصوب' مجرور واقع ہوگا۔ اسم کی کئی

تقسیمات ہیں مثلاً باعتبار تعریف و تنکیر' باعتبار تذکیر و تانیث' باعتبار وحدت و کثرت' باعتبار عامل ہونے کے' باعتبار معمول ہونے کے (مرفوع منصوب مجرور ہونا) آخری تقسیم میں اسم صریح اور اسم مؤوّل دونوں شامل ہیں' باقی میں نہیں یعنی مذکر و مونث صرف اسم صریح ہوگا' مصدر مؤوّل نہیں۔ جبکہ فاعل' مفعول' مضاف الیہ میں مصدر مؤوّل بھی مصدر صریح کی طرح آتا ہے۔ ان کی تعریف میں جب لفظ اسم بولا جائے تو وہ ان دونوں کو شامل ہوگا کیونکہ دونوں اسم کی قسمیں ہیں۔

سوال: مندرجہ ذیل مثالوں میں مصدر مؤوّل کو مصدر صریح سے تعبیر کریں۔

عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ - عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَرْضٰى - وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ - بَلْ قَالُوْا مِثْلَ مَا قَالَ الْاَوَّلُوْنَ - فَضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ - آمِنُوْا كَمَا آمَنَ النَّاسُ - مِنْ بَعْدِ مَا غَلَبُوْا -

جواب: عَلِمَ اللّٰهُ كونَكُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ - عَلِمَ كونَكُمْ مَرْضٰى - وَدُّوْا اِدْهَانَكَ فَيُدْهِنُوْنَ - بَلْ قَالُوْا مِثْلَ قَوْلِ الْاَوَّلِيْنَ - فَضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِرُحْبِهَا - آمِنُوْا كَاِيْمَانِ النَّاسِ - مِنْ بَعْدِ غَلَبِهِمْ -

سوال: مندرجہ ذیل مثالوں میں مصدر صریح سے مصدر مؤوّل بنائیں وبالعکس

نُزِّلَ الْمَلَائِكَةُ تَنْزِيْلًا - اَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ - وَاسْتَكْبَرُوْا اسْتِكْبَارًا - وَلٰكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ - اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِيَ سَوْاَةَ اَخِيْ - لَوْ لَا اَنْ تَدَارَكَهٗ نِعْمَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ - ضَرَبْتُمْ ضَرْبًا -

جواب: تَنْزِيْلًا فعل مجہول کا مصدر ہے اس لئے اس سے مصدر مؤول اَنْ يُنَزَّلُوْا یا مَا نُزِّلُوْا فعل مجہول کے ساتھ ہوگا۔ مُخْرَجَ فعل معروف کا مصدر میمی ہے اس سے مصدر مؤوّل اَنْ تُخْرِجَ یا مَا اَخْرَجْتَ ہو گا - اِسْتِكْبَارًا سے مصدر مؤوّل اَنْ يَسْتَكْبِرُوْا یا مَا اسْتَكْبَرُوْا ہو گا - وَلٰكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قلبی مصدر مؤول سے مصدر صریح وَلٰكِنْ لِاطْمِئْنَانِ قَلْبِيْ ہو گا - اَنْ اَكُوْنَ اور اُوَارِيَ سے مصدر صریح كَوْنِيْ اور مُوَارَاتِيْ ہو گا لَوْلَا اَنْ تَدَارَكَ سے مصدر صریح لَوْلَا تَدَارُكَ ہوگا - ضَرَبْتُمْ سے اَنْ تَضْرِبُوْا یا مَا ضَرَبْتُمْ ہوگا

سوال: حروف مصدر میں مصنف کے ذکر کردہ شعر کا ترجمہ اور مقصد بیان کریں۔

جواب:

شعر یوں ہے

يَسُرُّ الْمَرْءَ مَا ذَهَبَ اللَّيَالِيْ   وَكَانَ ذَهَابُهُنَّ لَهٗ ذَهَابًا

ترجمہ "راتوں کا گزر جانا انسان کو مسرور کرتا ہے حالانکہ ان کا گزر جانا خود اس کا چلا جانا ہے"

اس شعر کے ذکر کرنے کا مقصد یہ بتانا ہے کہ مَا ذَهَبَ اللیالِیْ میں مَا مصدریہ ہے اور ذهبَ اللیالِیْ سے مل کر مصدر مئوول ہے۔ تو مَا ذَهَبَ اللیالِیْ سے بمعنی ذَهَابُهُنَّ مصدر مئوّل بنے گا کیونکہ لَیَالِیْ کے لیے جمع مونث کی ضمیر آ سکتی ہے۔

فصل : حروف التحضيض أربعة هلا و ألا و لولا ولوما لها صدر الكلام و معناها حض على الفعل ان دخلت على المضارع نحو هلا تأكل و لوم ان دخلت على الماضى نحو هلا ضربت زيدا و حينئذ لا تكون تحضيضا الا باعتبار ما فات و لا تدخل الا على الفعل كما مر و ان وقع بعد ها اسم فباضمار فعل كما تقول لمن ضرب قوما هلا زيد أى هلا ضربت زيدا و جميعها مركبة جزؤها الثانى حرف النفى و الأول حرف الشرط أو الاستفهام أو حرف المصدر .

و للولا معنى آخر هو امتناع الجملة الثانية لوجود الجملة الثانية لوجود الجملة الأولى نحو لو لا على لهلك عمر . و حينئذ يحتاج الى جملتين أولاهما اسمية أبدا .

فصل : حرف التوقع قد وهى فى الماضى لتقريب الماضى الى الحال نحو قد ركب الامير أى قبيل هذا ولأجل ذلك سميت حرف التقريب]يضا و لهذاتلزم الماضى ليصلح]ن يقع حالا وقد تجيء للتأكيد اذا كان جوابا لمن يسأل هل قام زيد تقول قد قام زيد و فى المضارع للتقليل نحو ان الكذوب قد يصدق و ان الجواد قد يبخل و قد تجيء للتحقيق كقوله تعالى : قد يعلم الله المعوقين و يجوز الفصل بينهما و بين الفعل بالقسم نحو قد و الله احسنت و قد يحذف الفعل بعد قد عند القرينة كقول الشاعر شعر :

أفد الترحل غير أن ركابنا   لما تزل برحالنا و كأن قدن   أى و كأن قد زالت .

فصل : حرفا الاستفهام الهمزة و هل . لهما صدر الكلام و تدخلان على الجملة اسمية كانت نحو أزيد قائم او فعلية نحو هل قام زيد و دخولهما على الفعلية أكثر اذ الاستفهام بالفعل أولى وقد تدخل الهمزة فى مواضع لا يجوز دخول هل فيهما نحو أزيد ا ضربت و أتضرب زيدا وهو اخوك و أزيد عندك أم عمرو و أومن كان و أفمن كان و أثم اذا ما وقع و لا تستعمل هل فى هذه المواضع و ههنا بحث .

فصل : حروف تحضیض چار ہیں ھلا ' الا ' لولا اورلوما ان کیلئے کلام کی ابتداء ہے اور ان کا معنی کام پر ابھارنا ہے اگر مضارع پر داخل ہوں جیسے ھلا تاکل (تو کھاتا کیوں نہیں ؟ یعنی تجھے کھانا چاہیئے) اور ملامت کرنا اگر ماضی پر داخل ہوں جیسے ھلا ضربت زیدا (تو نے زید کو کیوں نہیں مارا ؟ یعنی تو نے بڑا ضروری کام ترک کردیا اب سوائے ندامت اور کیا ہے)اور اس وقت یہ تحضیض نہیں مگر گزرے ہوئے کے اعتبار سے اور یہ حروف صرف فعل پر داخل ہوتے ہیں جیسا کہ گزرا اور اگر ان کے بعد اسم واقع ہو تو کسی فعل کو پوشیدہ مان کر جیسے تو کہے اس کو جس نے کچھ لوگوں کو مارا ھلا زیدا یعنی ھلا ضربت زیدا (تو نے زید کو کیوں نہ مارا)اور یہ سب کے سب مرکب ہیں ان کا دوسراجزء حرف نفی اور پہلا جزء حرف شرط یا حرف استفہام یا حرف نفی ہے ۔

اور لولا کا ایک اور معنی ہے وہ ہے دوسرے جملے کا نہ ہونا پہلے جملے کے پائے جانے کے سبب سے جیسے لولا علی لھلک عمر (اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتے) اور اس وقت یہ دو جملوں کا محتاج ہوگا ان میں سے پہلا ہمیشہ جملہ اسمیہ ہوگا۔

فصل : حرف توقع قد ہے اور وہ ماضی میں آتا ہے ماضی کو حال کے قریب کرنے کیلئے جیسے قد رکب الامیر یعنی تھوڑی دیر پہلے امیر سوار ہوا ۔ اور اسی واسطے اس کا نام حرف تقریب بھی رکھا جاتا ہے اور اسی وجہ سے یہ ماضی کے ساتھ ضروری ہے تاکہ وہ حال بن سکے اور کبھی تاکید کے لئے بھی آتا ہے جب یہ جواب بنے اس کا جو سوال کرے ھل قام زید تو تو کہے قد قام زید اور مضارع میں تقلیل کے واسطے آتا ہے جیسے ان الکذوب قد یصدق و ان الجواد قد یبخل (بے شک جھوٹا کبھی کبھی سچ بول دیتا ہے اور بے شک سخی کبھی بخل کرلیتا ہے)اور کبھی یہ تحقیق کے لئے آتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا قول قد یعلم اللہ المعوقین (بے شک اللہ جانتا ہے ان کو جو روکتے ہیں یعنی جہاد سے) اور جائز ہے فاصلہ اس کے اور فعل کے درمیان قسم کے ساتھ جیسے قد واللہ احسنت (بے شک اللہ کی قسم تو نے اچھا کیا) اور قد کے بعد قرینہ کے پائے جانے کے وقت کبھی فعل کو حذف بھی کردیا جاتا ہے جیسے شاعر کا قول شعر

افد الترحل غیر ان رکابنا   لما تزل برحالنا وکان قدن

ای کان قد زالت یعنی گویا کہ وہ لے چلے شعر کا ترجمہ یہ ہے : قریب ہے کوچ کرنا مگر ہمارے سواری کے اونٹ ابھی تک ہمارے کجاووں کو لے کر نہ گئے اور یوں سمجھو کہ وہ لے کر چل نکلے ہیں)

فصل : استفہام کے دو حرف ہمزہ اور ھل ان دونوں کے لئے کلام کی ابتداء ہے اور یہ دونوں جملہ پر داخل ہوتے ہیں اسمیہ ہو جیسے ازید قائم یا فعلیہ ہو جیسے ھل قام زید اور ان کا داخل ہونا فعلیہ پر زیادہ ہوتا ہے کیونکہ فعل کے ساتھ سوال کرنا زیادہ بہتر ہے ۔ اور ہمزہ کچھ ایسی جگہوں میں آتا ہے جہاں ھل کا داخل ہونا جائز نہیں جیسے ازیدا ضربت اوراتضرب زیدا وھو اخوک اورازید عندک ام عمرو اور اومن کان اورافمن کان اوراثم اذا وقع اور ان جگہوں میں ھل استعمال نہیں ہوتا ۔ اور یہاں کچھ بحث ہے ۔

سوالات

سوال : تحضیض کا معنی ذکر کر کے اس کے حروف ذکر کریں اور ان کی خصوصیت ذکر کریں۔ نیز اس عبارت کی وضاحت کریں۔

وحینئذ لا تکون تحضیضا الا باعتبار ما فات اور یہ بھی بتائیں کہ ھلا زیدا ضربتہ میں زیدا پر نصب متعین کیوں ہے؟

سوال : لو لا شرطیہ کتنے جملوں پر داخل ہوتی ہے مع مثال ذکر کریں۔ نیز لو لا علی لھلک عمر - لو لا ان تدارکہ نعمة من ربہ لنبذ بالعراء - لو لا ان کتب اللہ علیکم الجلاء لعذبھم - لو لا کتاب من اللہ سبق لمسکم میں شرط اور جزاء کو کہا گیا ہے۔

سوال : قد کے معانی ذکر کر کے مثالیں دیں۔ نیز قد کی دو خصوصیات ذکر کر کے شعر کا ترجمہ اور اس کا مقصد ذکر کریں۔

سوال : قد قامت الصلوة - یومئذ وقعت الواقعة میں ماضی کیوں لاتے ہیں؟

سوال : مندرجہ ذیل کلمات استفہام میں سے اسم، فعل، حرف اور مرکب جدا جدا کریں۔ نیز یہ بتائیں کہ کون سے فعل انشاء کے لیے اور کون سے خبر کے لیے ہیں؟ نیز جو مرکب ہیں، ان کے مفردات ذکر کریں اور رسم الخط بھی بتائیں۔

سوال : ھل اور ہمزہ کا فرق بیان کریں نیز یہ بتائیں کہ صاحب کتاب نے جو مثالیں ذکر کی ہیں، ان میں ھل کیوں نہیں آ سکتا؟

حل سوالات

سوال : تَحْضِیْض کا معنی ذکر کر کے اس کے حروف ذکر کریں اور ان کی خصوصیت ذکر کریں۔ نیز اس عبارت کی وضاحت کریں۔

وَحِیْنَئِذٍ لَا تَکُوْنُ تَحْضِیْضًا اِلَّا بِاعْتِبَارِ مَا فَاتَ اور یہ بھی بتائیں کہ ھَلَّا زَیْدًا ضَرَبْتَہٗ میں زَیْدًا پر نصب متعین کیوں ہے؟

جواب: تحضیض کے معنی کسی کو فعل پر ابھارنا - حروف تحضیض چار ہیں۔

ھَلَّا - اَلَّا - لَوْلَا - لَوْمَا -

جب یہ چار حروف فعل مضارع پر داخل ہوں تو ابھارنے کے معنی دیتے ہیں جیسے کسی کو ترغیب دینے کے لئے کہا جائے ھَلَّا تَاْکُلُ تو کیوں نہیں کھاتا؟ ھَلَّا تُصَلِّیْ تو نماز کیوں نہیں پڑھتا؟ اگر یہ حروف ماضی پر داخل ہوں تو گزشتہ فعل کے نہ کرنے پر ملامت اور ڈانٹ ڈپٹ مقصود ہوتی ہے جیسے ھَلَّا

صَلَّيْتَ تو نے نماز کیوں نہیں پڑھی؟

ان کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ کلام کے شروع میں واقع ہوتے ہیں اور ان کے بعد فعل ہوتا ہے۔ اگر ان کے بعد اسم آجائے تو بھی فعل محذوف مانا جاتا ہے جیسے هَلَّا زَيْدًا ضَرَبْتَهٗ ای هَلَّا ضَرَبْتَ زيدًا ضَرَبْتَهٗ۔

حروف تحضیض سارے کے سارے مرکب ہیں جن کا جزء ثانی حرف نفی ہے' اول جز حرف شرط یا استفہام یا حرف مصدر ہے۔ دیکھئے

هَلَّا = هَلْ + لَا (هل استفهام + لا نفی)

اَلَّا = اَنْ + لَا (ان حرف مصدر + لا نفی)

لَوْ لَا = لَوْ + لَا (لو حرف شرط + لا نفی)

لَوْ مَا = لَوْ + مَا (لو حرف شرط + ما نفی)

مصنفؒ نے فرمایا وَحِيْنَئِذٍ لا تكونُ تحضيضًا اِلَّا باعتبارِ مَا فَاتَ "اور اس وقت نہیں ہوں گے' وہ تحضیض کے واسطے مگر باعتبار گزشتہ کے" مصنفؒ کی اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ جب حروف تحضیض فعل ماضی پر داخل ہوں تو اس وقت تحضیض کے معنی نہیں دیں گے مگر ماضی کے اعتبار سے کہ ماضی میں اگر یہ لفظ کہے جائے تو تحضیض یعنی ترغیب ہی ہوتی۔ چونکہ اب فعل کا وقت گزر چکا لہٰذا اب ملامت کرنا ہی کافی ہے' اب تحضیض کا کوئی فائدہ نہیں۔

هَلَّا زيدًا ضربتَهٗ میں نصب کے متعین ہونے کی وجہ یہ ہے کہ زید اسم ہے جو هَلَّا کے بعد واقع ہے اور هَلَّا حرف تحضیض ہے اور حرف تحضیض اسم پر نہیں بلکہ فعل پر داخل ہوتے ہیں اس لیے هَلَّا کے بعد فعل محذوف مانا جاتا ہے جو اس مثال میں ضربتَ ہے' اسی فعل کے باعث زید کا نصب متعین ہے۔ ضربتَ فعل نکالنے کی وجہ مَا اُضْمِرَ عاملُهٗ علٰی شريطةِ التَّفْسِيْر ہے۔

سوال : لَوْ لَا شرطیہ کتنے جملوں پر داخل ہوتی ہے مع مثال ذکر کریں۔ نیز لَوْ لَا عَلِيٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ۔ لَوْ لا ان تداركه نعمة من ربه لنبذ بالعراء۔ لو لا ان كتب الله عليكم الجلاء لعذبهم۔ لو لا كتاب من الله سبق لمسكم میں شرط اور جزاء کو کہاں گیا ہے۔

جواب : لَوْ لَا شرطیہ دو جملوں پر داخل ہوتی ہے اور اس وقت اول جملہ ہمیشہ اسمیہ ہوتا ہے اور عام طور پر اس کی خبر محذوف ہوتی ہے مثلاً لَوْ لَا عَلِيٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہوجاتے اس وقت وجود جملہ اولیٰ کے سبب انتفائے جملہ ثانی ہوتا ہے یعنی پہلے جملے کے ثبوت کی وجہ سے دوسرا جملہ ممتنع ہوتا ہے یا وجود اول انتفائے ثانی کا باعث ہوتا ہے مثلاً مذکورہ مثال میں لَوْ لَا عَلِيٌّ لَهَلَكَ

عمر یعنی علی موجود تھے اس لئے عمر ہلاک نہ ہوئے لولا کے بعد علی مبتدا ہے خبر اس کی موجود محذوف ہے اصل جملہ یوں ہے لو لا علیٌ موجود لھلک عمر ۔اس لئے محققین کے نزدیک لو صرف جواب شرط کی نفی کرتا ہے اس لئے اگر دونوں عقلاً یا عرفاً لازم و ملزوم ہوں تو دونوں کی نفی ہوگی ورنہ قدر مشترک کی اور کبھی جزاء کو پختہ کرنا مقصود ہوتا ہے جیسے ولو ردوا لعادوا لما نھوا عنہ' ولو سمعوا ما استجابوا لکم' لو انتم تملکون

مذکورہ جملوں میں شرط و جزاء:

لَوْلَا عَلِیٌّ (موجودٌ) شرط ہے اور لَھَلَکَ عُمَرُ جزاء ہے۔

لَوْلَا اَنْ تَدَارَکَہٗ نِعْمَةٌ مِنْ رَبِّہٖ شرط ہے اور لَنُبِذَ بِالْعَرَاءِ جزاء ہے۔

لَوْلَا اَنْ کَتَبَ اللّٰہُ عَلَیْھِمُ الْجَلَاءَ شرط ہے اور لَعَذَّبَھُمْ جزاء ہے۔

لَوْلَا کِتَابٌ مِنَ اللّٰہِ سَبَقَ شرط ہے اور لَمَسَّکُمْ جزاء ہے۔

لَوْلَا شرطیہ کا جو مفہوم صاحب کتاب نے بیان کیا ہے یعنی وجود اول انتفائے ثانی' وہ دلالت التزامی سے سمجھ آتا ہے' مطابقی سے نہیں۔

لَوْلَا کے بعد مبتدا ہوتا ہے اور اس کی خبر عموماً محذوف ہوتی ہے اور جواب شرط کو خبر کے قائم مقام کر دیا جاتا ہے جیسے لَوْلَا اَنْ تَدَارَکَہٗ نِعْمَةٌ مِنْ رَبِّہٖ اس کا مبتدا ہے' موجودٌ خبر محذوف ہے اور یہ جملہ شرط ہے' لَنُبِذَ بِالْعَرَاءِ جزاء ہے۔

فائدہ: لَوْلَا کی خبر افعال عامہ سے نہ ہو تو ذکر ہوگی جیسے ارشاد نبوی حضرت عائشہ کے لیے لولا قومک حدیث عھد بالاسلام لھدمت الکعبة او کما قال

فائدہ: کبھی لَوْلَا کے اسم سے پہلے مضاف حذف کر دیتے ہیں جیسے لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ لامرتھم بالسواک اصل میں ہے لَوْلَا مَخَافَةُ اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ لَاَمَرْتُھُمْ بِالسِّوَاکِ ۔

سوال: قَدْ کے معانی ذکر کر کے مثالیں دیں۔ نیز قد کی دو خصوصیات ذکر کر کے شعر کا ترجمہ اور اس کا مقصد ذکر کریں۔

جواب: قَدْ کو حرف توقع کہتے ہیں اور یہ ماضی پر داخل ہوتا ہے تاکہ ماضی کو حال کے قریب کرے اس لیے اس کا نام حرف تقریب بھی لکھا گیا ہے جیسے قَدْ رَکِبَ الامیرُ یعنی اس وقت سے کچھ پہلے امیر سوار ہوا۔

قَدْ کے معانی / استعمال:

(۱) قَدْ کبھی تاکید کے لیے آتا ہے' مثلاً سوال کرنے والے کے جواب میں جو کہے ھل قام زید تو جواب میں کہا جائے قد قَامَ زیدٌ تحقیق زید کھڑا ہے۔ سوال کرنے کے ذہن میں عموماً شک ہوتا ہے اس لیے جواب میں تاکید کی ضرورت ہوتی ہے لہذا جملہ فعلیہ کے شروع میں قد بڑھایا جاتا ہے۔

(۲) کبھی آئندہ یقینی بات یا چیز کے لیے جو عنقریب واقع ہونے والی ہو' قد اور ماضی لایا جاتا ہے جیسے قد قامتِ الصلاۃُ

(۳) جب مضارع پر داخل ہو تو تقلیل کے معنی دیتا ہے جیسے اِنَّ الکَذُوبَ قَدْ یَصْدُقُ۔ اِنَّ الْجَوادَ قَدْ یَبْخُلُ

(۴) کبھی مضارع پر داخل ہو کر تاکید کے معنی دیتا ہے جیسے قَدْ یَعْلَمُ اللّٰہُ الْمُعَوِّقِیْنَ مِنْکُمْ تحقیق اللہ جانتا ہے رکاوٹ ڈالنے والوں کو تم میں سے۔

عام طور پر جب مضارع میں تاکید کے معنی ہوں تو "خوب" "واقعی" وغیرہ الفاظ سے ترجمہ کرتے ہیں جیسے مذکورہ مثال میں "اللہ خوب جانتا ہے" یا "واقعی اللہ جانتا ہے" لیکن یہاں "تحقیق" اور "خوب" سے ترجمہ کرنا زیادہ مناسب ہے۔

(۵) قَدْ اور فعل کے درمیان قسم لا کر فصل کرنا جائز ہے جیسے قَدْ وَاللّٰہِ اَحْسَنْتَ تحقیق' اللہ کی قسم' تو نے اچھا کیا۔

قَدْ کی دو خصوصیات:

(۱) قَدْ جب ماضی پر داخل ہو تو اس وقت اس جملہ فعلیہ کو ذو الحال بنایا جا سکتا ہے خواہ قد لفظاً ظاہر ہو یا تقدیراً مانا جائے۔ دوسرے لفظوں میں جب ماضی کو حال بنایا جائے تو اس کے شروع میں قد کا ہونا ضروری ہے' خواہ لفظاً ہو یا تقدیراً۔

(۲) قَدْ کے بعد قرینہ پائے جانے کی صورت میں فعل کو حذف کر دیا جاتا ہے جیسے شاعر کا قول

اَفِدَ التَّرَحُّلُ غَیْرَ اَنَّ رِکَابَنَا   لَمَّا تَزُلْ بِرِحَالِنَا وَکَاَنْ قَدِنْ

اس شعر میں قدن کے آخر میں نون ترنم ہے اور اس کے بعد فعل زَالَتْ محذوف ہے اور اس فعل کے عوض میں ہے تو تنوین عوض ہوگی۔

ترجمہ "روانگی کا وقت قریب آ گیا مگر ہمارے اونٹ جن پر ہم سفر کریں گے' روانہ نہیں ہوئے ہمارے کجاووں کے ساتھ۔ اور گویا تحقیق قریب ہے کہ وہ کوچ کریں گے۔

اس شعر کو یہاں ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ قَدْ کے بعد قرینہ کے پائے جانے کے باعث فعل حذف کر دیا جاتا ہے جیسے مذکورہ شعر میں قَدْ زَالَتْ سے قَدْ رہ گیا ہے۔ آخر میں تنوین ضرورت شعری کے لئے لائی گئی ہے۔

سوال: قد قامت الصّلوٰۃُ۔ یومئذٍ وَقعتِ الْوَاقِعَۃُ میں ماضی کیوں لاتے ہیں؟

جواب: آئندہ یقینی چیز کے لیے جو عنقریب ہونے والی ہو' ماضی پر قَدْ لاکر بیان کیا جاتا ہے اس لیے قد قامتِ الصلوٰۃُ میں قَامَتْ فعل ماضی پر قَدْ لاکر نماز جو اس کے فوراً" بعد کھڑی ہو رہی ہوتی ہے' کو بیان کیا جاتا ہے۔

اسی طرح کبھی یقینی چیز کے لیے جو مستقبل میں ضرور بہ ضرور ہوگی' ماضی بغیر قَدْ کے لاکر بیان کر دیا جاتا ہے جیسے یَوْمَئِذٍ وَقَعَتِ الْوَاقِعَۃُ اس میں قیامت کے وقوع کا ذکر ہے اور چونکہ قیامت کا قائم ہونا پکی بات ہے' اس لیے ماضی وَقَعَتْ لاکر بیان کر دی۔

اسی طرح قَالَ الشَّیْطَانُ لَمَّا قُضِیَ الْاَمْرُ حالانکہ شیطان کا یہ کہنا جہنم میں قیامت کے دن ہوگا۔

سوال: ھَلْ اور ہمزہ کا فرق بیان کریں نیز یہ بتائیں کہ صاحب کتاب نے جو مثالیں ذکر کی ہیں' ان میں ھَلْ کیوں نہیں آسکتا؟

سوال: ھَلْ اور ہمزہ دونوں حرف استفہام ہیں۔ دونوں کے استعمال کے مواقع اور وضع الگ الگ ہے۔

ھَلْ تصدیق ایجابی کے طلب کرنے کے لیے وضع ہے' اس سے نہ تو تصور مطلوب ہوتا ہے اور نہ تصدیق سلبی جبکہ ہمزہ عام ہے جیسے ھَلْ قَامَ زیدٌ جبکہ ھَلْ لَمْ یَقُمْ زیدٌ نہیں کہا جا سکتا بلکہ نسبت سلبی (تصدیق سلبی) سے جب استفہام مقصود ہو تو ہمزہ لاتے ہیں جیسے اَلَمْ یَقُمْ زَیْدٌ

ھَلْ نسبت ایجابیہ کے لیے مخصوص ہے۔

مَنْ' مَا' اَنّٰی' مَتٰی' اَیْنَ وغیرہ سے تصدیق نہیں بلکہ تصور مطلوب ہوتا ہے مثلاً" مَا ھٰذَا کا جواب ھٰذَا کِتَابٌ ہو مگر اصل جواب کِتَابٌ ہے' اسی طرح باقی ہیں۔

علم منطق میں اداۃ استفہام کو مطلب کہا جاتا ہے' وہ ان مطالب کی اصل چار کو مانتے ہیں جن کی تفصیل شرح تیسیر المنطق میں ہے۔

ھَلْ کے خصائص:

(۱) تصدیق کے ساتھ خاص ہے جیسے ھل قام زید

(۲) ایجاب ہو منفی نہ ہو' نفی کے لیے ہمزہ آئے گا جیسے ھَلْ کَتَبَ محمودٌ یا اَلَمْ یَکْتُبْ مَحْمُوْدٌ

(۳) جب فعل مضارع پر داخل ہو تو اس کو مستقبل کے لیے خاص کر دیتا ہے البتہ ماضی کو ماضی ہی رہنے دیتا ہے جیسے ھَلْ تُسَافِرُ؟ ھَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَ رَبُّکُمْ حَقًّا۔

ھَلْ تَذْھَبُ الْآنَ کہنا جائز نہیں کیونکہ فعل مضارع پر ھَلْ آنے کی وجہ سے مستقبل کے ساتھ خاص ہے۔

(۴) ھَلْ جملہ شرطیہ پر داخل نہیں ہوتا اس لیے کہ اس میں ایجاب اور نفی دونوں کا احتمال ہے جبکہ

ہمزہ جملہ شرطیہ پر داخل ہو سکتا ہے کیونکہ یہ استفہام میں اصل ہے اور اس میں بڑی وسعت ہے جیسے اَفَاِنْ مِتَّ فَهُمُ الْخَالِدُوْنَ ۔

(۵) ھَلْ اس جملہ پر بھی داخل نہیں ہوتا جس پر اِنَّ حرف تحقیق داخل ہو اس لیے کہ اِنَّ تقریر واقع کے لیے آتا ہے اور ھَلْ استفہام کے لیے اور دونوں میں منافات ہے بخلاف ہمزہ کے اَاِنَّکَ لَاَنْتَ یُوْسُفُ

(۶) جس اسم کے بعد فعل ہو' اس پر ھل نہ آئے گا بلکہ ہمزہ آئے گا۔ اَبَشَرًا مِنَّا وَاحِدًا نَتَّبِعُهٗ۔ اَزَیْدٌ کَتَبَ۔ ھَلْ زَیْدٌ کَتَبَ کہنا غلط ہے۔ ہاں ھَلْ قَامَ زَیْدٌ اور ھَلْ زَیْدٌ قَائِمٌ کہہ سکتے ہیں۔

(۷) حرف عطف سے پہلے ھَلْ نہیں آتا بلکہ ہمزہ آئے گا البتہ حرف عطف کے بعد ھَلْ ہوگا نہ کہ ہمزہ جیسے اَفَاِنْ مِتَّ فَهُمُ الْخَالِدُوْنَ۔ فَهَلْ اَنْتُمْ مُنْتَهُوْنَ

(۸) اَمْ سے پہلے ھَلْ نہیں آسکتا بلکہ ہمزہ آئے گا جیسے اَزَیْدٌ فِی الدَّارِ اَمْ عَمْرٌو

(۹) ھل سے نفی مراد ہو سکتی ہے نہ کہ ہمزہ سے جیسے ھَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ البتہ ہمزہ استفہامیہ انکاری کے لیے آئے تو وہ اور بات ہے جیسے اَفَاَصْفَاکُمْ رَبُّکُمْ بِالْبَنِیْنَ

(۱۰) ام' ھل کے بعد آسکتا ہے نہ کہ ہمزہ۔ جیسے قُلْ ھَلْ یَسْتَوِی الْاَعْمٰی وَالْبَصِیْرُ اَمْ ھَلْ تَسْتَوِی الظُّلُمَاتُ وَالنُّوْرُ

(۱۱) ھَلْ' قَدْ کے معنی میں آسکتا ہے جیسے ھَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ حِیْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ یَکُنْ شَیْئًا مَّذْکُوْرًا

(۱۲) ھَلْ کی خبر میں باء زائدہ ہو سکتا ہے جبکہ ہمزہ کی خبر میں نہیں جیسے ھَلْ زَیْدٌ بِقَائِمٍ

مفصل میں ہے کہ ھَلْ اصل میں قَدْ کے معنی میں ہے' ھل برائے استفہام کی اصل اھل ہے' ہمزہ کو حذف کر کے ھل استعمال کرتے ہیں اور ھَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ میں ھَلْ بمعنی قَدْ ہی ہے۔ اسی طرح ھَلْ اَتَاکَ حَدِیْثُ الْغَاشِیَةِ میں بھی ھَلْ بمعنی قَدْ کے ہے(تفسیر جلالین)

صاحب کتاب کی ذکر کردہ مثالیں اور ان میں ھَلْ نہ آنے کی وجہ :(۱) اَزَیْدًا ضربتَ اس میں اسم کے بعد فعل واقع ہے اس لیے یہاں ھل نہیں آسکتا۔ ہمزہ کے ذریعے ہی استفہام ہوگا۔ دوسرا یہ کہ اس میں فعلِ ضَرَبَ معلوم ہے' صرف اس بارے میں سوال ہے کہ یہ آیا یہ فعل زید پر واقع ہوا یا کسی اور پر؟ گویا سوال تعیین کے لیے ہے' تصدیق کے لیے نہیں اور ھل تصدیق کے لیے ہوتا ہے۔

(۲) اَتَضْرِبُ زَیْدًا وَھُوَ اَخُوْکَ کیا تو زید کو مارتا ہے حالانکہ وہ تیرا بھائی ہے۔ اس میں استفہام مراد نہیں بلکہ اس کا مجازی معنی انکار مراد ہے یعنی مخاطب کو روکا جا رہا ہے اور ھَلْ تو استفہام کے لیے ہوتا ہے' یہاں استفہام انکاری ہے جو ہمزہ کے ساتھ خاص ہے۔

(۳) اَزَیْدٌ عِنْدَکَ اَمْ عَمْرٌو : اَمْ سے پہلے ھَلْ نہیں آ سکتا اس کے لیے ہمزہ آئے گا۔ دوسرا یہ کہ اس میں مقصود تعیین ہے' تصدیق نہیں۔ اور ھل تو تصدیق کے لیے ہوتا ہے۔

(۴) اَوَمَنْ کَانَ جب حرف عطف اور ہمزہ یا حرف عطف اور ھَلْ جمع ہوں تو ہمزہ کو مقدم اور حرف عطف کو موخر کرتے ہیں جبکہ ھل کو موخر اور حرف عطف کو مقدم کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے یہاں حرف عطف (واوٌ) سے پہلے ھَلْ نہیں آ سکا اور ہمزہ لایا گیا۔ حرف عطف کے بعد ھَلْ لا سکتے ہیں جیسے فَھَلْ اَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ۔ فَھَلْ اَنْتُمْ مُنْتَھُوْنَ۔

(۵) اَفَمَنْ کَانَ اس میں بھی حرف عطف سے قبل ہمزہ ہے۔

(۶) اَثُمَّ اِذَا مَا وَقَعَ یہاں بھی حرف عطف ہے اس وجہ سے اس سے پہلے ھل نہیں آ سکتا' ہمزہ لایا گیا ہے۔ اسی طرح اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ میں بھی حرف عطف سے قبل ہمزہ ہے۔

نوٹ : ایسے مقلمات میں ہمزہ کے بعد واوٗ فاء سے پہلے کوئی فعل مناسب محذوف مانتے ہیں جو بعد والے جملے کا معطوف علیہ بنتا ہے

سوال : مندرجہ ذیل کلمات استفہام میں سے اسم' فعل' حرف اور مرکب جدا جدا کریں۔ نیز یہ بتائیں کہ کون سے فعل انشاء کے لیے اور کون سے خبر کے لیے ہیں؟ نیز جو مرکب ہیں' ان کے مفردات ذکر کریں اور رسم الخط بھی بتائیں۔

لم' مم' فیم' من' ما' این' انی' اخبر' انبؤنی' انبئھم' یستنبؤنک' استفھمک' عم' بم' ھل' الام' حتام

جواب:

کلمات استفہام	اسم	فعل	حرف	مرکب	انشاء کیلئے	خبر کیلئے	مرکب کے مفردات	رسم الخط
لم	×	×	×	✓	✓	×	لام+ما	لم
مم	×	×	×	✓	✓	×	من+ما	مم
فیم	×	×	×	✓	✓	×	فی+ما	فیم
من	✓	×	×	×	✓	×	—	من
ما	✓	×	×	×	✓	×	—	ما
این	✓	×	×	×	✓	×	—	این
انی	✓	×	×	×	✓	×	—	انی
اخبر	×	✓	×	×	✓	×	—	اخبر
انبئونی	×	×	×	✓	✓	×	انبئوا+یامتکلم	انبئونی
انبئهم	×	×	×	✓	✓	×	انبئ+ایاهم	انبئهم
یستنبئونک	×	×	×	✓	×	✓	یستنبئون+ایاک	یستنبئونک
استفهمک	×	×	×	✓	×	✓	استفهم + ایاک	استفهمک
عم	×	×	×	✓	✓	×	عن+ما	عم
بم	×	×	×	✓	✓	×	ب+ما	بم
هل	×	×	✓	×	✓	×	—	هل
الام	×	×	×	✓	✓	—	الی+ما	الام
حتام	×	×	×	✓	✓	—	حتی+ما	حتام

فصل : حروف الشرط ان و لو و أما . لها صدر الكلام و يدخل كل واحد منها على الجملتين اسميتين كانتا أو فعليتين أو مختلفتين فان للاستقبال و ان دخلت على الماضى نحو ان زرتنى اكرمتک ولو للماضى و ان دخلت على المضارع نحو لو تزورنى اكرمتک ويلزمها الفعل لفظا كما مر او تقديرا نحو ان أنت زائرى فأنا أكرمک واعلم أن ان لا تستعمل الا فى الأمور المشكوكة فلا يقال آتيک ان طلعت الشمس بل يقال آتيک اذا طلعت الشمس .

و لو تدل على نفى الجملة الثانية بسبب نفى الجملة الأولى كقوله تعالى : لو كان فيهما آلهة الا الله لفسدتا . و اذا وقع القسم فى أول الكلام و تقدم على الشرط يجب أن يكون الفعل الذى تدخل عليه حرف الشرط ماضيا نحو والله ان أتيتنى لأكرمتک أو معنى نحو والله ان لم تأتنى لأهجرتک و حينئذ تكون الجملة الثانية فى اللفظ جوابا للقسم لا جزاء للشرط فلذلک وجب فيها ما وجب فى جواب القسم من اللام و نحوها كما رأيت فى المثالين أماان وقع القسم فى وسط الكلام جاز أن يعتبر القسم بأن يكون الجواب له نحو ان أتيتنى و الله لآتينک و جاز أن يلغى نحو ان تأتنى و الله آتک .

و أما لتفصيل ما ذكر مجملا نحو الناس سعيد و شقى أما الذين سعدوا ففى الجنة وأما الذين شقوا ففى النار و يجب فى جوابها الفاء وأن يكون الأول سبباللثانى و أن يحذف فعلها مع أن الشرط لا بد له من فعل و ذلک ليكون تنبيها على أن المقصود بها حكم الاسم الواقع بعدها نحو أما زيد فمنطلق تقديره مهما يكن من شىء فزيد منطلق فحذف الفعل و الجار و المجرور و أقيم أما مقام مهما حتى بقى أما فزيد منطلق و لما لم يناسب دخول حرف الشرط على فاء الجزاء نقلوا الفاء الى الجزء الثانى و وضعوا الجزء الأول بين أما و الفاء عوضا عن الفعل المحذوف ثم ذلک الجزء الأول ان كان صالحا للابتداء فهو مبتدأ كما مر و الا فعامله ما يكون بعد الفاء كأما يوم الجمعة فزيد منطلق فمنطلق عامل فى يوم الجمعة على الظرفية .

فصل : حروف شرط ان اورلو اوراما ہیں ان کا حق کلام کا ابتدائی حصہ ہے اور ان میں سے ہر ایک دو جملوں پر داخل ہوتا ہے دونوں اسمیہ ہوں یا دونوں فعلیہ ہوں یا الگ الگ ہوں تو ان استقبال کیلئے ہے اگرچہ ماضی پر آئے جیسے ان زرتنی اکرمتک (اگر تو میری ملاقات کو آئے تو میں تیری عزت کروں گا) اور لو ماضی کے لئے ہے اگرچہ مضارع پر آئے جیسے لو تزورنی اکرمتک (اگر تو میری ملاقات تو آیا تو میں نے تیری عزت کی) اور لازم ہے اس کو فعل لفظا" جیسا کہ گزرا یا تقدیرا" جیسے ان انت زائری فانا اکرمک (اگر تو میری ملاقات کو آنے والا ہے تو میں تیری عزت کروں گا) اور جان لے کہ ان صرف شک والی چیزوں میں استعمال ہوتا ہے لہٰذا نہ کہاجائے گا آتیک ان طلعت الشمس (میں آؤں گا تیرے پاس اگر سورج نکلے گا) بلکہ کہاجائے گا آتیک اذا طلعت الشمس (میں آؤں گا تیرے پاس جب سورج نکلے گا)

اور لو دلالت کرتا ہے دوسرے جملہ کی نفی پر پہلے جملہ کے سبب سے جیسے اللہ تعالی کا ارشاد لو کان فیہما آلھۃ الا اللہ لفسدتا اور جب واقع ہو قسم شروع کلام میں اور شرط سے پہلے آجائے تو واجب ہے کہ جس فعل پر حرف شرط داخل ہو وہ لفظا ماضی ہو جیسے واللہ ان اتیتنی لاکرمتک (اللہ کی قسم اگر تو میرے پاس آئے تو میں تیری عزت کروں گا) یا معنی جیسے واللہ ان لم تاتنی لاھجرتک (اللہ کی قسم اگر تو میرے پاس نہ آئے تو میں تجھے برا بھلا کہوں گا) اور اس وقت دوسرا جملہ لفظوں میں قسم کا جواب ہوتا ہے نہ کہ شرط کی جزاء اس لئے واجب ہے اس میں وہ جو واجب ہوتا ہے جواب قسم میں یعنی لام وغیرہ جیسا کہ تو نے دیکھا دونوں مثالوں میں پھر اگر قسم کلام کے درمیان میں واقع ہو تو جائز ہے کہ مانا جائے قسم کو کہ اس کا جواب ہو جیسے ان اتیتنی واللہ لآتینک (اگر تو میرے پاس آئے اللہ کی قسم تو میں ضرور تیرے پاس آؤں گا)اور جائز ہے کہ ملغی ہو جائے جیسے ان تاتنی واللہ آتک (اگر تو میرے پاس آئے گا اللہ کی قسم میں تیرے پاس آؤں)

اور اما اس چیز کی تفصیل کے لئے ہے جس کو مجمل ذکر کیا جائے جیسے الناس شقی و سعید اما الذین سعدوا ففی الجنۃ واما الذین شقوا ففی النار (لوگ نیک بخت اور بد بخت پھر جو نیک بخت ہوئے وہ جنت میں رہیں گے اور جو بد بخت ہوئے وہ آگ میں رہیں گے)اور واجب اس کے جواب میں فاء اور یہ کہ پہلا دوسرے کے لئے سبب ہو اور یہ کہ اس کے فعل کو حذف کیا جائے باوجودیکہ شرط کے لئے فعل کا ہونا ضروری ہوتا ہے اوریہ اس لئے تاکہ یہ اس بات پر تنبیہہ ہوجائے کہ اس سے مقصود اس اسم پر حکم لگانا ہے جو اس کے بعد واقع ہے جیسے اما زید فمنطلق (پھر زید تو چلنے والا ہے) اس کی تقدیر ہے مہما یکن من شیء فزید منطلق (جو چیز بھی ہو تو زید چلنے والا ہے) پھر حذف کردیا گیا فعل اور جار مجرور اور اما کو مہما کی جگہ رکھا گیا پھر رہ گیا اما زید فمنطلق اور جب حرف شرط کا فاء جزائیہ پر داخل ہونا مناسب نہ تھا تو فاء کو انہوں نے دوسرے جزء کی طرف منتقل کردیا اور پہلے جزء کو رکھا اما اور فاء کے درمیان فعل محذوف کے عوض میں ۔ پھر وہ جزء اگر مبتدا بن سکتا ہو تو وہ مبتدا بنے گا جیسا کہ گزرا ورنہ اس کا عامل وہ ہوگا جو فاء کے بعد ہوگا جیسے اما یوم

الجمعة فزید منطلق تو منطلق عامل ہے یوم الجمعة میں ظرفیت کی بناء پر۔

سوالات

سوال: حروف شرط اور اسمائے شرط میں فرق بیان کریں۔ لو اور ان کا فرق ذکر کریں نیز لو کے معانی مع مثال ذکر کریں اور صاحب کتاب کی اس عبارت کو واضح کریں۔ ولو تدل علی نفی الجملة الثانیة بسبب نفی الجملة الاولی ۔

سوال: مندرجہ ذیل قیاس کے اوپر اشکال وجواب کو واضح کریں۔

ولو علم اللہ فیھم خیرا لا سمعھم ولو اسمعتھم لتولوا وھم معرضون

سوال: جب شرط اور قسم اکٹھے ہو جائیں تو آخری جملے کا کیا حکم ہے؟ مع مثال ذکر کریں۔

سوال: اما کے معانی مع امثلہ ذکر کریں نیز یہ بتائیں کہ اما کے بعد فاء کب حذف ہو سکتا ہے؟

سوال: اما میں شرط کا معنی پایا جاتا ہے تو شرط کو حذف کرنا ضروری کیوں ہے؟

سوال: اما تفصیلیہ کے دوسرے جزء کو حذف کرنا جائز ہے یا نہیں؟ مع مثال ذکر کریں۔

سوال: اما کے بعد اور فاء سے پہلے کون کون سے اسماء آ سکتے ہیں؟

حل سوالات

سوال: حروف شرط اور اسمائے شرط میں فرق بیان کریں۔ لَوْ اور اِنْ کا فرق ذکر کریں نیز لَوْ کے معانی مع مثال ذکر کریں اور صاحب کتاب کی اس عبارت کو واضح کریں۔ وَلَوْ تَدُلُّ عَلٰی نَفْیِ الْجُمْلَةِ الثَّانِیَةِ بِسَبَبِ نَفْیِ الْجُمْلَةِ الْاُوْلٰی ۔

جواب: حروف شرط اور اسمائے شرط میں فرق یہ ہے کہ حروف شرط میں صرف شرط کے معنی پائے جاتے ہیں جبکہ اسمائے شرط میں شرط مع ذات یا زمان ر مکان کے معانی پائے جاتے ہیں۔ اس کو یوں بھی تعبیر کر سکتے ہیں۔

حرف شرط = معنی شرط مثلاً" اِنْ • بمعنی اگر۔

اسم شرط = معنی شرط + ذات ر معنی زمان ومکان مثلاً" اَیْنَمَا • بمعنی جہاں کہیں یا جس جگہ

دوسرا فرق یہ ہے کہ حروف شرط کو جملے سے ہٹا دیا جائے تو جملہ پورے کا پورا باقی رہتا ہے معلوم ہوا کہ ان حروف کے داخل ہونے سے قبل بھی جملہ پورا تھا جبکہ اسمائے شرط کو جملے سے حذف کر دینے سے جملہ پورے کا پورا باقی نہیں رہتا یا پورے جملہ کے معنی باقی نہیں رہتے۔

اِنْ مستقبل کے لیے ہوتا ہے اگرچہ ماضی پر داخل ہو جیسے اِنْ زُرْتَنِیْ اَکْرَمْتُکَ ماضی کے لیے قلیل ہے جیسے اِنْ کُنْتُ قُلْتُہٗ فَقَدْ عَلِمْتَہٗ اور لَوْ ماضی کے لیے ہے اگرچہ مضارع پر داخل ہو جیسے لَوْ

تَزُوْرُنِیْ اَکْرَمْتُکَ۔
اِنْ اور لَوْ دونوں کو فعل لازم ہوتا ہے خواہ فعل لفظاً ہو یا تقدیراً جیسے اِنْ اَنْتَ زَائِرِیْ فَاَنَا اُکْرِمُکَ تقدیرہ اِنْ کُنْتَ زَائِرِیْ فَاَنَا اُکْرِمُکَ جب کَانَ فعل کو حذف کیا تو ضمیر متصل منفصل ہو گئی۔ کُنْتَ سے اَنْتَ ضمیر منفصل ہوئی۔

اِنْ صرف امور مشکوکہ کے موقع پر استعمال ہوتا ہے یعنی جن کے وقوع میں احتمال ہو۔ اس سے یقینی امور کو خارج کرنا مقصود ہے۔ لہٰذا آتِیْکَ اِنْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ کہنا غلط ہے کیونکہ سورج کا نکلنا یقینی چیز ہے اگر کہنا ہی ہے تو آتِیْکَ اِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ کہا جا سکتا ہے اس لیے کہ اِذَا امر یقینی پر داخل ہوتا ہے اور حرف لَوْ جملہ ثانی کی نفی پر دلالت کرتا ہے۔ اس سبب سے کہ جملہ اولیٰ منتفی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے لَوْ کَانَ فِیْهِمَا آلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا یعنی آسمان زمین فاسد نہیں ہوئے اس سبب سے کہ ان میں صرف ایک ہی معبود ہے، اور معبودوں کی نفی ہے۔

صاحب کتاب کی عبارت وَلَوْ تَدُلُّ عَلٰی نَفْیِ الْجُمْلَةِ الثَّانِیَةِ بِسَبَبِ نَفْیِ الْجُمْلَةِ الْاُوْلٰی کا مطلب یہی ہے جو اوپر بیان ہوا ہے یعنی "لو دلالت کرتا ہے جملہ ثانی کی نفی پر اس سبب سے کہ جملہ اولیٰ منتفی ہے"

لَوْ ماضی کے لیے آتا ہے جبکہ شرط جزاء کے لیے سبب ہو اور اس کا پایا جانا منع ہو اس لیے اس کے بعد عموماً لٰکِنْ آتا ہے جیسے وَلَوْ شِئْنَا لَآتَیْنَا کُلَّ نَفْسٍ هُدَاهَا وَلٰکِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّیْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ اس اسلوب کو منطق والے قیاس استثنائی میں استعمال کرتے ہیں مگر اس کے اندر 'لٰکِنْ' کے بعد مقدم' تالی یا ان کی نقیض کو ذکر کرتے ہیں لیکن یہ درست نہیں کہ لو ہمیشہ شرط اور جزاء کے امتناع کے لیے ہوتا ہے بلکہ کبھی صرف جزاء کو پختہ کرنا مقصد ہوتا ہے شرط ہو یا نہ ہو جیسے

وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَا اِلَیْهِمُ الْمَلٰٓئِکَةَ وَکَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰی وَحَشَرْنَا عَلَیْهِمْ کُلَّ شَیْءٍ قُبُلًا مَا کَانُوْا لِیُؤْمِنُوْا ۔وَلَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَالْبَحْرُ یَمُدُّهٗ مِنْ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَا نَفِدَتْ کَلِمَاتُ اللّٰهِ

اس لئے محققین کے نزدیک لو صرف جواب شرط کی نفی کرتا ہے اس لئے اگر دونوں عقلاً یا عرفاً لازم و ملزوم ہوں تو دونوں کی نفی ہوگی ورنہ قدر مشترک کی اور کبھی جزاء کو پختہ کرنا مقصود ہوتا ہے جیسے ولو ردوا لعادوا لما نهوا عنه ' ولو سمعوا ما استجابوا لكم ' لو انتم تملكون خزائن رحمة ربي اذا لا مسكتم خشية الانفاق ' لو اهانني لاكرمته ان سب کے اندر صرف جزاء کو پختہ کرنا مقصد ہے نہ کہ شرط و جزاء دونوں کا امتناع (والتفصیل فی المغنی ج ا ص ۲۵۷ تا ۲۶۰)

لو کے دیگر معانی:

(۱) لو کبھی مستقبل کے لیے آجاتا ہے جیسے ولعبدٌ مُؤْمِنٌ خَيْرٌ مِنْ مُشْرِكٍ وَلَوْ اَعْجَبَكُمْ وَلْيَخْشَ الَّذِيْنَ لَوْ تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعَافًا خَافُوْا عَلَيْهِمْ

(۲) لَوْ کبھی ناممکن چیز کے لیے آجاتا ہے (ورنہ عام طور پر ممکن کے لیے آتا ہے) جیسے وَمَا اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَنَا وَلَوْ كُنَّا صَادِقِيْنَ

(۳) لَوْ کبھی حرف تمنی ہوتا ہے جیسے لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّاَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا

(۴) لَوْ عرض کے لیے بھی آتا ہے جیسے لَوْ تَنْزِلُ بِنَا فَتُصِيْبُ خَيْرًا

لَوْ شرطیہ کے جواب میں عام طور پر لام تاکید آجاتا ہے اور کبھی نہیں بھی آتا جیسے لَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَاهُ حُطَامًا ۔ لَوْ نَشَاءُ جَعَلْنَاهُ اُجَاجًا

اسی طرح لَوْ کا جواب کبھی جملہ اسمیہ بھی آجاتا ہے جیسے وَلَوْ اَنَّهُمْ آمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَمَثُوْبَةٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ

سوال: مندرجہ ذیل قیاس کے اوپر اشکال وجواب کو واضح کریں۔

وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِيْهِمْ خَيْرًا لَاَسْمَعَهُمْ وَلَوْ اَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْا وَهُمْ مُعْرِضُوْنَ

جواب: اس کا ترجمہ:"اور اگر اللہ تعالیٰ ان میں خیر جانتا تو تحقیق ان کو سنا دیتا اور اگر ان کو سناتا تو البتہ وہ پیٹھ پھیرتے اور وہ روگردانی کرتے"

یہاں اشکال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پہلے کہا گیا کہ اگر خیر ہوتی تو ان کو سناتا اور آگے فرمایا کہ اگر ان کو سناتا تو پیٹھ پھیرتے۔ بظاہر یہ شکل اول بن رہی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ ان میں خیر جانتا تو ضرور ان کو سناتا اور اگر ان کو سناتا تو ضرور وہ پیٹھ پھیرتے۔

دونوں جگہوں پر حد اوسط "ان کو سناتا" ہے' اس کو حذف کریں تو باقی جملہ یوں رہ جاتا ہے۔ "اگر اللہ تعالیٰ ان میں خیر جانتا تو ضرور وہ پیٹھ پھیرتے" تو اس طرح غلط ہو جاتا ہے۔ ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ ان میں بھلائی پاتا ہے اور پھر بھی وہ پیٹھ پھیر رہے ہیں۔

تو اس اشکال کا جواب مغنی اللبیب میں اور دوسرے مفسرین کے علاوہ مولانا اشرف علی تھانویؒ نے بھی دیا ہے کہ اصل عبارت یوں ہے جو یہاں حذف شدہ ہے

وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِيْهِمْ خَيْرًا لَاَسْمَعَهُمْ سِمَاعًا نَافِعًا وَلَوْ اَسْمَعَهُمْ سِمَاعًا غَيْرَ نَافِعٍ لَتَوَلَّوْا وَهُمْ مُعْرِضُوْنَ یعنی "اور اگر اللہ تعالیٰ ان میں خیر اور بھلائی جانتا تو ضرور ان کو نفع دینے والا سننا سناتا اور اگر ان کو غیر نفع دینے والا سننا سناتا تو وہ ضرور پیٹھ پھیرتے اور روگردانی کرتے"

سوال: جب شرط اور قسم اکٹھے ہو جائیں تو آخری جملے کا کیا حکم ہے؟ مع مثال ذکر کریں۔

جواب: جب کلام میں قسم مذکور ہو اور وہ شرط سے پہلے واقع ہو تو وہ فعل جس پر حرف شرط داخل کیا گیا ہے' اس کا ماضی ہونا واجب ہے' لفظوں میں ہو یا معنوں میں۔

لفظاً" جیسے واللہِ اِنْ اَتَیْتَنِیْ لَاَکْرَمْتُکَ

معنیٰ" جیسے وَاللّٰہِ اِنْ لَمْ تَاْتِنِیْ لَاَ ھْجُرَنَّکَ

فعل مضارع پر لَمْ آنے کی وجہ سے فعل مضارع بھی ماضی منفی کے معنی میں ہو جاتا ہے اس لیے لَمْ تاتنی مضارع بہ لم' مااتیتنی فعل ماضی کے معنی میں ہے۔

اب یہاں پہلے قسم پھر شرط دونوں مذکور ہیں تو اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جملہ ثانیہ کو جواب قسم بنائیں یا جزاء بنائیں۔ تو اس کا جواب مصنف" نے یہ دیا ہے کہ ایسے موقع پر جملہ ثانیہ کو جواب قسم بنا دیا جائے۔ شرط کی جزاء نہ بنایا جائے اسی لیے جملہ ثانیہ میں وہ چیزیں ضروری ہوئیں جو جواب قسم میں ضروری ہوتی ہیں یعنی دخول لام یا لام کی طرح دوسرے حروف مثلاً" اِنْ جبکہ جواب قسم موجبہ ہے اور مَا'لَا لائیں گے جبکہ جواب قسم جملہ منفیہ ہو۔

مثال وَاللّٰہِ اِنْ اَتَیْتَنِیْ لَاَکْرَمْتُکَ۔ وَاللّٰہِ اِنْ اَتَیْتَنِیْ یہاں تک جملہ قسم ہے' اور لَاَکْرَمْتُکَ جملہ ثانیہ جواب قسم ہے۔ جواب قسم ہونے کی وجہ سے لام داخل ہوا ہے۔

اور اگر پہلے شرط پھر قسم ہو تو بعد میں آنے والے جملے کو قسم کی وجہ سے موکد بھی کرسکتے ہیں اور جزاء کے طور پر مجزوم بھی جیسے اِنْ تَاْتِنِیْ وَاللّٰہِ آتِکَ۔ اِنْ تَاْتِنِیْ وَاللّٰہِ لَاٰتِیَنَّکَ

سوال: اَمَّا کے معانی مع امثلہ ذکر کریں نیز یہ بتائیں کہ اما کے بعد فاء کب حذف ہو سکتا ہے؟

جواب: اَمَّا میں تین معنی پائے جاتے ہیں۔ (۱) شرط (۲) تاکید (۳) تفصیل۔

(۱) شرط: اس کی دلیل یہ ہے کہ اس کے بعد فاء جزائیہ آتا ہے' وہ فاء عاطفہ یا زائدہ نہیں اس لیے جزائیہ ہی ہوگی جیسے اَمَّا زیدٌ فَمُنْطَلِقٌ زائدہ اس لیے نہیں کہ معنی دیتا ہے۔ عاطفہ اس لیے نہیں کہ خبر مبتدا پر معطوف نہیں ہوتی۔

(۲) تاکید: اس کی دلیل یہ ہے کہ زیدٌ منطلقٌ اور اَمَّا زیدٌ فمنطلقٌ کے معنی تاکید کا فرق واضح ہے۔ پہلے جملے میں صرف مُنْطَلِقٌ کو ثابت کیا گیا ہے جبکہ دوسرے جملے سے یہ سمجھ آتا ہے کہ مبتدا کا وجوب ہی خبر کے ثبوت کے لیے کافی ہے۔

(۳) تفصیل: اَمَّا میں تفصیل کے معنی عموماً" پائے جاتے ہیں' کبھی کبھار نہیں بھی ہوتے۔ جیسے اَمَّا زَیْدٌ فمنطلقٌ میں تفصیل کے معنی نہیں پائے جاتے۔

تفصیل کے معنی پائے جانے کی مثالیں:

اَمَّا السَّفِیْنَۃُ فَکَانَتْ لِمَسَاکِیْنَ ۔ وَاَمَّا الْغُلَامُ فَکَانَ اَبَوَاہُ مُؤْمِنَیْنِ فَخَشِیْنَا ۔ وَاَمَّا

الجِدَارُ فَكَانَ لِغُلَامَيْنِ يَتِيْمَيْنِ ۔ فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَسَعِيْدٌ فَاَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِي الْجَنَّةِ وَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِي النَّارِ

اَمَّا حرف شرط کے جواب میں فاء کا لانا واجب ہے اور یہ بھی واجب ہے کہ جملہ اول ثانی جملہ کے لیے سبب ہو۔

جب اَمَّا کے بعد قال وغیرہ ہو تو فاء کو بھی اس کے ساتھ ہی کبھی حذف کر دیتے ہیں جیسے فَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ یہاں اَكَفَرْتُمْ سے قبل حذف ہے۔ تقدیر یوں ہے فَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ فَيُقَالُ لَهُمْ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ اسی طرح وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اَفَلَمْ تَكُنْ آيَاتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ کے اندر اَفَلَمْ تَكُنْ سے قبل محذوف ہے۔ تقدیر یوں ہے وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَيُقَالُ لَهُمْ اَفَلَمْ تَكُنْ آيَاتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ

سوال: اَمَّا میں شرط کا معنی پایا جاتا ہے تو شرط کو حذف کرنا ضروری کیوں ہے؟

جواب: فعل کے حذف کا واجب ہونا اس وجہ سے ہے تاکہ تنبیہہ ہو جائے کہ اَمَّا کے ذریعے اصل مقصود اس اسم پر حکم لگانا ہے جو اَمَّا کے بعد واقع ہے جیسے اَمَّا زَيْدٌ فمنطلقٌ اس کی اصل مَهْمَا يَكُنْ مِنْ شَيْءٍ فَزَيْدٌ منطلقٌ ہے۔ فعل اور جار مجرور سب کو حذف کر دیا گیا اور مهما کی جگہ اما کو قائم کر دیا اور صرف اَمَّا زيدٌ فَمُنْطَلِقٌ رہ گیا اور فاء جزائیہ پر چونکہ حرف شرط کا داخل ہونا غیر مناسب تھا اس لیے اس کو جزء ثانی میں منتقل کر دیا اور فعل محذوف کے عوض میں اَمَّا اور فاء کے درمیان پہلے جزء کو رکھ دیا اور وہ زید ہے۔

بعض کے نزدیک مَهْمَا سے اَمَّا بنا ہے۔ وہ اس طرح کہ مَهْمَا کو ھا کو ہمزہ سے بدلا تو مَأْمَا ہو گیا۔ پھر قلب مکانی کر کے ہمزہ کو شروع میں لے آئے اور میم کا میم میں ادغام کر دیا تو اَمَّا ہو گیا۔

رضی نے تصریح کی ہے کہ سیبویہ نے یہ اصل نکال کر اَمَّا کا یہ معنی بیان کیا ہے کہ اس میں انتہائی تاکید ہوتی ہے۔ ورنہ حقیقت میں اَمَّا کی اصل مَهْمَا نہیں ہے کیونکہ مَهْمَا اسم ہے اور اَمَّا حرف ہے۔

مقصد یہ ہے کہ مبتدا اور خبر کے درمیان انتہائی درجے کا لزوم پایا جاتا ہے گویا مبتدا کا وجود خبر کے ساتھ متصف ہونے میں کافی ہے۔

فائدہ: ارشاد باری تعالیٰ اَمَّا ذَا كُنْتُمْ میں اَمَّا اَمْ منقطعہ اور مَا استفہامیہ سے مرکب ہے' یہ اَمَّا شرطیہ نہیں ہے۔

سوال: اَمَّا تفصیلیہ کے دوسرے جزء کو حذف کرنا جائز ہے یا نہیں؟ مع مثال ذکر کریں۔

جواب: اَمَّا تفصیلیہ میں کبھی دوسرے جزء کو حذف کر دیا جاتا ہے جیسے اَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ

فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيْلِهِ یہاں دوسرا اَمَّا حذف ہے، تقدیر یوں ہے
وَاَمَّا الَّذِيْنَ لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَكِلُوْنَ مَعْنَاهُ اِلَى اللّٰهِ

سوال: اَمَّا کے بعد اور فاء سے پہلے کون کون سے اسماء آسکتے ہیں؟

جواب: اَمَّا کے بعد اور فاء سے پہلے (یعنی اَمَّا اور فاء کے درمیان)
آنے والی اشیاء: (۱) مبتدا جیسے اَمَّا السفينةُ فكانتْ لِمَسَاكِيْنَ (۲) خبر جیسے اَمَّا فِي الدار فزيدٌ اور یہ قلیل ہے۔ (۳) جملہ شرط جیسے فَاَمَّا اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ فروحٌ وريحانٌ وَّجَنَّةُ نَعِيْمٍ وَاَمَّا اِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِيْنَ الضَّالِّيْنَ فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَتَصْلِيَةُ جحيم (۴) ایسا اسم منصوب جس کا عامل فاء کے بعد ہو جیسے اَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ ۔ وَاَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ (۵) مفعول بہ جس کے بعد اشتغال ہو جیسے وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنَاهُمْ (۶) ظرف یا جار مجرور جیسے اَمَّا الْيَوْمَ فَاِنِّيْ ذَاهِبٌ ۔ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ

فصل : حرف الردع كلا وضعت لزجر المتكلم و ردعه عما يتكلم به كقوله تعالى : و أما اذا ما ابتلاه فقدر عليه رزقه فيقول ربى أهانن كلا أى لا يتكلم بهذا فانه ليس كذلك . هذا بعد الخبر و قد تجيء بعد الأمر أيضا كما اذا قيل لك اضرب زيدا فقلت كلا أى لا أفعل هذا قط . و قد يجيء بمعنى حقا كقوله تعالى : كلا سوف تعلمون . و حينئذ تكون اسما يبنى لكونه مشابها لكلا حرفا و قيل يكون حرفا أيضا بمعنى ان لتحقيق الجملة نحو كلا ان الانسان ليطغى بمعنى ان .

فصل : تاء التأنيث الساكنة تلحق الماضى لتدل على تأنيث ما أسند اليه الفعل نحو ضربت هند و قد عرفت مواضع و وجوب الحاقها و اذا لقيها ساكن بعدها وجب تحريكها بالكسر لأن الساكن اذا حرك حرك بالكسر نحو قد قامت الصلاة و حركتها لا توجب رد ما حذف لأجل سكونها فلا يقال رمات المرأة لأن حركتها عارضية واقعة لرفع التقاء الساكنين فقولهم المرأتان رماتا ضعيف .

و أما الحاق علامة التثنية و جمع المذكر و جمع المؤنث فضعيف فلا يقال قاما الزيدان و قاموا الزيدون و قمن النساء و بتقدير الالحاق لا تكون الضمائر لئلا يلزم الاضمار قبل الذكر بل علامات دالة على أحوال الفاعل كتاء التأنيث .

فصل : حرف ردع کلا ہے اس کو وضع کیا گیا ہے (دوسرے) متکلم کو ڈانٹنے اور اس کو منع کرنے کے لئے اس سے جو وہ کہہ رہا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد واما اذا ما ابتلاہ فقدر علیہ رزقہ فیقول ربی اھانن کلا یعنی یہ بات نہ کہے کیونکہ حقیقت یوں نہیں ہے۔ یہ خبر کے بعد ہے اور کبھی امر کے بعد بھی آتا ہے جیسے جب تجھے کہاجائے اضرب زیدا تو تو کہے کلا یعنی میں یہ بالکل نہ کروں گا اور کلا کبھی حقا کے معنی میں آتا ہے جیسے اللہ کا ارشاد کلا سوف تعلمون اور اس وقت یہ اسم ہوگا کلا حرف کے مشابہ ہونے کی وجہ سے مبنی ہوگا۔ اور کہاگیا ہے کہ یہ اس وقت بھی حرف ہو گا ان کے معنی میں جو جملے کی تحقیق کیلئے آتا ہے جیسے کلا ان الانسان لیطغی 'ان کے معنی میں۔

فصل : تاء تانیث ساکنہ ماضی کے ساتھ ملتی ہے تاکہ اس چیز کے مؤنث ہونے پر دلالت کرے جس کی طرف فعل کی اسناد کی گئی ہے جیسےضربت ھند اور تاء کو ملانے کے واجب ہونے کی جگہیں تو جان چکا ہے اور جب اس کے بعد ساکن اس سے ملے تو واجب ہے اس کو کسرہ کی حرکت دینا لان الساکن اذاحرک حرک بالکسر کیونکہ ساکن کو جب حرکت دی جاتی ہے تو کسرہ کی حرکت دی جاتی ہے جیسے قد قامت الصلاۃ اور اس کی حرکت نہیں واجب کرتی اس کے واپس لانے کو جس کو اس کے ساکن ہونے کی وجہ سے حذف کیا گیا لہٰذا نہ کہا جائے گا رمات المراۃ کیونکہ اس کی حرکت عارضی ہے جو التقاء ساکین کو اٹھانے کے لئے آئی ہے لہٰذا ان کا قول المراتان رماتا ضعیف ہے۔

اور رہا ملانا علامت سیہ اور علامت جمع مذکر اور علامت جمع مؤنث کا تو وہ ضعیف ہے لہٰذا نہ کہاجائے گا قاما الزیدان اور قامو الزیدون اورقمن النساء اور ملانے کی صورت میں یہ ضمائر نہ ہوں گی تاکہ نہ لازم آئے اضمار قبل الذکر بلکہ فاعل کے حالات پر دلالت کرنے والی علامتیں ہوں گی تاء تانیث کی طرح۔

سوالات

سوال: کلا کے معانی مع امثلہ تحریر کریں نیز ان کو ایک دوسرے سے جدا کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

سوال : مصنف کی عبارت کی وضاحت کریں اور اس پر تبصرہ کریں۔ وحینئذ تکون اسما یبنی لکونہ مشابھا لکلا حرفا ۔

سوال : تاء مفردہ کا نقشہ مع امثلہ تحریر کریں۔ نیز التقائے ساکین کے وقت تاء کا حکم ذکر کریں۔ نیز تائے مربوطہ اور تائے مفتوحہ کا معنی اور مثال دیں۔

سوال: لات' رمت اور رمتا کے احکام لکھیں۔

سوال: قاما رجلان وغیرہ جملوں کی ترکیب کیسے کریں گے۔

حل سوالات

سوال: کَلَّا کے معانی مع امثلہ تحریر کریں نیز ان کو ایک دوسرے سے جدا کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: بعض نحویوں کے نزدیک کَلَّا صرف ڈانٹنے کے لیے ہوتا ہے لیکن اس طرح بہت سی آیات کے سمجھنے میں مشکل پیش آتی ہے۔ مغنی اللبیب میں ہے کہ صحیح بات یہ ہے کہ کَلَّا کے تین معنی ہیں (۱) حرف ردع (ڈانٹنے کے لیے) (۲) بمعنی حَقًّا اس وقت بعض نحوی اس کو اسم مانتے ہیں اور اس کے مبنی ہونے کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ یہ کَلَّا حرف ردع کے ہم شکل ہے۔ مغنی اللبیب اور رضی میں اس کو حرف ہی شمار کیا گیا ہے۔ یہ اِنَّ کی طرح تاکید کردیتا ہے۔

(۳) کَلَّا حرف تنبیہ یا کَلَّا استفتاحیہ' اَلَا کی طرح اور یہ تحقیق نہایت عظیم ہے اس لیے کہ بہت سے مقامات ایسے آتے ہیں کہ کَلَّا نہ زجر کا معنی دیتا ہے اور نہ ہی حَقًّا کا۔ ہاں تنبیہ کا معنی وہاں بن جاتا ہے۔

مثالیں: فِیْ اَیِّ صُوْرَةٍ مَا شَاءَ رَکَّبَکَ ۔ کَلَّا بَلْ تُکَذِّبُوْنَ بِالدِّیْنِ ۔ یوم یقوم الناس لرب العالمین ۔ کَلَّا بَلْ تحبون العاجلة ۔ کَلَّا اِنَّ الانسانَ لیطغیٰ ۔ کَلَّا اِنَّ الابرارَ لَفِیْ نعیمٍ ۔ کَلَّا اِنَّ الفجارَ لفی جَحِیْمٍ ۔ کَلَّا اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ یَوْمَئِذٍ لَمَحْجُوْبُوْنَ ۔

جب کَلَّا ردع کے لیے ہو تو اس پر وقف کیا جا سکتا ہے جیسے اَطَّلَعَ الْغَیْبَ اَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا کَلَّا سَنَکْتُبُ مَا یَقُوْلُ وَیَاْتِیْنَا فَرْدًا ۔ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دونِ اللّٰهِ آلهةً لیکونوا لَهُمْ عِزًّا کَلَّا سیکفرونَ بعبادَتِهِمْ ۔

کبھی کَلَّا ردع کے لیے نہیں ہو سکتا جیسے وَمَا هِیَ اِلَّا ذکریٰ لِلْبَشَرِ ۔ کَلَّا وَالْقَمَرِ کیونکہ اس سے پہلے کسی قابل اعتراض بات کا ذکر نہیں جس کی تردید ہو۔

کَلَّا حرف ردع' کَلَّا بمعنی حَقًّا اور کَلَّا استفتاحیہ کو ایک دوسرے سے جدا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جب کسی سابقہ کلام پر ڈانٹنا مقصد ہو یعنی اس سے پہلے قابل اعتراض بات مذکور ہو تو یہ کلا حرف ردع ہوگا۔ کلا بمعنی حقا تب ہوگا جب کسی کے مضمون کو پختہ کرنا ہو اور جب نیا کلام ہو تو کلا استفتاحیہ ہوگا۔

سوال: مصنف کی عبارت کی وضاحت کریں اور اس پر تبصرہ کریں۔ وحینئذٍ تکون اسمًا یُبْنیٰ لکونِهِ مُشَابِهًا لِکَلَّا حَرْفًا ۔

جواب: ترجمہ "اور اس وقت وہ اسم ہوگا اور مبنی ہوگا اس کے مشابہ ہونے کی وجہ سے کلا حرف سے" مصنف بیان فرما رہے ہیں کہ کَلَّا کبھی حقا کے معنی میں ہوتا ہے تو اس وقت یہ اسم ہوگا اور مبنی ہوگا۔ مبنی ہونے کی وجہ یہ بتائی کہ کلا حرف کے ساتھ چونکہ اس کی مشابہت ہے اور حروف تمام

کے تمام مبنی ہیں، اس لیے یہ اسم ہوتے ہوئے بھی مبنی ہوگا۔ لیکن رضی اور مغنی کے حوالہ سے گزر چکا ہے کہ یہ حرف ہی ہے۔

سوال: تاء مفردہ کا نقشہ مع امثلہ تحریر کریں۔ نیز التقائے ساکنین کے وقت تاء کا حکم ذکر کریں۔ نیز تائے مربوطہ اور تائے مفتوحہ کا معنی اور مثال دیں۔

جواب:

تائے مفردہ

متحرکہ / ساکنہ

ساکنہ: آخر فعل / آخر حرف

آخر حرف: ربت

آخر فعل: جیسے ضربت حرف تانیث تاء الف سے پہلے مفتوح ہوگا اور اخوج وغیرہ سے پہلے تاء تانیث مضموم یا مکسور ہوسکتا ہے۔ جیسے قالت اخوج جب کہ اضرب افتح وغیرہ سے پہلے کسرہ ہی آئے گا۔ جیسے قالت افتح قالت اضرب

متحرکہ:

شروع اسم میں: "حرف قسم" جیسے تاللہ

آخر اسم میں انت انت: اصل ضمیر "ان" کو مانتے ہیں۔ اور تاء کو حرف خطاب ذاک کی طرح۔

شروع فعل میں: جیسے تفعل، تفعل میں یہ تاء "علامت مضارع" ہے

آخر فعل میں: جیسے رایت، رایت میں یہ تاء "ضمیر مرفوع" ہے

آخر حرف میں: جیسے ربت، ثمۃ "حرف تاء زائد ہے"۔ لات۔ بمعنی لا مشابہ بلیس۔ لات ماولا کا عمل کرتا ہے اس کے عمل کی تین شرطیں ہیں۔ (۱) اس کا اسم حین ہو۔ (۲) اس کی خبر بھی حین ہو۔ (۳) اس کا اسم حذف کردیا جائے۔ جیسے ولات حین مناص تقدیرہ: لات ذلک الحین (اسم محذوف) حین مناص

التقائے ساکنین کے وقت تاء کو کسرہ دیں گے بقاعدہ الساکن اذا حرک حرک بالکسر جیسے ضَرَبَتْ الیومَ ہِندٌ سے ضَرَبَتِ الْیَومَ ہِنْدٌ۔

تائے مربوطہ: وہ گول گاء جو اسماء کے آخر میں آتی ہے جیسے ضَارِبَۃٌ۔ فَعَلَۃٌ وغیرہ۔ اس کو تائے مدورہ بھی کہتے ہیں۔ "ۃ" تاء مربوطہ کہلاتی ہے۔ وقف کی صورت میں ہاء "ہ" پڑھی جاتی ہے

تائے مفتوحہ "ت" اس کو طویلہ اور مطولہ بھی کہتے ہیں اور یہ تاء لمبی ہوتی ہے بخلاف گول تاء کے۔ یہ تاء فعل آتی ہے جیسے ضَرَبَتْ وغیرہ۔

سوال: لَاتَ، رُمَتْ اور رُمَنَا کے احکام لکھیں۔

جواب: لَاتَ اس میں تاء زائدہ ہے اور یہ لَا مشابہ بلیس کی طرح عمل کرتا ہے۔ اس کے عمل کی تین شرائط ہیں۔(۱) اس کا اسم حِیْن ہو۔(۲) اس کی خبر حِیْن ہو۔(۳) اس کا اسم حذف کردیا جائے

جیسے وَلاتَ حینَ مناصٍ اصل میں ہے لاتَ ذلک الحینُ حینَ مناصٍ۔ ذلک الحینُ' لاتَ کا اسم ہے جو حذف ہے۔

رَمَتْ' تاء ساکنہ فعل کے آخر میں ہے۔ اس کو تائے تانیث کہتے ہیں اور یہ فعل ماضی کے ساتھ خاص ہے۔ جب اس تاء کے بعد حرف ساکن آ جائے تو التقائے ساکین کی وجہ سے اسے کسرہ دیا جاتا ہے بقاعدہ اذا حُرِّکَ حُرِّکَ بالکسرِ کے مطابق جیسے خالدۃُ رَمَتِ الْحِجَارَۃَ۔ رَمَتْ واحد مونث غائب کا صیغہ ہے۔ رَمَتْ اصل میں رَمَیَتْ تھا۔ حرف علت متحرک ماقبل فتحہ ہونے کی وجہ سے الف بدلا تو رمات ہوا۔ اب التقائے ساکنین سے الف مدہ کو گرا دیا تو رمت ہو گیا۔ جب اس کے ساتھ الف تثنیہ لگے تو الف کی مناسبت سے اسے فتحہ دیا جاتا ہے کیونکہ الف سے پہلے ہمیشہ فتحہ ہوتا ہے۔ تو یہ رَمَتْ سے رَمَتَا ہو جاتی ہے۔

تائے تانیث اس ذات پر دلالت کرتی ہے جس کی جانب فعل کی اسناد کی گئی ہو۔

رَمَتَا تثنیہ مونث غائب کا صیغہ ہے اور یہ رَمَت کے ساتھ الف تثنیہ کا اضافہ کرنے سے بنا ہے۔ رَمَتْ + ا = رَمَتَا۔ رَمَتْ کی تاء جو ساکن ہے تو الف کی مناسبت سے فتحہ دیا گیا ہے اور یہ فتحہ عارضی ہے کیونکہ یہاں ایک شبہ ہو سکتا ہے کہ رَمَتَا کی اصل رَمَیَتَا ہے تو جب (ـَ یَ) یاء متحرک ماقبل فتحہ ہے تو یاء کو الف سے بدلا تو رَمَاتَا ہو گیا اور اب چونکہ التقائے ساکینن نہیں ہے اس لیے اسے برقرار رکھنا چاہئے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ تاء کی حرکت عارضی ہے جو صرف الف کے لاحق ہونے کے باعث اسے دی گئی ہے۔ ورنہ اصل میں تاء ساکن ہے۔ اصل کا اعتبار کرتے ہوئے الف اور تاء دونوں ساکن جمع ہو جاتے ہیں تو التقائے ساکینن سے مدہ کو گرا دیا تو رَمَتَا ہو گیا۔

فائدہ: قل سے تثنیہ کے لیے قُوْلَا ہوگا چونکہ لام کلمہ پر الف تثنیہ داخل ہوا اس لیے حذف شدہ واؤ واپس ہوگی جبکہ رَمَتَا مین تاء تانیث متحرک ہوئی اس لیے واپس نہ آئے گی۔ قُلِ الْحَقَّ میں لام کی حرکت وقف میں گرتی ہے اس لیے عارضی ہے۔

سوال: قَامَا رَجُلَانِ وغیرہ جملوں کی ترکیب کیسے کریں گے۔

جواب: اس طرح کے جملوں کی ترکیب کرنے کے تین طریقے ہیں۔

(۱) قَامَ فعل' الف حرف تثنیہ' رَجُلَانِ فاعل' فعل فاعل مل کر جملہ فعلیہ ہوا۔

(۲) قَامَ فعل' الف فاعل مبدل منہ' رَجُلَانِ بدل' مبدل منہ اور بدل مل کر فاعل ہوا۔ فعل فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(۳) قَامَ فعل' الف فاعل' فعل فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبر مقدم' رَجُلَانِ مبتدا موخر' مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ ہوا۔

فصل : التنوين نون ساكنة تتبع حركة آخر الكلمة لا لتأكيد الفعل وهى خمسة أقسام : الأول للتمكن و هو ما يدل على ان الاسم متمكن فى مقتضى الاسمية أى أنه منصرف نحو زيد و رجل و الثانى للتنكير وهو ما يدل على أن الاسم نكرة نحو صه أى اسكت سكوتاما فى وقت ما و أما صه بالسكون فمعناه اسكت السكوت الآن و الثالث للعوض و هو ما يكون عوضا عن المضاف اليه نحو حينئذ و ساعتئذ و يومئذ أى حين اذ كان كذا و الرابع للمقابلة وهو التنوين الذى فى جمع المؤنث السالم نحو مسلمات و هذه الأربعة تختص بالاسم و الخامس للترنم وهو الذى يلحق آخر الابيات و المصاريع كقول الشاعر

أقلي اللوم عاذل و العتابن　　　و قولى ان أصبت لقد أصابن

و كقوله يا أبتا علك أو عساكن .

و قد يحذف من العلم اذاكان موصوفا بابن او ابنة مضافا الى علم آخر نحو جاء نى زيد بن عمرو و هند ابنة بكر .

فصل : نون التأكيد و هى وضعت لتأكيد الأمر و المضارع اذا كان فيه طلب وهى بازاء قد لتأكيد الماضى و هى على ضربين خفيفة أى ساكنة أبدا نحو اضربن و ثقيلة أى مشددة مفتوحة أبدا ان لم يكن قبلها ألف نحو اضربن و مكسورة ان كان قبلها ألف نحو اضربان و اضربنان و تدخل فى الأمر و النهى و الاستفهام و التمنى و العرض جوازا لأن فى كل منها طلبا نحو اضربن و لاتضربن و هل تضربن و ليتك تضربن و ألاتنزلن بنا فتصيب خيرا و قد تدخل فى القسم وجوبا لوقوعه على ما يكون مطلوبا للمتكلم غالبا فأرادوا أن لايكون آخر القسم خاليا عن معنى التأكيد كما لا يخلو أوله منه نحو و الله لافعلن كذا .

واعلم أنه يجب ضم ما قبلها فى جمع المذكر نحو اضربن ليدل على الواو المحذوفة و كسر ما قبلها فى المخاطبة نحوف اضربن ليدل على الياء المحذوفة و فتح ما قبلها فى ما عداهما أما فى المفرد فلانه لو ضم لالتبس بجمع المذكر و لو كسر لالتبس بالمخاطبة و أما فى المثنى و جمع المؤنث فلأن ما قبلها ألف نحو اضربان و اضربنان و زيدت ألف قبل النون فى

جمع المؤنث لكراهة ثلاث نونات نون الضمير و نونا التأكيد . و نون الخفيفة لا تدخل في التثنية أصلا ولا في جمع المؤنث لانه لو حركت النون لم تبق خفيفة فلم تكن على الأصل و ان أبقيتها ساكنة يلزم التقاء الساكنين على غير حده و هو غير حسن .

فصل: تنوین وہ نون ساکن ہے جو کلمہ کے آخری حرف کی حرکت کے پیچھے آتا ہے فعل کی تاکید کے لئے نہیں اور اس کی پانچ قسمیں ہیں پہلی تمکن کے لئے ہے اور وہ وہ ہے جو اس پر دلالت کرتی ہے کہ اسم اسم ہونے کے تقاضے میں پختہ ہے یعنی کہ وہ منصرف ہے جیسے زید اور رجل اور دوسری تنکیر کے لئے اور وہ وہ ہے جو اس پر دلالت کرے کہ یہ اسم نکرہ ہے جیسے صه یعنی خاموش ہو کچھ نہ کچھ کسی وقت میں اور صه سکون کے ساتھ اس کا معنی ہے ابھی خاموش ہو۔ اور تیسری عوض کے لئے ہے اور وہ وہ ہے جو عوض ہو مضاف الیہ سے جیسے حینئذ ' ساعتئذ اور یومئذ یعنی حین اذ کان کذا اور چوتھی مقابلہ کے لئے ہے اور وہ وہ تنوین ہے جو جمع مؤنث سالم میں ہو جیسے مسلمات اور یہ چاروں اسم کے ساتھ خاص ہیں۔ اور پانچویں ترنم کے لئے ہے اور وہ وہ ہے جو جو شعروں اور مصرعوں کے آخر میں آتی ہے جیسے شاعر کا قول شعر

اقلی اللوم عاذل و العتابن وقولی ان اصبت لقد اصابن

اور جیسے اس کا قول ع یا ابنا علک او عساکن

اور اس تنوین کو کبھی علم سے حذف کردیا جاتا ہے جبکہ وہ موصوف ہو ابن یا ابنة کے ساتھ جب مضاف ہو کسی اور علم کی طرف جیسے جاء نی زید بن عمرو و ھند ابنة بکر ۔

فصل: نون تاکید اور وہ وضع کیا گیا ہے امر اور مضارع کی تاکید کے لئے جب اس میں طلب ہو یہ قد کے مقابل ہوتا ہے جو ماضی کی تاکید کے لیے ہوتا ہے اور یہ نون دو قسم پر ہے خفیفہ یعنی جو ہمیشہ ساکن ہو جیسے اضربن اور ثقیلہ یعنی مشدد ہمیشہ مفتوح ہوتا ہے اگر اس سے پہلے الف نہ ہو جیسے اضربن اور مکسور ہوتا ہے اگر اس سے پہلے الف ہو جیسے اضربان ' اضربنان اور داخل ہوتا ہے امر ' نہی ' استفہام ' تمنی اور عرض میں جوازا کیونکہ ان میں سے ہر ایک میں طلب ہوتی ہے جیسے اضربن اور لا تضربن ' ھل تضربن ' لیتک تضربن اور الا تنزلن بنا فتصیب خیرا اور کبھی نون تاکید قسم میں آتا ہے وجوبا اس کے اس چیز پر واقع ہونے کی وجہ سے جو اکثر متکلم کا مقصود ہوتا ہے تو انہوں نے چاہا کہ قسم کا آخر تاکید کے معنی سے خالی نہ ہو جیسا کہ اس کا اول بھی تاکید سے خالی نہیں جیسے واللہ لا فعلن کذا ۔

اور جان لے کہ واجب ہے اس کے ما قبل کو ضمہ دینا جمع مذکر میں جیسے اضربن تاکہ دلالت کرے واؤ محذوفہ پر اور اس کے ما قبل کا کسرہ واجب ہے مؤنث مخاطب میں جیسے اضربن تاکہ دلالت کرے یا محذوفہ پر اور اس کے ما قبل کا فتحہ واجب ہے ان دونوں کے ماسوا میں پھر مفرد میں تو اس لئے کہ اگر اس کو ضمہ دیا جائے تو مل

جائے گا جمع مذکر کے ساتھ اور اگر کسرہ دیا جائے تو مل جائے گا مؤنث مخاطب کے ساتھ اور مثنی اور جمع مؤنث میں تو اس لئے کے ماقبل الف ہے جیسے اضربان' اضربنان اور زیادہ کیا گیا الف نون سے پہلے جمع مؤنث میں تین نونوں کے اجتماع کے ناپسندیدہ ہونے کی وجہ سے ایک نون ضمیر کا اور دو نون تاکید کے۔ اور نون خفیفہ نہیں داخل ہوتا تثنیہ میں بالکل اور نہ جمع مؤنث میں کیونکہ اگر نون کو حرکت دی جائے تو وہ خفیفہ نہ رہے گا تو نہ رہے گا اصل پر اور اگر تو اس کو ساکن رکھے تو التقاء ساکین علی غیر حدہ لازم آئے گا اور وہ اچھا نہیں ہے۔

سوالات

سوال: تنوین کی تعریف مع مثال ذکر کریں نیز یہ بتائیں کہ ضربا' ابل اور غلق میں تنوین کہاں ہے' کہاں نہیں؟

سوال: تنوین کی اقسام مع امثلہ تحریر کریں۔

سوال: مندرجہ ذیل میں تنوین کی قسم کو متعین کریں۔

قاض' ضارب' غواش' کل' بعض' مومنات' سیبویہ' اف' عساکن۔

سوال: تنوین کو کہاں سے حذف کر دیا جاتا ہے۔ نیز لفظ ابن کے ہمزہ اور ماقبل کے حذف کی شروط مع مثال لکھیں۔

سوال: خط کشیدہ الفاظ کی وضاحت کریں۔

اقلی اللوم عاذل والعتابن   وقولی ان اصبت لقد اصابن

اور شعر کے مطابق کوئی لطیفہ ذکر کریں۔

سوال: تنوین تعظیم اور تنوین تحقیر کیا ہے؟ نیز نکرہ کے فوائد ذکر کریں مع مثال۔

سوال: درج ذیل مثالوں میں اسم کو نکرہ لانے کا مقصد ذکر کریں۔ فی قلوبھم مرض۔ کما ارسلنا الی فرعون رسولا۔ ان الذین تدعون من دون اللہ لن یخلقوا ذبابا۔ القبر روضۃ من ریاض الجنۃ او حفرۃ من حفر النار۔ قوا انفسکم واھیکم نارا۔

سوال: نون تاکید اسم' ماضی' مضارع' امر' نہی' تمنی' ترجی' عرض میں سے کس کس کے ساتھ آتا ہے اور کس کے ساتھ نہیں آتا؟ مع امثلہ

سوال: نون تاکید سے ماقبل کی حالت کیسی ہوگی؟

سوال: نون خفیفہ کہاں نہیں آتا اور کیوں؟

سوال: وقف میں نون ثقیلہ اور خفیفہ کا حکم بیان کریں۔

سوال: التقاء ساکنین میں نون خفیفہ کا حکم مع مثال ذکر کریں۔

سوال: لیضربان مضارع کا کیا حکم ہے نیز اس کی اور لیضربن - لتضربن - اضربن - اضربن کی ترکیب کریں۔

سوال: ادعن - ادعن - لتبلون - لندعون - لتدعین کو حالت وقف میں کیسے پڑھیں گے؟ نیز لندعون کی ترکیب کریں۔

سوال: نون خفیفہ اور نون ثقیلہ کی قرآن وحدیث سے مثالیں دیں اور ترجمہ بھی لکھیں۔

سوال: التقاء ساکنین علیٰ حدہ اور علیٰ غیر حدہ کی تعریف کر کے حکم اور مثالیں ذکر کریں۔

حل سوالات

سوال: تنوین کی تعریف مع مثال ذکر کریں نیز یہ بتائیں کہ ضَرْبًا' اِبِلٌ اور عُلُقٌ میں تنوین کہاں ہے' کہاں نہیں؟

جواب: التنوینُ نونٌ سَاکِنَۃٌ تتبعُ آخِرَ الکلمۃِ لَا لِتَاکِیدِ الفِعْلِ

تنوین وہ نون ساکن ہے جو کلمہ کے آخری حرف کے بعد آتی ہے تاکید فعل کے لیے نہیں "تنوین نون کا مصدر ہے اور اب نون کا نام تنوین رکھ لیا گیا ہے۔ نون کا معنی ہوتا ہے تنوین دینا۔ نونتہ میں نے نون کو داخل کیا۔ یعنی کلمہ میں لایا۔

آخری حرف سے مراد وہ حرف ہے کہ تکلم اس پر ختم ہو جیسے زَیْدُنْ - رایت قلمَنْ - فِی کتابِنْ ان تینوں مثالوں میں نون تنوین آخری حرف کے بعد لکھا گیا ہے لیکن رسم الخط میں اسے آخر حرف پر جو حرکت ہو' اسے ڈبل کر دیا جاتا ہے جس سے یہ نون پڑھا جاتا ہے۔ جیسے زیدُنْ سے زیدٌ اور قلمُنْ سے قلمٌ فِی کتابِنْ سے فِی کتابٍ - رایتُ قَلَمَنْ سے رایتُ قَلَمًا لکھا جائے گا اور پڑھنے میں نون ساکن ہی پڑھا جائے گا۔

بعض نے کہا ہے کہ یہ لفظ میں ثابت ہے مگر خط میں ثابت نہیں اور وہ بذات خود ساکن ہوتی ہے اور عارضی حرکت اس کے لیے مضر نہیں جیسے عَادَنِ الْاُولیٰ اسی طرح قَاضٍ اصل میں قاضِنْ ہے۔ یہاں چونکہ کلمہ میں ضاد آخری حرف ہے اس لیے اسی کے نیچے جو حرکت ہے' اسے ڈبل کر دیا گیا۔ رسم الخط میں جب یہ نون لکھا جاتا ہے تو ہمیشہ کلمہ کے آخری حرف پر آتا ہے۔ اب اگر آخری حرف پر حرکت فتحہ کی ہے تو فتحہ پر ایک اور فتحہ ڈال دیں گے۔ اسی طرح اگر کسرہ ہے تو ایک اور کسرہ بڑھا دیں گے۔ ضمہ ہے تو ایک اور ضمہ ڈال دیں گے۔ اور اس طرح یہ پڑھنے میں اپنی اصل یعنی نون ساکن ہی ہوگا۔

ضَرْبًا میں تنوین اصل میں آخری کلمہ کے بعد ہے۔ اصل یوں ہے ضَرْبَنْ لیکن رسم الخط میں ضَرْبًا

لکھا گیا ہے۔ اِبِلٌ کی اصل اِبِلُنْ ہے اور عُنُقٌ کی اصل عُنُقُ نْ آخری نون تنوین کا ہے اور یہ ہمیشہ ساکن ہی ہوتا ہے۔ ہاں حرکت عارضی آسکتی ہے جیسے قُلْ هُوَ اللّٰهُ احدُ نِ اللّٰهُ الصَّمَدُ۔ قدیرُ نِ الَّذِیْ وغیرہ۔

سوال: تنوین کی اقسام مع امثلہ تحریر کریں۔

جواب: تنوین کی پانچ قسمیں ہیں۔

(۱) تنوین تمکن: یہ اسم متمکن پر آتی ہے اور یہ اسمیت کی علامت ہوتی ہے، منصرف اور غیر منصرف کے درمیان فرق کرتی ہے کیونکہ تنوین غیر منصرف پر داخل نہیں ہوتی اسی لیے اس کا دوسرا نام تنوین صرف بھی ہے جیسے زیدٌ، رجلٌ وغیرہ۔

(۲) تنوین تنکیر: جو اسم کے نکرہ ہونے پر دلالت کرے۔ اس کے دو مقام ہیں۔

(۱) بعض اسمائے افعال جیسے مَهٍ (رک جا) اُفٍّ (مجھے تکلیف ہو رہی ہے) اِيهٍ، صَهٍ کے آخر میں تنوین تنکیر ہے۔ صَهْ میں فوری خاموشی مطلوب ہے اور یہ اس وقت معرفہ ہے جبکہ صَهٍ میں کسی وقت کی خاموشی یعنی وقت متعین نہیں ہے۔

اس کی مثال یوں سمجھو کہ کوئی شخص ہر وقت بولتا رہے اس کو اس کے ساتھی کہیں صَهٍ یعنی کبھی تو خاموش رہ۔ لیکن وہ باز نہ آئے تو کسی کو سخت غصہ آیا اس نے ڈنڈا ہاتھ میں پکڑا اور اس کو دھمکاتے ہوئے کہا صَهْ اس کا مطلب ہوگا ابھی خاموش ہو ورنہ تیرے سر پہ زور سے ایک ڈنڈا ماروں گا۔

اِيهْ کا لفظ کسی خاص بات کی زیادتی چاہنے کے لئے ہے مثلاً کسی شاعر سے کو داد دیتے ہوئے کہا جائے دوبارہ دوبارہ جبکہ اِيهٍ کسی بھی بات کو طلب کرنے کے لئے ہے مثلاً کسی نے پہلی دفعہ کہا جائے کہ اپنا کچھ کلام پیش کرو اس کے لئے یہ لفظ تنوین کے ساتھ آئے گا۔ سِيبَوَيْهِ وغیرہ کے آخر میں جب اس کو نکرہ بنائیں، تنوین تنکیر لگا دیتے ہیں جیسے جَاءَ سِيبَوَيْهِ وَسِيبَوَيْهٍ آخَرُ آیا سیبویہ اور ایک اور سیبویہ۔

فائدہ: رجلٌ نکرہ اور الرجلُ معرفہ ہے۔ بعض لوگ رجل میں تنوین تنکیر کہتے ہیں۔ مغنی اللبیب میں ہے کہ یہ تنوین صرف تنوین تنکیر نہیں اس لیے کہ اگر علم ہو، تب بھی رَجُلٌ ہی پڑھیں گے۔ ان کی مراد یہ ہے کہ الرجلُ کے بالمقابل یہ تنوین، تنوین تنکیر ہے نہ کہ علم کے مقابلے میں۔

(۳) تنوین عوض: وہ تنوین جو حرف آخر پر مضاف الیہ مفرد یا مضاف الیہ جملہ کے عوض لاحق ہوتی ہے جیسے كُلٌّ بَعْضٌ، اِذٍ، اِذًا، جَوَارٍ (حالت رفعی و جری میں) اُعَيْلٍ (حالت رفعی و جری میں)

لولا دفعُ اللّٰهِ النَّاسَ بعضَهُمْ بِبَعْضٍ لَفَسَدَتِ الْاَرْضُ۔ بِبَعْضٍ اصل میں بِبَعْضِهِمْ ہے۔ هُمْ ضمیر مضاف الیہ ہے، اسے حذف کر کے بِبَعْضٍ تنوین آ گئی۔ اسی طرح آمَنَ الرسولُ بما اُنْزِلَ الیہ

مِنْ رَبِّہٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ۔ کُلٌّ آمَنَ بِاللّٰہِ میں کُلٌّ اصل میں کُلُّھُمْ ہے۔ ھم ضمیر کو حذف کر کے عوض میں تنوین لائی گئی ہے۔

فَانْشَقَّتِ السَّمَاءُ فَھِیَ یَوْمَئِذٍ وَّاھِیَۃٌ۔ یَوْمَئِذٍ تقدیرہ یَوْمَ اِذْ تَنْشَقُّ جملہ تَنْشَقُّ کو حذف کر کے اذ تنوین عوض لائی گئی ہے۔

لَقَدْ کِدتَّ تَرکَنُ اِلَیْھِمْ شَیْئًا قَلِیْلاً اِذًا لَّاَذَقْنَاکَ ضِعْفَ الْحَیَاۃِ وَضِعْفَ الْمَمَاۃِ۔ اِذًا تقدیرہ اِذًا ترکَنُ الیھم شیئًا قلیلاً لَّاَذَقْنَاکَ۔ اِذًا کے بعد خط کشیدہ جملہ کو حذف کر کے اس کے عوض میں تنوین لائی گئی ہے۔

اسی طرح جَارِیَۃٌ کی جمع جَوَارِیُ آتی ہے۔ (ـرِیُ) یاء مضموم ماقبل مکسور کے قاعدے سے یاء کو ساکن کر دیا تو جَوَارِیْ ہو گیا۔ حالت رفعی اور جری میں یاء کو حذف کر کے اس کے عوض میں تنوین لے آتے ہیں تو جَوَارٍ ہو جاتا ہے جیسے جَاءَتْ جَوَارٍ، مَرَرْتُ بِجَوَارٍ البتہ حالت نصب میں یاء برقرار رہے گی۔ رَاَیْتُ جواریَ ہوگا۔

قولہ تعالٰی ومن فوقھم غواشٍ یہ جمع ہے غَاشِیَۃٌ کی۔

بعض نحوی اس تنوین کو تنوین عوض مانتے ہیں جیسا کہ ہم نے ذکر کیا اور بعض اس کی اصل غَوَاشِیٌ اسی طرح اُعَیْلٍ میں اُعَیْلِیٌ نکالتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اسم میں اصل انصراف ہے۔ تعلیل کے بعد اس میں سببً نہ پائے گئے اس لیے تنوین باقی رہی جبکہ حالت نصب میں سبب برحال ہے اس لیے تنوین نہ آئے گی۔ اس طرح ھٰذہٖ غواشٍ، مررتُ بغَوَاشٍ اور رایتُ غَوَاشِیَ پڑھیں گے۔ اسی طرح ھٰذِہِ الغَوَاشِیُ، رایتُ الغواشِیَ اور مررتُ بِالغَوَاشِیْ پڑھیں گے اور اَلْغَوَاشِیُ سے اَلْغَوَاشِ پڑھنا بھی جائز ہے۔ جیسے الجوارِیُ سے فلا اقسم بالخنّسِ الجَوَارِ الْکُنَّسِ یہ حالت جری کی مثال ہے۔ وَلَہُ الْجَوَارِ الْمُنْشَآتُ یہ حالت رفعی میں ہے۔

(۴) تنوین مقابلہ: یہ وہ تنوین ہے جو مونث سالم میں آتی ہے۔ یہ جمع مذکر سالم کے نون کے مقابلے میں ہوتی ہے، اس لیے اسے تنوین مقابلہ کہتے ہیں۔ کیونکہ جب جمع مذکر سالم بناتے ہیں تو تنوین اس کے آخر میں نون مفتوح کی شکل میں آجاتی ہے جیسے مُسْلِمٌ سے مُسْلِمُوْنَ اور مُسْلِمَۃٌ سے مُسْلِمَاتٌ

(۵) تنوین ترنم: یہ تنوین اسم اور فعل دونوں پر آسکتی ہے جبکہ پہلی چار قسمیں صرف اسم کے ساتھ خاص ہیں۔ یہ وہ تنوین ہے جو شعروں میں یا مصرعوں کے آخر میں آتی ہے۔ یہ تنوین مصرعوں کے آخر میں تحسین شعر خوانی کے لیے لائی جاتی ہے جیسے

اَقِلِّی اللَّوْمَ عَاذِلَ وَالْعِتَابَنْ　　　وَقُوْلِیْ اِنْ اَصَبْتُ لَقَدْ اَصَابَنْ

دونوں مصرعوں میں آخر کا نون' تنوین ترنم کہلاتا ہے۔ شعر کا ترجمہ یہ ہے "کم کر ملامت کو سے ملامت کرنے والی اور عتاب کو اور کہہ تو اگر میں صحیح کام کروں کہ تو نے ٹھیک کیا ہے" عَاذِل کی اصل ہے یَا عَاذِلَةُ اس کا معنی ہے اے ملامت کرنے والی حرف نداء کو حذف کر کے منادی میں ترخیم کرلی گئی ہے اس لئے اس کو دو طرح پڑھنا جائز ہے عَاذِلَ اور عَاذِلُ۔ العِتَابَنْ کی اصل العِتَابَ اور اَصَابَنْ اصل میں اَصَابَ ہے ان کے آخر میں نون تنوین ترنم ہے اور تنوین ترنم وہ تنوین ہے جس کو شعروں اور مصرعوں میں حرف متحرک کے آخر میں بڑھا دیا جائے۔ یَا اَبَتَا عَلَّکَ اَوْ عَسَاکَنْ تنوین ترنم ہے۔ عَلَّکَ اور عَسَاکَ دونوں ایک ہی معنی میں ہے۔ یَا اَبَتَا عَلَّکَ اَوْ عَسَاکَنْ کی تقدیر یوں ہے یَا اَبَتَا عَلَّکَ تَجِدُ رِزْقًا اَوْ عَسَاکَ تَجِدُ رِزْقًا (اے میرے والد شاید تو رزق کو پائے یا ممکن ہے کہ تو اس کو پالے)۔

اگر حرف ساکن کے آخر میں تنوین زیادہ کردی جائے اس کو تنوین غالی کہتے ہیں جیسے

اَفِدَ التَّرَحُّلُ غَیْرَ اَنَّ رِکَابَنَا لَمَّا تَزُلْ بِرِحَالِنَا وَکَاَنْ قَدِنْ

قَدْ کے آخر میں تنوین لگائی تو قَدِنْ ہوگیا اسی طرح

قَالَتْ بَنَاتُ الْعَمِّ یَا سَلْمٰی وَاِنْ کَانَ فَقِیْرًا مُعْدِمًا قَالَتْ وَاِنْ

اِنْ کے آخر میں تنوین بڑھائی تو اِنِنْ ہوگیا چونکہ ان دونوں میں حرف ساکن کے آخر میں تنوین بڑھائی گئی ہے اس لئے اس کو تنوین غالی کہتے ہیں یہ دونوں شعر اور ان کا معنی پہلے گزر چکا ہے۔

سوال: مندرجہ ذیل میں تنوین کی قسم کو متعین کریں۔

قَاضٍ، ضَارِبٌ، غَوَاشٍ، کُلٌّ، بَعْضٌ، مُؤْمِنَاتٌ، سِیْبَوَیْہٍ، اُفٍّ، عَسَاکَنْ۔

جواب:

تنوین تمکن	تنوین تنکیر	تنوین عوض	تنوین مقابلہ	تنوین ترنم
قاض،	اف	غواش	مومنات	عساکن
ضارب.	سیبویہٍ	کل	——	——
——	——	بعض	——	——

سوال: تنوین کو کہاں سے حذف کر دیا جاتا ہے۔ نیز لفظ ابن کے ہمزہ اور ماقبل کے حذف کی شروط مع مثال لکھیں۔

جواب: تنوین کو کبھی علم سے حذف کر دیا جاتا ہے جبکہ وہ موصوف واقع ہو ابن یا ابنة اور ابن یا ابنة مضاف ہوں دوسرے علم کی جانب۔ جیسے جَاءَنِی زَیْدُ بْنُ عَمْرٍو، جَاءَتْنِی هِنْدُ ابْنَةُ بَکْرٍ۔

ابن کے ہمزہ اور ماقبل حرف سے تنوین کے حذف کی شرائط:

(۱) اِبْن یا اِبْنَة سے قبل علم ہو۔(۲) اِبْن یا اِبْنَة کے بعد بھی علم ہو۔(۳) دونوں علم سے اور اِبْن یا

ابنة سے مل کر جملہ پورا نہ ہو بلکہ پہلا علم موصوف ہو اور یہ ابن یا ابنة اپنے مضاف الیہ سے مل کر اس کی صفت ہو جائے جیسے

جَاءَ محمودُ بْنُ بکرٍ - رَأیْتُ محمودَ بنَ بکرٍ

بخلاف رای محمودٌ ابنَ احمدَ یا محمودٌ ابنُ بکرٍ - جاء محمودٌ ابنُ عالمٍ کبیرٍ

سوال: خط کشیدہ الفاظ کی وضاحت کریں۔

اقلی اللومَ عاذلَ والعتابَنْ وقولی ان اصبتُ لقد اصابَنْ

اور شعر کے مطابق کوئی لطیفہ ذکر کریں۔

جواب: اَقِلِّیْ باب افعل سے واحد مونث حاضر امر کا صیغہ ہے۔ واحد مذکر حاضر اَقِلَّ اَقِلِّ آتا ہے۔
اقل فعل امر یاء ضمیر بارز اس کا فاعل ہے
العِتَابَنْ اصل میں العِتَابَ تھا۔ تنوین ترنم آخر میں لگانے سے العِتَابَنْ ہو گیا۔ یہ اَقِلِّیْ کے مفعول بہ اللَّوْمَ پر معطوف ہے۔

شعر کا ترجمہ: اے ملامت کرنے والی' ملامت کو کم کر دے اور عتاب کو۔ اور اگر میں نے ٹھیک کیا ہے تو کہہ دے کہ اس نے ٹھیک کیا ہے۔

لطیفہ: ایک عورت تھی' اس کا خاوند ایک بزرگ انسان تھا۔ یہ عورت بڑی ضدی ہر وقت اپنے خاوند کو پریشان کرتی اور عیب جوئی کرتی تھی۔ ایک مرتبہ وہ بزرگ گھر سے باہر تھے اس عورت نے دیکھا کہ ایک آدمی ہوا میں اڑ رہا ہے۔ کچھ دیر بعد خاوند گھر آئے تو عورت نے طعن آمیز انداز میں کہا کہ تو بزرگ بنا پھرتا ہے' بزرگ تو وہ تھا جو ہوا میں اڑ رہا تھا۔ خاوند نے اس کی بات کو پختہ کرنے کے لیے اس سے تاکیداً پوچھا' واقعی وہ بڑا بزرگ تھا؟ اس نے کہا ہاں۔ اب خاوند نے کہا کہ وہ تو میں ہی تھا جو اڑ رہا تھا۔ عورت نے فوراً کہا اسی لئے ٹیڑھے اڑ رہے تھے۔

سوال: تنوین تعظیم اور تنوین تحقیر کیا ہے؟ نیز نکرہ کے فوائد ذکر کریں مع مثال۔

جواب: بسا اوقات کتابوں میں لکھا ہوتا ہے کہ اس لفظ میں تنوین تعظیم کے لئے ہے اور اس میں تنوین تحقیر کے لئے ہے جبکہ کتاب میں یہ اقسام مذکور نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ تنوین کی بنیادی اقسام وہی پانچ ہیں۔ چونکہ معرف باللام کے بالمقابل نکرہ پر تنوین ہوتی ہے اس لیے جو مقاصد نکرہ کے ہیں' ان کو تنوین کی طرف منسوب کر دیتے ہیں۔ اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ پہلے نکرہ کے مقاصد ذکر کیے جائیں تاکہ تنوین تعظیم و تحقیر کا پتہ چل سکے۔

نکرہ کے مقاصد یا فوائد حسب ذیل ہیں:

(ا) افراد یعنی واحد ہونا جیسے وجاء رجلٌ مِنْ اَقْصَی المدینۃِ یَسْعٰی یعنی رجلٌ واحدٌ (اور شہر کے

کنارے سے ایک آدمی دوڑتا ہوا آیا)۔

(۲) نوع کے لیے جیسے وَعَلٰی ابصارِهِمْ غِشَاوَةٌ (ان کی آنکھوں پر پردہ ہے یعنی گمراہی کا پردہ)

(۳) تعظیم کے لیے جیسے لَهٗ حاجبٌ مِنْ کُلِّ امرٍ یَشِیْنُهٗ (اس کے لئے ہر اس کام سے بڑی رکاوٹ ہے جو اس کو عیب دار کردے) اس میں حَاجِبٌ نکرہ تعظیم کے لیے ہے۔ اسی مناسبت سے اس کی تنوین کو تنوین تعظیم کہتے ہیں۔

اسی طرح فَأْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِنَ اللّٰهِ ورسولِهٖ میں بحرب کی تنوین اور اِنَّ الانسانَ لفی خُسْرٍ میں خُسْرٍ کی تنوین "بے شک انسان بڑے خسارے میں ہے"

(۴) تحقیر کے لیے جیسے ولیس لهٗ عَنْ طالبِ العُرْفِ حَاجِبٌ "اور احسان مانگنے کے لیے اس کے پاس کوئی ادنیٰ رکاوٹ بھی نہیں ہیں" اس جملے میں حَاجِبٌ نکرہ تحقیر کے لیے ہے' اسی مناسبت سے اس کی تنوین کو تنوین تحقیر کہتے ہیں۔ اسی طرح اِنْ نَظُنُّ اِلَّا ظَنًّا میں ظَنًّا پر تنوین تحقیر کی ہے۔

(۵) تکثیر کے لیے جیسے اِنَّ لَهٗ لَاِبلًا ۔ لَاِبلًا نکرہ تکثیر کو ظاہر کرتا ہے۔ اسی طرح وان کذبوک فَقَدْ کذبت رسلٌ من قبلِکَ یہاں رُسُلٌ نکرہ تکثیر کے لیے ہے۔ اسی طرح تعظیم کے لیے بھی ہو سکتا ہے۔ تکثیر کے لیے ہو تو "بہت سے رسول" تعظیم کے لیے ہو تو "بڑے بڑے رسول" ترجمہ ہوگا۔

سوال: درج ذیل مثالوں میں اسم کو نکرہ لانے کا مقصد ذکر کریں۔

فی قلوبهم مَرَضٌ ۔ کما ارسلنَا الی فرعونَ رَسُوْلًا ۔ اِنَّ الذین تدعونَ مِنْ دونِ اللّٰهِ لن یخلقُوْا ذُبَابًا ۔ القبر روضةٌ مِنْ رِیَاضِ الجنَّةِ اَوْ حُفْرَةٌ من حُفَرِ النارِ ۔ قُوْا اَنْفُسَکُمْ وَاَهْلِیْکُمْ نَارًا ۔

جواب: مَرَضٌ کو نکرہ لانا نوع کے لیے ہے مراد نفاق کی بیماری ہے۔

رَسُوْلًا کو نکرہ لانا افراد یا تعظیم کے لیے ہے۔

ذُبَابًا کو نکرہ لانا تحقیر کے لیے ہے۔

رَوْضَةٌ کو نکرہ لانا تعظیم کے لیے ہے۔

حُفْرَةٌ کو نکرہ لانا تعظیم کے لیے ہے۔

نَارًا کو نکرہ لانا نوع کے لیے کیونکہ جہنم کی آگ مراد ہے۔

سوال: نون تاکید اسم' ماضی' مضارع' امر' نہی' تمنی' ترجی' عرض میں سے کس کس کے ساتھ آتا ہے اور کس کے ساتھ نہیں آتا؟ مع امثلہ

جواب: نون توکید اسم اور ماضی کے ساتھ مطلقاً" نہیں آتا۔ مضارع' امر' نہی' استفہام' نہی' تمنی اور عرض کے ساتھ جوازاً" آتا ہے کیونکہ ہر ایک میں طلب کے معنی پائے جاتے ہیں۔

مضارع کی مثال: لَیَضْرِبَنَّ

نفی کی مثال: واتقوا فتنةً لا تُصِیْبَنَّ الذین ظلمُوْا منکم خَاصَّة"
نہی کی مثال: لَاتَضْرِبَنَّ۔ لَا تَضْرِبَنْ
امر کی مثال: اِضْرِبَنَّ۔ اِضْرِبَنْ
تمنی کی مثال: لَیْتَکَ تَضْرِبَنَّ، تَضْرِبَنْ
عرض کی مثال: اَلَا تَنْزِلَنْ بِنَا فَتُصِیْبَ خَیْرًا
استفہام کی مثال: هَلْ یُذْهِبَنَّ کَیْدُهٗ مَا یَغِیْظُ

سوال: نون تاکید سے ماقبل کی حالت کیسی ہوگی؟

جواب: نون تاکید سے پہلے حرف پر جمع مذکر (خواہ غائب ہو یا حاضر) میں ضمہ آتا ہے جیسے اِضْرِبُنَّ۔ لِیَضْرِبُنَّ۔ لَتَضْرِبُنَّ۔ لَیَضْرِبُنَّ تاکہ یہ ضمہ واؤ محذوف پر دلالت کرے۔
نون ثقیلہ کی طرح نون خفیفہ سے پہلے بھی ضمہ آتا ہے جیسے اِضْرِبُنْ۔ لِیَضْرِبُنْ وغیرہ۔
صیغہ واحد مونث حاضر میں نون تاکید سے قبل کسرہ آتا ہے جو یاء محذوفہ پر دلالت کرتا ہے جیسے اِضْرِبِنَّ۔ لِتَضْرِبِنَّ۔ اِضْرِبِنْ۔ لِتَضْرِبِنْ
واحد مذکر غائب، حاضر، واحد مونث غائب اور متکلم کے صیغوں میں نون تاکید سے قبل فتحہ آتا ہے جیسے لَیَضْرِبَنَّ۔ لَتَضْرِبَنَّ۔ لَتَضْرِبَنَّ۔ لَاَضْرِبَنَّ۔ لَنَضْرِبَنَّ
مثنی اور جمع مونث (غائب یا حاضر) میں نون تاکید سے قبل الف آتا ہے جیسے اِضْرِبَانِّ۔ لِیَضْرِبْنَانِّ۔ اِضْرِبْنَانِّ
جمع مونث میں الف کو نون تاکید سے قبل لایا جاتا ہے تاکہ تین نون جمع نہ ہو جائیں (ایک نون ضمیر کا، دو نون تاکید کے یا ایک نون خفیفہ کا) البتہ نون خفیفہ تثنیہ اور جمع مونث میں نہیں آتا بلکہ صرف نون ثقیلہ ہی آتا ہے۔
نون ثقیلہ سارے صیغوں میں آتا ہے جبکہ نون خفیفہ صرف آٹھ صیغوں میں آتا ہے۔
(۱) لَیَضْرِبَنْ (۲) لَیَضْرِبُنْ (۳) لَتَضْرِبَنْ (واحد مونث غائب) (۴) لَتَضْرِبَنْ (واحد مذکر حاضر) (۵) لَاَضْرِبَنْ (۶) لَتَضْرِبُنْ (۷) لَاَضْرِبَنْ (۸) لَنَضْرِبَنْ تثنیہ اور جمع مونث میں نون ثقیلہ مکسور ہوتا ہے اور باقی صیغوں میں مفتوح۔

سوال: نون خفیفہ کہاں نہیں آتا اور کیوں؟

جواب: نون خفیفہ تثنیہ اور جمع مونث (غائب، حاضر) میں مطلقاً" نہیں آتا کیونکہ سیہ اور جمع مونث کے صیغوں میں نون تاکید سے قبل الف آتا ہے اور الف ساکن ہوتا ہے۔ اس کے بعد اگر نون خفیفہ کو لائیں گے تو دو ساکن اکٹھے ہو جاتے ہیں اس طرح التقائے ساکنین علیٰ غیرحدہ لازم آتا ہے جو بہتر

نہیں ہے اور اگر نون کو حرکت دیں تو پھر نون خفیفہ نہ رہے گا۔ اس وجہ سے جمع مونث اور سیہ میں نون خفیفہ مطلقاً" نہیں آتا اس کے علاوہ آٹھ صیغوں میں آتا ہے جیسے اضربن۔ لتضربن وغیرہ۔
نون خفیفہ ہمیشہ ساکن ہوتا ہے۔ اس سے قبل اور بعد دونوں طرف حرکت کا ہونا ضروری ہے۔ اگر اس سے پہلے الف آئے تو یہ نہیں آئے گا جیسے سیہ اور جمع مونث میں نہیں آتا۔ اِضْرِبَا + نْ = X
اگر نون خفیفہ کے بعد حرف ساکن آئے تو یہ گر جائے گا جیسے اِضْرِبَنْ کو القومَ سے ملا کر پڑھیں تو اِضْرِبَ القومَ ہوگا۔ اِضْرِبُنْ کو القومَ سے ملا کر پڑھیں تو اضربُ القومَ ہوگا۔ لَا تُهِيْنَنْ سے لَا تُهِيْنَ الفقيرَ اگر نون تاکید نہ ہو تو لَا تُهِنِ الْفَـقِيْرَ ہوگا پورا شعر یوں ہے

لَا تُهِيْنَ الْفَقِيْرَ عَلَّكَ اَنْ تَرْكَعَ يَوْمًا وَالدهرُ قَدْ رَفَعَهُ

اس کا ترجمہ یوں ہے: غریب آدمی کو ذلیل نہ کر شاید کہ تو کسی دن جھک جائے اور زمانے نے اس کو بلند کردیا ہو یعنی تو ذلیل ہوجائے اور وہ عزت پاجائے۔ حالت وقف میں یا یہ نون حرف علت سے بدل جاتا ہے یا حذف شدہ واؤ' یاء کو واپس لایا جاتا ہے جیسے اِضْرِبَنْ کو حالت وقف میں اِضْرِبَا پڑھیں گے۔ اسی طرح اِضْرِبُنْ کو اِضْرِبُوْا اور اِضْرِبِنْ کو اِضْرِبِيْ پڑھیں گے۔
بعض علماء کے نزدیک نون خفیفہ کو حرف علت سے بدلا ہے اور بعض کے نزدیک حذف شدہ واؤ یاء واپس آ گئے ہیں۔

سوال: وقف میں نون ثقیلہ اور خفیفہ کا حکم بیان کریں۔

جواب: وقف کے وقت نون ثقیلہ کے آخر کی حرکت گر جاتی ہے جیسے اِضْرِبُنَّ سے اِضْرِبُنْ۔ اِضْرِبَنَّ سے اِضْرِبَنْ
نون خفیفہ حالت وقف میں ماقبل کی حرکت کے موافق حرف علت سے بدل جاتا ہے جیسے اِضْرِبَنْ سے اِضْرِبَا۔ اِضْرِبُنْ سے اِضْرِبُوْا۔ اِضْرِبِنْ سے اِضْرِبِيْ وغیرہ۔

سوال: التقاء ساکنین میں نون خفیفہ کا حکم مع مثال ذکر کریں۔

جواب: نون خفیفہ سے قبل اور مابعد حرف پر حرکت کا ہونا ضروری ہے اسی لیے یہ نون تثنیہ اور جمع مونث کے صیغوں میں نہیں آتا کیونکہ ان میں نون خفیفہ سے قبل الف آجاتا ہے اور الف ہمیشہ ساکن ہوتا ہے اس لیے نون خفیفہ کے ساتھ التقاء ساکنین کی صورت جائز نہیں ہے کیونکہ اگر نون کو حرکت دیں تو خفیفہ نہ رہے گا۔ اور اگر ساکن ہی چھوڑ دیں تو التقاء ساکنین علیٰ غیر حدہ لازم آتا ہے اور وہ ممنوع ہے۔ یہ التقاء ساکنین دو الگ الگ کلموں میں آ رہا ہے اس لیے

اِضْرِبَا + نون تاکید خفیفہ = X

اِضْرِبْنَ + نون تاکید خفیفہ = X

سوال: لَیَضْرِبَانِّ مضارع کا کیا حکم ہے نیز اس کی اور لَیَضْرِبُنَّ۔ لَتَضْرِبِنَّ۔ اِضْرِبُنْ۔ اِضْرِبِنْ کی ترکیب کریں۔

جواب: لَیَضْرِبَانِّ: نون تاکید کی وجہ سے بعض علماء کے نزدیک مضارع مبنی ہوتا ہے تمام صیغوں میں۔ لَیَضْرِبَانِّ میں کہیں گے کہ مبنی علیٰ حذف النون ہے۔ جبکہ دیگر علماء کے نزدیک لَیَضْرِبَنَّ مبنی علی الفتح ہے اور لَیَضْرِبَانِّ' لَیَضْرِبُنَّ اور لَتَضْرِبِنَّ مرفوع ہیں۔ مگر علامت رفع نون کو توالی نونات کی وجہ سے گرا دیا ہے اور واؤ' یاء کو التقاء ساکنین سے۔ بہرحال ان کا فاعل واؤ اور یاء محذوف ہی ہوگا۔

ترکیب: لَیَضْرِبَانِّ لام حرف تاکید' یَضْرِبَانِ فعل مضارع مرفوع' علامت رفع نون ہے جس کو توالی نونات سے گرا دیا گیا۔ الف ضمیر اس کا فاعل ہے۔ نون تاکید مبنی علی الکسر ہے۔

لَیَضْرِبُنَّ لام حرف تاکید' یَضْرِبُوْنَ فعل مضارع مرفوع' علامت رفع نون ہے جو توالی نونات (کئی نونوں کے پے در پے آنے) سے گر گیا' واؤ ضمیر اس کا فاعل ہے جو التقاء ساکنین سے گر گیا ہے' اور نون تاکید مبنی علی الفتح ہے۔ یہ ترکیب فعل مضارع بلحاظ معرب کے ہے۔ اور جو علماء فعل مضارع کو مبنی مانتے ہیں' ان کے نزدیک یوں کہیں گے: یَضْرِبُوْا فعل مضارع مبنی علیٰ حذف النون' کیونکہ نون تاکید کے ساتھ ملا ہوا ہے' اس کا فاعل واؤ ہے جو التقاء ساکنین کی وجہ سے گر گیا ہے اور نون حرف تاکید مبنی علی الفتح ہے۔

لَتَضْرِبِنَّ: لام حرف تاکید' تَضْرِبِیْنَ فعل مضارع مرفوع ہے' علامت رفع نون ہے جو توالی نونات سے گر گیا ہے۔ اور یاء ضمیر اس کا فاعل ہے جو التقاء ساکنین سے گر گیا ہے۔ نون حرف توکید مبنی علی الفتح۔

جو علماء اسے مبنی مانتے ہیں' ان کے نزدیک ترکیب یوں ہے: لام حرف توکید' تَضْرِبِیْ فعل مضارع مبنی علیٰ حذف النون' کیونکہ نون تاکید سے ملا ہوا ہے' یاء ضمیر اس کا فاعل ہے۔

اِضْرِبَنَّ: اِضْرِبْ فعل امر مبنی علی السکون' اَنْتَ ضمیر مستتر اس کا فاعل ہے اور نون تاکید مبنی علی الفتح ہے۔ یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ اِضْرِبْ مبنی علی الفتح ہے کیونکہ نون تاکید سے ملا ہوا ہے۔

اِضْرِبُنْ: اضرب فعل امر مبنی علی السکون' یا مبنی علی الفتح لاتصالہ بنون التاکید' انت ضمیر مستتر اس کا فاعل' نون تاکید خفیفہ مبنی علی السکون ہے۔

اِضْرِبِنْ: اِضْرِبْ فعل امر مبنی علیٰ حذف النون' یاء ضمیر اس کا فاعل جو التقاء ساکنین سے گر گیا ہے' نون تاکید خفیفہ مبنی علی السکون ہے۔

نون تاکید سے قبل واؤ' یاء مدہ ہوں تو حذف ہوں گے لیکن واؤ' یاء لین حذف نہ ہوں گے

واوٗ یاء مدہ کی مثال : یَدْعُوْنَ سے لَیَدْعُنَّ' تَرْمِیْنَ سے لَتَرْمِنَّ

واوٗ یاء لین کی مثال : یُدْعَوْنَ سے لَیُدْعَوُنَّ' تُرْمَیْنَ سے لَتُرْمَیِنَّ ہوگا یعنی واوٗ کو ضمہ اور یاء کو کسرہ دیں گے۔

جب اِنْ شرطیہ کے بعد مَا زائد ہو جائے تو مضارع پر نون تاکید عموماً داخل کرتے ہیں جیسے اِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ۔ اِمَّا تَرَیِنَّ (اِمَّا اصلہ اِنْ مَا)

لَیُدْعَوُنْ اور لَتُرْمَیِنْ میں جب حالت وقف میں نون خفیفہ کو گرائیں گے تو نون کے گرنے کے بعد واوٗ یاء کی حرکت بھی گرے گی کیونکہ یہ حرکت عارضی تھی جو نون کے سبب سے قائم تھی جیسے لَیُدْعَوُنْ کو حالت وقف میں لَیُدْعَوْا پڑھیں گے۔ لَتُرْمَیِنْ کو حالت وقف میں لَتُرْمَیْ پڑھیں گے۔ (رضی شرح کافیہ) ایک دفعہ پھر ملاحظہ فرمائیں

نون تاکید کے سبب سے بعض علماء کے نزدیک مضارع مبنی ہوتا ہے تمام صیغوں میں۔ جب یَضْرِبَانِ سے لَیَضْرِبَانِّ ہوگا تو یوں کہیں گے کہ لَیَضْرِبَانِّ مبنی علی حذف النون ہے کیونکہ نون تاکید سے ملا ہوا ہے جبکہ دیگر علماء کے نزدیک لَیَضْرِبَنَّ مبنی علی الفتح ہے (تمام کے نزدیک) اور لَیَضْرِبَانِّ۔ لَیَضْرِبُنَّ۔ لَتَضْرِبِنَّ مرفوع ہیں مگر علامت رفع نون تو توالی نونات کی وجہ سے گرا دیا گیا ہے۔ اور واوٗ یاء جو فاعل ہیں' التقاء ساکنین سے بہرحال ان کا فاعل واوٗ' یاء محذوف ہی ہوگا۔ جبکہ امر کے صیغے مبنی ہی رہیں گے اور نہی یا نون تاکید کا پہلا صیغہ لَا تَضْرِبَنَّ مبنی علی الفتح ہے۔ لَا تَضْرِبَانِّ' لَا تَضْرِبُنَّ' لَا تَضْرِبِنَّ بعض نحویوں کے ہاں مبنی علی حذف النون ہوں گے اور بعض کے ہاں مجزوم اور علامت جزم حذف نون ہوگی

سوال : اُدْعُنْ ۔ اُدْعِنْ ۔ لَتُبْلَوُنْ ۔ لَتُدْعَوُنْ ۔ لَتُدْعَیِنْ کو حالت وقف میں کیسے پڑھیں گے؟ نیز لَتُدْعَوُنْ کی ترکیب کریں۔

جواب: اُدْعُنْ حالت وقف میں اُدْعُوْا پڑھا جائے گا۔

اُدْعِنْ حالت وقف میں اُدْعِیْ پڑھا جائے گا۔

لَتُبْلَوُنْ حالت وقف میں لَتُبْلَوْا پڑھا جائے گا۔

لَتُدْعَوُنْ حالت وقف میں لَتُدْعَوْا پڑھا جائے گا۔

لَتُدْعَیِنْ حالت وقف میں لَتُدْعَیْ پڑھا جائے گا۔

ترکیب : لَتُدْعَوُنْ لام تاکید' تُدْعَوْنَ فعل مضارع مرفوع' علامت رفع نون توالی نونات کے باعث گر گیا ہے۔ واوٗ ضمیر بارز اس کا فاعل ہے' نون تاکید خفیفہ مبنی علی السکون ہے۔

سوال : نون خفیفہ اور نون ثقیلہ کی قرآن وحدیث سے مثالیں دیں اور ترجمہ بھی لکھیں۔

جواب: قرآن سے : لَئِنْ لَمْ يَنْتَهِ لَنَسْفَعًنْ بِالنَّاصِيَةِ اگر وہ نہ رکا تو ضرور ہم گھسیٹیں گے پیشانی سے۔

ولیکونن من الصاغرین - هل یذهبن - اما ترین ' لا تصیبن ' لتبلون ' لنبلون ' لنبوئن '
لنسالن ' لنسالن ' لننبئن

کتب حدیث سے وانزلن سکینة علینا ' نیز

اَلَا لَيْتَ شِعْرِیْ هَلْ اَبِيْتَنَّ لَيْلَةً بِوَادٍ وَحَوْلِی اِذْخَرٌ وَجَلِيْلٌ
وَهَلْ اَرِدَنْ يَوْمًا مِيَاهَ مَجَنَّةٍ وَهَلْ تَبْدُوَنْ لِی شَامَةٌ وَطَفِيْلٌ

ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بخار ہوگیا تو مکہ مکرمہ کو یاد کرتے ہوئے انہوں نے یہ اشعار پڑھے تھے (بخاری ج۱ص۵۵۸) ترجمہ ان کا یوں ہے کاش میں ایک رات پھر اس وادی مکہ میں گزاروں اور میرے ارد گرد اذخر اور جلیل گھاس ہو کیا میں کسی دن مجنہ کے پانی پیوں گا اور کیا کبھی مجھے شامہ اور طفیل کی وادیاں نظر آئیں گی۔

سوال: التقائے ساکین علیٰ حدہ اور علیٰ غیر حدہ کی تعریف کر کے حکم اور مثالیں ذکر کریں۔

جواب:

التقائے ساکنین

- جائز
  - سماعی
    حلقتا البطان.
    لاھاالله
    ای الله.
  - قیاسی
    - شروع میں
      جب ہمزہ استفہام ہمزہ وصل پر داخل ہو جیسے ٱالان سے آلان ، ٱالحسن عندک سے آلحسن عندک۔
    - درمیان میں
      - التقائے ساکنین علی حدہ
        شرائط: (۱) پہلا ساکن مدہ ہو۔ (۲) دوسرا ساکن مدغم ہو۔ (۳) دونوں ایک کلمہ میں ہوں۔ جیسے حادد سے حاد ، ضاللا سے ضالا ، حودد سے حود ، دویبة سے دوبة ، سیر ۔ التقائے ساکنین علی حدہ کے علاوہ تمام التقائے ساکنین غیر حدہ کہلاتے ہیں یعنی اس مقام کے علاوہ جدول میں جتنے بھی مقام دکھائی دیتے ہیں علی غیر حدہ ہیں۔
      - نون ثقیلہ سے قبل الف جیسے ،اضربان، لیضربنان . اضربان اور لیضربنان کے اندر التقائے ساکنین علی حدہ نہ ہونے کی وجہ یہ ہیں کہ دونوں ساکن ایک کلمہ میں نہیں ۔ کیونکہ ایک ساکن الف ہے دوسرا ساکن نون تاکید ہے جو الگ کلمہ ہے۔
    - آخر میں
      وقف اور شمار کرتے وقت جیسے بسم الله الرحمن الرحیم . واحد اثنان ثلاثه اور جب آخر میں تشدید ہو جیسے صواف، دواب، حاد. اس وقت تین ساکن اکٹھے ہوجائیں گے
- ناجائز

ضمیمہ صفحہ ۱۴۵

علم غیر منصرف میں جب ایک سبب علم ہوتو دوصورتیں ہیں ایک یہ کہ علم شرط ہو دوسرے یہ کہ علم شرط نہ ہو۔اس کو ریاضی کے انداز میں یوں حل کیا جاسکتا ہے۔

عدل + علم
_علم
عدل

جیسے جاءنی عمرو عمر آخرعلم عدل کیلئے شرط نہیں تو علم کے زائل ہونے کے بعد صرف ایک سبب عدل رہ گیا۔اس لئے وہ اسم منصرف ہوجائے گا۔

الف نون زائدتان + علم
_علم
الف نون زائدتان

جیسے جاءنی عمران و عمران آخرالف نون زائدتان کیلئے علم شرط نہیں ہے اس لئے علم کے زائل ہونے کے بعد ایک سبب الف نون زائدتان رہ گیا اس لئے اسم منصرف ہوجائے گا۔

وزن فعل + علم
_علم
وزن فعل

جیسے جاءنی احمد و احمد آخر وزن فعل کیلئے علم شرط نہیں اس لئے علم کے زائل ہونے کے بعد ایک سبب وزن فعل رہ گیا۔اور ایک سبب کی وجہ سے اسم غیر منصرف نہ رہے گا منصرف بن جائے گا۔

تانیث بالتاء + علم
_علم
×

جیسے جاءنی طلحۃ و طلحۃ آخر تانیث بالتاء کیلئے علم شرط ہے اس لئے علم کے زائل ہونے کے بعد کوئی سبب نہ رہا تو منصرف ہوجائے گا۔

تانیث معنوی + علم
_علم
×

جیسے جاءتنی زینب و زینب اخریٰ
تانیث معنوی کیلئے علم شرط ہے علم نہ رہا تو تانیث معنوی بھی مؤثر نہ ہوگی اس لئے یہ اسم منصرف ہوجائے گا۔

عجمہ + علم
_علم
×

جیسے جاءنی ابراھیم و ابراھیم آخر
عجمہ کیلئے علم شرط ہے علم نہ رہا تو عجمہ بھی غیر منصرف کا سبب نہ بن سکا۔
اس لئے کوئی سبب نہ ہونے کی وجہ سے اسم منصرف ہوجائے گا۔

ترکیب + علم
_علم
×

جیسے رایت بعلبک، بعلبکا اخریٰ ترجمہ میں نے بعلبک دیکھا اور ایک بعلبک
بعلبک میں دو سبب ترکیب اور علم اور علم ترکیب کے مؤثر ہونے کیلئے شرط ہے جب علمیت کو زائل کیا تو ترکیب کی سببیت بھی باقی نہ رہی لہذا یہ اسم کسی سبب کے باقی نہ رہنے کی وجہ سے منصرف ہوگیا۔

جمع + علم
_علم
جمع

جیسے کسی کا نام محامد ہو تو کہا جائے جاءتنی محامد و محامد اخریٰ
ترجمہ آتی میرے پاس محامد اور ایک اور محامد پہلے محامد میں اگر چہ دو سبب جمع اور علم ہیں مگر جمع منتہی الجموع اکیلا ہی دو سبب کے قائم مقام ہے اس لئے علمیت کے زائل کرنے کے بعد بھی محامد جمع کی وجہ سے غیر منصرف رہے گا۔

تانیث بالالف + علم
_علم
تانیث بالالف

جیسے جاءتنی حمیراء و حمیراء اخریٰ
حمیراء پہلے میں اگر چہ تانیث بالالف اور علم ہے مگر علم مؤثر نہیں تانیث بالالف ہی کافی ہے۔
اور علم کے زائل کرنے کے بعد بھی یہ سبب باقی ہے اس لئے یہ غیر منصرف ہی رہے گا۔

الحمد للہ عنایۃ النحو شرح ھدایۃ النحو پوری ہوئی ۔
وصلی اللہ علی خیر خلقه سیدنا محمد وعلی آله واصحابه اجمعین ۔

تقریظ حضرت مولانا قاری محمد یعقوب صاحب مدظلہ مدرس مدرسہ اشرف العلوم گوجرانوالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین ' وبعد!

زیر نظر کتاب عنایۃ النحو شرح ھدایۃ النحو من جانب پیر طریقت مولانا سیف الرحمن قاسم مدظلہ ۔ مولانا موصوف کی یہ تصنیف ایک گرانقدر علمی کاوش ہے ۔ صاحب کتاب کے علمی مقام کا اندازہ ان کے اس مشکل ترین موضوع پر قلم اٹھانے سے لگایا جاسکتا ہے

ھدایۃ النحو علم نحو کی وہ مشہور کتاب ہے جسے پاک و ہند میں عربی گرائمر کی نہایت مفید اور بنیادی کتاب کے طور پر مانا گیاہے ہر دور میں اہل علم نے اس کتاب کی مختصر اور مفصل شروحات لکھی ہیں اور ان سے استفادہ کیا گیا اور اب بھی کیاجارہا ہے تاہم آج کے اس عدیم الفرصتی اور علمی انحطاط کے دور میں ضرورت ایک ایسی شرح کی تھی جو نہایت عام فہم اور سلیس اردو زبان میں ہو جس میں مسائل نحویہ کو نہایت سہل انداز مختلف مثالوں کے ساتھ بیان کیا گیا ہو تاکہ طالب علم کے لئے علم نحو کے مسائل سمجھنے میں آسانی ہو موصوف کی اس شرح کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اہل علم کی اس ضرورت کو اس شرح میں کافی حد تک پورا کردیا گیا ہے ۔ اس شرح کا جدید طرز تعلیم و تدریس اور دلچسپ انداز تفہیم شوق رکھنے والے طلبہ اور اساتذہ کے لئے ایک نعمت غیر مترقبہ ہے

ایک بہت عمدہ خصوصیت اس شرح کی یہ نظر آئی کہ مسائل نحویہ سمجھانے کے ساتھ ساتھ عقائد اہل السنۃ والجماعۃ حنفی دیوبندی کو مثالوں میں کھول کھول کر بیان کیا ہے اساتذہ کرام اس شرح سے ضرور استفادہ کریں تاکہ طلبہ کے ذہنوں میں ابتداء ہی سے مسائل نحویہ کے ساتھ ساتھ عقائد حقہ میں رسوخ پیدا ہو نیز مسلک اہل حق کی ترویج ہو اور طلبہ دور جدید کے رنگ برنگ کے فتنوں سے محفوظ رہیں

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعاء ہے کہ رب کریم موصوف کی اس کاوش کو بار آور فرماوے طلبہ اور اساتذہ کو خوب خوب استفادہ کی توفیق بخشے اور ہم سب کی دنیا و آخرت کی نجات کا ذریعہ بناوے آمین

قاری محمد یعقوب وڑائچ
مدرس مدرسہ اشرف العلوم گوجرانوالہ
امام و خطیب جامع مسجد فاروقیہ
محلہ سلطانپورہ گوجرانوالہ

مکتوب مبارک مولانا حافظ مہر محمد صاحب میانوالوی دامت برکاتہم العالیۃ

مدیر جامعہ قرآن وسنت (بن حافظ جی) کنوینر پاکستان شریعت کونسل ضلع میانوالی

باسمہ تعالیٰ

عزیز محترم مولانا محمد سیف الرحمن قاسم صاحب زید فضلکم و طول عمرکم و بورک فی عملکم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ مزاج گرامی!

عرصہ ہوا آپ نے اپنی مایہ ناز پہلی کتاب مفتاح الصرف دی تھی۔ پھر سال سے زائد وقت ہوا ہے کہ اس سے ضخیم اساس المنطق حصہ اول اور ۵۰۰ صفحہ کی اساس المنطق حصہ دوم اس غرض سے دی کہ میں ان کو فنی حیثیت سے پڑھ کر نقد و تقریظ سے مزین کروں مگر افسوس کہ حادثہ کے بعد قوت حافظہ میں بھی بہت کمی آگئی اور مصروفیت' کسالت اور ضعف بدنی سد راہ بنتا رہا بہت معذرت خواہ اور نادم ہوں۔ اللہ معاف فرمائے والعذر عند کرام الناس مقبول۔

ہر کتاب کو فہرست سے بغور دیکھا اور جانچا کہیں اصل سے ملایا ماشاء اللہ خوب سے خوب تر ہے زمانہ کی جدت ہے۔ مزاج میں تلذذ آتا ہے علم میں نکھار عمل میں جذبہ اور عقیدہ میں پختگی حاصل ہوتی ہے۔ علم صرف کی بحثوں نے نے شافیہ مفصل اقتراح کا شیدائی بنا دیا۔ اور اساس المنطق میں نظری عقلی فنی اصولی مباحث میں فرضی مثالوں سے ہٹ کر واقعی ادبی فقہی کلامی روز مرہ کی حقیقی مثالوں نے علم عقائد اور مناظرانہ مباحث کا وہ مخفی خزانہ کھول دیا ہے کہ اہل منطق و فلسفہ سلم العلوم ملا حسن' قاضی' حمد اللہ اور صدرا و شمس بازغہ جیسی قدیم بلند پایہ کتابوں کو بے کار اور ان مباحث کو ان کا نعم البدل سمجھیں گے اگرچہ اختصار و اعتدال کی راہ مستقیم بہتر ہے۔

اس حیران کن جدت' ذہانت اور باطل کی شکست دیکھ کر میرا جی چاہتا ہے کہ دفاع صحابہ' تائید اہل سنت اور رد رفض و بدعت میں راقم نے جو ۱۵ کتابیں لکھی ہیں اسی طرز کا مقدمہ اور اصول کا مبادی ایک دو کتابوں پر آپ سے لکھواؤں کہ فن مناظرہ اجلا اور منقح ہوجائے۔ قرآن و سنت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اجمعین کے دشمنوں اور اہل بیت کے مخالفین کو دم مارنے کا موقعہ نہ ملے۔ دعاء ہے کہ اللہ تعالی آپ کی یہ ضخیم و جدید محنت قبول فرمائے۔ بیدہ الخیر

والسلام

مخلص مہر محمد

مدیر جامعہ قرآن وسنت بمقام بن حافظ جی

تحصیل و ضلع میانوالی

۱۰ شوال ۱۴۲۰ھ ۱۸ جنوری ۲۰۰۰ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تبصرہ بر کتاب اساس المنطق شرح تیسیر المنطق (حصہ اول)

آج کل دینی حلقوں میں منطق و فلسفہ سے بیزاری اور ان کی عدم افادیت کا عمومی ذہن پایا جانے لگا ہے اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ اس فن کی تدریس کے وقت چند گنی چنی مثالوں سے ہٹ کر اجراء نہیں کروایا جاتا جس کی وجہ سے فن میں دلچسپی پیدا نہیں ہوتی نہ ہی خارج میں اس کی افادیت ظاہر ہوتی ہے زیر نظر کتاب منطق کی مقبول عام ابتدائی کتاب " تیسیر المنطق " کی شرح ہے یہ اپنے انداز کی عجیب و غریب اور نادر شرح ہے اس میں منطق کے قواعد کا قرآنی آیات ' احادیث اور اکابر کے کلام سے اجراء کیا گیا ہے نیز منطق کا جو حقیقی مقصد تھا یعنی مسلک حق کا دفاع اور فرق باطلہ کے دلائل کا رد وہ اس میں بخوبی سمو دیا گیا ہے یوں علم منطق جو ایک بے جان اور تصوراتی قسم کا علم سمجھا جانے لگا تھا دوبارہ سے دلچسپ اور حقیقی فوائد کا حامل ہوگیا ہے اس انداز سے اگر فن منطق پڑھا اور پڑھایا جائے تو نہ صرف یہ کہ طلبہ کی علمی استعداد میں حیرت انگیز اضافہ ہوگا بلکہ انہیں اپنے عقائد سے واقفیت اور فرق باطلہ کے دلائل کی تردید کا صحیح طرز بھی آجائے گا گویا علم منطق اور علم کلام جمع ہو جائیں گے (اس کے بعد فاضل تبصرہ نگار نے مبتدی طلباء کے لئے اس کے اختصار کا مشورہ دیا چنانچہ اس کا خلاصہ ۸۰ صفحات میں تیسیر المنطق مع امثلہ جدیدہ کے نام سے شائع ہوچکا ہے) (ماہنامہ الفاروق کراچی ذو الحجہ ۱۴۱۷ھ)

تبصرہ بر کتاب اساس المنطق شرح تیسیر المنطق (حصہ دوم)

یہ علم منطق کی شہرہ آفاق اور داخل نصاب کتاب " تیسیر المنطق " کی مفصل شرح کا دوسرا حصہ ہے اس سے پہلے ان ہی صفحات پر اس کے پہلے حصے پر تبصرہ کی جاچکا ہے ۔ علم منطق کی افادیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا بشرطیکہ اس کو کتابوں تک محدود نہ رکھا جائے بلکہ روزمرہ کے واقعات میں پائی جانے والی خارجی مثالوں پر منطبق کرکے سمجھایا جائے اور ان چند معروف مثالوں پر اکتفاء کرنے کے بجائے اس کی تازہ بتازہ نت نئی مثالیں طلباء کے سامنے لائی جائیں اس کے بغیر یہ علم خشک اور محض نظریاتی نظر آتا ہے جس کا عملی زندگی سے کوئی تعلق نہیں اور ایسا ہونا اس علم کی غرض و غایت سے متضاد ہے زیر نظر شرح میں خاص بات یہی ہے کہ شارح نے ہر اصطلاح کو خارجی مثال دے کر سمجھایا ہے اور مثالوں کا انتخاب آیات و احادیث ' اہل بدعت مرزائیوں اور غیر مقلدین کے ساتھ اختلافات اور ملحدین و منکرین کے باطل نظریات سے کیا ہے اس طرز سے جہاں یہ علم زندہ و تابندہ ' دلچسپ اور مفید دکھائی دینے لگا ہے وہاں یہ شرح علم منطق کے ساتھ علم کلام کا بھی شاہ کار بن گئی ہے ہر سبق کے بعد جو تدریب دی گئی ہے وہ بڑے خاصے کی چیز ہے اگر اساتذہ اس سے استفادہ کرکے پڑھائیں اور طلباء کے سامنے اسی طرز پر اصطلاحات فن کا اجراء کروائیں تو علمی استعداد میں حیرت انگیز انقلاب پیدا ہوسکتا ہے تمام تر کتاب فنی مہارت کا لازوال ثبوت اور قابل رشک مظاہرہ ہے ایک اور خاص بات یہ ہے کہ اس کی سطر سطر سے اسلاف کے ساتھ عقیدت و محبت ٹپکتی ہے لفظ لفظ سے مذہب و مسلک کے عالمانہ دفاع کا رنگ جھلکتا ہے ہماری رائے یہ ہے کہ اگر اسے علم منطق و کلام کے احیاء و تجدید کا ذریعہ کہا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا بلا شبہ شارح اساتذہ و طلباء کی طرف سے شکریے اور ماہرین و متعلقین کی طرف سے داد تحسین کے مستحق ہیں الی ان قال امید ہے کہ یہ اس فن میں سنگ میل ثابت ہوگی ۔

(ماہنامہ الفاروق کراچی ذو القعدہ ۱۴۱۸ھ)